سلیس بامحاورہ جدید ترجمہ

تاریخ طبری اردو

اردو ترجمہ

تاریخ الاُمم والمُلوک

علامہ ابی جعفر محمد بن جریر طبریؒ

دارالاشاعت

اُردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان 2213768

اردو
تاریخ طبری

سلیس بامحاورہ جدید ترجمہ

تاریخ طبری اردو

اردو ترجمہ

تاریخ الامم والملوک

جلد ششم

خلافت ہارون رشید

تا

خلافت واثق باللہ

۱۸۱ ھجری تا ۲۳۲ ھجری

علامہ ابی جعفر محمد بن جریر طبریؒ

ترجمہ

سید محمد ابراہیم ایم۔اے ندوی

تسہیل، تشریح وعنوانات

مولانا محمد اصغر مغل

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

دارالاشاعت

اردو بازار ایم اے جناح روڈ

کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی
کمپوزنگ : محمد زید مغل
طباعت : ۲۰۰۳ء حسان پرنٹنگ پریس، کراچی۔
ضخامت : ۴۷۲ صفحات

ملنے کے پتے

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
کشمیر بک ڈپو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
ادارہ اسلامیات موہن چوک اردو بازار کراچی
ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ 437-B دیٹ روڈ لسبیلہ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

تاریخ طبری

جلد ششم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلافت ہارون الرشید

جس جمعہ کی رات کو ان کے بھائی موسیٰ الہادی نے انتقال کیا اُسی رات کو رشید ہارون بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس کی خلافت کے لئے بیعت ہوئی، جس روز رشید منصب خلافت پر فائز ہوئے ان کی عمر بائیس سال کی تھی اکیس سال بھی بیان کی گئی ہے ان کی ماں یمن کے مقام جرش کی رہنے والی خیزران نام کی چھوکری تھی یہ ۱۴۵ ہجری میں ذوالحجہ کے اختتام سے تین روز قبل رے کے مقام پر منصور کے عہد خلافت میں پیدا ہوئے تھے برامکہ یہ کہتے ہیں کہ ہارون یکم محرم ۱۴۹ ہجری کو پیدا ہوئے تھے کیونکہ فضل بن یحییٰ ان سے سات دن بڑا تھا اور وہ ۱۴۸ ہجری کے مقام پر ماہ ذی الحجہ کے اختتام سے سات روز قبل پیدا ہوا تھا۔

فضل کی ماں زینب بنت منیر رشید کی دودھ پلانے والی مقرر کی گئی رشید نے فضل کیساتھ زینب کا اور فضل نے رشید کے ساتھ خیزران کا دودھ پیا جس رات ہادی کا انتقال ہوا اُسی رات کو ہرثمہ بن اعین نے ہارون الرشید کو باہر لا کر بیعت کے لیے دربار میں بٹھایا اور ہارون نے یحییٰ بن خالد بن برمک کو قید سے رہا کر کے اپنے پاس بلایا یہی رات تھی جس میں ہادی نے یحییٰ اور ہارون کے قتل کر دینے کا پکا ارادہ کر لیا تھا یحییٰ حاضر ہوا اسے وزیر مقرر کیا گیا اس نے یوسف بن القاسم بن صبیح میر منشی کو طلب کر کے اسے فرامین لکھنے کا حکم دیا۔

یوسف کی تقریر

دوسرے دن صبح کو تمام فوجی عہدہ دار دربار میں حاضر ہوئے یوسف نے کھڑے ہو کر تقریر کی اس میں حمد وثناء کے بعد نہایت خوبی سے ہادی کی موت ہارون کی خلافت اور اس حکم کا جو انھوں نے لوگوں کو عطایا دینے کے متعلق دیا تھا اعلان کیا۔ اس موقع پر یوسف نے جو تقریر کی تھی وہ یہاں نقل کی جاتی ہے۔

"تمام تعریفیں اللہ بزرگ و برتر کے لیے ہیں اور رحمت وسلامتی اس نبی ﷺ پر ہو۔ اے اہلبیت نبوت خلافت اور رسالت اور اے اس حکومت کے انصار اور اعوان اور فرمان بردار جماعت، یاد رہے کہ اللہ نے اپنے فضل و احسان سے تم کو جو بے شمار نعمتیں ہمیشہ کے لیے عطا فرمائیں ہیں ان میں اس کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اس نے تمھیں اتحاد و اتفاق دیا تمہاری بات بلند کر دی تمہارے بازو قوی کر دیئے، تمہارے دشمن کو کمزور کر دیا اور اس تحریک کو جو حق وصداقت پر مبنی تھی غالب کیا اور تم سے اللہ نے یہ کام لے کر تمہاری عزت افزائی کی اور اللہ بیشک قوی اور غالب ہے اس طرح تم اللہ کے برگزیدہ دین کے انصار بنے اور اللہ کی شمشیر برہنہ کے

ذریعے سے تم نے اہل بیت کی حمایت کی اور تمہارے ذریعے سے اللہ نے ان کو ظالموں غداروں قاتلوں اور مسلمانوں کے مال کو غصب کر کے حرام کھانے والوں کے پنجے سے نجات دلائی ان نعمتوں کو یاد کر کے تم اللہ کا شکر ادا کرو اور اس بات سے آگاہ رہو کہ اگر تم نے اپنے طرز عمل کو بدلا اللہ بھی اپنے سلوک کو بدل دے گا اللہ نے اپنے خلیفہ موسیٰ الہادی کو اپنے پاس بلا لیا اور ان کے ولی عہد ستودہ صفات رشید اب تمہارے امیر المومنین ہیں جو بہت ہی مہربان اور رحیم ہیں وہ تمہارے نیک کردار کا بدلہ دینگے اور تمہارے قصوروار کو معاف کریں گے اللہ اپنی نعمتوں سے ان کو بہرہ اندوز کرتا رہے اس منصب خلافت کی ان کے لئے حفاظت کرے اور ان کو اپنے دوستوں اور فرماں برداروں کی طرح دوست رکھے ہم اپنی طرف سے یہ وعدہ کرتے ہیں کہ وہ تمہارے ساتھ شفقت اور نرمی کا معاملہ کریں گے استحقاق کے مطابق تمہارے عطایا تم کو دیں گے اور ان مقررہ عطایا کے علاوہ وہ خلفاء کے حق کا جو روپیہ سرکاری خزانوں میں جمع ہے اس میں سے بطور مدد معاش اتنی رقم ماہانہ اضافہ دیں گے۔ مدد معاش کی وجہ سے تمہاری مقررہ عطا میں کوئی کمی نہ کی جائیگی اور نہ یہ رقم اس میں سے آئندہ وضع ہوگی اس کے بعد جو روپیہ بچے گا اسے ملک کے مختلف حصوں میں پیش آنے والے حوادثات کیلئے اس وقت تک جمع رکھیں گے جب تک وافر آمدنی سے سلطنت کا مالیہ اپنی سابقہ خوشحالی پر نہ آ جائے چونکہ اللہ عز وجل نے تمہارے متعلق امیر المومنین کے حسن رائے میں تجدید کی اور ان کو تمہارا خلیفہ بنا کر تم پر احسان عظیم کیا ہے اس لئے اب تم اللہ کی حمد اور اس احسان عظیم پر اس کا شکر ادا کرو کیونکہ شکر ازدیادِ نعمت کا باعث ہوتا ہے اور اللہ سے امیر المومنین کی درازی عمر اور ان کی خوش بختی کی دعا مانگو تا کہ تم ان سے بہرور ہو سکو اور اب خلوص نیت سے انکی بیعت کرنے کے لئے اٹھو اللہ ہر سمت سے تمہاری حفاظت اور اعانت کرے گا اور تمہارے ذریعہ سے (تمہارے ہاتھوں) تمام معاملات درست کرائے گا اور وہ اپنے نیک بندوں کی طرح تم سے حسن سلوک کرے گا۔

رشید کے پاس خلافت اور بیٹا پیدا ہونے کی اطلاع

محمد بن ہشام المخزومی بیان کرتا ہے کہ موسیٰ کی وفات کے بعد یحییٰ بن خالد رشید کے پاس آیا وہ اس وقت ازار پہنے بغیر لحاف میں پڑے سو رہے تھے یحییٰ نے امیر المومنین بول کر ان کو بیدار کیا رشید نے کہا تمہیں ہر وقت میری خلافت کی سوجھتی ہے کب تک اسطرح تم مجھے پریشان کرتے رہو گے تم جانتے ہو کہ یہ شخص میرا کیسا دشمن ہے اگر اس کی خبر ہوگئی تو بتاؤ کہ وہ میری کیا درگت کرے گا یحییٰ نے کہا اب پریشان ہونے کی ضرورت نہیں یہ دیکھو موسیٰ کا وزیر حرانی موجود ہے اور یہ اس کی مہر خلافت ہے یہ سن کر رشید اپنے بستر پر اٹھ بیٹھے اور انہوں کہا تم مجھے مشورہ دو کہ میں کیا کروں ابھی یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ ایک دوسرا چوبدار حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ آپ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے رشید نے کہا کہ میں نے اس کا نام عبداللہ رکھ دیا اور اب پھر انہوں نے یحییٰ سے کہا کہ مجھے مشورہ دو یحییٰ نے کہا کہ آپ فوراً اس کے ارمنی گھوڑے پر سوار ہو جائیں رشید نے کہا میں نے یہ بات مانی اور میرا یہ بھی ارادہ ہے کہ میں اس کی پشت پر صبح کی نماز

عیسا باد میں پڑھوں اور ظہر کی نماز بغداد میں پڑھوں گا نیز یہ کہ ابی عصمہ کا سر ابھی میرے سامنے پیش کیا جائے۔

ابو عصمہ کا قتل

رشید فوراً بستر سے اٹھے کپڑے پہنے اور روانہ ہو گئے صبح کی نماز سواری پر پڑھی ابو عصمہ کو اپنے سامنے قتل کرا کے اس کے سر کو ایک نیزے کے سرے پر بندھوایا اور اسے اسی طرح لئے ہوئے بغداد آئے اس کے قتل کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک دن رشید اور جعفر بن موسیٰ الہادی گھوڑوں پر سوار سیر کے لئے جا رہے تھے جب یہ عیسا باد کے کسی پل کے قریب پہنچے تو ابو عصمہ نے مڑ کر ہارون سے کہا کہ تم ٹھہرو اور ولی عہد بہادر کو پہلے گذر جانے دو ہارون نے کہا جناب والا نے جو حکم دیا ہے میں اس کی بجا آوری کرتا ہوں ہارون اپنی جگہ ٹھہر گئے اور جعفر پہلے گذر گیا چنانچہ یہی واقعہ ابو عصمہ کے قتل کا سبب ہوا۔

انگوٹھی کی تلاش

بغداد آتے ہوئے جب ہارون پل کی کرسی پر آئے تو انھوں نے غوطہ زنوں کو طلب کیا اور یہ بات بیان کی کہ مہدی نے مجھے ایک انگوٹھی دی تھی جس کی قیمت ایک لاکھ دینار تھی اور اسے جبل کہتے تھے اسے پہنے ہوئے میں ایک دن اپنے بھائی سے ملنے گیا ان سے مل کر واپس جا رہا تھا کہ سلیم الاسود مجھ سے اسی مقام پر ملا اور اس نے کہا کہ امیر المومنین آپ کو حکم دیتے ہیں کہ یہ انگوٹھی میرے حوالے کریں میں نے اس کو اسی جگہ دریا میں پھینک دیا تھا۔
غوطہ زنوں نے اُسے ڈھونڈ نکالا اس کے ملنے سے ہارون بے حد مسرور ہوئے۔

جعفر کا ولی عہد کے عہدے سے بری ہونا

ہادی نے رشید کو ولی عہدی سے علیحدہ کر کے اپنے بیٹے جعفر کو ولی عہد بنا لیا تھا اس وقت عبداللہ بن مالک ہادی کا کوتوال تھا' ان کے مرنے کے بعد ہی اسی رات کو خزیمہ بن خازم اپنے پانچ ہزار مسلح موالی لے کر جعفر پر چڑھ دوڑا اور اس نے جعفر کو اس کے بستر پر جا دبایا اور کہا کہ یا تو تم اپنی ولی عہدی سے دست بردار ہو جاؤ ورنہ تمہیں قتل کر دیتا ہوں دوسرے دن صبح سویرے تمام لوگ جعفر کے آستانے پر حاضر ہوئے خزیمہ اسے لے کر سامنے آیا اور اس نے اسے محل کے بالا خانے پر کھڑا کیا اس وقت تمام دروازے بند تھے جعفر نے سب کے سامنے آ کر اعلان کیا کہ اے مسلمانو! جس کی گردن پر میری بیعت کی ذمہ داری ہے میں اسے اس سے بری الذمہ قرار دیتا ہوں خلافت میرے چچا ہارون کا حق ہے میرا اس میں کوئی حق نہیں۔

پیدل حج

عبداللہ بن مالک کے نمدوں پر حج کے لیے پیادہ جانے کی وجہ یہ تھی کہ جب اس نے حلف کے کفارے کے متعلق جو اس نے جعفر کی بیعت کر کے اپنے اوپر عائد کیا تھا فقہاء سے فتویٰ پوچھا تو انہوں نے کہا کہ تمام دوسری قسموں کا کفارہ یہیں ہو سکتا ہے لیکن اس سے عہدہ برآ ہونے کی صرف یہی ایک صورت ہے کہ پیدل حج کیا جائے اسی وجہ سے وہ پیدل حج کرنے گیا۔
خزیمہ کی اس کارروائی سے رشید کے دل میں اس کی وقعت پیدا ہو گئی اور اسے بڑا رسوخ حاصل ہو گیا موسیٰ کے

انتقال کے دن چونکہ رشید ابراہیم الحرانی اور سلام الابرش سے ناراض تھے انھوں نے حکم دیا کہ ان دونوں کو قید کر دیا جائے اور ان کی تمام جائداد ضبط کر لی جائے ابراہیم یحییٰ بن خالد کے پاس اس کے گھر میں قید تھا محمد بن سلیمان نے ہارون سے اس کی سفارش کی کہ آپ اس کی خطا معاف کر دیں اور اسے رہا کر دیں اور میں اسے اپنے ساتھ بصرہ لیے جاتا ہوں ہارون نے اس درخواست کو منظور کر لیا۔

اس سال رشید نے عمر بن عبد العزیز العمری کو مدینہ رسول اللہ ﷺ کی ولایت سے برطرف کر کے اس کی جگہ اسحاق بن سلیمان بن علی کو مقرر کر دیا۔

محمد بن ہارون کی پیدائش

اس سال محمد بن ہارون الرشید پیدا ہوا۔ یہ اس سال شوال ختم ہونے سے تیرہ روز قبل بروز جمعہ کو پیدا ہوا۔ مامون اس سے پہلے اسی سال نصف ماہ ربیع الاول میں جمعہ کی رات کو پیدا ہوا تھا اس سال رشید نے یحییٰ بن خالد کو وزیر مقرر کیا اور کہا کہ میں اپنے اوپر سے اس ذمہ داری کو اُتار کر تمام رعایا کے معاملات تمہارے سپرد کرتا ہوں تم اپنی صوابدید پر کام کرنا جسے مناسب سمجھنا مقرر کرنا جسے مناسب سمجھنا برطرف کر دینا اور اپنی رائے سے تمام امور سلطنت طے کرنا انہوں اپنی مہر بھی اس کے حوالے کر دی چنانچہ خیزران تمام امور کی دیکھ بھال کرتی تھی یحییٰ تمام معاملات اس کے سامنے پیش کرتا اور اسی کی رائے کے مطابق حکم نافذ کرتا۔

اس سال ہارون نے حکم دیا کہ ذوی القربیٰ کے سہام تعین کیے جائیں اور پھر ان کے مطابق انھوں نے وراثت کو بنی ہاشم میں برابر برابر تقسیم کیا۔ نیز اس سال انھوں نے ان سب لوگوں کو عام معافی دے دی جو کسی خطا کی وجہ سے بھاگے ہوئے یا روپوش تھے البتہ زندیقوں کو جن میں یونس بن فردہ اور یزید بن الفیض تھے معاف نہیں کیا طالبین میں سے طباطبا ظاہر ہوئے یہ ابراہیم بن اسماعیل اور علی بن الحسن بن ابراہیم بن عبداللہ بن الحسن ہیں۔ اس سال رشید نے سرحدوں کو جزیرہ اور قنسرین کی ماتحتی سے علیحدہ کر کے ان کو ایک آزاد ادارہ بنایا اور اسکا نام عواصم رکھا۔ اس سال ابو سلیم فرج ایک ترک خادم کے ذریعے سے طرسوس آباد کیا گیا اور لوگ اس میں جا بسے۔

حج

اس سال الحق بن سلیمان الہاشمی مدینہ کا والی تھا عبید اللہ بن قثم مکہ اور طائف کا عامل تھا موسیٰ بن عیسیٰ کوفہ کا والی تھا اور اس کی طرف سے اس کا بیٹا عباس بن موسیٰ کوفے پر اس کا نائب تھا۔ بصرہ، بحرین، عمان، فرض، یمامہ اور فارس کا والی محمد بن سلیمان بن علی تھا۔

۱۷۱ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال ابو العباس الفضل بن سلیمان الطوسی خراسان سے مدینۃ السلام واپس آیا جس وقت یہ مدینۃ السلام

آیا اس وقت مہر خلافت جعفر بن محمد بن الاشعث کے پاس رہتی تھی اب رشید نے اسے جعفر سے لے کر ابوالعباس کے سپرد کر دیا مگر کچھ ہی مدت کے بعد ابوالعباس نے وفات پائی رشید نے مہر خلافت یحییٰ بن خالد کے سپرد کر دی اس طرح دو وزارتیں یحییٰ کے سپرد ہو گئیں۔

اس سال رشید نے ابو ہریرہ محمد بن فروخ کو قتل کر دیا، یہ جزیرہ کا والی تھا ہارون ابو حنیفہ حرب بن قیس کو اسکی گرفتاری کے لیے بھیجا وہ اسے ہارون کے پاس مدینۃ السلام لے آیا اور قصر الخلد میں اسے قتل کر دیا گیا۔

اس سال ہارون کے حکم سے طالبین مدینۃ السلام سے خارج البلد کر کے مدینہ بھیجے گئے البتہ عباس بن حسن عبداللہ بن علی بن طالب کو رہنے دیا گیا اس کا باپ حسن بن عبداللہ بھی مخروجین میں تھا۔ اس سال فضل بن سعید الحروری نے خروج کیا۔ ابوالخالد المروروذی نے اسے قتل کر دیا۔ اس سال روح بن حاتم افریقہ آیا اس سال ماہ رمضان میں خیزران حج کے ارادے سے مکہ گئی اور اس نے حج کے زمانے تک وہیں قیام کیا اور پھر فریضہ حج ادا کیا' اس سال عبدالصمد بن علی بن عبداللہ بن العباس کی امارت میں حج ہوا۔

۱۷۲ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال رشید مرج القلعہ اس خیال سے گئے کہ وہاں کسی عمدہ جگہ کا اپنے قیام کے لیے انتخاب کریں یہ خیال اس لیے پیدا ہوا کہ مدینۃ السلام کی آب و ہوا ان کے موافق نہ رہی اور اسی وجہ سے وہ مدینۃ السلام کو بخار کہنے لگے تھے وہ مرج القلعہ جا کر بیمار پڑ گئے اور واپس چلے آئے۔

اس سال رشید نے یزید بن مزید کو ارمینیا کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ عبید اللہ بن المہدی کو مقرر کیا۔ اس سال سلیمان بن علی کی قیادت میں موسم گرما کا جہاد ہوا۔ اور یعقوب بن ابی جعفر المنصور کی امارت میں حج ہوا۔ اس سال ہارون نے اس عشر کو معاف کر دیا جو اہل سواد سے نصف پیداوار لینے کے بعد لیا جاتا تھا۔

۱۷۳ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

محمد کے ترکہ پر ہارون کا قبضہ

اس سال محمد بن سلیمان نے بصرہ میں جمادی الآخر کی بالکل آخری تاریخوں میں انتقال کیا' اس کے مرنے کے ساتھ ہی رشید نے اس کے تمام مال متروکہ پر قبضہ کرنے کے لیے سرکاری عمال بھیجے چنانچہ نقد روپے پر قبضہ کرنے کے لیے خودان کے خزانہ کے نگران کی طرف سے ایک شخص بھیجا گیا' اسی طرح لباس، فرش، غلہ، چوپائے (یعنی گھوڑے

اور اونٹ) عطریات، جواہر اور دوسرے اسباب اور سامان معیشت پر قبضہ کرنے کے لیے اسی شعبے کا ایک ایک عہدے دار مدینۃ السلام سے بصرہ بھیجا گیا ان عہدہ داروں نے بصرہ آ کر اپنے اپنے شعبے کی ہر شئے پر جو محمد نے بطور ترکہ چھوڑی تھی اور جو خلافت کے زیبا تھی قبضہ کر لیا انھوں نے صرف کاٹھ کباڑ چھوڑ دیا۔

چھ کروڑ نقد ملے، دوسری اشیاء کیا ساتھ یہ رقم بھی کشتیوں پر بار کی گئی۔ جب ان کشتیوں کی آمد کی اطلاع رشید کو ہوئی تو انھوں نے حکم دیا کہ زر نقد کے علاوہ اور تمام دوسری چیزیں سرکاری توشہ خانہ میں داخل کر دی جائیں نقد رقم کے متعلق انھوں نے یہ کیا کہ اپنے مصاحبین اور ندیموں کو بڑی بڑی رقموں کے چیک لکھوا کر دے دیئے گویوں کو بھی چیک دے مگر وہ اتنی چھوٹی رقموں کے متعلق کہ سیاہیہ میں ان کا اندراج نہیں کیا گیا ان چیکوں کو انھوں نے اپنی رائے سے لوگوں کو دیدیا انھوں نے اپنے اپنے وکیل بھیجکر چیکوں کے مطابق وہ تمام نقد رقم وصول کر لی اور اس میں سے ایک دینار یا درہم بھی سرکاری خزانے میں داخل نہیں ہوا اسی طرح انھوں نے محمد کی اس جائداد غیر منقولہ رشید نام کو جو اہواز میں واقع اور بہت سیر حاصل تھی اپنے صرف خاص میں شامل کر لیا۔

اس کے توشہ خانے میں اس کے عہد طفولیت کے کپڑوں سے لے کر اس کے زمانہ وفات تک کے کپڑے موجود تھے' جو تحائف سندھ، مکران، کرمان، فارس، اہواز، یمامہ، رے اور عمان سے اس کے پاس آئے تھے جن میں ہر قسم کا خشک میوہ، روغنیات، مچھلیاں، غلّے پنیر وغیرہ شامل تھے اس کے ہاں سے برآمد ہوئے ان میں سے اکثر خراب ہو چکے تھے جعفر اور محمد کے مکان سے پانچ سو مرتبان سڑی ہوئی چیزوں سے بھرے ہوئے راستے پر پھینکدیئے گئے۔ تھے جو سب کے لیے پریشانی کا سبب ہو گئے تھے کہ ان بدبو کی وجہ سے کوئی شخص مربد سے گزر نہیں سکتا تھا۔

خیزران کا انتقال

اس سال ہارون اور ہادی کی ماں خیزران نے وفات پائی' یحییٰ بن حسن اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ جس روز خیزران نے انتقال کیا یہ ۱۷۳ ہجری کا واقعہ ہے میں نے رشید کو اس حال میں دیکھا وہ ایک سعید یہ جبہ پہنے اُوپر سے ایک پرانی نیلگوں طیلسان اوڑھے ہوئے تھے جو ان کی کمر سے بندھی ہوئی تھی اور ننگے پاؤں تابوت کا پایہ پکڑے کیچڑ اور مٹی میں چلے جا رہے تھے اسی طرح وہ قریش کی ہڑوار آئے اپنے دونوں پاؤں دھوئے پھر موزہ پہن کر اس کی نماز جنازہ پڑھی اور قبر میں اترے جب مقبرہ سے باہر آئے تب ان کے لیے کرسی رکھی گئی جس پر وہ اب بیٹھ گئے فضل بن ربیع کو بلایا اور مہدی کے حق کی ایسی قسم جسے وہ بہت ہی خاص وقت پر ذکر کرتے تھے کھا کر کہا کہ میں ہر شب ارادہ کرتا تھا کہ تم کو کوئی اہم منصب دوں یا تمہارے ساتھ کچھ اور سلوک کروں مگر میری ماں مجھے اس سے روکتی تھی اور میں اس کے حکم پر عمل کرنے کے لئے چپ ہو جاتا تھا اب میں مہر خلافت تمہارے حوالے کرتا ہوں تم اسے جعفر سے لے لو۔

فضل بن ربیع اسماعیل بن صبیح سے کہنے لگا چونکہ میں ابوالفضل کی عزت کرتا ہوں اس لیے اس بارے میں اُسے خود لکھنا اور اس طرح مہر لینا تو مناسب نہیں سمجھتا کیا بہتر ہوتا کہ وہ خود ہی بھیج دیتے۔

فضل نفقات عامہ اور خاصہ کا مہتمم مقرر کیا گیا نیز بادوربا اور کوفہ کے پانچوں پرگنے اسے سپرد کر دیے گئے ۱۸۷ھ تک اس کا عروج برابر بڑھتا گیا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ محمد بن سلیمان اور خیزران کا ایک ہی دن انتقال ہوا تھا، اس سال رشید نے جعفر بن

محمد بن الاشعث کو خراسان سے واپس طلب کر کے اس کی جگہ اس کے بیٹے عباس بن جعفر بن محمد بن الاشعث کو خراسان کا والی مقرر کیا۔

حج

اس سال ہارون کی امارت میں حج ہوا بیان کیا گیا ہے کہ انھوں نے مدینۃ السلام سے احرام باندھ لیا تھا۔

۱۷۴ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال شام میں فرقہ ورانہ ہنگامہ برپا ہوا رشید نے اسحٰق بن سلیمان الہاشمی کو سندھ اور مکران کا والی مقرر کیا اور امام ابو یوسف کو قاضی مقرر کیا۔ اس وقت ان کے باپ بقید حیات تھے اس سال روح بن حاتم نے انتقال کیا۔ رشید بافردیٰ اور بازبدیٰ گئے بافردیٰ میں انھوں نے ایک محل تعمیر کیا عبدالملک بن صالح کی قیادت میں موسم گرما کا جہاد ہوا۔ ہارون الرشید کی امارت میں حج ہوا۔ یہ پہلے مدینہ گئے وہاں انھوں نے بہت سی دولت تقسیم کی چونکہ اس سال مکہ میں ہیضہ ہو گیا تھا اس لیے وہ مکہ میں آٹھویں ذی الحجہ کو پہنچے اور سعی اور طواف کر کے چلے آئے وہاں قیام پذیر نہیں ہوئے۔

۱۷۵ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

رشید نے اپنے بیٹے محمد کو مدینۃ السلام میں اپنے بعد اپنا ولی عہد مقرر کیا اور اس کے لئے تمام عہدیداروں اور فوج سے باقاعدہ بیعت لی امین نام رکھا اس وقت امین کی عمر پانچ سال تھی۔

امین کی بیعت

فضل بن یحییٰ بن خالد کا مولیٰ روح بیان کرتا ہے کہ میں نے دیکھا کہ عیسیٰ بن جعفر فضل بن یحییٰ کے پاس آیا عیسیٰ نے اس سے کہا میں تم سے خدا کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں کہ تم میرے بھانجے یعنی محمد بن زبیدہ بنت جعفر بن المنصور کی ولی عہدی کے لیے بیعت کرالو وہ تمہاری اولاد کے برابر ہے اس کی خلافت تمہاری خلافت ہے فضل نے اس کا وعدہ کر لیا اور اب اس نے اس معاملے پر توجہ شروع کی چونکہ اب تک رشید کا ولی عہد نہ تھا اس وجہ سے بنی عباس کے کچھ لوگ خلافت پر نظر رکھتے تھے اسی وجہ سے جب رشید نے امین کے لیے بیعت لی تو ان لوگوں نے امین کی کم سنی کی وجہ سے اس تجویز کو ناپسند کیا۔

مگر محمد بن الحسین بن مصعب نے یہ بیان کیا ہے کہ جب فضل بن یحیٰ خراسان گیا تو اس نے وہاں بہت دولت تقسیم کی اور فوج کو متواتر کئی تنخواہیں دیں اس کے بعد اس نے محمد رشید کی بیعت کا لوگوں پر اظہار کیا سب نے اس کی بیعت کی اور امین اس کا نام قرار دیا جب رشید کو اس کی اطلاع ہوئی کہ تمام مشرق نے اس کی بیعت کر لی تو اب انہوں نے بھی محمد کی ولیعہدی کے لیے بیعت لی اور اس کے لئے تمام سلطنت میں احکام نافذ کیے جس کی بنا پر ہر جگہ بیعت ہوگئی۔

اس سال رشید نے عباس بن جعفر کو خراسان کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ اپنے ماموں عظر یف بن عطا کو مقرر کیا اس سال یحیٰ بن عبداللہ بن حسن ویلم گیا اور وہاں اس نے شورش برپا کی اس سال عبدالرحمٰن بن مالک بن صالح موسم گرما میں جہاد کے لئے گیا اور اقریطیہ تک جا پہنچا مگر واقدی کہتا ہے کہ اس سال عبدالملک بن صالح جہاد کے لئے گیا تھا اس مہم میں شدت برفباری سے مسلمانوں کے ہاتھ پاؤں رہ گئے اس سال ہارون الرشید کی امارت میں حج ہوا۔

۱۷۶ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

رشید نے فضل بن یحیٰ کو علاقہ جبال، طبرستان، دنباوند، قومس، آرمینیا اور آذربائجان کا گورنر مقرر کیا۔ اس سال یحیٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب نے ویلم میں خروج کیا۔

یحیٰ کا خروج

ابوحفص الکرمانی نے بیان کیا کہ یحیٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب کے متعلق پہلی اطلاع یہ ملی کہ اس نے ویلم میں خروج کیا ہے اس کی طاقت اور شوکت بہت بڑھ گئی ہے بہت سے اضلاع اور شہروں کے باشندے اس کی طرف جھک پڑے ہیں اس خبر سے رشید بہت غمگین ہوئے اس زمانے میں انہوں نے نبیذ بھی نہیں پی انہوں نے فضل بن یحیٰ کو پچاس ہزار فوج کے ساتھ یحیٰ کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا فضل کے ہمراہ تمام بڑے سپہ سالار تھے نیز انہوں نے فضل کو اضلاع، جبال، رے، جرجان، طبرستان، قومس، دنباوند اور رویاں کا والی بھی مقرر کر دیا اور کافی دولت اُسے دی فضل نے ان اضلاع کو اپنے سپہ سالاروں میں تقسیم کر دیا اس نے مثنیٰ بن الحجاج بن قتیبہ بن مسلم کو طبرستان کا والی مقرر کیا اور علی بن الحجاج الخزاعی کو جرجان کا والی بنایا اسے پانچ لاکھ درہم دیئے اس نے نہر بین پر پڑاؤ ڈالا شعراء نے اس کی تعریف میں قصیدے لکھے اس نے بیش بہا صلے اور انعام ان کو دیئے اکثر لوگوں نے شعر کے

ذریعہ اس تک رسائی حاصل کی اس نے بھی ان کو خوب دولت دی۔

فضل یحیٰی کے مقابلے میں

اب خود فضل بن یحیٰی اس مہم پر روانہ ہوا اس نے امیر المومنین کے دربار میں منصور بن زیاد کو اپنا نائب بنایا، یہ فضل کی تمام عرضداشتیں رشید کی خدمت میں پیش کر کے ان کے جوابات اسے ارسال کر دیتا تھا چونکہ منصور برامکہ کا پرانا دوست اور رفیق تھا اس لیے وہ سب اپنے معاملات میں اس پر اور اس کے بیٹے پر پورا اعتماد رکھتے تھے' اب فضل اپنی چھاؤنی سے روانہ ہوا رشید ہر خط میں اسے لطف واحسان اور انعام واکرام کی ہدایت کرتے تھے۔

فضل نے یحیٰی سے خط وکتابت شروع کی اپنے خطوط میں نہایت نرم لہجہ اختیار کیا اس کی خوشامد کی اسے اللہ کا واسطہ دیا انجام سے ڈرایا اور مشورہ دیا کہ تم اپنی اس معاندانہ روش کو ترک کر دو تو تمہارے ساتھ بہت حسن سلوک کیا جائے گا۔

یحیٰی کا بغاوت سے رجوع

فضل طالقان رے اور دستبیٰ کے علاقہ میں اشب نامی ایک مقام میں ٹھہرا وہاں نہایت شدید سردی پڑی اور برفباری ہوئی یہ پیش قدمی کیے بغیر اسی مقام پر ٹھہرا رہا اور یہاں سے اس نے یحیٰی کو متواتر خطوط لکھے نیز ویلم کے رئیس کو اس معاملہ میں لکھا کہ میں کہ میں تم ایک کروڑ درہم دوں گا تم اپنے علاقہ سے یحیٰی کو خارج کر دو' بلکہ فضل نے یہ رقم اس کے پاس بھیج دی' یحیٰی نے مصالحت قبول کی اور اپنے آپ کو اس کے حوالے کر دینے پر اس شرط پر آمادگی ظاہر کی کہ رشید اپنے ہاتھ سے ایک پرچہ پر امان کا وعدہ لکھ کر اسے بھیج دیں فضل نے رشید کو لکھا اس سے رشید بہت خوش ہو اا اور ان کی نظر میں فضل کی عزت اور بڑھ گئی' انھوں نے یحیٰی بن عبداللہ کے لیے معافی نامہ لکھا اس پر تمام فقہاء قضاۃ' بنی ہاشم کے اعیان اور اکابر مثلاً عبدالصمد بن علی' عباس بن محمد' محمد بن ابراہیم موسیٰ بن عیسیٰ اور ان کے ہم مرتبہ دوسرے عمائد کی شہادت ثبت کی نیز اس کے ساتھ بہت سے خلعت اور انعام جنس ونقد کی شکل میں بھیجے فضل نے یہ سب کچھ یحیٰی کے پاس بھیج دیا۔

یحیٰی فضل کے پاس آ گیا اور فضل اسے بغداد لے آیا یہاں رشید اس سے بہت اچھی طرح پیش آئے اس کی تعظیم وتکریم کی اور بہت زیادہ دولت اُسے یکمشت دے دی۔ اور بڑی مقدار میں اس کی مدد معاش مقرر کر دی' چند روز تو اس نے یحیٰی بن خالد کے مکان میں بسر کیے اس کے بعد رشید نے ایک بہت پر تکلف مکان اس کے قیام کے لیے دیا۔ اس کے بجائے کہ وہ یحیٰی کا انتظام کسی دوسرے کے سپرد کرتے خود رشید ہی اس کی ہر بات کے کفیل تھے۔ یحیٰی کے مکان سے چلے جانے کے بعد انھوں نے تمام لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اس کی ملاقات اور سلام کے لیے اس کے پاس جائیں اسی کے ساتھ رشید نے حد سے زیادہ فضل کا اعزاز اور اکرام کیا۔

فضل کی تعریف میں قصیدے

مروان بن ابی حفصہ اور ابوثمامہ الخطیب نے اس سلسلہ میں فضل کی تعریف میں قصیدے لکھے فضل نے ابوثمامہ کو خلعت کے علاوہ ایک لاکھ درہم نقد دیے ابراہیم نے اس قصیدے کو راگ میں بٹھا کر گایا۔

عبداللہ بن موسیٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسنؓ بیان کرتا ہے کہ جب یحییٰ بن عبداللہ دیلم سے آئے تو میں ان سے ملنے گیا وہ اس وقت علی بن ابی طالب کے مکان میں مقیم تھے میں نے ان سے کہا اے چچا جان نہ آپ کے بعد اب کوئی خبر دے گا اور نہ میرے بعد کوئی خبر سنے گا بہتر ہے کہا آپ مجھے اپنے معاملے کی حقیقت سے آگاہ کریں انھوں نے کہا اللہ کی قسم میری مثال حیی بن اخطب کے ان اشعار کے مصداق تھی۔

لعمرك ما لام ابنُ اخطب نفسه
ولكنه من يخذل الله يخذل
يجاهد حتى ابلغ النفس جهدها
وقلقل يبغي العزّ كل مقلقل

(ترجمہ) تیری عمر کی قسم ابن اخطب نے کوئی ایسی بات نہیں کی جو اس کے لیے عار کا سبب ہو مگر کیا کیا جائے جس کی مدد اللہ نہ کرے وہ بے یار و مددگار رہ جاتا ہے اس نے طلب مجد و عزت میں نہ کوئی کسر اٹھا رکھی اور نہ کوئی جتن باقی چھوڑا۔

یحییٰ کو زہر دینے کا واقعہ

نوفلیوں کے ایک بزرگ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ عیسیٰ بن جعفر سے ملنے گئے وہ اس وقت تک تکیوں پر جو ایک دوسرے پر ان کے لیے رکھے گئے تھے کھڑے تھے اور کسی بات کو یاد کر کے خود بخود ہنس رہے تھے۔ ہم نے اس کی وجہ دریافت کی کہنے لگے آج مجھے اس قدر خوشی ہوئی ہے جو کبھی نہ ہوئی تھی ہم نے کہا اللہ جناب والا کی خوشی میں اور اضافہ کرے کہنے لگے میں چاہتا ہوں کہ مسند پر بیٹھے بغیر کھڑے ہوئے اس واقعہ کو بیان کر دوں میں آج امیر المومنین رشید کی خدمت میں گیا تھا انھوں نے یحییٰ بن عبداللہ کو طلب کیا وہ فولادی بیڑیاں پہنے قید خانے سے حاضر کیا گیا بکار بن عبداللہ بن مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن الزبیر بھی ان کی خدمت میں حاضر تھا بکار آلِ ابی طالب کا شدید دشمن تھا اور ہمیشہ ہارون سے اس کی شکایت کیا کرتا تھا اسی وجہ سے ہارون نے اسے مدینہ کا گورنر مقرر کر کے اسے آلِ ابی طالب پر سختیاں کرنے کی ہدایت کی تھی۔

جب یحییٰ کو آواز دی گئی تو رشید نے ہنستے ہوئے اس سے کہا کہ آیئے آیئے یہ تو اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ ہم نے اسے زہر دے دیا ہے یحییٰ نے کہا دعویٰ کا کیا مطلب یہ دیکھو میری زبان کا کیا حال ہے اس نے اپنی سبز شدہ زبان باہر نکالی جو آبلوں سے پر تھی اسے دیکھ کر رشید کا رنگ متغیر ہو گیا اور ان کا غضب اور بڑھ گیا۔

یحییٰ اور ہارون الرشید کی مجلس میں زبیری کا معاملہ

اس رنگ کو دیکھ کر اب یحییٰ نے منت سماجت شروع کی اور کہا امیر المومنین ہم آپ کے قریبی عزیز ہیں ترک یا دیلم نہیں ہیں ہم اور آپ ایک ہی خاندان سے ہیں میں آپ کو رسول اللہ ﷺ سے اپنی قرابت کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس قید اور عذاب سے مجھے رہا کریں یہ سن کر ہارون کا دل تو نرم ہوا مگر اس زبیری نے رشید سے بڑھ کر کہا امیر المومنین اس کی نرم اور عاجزانہ باتوں میں نہ آیئے یہ باغی نافرمان ہے اور اس کی یہ تمام گفتگو مکر اور خبث نیت پر

بنی ہے اسی نے ہمارے شہر مدینہ میں بغاوت برپا کر کے اسے ہمارے رہنے کے قابل نہ رکھا۔

اس گفتگو کو سن کر یحییٰ کو طیش آ گیا اس نے امیر المومنین سے اجازت لیے بغیر زبیری سے کہا اللہ تمہیں سمجھائے تم ہو کون تمہارے لیے میں نے مدینہ کو نا قابل سکونت بنا دیا کیا خوب! زبیری نے کہا امیر المومنین سن لیجئے جب آپ کے سامنے اس کی یہ گفتگو ہے تو آپ کی غیر موجودگی میں تو یہ کیا کچھ نہ کہے گا ہماری اہانت کے لیے یہ کہتا کہ تم کیا ہو یحییٰ نے اسے خطاب کر کے کہا ہاں ٹھیک کہتا ہوں تم ہو کون اللہ مدینہ کو تم سے بچائے' عبداللہ بن الزبیر مہاجر تھے یا رسول اللہ ﷺ، تو ہوتا کون ہے کہ کہہ سکے کہ ہمارے مدینہ کو ہمارے لیے نا قابل سکونت بنا دیا گیا' میرے آباء اور ان کے آبا کی وجہ سے تمہارا باپ ہجرت کر کے مدینہ آیا تھا'

اب اس نے رشید کو خطاب کر کے کہا امیر المومنین اصل میں تو اہل عزت ہم اور آپ ہیں اگر ہم نے آپ کے خلاف خروج کیا تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ تم نے تو اپنا پیٹ بھر لیا اور ہمیں بھوکا چھوڑ دیا۔ تم نے تو کپڑے پہنے اور ہمیں ننگا رہنے دیا تم تو سواریوں پر بیٹھ گئے اور ہمیں پیدل رہنے دیا ہم آپ کے مقابلہ پر اپنے خروج کی یہ تاویل کر سکتے ہیں اور آپ بھی ہمیں اس وجہ سے موردالزام قرار دے سکتے ہیں تو یہ برابرا کی چوٹیں ہیں عوض معاوضہ ہو گیا اس کے بعد یہ یقینی بات ہے کہ امیر المومنین ضرور اپنے قریبی اعزا پر فضل اور احسان کریں گے مگر سوال یہ ہے کہ یہ اور ان جیسے دوسرے فرد مایہ اشخاص کو یہ کیسے جراءت ہوئی کہ وہ آپ کے گھر والوں پر زباں درازیاں کریں اور آپ سے ان کی چغلخوری کرتے رہیں بخدا یہ ہماری شکایت آپ کی خیر خواہی کی نیت سے نہیں کرتا بلکہ جس طرح یہ آپ سے ہماری چغلخوری کرتا ہے اسی طرح ہمارے پاس آ کر بغیر ہماری بھلائی کی نیت کے آپ کی چغلخوری ہم سے کرتا ہے مطلب یہ ہے کہ ہمارے اور آپ کے تعلقات خراب ہوں اور ہم میں سے جو بھی برباد ہو اسے بغلیں بجانے کا موقع ملے' امیر المومنین خدا کی قسم! جب میرا بھائی محمد بن عبداللہ مارا گیا تو یہ میرے پاس تعزیت کے لیے آیا اور اس نے کہا کہ اس کے قاتل پر اللہ کی لعنت ہو نیز اس نے بیس شعروں کا مرثیہ مجھے سنایا اور یہ بھی کہا کہ اگر خلافت کے لیے تم جدو جہد کرو تو میں سب سے پہلے تمہارے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لیے تیار ہوں اور یہ کہ بصرہ کیوں نہیں چلتے ہم بالکل تمہارے ساتھ ہیں۔

یہ سن کر زبیری کا رنگ متغیر ہو کر سیاہ پڑ گیا ہارون نے کہا سنتے ہو یہ کیا کہہ رہا ہے اس کا کیا جواب ہے اس نے کہا امیر المومنین یہ جھوٹا ہے میں نے ایک حرف بھی اس قسم کا اس سے نہیں کہا' ہارون نے یحییٰ بن عبداللہ سے کہا وہ مرثیہ سنا سکتے ہو جو اس نے محمد کا کہا تھا اس نے کہا ابھی سن لیجئے اور سنا دیا۔ زبیری کہنے لگا امیر المومنین اس خدائے واحد کی قسم جس کے سوا کوئی دوسرا معبود نہیں جو کچھ اس نے کہا اس میں سے کوئی بات نہیں ہوئی اور نہ میں نے یہ قصیدہ لکھا۔ اپنے اس قول کی شہادت کے لیے اس نے ایک طویل جھوٹی قسم کھائی ہارون نے یحییٰ سے کہا سنو اس نے تو اپنے انکار پر قسم کھائی ہے کیا ایسے گواہ ہیں جنھوں نے یہ مرثیہ اس کی زبانی سنا ہو؟

یحییٰ نے کہا امیر المومنین ایسے گواہ تو نہیں ہیں مگر آپ مجھے اجازت دیں کہ میں جس طرح چاہوں اس سے حلف لوں' ہارون نے کہا اچھا تم حلف لو اس نے زبیری سے کہا ہوں قسم کھاؤ ''اگر میں نے یہ مرثیہ کہا ہو تو میں اللہ کی طاقت اور قوت کی حمایت سے نکل کر اپنی طاقت اور قوت کے سپرد ہوتا ہوں'' زبیری نے کہا امیر المومنین یہ کیا حلف ہے جو مجھ سے یہ لینا چاہتا ہے میں پہلے ہی خدائے واحد کی قسم کھا چکا ہوں اب یہ مجھ سے ایسے الفاظ ادا کرانا چاہتا ہے جس کے مفہوم ہی سے میں آگاہ نہیں ہوں' یحییٰ بن عبداللہ کہنے لگا امیر المومنین اگر یہ سچا ہے تو اسے اس طرح قسم کھانے میں

کیوں تردد ہے ہارون نے زبیری سے کہا کیوں قسم نہیں کھاتے حلف اٹھاؤ' زبیری نے کہا" میں اللہ کی طاقت وقوت کی حمایت سے نکل کر اپنی طاقت اور قوت کے سپرد ہوتا ہوں' اتنا کہتے ہی وہ کانپنے لگا اور کہنے لگا امیر المومنین اس قسم کا کیا مطلب ہے جو یہ مجھ سے ادا کرا رہا ہے میں تو پہلے ہی سب سے بڑی شئی یعنی خدائے بزرگ و برتر کی قسم کھا چکا ہوں' ہارون نے کہا اب تو اسی طرح قسم کھانا پڑے گی ورنہ میں سمجھوں گا کہ وہ سچا ہے اور پھر تمہیں اس کی سزا دوں گا اب اس نے کہا" اگر میں نے محمد کا مرثیہ لکھا ہو تو میں اللہ کی طاقت اور قوت کی حمایت سے نکل کر اپنی قوت وطاقت کے سپرد ہوتا ہوں" یہ حلف اٹھا کر وہ ہارون کے پاس سے اٹھ کھڑا ہوا۔ باہر نکلتے ہی اسے فالج ہوا اور اسی وقت وہ مر گیا' یہ واقعہ بیان کر کے عیسیٰ بن جعفر کہنے لگا مجھے خوشی اس بات کی ہوئی کہ زبیری اور یحییٰ کے درمیان جو واقعہ پیش آچکا تھا اسے یحییٰ نے بلاکم وکاست حرف بحرف سچ بیان کر دیا۔

زبیری کی موت کی وجہ

البتہ بنی زبیر بکار کی موت کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اس کی بیوی نے جو عبدالرحمٰنؓ بن عوف کی اولاد میں سے تھی اُسے قتل کر دیا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اس کے باوجود کہ وہ اپنے خاوند کو چاہتی تھی پھر بھی اس نے اس پر ایک باندی رکھ لی اس وجہ سے وہ اس کی دشمن ہوگئی' اس نے بکار کے دو زنگی غلاموں سے کہا یہ تمہیں فاسق قتل کر دینا چاہتا ہے نیز اس نے ان کو کچھ دے کر ہموار کر لیا اور کہا کہ تم دونوں اس کے قتل کرنے میں میری مدد کرو وہ راضی ہو گئے' بکار سو رہا تھا یہ اس کے حجرے میں ان دونوں غلاموں کو لے گئی وہ دونوں اس کے منہ پر بیٹھ گئے اور دم گھٹنے کی وجہ سے وہ مر گیا اس کے بعد اس عورت نے ان دونوں کو اتنی نبیذ پلائی کہ بستر کے پاس ہی ان کو قے ہوگئی پھر اس نے ان کو باہر نکال دیا اور اپنے مقتول خاوند کے سرہانے ایک بوتل رکھ دی' صبح کو اس کے تمام اعزا جمع ہوئے تو اس کی بیوی نے کہا کہ نشہ سے اس کا دماغ متاثر ہوا اس بے ہوشی میں اس کے حلق میں ایسا پھندا پڑا کہ سانس رک گیا اور وہ مر گیا' ان دونوں غلاموں کو پکڑ کر جب خوب پیٹا گیا تو انھوں نے اقرار کیا کہ ہم نے اس کی بیوی کے حکم سے اسے قتل کیا ہے' اس شہادت کے بعد اس کی بیوی کو گھر سے نکال دیا گیا۔ اور متوفی کے مال متروکہ میں سے اسے کوئی ورثہ نہیں دیا گیا۔

یحییٰ کا انتقال

جس روز رشید نے یحییٰ بن عبداللہ بن حسن کو اپنے سامنے بلایا اس روز قاضی ابوالبختری اور محمد بن الحسن ابو یوسف کے دوست بھی وہاں موجود تھے رشید نے وہ عہد امان منگوایا جو انھوں نے یحییٰ سے کیا تھا اور محمد بن الحسن سے پوچھا کہ اس عہد نامہ کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے کیا یہ صحیح ہے' محمد بن الحسن نے کہا بے شک یہ صحیح ہے اس میں کوئی قانونی کمزوری نہیں ہے رشید اس سے حجت کرنے لگے محمد نے کہا یہ امان تو ایک طرف رہا اگر وہ لڑا ہوتا اور پھر اس نے پیٹھ پھیری ہوتی تب بھی وہ مامون تھا۔ اس فتویٰ کی وجہ سے رشید محمد بن الحسن سے دل برداشتہ ہو گئے اس کے بعد انھوں نے ابوالبختری سے کہا تم اس تحریر کو غور سے پڑھ کر اپنی رائے دو اس نے کہا یہ عہد نامہ فلاں فلاں وجوہ کی بنیاد پر ناقص ہے۔ اسے سن کر رشید نے کہا میں نے تم کو قاضی القضاۃ مقرر کیا تم بے شک اس عہد نامہ کی قانونی حیثیت سے زیادہ واقف ہو پھر انھوں نے اسے پھاڑ کر پرزے پرزے کر دیا اور ابوالبختری نے اس پر تھوک دیا۔

بکار بن عبداللہ بن مصعب اس وقت دربار میں موجود تھا اس نے یحییٰ بن عبداللہ کو مخاطب کر کے اس کے منہ

پر کہا تو نے ہمارے اتحاد کو توڑ دیا تو جماعت سے علیحدہ ہو گیا تو نے ہماری مشترکہ بات کی مخالفت کی تو نے ہمارے خلیفہ کو برباد کرنے کا ارادہ کیا' یحییٰ نے کہا تم پر اللہ کی رحمت ہو تم ہوتے کون ہو؟ رشید اپنی ہنسی ضبط نہ کر سکے اور خوب ہنسے یحییٰ کھڑا ہوا کہ پھر جیل جائے مگر رشید نے اس سے کہا پلٹ آؤ اور حاضرین دربار سے مخاطب ہو کر کہا تم لوگ دیکھ رہے ہو اب تک بیماری کے آثار اس میں موجود ہیں اگر یہ مرجاتا تو لوگ یہی کہتے کہ ہم نے اسے زہر دے دیا یحییٰ نے کہا بیشک میں تو جب سے قید ہوا ہوں مسلسل بیمار چلا آ رہا ہوں اور اس قید سے پہلے بھی میں بیمار تھا اس واقعہ کے ایک ماہ بعد ہی یحییٰ نے انتقال۔

مشہور خطیب عبداللہ بن العباس بن الحسن بن عبیداللہ بن العباس بن علی بیان کرتا ہے کہ ایک دن میں اور میرے باپ رشید سے ملنے کے لیے ان کے دربار میں موجود تھے اس روز اس قدر سپاہی اور عہدیدار وہاں تھے کہ ہم نے کسی دوسرے خلیفہ کی بارگاہ پر ان سے پہلے یا بعد اتنا مجمع نہیں دیکھا اب فضل بن الربیع باہر آیا اور اس نے میرے باپ سے کہا کہ اندر چلیے تھوڑی دیر کے بعد وہ پھر آیا اب اس نے مجھ سے کہا کہ چلیے میں اندر گیا جب میں ان کے قریب پہنچا تو میں نے دیکھا کہ وہ ایک عورت سے باتیں کر رہے ہیں میرے باپ نے مجھے اشارے میں یہ بات کہی کہ وہ نہیں چاہتے کہ آج کوئی آئے مگر حاضرین دربار کی کثرت دیکھ کر میں نے بطورِ خاص تمہارے لیے اجازت لی تا کہ جب لوگ تمہیں اس طرح اندر آتا ہوا دیکھیں گے ان کے دلوں میں تمہاری عزت اور وقعت ہوگی، ہمیں دربار آئے تھوڑی دیر گزری تھی کہ فضل بن الربیع نے اندر آ کر رشید سے عرض کیا کہ عبداللہ بن مصعب الزبیری حاضر ہے اور اجازت کا طلبگار ہے رشید نے کہا مگر میں تو آج کسی سے بھی ملنا نہیں چاہتا۔ فضل نے کہا وہ کہتا ہے کہ میں ایک خاص بات امیر المومنین سے کہنا چاہتا ہوں' رشید نے کہا کہ تم اس سے جا کر کہو کہ وہ تم سے کہہ دے' فضل نے کہا میں نے پہلے ہی یہ اس سے کہا تھا مگر اس نے کہا کہ میں صرف امیر المومنین ہی سے بیان کروں گا رشید نے کہا اچھا بلا لو فضل اسے بلانے گیا اور اب وہ پھر اسی عورت سے باتیں کرنے لگے میرے والد میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اسے کچھ کہنا نہیں ہے وہ صرف حاضرین کو یہ جتانا چاہتا ہے کہ ہمیں امیر المومنین نے کسی خصوصیت کی وجہ سے نہیں بلایا بلکہ یہ کہ ہم بھی ان سے کچھ عرض کرنے آئے ہیں جس طرح کہ وہ اب آ رہا ہے۔

یحییٰ اور زبیری کا مباہلہ

اتنے میں زبیری اندر آ گیا اور اس نے کہا امیر المومنین میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں انھوں نے کہا کہو اس نے کہا وہ راز کی بات ہے رشید نے کہا عباس سے کوئی بات راز نہیں یہ سن کر میں دربار سے جانے کے لیے اٹھا رشید نے کہا اے میرے دوست تم سے بھی کوئی بات راز نہیں میں اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ رشید نے زبیری سے کہا کہو کیا بات ہے اس نے کہا امیر المومنین اللہ کی قسم مجھے آپ کے لیے آپ کی بیوی کی طرف سے آپ کی بیٹی سے آپ کی اس باندی سے جو آپ کے ساتھ سوتی ہے اور اس خدمتگار سے جو آپ کو کپڑے پہناتا ہے اور ان عہدیداروں کی طرف سے جو دنیا کے مقابلہ میں آپ سے بہت دور کا واسطہ رکھتے ہیں خطرہ ہے۔

میں نے دیکھا رشید کا رنگ متغیر ہو گیا انھوں نے کہا اچھا کہو پھر کیا ہے اس نے کہا یحییٰ بن عبداللہ کی دعوت میرے پاس آئی ہے اور جب میری اس کی عداوت کے باوجود یہ تحریک مجھ تک پہنچی ہے تو ضرور آپ کے آستانے پر کوئی

شخص ایسا باقی نہ ہوگا جو آپ کی مخالفت کے لیے اس کے ساتھ نہ ہوگیا ہوگا' رشید نے کہا کیا یہ بات تم اس کے منہ پر کہہ سکتے ہو اس نے کہا جی ہاں رشید نے حکم دیا کہ یحییٰ کو حاضر کیا جائے وہ حاضر ہوا زبیری نے اس کے روبرو وہی بات دوبارہ بیان کی' یحییٰ نے کہا امیر المومنین' اگر یہ بات ایسے شخص کے متعلق کہی جاتی جو آپ سے بہت ہی کم مرتبہ کا ہوتا اور ایسے شخص کے بارے میں کہی جاتی جس کے اعوان اور انصار میرے انصار کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہوتے تو بھی اب ایسی صورت میں کہ آپ مجھ پر پوری طرح قابو پا چکے ہیں میں آپ کی دسترس سے نہیں بچ سکتا تھا اس کے علاوہ کہ میں بالکل بے بس اور مجبور ہوں یوں میں آپ کا قریبی عزیز ہوں بہتر یہ کہ آپ میرے معاملہ میں جلد بازی نہ فرمائیں بلکہ مہلت دیں ممکن ہے کہ آپ کو میرے خلاف اپنے ہاتھ اور زبان سے کام ہی لینا نہ پڑے اور اس کے بغیر ہی آپ میرے معاملہ سے عہدہ برآ ہو جائیں نیز یہ ممکن ہے کہ یہ شخص ایسے طریقے پر جسے آپ نہیں جانتے آپ سے قطع رحمی کرانا چاہتا ہو' تھوڑی دیر توقف فرمایئے میں آپ کے سامنے اس سے مباہلہ کرتا ہوں۔

رشید نے کہا عبداللہ اگر تم مباہلہ کے لیے تیار ہو تو کھڑے ہو جاؤ اور نماز پڑھ لو پہلے خود یحییٰ نے کھڑے ہو کر قبلہ رو جلدی جلدی دو رکعت نماز پڑھی پھر عبداللہ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر یحییٰ دوزانو بیٹھا اور عبداللہ سے کہا کہ تم بھی اسی طرح بیٹھو پھر یحییٰ نے اپنا دایاں ہاتھ اس کے دائیں ہاتھ میں ڈال کر کہا اے اللہ اگر یہ بات تیرے علم میں آچکی ہے کہ میں نے عبداللہ بن مصعب کو اس شخص (اس نے اپنا ہاتھ رشید پر رکھا اور اشارہ بھی کیا) کی مخالفت میں دعوت دی ہے تو مجھے اپنے عذاب سے ہلاک کر دے اور مجھے میری طاقت وقوت کے سپرد کر دے ورنہ تو عبداللہ کو اُس کی اپنی طاقت وقوت کے سپرد کرا اور اسے اپنے عذاب سے ہلاک کر دے آمین اے رب العالمین عبداللہ نے بھی کہا آمین۔

اب یحییٰ بن عبداللہ نے عبداللہ بن مصعب سے کہا کہ جس طرح میں نے ان جملوں کو ادا کیا ہے تم بھی اسی طرح کہو چنانچہ عبداللہ نے کہا اے اللہ! اگر تیرے علم میں یہ بات آچکی ہے کہ یحییٰ بن عبداللہ نے مجھے اس شخص کی مخالفت میں شرکت کی دعوت نہیں دی تو مجھے تو میری طاقت وقوت کے سپرد کر دے اور اپنے عذاب سے مجھے ہلاک کر دے ورنہ اسے اسکی طاقت وقوت کے سپرد کرا اور اپنے عذاب سے اسے ہلاک کر آمین اے رب العالمین۔

عبداللہ کا یحییٰ کے والد کو بلوانا

اس گفتگو کے بعد دونوں الگ ہو گئے یحییٰ کو پھر قید خانے لیجانے کا حکم دیا وہ قصر کے ایک سمت میں قید کر دیا گیا جب وہ اور عبداللہ بن مصعب دربار سے چلے گئے تو رشید نے میرے والد سے کہا کہ میں نے اس کے ساتھ یہ کیا اور یہ کیا انھوں نے اپنے احسانات بتائے اس پر میرے باپ نے اس کی سفارش میں خود اپنی جان کے خوف سے غیر موثر سے ایک دو کلمے کہہ دیئے' رشید نے ہمیں دربار برخاست کرنے کا حکم دیا ہم پلٹ آئے میں حسب عادت اپنے باپ کا سیاہ لباس اتارنے لگا میں انکا بکلوس کھول رہا تھا کہ غلام نے آکر کہا کہ عبداللہ بن مصعب کا آدمی حاضر ہے' میرے باپ نے کہا بلا لو وہ اندر آیا میرے والد نے پوچھا کیوں آئے ہو کہنے لگا میرے مالک نے خدا کے واسطے آپ سے درخواست کی ہے کہ آپ اسی وقت ان کے پاس آئیں' میرے والد نے کہا ان سے جا کر کہو اس وقت تک امیر المومنین کی خدمت میں حاضر تھا ابھی آیا ہوں خود آنے سے معذور ہوں مگر میں اپنے بیٹے عبداللہ کو تمہارے پاس بھیجتا ہوں جو چاہو اس سے کہو تم جاؤ یہ تمہارے پیچھے ہی آتا ہے۔

اس کے جانے کے بعد انھوں نے مجھ سے کہا کہ اس نے مجھے اس لیے بلایا ہے کہ جو جھوٹا حلف اس نے اٹھایا ہے اس میں میں کچھ اس کی مدد کروں حالانکہ اگر میں ایسا کروں تو گویا میں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی قرابت کا کوئی لحاظ یا خیال نہیں رکھا اور اسے قطع کر دیا اور اگر اس کی مخالفت کروں تو وہ میری امیر المومنین سے شکایت کرے گا' قاعدہ ہے کہ لوگ مصیبت کے وقت اپنی اولاد کو ذریعہ نجات بناتے ہیں تم جاؤ اور جو بات وہ کہے اس کا صرف یہ جواب دو کہ میں اپنے والد سے جا کر کہتا ہوں میں تمہیں بھیج تو رہا ہوں مگر مجھے تمہارے متعلق اندیشہ ضرور ہے۔

جب عبداللہ بن مصعب وغیرہ کے جانے کے بعد ہم دیر تک رشید کی خدمت میں رکے رہے اور پھر پلٹ کر آنے لگے تو اس وقت میرے والد نے مجھ سے یہ بات کہی تھی کہ کیا تم نے اس غلام کو نہیں دیکھا جو ایوان میں عقب سے نکل کر یکا یک سامنے آ گیا تھا، اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ میں سمجھتا ہوں کہ ہم ابھی ایوان سے باہر بھی نہ ہوئے ہوں گے کہ اس نے یحییٰ کا کام تمام کر دیا ہوگا اور عبداللہ بن مصعب کو اب ہماری بھی فکر ہوگی۔

عبداللہ بن مصعب کا انتقال

میں اس کے آدمی کے ساتھ اپنے گھر سے چلا کچھ راستہ طے کرنے کے بعد جب کہ میں اپنے اس طرح اس کے پاس جانے پر پریشان سا تھا میں نے اس کے غلام سے پوچھا کہو تو اس کا کیا خیال ہے اور کیوں اس نے اس وقت میرے والد کو بلوایا ہے اس نے کہا جب وہ ڈیوڑھی سے آئے تو اپنے گھوڑے سے اترتے ہی زور زور سے پکارنے لگے' میں نے اس کی اس بات پر مطلقاً کوئی توجہ نہیں کی اور اسے کوئی وقعت نہیں دی جب ہم کوچے کے کنارے پہنچے یہ چاروں طرف سے بند تھا غلاموں نے دونوں پھاٹک کھولے وہاں پہنچتے ہی ہم نے دیکھا کہ عورتیں بال بکھیرے ڈوریوں سے گات باندھے اپنے منہ پیٹ رہی ہیں اور واویلا کر رہی ہیں معلوم ہوا کہ عبداللہ بن مصعب ختم ہو چکا اس منظر کا میرے دل پر بڑا اثر ہوا اور میں نے اپنے گھوڑے کی باگ اپنے گھر کیطرف موڑی اور اس قدر تیزی سے گھر کیطرف گھوڑا بھگایا جس کا اتفاق مجھے آج تک اس دن سے پہلے یا بعد نہیں ہوا چونکہ میرے والد میری وجہ سے فکر مند تھے اس وجہ سے تمام غلام خدمتگار اور شاگرد پیشہ ڈیوڑھی پر میرے لیے چشم براہ تھے مجھے دیکھتے ہی وہ دوڑتے ہوئے میرے والد کے پاس گئے انھیں میرے آنے کی اطلاع کی وہ خود محض قمیص پہنے اور لنگی باندھے خوفزدہ مجھے لینے بڑھے اور گھبرا کر بلند آواز میں پوچھا خیر ہے میں نے کہا وہ مر گیا کہنے لگے اس اللہ کا شکر ہے جس نے اسے ہلاک کر دیا اور تمہیں اور ہمیں اس کی طرف سے ہمیشہ کے لیے مطمئن کر دیا۔

ابھی ان کی بات پوری بھی نہیں ہوئی تھی کہ رشید کے خدمتگار نے حاضر ہو کر کہا کہ امیر المومنین فرماتے ہیں کہ ابھی آپ اور یہ دونوں ان کی خدمت میں حاضر ہوں' جب ہم رشید کی خدمت کی جا رہے تھے تو میرے والد نے راستے میں مجھ سے کہا کہ یحییٰ پر اللہ کی رحمت ہو اگر اس کے گھر والے اس کے نبی ہونے کا دعویٰ کریں تو یہ دعویٰ صحیح ہوگا اب تو وہ اللہ کے پاس ہوگا کیونکہ بخدا مجھے یقین ہے اسے قتل کر دیا گیا۔

ہارون الرشید کے دربار میں یحییٰ زندہ موجود تھا!

ہم رشید کے پاس آئے دیکھتے ہی انھوں نے کہا اے عباس بن الحسن کچھ خبر ہے کہ کیا ہوا؟ میرے والد نے کہا امیر المومنین اس خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے امیر المومنین کو قطع رحمی کے ارتکاب سے بچا لیا اور اسے اس کے کذب

بیانی کے جرم میں ہلاک کر دیا رشید کہنے لگے نہیں جی بخدا وہ تو زندہ اور سلامت ہے پردہ اٹھایا گیا۔

یحییٰ اندر آیا اسے دیکھ کر میرے والد کھو گئے دوسری طرف اسے دیکھتے ہی رشید نے للکارا اے ابو محمد تمہیں معلوم ہے کہ اللہ نے تمہارے سرکش دشمن کو ہلاک کر دیا' یحییٰ نے کہا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے میرے دشمن کے کذب کو امیر المومنین پر آشکارا کر دیا اور قطع رحمی سے بچالیا امیر المومنین بخدا اگر حقیقت یہ ہوتی کہ میں خلافت کا طالب یا اس کا خواہشمند ہوتا تو بھلا مجھ پر کیا گذرتی' میں درحقیقت نہ خلافت کا طالب ہوں نہ اس کا امیدوار اگر مجھے یہ بات معلوم ہوتی کہ صرف عبداللہ بن مصعب کے ذریعہ میں اس کے حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکتا ہوں اور اس وقت دنیا میں صرف ہم تین آدمی ہیں' میں وہ اور آپ تب بھی میں آپ کے خلاف ان کی مدد حاصل نہیں کرتا' اس کے بعد اس نے فضل بن الربیع کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ آپ کی مصیبتوں میں ایک یہ ہے اس شخص کا یہ حال ہے کہ اگر آپ اس سے دس ہزار درہم دیں اور پھر اس سے میرے ساتھ صرف ایک کھجور زیادہ ملنے کی توقع ہو تو وہ ضرور آپ کو بیچ ڈالے' رشید کہنے لگے مگر اس عباسی کے حق میں علاوہ خیر کے اور دوسری بات نہ کہنا' رشید نے اسے اس روز ایک لاکھ دینار دیئے وہ چند ہی روز قید رہا تھا۔

ابو یونس نے بیان کیا ہے کہ اس مرتبہ کی قید کو شامل کر کے رشید نے یحییٰ کو تین مرتبہ قید کیا تھا اور چار لاکھ دینار اسے دیئے۔

اس سال شام میں نزاری اور یمانی قبائل عرب کے درمیان فرقہ وارانہ نزاع ہوئی' اس وقت ابوالہیذام نزاری عربوں کا سرغنہ تھا۔

شام میں نزاری اور یمانی عربوں کی جنگ

جس وقت شام میں یہ فتنہ رونما ہوا اس وقت موسیٰ بن علی حکومت کا عامل تھا اس جھگڑے میں طرفین کے کئی ہزار آدمی مارے گئے رشید نے موسیٰ بن یحییٰ بن خالد کو شام کی ولایت سپرد کی اور کئی فوجی اور ملکی عہدیدار فوج کی ایک معقول تعداد اس کے ساتھ کی موسیٰ کے شام آتے ہی فریقین نے اپنے معاملہ کو صالح بن علی الہاشمی کے فیصلہ پر موقوف کر دیا۔ موسیٰ شام میں ٹھہر گیا اس نے اہل شام کے درمیان صلح وصفائی کرادی فتنہ دب گیا سب معاملات ٹھیک ہو گئے اس کی اطلاع رشید کو مدینۃ السلام میں ہوئی رشید نے بانیان فساد کے معاملہ کو یحییٰ کے سپرد کر دیا کہ وہ اپنی صوابدید کے مطابق جو چاہے ان سے سلوک کرے مگر اس نے ان کو اور ان کی غیر آئینی کارروائیوں کو معاف کر دیا اور انھیں بغداد بلا لیا۔

اس سال رشید نے غطریف بن عطا کو خراسان کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ حمزہ بن مالک بن ہیثم الخزاعی کو مقرر کیا' عروس حمزہ کا لقب تھا نیز اس سال انھوں نے جعفر بن یحییٰ بن خالد بن برمک کو مصر کا والی مقرر کیا اور جعفر نے عمر بن مہران کو مصر کا گورنر بنایا۔

جعفر کی ولایت مصر

عمر بن مہران کو مصر کا گورنر بنانا

جب رشید کو معلوم ہوا کہ مصر کا عامل موسیٰ بن عیسیٰ بغاوت پر تیار ہے تو کہنے لگے بخدا میں اپنے ایک سب سے زیادہ منحوس اور خسیس شخص کو مصر کا گورنر مقرر کروں گا ایسا کوئی شخص ہمارے ہاں موجود ہو تو اس کی نشاندہی کی جائے لوگوں نے عمر بن مہران کا نام لیا یہ اس وقت تک خیزران کی سرکار میں ایک منشی تھا اس نے خیزران کے علاوہ کسی دوسری جگہ ملازمت ہی نہیں کی' یہ بھینگا نہایت بدشکل تھا بہت ہی معمولی کپڑے پہنتا تھا اس کی خساست کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ اس کا جُبہ جو اس کے لباس میں سب سے ارفع ہوتا دو تیس درہم مالیت کا ہوتا تھا۔ اس کے تمام کپڑے تنگ اور کوتاہ ہوتے تھے آستین بھی چھوٹی رکھتا تھا سواری خچر تھی جس کی ایک باگ ڈور تھی اور ایک فولادی لگام تھی اپنے غلام کو اپنے پیچھے ہی بٹھا لیتا' رشید نے اسے بلا کر اسے مصر کا گورنر مقرر کر دیا۔ اس نے کہا امیر المومنین میں ایک شرط پر اس خدمت کو قبول کرتا ہوں انھوں نے پوچھا وہ کیا ہے اس نے کہا وہ یہ کہ اس عہدہ پر رہنا یا اس سے علیحدہ ہونا میرے اختیار میں رہے تاکہ جب میں اس علاقہ کا انتظام درست کر دوں تو واپس چلا آؤں' رشید نے یہ شرط منظور کر لی اور اب وہ مصر روانہ ہو گیا۔

موسیٰ کا حقارت سے مصر چھوڑنا

اس کے والی مصر ہونے کی خبر موسیٰ بن عیسیٰ کو مصر میں ہو گئی وہ اس کا منتظر رہا عمر بن مہران اس طرح مصر آیا کہ وہ خود ایک خچر پر سوار تھا اور سامان کے خچر پر اس کا غلام سوار تھا مصر آتے ہی یہ سیدھا موسیٰ بن عیسیٰ کے محل پر گیا وہاں دربار لگا ہوا تھا یہ سب سے آخر میں بیٹھ گیا جب سب لوگ اٹھ گئے تو موسیٰ نے اس سے کہا اے شیخ کچھ کہنا چاہتے ہیں اس نے کہا جی ہاں اللہ امیر کو شاد کام رکھے پھر اس نے سرکاری مراسلے لیجا کر اس کے حوالے کیے موسیٰ نے کہا اچھا تو ابو حفص ہے اللہ اسے سلامت رکھے عمر نے کہا میں ابو حفص ہوں موسیٰ نے پوچھا تمہارا نام عمر بن مہران ہے اس نے کہا ہاں موسیٰ کہنے لگے فرعون پر اللہ کی لعنت ہو کیا یہی مصر ہے جس کی حکومت پر اسے ناز تھا۔ یہ کہہ کر اس نے اپنی خدمت کا جائزہ اس کے حوالے کر دیا اور مصر سے چلا گیا۔

تحائف اور مالگزاری وصول کرنے کا طریقہ

عمر بن مہران نے اپنے غلام ابو دُرّہ کو ہدایت کی کہ ان تحائف کے جو علاوہ تھیلیوں میں رکھ سکیں اور کوئی ہدیہ سواری کا جانور لونڈی یا غلام قبول نہ کرنا چنانچہ جب لوگ اسے تحائف بھیجتے تو وہ ہر قسم کی کھانے کی چیزوں اور خشک و تر میووں کو رد کر دیتا تھا البتہ نقد روپیہ اور کپڑے قبول کرتا اور ان کو عمر کی خدمت میں پیش کر دیتا عمر نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ وہ ان نذرانوں پر ان کے دینے والوں کے نام لکھ کر ان کو محفوظ کر دیتا اب اس نے مالگزاری کی وصولیابی شروع کی' مصر میں ایک اچھی خاصی جماعت ایسے لوگوں کی پیدا ہو گئی تھی کہ وہ بلاوجہ خراج کی ادائیگی میں تاخیر کے عادی تھے نیز وہ کم ادا کرنے لگے تھے عمر نے ایک شخص سے خراج کی ادائیگی کا مطالبہ شروع کیا اس نے فوری ادائیگی سے اپنی معذوری ظاہر کی عمر نے قسم کھا کر کہا کہ اگر تو اپنی خیریت چاہتا ہے تو ابھی تجھے تمام سرکاری مطالبات مدینۃ السلام کے خزانہ عامرہ میں

داخل کرنا پڑے گا یہ سن کر اس نے کہا میں یہیں داخل کرتا ہوں آپ اسے قبول کر لیں اور مجھے اس مشقت سفر سے معافی دیدیں عمر نے کہا مگر اب تو میں قسم کھا چکا ہوں اور اس کے خلاف ورزی کسی طرح نہیں کروں گا۔

عمر بن مہران کا ہارون رشید کے نام خط

عمر نے اسے دو سپاہیوں نگرانی میں مدینۃ السلام روانہ کر دیا۔ چونکہ اس زمانے میں ممالک کے عمال براہِ راست خلیفہ وقت سے رابطہ کرنے کے مجاز تھے اس وجہ سے عمر نے ایک معروضہ بھی رشید کے نام اس مضمون کا کہ میں نے فلاں بن فلاں سے ادائے خراج کا مطالبہ کیا اس نے مجھ سے التواء کی درخواست کی اور مہلت مانگی میں نے اسے مہلت دیدی اس کے بعد میں نے اس سے پھر مطالبہ کیا اس مرتبہ اس نے مجھ سے حجت کی اور ٹالنے لگا اس وقت میں نے قسم کھائی کہ اب تجھے اپنا تمام زرلگان مدینۃ السلام کے بیت المال میں داخل کرنا پڑے گا اس پر اس قدر رقم واجب الادء ہے' میں اسے امیر المومنین کے سپاہیوں میں سے فلاں بن فلاں 'فلاں بن فلاں' اور فلاں کی قیادت میں دربار خلافت میں بھیجتا ہوں مناسب ہو کہ امیر المومنین اس کی رسید سے مجھے مطلع فرمائیں' لکھ کر ان محافظ سپاہیوں کے ساتھ بارگاہ خلافت میں بھیج دیا۔ اس واقعہ کا اثر یہ ہوا کہ پھر کسی شخص نے خراج کی ادائیگی میں کوئی حیل وحجت نہیں کی اس نے پہلی اور دوسری فصل کا خراج بلا عذر پورا وصول کر لیا تیسری فصل پر جب اس نے مطالبہ کیا تو لوگوں نے اپنی معذوری ظاہر کر کے تاخیر کی خواہش کی اس نے تمام مالگذاروں اور تاجروں کو طلب کر کے ان سے خود خراج کا مطالبہ کیا انھوں نے اقتصادی مشکلات کی بنا پر خراج کی ادائیگی سے انکار کیا۔

عمر نے حکم دیا کہ جو تحائف ان لوگوں نے ہمیں بھیجے تھے وہ سب لائے جائیں' اس نے تھیلیوں پر نظر کی اور صراف کو طلب کیا اس نے تمام زر نقد تول لیا عمر نے وہ رقم ان کے بھیجنے والوں کے حساب میں بطور زرلگان شمار کر لی اس کے بعد اس نے کپڑوں کے پٹارے منگوائے ان کو شمار کر کے خود اسے خرید لیا اور ان کی قیمت بھی مطالبہ زرلگان میں شمار کر لی۔

مصر سے واپسی

پھر اس نے کہا صاحبو! جس طرح میں نے تمہارے مرسلہ تحائف کو تمہاری ضرورت کے وقت کے لیے بچا رکھا اسی طرح تم ہمارا مطالبہ زرلگان بے باق کر دو اہل مصر نے سارا خراج ادا کر دیا اس طرح مصر کی آمدنی بہت بڑھ گئی اور جب وہ تمام انتظام ٹھیک کر چکا تو بغداد واپس چلا آیا۔ یہ بات معلوم نہیں کہ جس قدر آمدنی عمر کے زمانے میں مصر سے ہوئی اتنی کسی اور شخص کے عہدِ حکومت میں وہاں سے وصول ہوئی ہو۔

چونکہ اسے اختیار حاصل تھا کہ جب تک چاہے وہ مصر میں رہے اور جب چاہے واپس چلا جائے اس اختیار کی وجہ سے وہ خود ہی وہاں سے چلا آیا جب روانہ ہوا تو وہی شکل تھی کہ ایک خچر پر خود سوار تھا اور دوسرے خچر پر اس کا غلام سوار تھا۔

اس سال عبدالرحمٰن بن عبدالملک موسم گرما میں جہاد کے لیے گیا اور اس نے ایک قلعہ فتح کیا'۔

اس سال سلیمان بن ابی جعفر المنصور کی امارت میں حج ہوا' واقدی کے بیان کے مطابق ہارون کی بیوی زبیدہ بھی اس سال حج کے لیے گئی تھی اس کے بھائی اس کے ساتھ تھے۔

۱۷۷ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال رشید نے جعفر بن یحییٰ کو مصر کی ولایت سے علیحدہ کر کے اسحاق بن سلیمان کو مصر کا گورنر کیا اور حمزہ بن مالک کو خراسان کی ولایت سے علیحدہ کر کے خراسان کو بھی سجستان کے ساتھ شامل کر کے فضل بن یحییٰ کی ولایت میں دیدیا۔ اس سال عبدالرزاق بن عبدالحمید الربعی کی قیادت میں موسم گرما کی مہم نے جہاد کیا۔ واقدی کے بیان کے مطابق اس سال شب یکشنبہ میں جب کہ محرم کے ختم میں چار روز باقی تھے۔ نہایت شدید سیاہ اور سرخ رنگ کی آندھی چلی پھر بدھ کی رات جبکہ محرم کے اختتام میں صرف دو دن باقی تھے تمام فضا میں شفق پھیل گئی' اور یکم صفر جمعہ کے دن پھر نہایت شدید سیاہ آندھی چلی اس سال ہارون کی امارت میں حج ہوا۔

۱۷۸ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اسحاق کے خلاف بغاوت

اس سال بنی قیس وقضاعہ وغیرہ حوفیوں نے مصر میں ہارون کے عامل اسحاق بن سلیمان کے خلاف بغاوت کر دی اور اس سے لڑے رشید نے ہرثمہ بن اعین کو کئی سردارانِ عساکر کے ساتھ اسحاق بن سلیمان کی مدد کے لیے مصر بھیجا' اہل حوف نے امان کی درخواست کر کے اطاعت قبول کر لی اور تمام سرکاری مطالبات کو ادا کر دیا' اس زمانے میں ہرثمہ رشید کی طرف سے فلسطین کا عامل تھا' اس فتنہ کے ختم ہونے کے بعد ہارون نے سلیمان کو مصر سے واپس بلا لیا اور اس کی جگہ تقریباً ایک ماہ ہرثمہ گورنر رہا اس کے بعد رشید نے اسے بھی واپس بلا لیا اور عبدالملک بن صالح کو مصر کا گورنر مقرر کیا۔

اہل افریقہ کی بغاوت

اس سال اہل افریقہ نے عبدویہ الانباری کی قیادت اور اس کے زیرِ قیادت باقاعدہ سپاہ کی معیت میں بغاوت کی فضل بن روح بن حاتم قتل کر دیا گیا آل مہلب کے جو لوگ وہاں تھے ان سب کو شہر سے نکال دیا گیا' رشید نے ہرثمہ بن اعین کو ان کی سرکوبی کے لیے بھیجا اس کے جاتے ہی تمام باغی مطیع و منقاد ہو گئے۔

بغاوت کا خاتمہ

بیان کیا گیا ہے کہ جب اس عبدویہ نے افریقیہ پر قبضہ کر کے حکومت کیخلاف اعلانیہ بغاوت کی اور اپنی خود

مختاری کا اعلان کیا تو اس کی شان و شوکت بہت بڑھ گئی۔ ہزار ہا آدمی اس کے تابع فرمان ہو گئے اور ملک کے مختلف علاقوں سے لوگ جوق در جوق اس کے پاس آ گئے یحییٰ بن خالد بن برمک اس وقت رشید کا وزیر تھا اس نے یقطین بن موسیٰ اور منصور بن زیاد کو اس فتنہ کے دبانے کے لیے روانہ کیا نیز یحییٰ نے عبدویہ کو مسلسل بہت سے خط لکھے ان میں اسے حکومت کی اطاعت قبول کر لینے کی ترغیب اور انکار کی صورت میں تہدید کی گئی نیز یہ وعدہ کیا گیا کہ تمہاری تمام خطائیں معاف کر دی جائیں گی تمہیں امان دی جائے گی اور بہت کچھ انعام وصلہ دیا جائے گا' اس وعدہ وعید کا اثر یہ ہوا کہ اس نے سر تسلیم خم کر کے حکومت کی اطاعت قبول کی اور بغداد آیا' یحییٰ نے جو وعدے اس سے کئے تھے وہ سب کے سب اس نے پورے کیے اس کی بہت خاطر و مدارات کی اور رشید سے بھی اس کے لیے معافی حاصل کی' اسے صلہ دیا اور ریاست دی۔

اس سال رشید نے اپنے تمام معاملات یحییٰ بن خالد بن برمک کے سپرد کر دئے اس سال ولید بن طریف الشاری خارجی نے جزیرہ میں خوارج کا شعار بلند کیا وہ ابراہیم بن خازم بن خزیمہ کو نصیبین میں اچانک قتل کر کے جزیرہ ارمینا چلا گیا۔ اس سال فضل بن یحییٰ خراسان کے والی کی حیثیت سے خراسان آیا وہاں اس نے بڑی عمدہ حکومت کی بہت سی مساجد اور رباط بنائیں دریا پار کے علاقہ پر جہاد کیا' اشروسینہ کا بادشاہ خاراخرہ جو خلافت اسلامیہ کی اطاعت سے منحرف ہو کر قلعہ بند تھا فضل کے پاس آیا۔

عجمیوں کی فوج

اس نے خراسان میں خالص عجمیوں کی ایک فوج تیار کی اس کا نام عباسیہ رکھا اور اس کو یہ اختیار دیا کہ وہ اپنے سردار خود منتخب کیا کرے اس فوج کی تعداد پانچ لاکھ تک پہنچ گئی تھی اس میں سے بیس ہزار آدمی بغداد آئے اس جماعت کو بغداد میں کرنبیہ کہتے تھے ان کی باقی جماعت اپنے اپنے مختص ناموں اور دفاتر کے ساتھ خراسان ہی میں رہی' مروان بن ابی حفصہ شاعر نے اس موقع پر فضل کی تعریف میں ایک قصیدہ کہا' خراسان جانے سے پہلے جب کہ فضل اپنی چھاؤنی میں فروکش تھا اس وقت بھی اس شاعر نے اس کی سخاوت کی تعریف میں چند شعر کہے اور اسے سنائے فضل نے لباس اور خچر کے علاوہ ایک لاکھ درہم اس مدح کے صلہ میں اسے دیئے خود مروان بن ابی حفصہ نے ایک مرتبہ یہ بات کہی کہ اس سفر میں مجھے سات لاکھ درہم انعام ملا۔ اس کے بعد پھر اس نے اور اسلم الخاسر نے فضل کی تعریف میں قصیدے لکھے۔

فضل بن اسحاق الہاشمی بیان کرتا ہے کہ ابراہیم بن جبرئیل فضل بن یحییٰ کے ساتھ خراسان روانہ ہوا چونکہ یہ بادل ناخواستہ خراسان گیا تھا اس وجہ سے فضل کے دل میں اس کی یہ بات بیٹھ گئی تھی۔

ابراہیم کا عامل بننا

ابراہیم کہتا ہے کہ کچھ روز کا بہلا وا دیکر ایک دن فضل نے مجھے بلایا میں نے اس کے سامنے پہنچ کر اسے سلام کیا اس نے سلام کا جواب نہیں دیا میں نے اپنے دل میں کہا کہ آج خیر نہیں فضل لیٹا ہوا تھا مجھے دیکھ کر وہ اچھی طرح اٹھ بیٹھا کہنے لگے ابراہیم ڈرو مت چونکہ تم پر میں قدرت رکھتا ہوں اس خیال سے میں تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہتا' اس کے بعد اس نے مجھے بجستان کا عامل مقرر کر دیا اور جب میں نے اپنے علاقہ کی آمدنی اس کے پاس بھیجی تو وہ سب اس نے مجھے عطا کر دی ان کے علاوہ پانچ لاکھ درہم اپنے پاس سے اور بھیجے۔

کابل کی فتح سے ملنے والی غنیمت

فضل بن اسحاق کہتا ہے کہ ابراہیم فضل کا کوتوال اور محافظ دستہ کا افسر بھی تھا فضل نے اسے کابل بھیجا ابراہیم نے کابل فتح کیا اور وہاں اسے ہر قسم کی بیشمار غنیمت ملی' راوی کہتا ہے مجھ سے فضل بن العباس بن جبرئیل نے جو اپنے چچا ابراہیم کے ساتھ تھا بیان کیا ہے کہ اس مہم میں ابراہیم کو سات کروڑ درہم وصول ہوئے اس کے علاوہ چار کروڑ درہم اس کے پاس تھے جب یہ بغداد آیا اور بغین میں اس نے اپنا محل تعمیر کیا تو اس نے فضل سے درخواست کی آپ میرے مکان میں آ کر عزت افزائی کریں اور احسان و اکرام آپ نے مجھ پر کیا ہے اس کو خود دیکھیں اس نے اس موقع پر فضل کی نذر کے لیے بہت سے تحائف قیمتی اشیا اور سونے چاندی کے برتن مہیا کیئے اور وہ چار کروڑ درہم بھی محل کے ایک گوشہ میں رکھوا دئے' جب فضل اس کے گھر آ کر بیٹھا اس نے وہ تمام چیزیں نذر میں پیش کیں فضل نے ان کے لینے سے انکار کر دیا اور کہا میں تو صرف اس لیے آیا تھا کہ تمہاری دل شکنی نہ ہو' ابراہیم نے کہا یہاں جو کچھ ہے یہ سب آپ کا احسان ہے فضل نے کہا ہم اس سے زیادہ تمہارے ساتھ سلوک کرنا چاہتے ہیں۔

ان تمام بیش بہا اشیاء میں سے اس نے ایک سنجری کوڑے کے علاوہ کوئی چیز نہیں لی البتہ وہ کوڑا لے لیا۔ اور کہا کہ یہ شہسواروں کے کام کی چیز ہے' ابراہیم نے کہا یہ خراج کی رقم حاضر ہے فضل نے کہا یہ بھی تم لے لو ابراہیم نے دوبارہ کہا کہ یہ سرکاری رقم تو لے لیجئے' فضل نے کہا کیا تمہارے ہاں اس کے رکھنے کی گنجائش نہیں ہے' یہ کہہ کر وہ چلا گیا۔

فضل کی سخاوت کا ایک واقعہ

جب فضل بن یحییٰ خراسان سے عراق آیا تو خود رشید بستان ابی جعفر تک اس کے استقبال کے لیے گئے اور وہیں تمام بنو ہاشم ملکی اور فوجی عہدار اہل قلم اور اشراف اور اکابر اس سے ملنے گئے اس نے ایک ایک کو دس دس اور پانچ پانچ لاکھ درہم دیئے' مروان بن ابی حفصہ شاعر نے اس موقع پر اس کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا۔

خالد بن عبداللہ القسری کے آزاد غلام رزام بن مسلم کے بھائی حفص بن مسلم نے بیان کیا ہے کہ جب فضل بن یحییٰ خراسان سے عراق آیا تو میں اس سے ملنے گیا اس وقت بہت سی تھیلیاں اس کے سامنے رکھی تھیں اور وہ سر بمہر تقسیم کی جا رہی تھیں اور ان میں سے ایک تھیلی بھی کھولی نہیں گئی اس پر میں نے یہ شعر پڑھا۔

کفی اللہ بالفضل بن یحیی بن خالد
وجودیدیہ بخل کل بخیل

(ترجمہ) فضل بن یحییٰ بن خالد اور اس کے دونوں ہاتھوں کی سخاوت کے ذریعہ اللہ نے ہر بخیل کی اذیت سے اپنے بندوں کو بچا لیا۔

شعر سن کر مروان بن ابی حفصہ نے مجھ سے کہا کاش یہ شعر مجھے مل جاتا کیوں کہ مجھ پر دس ہزار درہم کا قرض ہے۔

دیگر واقعات

اس سال معاویہ بن زفر بن عاصم کی قیادت میں موسم گرما کی مہم نے جہاد کیا اور موسم سرما کی مہم نے سلیمان

بن راشد کی قیادت میں جہاد کیا اس کے ساتھ مسلی کا بطریق البید بھی شریک جہاد تھا اس سال محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی عامل مکہ کی امارت میں حج ہوا۔

۱۷۹ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال فضل بن یحییٰ خراسان پر عمرو بن شرجیل کو اپنا قائم مقام بنا کر بغداد آیا۔ اس سال رشید نے منصور بن یزید بن منصور الحمیری کو خراسان کا والی مقرر کیا۔ نیز اس سال خراسان میں حمزہ بن اترک السجستانی خارجی نے خروج کیا۔ اس سال رشید نے محمد بن خالد بن برمک حاجب کو برطرف کر کے اس کی جگہ فضل بن الربیع کو اپنا دربان مقرر کیا۔

حج

اس ولید کے مقابلہ میں اللہ نے جو کامیابی رشید کو عطا کی اس کے شکر میں انھوں نے اس سال ماہ رمضان میں عمرہ ادا کیا اس کے بعد وہ مدینہ چلے آئے اور موسم حج تک مدینہ میں ٹھہرے رہے پھر انہیں کی امارت میں حج ہوا یہ مکہ سے منیٰ اور وہاں سے عرفات پیدل گئے اور پیدل ہی انھوں نے تمام مناسک حج ادا کئے' حج کے بعد وہ براہ بصرہ مدینۃ السلام واپس آ گئے۔ واقدی کہتا ہے کہ رشید عمرہ ادا کر کے موسم حج تک مکہ ہی میں مقیم رہے تھے۔

۱۸۰ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال شام میں عربوں کے قبائل میں فرقہ وارانہ فساد ہو گیا اور اس نے خطرناک صورت اختیار کر لی اس کی اطلاع رشید کو ہوئی وہ بہت پریشان ہوئے انھوں نے اس انتظام کے لیے جعفر بن یحییٰ کو شام کا والی مقرر کیا اور اس سے کہا کہ اس کام کے لیے یا تم جاؤ یا میں جاؤں اس کے جواب میں جعفر نے کہا آپ کی خاطر اپنی جان لڑاتا ہوں یہ بہت سے سپہ سالاروں' جانوروں' اور ہتھیاروں سے مسلح شام روانہ ہوا اس نے عباس بن محمد بن المسیب بن زہیر کو اپنا کوتوال مقرر کیا اور شعیب بن حمید بن قحطبہ کو اپنی فوج خاصہ کا افسر اعلیٰ بنایا۔ یہ فتنہ پردازوں کے پاس گیا اور ان میں مصالحت کرا دی البتہ اس نے ان ڈاکوؤں اور ٹھگوں کو قتل کیا جو اس فتنہ میں شریک تھے نیز اس نے شام میں کوئی گھوڑا اور نیزہ باقی نہیں چھوڑا سب ضبط کر لیے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جھگڑے کی آگ ٹھنڈی ہو گئی اور امن وامان بحال ہوا اس کامیابی کے بعد جب جعفر شام سے روانہ ہوا تو منصور النمیری نے اس کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا جس میں اس کے کارنامے کو سراہا۔

جعفر کی رشید کے دربار میں تقریر

جعفر بن یحییٰ نے صالح بن سلیمان کو بلقاء اور اس کے ملحقہ علاقہ کا والی مقرر کیا اور عیسیٰ بن مکی کو شام پر اپنا جانشین مقرر کیا اور خود عراق پلٹ آیا رشید نے اس کی بہت زیادہ عزت افزائی کی' جب یہ رشید کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے پہلے ان کے دونوں ہاتھوں اور پیروں کو بوسہ دیا پھر سامنے کھڑے ہو کر دست عرض کی۔

''امیر المومنین اس خدا کا شکر ہے کہ جس نے میری پریشانی کو اطمینان نصیب کیا کہ میری دعا قبول کی میری التجا پر رحم کیا میری زندگی میں اتنا اضافہ کر دیا کی مجھے اپنے آقا کی صورت دکھائی ان کی ملاقات سے میری عزت بڑھائی اور مجھ پر یہ احسان کیا کہ مجھے ان کے ہاتھ چومنے کا موقع دیا مجھے ان کی خدمت میں دوبارہ حاضر کر دیا۔ بخدا جب میں جناب والا سے اپنی علیحدگی اور ان قدرتی اسباب کو جن کی وجہ سے مجھے جناب والا سے رخصت ہونا پڑا یاد کرتا تھا اسی وقت میرے دل میں یہ بات آ جاتی تھی کہ یہ مجھے اپنے گناہوں اور سر تا پا خطاؤں کی سزا ملی ہے' امیر المومنین اللہ مجھے آپ پر سے قربان کر دے اگر مجھے کچھ دن اور آپ سے دور رہنا پڑتا تو مجھے اندیشہ تھا کہ آپ کے قرب کی تمنا اور آپ کے جدائی کے غم میں میری عقل زائل ہو جاتی اور میں خود بے تاب ہو کر آپ کے دیدار سے بہرہ ور ہونے کے لیے حاضری کی اجازت طلب کرتا۔

اس خدا کا شکر ہے کہ جس نے اس جدائی کے زمانے میں مجھے سلامتی اور عافیت دی' میری دعا قبول کی اور اپنی اطاعت کی توفیق سے تھامے رہا اور اس نے مجھے معصیت سے بچایا کہ اب میں آپکے حکم اور اجازت سے شام چھوڑ کر حاضر خدمت ہوا ہوں اور موت نے مجھے اس حاضری سے باز نہیں رکھا' میں سب سے بڑی قسم یعنی خدا کی قسم کھا کر عرض کرتا ہوں کہ مجھے پوری امید تھی کی اگر تمام دنیا مجھے پیش کی جاتی تب بھی میں آپ کی قربت کو ترجیح دیتا اور آپ کی خدمت میں حاضری کے مقابلہ میں اس کی کوئی حقیقت نہیں سمجھتا''۔

اس کے بعد جعفر نے اسی موقع پر کہا۔

''اللہ ہمیشہ سے آپ پر آپ کی نیت کے مطابق احسان کرتا رہے اور آپ کی انتہائی آرزو کے مطابق آپ کی رعایا کی اطاعت کو درست کرتا رہے' وہ ان سب کی حالت کو آپ کے لیے درست کر دیتا ہے ان کے نظام کو یکجا کر دیتا ہے ان کے افتراق کو متحد کر دیتا ہے' جن میں آپ کا اور ان کا دونوں کا فائدہ ہے اور وہ اس طرح کہ وہ سب کے سب آپ کی اطاعت کو قبول کرتے ہیں اور آپ کی خوشنودی کو اختیار کرتے ہیں اس احسان پر اللہ کا ہزار ہزار شکر واجب ہے' امیر المومنین میں اہل شام کو اس حال چھوڑ کر آیا ہوں کہ وہ آپ کے بالکل مطیع و فرمانبردار ہیں اپنے کیے پر نادم ہیں آپکی ذات سے وابستہ ہیں آپ کے ہر فیصلہ پر سر تسلیم خم کرنے کے لیے تیار ہیں آپ سے معافی کے خواستگار ہیں' آپ کے حلم پر بھروسہ کھتے ہیں' آپ کے فضل کے امید وار ہیں' آپکے جذبہ انتقام سے بے خوف ہیں' انکی جو حالت اس محبت کے وقت ہے وہی ان

کے باہمی اختلاف کے وقت تھی اور جو حال ان کا اس الفت کے زمانے میں ہے وہی حاکر کاوٹ کے وقت تھا۔

امیر المومنین نے تو پہلے ہی انکی معذرت کرنے اور معافی کی درخواست پر ان کو معاف کر دیا ہے اور ان کی خطاؤں سے درگذر کیا ہے اللہ نے جو کامیابی مجھے ان کے مقابلہ پر عطا فرمائی ہے کہ ان کے غصہ کی آگ کو اس نے بجھا دیا ان میں جو شریر اور سرکش تھے ان کو دور پھینک دیا اور دوسری جماعتوں میں مصلحت کرادی' مجھے ان کے ساتھ حسن سلوک کرنیکی توفیق عطا کی اور ان کی مدد سے بہرہ ور کیا یہ سب کچھ آپ کی برکت، نصیبے کی سعادت اور اقبال دائمی کی بدولت' اور اس وجہ سے کہ وہ آپ سے ڈرتے بھی ہیں اور آپ کو اپنا امید گاہ بھی سمجھتے ہیں۔

بخدا امیر المومنین میں نے ان کے مقابلہ میں اول سے لے کر آخر تک آپ ہی کی ہدایت پر عمل کیا اور جو حکم اور طرز عمل جناب والا نے میرے لیے ارشاد کیا تھا اسی پر کار بند ہوا۔ چنانچہ انھوں نے آپکے حکم کو سن کر سر تسلیم خم کر دیا کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کو کامیاب کرتا رہا ہے اور وہ آپ کی جلالت سے خائف ہیں۔

جو کچھ اس معاملہ میں مجھ سے ہو سکا اس کی کوئی حقیقت نہیں کیونکہ اگر چہ میں نے اپنی انتہائی کوشش کی مگر مجھے محسوس ہوا کہ جس قدر آپ کے احسانات عظیمہ کا بار گراں میرے سر پر ہے اسی قدر ان کے حق کی ادائیگی سے میں اپنے کو معذور و مجبور پاتا ہوں اگر چہ اللہ کی جس قدر مخلوق آپ کی رعایا ہے ان میں میں آخری آدمی ہوں گا کہ جس کے دل میں یہ آرزو بھی پیدا ہو کہ وہ آپ کے احسانات کا کچھ بھی حق ادا کر سکے یہ جو کچھ میں نے کیا ہے وہ صرف اس لیے کہ میں آپ کی فرمانبرداری میں اپنی جان اور ہر وہ شئے جو آپ کے مزاج کے موافق ہو خرچ کروں ورنہ جو احسانات آپ کے میرے اوپر ہیں جو میرے علم میں کسی دوسرے کے ساتھ آپ نے نہیں کئے ان کے ہوتے ہوئے میں کس طرح آپ کے حق سے عہدہ برآ ہو سکتا ہوں آپ کی عنایتوں اور احسانات نے مجھے فرور وز گار بنا دیا ہے، میں کس طرح آپ کا شکر ادا کر سکتا ہوں یہ جرات بھی محض آپ کے اس اکرام کی وجہ سے مجھے ہوتی ہے جو آپ کا میرے ساتھ ہے۔ میں کس طرح آپ کا شکر ادا کر سکتا ہوں آپ کے احسانات اس قدر ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ ان کے شمار ہی سے مجھے اس حق سے عہدہ برآ کرتا تو میں ان کی محض شمار سے بھی قاصر رہتا۔ میں کس طرح آپکا شکر ادا کروں آپ اتنی تکلیف بھی میرے لیے پسند نہیں کرتے جس قدر کہ میں خود پسند کر لیتا ہوں، میں کس طرح آپ کا شکر ادا کروں آپ ہر روز ایک ایسا احسان عظیم میرے اوپر کر دیتے ہیں کہ جو آپ کی تمام گزشتہ عنایتوں کو بے حقیقت کر دیتا ہے، میں کیونکر آپ کا شکر ادا کروں آپ جو میرے ساتھ نیا احسان کرتے ہیں اپنے تمام پرانے احسانات کو فراموش کر دیتے ہیں، میں کس طرح آپ کا شکر ادا کروں آپ اپنی زندگی کی درازی کے ساتھ ساتھ میرے مرتبہ کو میرے ہمسروں پر بڑھاتے رہتے ہیں میں کس طرح آپ کا شکر ادا کروں آپ میرے مالک ہیں میں

کس طرح آپ کا شکر ادا کروں آپ میرے محسن ہیں ہاں البتہ میں اس اللہ سے جس نے مجھے کسی ذاتی استحقاق کے بغیر آپ کی ذات سے اس قدر تمتع و مستفید کیا ہے یہ درخواست کرتا ہوں کہ میں آپ کے احسان کا عشر عشیر سے بھی کم حق ادا نہیں کر سکتا تو میرے اس عجز کی اپنی طرف سے اپنی قدرت اور اپنے وسعت ظرف کے مطابق آپ کو جزائے خیر دے اور میری طرف سے آپ کے حق اور احسان عظیم کا آپ کو عوض دے یہ صرف اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہی اسے کر سکتا ہے۔''

مختصر واقعات

اس سال رشید نے مہر خلافت کو جعفر بن یحییٰ سے لے کر اسے اس کے باپ یحییٰ بن خالد کے سپرد کر دیا۔ اس سال جعفر بن یحییٰ خراسان اور سجستان کا والی مقرر کیا گیا اور جعفر نے محمد بن الحسن بن قحطبہ کو ان دونوں صوبوں پر اپنا عامل مقرر کیا۔

اس سال رشید رقہ آنے کے ارادہ سے بغداد سے موصل کے راستہ سے شام روانہ ہوئے جب یہ بردان پہنچے تو انہوں نے عیسیٰ بن جعفر کو خراسان کا گورنر مقرر کیا اور جعفر بن یحییٰ کو خراسان کی ولایت سے علیحدہ کر دیا۔ اس طرح جعفر کل بیس دن خراسان کو والی رہا۔ اس سال جعفر بن یحییٰ امیر المومنین کی فوج خاصہ کا افسر اعلیٰ مقرر کیا گیا۔

اس سال رشید نے موصل کی فصیل اس وجہ سے گروا دی کہ خارجیوں نے وہاں سے خروج کیا تھا اس کے بعد وہ رقہ چلے گئے اور وہیں مستقل سکونت پذیر ہو گئے۔

اس سال انہوں نے ہرثمہ بن اعین کو افریقہ کی ولایت سے علیحدہ کر کے اسے مدینۃ السلام بلا لیا جعفر بن یحییٰ نے اسے فوج خاصہ پر اپنا نائب مقرر کر لیا۔

اس سال مصر میں نہایت شدید زلزلہ آیا جس کی وجہ سے اسکندریہ کے مینار کی چوٹی گر پڑی۔

اس سال فراشتہ الشیبانی خارجی نے جزیرہ میں خروج کیا مسلم بن بکار بن مسلم بن العقیلی نے اُسے قتل کر دیا۔

اس سال محمرہ جماعت نے جرجان میں خروج کیا علی بن عیسیٰ بن ماہان نے اس ہنگامہ کے متعلق بارگاہِ خلافت میں یہ درخواست بھیجی کہ عمر بن محمد العمر نے اس جماعت کو میرے خلاف جنگ پر آمادہ کیا ہے اور یہ شخص زندیق ہے۔ رشید نے حکم دیا کہ اسے قتل کر دیا جائے چنانچہ مرو میں اسے قتل کر دیا گیا۔

اس سال فضل بن یحییٰ طبرستان اور رویان کی ولایت سے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی جگہ ان علاقوں پر عبداللہ بن خازم مقرر کیا گیا، نیز فضل کو رے کی ولایت سے بھی علیحدہ کیا گیا اور اس کی جگہ رے پر محمد بن یحییٰ بن الحارث بن شخیر والی رے مقرر ہوا۔ اور سعید بن سلم جزیرہ کا والی مقرر ہوا۔ اس سال معاویہ بن زفر بن عاصم کی قیادت میں موسم گرما کی مہم نے جہاد کیا۔ اس سال رشید مکہ سے واپسی میں بصرہ آئے یہ محرم میں بصرہ پہنچے چند روز محدثہ میں ٹھہرے پھر وہاں سے عیسیٰ بن جعفر کے قصر واقع خریبہ میں چلے آئے پھر یحییٰ بن خالد کی بنائی ہوئی نہر سیحان کے دیکھنے کے لیے کشتی میں گئے اور انہوں نے نہر ابلہ اور نہر معقل کے دہانے بند کروائے اور اس طرح نہر سیحانی میں پانی کی بہم رسانی متعین ہو گئی اس کے بعد جب محرم ختم ہونے میں بارہ دن باقی تھے وہ بصرہ سے مدینۃ السلام روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر پھر حیرہ گئے اور وہیں

پر قیام پذیر ہوئے حیرہ میں انہوں نے اپنی سکونت کے لیے مکانات بنوائے اپنے ساتھیوں کو بھی زمین کے قطعات تعمیر امکنہ کے لیے مفت دیئے تقریباً چالیس روز ان کے قیام کو گذرے تھے کہ اہلِ کوفہ نے ان کے خلاف ایک ہنگامہ برپا کر دیا اور ان کی اس ہمسائیگی کو پسند نہیں کیا اس بناء پر رشید پھر مدینۃ السلام چلے آئے اور وہاں سے رقہ چلے گئے رقہ جاتے وقت انھوں نے امین کو مدینۃ السلام پر اپنا نائب بنایا اور دونوں عراقوں کا والی مقرر کیا۔ اس سال موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا۔

۱۸۱ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال رشید خود روم کے علاقہ میں جہاد کے لیے گئے اور انہوں نے قلعہ صفصاف کو بزورِ شمشیر مسخر کیا نیز عبدالملک بن صالح بھی رومیوں سے لڑا اور بڑھتے ہوئے انگورہ جا پہنچا اور شہر مطمورہ کو فتح کر لیا اس سال حسن بن قحطبہ اور حمزہ بن مالک نے وفات پائی اس سال محمرہ جماعت نے جرجان پر غلبہ حاصل کیا۔

اس سال رقہ میں رہ کر رشید نے پہلی مرتبہ اپنے مراسلات کی ابتدا میں محمد ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کا طریقہ جاری کیا۔

حج

اس سال ہارون رشید کی امارت میں حج ہوا یہ حج ادا کر کے بہت جلد مکہ سے روانہ ہو گئے یحییٰ بن خالد جو پیچھے رہ گیا تھا عمرہ میں ان سے آ کر ملا اس نے اپنی خدمت سے استعفیٰ دے دیا رشید نے اسے قبول کر لیا یحییٰ نے مہر خلافت رشید کو واپس دیدی اور مکہ میں قیام کی اجازت مانگی رشید نے اس کی درخواست قبول کی اور یحییٰ مکہ مکرمہ لوٹ آیا۔

۱۸۲ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال رشید مکہ سے واپس آ کر رقہ گئے اور وہاں انہوں نے اپنے بیٹے محمد الامین کے بعد اپنے بیٹے عبداللہ المامون کی ولی عہدی کے لیے تمام فوج سے بیعت لی اور مامون کو جعفر بن یحییٰ کے سپرد کر کے اسے مدینۃ السلام بھیج دیا۔ ان کے اہل بیت میں سے جعفر بن ابی جعفر المنصور اور عبدالملک بن صالح اور امرائے عساکر میں سے علی بن عیسیٰ مامون کے ساتھ تھے، مدینۃ السلام آنے کے بعد یہاں بھی اس کے لیے بیعت لی گئی اس کے باپ نے اسے خراسان

اور اس کے ملحقہ علاقے ہمدان تک کا گورنر مقرر کیا اور اس کا نام مامون رکھا۔

اس سال خزر کے بادشاہ خاقان کی لڑکی فضل بن یحییٰ کے پاس آنے کے لیے روانہ ہوئی یہ برزعہ میں آ کر مر گئی اس وقت سعید بن سلم بن قتیبہ الباہلی آرمینا کا والی تھا اس کے مرنے کے بعد ان خزر سرداروں نے جو اس کے ہمراہ تھے اس کے باپ سے جا کر یہ کہا کہ آپ کی بیٹی کو دھوکہ سے قتل کیا گیا ہے اس سے اس کے دل میں کینہ بیٹھ گیا اور اب وہ مسلمانوں سے لڑنے کی تیاری کرنے لگا۔

اس سال یحییٰ بن خالد مدینۃ السلام واپس آ گیا اس سال عبدالرحمٰن بن عبدالملک بن صالح کی قیادت میں موسم گرما کی مہم نے جہاد کیا اور وہ بڑھتا ہوا اصحاب کہف کے شہر دفسوس جا پہنچا۔ اس سال رومیوں نے اپنے بادشاہ قسطنطین بن الیون کی دونوں آنکھیں اندھی کر دیں اور اس کی ماں رینی کو اپنی ملکہ تسلیم کیا اس نے اغسط لقب اختیار کیا۔

اس سال موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا۔

۱۸۳ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

ایک لاکھ لونڈی غلام بنانے کا واقعہ

اس سال خزر خاقان کی بیٹی کی موت کا بدلہ لینے کے لیے باب الابواب سے بڑھ کر وہاں کے مسلمانوں اور ذمیوں پر حملہ آور ہوئے اور انہوں نے تقریباً ایک لاکھ کو لونڈی غلام بنا لیا یہ اس قدر اہم واقعہ تھا کہ عہد اسلام میں اس سے پہلے اس کی نظیر نہ تھی رشید نے یزید بن مزید کو آذربائجان کے ساتھ آرمینا کا والی مقرر کیا بہت سی باقاعدہ فوج اس کی امداد کو بھیجی اور خزیمہ بن خازم کو نصیبین پر پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا تاکہ بوقت ضرورت یہ اہل آرمینا کی مدد کر سکے۔

خزر کی آرمینا پر یورش کی درج بالا سبب کے علاوہ یہ بات بیان کی گئی ہے کہ سعید بن سلم نے سلمی نامی نجومی کی تبر سے گردن ماری اس کے بیٹے نے خزر کے علاقہ میں جا کر انہیں سعید پر حملہ کرنے کی ترغیب اور تحریص کی۔ موقع کو غنیمت سمجھ کر قوم خزر نے شگاف کوہ سے گھس کر آرمینا پر حملہ کر دیا، سعید نے شکست کھائی۔ خزر نے زبردستی مسلمان عورتوں سے تمتع کیا اور تقریباً ستر دن تک وہ آرمینا پر قابض رہے پھر ہارون نے خزیمہ بن خازم اور یزید بن مزید کو آرمینا بھیجا اور انہوں نے سعید کی بگاڑی ہوئی بات پھر درست کر لی۔ خزر کو وہاں سے نکال دیا اور شگاف کو پھر بند کر دیا۔

علی بن عیسیٰ کی واپس طلبی

اس سال رشید نے علی بن عیسیٰ بن ماہان والی خراسان کو واپس طلب کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کے متعلق رشید سے شکایات کی گئی کہ وہ حکومت کی مخالفت کے لیے بالکل آمادہ ہے، علی بن عیسیٰ اپنے بیٹے یحییٰ کو خراسان پر اپنا قائم مقام بنا کر جسے رشید نے بھی تسلیم کیا بارگاہ خلافت میں حاضر ہوا اور اس نے بہت بڑی رقم رشید کو دے دی۔ رشید نے اسے دوبارہ اپنے بیٹے مامون کی جانب سے ابوالخصیب کے مقابلہ کے لیے خراسان بھیجا اور وہ خراسان پلٹ آیا۔

اس سال ابوالخصیب وہیب بن عبداللہ النسائی حریش کے مولیٰ نے خراسان کے شہر النساء میں خروج کیا۔
اس سال موسیٰ بن جعفر بن محمد نے بغداد میں وفات پائی اور محمد بن السماک القاضی نے وفات پائی۔

حج

اس سال عباس بن موسیٰ الہادی بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا۔

۱۸۴ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال کے جمادی الثانی میں ہارون رقہ سے دریائے فرات میں کشتیوں کے ذریعہ سفر کر کے مدینۃ السلام واپس آئے یہاں آ کر انھوں نے رعایا سے بقایا کی وصولیابی کا مطالبہ کیا اور اس کام کے لیے عبداللہ بن ہیثم بن سام کو مقرر کیا اور اسے قید کرنے اور مارنے پیٹنے کا بھی اختیار دیا۔ رشید نے حماد البربری کو مکہ اور یمن کے خراج کا محصل اور داؤد بن یزید بن حاتم المہلبی کو سندھ یحییٰ الحرشی کو علاقۂ جبل اور مہرویہ الرازی کو ستان کا افسر خراج مقرر کیا، افریقہ کی حکومت ابراہیم بن الاغلب نے اپنے ہاتھ میں لے لی پھر رشید نے بھی اسی کو افریقہ کا والی مقرر کر دیا۔

اس سال ابوعمرو الشاری نے خروج کیا رشید نے زہیر القصاب کو اس کے مقابلہ پر بھیجا زہیر نے شہر زور میں اسے قتل کر دیا۔ اس سال ابوالخصیب مرو میں اس کے پاس آیا علی نے اس کی بڑی خاطر اور تکریم کی۔

حج

اس سال ابراہیم بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا۔

۱۸۵ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

قتل کے واقعات

اس سال اہل طبرستان نے اپنے والی مہرویہ الزاری کو قتل کر دیا رشید نے اس کی جگہ عبداللہ بن سعید الحرشی کو طبرستان کا گورنر مقرر کیا۔ اس سال عبدالرحمٰن الانباری نے ابان بن قحطبہ الخارجی کو مرج قلعہ میں قتل کر دیا اس حمزۃ الشاری نے خراسان کے شہر باذغیس میں شورش برپا کر دی عیسیٰ بن علی بن عیسیٰ نے حمزہ کے دس ہزار ساتھوں پر اچانک حملہ کر کے سب کو قتل کر دیا اور وہ ان کا تعاقب کرتا ہوا کابل، زابلستان اور قندھار جا پہنچا۔

خروج

اس سال ابوالخصیب نے دوبارہ نساء میں خروج کیا اور اس نے نساء، ابیورد، طوس اور نیسا پور پر قبضہ کر کے مرو پر پیشقدمی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا مگر پھر اس نے شکست کھائی اور وہ سرخس چلا گیا یہاں اس کی طاقت و شوکت زیادہ ہوگئی۔

ہلاکتیں

اس سال یزید بن مزید نے بزدعہ میں انتقال کیا اور اس کی جگہ اسد بن یزید مقرر کیا گیا۔ اس سال یقطین بن موسیٰ نے بغداد میں انتقال کیا۔ اس سال جمادی الاخر میں عبدالصمد بن علی نے انتقال کیا اس کا کوئی دانت آج تک نہیں گرا تھا یا اپنے دودھ کے دانتوں کے ساتھ قبر میں دفن ہوا۔

دیگر مختصر واقعات

اس سال رشید موصل کے راستے سے رقہ آنے کے لیے مدینۃ السلام سے روانہ ہوئے۔

اس سال یحییٰ بن خالد نے رشید سے عمرہ اور جوار کی اجازت مانگی رشید نے اُسے اجازت دے دی یہ شعبان میں روانہ ہوا اور رمضان کا عمرہ ادا کیا پھر جدہ میں سب سے علیحدہ ہو کر حج کے موسم تک ٹھیرے رہے پھر حج ادا کیا، اس سال مسجد حرام میں بجلی گری جس سے دو آدمی ہلاک ہو گئے۔

حج

اس سال منصور بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا۔

۱۸۶ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال علی بن عیسیٰ بن ماہان ابوالخصیب سے لڑنے مرو سے نساء گیا وہاں اس نے ابوالخصیب کو قتل کر دیا اس کے بیوی بچوں کو لونڈی غلام بنالیا اور اب تمام خراسان میں امن و امان ہو گیا۔ جب رشید کو معلوم ہوا کہ احمد بن عیسیٰ بن زید کے معاملہ میں ثمامہ بن اشرس نے جھوٹ بولا ہے تو انھوں نے اسے قید کر دیا۔

جعفر کا انتقال

اس سال جعفر بن ابی جعفر المنصور کا ہرثمہ کے پاس انتقال ہوا۔ اور عباس بن محمد نے بغداد میں وفات پائی۔

ہارون الرشید کا حج پر جانا

اس سال ہارون الرشید کی امارت میں حج ہوا۔ یہ اس سال کے ماہِ رمضان میں حج کے ارادے سے رقہ سے روانہ ہوئے انبار سے گزرے مگر مدینۃ السلام نہیں آئے البتہ مدینۃ السلام سے سات فرسنگ کے فاصلہ پر دریائے فرات کے کنارے مقام الدارات پر انھوں نے پڑاؤ کیا تھا، وہ رقہ پر ابراہیم بن عثمان بن نہیک کو اپنا قائم مقام بنا کر چھوڑ آئے تھے، اس سفر میں ان کے دونوں بیٹے اور ولی عہد محمد الامین اور عبداللہ المامون اُن کے ہمراہ تھے یہ پہلے مدینہ آئے اہل مدینہ کو انھوں نے تین عطیے دیئے پہلے لوگ ان کے پاس آتے وہ ان کو عطا کر دیتے پھر محمد کے پاس جاتے وہ ان کو عطا کر دیتا پھر مامون کے پاس جاتے وہ ان کو عطا دیتا مدینہ سے فارغ ہو کر وہ مکہ مکرمہ آئے یہاں بھی انھوں نے عطا دیا اس طرح دس لاکھ پچاس ہزار دینار خرچ ہوئے۔

امین و مامون کا ولی عہد بننا

ابراہیم بن محمد الحجبی کے بیان کے مطابق رشید نے اپنے بیٹے محمد کو شعبان ۱۷۳ ہجری بروز جمعرات اپنا ولی عہد مقرر کیا اور امین اس کا لقب مقرر کیا تھا۔

۱۷۵ ہجری میں انھوں نے شام اور عراق اسے دیدیئے، پھر ۱۸۳ میں رقہ میں انھوں نے اپنے بیٹے عبداللہ المامون کی ولی عہدی کے لیے بیعت لی اور ہمدان سے لے کر خلافت کے زیرنگیں آخری علاقہ اسے دیدیا۔

قاسم بن الرشید عبدالملک بن صالح کے زیر تربیت تھا جب رشید نے محمد اور مامون کے لیے بیعت لی تو عبدالملک بن صالح نے ان کو یہ شعر لکھ بھیجے۔

یـــا ایـهـــا الـــمـــلـــک الـــذی

لـــو کـــان نـــجـــمـــاً کـــان ســـعـــداً

اعـــقـــد لـــقـــاســـم بـیـــعـة

واقدح لهم في الملك زندا
الله فرد واحد
فاجعل ولاة العهد فردا

ترجمہ۔ اے بادشاہ اگر وہ ستارہ ہوتا تو ضرور مبارک ہوتا آپ قاسم کے لیے بھی بیعت لیجئے اور اسے بھی ملک میں حصہ دیجئے اللہ ایک ہے آپ اپنے ولی عہدوں کی تعداد بھی ایک کیجیے۔

قاسم کے لیے بیعت

انہیں اشعار نے سب سے پہلے قاسم کی ولی عہدی کا خیال رشید کے دل میں پیدا کیا چنانچہ اب انھوں نے اس کے لیے بھی بیعت لی اور موتمن اس کا لقب قرار دیا۔ جزیرہ سرحدات اور عواصم اس کے سپرد کئے۔

لوگوں کی قیاس آرائیاں

جب انھوں نے اپنے سارے ملک کو اس طرح تقسیم کر دیا تو اس پر عوام میں مختلف خیال آرائیاں ہونے لگیں۔ بعض لوگوں کا یہ خیال تھا کہ اس طرح انھوں نے سلطنت کے نظام کو مضبوط کر دیا ہے دوسرے لوگ یہ کہتے تھے کہ یہ آپس میں لڑمریں گے اور اس تقسیم کے نتائج رعایا کے حق میں نہایت خوفناک ہوں گے۔ کسی نے اس پر شعر کہے اور ان میں بھی اس اندیشہ کا اظہار کیا۔ ۱۸۶ ہجری میں ہارون نے محمد اور عبداللہ کے ساتھ حج کیا ان کے دوسرے فوجی امراء وزراء اور قاضی اُن کے ساتھ تھے۔ رقہ میں انھوں نے اپنے حرم، خزانہ، اموال اور فوج پر ابراہیم بن عثمان بن نہیک العکی کو اپنا قائم مقام بنا کر متعین کر دیا اپنے بیٹے قاسم کو منبج بھیج دیا اور اس کے ساتھ موجود سپاہ کے ساتھ اسے وہیں پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا۔

مامون کے لیے وظیفہ

مناسک حج ادا کرنے کے بعد انھوں نے عبداللہ المامون کے حق میں دو وظیفے لکھوائے جن کے لکھنے میں فقیہوں اور قاضیوں نے اپنا تمام علم صرف کر دیا ان میں سے ایک کے پورا کرنے کی ذمہ داری محمد پر تھی جس میں اسے تاکید کی گئی تھی کہ وہ اس وثیقہ کی مندرجہ باتوں کو پورا کرے گا اور جو علاقے عبداللہ کو دیئے گئے ہیں وہ اس کے سپرد کر دے گا نیز جو املاک، آمدنی، جواہرات اور مال اور اسباب عبداللہ کے لیے متعین کر دیا گیا ہے وہ اس کے حوالے کر دے گا۔ دوسرا وثیقہ وہ بیعت نامہ تھا جو انھوں نے اپنے خاص سرداروں اور عام الناس سے اس کی تمام شرائط سمیت عبداللہ کے لیے لی تھی اور جس کی بجا آوری محمد اور ان سب پر واجب قرار دی۔

عہد ناموں کے مطابق بیعت

رشید نے بیت اللہ میں ان عہد ناموں کے مطابق بیعت لی اور اس پر ملائکہ، اپنے لڑکوں، عزیزوں، موالیوں، امیروں، وزیروں، کاتبوں اور دوسروں کو جو بیت اللہ میں موجود تھے اس بیعت پر گواہ بنایا اور اس طرح اسکی تکمیل کر کے وہ دونوں عہد نامے بیت اللہ میں محفوظ کرا دیئے اور بیت اللہ کے حاجبوں سے کہا کہ ان کو احتیاط سے رکھنا اور کسی کو باہر نہ لیجانے دینا۔

عبداللہ بن محمد، محمد بن یزید التیمی اور ابراہیم الحجبی بیان کرتے ہیں کہ رشید کعبہ میں حاضر ہوئے انھوں نے بنی ہاشم کے عمائد، امرائے عساکر اور فقہاء کو وہاں بلایا ان کے حکم سے بیعت نامہ پڑھ کر عبداللہ اور محمد کو سنایا گیا انھوں نے اس پر حاضرین کو شاہد بنایا اور پھر حکم دیا کہ اسے کعبہ پر آویزاں کر دیا جائے۔ جب اسے آویزاں کرنے کے لیے اٹھانے لگے تو وہ ہاتھ سے گر گیا اس پر لوگوں نے کہا کہ یہ فال بد ہے اس قرارداد پر عمل ہونے سے پہلے ہی یہ کالعدم ہو جائیگی۔

وہ عہدنامہ درج ذیل ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ عہد نامہ امیر المومنین عبداللہ الہارون کے لیے محمد بن امیر المومنین ہارون نے صحت عقل میں اپنی خوشی سے کسی جبر واکراہ کے بغیر لکھا ہے۔

امیر المومنین نے اپنے بعد مجھے ولی عہد خلافت مقرر کیا ہے اور اس کے لیے تمام مسلمانوں سے بیعت لی ہے اور انھوں نے عبداللہ بن امیر المومنین ہارون کو میری رضامندی اور دلی خوشی سے جبر واکراہ کے بغیر میرے بعد ولی عہد خلافت اور مسلمانوں کے تمام امور کا سربراہ بنایا ہے اور اسے تمام خراسان، اس کی سرحدوں، علاقوں، جنگوں، فوجوں، لگانِ حکومت، ڈاک، خزانے، صدقات، عشر عشور اور اس سے متعلق تمام کاروبار کا اپنی زندگی میں اور اپنے بعد بھی خود مختار فرماں روا مقرر کیا ہے۔ میں نے اپنی دلی رضامندی سے امیر المومنین ہارون کے سامنے یہ عہد کیا ہے کہ انھوں نے میرے بھائی عبداللہ کے لیے جو عہد ولایت خلافت اور مسلمانوں کی حکمرانی کے متعلق میرے بعد کیلیے لیا ہے میں اسے پورا کروں گا اسی طرح انھوں نے عبداللہ کو خراسان اور اس کے تابع علاقوں کی جو حکومت کلی سپرد کی ہے یا امیر المومنین نے جو جاگیر اس کو دی ہو، کوئی جائیداد یا آمدنی دی ہو، اپنی زندگی اور صحت کی حالت میں زر نقد اسے دیا ہو، زیورات ہوں، جواہرات ہوں، دوسرا سامان ہو لباس ہو، مکان ہو، جانور ہوں غرضیکہ کم زیادہ جو کچھ ہوگا وہ سب کا سب عبداللہ بن امیر المومنین ہارون کو دیدیا جائے گا اور میں اس ایک ایک شے سے واقف ہوں جو امیر المومنین نے عبداللہ کو دی ہیں۔

اگر امیر المومنین پر حادثۂ موت واقع ہو جائے اور خلافت محمد بن امیر المومنین کو پہنچے تو محمد پر واجب ہے کہ وہ امیر المومنین کے اس حکم کو جو انھوں نے عبداللہ بن امیر المومنین ہارون کی ولایت خراسان اور سرحدات خراسان کا دیا ہے اور قرباسین میں اپنے گھر والوں میں سے جن جن لوگوں کو عبداللہ کے ساتھ کر دیا ہے اس کی بجا آوری کرے اور عبداللہ بن امیر المومنین کو خراسان رے اور اس تمام علاقہ کا جس کا امیر المومنین نے تعین کر دیا ہے والی مقرر کر دے چاہے عبداللہ بن امیر المومنین کی چھاؤنی اور سلطنت سے کتنے ہی دور دراز مقام پر ہو تب بھی اس حکم کی بجا آوری کی جائے گی نیز ان تمام لوگوں کو جن کو امیر المومنین نے عبداللہ کے ساتھ کیا ہے ان کے

متعلق عبداللہ کو اختیار ہے کہ وہ ان کو رے سے لے کر انتہائے سرحد خراسان تک، جہاں چاہے متعین کرے۔

محمد بن امیر المومنین کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ وہ کسی سردار، سپاہی یا پیادہ کو جن کو امیر المومنین نے عبداللہ کے ساتھ کیا ہے یا اس کے پاس سے ہٹا کر دوسری جگہ تبدیل کر دے یا خود عبداللہ بن امیر المومنین کو خراسان، اس کے تمام تابع علاقوں اور رے کے ہمدان کے قریبی علاقہ سے لے کر خراسان کی انتہائی سرحد تک جس علاقہ کی فرمانروائی امیر المومنین ہارون نے اسے دی ہے جس میں اس کی سرحدیں، تمام شہر اور ہر وہ علاقہ جو خراسان سے منسوب ہو سب داخل ہے بے دخل کیا جائے۔ محمد کے لیے یہ بھی جائز نہیں کہ وہ کسی شخص کو اپنی طرف سے ان علاقوں پر بھیجے یا عبداللہ کے ساتھیوں اور امراء میں سے کسی کو اس سے توڑے یا اُس پر کسی کو والی مقرر کرنے یا اس پر اس کے کسی عامل اور والی پر کسی کو منتقش محاسب یا نگراں مقرر کرے نیز یہ کہ اس کے چھوٹے یا بڑے کسی کام میں خرابی نہ پیدا کرے اور اس کی مطلق العنان فرمانروائی میں کسی قسم کی مداخلت نہ کرے اور امیر المومنین نے اپنے جن اعزاء، مصاحبین، قضاۃ، عاملوں، کاتبوں، امراء، خادموں، موالیوں اور سپاہ کو عبداللہ کے ساتھ کر دیا ہے ان کے ساتھ کوئی ایسی کارروائی نہ کرے جس سے ان کی حالت میں خرابی پیدا ہو اور خود ان کے ساتھ یا ان کے رشتہ داروں، موالیوں، اولاد اور دوسرے متعلقین کے ساتھ نہ ان کی جان کے بارے میں نہ مال ومتاع، املاک وزمین، مکانات احاطے، سامان غلہ مویشی کے بارے میں چھوٹے ہوں یا بڑے خود کوئی نقصان ان کو پہنچائیگا اور نہ اپنے حکم، رائے خواہش اور اجازت سے کسی اور شخص کے ذریعہ ان امور میں ایسی مداخلت کرائے گا جس سے ان کو نقصان پہنچے اور نہ ان معاملات میں کسی کے لیے مداہنت کو جائز رکھے گا۔

عبداللہ بن امیر المومنین کی رائے اور اسکے قضاۃ کی رائے کے بغیر وہ ان لوگوں کے متعلق جو آئندہ اس کے حکم سے کسی سرکاری عہدے پر سرفراز ہوں گے اپنی طرف سے کوئی حکم دے گا نیز اگر ان لوگوں میں سے جن کو امیر المومنین نے اپنے اعزاء میں سے مصاحبین میں سے امراء میں سے عہدہ داروں میں سے منشیوں میں سے خدمتگاروں میں سے موالیوں میں سے اور سپاہ میں سے عبداللہ بن امیر المومنین کے ساتھ کر دیا ہے کوئی شخص عبداللہ کی ملازمت اس کی چھاؤنی اس کی متعینہ جگہ کو عبداللہ کے حکم کی خلاف ورزی کر کے یا مخالفت پر آمادہ ہو کر چھوڑ کر محمد کے پاس چلا آئے گا تو محمد بن امیر المومنین پر لازم ہے کہ وہ اسے ذلت حقارت کے ساتھ اپنے یہاں سے نکال دے اور عبداللہ کے پاس پہنچا دے تاکہ اپنی رائے اور حکم سے اس کے ساتھ جو چاہے سلوک کرے۔

اگر محمد بن امیر المومنین، عبداللہ بن امیر المومنین کو اپنے بعد ولی عہدی سے علیحدہ کرنا چاہے یا خراسان اس کی سرحد اس کے توابع اور اس علاقہ سے جس کی سرحد ہمدان سے مل گئی ہے اور ان

اضلاع کی ولایت سے جن کو امیر المومنین نے اپنے اس فرمان میں متعین کر دیا ہے برطرف کرنا چاہے یا ان امراء میں سے جو قرماسین میں موجود تھے اور جن کو امیر المومنین نے عبداللہ کے ساتھ کیا ہے کسی کو اس سے توڑنا چاہے یا جو اختیارات اور عطا امیر المومنین نے عبداللہ کو دیے ہیں، کم ہوں یا زیادہ ان میں کسی توجیہ یا حیلہ سے کچھ یا زیادہ کمی کرنا چاہے تو امیر المومنین کے بعد عبداللہ بن امیر المومنین کو خلافت ملے وہ محمد بن امیر المومنین پر مقدم سمجھا جائے اور امیر المومنین کے بعد وہی حکومت کا مالک ہوگا اور امیر المومنین ہارون کے تمام خراسانی امراء، عہدے دار اور تمام چھاؤنیوں اور شہروں کے مسلمانوں پر عبداللہ کی اطاعت واجب ہوگی اور ان پر ضروری ہوگا کہ جب تک ان کی جان میں جان ہے وہ اس کا ساتھ دیں اس کے مخالف سے لڑیں اس کی مدد کریں اور اس کا دفاع کریں۔ اور ان میں سے کسی شخص کے لیے وہ کہیں بھی ہو یہ جائز نہ ہوگا کہ وہ عبداللہ کی مخالفت کرے، اس کے حکم سے سرتابی کرے یا اس کی اطاعت سے نکل سکے۔

اور اگر محمد بن امیر المومنین عبداللہ بن امیر المومنین کو اپنے بعد ولی عہدی سے علیحدہ کر کے اس کے بجائے کسی دوسرے کو ولی عہد بنانے یا جو چیزیں امیر المومنین نے اپنی زندگی اور صحت کی حالت میں عبداللہ کو دیدی ہیں جن کو انھوں نے تفصیل سے اپنے اس فرمان میں لکھدیا ہے، جو انھوں نے اس کے سامنے بیت اللہ الحرام میں لکھا ہے اور نیز اس فرمان میں لکھا ہے ان میں سے کم کرنا چاہے تو کسی شخص کو بھی اس بارے میں محمد کی اطاعت نہ کرنا چاہیے اور اس وقت عبداللہ بن امیر المومنین کی بات قابلِ پذیرائی ہوگی نیز لوگوں نے جو بیعت محمد بن امیر المومنین ہارون کی ولی عہدی کی کی ہے اگر وہ ان اشیاء میں جو امیر المومنین نے عبداللہ کے لیے مختص کر دی ہیں کچھ کمی کرے تو کسی پر اس کی بیعت کی ذمہ داری باقی نہ رہیگی اور وہ آزاد ہوں گے اور اس وقت محمد بن امیر المومنین پر واجب ہوگا کہ وہ عبداللہ بن امیر المومنین ہارون کے آگے سر اطاعت خم کر دے اور خلافت اس کے سپرد کر دے۔

محمد بن امیر المومنین اور عبداللہ بن امیر المومنین کو یہ بھی حق نہیں ہے کہ وہ قاسم بن امیر المومنین ہارون کو ولایت عہد سے علیحدہ کر دیں یا اپنی اولاد، اعزاء یا اغیار میں سے کسی کو بھی اس پر مقدم کر دیں البتہ جب عبداللہ بن امیر المومنین خلیفہ ہو تو اسے قاسم کے متعلق یہ اختیار ہے کہ چاہے وہ اسے ولی عہدی سے علیحدہ کر کے اپنے کسی بیٹے یا بھائی کو ولی عہد بنا لے یا کسی اور کو قاسم پر مقدم کر کے قاسم کو اس کے بعد ولی عہد برقرار رکھے اس معاملہ میں وہ اپنی صوابدید پر عمل کرنے کا مجاز و مختار ہے۔

اے مسلمانو! امیر المومنین نے اپنے اس فرمان میں عبداللہ کے متعلق جو احکام او وصایا لکھے ہیں ان سب کی بجا آوری تم پر واجب ہے اور اس کے لیے تم سے اللہ، اس کے رسول اور تمام مسلمانوں کی ذمہ داری پر وہ پختہ عہد لیا جاتا ہے، جو اللہ نے اپنے خاص فرشتوں اور انبیاء اور مرسلین سے لیا ہے اور جسے اس نے تمام مسلمانوں اور اہل ایمان سے لیا ہے کہ تم عبداللہ بن امیر المومنین کے حق میں جو کچھ لکھا گیا ہے، اور محمد، عبداللہ اور قاسم امیر المومنین کے صاحبزادوں

کے متعلق جو کچھ اس فرمان میں لکھا گیا ہے اور جس کی بجا آوری تم پر لازم قرار دی گئی ہے اور جسے خود تم نے اپنے اوپر واجب کیا ہے ضرور پورا کرو گے، اگر تم نے اس فرمان میں درج شرائط کی خلاف ورزی کی یا اسے بدل دیا تو تم اللہ اس کے رسول اور تمام مسلمانوں کے ذمہ سے خارج سمجھے جاؤ گے اور تم میں سے ہر شخص کے پاس آج جس قدر مال ہے یا آج سے پچاس سال آئندہ تک جو وہ کمائے گا وہ سب مساکین کے لیے صدقہ ہو جائے گا اور تم میں سے ہر ایک کو بیت اللہ الحرام کے پچاس حج با پیادہ نذر واجب کے طور پر کرنے پڑینگے جس کے معاوضہ میں کوئی اور شے کفارہ نہیں ہو سکے گی، نیز تمہارے وہ تمام لونڈی غلام جو اب تمہارے قبضہ میں ہیں یا آج سے پچاس سال آئندہ تک تم کو ہدست ہوں وہ سب آزاد ہو نگے، اسی طرح تمہاری ہر بیوی پر تین طلاق بائن قطعی جس سے رجوع نہ ہو سکے واقع ہوں گیں، اس معاملہ میں اللہ تمہارے مقابلہ پر کفیل اور نگراں ہے اور صرف اس کی نگرانی کافی ہے۔

ذیل میں وہ اقرار نامہ درج کیا جاتا ہے جو عبداللہ بن امیر المومنین نے اپنے قلم سے کعبہ میں تحریر کیا۔

''یہ تحریر عبداللہ ہارون امیر المومنین کے لیے عبداللہ بن امیر المومنین ہارون نے اپنی طرف سے بخوشی وصحت عقل اور سلامتیٔ شعور کے ساتھ اس لیے لکھی ہے کہ وہ جانتا ہے کہ اس میں اُس کی، اس کے اہل بیت کی اور تمام مسلمانوں کی فلاح اور بہبود مضمر ہے:

امیر المومنین نے میرے بھائی محمد بن ہارون کے بعد مجھے ولی عہد خلافت اور امیر المومنین مقرر کیا ہے نیز انھوں نے اپنی زندگی ہی میں مجھے سرحد خراسان اس کے اضلاع اور تمام توابع اور ملحقات کا گورنر مقرر کیا ہے اور محمد بن ہارون سے یہ اقرار لیا ہے کہ انھوں نے اس کے بعد مجھے جو ولی عہد خلافت اور امیر المومنین مقرر کیا ہے اور خراسان اور اس کے توابع اور ملحقات کی جو ولایت مجھے دی ہے اسے وہ پورا کرے گا نیز امیر المومنین نے جو جاگیریں مجھے دی ہیں جو جائیداد خرید کر دی ہے یا پٹے خرید کر دیے ہیں یا زمینیں دی ہیں یا جن کو خود میں نے خریدا ہے نیز امیر المومنین نے جو مال، جواہرات، لباس سامانِ معیشت، جانور غلہ وغیرہ مجھے عنایت کیا ہے ان میں محاسبہ کے لیے وہ مجھ سے اور نہ میرے کسی کارندے سے کوئی تعارض کرے گا اور وہ نہ مجھے اور نہ میرے کسی آدمی کو تنگ کرے گا اور نہ میرے اور میرے آدمیوں کے معاملات میں کسی قسم کی مداخلت کرے گا۔ اور نہ ان لوگوں کے معاملہ میں جو میرے ہمراہ ہیں یا جن سے میں آئندہ خدمات لوں ان کی جان و مال، اعزاء، اقربا، جانور اور دوسرے چھوٹے یا بڑے معاملات میں دخل دے کر ان کو نقصان پہنچائے گا۔

محمد نے ان سب باتوں کو مان کر اس کے متعلق ایک اقرار نامہ لکھدیا ہے جس میں اس نے اقرارِ واثق کیا ہے کہ وہ ان باتوں کو پورا کرے گا، امیر المومنین ہارون نے اس اقرار نامہ کو پسند کر کے منظور کر لیا ہے اور چونکہ امیر المومنین کو یقین ہے کہ محمد نے جو اقرار نامہ لکھا ہے وہ اس کے خلوص اور صدق نیت پر مبنی ہے اس کی وجہ سے میں نے امیر المومنین کے سامنے اس بات کا

اقرار کیا ہے اور میں اپنے اوپر یہ عہد لازم کرتا ہوں کہ میں محمد کا مطیع اور فرماں بردار رہوں گا، ان کی مخالفت نہیں کروں گا اس کے ساتھ خلوص برتوں گا، ان کو دھوکا نہ دوں گا، میں نے اس کی خلافت کے لیے جو بیعت کی ہے اسے پورا کروں گا۔ اس کے ساتھ بے وفائی نہیں کروں گا، اس کی بیعت سے علیحدہ نہ ہوں گا، اس کے احکام کو نافذ کروں گا حکومت کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے میں اس کے ساتھ مل کر کام کروں گا اور اپنی سمت میں اس کے دشمن سے جہاد کروں گا مگر یہ اسی وقت ہوگا جب کہ ان تمام باتوں کو جو امیر المومنین نے میرے لیے مختص کر دی ہیں اور جن کو اس نے اپنے اس عہد نامے میں جو اس نے امیر المومنین کو لکھ کر دیا ہے تصریح اور تفصیل کر دی ہے اور جسے امیر المومنین نے منظور کیا ہے پورا کرے اور کسی بات میں وہ مجھے تنگ نہ کرے اور نہ ان امور میں سے جن کے پورا کرنے کو امیر المومنین نے اس پر میرے لیے لازم قرار دیا ہے کوئی کمی کرے، اگر محمد بن امیر المومنین کو فوج کی ضرورت ہوگی اور وہ مجھے حکم بھیجے گا کہ میں اسے بھیج دوں یا اس کے کسی ایسے دشمن کے مقابلہ پر جس نے اسکی مخالفت کی ہو یا اس کی یا میری اس حکومت میں سے جو امیر المومنین نے ہم دونوں کے سپرد کی ہے وہ کسی حصہ کو علیحدہ کرنا چاہتا ہو تو مجھ پر فرض ہے کہ میں اس کے احکام کی بجا آوری کروں، اس کی مخالفت نہ کروں، اور نہ جس بات کے لیے وہ مجھے لکھے اس سے ذرا سی کوتاہی کروں۔

اگر محمد چاہے کہ وہ اپنے بیٹوں میں سے کسی کو میرے بعد خلیفہ اور امیر المومنین مقرر کرے تو اس کا اسے اس وقت تک حق ہے جب تک وہ ان باتوں کو جن کو امیر المومنین نے میرے لیے مختص کر دیا ہے اور جس کے ایفاء کو خود اس نے میرے معاملہ میں اپنے اوپر لازم کیا ہے پورا کرے اور اس وقت مجھ پر لازم ہوگا کہ میں اس کے اس قسم کے انتظام کو نافذ کروں، اسے تمام و کمال بجالاؤں نہ اس میں کمی کروں نہ تبدیلی اور نہ اسے بدل کر اس پر اپنے کسی بیٹے کو مقدم کروں یا خلق خدا میں سے کسی دور یا قریب کے شخص کو اس پر مقدم کروں البتہ اگر خود امیر المومنین ہی میرے بعد اپنے کسی اور بیٹے کو ولی عہد مقرر کر دیں تو اس صورت میں مجھے اور محمد دونوں پر ان کے تقرر کی بجا آوری لازم ہوگی۔

ہارون الرشید کا فرمان اپنے عمال کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اما بعد۔ اللہ امیر المومنین کا اور اس خلافت کو جو اللہ نے ان کے سپرد کی ہے محافظ ہے اس نے اپنی خلافت اور سلطنت کے ذریعہ ان کی عزت افزائی کی ہے اور ان کے تمام اگلے اور پچھلے معاملات کو درست فرمایا ہے، مشرق و مغرب میں اپنی امداد اور تائید سے ان پر احسان کیا ہے، تمام مخلوقات کے مقابلے میں وہی ان کا محافظ اور نگران ہے، اس کی ان تمام نعمتوں پر میں اس کا شکر ادا کرتا

ہوں اور تعریف کرتا ہوں اور درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے اس احسان اور اکرام کو پورا کرے اور مجھے ایسے اعمال کی توفیق عطا کرے جس کی وجہ سے میں اس کے فضل مزید کا مستحق بنوں۔

اللہ رب العزت کا ہم پر اور تمام مسلمانوں پر بڑا فضل و احسان ہے کہ اس نے امیر المومنین کے بیٹے محمد اور عبداللہ کو وہ عظیم مرتبہ عطا فرمایا کہ جس کی تمام امت آرزومند تھی اور اللہ نے سب کے دلوں میں انکی محبت ڈالدی۔ ان کی طرف میلان پیدا کر دیا اور ان پر اعتماد قائم کیا تاکہ امت کے دین کا استحکام ہو، اس کے معاملات درست رہیں، اس میں اتحاد رہے، اس کی سیاست استوار رہے، اور وہ اختلاف اور تفریق کے مہلک نتائج سے مامون اور محفوظ رہے اس وجہ سے انھوں نے اپنی حکومت ان کے سپرد کر دی اور پکے عہد اور سخت قسموں کے ساتھ انھوں نے ان دونوں سے بیعت کر لی، یہ بیعت اللہ کے ارادے سے قائم ہوئی ہے کسی کو اس سے انحراف کا اختیار نہیں چونکہ یہ بیعت اللہ نے اپنی پسند مشیت اور سابقہ علم کی وجہ سے نافذ کی ہے اس لیے اب اس کے کسی بندے کو اس کے نقص، ازالہ یا تبدیل کا حق نہیں رہا۔

اس معاملہ میں امیر المومنین اپنے لیے ان دونوں کے لیے اور تمام امت کے لیے اللہ سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ اسے انجام دے گا۔ اللہ کے حکم کو نہ کوئی روک سکتا ہے اور نہ پلٹ سکتا ہے، جب سے تمام امت نے محمد بن امیر المومنین اور اس کے بعد عبداللہ بن امیر المومنین کی ولی عہدی خلافت پر اتفاق کیا ہے امیر المومنین ایسی تدبیر پر غور خوض کرتے رہے جس میں ان دونوں کی اور تمام رعایا کی صلاح اور فلاح ہو ان کی بات بنی رہے اتفاق اور اتحاد رہے، کفار، منافقین، مفسدوں اور فتنہ انگیزوں کی جو ہماری خوشحالی اور عزت و شوکت کے دشمن ہیں دراندازیوں اور معاندانہ کاروائیوں کے بارآور ہونے کو کوئی موقع نہ رہے اور ان کی ان تمام امیدوں پر جو وہ ان دونوں کے حق کو دست برد کرنے کیلیے موقع کی تاک میں لگائے بیٹھے ہیں پانی پھر جائے۔

امیر المومنین اس معاملہ میں اللہ سے خیر طلب کرتے ہیں اور اس کام کے کرنے کے لیے جس میں ان دونوں کی فلاح، تمام امت کی فلاح اور اللہ کے حق اور حکومت کی قوت وشوکت ان دونوں کے مفاد کا استحکام ان کی حالت کی درستی ہماری خوشحالی اور خوش بختی کے مخالفین کی سازش سے بچاؤ ان کے حسد نفاق اور عناد کی مدافعت اور اس فتنہ انگیز کوشش کی جو ان دونوں کے درمیان پیدا کرنے کے لیے ہو روک تھام ہو اللہ سے عزم راسخ کی اپیل کرتے ہیں اور اس کام کے لیے وہ اللہ کے ارادے کی تائید سے ان دونوں کو لے کر بیت اللہ الحرام گئے وہاں انھوں نے ان سے یہ عہد لیا کہ وہ ان کے حکم کی بلا چوں وچرا بجا آوری کریں گے اور اس کے لیے انھوں نے ان دونوں سے اپنے لیے اور ان کے لیے عہد نامے لکھوا لیے جس میں انھوں نے پکے عہد و پیمان اور سخت قسموں کے ساتھ ایک نے دوسرے کے لیے اس بات کا وعدہ کیا ہے کہ ان کے متعلق امیر المومنین نے جو کچھ طے کر دیا ہے اس پر وہ کاربند ہوں گے تاکہ ان میں الفت و دوستی رہے وہ

ایک دوسرے کے ساتھ حسن سلوک کریں مدد دیں اور حفاظت کریں اس میں نہ صرف ان کی بھلائی ہے بلکہ تمام رعایا کی جسکی نگرانی اللہ نے امیر المومنین کے سپرد کی ہے نیز اللہ عز وجل کے دین اس کی کتاب، اس کے نبیؐ کی نسبت کا استحکام اور استقامت ہے اور صرف اسی طرح مسلمانوں کے دشمن سے کامیابی سے جہاد کیا جا سکتا ہے خواہ وہ کوئی ہو اور کہیں کا ہو اور ظاہر و باطن دشمن، منافق، مخالف اور گمراہ کن بندگان، اغراض نفسانی کی ان امیدوں کا قلع قمع ہو سکتا ہے جن کے اپنے مکر و فریب سے ان دونوں کے درمیان دشمنی پیدا کر کے کامیاب ہونے کی تمنا ہے۔ اسی طرح اللہ کے دشمن اس کی عطا کردہ نعمتوں کے دشمن، اور اس کے دین کے دشمن امت اسلام کے آپس میں اختلاف پیدا کرنے اور اللہ کی سرزمین میں فساد برپا کرنے کی جو تمنائیں ہیں اور بدعت اور گمراہی کی طرف جو بلانا چاہتے ہیں اُن کے تمام منصوبوں کا انسداد ہے اور یہ جو کچھ کہا گیا ہے اس میں امیر المومنین کو اپنے دین، اپنی رعایا اور اپنے نبی محمدؐ کی امت کی فلاح پیش نظر ہے اور تمام مسلمانوں کی خیر خواہی ذہن میں ہے اور اسی طرح اللہ کی حکومت کا دفاع ہو سکتا ہے جو اس نے صرف امیر المومنین کو عطا کی ہے اور اسی طرح ہر اس کام کے لیے جس سے اللہ کی قربت اس کی پسندیدگی حاصل ہو اور جو اس تک پہنچنے کا وسیلہ بن سکے کوشش کی جا سکتی ہے۔

جب امیر المومنین مکہ مکرمہ آئے تو انھوں نے اپنی رائے سے محمد اور عبداللہ کو آگاہ کیا جسے انھوں نے بخوشی قبول کیا اور اس کے پورا کرنے کا حتمی وعدہ کیا اور بیت الحرام میں اپنے ہاتھ سے امیر المومنین کے لیے ان کے ان اعزاء امراء مصاحبین اور قضاۃ کے سامنے جو حج میں شریک تھے اور خانہ کعبہ کے حاجیوں کے سامنے دو اقرار نامے جن پر ان کی شہادت ثبت ہے لکھ کر دیے، امیر المومنین نے وہ دونوں اقرار نامے خدام کعبہ کے حوالے کر دیے تاکہ وہ ان کو کعبہ کے اندر لٹکا دیں، اس سے فارغ ہونے کے بعد امیر المومنین نے اپنے قضاۃ اور دوسرے ان لوگوں کو جن کے سامنے وہ اقرار نامے لکھے گئے تھے حکم دیا کہ وہ اس کی خبر تمام ان لوگوں کو کر دیں جو بیت اللہ الحرام میں حج یا عمرہ کی نیت سے حاضر ہیں اور ان تمام شرائط کو پڑھ کر سنا دیں جو ان کے سامنے ضبط تحریر میں آئی ہیں تاکہ ان کے سننے والے ان کو اچھی طرح اپنے ذہن میں محفوظ کر کے اور سمجھ کر ان کو اپنے دوسرے بھائیوں اور ہم وطن لوگوں تک پہنچا دیں۔ چنانچہ میرے اس حکم کے مطابق مسجد حرام میں سب کے سامنے وہ دونوں اقرار نامے پڑھ کر سنا دیے گئے جس سے تمام حاضرین بیت اللہ واقف ہو گئے اور اس طرح وہ بھی اب اس پر گواہ بن گئے اور ان کو یہ معلوم ہو گیا کہ امیر المومنین نے جو کچھ کیا ہے وہ ان کی فلاح اور بہبود ہی کے لیے ہے تاکہ ان کا خون نہ بہے ان کی بات بنی رہے اللہ کے دشمن اس کے دین کے دشمن اس کی کتاب اور تمام مسلمانوں کے دشمنوں کے منصوبوں پر پانی پھر جائے اس لیے انھوں نے امیر المومنین کے لیے دعائے خیر کی اور ان کا شکر ادا کیا۔

یہ دونوں اقرار نامے جو ان کے بیٹے محمد اور عبداللہ نے کعبہ کے اندر لکھ کر امیر المومنین کو دیے ہیں انکی نقلیں

اس فرمان کے ذیل میں درج ہیں، تم اللہ عزوجل کی بے حد تعریف کرو اور اس کا شکر ادا کرو کہ اس نے امیر المومنین کے بیٹے محمد اور عبداللہ کو ولی عہد خلافت بنا کر امیر المومنین پر، ان پر، تم پر اور تمام امت اسلام پر احسان عظیم کیا ہے، جو مسلمان وہاں ہوں ان کے سامنے میرا فرمان پڑھوان کو اس کا مطلب سمجھا دوان پر ان سے بیعت لے لو اور اسے اپنے دفتر میں نیز امیر المومنین کے دوسرے امراء اور رعایا کے دیوانوں میں جو وہاں ہوں ثبت کرا دو، اور یہ سب کاروائی مکمل کر کے امیر المومنین کو اس کی اطلاع دو۔

محرم ۱۸۶ ہجری کے ختم میں سات روز باقی تھے جب ہفتہ کے روز یہ فرمان اسماعیل بن صبیح نے لکھا۔

ہارون الرشید نے عبداللہ المامون کے لیے ایک لاکھ دینار کا حکم دیا جو رقہ سے لا کر بغداد میں اس کو دے دیے گئے۔

مقام عمر میں جعفر بن یحییٰ کے قتل کے بعد رشید رقہ چلے گئے پھر جب خراسان سے علی بن عیسیٰ بن ماہان کی مسلسل شکایتیں ان کو موصول ہوئیں اور ان کے ہاں بھی اکثر لوگوں نے اس کی شکایت کی تو اب انھوں نے اس کے برطرف کرنے کا ارادہ کر لیا اور اس خیال سے رقہ سے بغداد آ گئے کہ ایسے وقت میں خراسان کے قریب آ جانا چاہیے اور ایک مدت تک بغداد میں قیام کے بعد وہ قرماسین آئے یہ ۱۸۹ ہجری کا واقعہ ہے اور کئی قاضیوں اور دوسرے لوگوں کو انھوں نے وہاں بلایا اور اس بات پر ان کو گواہ بنایا کہ ان کی چھاؤنی میں جو مال متاع، خزانے، اسلحہ، جانور اور دوسری چیزیں موجود ہیں وہ سب عبداللہ المامون کی ہیں اب ان کو ان میں کم یا زیادہ کا کوئی حق نہیں نیز انہوں نے اپنے ساتھیوں سے عبداللہ المامون کے لیے بیعت کرائی اور اپنی خاص فوج کے سردار ہرثمہ بن اعین کو انھوں نے بغداد بھیجا اور وہاں جو لوگ موجود تھے اس نے اس عہد نامے کے مطابق جو رشید نے مکہ میں لیا تھا۔ محمد، عبداللہ اور قاسم کے لیے دوبارہ بیعت لی اس عہد نامے میں قاسم کی ولی عہدی کے معاملہ کو عبداللہ کی طرف پھیر دیا گیا تھا کہ جب وہ مسند خلافت پر بیٹھے تو اسے اختیار ہے کہ چاہے وہ قاسم کو ولی عہد برقرار رکھے یا اسے علیحدہ کر دے۔

۱۸۷ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال رشید نے جعفر بن یحییٰ کو قتل کر دیا اور وہ برامکہ کی تباہی کے درپے ہو گئے۔

جعفر بن یحییٰ کا قتل

اس کے اسباب اور دوسرے واقعات

اسباب قتل کے متعلق روایات

(۱) پہلی روایت

رشید نے جس وجہ سے جعفر سے ناراض ہو کر اسے قتل کر دیا اس میں اختلاف ہے، اس کے متعلق بختیشوع بن جبرئیل اپنے باپ کی روایت بیان کرتا ہے کہ میں رشید کے دربار میں حاضر تھا اتنے میں یحییٰ بن خالد دربار میں حاضر ہوا

اور حاضر ہونے کی اجازت لیے بغیر اندر چلا آیا رشید کے قریب پہنچ کر اس نے سلام کیا رشید نے بے التفاتی سے اس کو جواب دیا جس سے یحییٰ فوراً سمجھ گیا کہ اب ان کی بات بگڑ گئی۔ رشید نے مجھ سے کہا جبرئیل کیا ایسا ہی ہوتا ہے کہ تم اپنے گھر میں ہو اور اس وقت کوئی شخص بلا اجازت تمہارے پاس چلا آئے میں نے کہا جناب والا ایسا تو نہیں ہوتا اور نہ کوئی شخص ایسا خیال کر سکتا ہے کہ وہ بغیر اجازت اندر چلا آئے، رشید کہنے لگے تو ہماری حالت کس قدر افسوس ناک ہے کہ لوگ بغیر اجازت اندر چلے آتے ہیں، اس پر یحییٰ نے عرض کیا امیر المومنین اللہ نے مجھے جناب والا کی خدمت میں رسوخ عطا فرمایا ہے یہ پہلی مرتبہ نہیں ہے کہ میں اس طرح بغیر اجازت آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں خود امیر المومنین نے اس امتیاز خاص سے مجھے سرفراز فرمایا ہے اور یہ بات مشہور ہو چکی ہے کہ مجھے تو امیر المومنین کی خدمت میں اس وقت بھی حاضری کا موقع ملا ہے جب کہ وہ اپنے بستر پر بالکل برہنہ اور کبھی صرف ازار میں ملبوس ہوتے تھے اور کبھی یہ بات میرے علم میں نہیں آئی کہ امیر المومنین نے میری اس بے تکلفی کو برا سمجھا ہو ورنہ اگر میرے آقا مجھے حکم دیں تو میں تو اس کے لیے بھی تیار ہوں کہ درباریوں کے دوسرے کیا تیسرے طبقے میں شامل کیا جاؤں۔

یہ جواب سن کر رشید شرمندہ ہو گئے۔ چونکہ تمام خلفاء میں وہ سب سے زیادہ بامروت تھے اس لیے اس گفتگو کے دوران میں وہ نظریں نیچی کیے زمین دیکھتے رہے اور اس کی طرف آنکھ نہیں اٹھائی اور کہنے لگے اس بات سے میرا مقصد تمہاری دل آزاری نہ تھی مگر لوگ ایسا کہتے ہیں اُن کے لب ولہجہ سے میں نے محسوس کیا کہ ان سے یحییٰ کا کوئی معقول جواب نہ بن پڑا اس وجہ سے انھوں نے اس طرح بات بنا دی، پھر رشید خاموش ہو گئے اور یحییٰ دربار سے چلا گیا۔

(۲) دوسری روایت

ثمامہ بن اشرس نے یحییٰ بن خالد کے زوال کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ محمد بن اللیث نے رشید کی طرف ایک خط لکھا اس میں ان کو پند ونصیحت کی اور لکھا کہ اللہ کے سامنے یحییٰ بن خالد تمہارے کسی کام نہیں آ سکتا حالانکہ تم نے اسی کو اپنے اور اللہ کے درمیان حائل کر رکھا ہے جب تم خدا کے سامنے اپنے اعمال کی جوابدہی کے لیے کھڑے ہو گے اور تم سے پوچھا جائے گا کہ تم نے اللہ کے بندوں اور علاقوں کے ساتھ کیا کیا اور تم یہ جواب دو گے کہ اے اللہ میں نے تیرے بندوں کے تمام معاملات یحییٰ کے سپرد کر دیے تھے تو کیا تم سمجھتے ہو کہ تمہارا یہ عذر اللہ کے یہاں مقبول ہوگا، اپنے خط میں محمد بن اللیث نے اسی طرح رشید کو خوب ڈرایا اور دھمکایا تھا۔

رشید نے یحییٰ کو طلب کیا اس سے پہلے ہی یحییٰ کو اس خط کے آنے کی اطلاع ہو چکی تھی رشید نے اس سے پوچھا تم محمد بن اللیث کو جانتے ہو اس نے کہا جی ہاں جانتا ہوں رشید نے پوچھا وہ کیسا آدمی ہے یحییٰ نے کہا اس کے مسلمان ہونے میں بھی شبہ ہے، رشید نے حکم دیا کہ اسے جیل خانے میں قید کر دیا جائے چنانچہ وہ ایک عرصہ دراز تک بند رہا۔

جب رشید برامکہ سے ناراض ہوئے تو ان کو محمد بن اللیث یاد آیا۔ حکم دیا کہ اس کو دربار میں حاضر کیا جائے جب وہ آ گیا تو ایک طویل گفتگو کے بعد رشید نے اس سے کہا محمد کیا تم مجھے دوست رکھتے ہو اس نے کہا اللہ کی قسم ہرگز نہیں، رشید نے کہا کیا کہہ رہے ہو اس نے کہا جی ہاں میں سچ کہتا ہوں آپ نے میرے کسی جرم یا خطا کے بغیر ایک حاسد، اسلام اور مسلمانوں کے دشمن کے کہنے پر مجھے بیڑیاں پہنا دیں اور اپنے اہل وعیال سے جدا کرا دیا ایسی حالت میں میں

کس طرح آپ کو دوست رکھ سکتا ہوں، رشید کہنے لگے بے شک تم سچ کہتے ہو اور اب انھوں نے محمد کو رہا کر دیا اور پھر پوچھا محمد کیا تم مجھ کو دوست رکھتے ہو اس نے کہا بخدا امیر المومنین ہرگز نہیں البتہ یہ بات ضرور ہے کہ میرے دل میں آپ کی طرف سے جو غم وغصہ تھا وہ نکل گیا ہے، رشید نے کہا کہ ایک لاکھ درہم اسے دیے جائیں جب وہ رقم اسے دینے کے لیے لائی گئی تو اب رشید نے پھر پوچھا محمد اب تو تم مجھ سے خوش ہو اور مجھے اچھا سمجھتے ہو گے اس نے کہا جی ہاں اب کیوں نہیں آپ نے مجھ پر احسان اور اکرام کیا ہے میں اب کیوں آپ کو اچھا نہ سمجھوں گا، رشید کہنے لگے اللہ اس شخص سے تمہارا انتقام لے جس نے تم پر ظلم کیا ہے اور مجھے تمہارے خلاف بھڑکایا۔ اب دوسرے لوگوں نے بھی برامکہ کی بہت سی شکایتیں ان سے کیں ان کے بخت کے زوال کی یہ پہلی علامت ظاہر ہوئی۔

اس واقعہ کے بعد جب یحییٰ رشید کی خدمت میں حاضر ہوا تو حسب عادت تمام غلام اس کے استقبال کے لیے آگے بڑھے رشید نے اپنے خدمتگار مسرور سے کہا کہ غلاموں کو حکم دیدو کہ جب یحییٰ محل میں آئے تو وہ اس کی تعظیم کے لیے کھڑے نہ ہوا کریں چنانچہ جب یحییٰ اندر آیا تو کوئی غلام اس کی تعظیم کے لیے کھڑا نہ ہوا یہ رنگ دیکھ کر اس کا رنگ زرد ہو گیا اور اب غلاموں اور دربانوں کا یہ شیوہ ہو گیا کہ یحییٰ کو دیکھ کر اس سے منہ پھیر لیتے۔ بسا اوقات یہ بھی ہوتا کہ یحییٰ پینے کے لیے پانی وغیرہ مانگتا تو وہ اسے نہ پلاتے زیادہ سے زیادہ یہ کرتے کہ جب وہ کئی مرتبہ مانگتا تب اسے پلا دیتے۔

(۳) تیسری روایت

ابو محمد الیزیدی جس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ اس عہد کے حالات سے سب سے زیادہ واقف تھا کا بیان ہے کہ اگر کوئی یہ کہے کہ رشید نے جعفر بن یحییٰ کو یحییٰ بن عبداللہ بن حسن کی وجہ کے بغیر قتل کر دیا تو اس پر بالکل یقین نہ کرو، واقعہ یہ ہے کہ رشید نے یحییٰ کو جعفر کے حوالے کر دیا تھا اور جعفر نے اسے قید رکھا تھا، ایک رات جعفر نے یحییٰ کو اپنے پاس بلا کر اس کے معاملہ سے متعلق کوئی بات پوچھی، یحییٰ نے اس کا جواب دیا اور یہ کہا کہ تم میرے معاملہ میں اللہ سے ڈرو اور اس بات سے بچو کہ کل قیامت کے دن محمد ﷺ میرے معاملہ میں تمہارے مدعی ہوں کیوں کہ بخدا نہ میں نے خود کوئی جرم کیا ہے اور نہ کسی مجرم کو پناہ دی ہے۔

اس جواب سے جعفر اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے یحییٰ سے کہا کہ اللہ کی سرزمین وسیع ہے جہاں چاہو چلے جاؤ میری طرف سے اجازت ہے۔ یحییٰ نے کہا کیسے جاؤں مجھے یہ ڈر ہے کہ کچھ روز کے بعد گرفتار کر کے پھر تمہارے پاس یا کسی دوسرے کے پاس قید کر دیا جاؤں گا، جعفر نے اپنے خاص آدمی کو اس کے ساتھ بھیج دیا جو یحییٰ کو ایسے مقام تک چھوڑ آیا جہاں اب اسے کوئی خطرہ نہ تھا۔

اس واقعہ کی خبر فضل بن الربیع کو بھی اپنے ایک خاص مخبر کے ذریعہ ہو گئی اس نے پہلے تو اس کی تحقیق کی اور جب یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی اور اچھی طرح یقینی ہو گئی تو اس نے جا کر رشید کو اس کی اطلاع کی۔ رشید نے ظاہر تو یہ کیا کہ گویا ان کو اس خبر کی ذرا پروا نہیں ہے اور اس سے کہا کہ تم کو اس معاملہ سے کیا سروکار ممکن ہے کہ میرے حکم سے اس نے ایسا کیا ہو اس بات کو سن کر فضل چپ سا ہو گیا۔

جعفر ان کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے دن کا کھانا طلب کیا اور دونوں کھانے لگے بلکہ رشید اپنے ہاتھ سے اسے کھلاتے اور باتیں کرتے جاتے تھے آخر میں انہوں نے پوچھا یحییٰ بن عبداللہ کا کیا حال ہے اس نے کہا وہ اسی

طرح بیڑیاں پہنے ایک تنگ کوٹھڑی میں قید پڑا ہے رشید نے کہا کیا میری جان کی قسم کھا کر تم کہہ سکتے ہو کہ ایسا ہی ہے۔
اب جعفر ذرا ڑکا یہ اپنے زمانے میں سب سے زیادہ ذہین اور سمجھدار آدمی تھا فوراً سمجھ گیا کہ امیر المومنین کو اس کے معاملہ کی کچھ خبر ہوگئی ہے کہنے لگا "اے میرے آقا آپ کی جان کی قسم ایسا نہیں ہے میں نے اسے یہ سمجھ کر کہ اب اس میں کچھ دم نہیں رہا اور یہ آپ کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا آپنے خود اسے رہا کر دیا ہے" رشید نے کہا تم نے ٹھیک کہا ممکن ہے کہ میں خود بھی یہی چاہتا ہوں۔

اس گفتگو کے بعد جب جعفران کے پاس سے اٹھا تو وہ اسے جب تک نظر آتا رہا گھورتے رہے جب نظروں سے اوجھل ہونے لگا تو کہنے لگے اگر میں اسے قتل نہ کردوں تو اللہ تعالیٰ مجھے حالت کفر میں اسلام کی تلوار سے قتل کرے۔
چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ انہوں نے جعفر کو قتل کر دیا۔

(۴) چوتھی روایت

ادریس بن بدر بیان کرتا ہے کہ ایک شخص رشید کے سامنے نمودار ہوا وہ اس وقت یحییٰ کے ساتھ مشغول تھے اس شخص نے عرض کیا کہ امیر المومنین میں آپ کے فائدہ کی ایک بات بیان کرتا ہوں رشید نے ہرثمہ کو حکم دیا کہ تم اس سے جا کر پوچھ لو ہرثمہ نے اس سے کہا کہو کیا بات ہے اس نے بتانے سے انکار کیا اور کہا کہ یہ راز ہے جو صرف خلیفہ سے تعلق رکھتا ہے ہرثمہ نے رشید سے آکر یہ بات کہدی رشید نے کہا کہ اس سے کہو کہ وہ ڈیوڑھی پر حاضر رہے میں فارغ ہوکر اس سے بات کروں گا، چنانچہ جب دوپہر کے وقت سب لوگ ان کے پاس سے چلے گئے تو انہوں نے اس شخص کو اپنے پاس بلایا اس نے کہا کہ میں تنہائی چاہتا ہوں ہارون نے اپنے بیٹوں کو دیکھا اور کہا کہ بچو تم اب جاؤ وہ فوراً اٹھ کر چلے گئے صرف خاقان اور حسین وہاں بیٹھے رہے۔

اس شخص نے ان دونوں کی طرف غور سے دیکھا رشید نے ان سے کہا کہ ذرا آپ بھی ہٹ جائیں تو مناسب ہے چنانچہ وہ دونوں بھی اٹھ گئے، اب رشید نے اس شخص سے پوچھا کہو کیا بات ہے اس نے کہا میں اس شرط پر بیان کرتا ہوں کہ آپ پہلے امان دے دیں رشید نے کہا ہاں ضرور میں امان دیتا ہوں اور یہ بھی وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں انعام دوں گا، اب اس شخص نے کہا کہ میں ان کی ایک سرائے میں مقیم تھا وہاں میں نے یحییٰ بن عبداللہ کو دیکھا اس نے ایک موٹی اونی صدری پہن رکھی تھی اس پر ایک سبز رنگ کا موٹا اونی چوغہ پہن رکھا تھا اس کے ساتھ ایک جماعت ہم سفر تھی اگرچہ وہ لوگ اس کے ساتھ ہم سفر تھے مگر وہ اس سے علیحدہ رہتے تا کہ دیکھنے والے یہی سمجھیں کہ ان سے اس کی کوئی شناسائی نہیں ہے حالانکہ وہ اس کے یار و مددگار ہیں ان میں سے ہر شخص کے پاس سرکاری پروانہ ہے کہ کوئی ان سے باز پرس بھی کرے تو اس پروانے کی وجہ سے ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔

رشید نے کہا کیا تم یحییٰ بن عبداللہ کو پہچانتے ہو اس نے کہا میں بہت عرصہ سے اس کو جانتا ہوں اور اسی پرانی شناسائی کی وجہ سے تو میں نے کل اس کو اچھی طرح پہچان لیا۔ رشید نے کہا اچھا اس کا حلیہ تو بیان کرو اس نے کہا کہ وہ چوکور ہلکا سا سانولا ہے، کشادہ پیشانی ہے اس کی آنکھیں بہت خوبصورت ہیں اور پیٹ بڑا ہے رشید نے کہا بالکل ٹھیک ہے اچھا کچھ تم نے اس کی زبانی سنا؟ اس نے کہا میں نے اسے کچھ کہتے تو نہیں سنا البتہ میں نے یہ دیکھا کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے اور اس کا ایک غلام جس کو میں عرصہ سے جانتا ہوں سرائے کے دروازے پر بیٹھا ہوا ہے، جب یحییٰ نماز پڑھ چکا تو

غلام نے ایک موٹا سوتی رومال لا کر اسے دیا جسے اس نے اپنی گردن پر لپیٹ لیا اور ریشم کا جبہ اتار لیا۔ زوال کے بعد اس نے دوسری نماز پڑھی میرا خیال ہے کہ وہ عصر کی ہوگی میں اس کو غور سے دیکھ رہا تھا اس نے پہلی دونوں رکعتیں بہت لمبی کیں اور آخری دو رکعتیں مختصر پڑھیں۔ رشید کہنے لگے تم نے واقعہ کو خوب یاد رکھا ہے بیشک یہ نماز عصر تھی اور اسی وقت میں وہ لوگ نمازِ عصر پڑھا کرتے ہیں اللہ تم کو اس کی جزائے خیر دے اور میں تمہاری کوشش کا مشکور ہوں تم کون ہو، اس نے کہا میں آپ کی سلطنت کے متوسلین کی اولاد ہوں میرا اصلی وطن تو مرو ہے مگر پیدائش مدینۃ السلام کی ہے رشید نے پوچھا تم مدینۃ السلام میں رہتے ہو اس نے کہا جی ہاں میرا مکان وہیں ہے۔

رشید بہت دیر تک سر نیچا کیے ہوئے سوچتے رہے پھر کہنے لگے اگر میری خیر خواہی میں تمہیں تکلیف برداشت کرنا پڑے تو کیا تم اسے خوشی سے برداشت کر لو گے اس نے کہا جس طرح امیر المومنین چاہیں میں حاضر ہوں، رشید نے کہا اچھا یہیں ٹھہرو میں ابھی آتا ہوں یہ کہ کر وہ لپک کر اس کوٹھڑی میں گئے جو ان کی پشت پر واقع تھی اور وہاں سے دو ہزار دینار کی تھیلی نکال کر لائے اس سے کہا کہ یہ لو اور چلے جاؤ اور دیکھو کہ میں تمہارے ساتھ کیا کرتا ہوں، اس شخص نے وہ تھیلی لے لی اور اسے اپنی چادر میں چھپا لیا رشید نے غلام کو آواز دی خاقان اور حسین جواب میں حاضر ہوئے رشید نے کہا اس حرامزادے کو خوب تھپڑ مارو چنانچہ ان دونوں نے تقریباً سو تھپڑ اس کے مارے پھر ان سے کہا کہ جو لوگ محل میں موجود ہوں ان سب کے سامنے اس کو اسی طرح لے جاؤ اس وقت اس کا عمامہ اس کی گردن میں لپٹا ہوا تھا اور سب سے کہہ دو کہ جو شخص امیر المومنین کی اندرونی باتوں کو ظاہر کرے یا ان کے خاص دوست اور مددگاروں کی شکایت کرے گا اس کی یہی سزا ہے، ان دونوں نے حکم پر عمل کیا اور اس کا چرچا عام ہو گیا کہ برامکہ پر رشید کا عتاب نازل نہیں ہوا کسی شخص کو اس شخص کا نہ حال معلوم ہوا اور نہ وہ بات معلوم ہوئی جو اس نے رشید سے کہی تھی۔

ابراہیم بن المہدی کہتا ہے کہ میں ایک مرتبہ جعفر بن یحیٰی سے اس کے اس محل میں جسے اس نے خود بنایا تھا ملنے گیا اس نے مجھ سے کہا منصور بن زیاد بھی عجیب آدمی ہے میں نے کہا کیا ہوا جعفر نے کہا میں نے اس سے پوچھا تھا کہ تمہیں میرے اس مکان میں کوئی عیب تو نظر نہیں آتا اس نے کہا یہ عیب ہے کہ اس میں نہ اینٹ لگائی گئی ہے اور نہ لکڑی اس پر میں نے کہا کہ میرے خیال میں تو اس میں صرف یہ عیب ہے کہ تم نے اس پر تقریباً بیس لاکھ درہم خرچ کیے ہیں اور یہ اتنی بڑی رقم ہے کہ ضرور کوئی شخص اس وجہ سے امیر المومنین سے تمہاری شکایت کرے گا۔ جعفر نے کہا مگر وہ اس بات سے واقف ہیں کہ اس رقم سے بہت زیادہ بلکہ دوگنے کے قریب تو وہ مجھے خود عنایت دے چکے ہیں میری تنخواہ اس کے علاوہ ہے، میں نے کہا کہ دشمن تو ان سے اس طرح شکایت کرے گا کہ امیر المومنین! جب صرف ایک مکان پر جعفر نے بیس لاکھ درہم خرچ کر دیے ہیں تو اس کے دوسرے مصارف، داد و دہش اور اخراجات میں کتنا صرف ہوتا ہوگا، امیر المومنین آپ کے خیال میں اتنی آمدنی کہاں سے اور کس طرح ہوتی ہوگی، یہ جملہ ایسا موثر ہے کہ فوراً ان کے دل میں اتر جائے گا اور تمہاری طرف سے وہ بدظن ہو جائیں گے، جعفر نے کہا اگر وہ میری بات سنیں گے تو میں عرض کروں گا کہ امیر المومنین نے بہت سے لوگوں کے ساتھ احسانات عظیم کیے اپنی سخاوت سے ان کو مالا مال کر دیا مگر یہ کفرانِ نعمت ہے کہ انھوں نے اپنی دولت کو چھپایا یا بہت میں سے تھوڑی سی برائے نام ظاہر کی مگر میں نے جب آپ کی ان نعمتوں کو دیکھا جس سے میں بہرہ مند ہوا ہوں تو میں نے اشاعت کے لیے ان کو پہاڑ کی چوٹی پر جما دیا اور پھر لوگوں کو دعوت دی کہ آؤ اور دیکھو۔

(۵) پانچویں روایت

ابراہیم المہدی دوسرے سلسلۂ روایت سے بیان کرتا ہے (جعفر بن یحییٰ رشید کے دربار میں اس کا سرپرست اعلیٰ تھا اور اسی نے ابراہیم کو رشید کے ہاں پیش کیا تھا) کہ ایک دن جعفر نے مجھ سے کہا کہ مجھے یہ شبہ پیدا ہو گیا ہے کہ رشید کو میرے ساتھ اب وہ خلوص نہیں رہا جو پہلے تھا مگر اسی کے ساتھ میں نے خیال کیا کہ ممکن ہے کہ ان کے سلوک کی یہ تبدیلی خود میرے خیالات کا پرتو ہو اس لیے میں چاہتا ہوں کہ میرے علاوہ کوئی دوسرا شخص اس کی جانچ کرے تم اس کام کے اہل ہو آج جب تم دربار میں شریک ہو تو ذرا غور سے ان کی ہر بات کو دیکھنا اور جس نتیجہ پر تم پہنچو مجھے اس کی اطلاع دینا۔

میں نے اس روز دربار میں اس بات کا خاص طور پر خیال رکھا اور جب رشید دربار سے اٹھ گئے تو سب سے پہلے میں وہاں سے باہر نکل آیا اور ایک درخت کے نیچے جو ہمارے راستے میں واقع تھا اپنے ملازمین کے ساتھ چھپ کر ٹھیر گیا نیز میں نے شمع بجھوا دی، اب دوسرے درباری ایک ایک کر کے میرے پاس سے گزرنے شروع ہوئے میں ان کو دیکھتا تھا مگر خود دکھائی نہ دیتا تھا جب سب چلے گئے تو اب جعفر آیا اور اس درخت سے بڑھتے ہی اس نے مجھے آواز دی میں باہر نکل آیا اس نے پوچھا کہو کیا دیکھا میں نے کہا یہ میں بعد میں بیان کروں گا پہلے یہ کہو کہ تمہیں میرے یہاں ہونے کا علم کس طرح ہوا اس نے کہا اس عنایت کی وجہ سے جو تم میرے حال پر کرتے ہو مجھے یہ یقین تھا کہ تم بغیر مجھ سے ملے اور دربار کے رنگ سے آگاہ کیے بغیر نہ جاؤ گے نیز میں یہ بھی جانتا تھا کہ تم اس وقت نمایاں جگہ میں ٹھیرنے کو کبھی پسند نہ کرو گے اور ہماری راہ میں اس جگہ سے بہتر چھپ کر ٹھیرنے کی کوئی دوسری جگہ نہ تھی اس بنا پر میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ تم ضرور یہاں ٹھیرے ہوئے ہو، میں نے کہا بے شک تمہارا خیال صحیح ہے اس نے کہا اچھا کہو تم نے کیا رنگ دیکھا میں نے کہا میں نے یہ بات محسوس کی جب تم متانت اور سنجیدگی سے کوئی بات کہتے تھے وہ اسے مذاق میں اڑا دیتے تھے اور جب تم مذاق میں کوئی بات کہتے تھے وہ اسے خاص اہمیت دیتے تھے، اس نے کہا میں بھی ایسا ہی سمجھتا ہوں تمہارا خیال بالکل درست ہے اچھا اب اپنے گھر جاؤ میں چلا آیا۔

علی بن سلمان کہتا ہے کہ میں نے ایک دن جعفر بن یحییٰ کو یہ کہتے سنا کہ ہمارے اس گھر میں کوئی عیب نہیں سوائے اس کے کہ اس کا مالک اب زیادہ عرصہ زندہ رہنے والا نہیں، اس سے مراد وہ خود تھا۔

موسیٰ بن یحییٰ کہتا ہے کہ جس سال میرے باپ کا انتقال ہوا وہ حج کے لیے گئے ان کے تمام بیٹوں میں سے صرف میں ان کے ہمراہ تھا وہ کعبہ کے پردوں کو پکڑے ہوئے یہ دعا مانگ رہے تھے کہ اے اللہ میرے گناہ اتنے ہیں کہ جن کو صرف تو ہی شمار کر سکتا ہے اور تو ہی ان کو جانتا ہے اے اللہ اگر تو ان کی پاداش مجھے دینے والا ہو تو اسی دنیا میں ان کی سزا دیدے چاہے میری سماعت، بصارت، دولت اور اولاد ہی جاتی رہے تو مجھے معاف کر دے اور آخرت میں مجھے سزا نہ دینا۔

احمد بن الحسن بن حرب بیان کرتا ہے کہ میں نے یحییٰ کو بیت اللہ کے سامنے کعبہ کے پردوں کو تھامے ہوئے یہ دعا مانگتے سنا کہ اے اللہ اگر تیری خوشنودی صرف اسی طرح حاصل ہو سکتی ہے کہ جو نعمتیں تو نے مجھے دی ہیں تو وہ تو مجھ سے لے لے یہاں تک کہ اگر تیری خوشنودی کے حاصل کرنے کے لیے میرے اہل و عیال اور اولاد بھی مجھ سے چھین لی

جائے تو میں اس کے لیے بھی تیار ہوں سوائے میرے بیٹے فضل کے کہ اسے تو چھوڑ دے۔

حج سے واپسی

یہ دعا کر کے وہ جانے لگا مسجد کے دروازے کے قریب پہنچ کر وہ تیزی سے دوبارہ پلٹ کر کعبہ کے پاس آیا اور کہنے لگا اگر چہ مجھ جیسے گنہگار کے لیے زیبا نہیں کہ تیری رحمت کا امیدوار ہو اور تیری تعریف اور تقدیس کرے مگر اے اللہ میں فضل کو بھی قربان کرنے کے لیے تیار ہوں۔

یہ حج سے واپسی پر انبار میں ٹھیرے، رشید نے عمر میں قیام کیا ان کے ساتھ ان کے دونوں ولی عہد امین اور مامون بھی تھے فضل امین کے ہمراہ اور جعفر مامون کے ساتھ ٹھیرا یحییٰ اپنے کاتب خالد بن عیسیٰ کے ساتھ ٹھیرا محمد بن نوح مہتمم توشہ خانہ کے ساتھ ٹھیرا اور محمد بن خالد نے عمر میں رشید کے ساتھ مامون کے پاس قیام کیا۔

ایک رات رشید نے فضل کو تنہائی میں بلوایا پھر اسے خلعت سے سرفراز کر کے حکم دیا کہ تم محمد الامین کے ساتھ چلے جاؤ۔

موسیٰ کی معافی

پھر موسیٰ بن یحییٰ کو بلایا اور اس کا قصور معاف کر دیا یہ اس سفر کے ابتدا میں جب حیرہ آئے تھے تو وہاں اس سے ناراض ہو گئے تھے علی بن عیسیٰ بن ماہان نے خراسان کے متعلق رشید سے اس کی شکایت کی اور کہا کہ تمام خراسانی اس کے مطیع و فرمان بردار ہیں اس سے محبت کرتے ہیں یہ ان سے خط و کتابت کے ذریعہ سازش کر رہا ہے کہ چپکے سے نکل کر خراسان چلا جائے اور پھر اہل خراسان کو لے کر بغاوت کر دے، یہ بات رشید کے دل میں بیٹھ گئی اور وہ اس سے بدگمان ہو گئے چونکہ موسیٰ بڑا بہادر شہ سوار تھا اس وجہ سے جب علی بن عیسیٰ نے اس کی شکایت کی تو وہ فوراً رشید کے دل میں جاگزیں ہو گئی مگر اس وقت تو انھوں نے معمولی طور پر اپنی ناراضگی کا اظہار کیا اس کے بعد موسیٰ بہت مقروض ہو گیا اور اپنے قرض خواہوں سے روپوش ہو گیا۔ رشید سمجھے کہ جیسا کہ ان سے کہا گیا تھا وہ ضرور خراسان چلا گیا ہے جب اس حج کے سفر میں وہ حیرہ آئے تو موسیٰ بغداد سے ان کی خدمت میں حاضر ہوا رشید نے اسے عباس بن موسیٰ کے پاس کوفہ میں نظر بند کر دیا۔

یہ پہلا نقصان تھا جو برامکہ کو پہنچا فضل بن یحییٰ کی ماں جس کی بات کو رشید رد نہیں کرتے تھے ان کی خدمت میں ان کی سفارش کرنے کے لیے سفر کر کے حاضر ہوئی رشید نے کہا چونکہ اس کی مجھ سے شکایت کی گئی ہے اس لیے اگر اس کا باپ اس کی ضمانت کر لے تو میں اسے رہا کر دوں گا، یحییٰ اس کا ضامن ہو گیا اور رشید نے موسیٰ کو یحییٰ کے حوالے کر دیا، پھر رشید اس سے خوش ہو گئے انھوں نے اس کی خطا معاف کر دی اور خلعت سے سرفراز کیا۔

چونکہ فضل بن یحییٰ نے ان کے ساتھ شراب پینا چھوڑ دیا تھا اس لیے رشید اس سے ناراض تھے اور ان پر اس کی موجودگی گراں تھی اس پر فضل کہا کرتا تھا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ محض پانی سے دیرینہ تعلقات اس طرح ختم ہو جاتے ہیں تو میں کبھی شراب کو ہاتھ نہ لگاتا۔ یہ گانے کا بھی شوقین تھا۔

جعفر رشید کی خلوت کی صحبت میں شریک ہوتا تھا اگر چہ اس کا باپ اسے اس سے روکتا تھا مگر وہ نہ مانتا ان کی صحبت میں شریک ہوتا اور جیسا وہ کہتے اس پر آمادہ ہو جاتا۔

جب یحییٰ نے دیکھا کہ جعفر کسی طرح رشید کی محبت سے باز نہیں آتا تو اس نے جعفر کے نام خط لکھا کہ میں نے تمہیں چھوڑ دیا ہے اب کچھ نہیں کہوں گا زمانہ تمہیں سبق دے دے گا اس وقت تمہاری آنکھیں کھل جائیں گی تم کو اس مصیبت سے بہت زیادہ ڈرنا چاہیے تھا کہ جس کا کوئی مداوا نہیں۔

یحییٰ نے رشید سے براہ راست بھی یہ بات کہدی تھی کہ میں آپ کے ساتھ جعفر کی ہر وقت کی معیت کو اچھا نہیں سمجھتا کیوں کہ اس کی وجہ سے مجھے آپ کی طرف سے خمیازہ بھگتنا پڑے گا مناسب یہ ہے کہ آپ اسے کسی اہم خدمت پر متعین کر کے بھیجدیں اس طرح میں آپ کی طرف سے مامون ہو جاوں گا، رشید نے اس کے جواب میں کہا کہ اے میرے باپ اس ترکیب سے تمہارا مقصد اپنی حفاظت نہیں ہے بلکہ تم چاہتے ہو کہ فضل کو جعفر پر پیش کرو۔

احمد بن زہیر اپنے چچا زاہر بن حرب کی روایت بیان کرتا ہے کہ جعفر اور برامکہ کی تباہی کی وجہ یہ ہوئی کہ رشید کو جعفر اور اپنی بہن عباسہ بنت المہدی کے بغیر چین نہیں آتا تھا جب وہ شراب پینے بیٹھتے تو ان دونوں کو بلاتے جعفر کو بھی اس بات کا علم ہو چکا تھا کہ وہ اس کے اور عباسہ کے بغیر نہیں رہ سکتے رشید نے جعفر سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ عباسہ سے تمہاری شادی کر دوں تاکہ جب میں اسے اپنی محبت میں بلواؤں تو تم آزادی سے اسے دیکھ سکو مگر شرط یہ ہے کہ میاں بیوی کا تعلق قائم نہ کرنا۔

رشید نے عباسہ سے اس کا نکاح کر دیا اب جب وہ شراب پینے بیٹھتے تو دونوں کو طلب کرتے پھر خود مجلس سے اٹھ جاتے اور ان دونوں کو تنہا چھوڑ جاتے چونکہ دونوں جوان تھے اور شراب کے نشہ سے مست ہوتے اس حالت میں جعفر اس سے جماع کر لیتا عباسہ حاملہ ہوئی اور اسکے لڑکا پیدا ہوا اسے خوف ہوا کہ اگر رشید کو اس کا علم ہو گیا تو اس کی جان خطرہ میں پڑ جائیگی لہٰذا اس نے اس بچے کو اپنی مملوک اناؤں کے ساتھ مکہ بھیجدیا، عرصہ تک یہ بات رشید کو معلوم نہ ہو سکی مگر ایک مرتبہ عباسہ نے اپنی کسی چھوکری کو مارا اس نے رشید سے جا کر اس بچے کی ولادت اور دوسرے واقعات کی اطلاع دی اور ان لونڈیوں کے جو اس بچے کے ہمراہ بھیجی گئی تھیں نام اور ان کا پتہ اور وہ زیور اور جواہر جو عباسہ نے اس بچے کے ساتھ کر دیے تھے سب بتا دیے، جب ہارون اس مرتبہ حج کے لیے مکہ مکرمہ گئے انہوں نے لڑکی کی نشاندہی کے مطابق اس بچے کو تلاش کیا وہ بچہ اور اس کے ساتھ والیاں حاضر ہوئیں رشید نے ان سے واقعہ پوچھا تو انھوں نے بھی اس کے متعلق اس لڑکی کے بیان کی تصدیق کر دی جس نے عباسہ کے خلاف رشید کو سارے واقعہ سے مطلع کیا تھا، پہلے تو رشید کا ارادہ ہوا کہ اس کمسن بچے کو قتل کر دیں مگر پھر خوف خدا سے وہ اس ارادے سے باز رہے، جعفر کا یہ دستور تھا کہ جب رشید حج سے واپس آتے تو وہ مقام عقان میں ان کی دعوت کرتا اس سال بھی اس نے وہیں دعوت کا انتظام کیا اور شرف ملاقات چاہا رشید نے طبیعت کی خرابی کا عذر کیا اور اس کی دعوت میں نہ گئے، جعفر برابر رشید کے ہمرکاب رہا جب یہ اپنی انبار کی منزل میں ٹھیرے تو اس کے اور اس کے باپ کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا اسے ہم اب بیان کریں گے۔

جعفر کا قتل

فضل بن سلیمان بن علی کہتا ہے کہ رشید نے ۱۸۶ ہجری میں حج کیا وہ مکہ مکرمہ سے واپسی میں محرم ۱۸۷ ہجری میں حیرہ آئے یہاں وہ عون العبادی کے محل میں کئی روز مقیم رہے پھر کشتیوں کے ذریعہ سفر کر کے عمر آئے جو انبار کے پہلو میں واقع ہے محرم کے آخری دن ہفتہ کی رات کو انھوں نے اپنے خدمتگار مسرور کو جعفر کے پاس بھیجا۔ اس کے ساتھ حماد

بن سالم ابوعصمہ بھی با قاعدہ سپاہ کی ایک جماعت کے ساتھ تھا اس جماعت نے رات کے وقت جعفر کا محاصرہ کر لیا اور اب مسرور اس کے پاس گیا، اس وقت ابن بخت یشوع طبیب اور مشہور نابینا گویا ابوزکار الکلو اذانی اس کے پاس بیٹھے تھے اور وہ عیش ونشاط میں مصروف تھا، مسرور اسے دھکے دیتا ہوا وہاں سے نکال کر اس مکان میں لایا جہاں رشید مقیم تھے اور گدھے کی رسی سے باندھ کر اسے وہیں قید کر دیا۔ پھر رشید کو جا کر اطلاع کی کہ میں اسے گرفتار کر کے لے آیا ہوں رشید نے اس کی گردن ماردینے کا حکم دیا مسرور نے اسے قتل کر دیا۔

مسرور بیان کرتا ہے کہ جب رشید نے جعفر کے قتل کا عزم کر لیا انھوں نے مجھے اس کے پاس بھیجا، حکم کے مطابق میں اس کے پاس آیا اس وقت مشہور نابینا گویا ابوزکار اس کے پاس تھا اور یہ شعر گا کر اسے سنا رہا تھا۔

فلا تبعد فکل فتی سیأتی
علیہ الموت یطرق اویغادی

(ترجمہ) خدا کرے کہ تم ہمیشہ رہو ورنہ تو ہر شخص پر صبح یا شام
موت طاری ہونے والی ہے

اس پر میں نے کہا اے ابوالفضل دیکھو میں تمہارے لیے موت کا پیغام لے کر آیا ہوں امیر المومنین نے طلب کیا ہے چلو۔ اس نے میرے ہاتھ جوڑے میرے پیروں پر گر گیا اور انھیں چوما اور درخواست کی کہ میں اسے اتنی مہلت دوں کہ گھر میں جا کر وصیت کر آئے، میں نے کہا اب اندر جانے کی تو اجازت نہیں دی جا سکتی البتہ جو تمہیں اپنے بعد کے لیے کہنا ہے کہہ دو، چنانچہ وہ جو وصیت کرنا چاہتا تھا اس نے کر دی اور اپنے تمام مملوک آزاد کر دیے اتنے میں امیر المومنین کے دوسرے ہرکارے میرے پاس پہنچ گئے اور انھوں نے کہا کہ اسے فوراً لے چلو، میں اسے لیکر ان کے پاس آیا اور اس کی میں نے ان کو اطلاع کی وہ اپنے بستر پر لیٹ چکے تھے وہیں سے انھوں نے مجھے حکم دیا کہ اس کا سر لے کر آؤ میں نے جعفر سے آ کر ان کا حکم بیان کیا اس نے کہا اے ابو ہاشم میں تمہیں اللہ کو یاد دلاتا ہوں انھوں نے یہ حکم ضرور حالت نشہ میں دیا ہوگا تم صبح تک تو میرے معاملہ کو ٹال دو یا دوبارہ ان سے میرے متعلق حکم حاصل کرو، میں اب پھر پلٹا کہ ان سے دوسری مرتبہ حکم لوں میری آہٹ پا کر کہنے لگے حرامزادے جعفر کا سر لے کر آ۔ میں نے پھر جعفر سے آ کر کہا کہ یہ حکم ہوا ہے اس نے مجھ سے درخواست کی کہ میں تیسری مرتبہ اس کے بارے میں حکم حاصل کروں میں پھر ان کی خدمت میں حاضر ہوا اس مرتبہ انھوں نے ڈنڈے سے میری خبر لی اور کہنے لگے کہ اگر اب تو اس کا سر لیے بغیر میرے پاس آیا تو مجھے مہدی کا بیٹا نہ سمجھنا اگر میں کسی دوسرے کو بھیج کر پہلے تیرا سر نہ اتر والوں اور تیرے بعد اس کا، اس دھمکی کے بعد میں ان کے پاس سے نکلا اور پھر جعفر کا سر لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔

یحییٰ کی گرفتاری

رشید نے اسی رات اپنے آدمی بھیج کر یحییٰ بن خالد اس کے تمام لڑکوں، موالیوں اور اس کے متعلقین میں دوسرے ان لوگوں کو جو بھاگ کر جا رہے تھے گرفتار کرا لیا اس طرح جو لوگ اس جگہ موجود تھے ان میں سے ایک بھی بچ کر بھاگ نہ سکا۔ فضل بن یحییٰ کو اسی رات اپنے مقام سے ہٹا کر رشید کے ایک مکان میں قید کر دیا گیا اور یحییٰ بن خالد کو اسی کے مکان میں قید کر دیا گیا، ان کی تمام املاک ضبط کر لی گئیں سپاہیوں نے ان میں سے کسی کو بھی مدینۃ السلام یا کسی

دوسرے مقام جانے نہیں دیا۔ رشید نے اسی رات اپنے خدمتگار رجاء کو رقہ بھیجا تاکہ وہاں برامکہ کی جس قدر املاک نقد و جنس کی شکل میں ہوں اس کو ضبط اور ان کے تمام موالیوں اور ملازموں کو گرفتار کر کے ان کے ساتھ اپنی صوابدید کے مطابق سلوک کرے نیز انھوں نے اسی رات سلطنت کے تمام اطراف میں اپنے عمال کے نام احکام بھیج دیے کہ ان کے ماتحت علاقہ میں برامکہ کی جو جائیداد اور املاک ہوں ان کو ضبط کر لیں اور انکے جو کارندے وہاں متعین ہوں انہیں گرفتار کر لیں۔

صبح کو رشید نے جعفر بن یحییٰ کا لاشہ، شعبتہ الخفتانی، ہرثمہ بن اعین اور ابراہیم بن حمید المروروذی کے ساتھ یحییٰ کے مکان میں بھیج دیا جن کے عقب میں انھوں نے اپنے دوسرے خدمتگاروں اور معتمدین کو جن میں مسرور بھی تھا بھیج دیا تھا۔ ابراہیم بن حمید اور اپنے خدمتگار حسین کو فضل بن یحییٰ کے مکان میں بھیجا، یحییٰ بن عبدالرحمان اور اپنے خدمتگار رشید کو یحییٰ اور محمد بن یحییٰ کے مکان میں بھیجا اور ہرثمہ بن اعین کو بھی اس کے ساتھ کیا اور حکم دیا کہ ان کا تمام مال ضبط کر لیا جائے۔

جعفر کی لاش کی تنصیب

رشید نے سندی الحرشی کو حکم بھیجا کہ وہ جعفر کے لاشہ کو مدینتہ السلام لے کر جائے اس کے سر کو جسر الاوسط پر نصب کر دے، اس کے جسد کو کاٹ کر اس کا ایک حصہ جسر الاعلیٰ پر اور دوسرا جسر الاسفل پر نصب کر دے۔ سندی نے حکم کے مطابق جعفر کے جسد کو کاٹ کر مختلف مقامات میں نصب کرا دیا نیز خدمتگاروں نے ان ہدایات کی جو ان کو دی گئی تھیں بجا آوری کی۔

اولاد و اموال کے ساتھ سلوک

فضل، جعفر اور محمد کے چھوٹے چھوٹے بچے گرفتار کر کے رشید کی خدمت میں پیش کیے گئے۔ رشید نے ان کو چھوڑ دیا۔

انہوں نے یہ اعلان کرا دیا کہ برامکہ کے تمام حقوق ملکی بابت حفاظت جان و مال سلب کیے جاتے ہیں البتہ انھوں نے محمد بن خالد اس کی اولاد اور ملازموں کو اس حکم سے اس لیے مستثنیٰ کر دیا کہ ان کو معلوم ہوا کہ صرف یہی ان میں ایسا شخص ہے جو ان کا سچا خیر خواہ رہا ہے اور وہ اس سازش میں شریک نہیں ہے جو دوسرے برامکہ ان کے خلاف کر رہے تھے، عمر سے روانہ ہونے سے پہلے انھوں نے یحییٰ کو چھوڑ دیا یحییٰ کے بیٹوں فضل، محمد اور موسیٰ اور ابوالمہدی ان کے بہنوئی کو ہرثمہ بن اعین کی نگرانی میں دے دیا یہ ان کو لے کر رقہ آیا، جس روز رشید رقہ آئے اسی دن انھوں نے ابراہیم بن عثمان بن نہیک کو انس بن ابی الشیخ کے قتل کا حکم دیا اور قتل کے بعد اسے سولی پر لٹکا دیا گیا، یحییٰ بن خالد کو فضل اور محمد کے ساتھ دیر القایم میں قید کر دیا گیا اور ان کی نگرانی کا ذمہ دار مسرور اور ہرثمہ بن اعین کو بنایا گیا، رشید نے کچھ ملازم اور دوسری ضروریات زندگی ان کے ساتھ رہنے دیں، فضل کی ماں زبیدہ بنت منیر اور دنانیر یحییٰ کی جاریہ اور کچھ اور خدمتگاروں اور لونڈیوں کو ان کے ساتھ رہنے کے لیے کر دیا گیا۔ ان لوگوں کو حالت قید میں کوئی تکلیف نہ تھی البتہ جب رشید کا عبدالملک بن صالح پر عتاب ہوا اور اب لوگوں نے پھر اس کی اور برامکہ کی رشید سے شکایتیں کیں تو جس طرح عبدالملک کے ساتھ سختی کا سلوک کیا جانے لگا اسی طرح برامکہ پر بھی اب سختیاں ہونے لگیں۔

انس کا قتل

جعفر بن الحسین اللہی بیان کرتا ہے کہ جس رات کو رشید نے جعفر کو قتل کیا اس کی دوسری صبح کو انس بن ابی الشیخ ان کی خدمت میں پیش کیا گیا، رشید کے اور اس کے درمیان کچھ مکالمہ ہوا رشید نے اپنی مسند کے نیچے سے ایک تلوار نکالی اور حکم دیا کہ ابھی اس سے اس کی گردن اڑا دی جائے اس وقت انھوں نے اپنی مثال میں یہ شعر پڑھا جو اس سے قبل انس کے قتل کے موقع پر کہا گیا تھا۔

تلظّ السیفُ من شوق الی انس

فالسیف یلحظ و الاندار منتظرُ

تلوار نے بیتابی سے انس کی جانب اپنی زبان دراز کی، اب تلوار غور سے دیکھ رہی ہے اور موت منتظر ہے

انس کو قتل کر دیا گیا اس کے قتل سے پہلے ہی تلوار پر خون دوڑ گیا تھا رشید کہنے لگے اللہ عبداللہ بن مصعب پر رحم کرے اس کی تلوار کیسی اچھی ہے، مگر تمام دوسرے لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ تلوار زبیر بن العوام کی تھی۔

بعض ارباب سیر نے یہ بات بیان کی ہے کہ عبداللہ بن مصعب رشید کا جاسوس تھا یہ تمام لوگوں کی خبریں ان سے جا کر بیان کرتا تھا اس نے انس کے متعلق کہا تھا کہ یہ زندیق ہے اسی وجہ سے رشید نے اسے قتل کر دیا یہ برامکہ کے دوستوں میں تھا۔

امیر المومنین کا خط سندی کے نام

سندی بن شاہک بیان کرتا ہے کہ میں ایک دن بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک شاگرد پیشہ نے جو ڈاک کے ذریعہ سفر کر کے آیا تھا ایک چھوٹا سا خط مجھے دیا میں نے اس کی مہر توڑی تو دیکھا کہ وہ خط خود امیر المومنین کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اور اس میں تحریر ہے۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○"

اے سندی جب تم میرے اس خط کو پڑھو اگر بیٹھے ہو فوراً کھڑے ہو اور اگر کھڑے ہو تو بغیر بیٹھے اسی وقت میرے پاس پہنچو۔

میں نے سواری منگوائی اور اسی وقت ان کی خدمت میں روانہ ہو گیا رشید اس وقت عمر میں تھے ان کو میرا سخت انتظار تھا چنانچہ اس کے بعد عباس بن الفضل بن الربیع نے مجھ سے بیان کیا کہ امیر المومنین دریائے فرات میں ایک کشتی پر سوار تمہارا انتظار کر رہے تھے اتنے میں ایک غبار اٹھا مجھ سے کہنے لگے کہ عباس یہ ضرور سندی اور اس کے ساتھی ہوں گے میں نے کہا بیشک امیر المومنین میرا بھی یہی خیال ہے اتنے میں تم آ پہنچے۔

سندی رشید کے دربار میں

میں اپنی سواری سے اتر کر ٹھیر گیا رشید نے مجھے پاس بلوایا میں سامنے جا کر مودب خاموش کھڑا ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد انہوں نے خدمتگاروں کو برخواست کا حکم دیا وہ چلے گئے اور اب وہاں صرف عباس بن الفضل اور میں رہ گئے، تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد اب انہوں نے عباس سے کہا کہ تم بھی جاؤ اور حکم دیا کہ وہ تختے جو کشتی پر بچھائے گئے

ہیں اٹھائے جائیں، عباس نے حکم کی بجا آوری کی، مجھ سے کہا قریب آؤ میں ان کے قریب گیا پوچھا جانتے ہو کہ میں نے تم کو کیوں بلایا ہے میں نے اپنی قطعی لاعلمی ظاہر کی کہنے لگے میں نے تم کو ایک ایسے کام کے لیے بلایا ہے کہ اگر اس کی خبر میری قمیص کے بوتام کو ہو جائے تو میں اسے ابھی فرات میں پھینک دوں اچھا تمہارے خیال میں میرا سب سے زیادہ بااعتماد امیر کون ہے میں نے کہا ہرثمہ کہنے لگے ٹھیک کہتے ہو اور میرا سب سے زیادہ معتمد علیہ خادم کون ہے میں نے کہا مسرور الکبیر کہنے لگے بالکل ٹھیک کہتے ہو اچھا تم اسی وقت جاؤ اور نہایت تیزی سے مدینۃ السلام پہنچو وہاں پہنچتے ہی اپنے بااعتماد آدمیوں اور فوجی دستوں کو جمع کر کے حکم دو کہ وہ اور ان کے شاگرد پیشہ کیل کانٹے سے تیار رہیں اور بگل کی آواز پر تم برامکہ کے مکانات کی طرف جانا اور سب کی پہرہ بندی کرنا ایک ایک ڈیوڑھی کی ناکہ بندی اپنے فوجی دستوں کے ایک ایک سردار کے سپرد کر دینا کسی شخص کو نہ اندر آنے دینا نہ باہر جانے دینا البتہ محمد بن خالد کے ساتھ کوئی تعارض نہ کرنا یہ ناکہ بندی میرے حکم کے آنے تک برقرار رہے۔

جعفر کا جسم سولی پر

اب تک انہوں نے برامکہ کو نہیں چھیڑا تھا۔ میں تیزی سے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا مدینۃ السلام آیا میں نے اپنے تمام آدمی جمع کر کے حکم کے مطابق ہر کام کے لیے تیار کر لیا تھوڑی ہی دیر کے بعد ہرثمہ بن اعین جعفر بن یحییٰ کا مقتول جسد ایک خچر پر بلا زین کے بار کیے ہوئے لے کر میرے پاس پہنچا اور امیر المومنین کا خط مجھے دیا جس میں مجھے حکم دے گیا تھا کہ میں اس کے جسد کے دو ٹکڑے کر کے اس کو تین پلوں کی سولی پر لٹکا دوں میں نے حکم کے مطابق عمل کیا۔

جعفر کی لاش جلا دی گئی

محمد بن اسحاق کہتا ہے کہ جعفر کا جسد بہت دن تک اسی طرح مصلوب رہا، جب رشید خراسان جانے لگے تو میں بھی اس مقام سے گذرا اور میری نظر اس پر پڑی جب وہ دریا کے شرقی کنارے پر حزیمہ بن خازم کے دروازے آئے تو انہوں نے ولید بن حشم الشاری کو جیل خانہ طلب کر کے احمد بن جنید الختلی اپنے مشہور تلوریے کو اس کی گردن اڑا دینے کا حکم دیا احمد نے اسے قتل کر دیا اس وقت انھوں نے سندی کو دیکھا اور کہا کہ مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسے (یعنی جعفر) کو جلا دیا جائے ان کے جانے کے بعد سندی نے کانٹے اور ایندھن جمع کر کے جعفر کی لاش جلا ڈالی۔

جب رشید نے جعفر بن یحییٰ کو قتل کر دیا تو کسی نے یحییٰ سے کہا کہ امیر المومنین نے تمہارے بیٹے جعفر کو قتل کر دیا ہے اس نے کہا اسی طرح ان کا بیٹا قتل کیا جائے گا۔ پھر اس سے کہا گیا کہ تمہارے تمام مکان ویران و برباد کر دئے گئے یحییٰ نے کہا اسی طرح ان کے قصر و ایوان ویران ہو جائیں گے۔

دوسری روایت

بغار الترکی نے بیان کیا ہے کہ جس دن کے آخر میں رشید نے جعفر کو قتل کیا ہے اس روز وہ جبکہ عمر میں ٹھیرے ہوئے تھے شکار کے لیے گئے یہ جمعہ کا دن تھا اور صرف جعفر بن یحییٰ تنہا ان کے ساتھ تھا ان کے دونوں ولی عہد بیٹے بھی ساتھ نہ تھے جعفر ان کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا انھوں نے اپنا ہاتھ اس کے کندھے پر رکھا ہوا تھا اور اس سے پہلے خود اپنے ہاتھ سے انہوں نے جعفر کو غالیہ ملا تھا۔ وہ اس تمام دن ایک لمحہ کی جدائی کے بغیر ان کے ساتھ تھا شام ہوتے ہی شکار سے

واپس آئے جب رشید محل میں جانے لگے تو انھوں نے جعفر کو سینے سے لگالیا اور کہنے لگے کہ اگر آج میری رات عورتوں کے لیے مخصوص نہ ہوتی تو میں تم کو جدا نہ کرتا تم اپنی قیام گاہ جاؤ اور وہاں خوب دور شراب چلاؤ۔ اور عیش وطرب کی بزم مناؤ تا کہ جو کیفیت میری ہو وہی لطف تم کو بھی حاصل ہو۔

جعفر نے کہا بخدا میں ان چیزوں کا دلدادہ نہیں ہوں میں تو صرف آپ کی محبت میں ان چیزوں سے لطف اندوز ہو جاتا ہوں۔

رشید کہنے لگے تمہیں میری جان کی قسم ہے آج ضرور پینا۔ یہ ان کے پاس سے اپنی قیام گاہ آیا اس رات رشید کے خدمتگار گھنٹے گھنٹے کے بعد نقل، بخورات اور پھول لے کر اس کے پاس آتے رہے جب رات اچھی طرح بھیگ گئی انھوں نے مسرور کو اس کے پاس بھیجا اور اسی کی نگرانی میں جعفر کو قید کر دیا گیا اور پھر اس کے حکم سے اسے قتل کر دیا گیا البتہ محمد بن خالد یا اس کے بیٹوں اور ملازموں سے کوئی تعارض نہیں کیا گیا۔

سلام یہ کہتا ہے اس وقت جب کہ یحییٰ کے مکان کے پردے کھولدئے گئے تھے اور اس کا تمام مال ضبط کر کے قلمبند کر لیا گیا تھا میں اس کے پاس آیا کہنے لگا اے ابوسلمہ قیامت اسی طرح آئے گی۔ جب میں پلٹ کر رشید کی خدمت میں آیا تو میں نے یحییٰ کی بات ان سے بیان کی جسے سن کر وہ دیر تک سر نیچا کیے سوچتے رہے۔

جعفر کی تعزیت

ایوب بن ہارون بن سلیمان بن علی بیان کرتا ہے کہ چونکہ میں یحییٰ سے خاص تعلق رکھتا تھا اس بنا پر جب وہ انبار آیا تو میں اس سے ملنے گیا میں اس شام کو جو اس کے عروج اور اقتدار کی آخری شام تھی اس کے پاس موجود تھا یہ اپنی تاہ کن کشتی میں بیٹھ کر امیر المومنین کی خدمت میں گیا اور فوج خاصہ کے سردار کے دروازے سے انکی خدمت میں پہنچا اس نے لوگوں کی ضروریات دوسرے مہمات سلطنت سرحدوں کی اصلاح اور بحری لڑائی وغیرہ کے متعلق معاملات کو ان سے بیان کیا اور ضروری احکام حاصل کئے ان کے پاس سے نکل کر اس نے لوگوں سے کہا کہ امیر المومنین نے تمہاری درخواستیں قبول کر لی ہیں اور ان کے متعلق احکام دے دیے ہیں اس نے ابو صالح یحییٰ بن عبدالرحمٰن کو بلا کر حکم دیا کہ ان فرامین کو نافذ کر دو پھر وہ ہم سے ابومسلم اور اس کے معاذ بن مسلم کو روانہ کر دینے کے واقعات بیان کرتا رہا۔ بعد مغرب وہ اپنے مکان میں چلا گیا اسی رات کی صبح کو ہم کو جعفر کے قتل اور برامکہ کے زوال کی خبر ملی۔

میں نے اس کو جعفر کی تعزیت لکھی اس کے جواب میں اس نے لکھا کہ ''اللہ تعالیٰ کبھی اپنے بندوں سے ان کے گناہوں کے بغیر مواخذہ نہیں کرتا اور تیرا رب ہرگز بھی اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا بلکہ اکثر اوقات وہ معاف کر دیتا ہے اور اس پر اللہ کا شکر ہے''

جعفر اتوار کی رات صفر ۱۸۷ ہجری میں سینتیس ۳۷ سال کی عمر میں قتل کیا گیا، سترہ سال تک وزیر رہا۔

مسرور نے بیان کیا ہے کہ میں نے رشید سے عرض کیا کہ جعفر عرض کر رہا ہے کہ صرف ایک مرتبہ آپ اسے دیکھ لیں کہنے لگے کہ یہ نہیں ہو سکتا وہ جانتا ہے کہ اگر میری نظر اس پر پڑ گئی تو پھر میں اسے قتل نہیں کروں گا۔ اکثر شعرائے عصر نے انکے متعلق قصائد اور ان کے مرثیے لکھے۔

اس سال دمشق میں مصری اور یمانی عربوں میں فرقہ وارانہ مناقشہ پیدا ہوا رشید نے محمد بن منصور بن زیاد کو

دمشق بھیجا اس نے ان کے درمیان مصالحت کرادی۔

اس سال مصیصہ میں زلزلہ آیا جس سے شہر پناہ کا کچھ حصہ گر گیا اور تھوڑی دیر رات میں آب رسانی کا سلسلہ بند ہو گیا۔ اس سال عبدالسلام خارجی نے آمد میں خروج کیا یحییٰ بن سعید العقیلی السیف نے اسے قتل کر دیا۔ اس سال یعقوب بن داؤد نے رقہ میں وفات پائی۔

اس سال رشید نے اپنے بیٹے قاسم کو کفار سے جہاد کرنے موسم گرما میں بھیجا اور اسے اپنا ذریعہ تقرب بنانے کے لیے اللہ کی راہ میں قربان ہونے کے لیے بخش دیا اور اسے عواصم کا والی مقرر کر دیا۔

اس سال عبدالملک بن صالح پر رشید کا عتاب نازل ہوا اور انہوں نے اسے قید کر دیا۔

عبدالملک بن صالح پر رشید کا غضب اور اس کی وجہ

عبدالملک کی شکایت رشید کے دربار میں

احمد بن ابراہیم بن اسماعیل نے بیان کیا کہ عبدالملک بن صالح کا ایک بیٹا عبدالرحمٰن تھا یہ سربرآوردہ تھا عبدالملک اسی سے اپنی کنیت بیان کرتا تھا یہ عبدالرحمٰن اپنے باپ کی اکثر شکایت کرتا رہتا تھا اس نے اور قمامہ نے رشید سے عبدالملک کی شکایت کی کہ وہ خلافت کا امیدوار ہے رشید نے اسے پکڑ کر فضل بن الربیع کے پاس قید کر دیا۔

دربارِ خلافت میں قمامہ کا عبدالملک کے خلاف الزام

بیان کیا گیا ہے کہ جب رشید عبدالملک سے ناراض ہوئے تو وہ ان کی خدمت میں پیش کیا گیا رشید نے اس سے کہا کہ کیا جس قدر عظیم احسان میں نے تجھ پر کیے ہیں تو ان پر پانی پھیر رہا ہے اور ان نعمتوں کی ناشکری کرتا ہے عبدالملک نے کہا حقیقت حال یہ نہیں ہے اگر میں ایسا کرتا تو مجھے ندامت سے دوچار ہونا پڑتا اور سزا کا مستحق ہوتا یہ سب کچھ حاسدوں کی شرارت ہے، چونکہ مجھے آپ کے دربار میں قربت دوستی اور دیرینہ نیازمندی حاصل ہے اس وجہ سے سب لوگ مجھ سے جلتے ہیں آپ امت مسلمہ کے لیے رسول کے جانشین اور ان کے خاندان کے لیے ان کے امین ہیں امت پر آپ کی اطاعت اور خیر خواہی اور آپ پر اس کے معاملہ میں انصاف، اتفاقیہ واقعات میں بردباری اور خطاؤں پر معافی فرض ہے۔ رشید نے کہا زبان سے اسطرح خوشامد کی باتیں بناتے ہو اور اپنے دل میں میرے خلاف منصوبے تیار کرتے ہو یہ دیکھو تمہارا کاتب قمامہ موجود ہے یہ تمہارے دل کی کھوٹ اور فسادنیت کے تمہارے منہ پر بیان کرے گا سنو و کہتا ہے عبدالملک نے کہا اس نے آپ سے بالکل خلاف واقعہ بات کہی ہے اور ممکن ہے کہ وہ میرے سامنے مجھ پر افترا اور بہتان لگا سکے۔

قمامہ کو طلب کیا گیا رشید نے اس سے کہا کسی خوف اور تردد کے بغیر صاف صاف بیان کرو اس نے کہا میرا یہ دعویٰ ہے کہ یہ آپ کے خلاف بغاوت کرنے اور آپ کی مخالفت کرنے کے لیے کمربستہ ہے، عبدالملک نے کہا قمامہ تم کیا کہہ رہے ہو اس نے کہا بیشک تم چاہتے ہو کہ امیر المومنین کو اچانک قتل کر دو، عبدالملک کہنے لگا جب یہ میرے منہ پر مجھ پر بہتان باندھ رہا ہے تو میرے پیچھے تو اس نے کیا کچھ میرے خلاف جھوٹی باتیں نہ کہی ہوں گی۔

رشید نے کہا اور یہ دیکھو تمہارا بیٹا عبدالرحمٰن موجود ہے اس نے مجھ سے تمہاری سرکشی اور فسادنیت کی شکایت کی

ہے۔ اگر مجھے تمہارے خلاف کسی دلیل اور ثبوت کی ضرورت ہو تو ان دونوں سے زیادہ بااعتماد تمہارے معاملہ میں اور کون ہو سکتا ہے ان کے بیان کا تمہارے پاس کیا جواب ہے عبدالملک نے کہا ان دو گواہوں میں سے ایک سرکاری معلوم ہوتا ہے اور دوسرا وہ ہے جسے میں نے اپنی پدری شفقت سے خارج کر دیا ہے اس وجہ سے وہ میری شکایت کرنے پر مجبور ہے جو شخص اسی کام کے لیے مقرر کیا گیا ہے اس کا ایسی بات میری طرف منسوب کرنا درست ہے اور اگر کہنے والا عاق ہے تو وہ پہلے ہی ناحق شناس اور ناشکرا ہے، اللہ عزوجل نے خود اپنے کلام مبین میں ایسے شخص کی عداوت سے مطلع کر کے متنبہ کر دیا ہے اللہ فرماتا ہے،

انّ من ازواجکم و اولادکم عدوّالکم فاحذروھمO

(ترجمہ) بیشک تمہاری بیویاں اور اولاد تمہارے دشمن بھی ہیں تم ان سے متنبہ رہو۔

اس گفتگو کے بعد رشید دربار سے اٹھ کھڑے ہوئے کہنے لگے اگرچہ تمہارا معاملہ بالکل واضح ہو چکا ہے مگر جب تک مجھے تمہارے بارے میں اللہ کی مرضی کا علم نہ ہو میں کوئی کاروائی نہیں کرنا چاہتا اسی کو میں اپنے اور تمہارے درمیان حکم بناتا ہوں عبدالملک نے کہا میں اس بات سے بالکل خوش ہوں اللہ حکم ہو اور امیر المومنین حاکم کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ امیر المومنین اپنی خواہش اور ارادے پر اللہ کے حکم اور اس کی کتاب کو ترجیح دیں گے اور اسی کو اختیار کریں گے۔

دوسری مجلس

اس کے بعد رشید نے ایک دوسری مجلس اس معاملہ کے لیے منعقد کی عبدالملک نے دربار میں آ کر سلام کیا رشید نے اس کا جواب نہیں دیا عبدالملک نے کہا کہ آج تو میں معاملہ کے متعلق کوئی جواب دہی نہیں کرتا رشید نے پوچھا کیوں اس نے کہا اس وجہ سے کہ اس کی ابتدا ہی سنت کے خلاف ہوئی ہے تو اس کا انجام معلوم ہے، رشید نے پوچھا کیا ہوا اس نے کہا میں نے آپ کو سلام کیا، آپ نے اس کا جواب تک نہیں دیا کم از کم آپ میرے ساتھ عوام کا سا برتاؤ تو کریں، رشید نے کہا سنت رسول اللہ کی اقتدا میں اور عدل کے لیے ایثار میں اور اس لیے کہ سلام کی عادت رہے میں تم کو سلام کرتا ہوں السلام علیکم۔ عبدالملک سے خطاب کرتے کرتے اب انھوں نے سلیمان بن ابی جعفر کی طرف مڑ کر کہا **ارید حیاته و یرید قتلی الیٰ آخرہ** (ترجمہ) میں تو اس کے حیات چاہتا ہوں اور وہ میرے قتل کے درپے ہے“

اس کے بعد انہوں نے کہا بخدا گویا میں اپنی آنکھ سے دیکھ رہا ہوں کہ خون کی نالیاں بہہ رہی ہیں اور آتش جنگ مشتعل ہے، جس میں ہاتھ اور سر کٹ کٹ کر گر رہے ہیں، ذرا ٹھیرو۔ کچھ خبر ہے اللہ نے میرے ذریعہ دشوار کو تمہارے لیے سہل کیا ہے، کدورت کو صاف کیا ہے اور تمام معاملات کو درست کیا ہے، اس مصیبت سے پہلے جس میں تمہارے ہاتھ اور پاؤں کٹ جائیں گے میں تم کو آگاہ کرتا ہوں اور ڈراتا ہوں کہ اپنے آپ کو بچاؤ۔

عبدالملک نے کہا امیر المومنین آپ اس خلافت کے معاملہ میں جو اللہ نے آپ کو دی ہے اور اس رعایا کے بارے میں جس کی نگرانی اللہ نے آپ کے سپرد کی ہے اللہ سے ڈرتے رہیں شکر گذاری کے بجائے ناشکری اختیار نہ کریں، صلہ کے بجائے سزا نہ دیں۔ بخدا میں نے ہمیشہ آپ کے ساتھ خلوص برتا ہے اور سچی اطاعت شعاری کی ہے میں نے اپنے دونوں قوی بازوؤں کے ذریعے سے جو یلملم کے دونوں ستونوں سے زیادہ سخت اور مضبوط ہیں آپ کی

حکومت کی چولیں مضبوط کی ہیں اور آپ کے دشمن کو تباہ و برباد کیا ہے میں خدا کا واسطہ دے کر آپ سے کہتا ہوں کہ آپ محض ایک جھوٹے کی جھوٹی شکایت اور ایک جانی دشمن کی چغلی کی بنا پر اپنے ایک عزیز قریب سے بدگمان نہ ہوں اور اس سے اپنا تعلق ختم نہ کریں میں نے نہایت دشوار کاموں کو آپ کے لیے سہل کیا ہے اور تمام امورِ سلطنت کو درست کیا ہے میں نے آپ کی اطاعت کو لوگوں کے دلوں میں جانشین کیا ہے کتنی راتیں ایسی مجھ پر گزری ہیں کہ ان میں میں نے آپ کی خاطر سخت تکلیف اٹھائی ہے اور کتنے نازک موقع ایسے پیش آئے ہیں جہاں میں آپ کے لیے ثابت قدم رہا ہوں ان مواقع پر میری مثال ان شعروں کی مصداق تھی جو بنی جعفر بن کلاب کے کسی شخص نے کہے ہیں۔

و مقام ضیق فرجته
ببنانی و لسانی و جدل
لو یقوم الفیل او فیاله
زلّ عن مثل مقامی و زحل

(ترجمہ) بہت سے ایسے مواقع آئے کہ میں نے ان کو اپنے ہاتھ زبان اور طاقت سے سہل بنا دیا کہ اگر وہاں زبردست ہاتھی ہوتا تو وہ بھی اپنی جگہ چھوڑ کر ہٹ جاتا۔

کوتوال کی سفارش پر عبدالملک سے نرمی

رشید نے کہا اگر میں بنی ہاشم پر مہربان نہ ہوتا تو ضرور تجھے قتل کرتا۔ زید بن علی بن الحسین العلوی بیان کرتا ہے کہ رشید نے عبدالملک بن صالح کو قید کیا تو ان کا کوتوال عبداللہ بن مالک حاضر خدمت ہوا اور اس نے کچھ کہنے کی اجازت چاہی رشید نے کہا کہو کیا بات ہے اس نے کہا امیر المومنین خدائے بزرگ و برتر کی قسم ہے کہ عبدالملک ہمیشہ سے آپ کا مخلص اور وفا شعار رہا ہے آپ نے اسے کیوں قید کر دیا۔ رشید نے کہا کیونکہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ وہ میرے خلاف سازش کر رہا ہے اور مجھے یہ اندیشہ ہے کہ وہ میرے ان دونوں بیٹوں امین اور مامون میں لڑائی کرا دیگا۔ اگر تم یہ مناسب سمجھتے ہو کہ ہم اسے قید سے رہا کر دیں تو ہم تمہاری ذمہ داری پر اسے چھوڑ دیں گے۔ عبداللہ بن مالک نے کہا کہ اب جب کہ آپ نے اسے قید ہی کر دیا ہے تو میں یہ تو مناسب نہیں سمجھتا کہ فوراً اسے رہا کر دیا جائے البتہ یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ اسے صرف نظر بند کر دیا جائے اور وہاں اس کا وہی اعزاز قائم رہے جو آپ کے اور اس کے شایان ہے۔ رشید نے کہا میں اس کے لیے تیار ہوں۔

رشید نے فضل بن الربیع کو طلب کیا اور حکم دیا کہ تم عبدالملک بن صالح کے پاس اس کے قید خانے میں جا اور کہو کہ تم کو حالت قید میں جن جن ضروریات کی ضرورت ہو اس کے متعلق حکم دے دو انہیں مہیا کر دیا جائے گا۔ فضل نے اس سے پوچھ کر اس کے مطالبات رشید سے بیان کئے۔

اسی سلسلہ میں ایک دن رشید نے عبدالملک بن صالح سے کہا کہ تو صالح کا بیٹا نہیں ہے اس نے پوچھا پھر میں کس کا ہوں رشید نے کہا تو مروان الجوری کا بیٹا ہے عبدالملک کہنے لگا دونوں بڑے جواں مرد تھے مجھے کچھ پرواہ نہیں کسی کا بھی ہوں۔

عبدالملک کا انتقال

رشید نے اسے فضل بن الربیع کی نگرانی میں قید کر دیا۔ رشید کی زندگی میں قید رہا ان کی وفات کے بعد محمد نے اسے رہا کر کے شام کا صوبہ دار مقرر کر دیا۔ اس نے رقہ کو اپنا مستقر بنایا اس نے محمد سے بھی یہ عہد کیا تھا کہ اگر تم مارے گئے اور میں اس وقت زندہ رہا تو بھی میں کبھی مامون کے ہاتھ پر بیعت نہیں کروں گا مگر یہ محمد سے پہلے ہی مر گیا اور سرکاری مکانات میں سے کسی جگہ دفن کیا گیا، جب مامون اپنے عہدِ خلافت میں روم جانے لگے تو انہوں نے عبدالملک کے کسی بیٹے کو حکم بھیجا کہ تم اپنے باپ کو میرے مکان سے نکال لے جاؤ چنانچہ اس کی ہڈیاں مدفن سے برآمد کر کے دوسری جگہ منتقل کی گئیں۔ اس نے محمد سے یہ بھی کہا تھا کہ اگر کبھی تم کو اپنی جان کا خوف ہو تو تم میرے پاس آ جانا خدا کی قسم میں تمہاری حفاظت کروں گا۔

یحییٰ سے تحقیق کا واقعہ

بیان کیا گیا ہے کہ اسی زمانے میں رشید نے یحییٰ بن خالد سے کہلا کر بھیجا کہ عبدالملک بن صالح میرے خلاف بغاوت کرنا چاہتا ہے تم اس سے باخبر رہو لہٰذا اس کے متعلق تم کو جو بات معلوم ہو اس سے مجھے اطلاع دو اگر تم مجھ سے سچا واقعہ بیان کرو گے تو میں تم کو بحال کر دوں گا، یحییٰ نے کہا بخدا امیر المومنین میں اس بات سے قطعی ناواقف ہوں کہ عبدالملک نے کوئی ایسا منصوبہ باندھا ہو جو آپ کے خلاف ہو اور اگر مجھے کوئی ایسی اطلاع ملتی تو آپ نہیں بلکہ میں اس کا حریف ہوتا کیوں کہ آپ کی حکومت تو اصل میں میری حکومت تھی اور اس کی نیکی اور بدی کا تمام تر اثر مجھ پر تھا ایسی صورت میں عبدالملک کے لیے یہ بات کس طرح مناسب تھی کہ وہ مجھے اپنے منصوبے میں شامل کرنے کی آرزو کرتا اور اگر میں اس کا ساتھ دینے کے لیے آمادہ بھی ہو جاتا تو مجھے اس بات کی امید ہرگز نہ ہوتی کہ جو مرتبہ اور عزت و رسوخ اور اقتدار آپ نے مجھے دیا ہے وہ مجھے دیتا۔ خدا کے لیے آپ میرے متعلق ایسا گمان ہرگز نہ کریں بلکہ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ عبدالملک ایک بااعتماد اور ذمہ دار آدمی ہے میری خوشی تو یہ ہے کہ ایسا آدمی آپ کے ساتھ رہے، اور اس کی نیک چلنی عزت نفس اور بردباری کی وجہ سے جس کے آپ خود مداح تھے آپ اس کے ساتھ اپنے دوستانہ تعلقات قائم رکھیں۔

جب رشید کے قاصد نے ان سے آ کر یحییٰ کا یہ جواب عرض کیا تو انھوں نے دوبارہ اس کے پاس بھیجا اور کہا کہ اس سے جا کر کہہ دو کہ اگر وہ عبدالملک کی سازش کا پتہ نہ دے گا تو میں اس کے بیٹے فضل کو قتل کر دوں گا، یحییٰ نے کہا کہ جا کر عرض کر دو کہ ہم آپ کے قبضہ میں ہیں آپ جو چاہیں کریں بالفرض اگر اس واقعہ میں کوئی بھی اصلیت ہو تو اس کا مجرم میں ہوں نہ کہ فضل، فضل نے کیا کیا ہے کہ اسے اس کی سزا دی جائے، قاصد نے فضل سے کہا کہ چونکہ امیر المومنین کے حکم کی بجا آوری ضروری ہے لہٰذا موت کے لیے تیار رہو۔ فضل کو یقین ہو گیا کہ میں اب مارا جانے والا ہوں اس نے اپنے باپ سے آخری ملاقات کی اور رخصت ہوا اس نے یحییٰ سے کہا آپ مجھ سے خوش ہیں یحییٰ نے کہا ہاں میں تم سے راضی ہوں اور اللہ بھی تم سے راضی ہو، تین دن تک باپ بیٹے ایک دوسرے سے علیحدہ رکھے گئے مگر جب کوئی بات یحییٰ کے خلاف ثابت نہ ہوئی تو پھر ان دونوں کو حسب سابق یکجا کر دیا گیا۔ چونکہ اس زمانہ میں برامکہ کے دشمن مسلسل رشید سے ان کی شکایتیں کرتے رہتے تھے اس کی وجہ سے رشید نے بہت سخت خط ان کو لکھے۔

جب مسرور نے قتل کے لیے لے جانے کے لیے فضل کا ہاتھ پکڑا تو اس وقت یحییٰ سے ضبط نہ ہو سکا اور اس

نے اپنے دل کا غبار نکالا اور مسرور سے کہا کہ رشید سے جا کر کہہ دو کہ اسی طرح تمہارا بیٹا بھی مارا جائے گا۔

مسرور کہتا ہے کہ جب رشید کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو انھوں نے مجھ سے پوچھا کیا ہوا میں نے یحییٰ کا قول اس سے بیان کیا کہنے لگے مجھے اس کے کہنے سے اندیشہ ہو گیا ہے کیونکہ بہت کم ایسا ہوا ہے کہ مجھ سے کوئی بات آئندہ کے لیے کہی گئی ہو اور وہ اسی طرح پیش نہ آئی ہو۔

رشید اور عبدالملک کے مختلف واقعات

رشید نے عبدالملک کو دیکھا اور کہا سنتے ہو یہ کیا کہہ رہا ہے اس نے کہا یہ نافرمان، سازشی جاسوس اور حاسد ہے رشید نے کہا تم سچ کہتے ہو دوسرے لوگ اپنی نا قابلیت کی وجہ سے پیچھے رہ گئے اور تم آگے بڑھ گئے اپنی کوتاہی اور نا قابلیت کی وجہ سے ان کے دلوں میں حسد کی چنگاریاں دبی ہوئی ہیں اسی لیے وہ تمہاری شکایتیں کرتے ہیں، عبدالملک نے کہا خدا کرے کہ ان کے دلوں کی یہ آگ کبھی نہ بجھے اور وہ اسی طرح جل جل کر مریں تا کہ یہ تکلیف ہمیشہ ان کی نسلوں میں چلتی رہے۔

ایک مرتبہ رشید عبدالملک کے مستقر منبج سے گزرے اور اس کے مکان کو دیکھ کر پوچھا یہ تمہارا مکان ہے عبدالملک نے کہا کہ اصل میں تو یہ جناب والا کا ہے اور اسی نسبت سے میرا بھی ہے انھوں نے پوچھا مکان کیسا ہے عبدالملک نے کہا کہ میرے متعلقین کی عمارت سے نیچا اور منبج کے دوسرے مکانوں سے بلند واقع ہوا ہے، رشید نے پوچھا رات کیسی ہوتی ہے اس نے کہا تمام رات گویا صبح ہے۔

علی بن عیسیٰ کا انتقال

اس سال ماہ شعبان میں قاسم بن الرشید روم کے علاقہ میں گھس گیا اور اس نے قرہ کا محاصرہ کر لیا۔ نیز اس نے عباس بن جعفر بن محمد بن الاشعث کو کسی دوسری سمت بھیجا اس نے قلعہ سنان کا محاصرہ کر لیا، جب محصورین محاصرہ کی شدت سے عاجز آ گئے تو روم نے مسلمانوں سے یہ درخواست کی کہ ہم ان تین سو بیس مسلمان قیدیوں کو جو ہمارے پاس ہیں رہا کر دیں گے اگر تم ان دونوں مقامات کو چھوڑ کر چلے جاؤ گے۔ مسلمانوں نے یہ درخواست قبول کی اور قرہ اور قلعہ سنان سے صلح کر کے واپس چلے گئے، اسی جہاد میں رومیوں کے علاقہ میں علی بن عیسیٰ بن موسیٰ نے وفات پائی یہ قاسم کے ساتھ تھا۔

رومیوں کا نقضِ معاہدہ

اس سال بادشاہ روم نے اس صلح کو توڑ دیا جو اس سے پہلے رومیوں اور مسلمانوں کے درمیان ہوئی تھی نیز اس نے زرضمانت دینے سے انکار کر دیا۔

جس وجہ سے مسلمانوں اور ملکۂ روم ریني کے درمیان معاہدہ صلح طے پایا تھا اس کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اس کے ایک عرصہ کے بعد رومیوں نے ملکہ کے خلاف بغاوت کر دی اسے تخت سے اتار دیا اور اب اس کی جگہ نقفور بادشاہ بن گیا جس کے متعلق رومی یہ کہتے ہیں کہ وہ عرب کے قبیلہ غسان کے کسی شخص جفنہ نام کی اولاد میں تھا۔ اس سے

پہلے وہ روم کا افسر خراج تھا تخت سے علیحدگی کے پندرہ ماہ بعد ریني مرگئی۔

رومی بادشاہ کا رشید کے نام خط

اب نقفور کا اقتدار اور اس کی حکومت استوار ہوگئی اور تمام رومی اس کے مطیع اور فرماں بردار ہوگئے اس نے رشید کو خط لکھا۔

''یہ خط نقفور بادشاہ روم کی طرف سے رشید بادشاہ عرب کو ارسال کیا جاتا ہے
امابعد مجھ سے پہلے جو ملکہ تھی اس نے تمہیں شطرنج کا رخ اور اپنے کو پیدل بنالیا تھا اور اسی کمزوری کی وجہ سے وہ تمہیں زرفدیہ ادا کرتی تھی حالانکہ چاہیے یہ تھا کہ تم اسے زرفدیہ دیتے مگر یہ عورتوں کی فطری کمزوری اور حماقت تھی جس کی وجہ سے اس نے یہ بے عزتی گوارا کی میرے اس خط کو پڑھتے ہی تم تمام زرواصلات واپس کرو اور آئندہ کے لیے اپنی جان کی ضمانت کے لیے زرفدیہ ادا کرو ورنہ اب تلوار ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے گی۔''

خط پڑھ کر رشید غصہ سے آگ بگولہ ہوگئے اس حالت میں کسی شخص کو کچھ کہنے کی تو کیا مجال تھی کوئی ان کو دیکھ بھی نہیں سکتا تھا ان کے تمام مصاحبین اس خوف سے اٹھ کر چلے گئے کہ کہیں ان کی کسی بات یا فعل سے وہ اور نہ بھڑک اٹھیں۔ خود وزیر سلطنت پریشان تھا کہ اس حالت میں کوئی مشورہ دے یا انہیں اپنی صوابدید پر کاربند ہونے دے۔

رشید کا جواب

رشید نے دوات طلب کی اور اسی خط کی پشت پر اپنے ہاتھ سے یہ جواب لکھا۔

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

یہ خط امیر المومنین ہارون کی جانب سے روم کے کتے نقفور کے نام بھیجا جاتا ہے، اے کافرزادے میں نے تیرا خط پڑھا اس کا جواب تو اپنی آنکھ سے دیکھ لے گا تجھے سننے کی نوبت بھی نہیں آئیگی والسلام''

رومیوں پر حملہ

رشید اسی دن رومیوں سے نبرد آزما ہونے چل کھڑے ہوئے۔ وہ مسلسل کوچ کرتے ہوئے ہرقلہ پہنچے اس کا محاصرہ کرلیا اسے بزورِ شمشیر فتح کیا انھوں نے بہت سامال غنیمت لونڈی غلام اور اسیران جنگ حاصل کیے، شہر کو برباد کر کے جلا دیا اب نقفور نے اس شرط پر صلح کی درخواست کی کہ وہ سالانہ خراج ادا کرتا رہے گا رشید نے اسے منظور کرلیا۔

رومیوں کا نقضِ عہد اور رشید کا دوبارہ حملہ

وہ اس مہم سے واپس ہوکر رقہ آئے تھے کہ ان کو اطلاع ملی کہ نقفور نے معاہدہ صلح کو توڑ کر اس کی خلاف ورزی کی ہے چونکہ سردی نہایت شدید تھی اس وجہ سے نقفور کو ان کے واپس آنے کی ہرگز امید نہ تھی اسی اطمینان پر اس نے بدعہدی کی۔ یہ اطلاع دارالخلافت آئی اس اندیشہ سے کہ مکرر پیشقدمی سب کے لیے باعث خطر ہوگی کسی شخص کو یہ جرأت نہ ہوئی کہ وہ اس کی اطلاع بلاواسطہ ان کو دے اہل جندہ کے ایک شاعر ابو محمد عبداللہ بن یوسف نے جس کے متعلق یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ یہ حجاج بن یوسف التیمی ہے اس واقعہ کی ان کو خبر کرنے کے لیے اپنے اشعار کو ذریعہ اطلاع

بنایا۔ عبداللہ بن یوسف اسماعیل بن ابوالقاسم ابوالعتاہیداور تیمی نے اس موضوع پر شعر کہے اور جب عبداللہ بن یوسف نے اپنے اشعار سنائے تو رشید کہنے لگے کیا خوب کیا نقفور نے یہ کیا ہے نیز ان کو اس بات کا بھی علم ہو گیا کہ ان کے وزراء نے ان تک اس خبر کو پہنچانے کی یہ ترکیب کی تھی اسے سنتے ہے وہ سفر کی سخت محنت اور کلفت برداشت کرتے ہوئے پھر اس کے مقابلے کے لیے پلٹے اور خود اس کے مرکز پر حملہ کر کے اس کا محاصرہ کر لیا اور اپنی تمام شرائط منوا کر اپنے دلی منصوبوں کو پورا کر کے وہاں سے واپس آئے۔

واقدی کے بیان کے مطابق اس سال ابراہیم بن عثمان بن نہیک قتل کیا گیا، واقدی کے علاوہ دوسرے ارباب سیر کہتے ہیں کہ ابراہیم ۱۸۸ ہجری میں قتل کیا گیا۔

ابراہیم بن عثمان بن نہیک کا قتل

ابراہیم کی شکایت رشید کے دربار میں

ابراہیم بن عثمان اکثر جعفر بن یحییٰ اور برامکہ کا تذکرہ کرتا رہتا تھا ان کی محبت میں اور ان کی بربادی پر اظہار غم کے لیے رویا کرتا تھا محض گریہ سے تجاوز کر کے وہ برامکہ کے بدلہ لینے والوں کے زمرہ میں شامل ہوا۔ یہ جب تنہائی میں اپنی باندیوں کے ساتھ خوب شراب پی کر بدمست ہو جاتا تو کہتا۔ ''غلام میری تلوار ذوالمنیۃ مجھے دے'' اس نے اپنی تلوار کا نام ذوالمنیۃ رکھا تھا غلام تلوار لا کر اسے دے دیتا یہ اسے نیام سے نکال کر ہائے جعفر ہائے جعفر میرے آقا پکارتا اور کہتا کہ میں تمہارے قاتل کو قتل کر کے رہوں گا اور تمہارے خون کا بدلہ ضرور لوں گا۔

جب اس کی یہ لے بہت بڑھ گئی تو اس کے بیٹے عثمان نے فضل بن الربیع سے آ کر تمام قصہ بیان کیا فضل نے رشید کو اطلاع کی رشید نے عثمان کو بلایا اور پوچھا کہ فضل نے کیا بات بیان کی ہے اس نے اپنے باپ کا تمام واقعہ بیان کیا رشید نے پوچھا کہ تمہارے علاوہ کوئی اور بھی گواہ ہے اس نے کہا جی ہاں ان کا خدمتگار نوال، رشید نے اطلاع کیے بغیر نوال کو اپنے پاس بلا کر اس سے پوچھا اس نے کہا کہ ابراہیم نے یہ بات ایک دو مرتبہ نہیں بلکہ متعدد بار کہی ہے مگر پھر بھی رشید کہنے لگے کہ یہ بات نامناسب ہے کہ میں اپنے ایک خاص آدمی کو ایک نوعمر چھوکرے اور ایک خصی کے بیان پر قتل کر دوں ممکن ہے کہ ان دونوں نے اس کے خلاف اس لیے کوئی سازش کی ہو کہ لڑکا تو اپنے باپ کا عہدہ چاہتا ہو اور خدمتگار مدت دراز کی خدمت گزاری کی وجہ سے اس کا دشمن ہو گیا ہو۔

ابراہیم کا امتحان

چند روز انھوں نے اس معاملہ میں کوئی مزید کاروائی نہیں کی اور خاموش رہے، پھر انھوں نے خیال کیا کہ ابراہیم بن عثمان کا امتحان لینا چاہیے تاکہ اس کی طرف سے جو بدگمانی اور اندیشہ ان کے دل میں پیدا ہو گیا ہے وہ بھی نکل جائے۔ انہوں نے اس غرض کے لیے فضل بن الربیع کو بلایا اور اس سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ ابراہیم بن عثمان کے بیٹے نے اس کی جو شکایت کی ہے اس کے متعلق ابراہیم کا امتحان لوں، جب دسترخوان اٹھا دیا جائے تو تم شراب منگوانا اور ابراہیم سے کہنا کہ چونکہ امیرالمومنین کے دل میں تمہاری خاص جگہ ہے اس لیے وہ چاہتے ہیں کہ آج تم ان کے ساتھ شراب میں شرکت کرو انھوں نے تم کو دعوت دی ہے، اور جب وہ اچھی طرح پی لے تو تم ہمیں تنہا چھوڑ کر باہر چلے جانا۔

فضل نے حکم کے مطابق عمل کیا پہلے تو ابراہیم شراب کے لیے تیار ہو کر بیٹھ گیا مگر جب فضل بن الربیع ایک دم جانے کے لیے کھڑا ہوا تو یہ بھی اٹھا مگر رشید نے اسے حکم دیا کہ اپنی جگہ پر بیٹھو، جب وہ بالکل مطمئن ہو کر بیٹھ گیا تو اب رشید نے غلاموں کو اشارہ کیا کہ چلے جائیں وہ سب ہٹ گئے رشید نے اس سے کہا ابراہیم اگر میں اپنا کوئی خاص راز تم سے بیان کر دوں تو کیا تم اس کی حفاظت کر دگے اس نے کہا میرے آقا میں تو آپ کے غلامان خاص اور خادمان معتمد میں سے ہوں یہ کس طرح ممکن ہے کہ میں آپ کے راز کو افشا کروں گا۔

رشید نے کہا ایک عرصہ سے میرے دل میں ایک بات ہے میں چاہتا تھا کہ تم سے بیان کروں اب میرے سینے میں اتنی وسعت نہیں کہ اسے وہ سنبھال سکے اس کی وجہ سے میری راتیں بیداری میں گزرتی ہیں، ابراہیم نے کہا جناب والا ضرور مجھ سے بیان کریں میں کبھی دوبارہ اسے آپ سے بیان نہیں کروں گا اور کبھی تنہائی میں بھی اسے اپنی زبان سے نہ نکالوں گا، رشید نے کہا سنو بات یہ ہے کہ جعفر بن یحییٰ کو قتل کر کے میں اس قدر نادم ہوں کہ اس ندامت کا اظہار بھی الفاظ میں نہیں کر سکتا کاش میری سلطنت چلی جاتی مگر وہ زندہ رہتا اس کے قتل کے بعد سے نیند اور لطف زندگی میرے لیے حرام ہیں۔

ان الفاظ کو سنتے ہی ابراہیم کی آنکھوں سے بے اختیار اشک مسلسل رواں ہوئے اور وہ کہنے لگا اللہ ابوالفضل پر اپنا رحم کرے اور اس کی خطاؤں کو معاف کر دے اے میرے مالک اس کے قتل میں آپ نے بڑی غلطی کی اور اس کے معاملہ میں آپ سے لغزش ہوئی دنیا میں ایسے آدمی کہاں نصیب ہیں وہ اس زمانے میں سب سے بڑا متقی تھا۔

ابراہیم کا قتل

یہ سن کر رشید نے کہا حرامزادے تجھ پر اللہ کی لعنت ہو نکل یہاں سے ابراہیم کھڑا ہوا مگر یہ حالت تھی کہ زمین اس کے تلووں سے نکل گئی تھی اس نے اپنی ماں سے آ کر کہا کہ اب میری جان گئی اس نے کہا انشاءاللہ ایسا نہ ہوگا اچھا کہو تو کیا ہوا۔ ابراہیم نے کہا ہوا یہ کہ رشید نے اس طرح میرا امتحان لیا ہے کہ اگر میری ہزار جانیں بھی ہوتیں تو بھی ان میں سے ایک بھی نہ بچ سکتی، اس کے تھوڑی دیر کے بعد اس کے بیٹے نے آ کر اس پر تلوار ماری جس کے زخم سے وہ چند ہی راتیں بسر کر کے مر گیا۔

حج

اس سال عبیداللہ بن العباس بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا۔

۱۸۸ھ ہجری شروع ہوا

اس سال ابراہیم بن جبرئیل موسم گرما میں رُومیوں سے جہاد کے لیے گیا، وہ درہ صفصاف سے رومیوں کے علاقہ میں آیا۔ خود نقفور اس کے مقابلہ پر بڑھا مگر اس کے عقب میں کوئی اہم معاملہ ایسا اُسے پیش آیا کہ وہ ابراہیم کے مقابلہ سے پسپا ہو کر پلٹ گیا واپسی میں مسلمانوں کی ایک جماعت سے اس کا مقابلہ ہو گیا اس طرح اسے تین مرتبہ جنگ کا صدمہ برداشت کرنا پڑا اس نے شکست کھائی بیان کیا گیا ہے ان لڑائیوں میں چالیس ہزار سات سو رومی کام آئے ان

کے چار ہزار جانور پکڑے گئے۔
اس سال قاسم بن الرشید نے وابق میں جہاد کے لیے قیام کیا۔

حج

اس سال رشید کی امارت میں حج ہوا وہ پہلے مدینہ آئے یہاں انہوں نے اہل مدینہ کو نصف عطا مرحمت کی۔
واقدی وغیرہ کے بیان کے مطابق یہ رشید کا آخری حج ثابت ہوا۔

۱۸۹ھ ہجری شروع ہوا

اس سال امیر المومنین ہارن الرشید رے گئے۔

علی کا خراسان کا گورنر بننا

بیان کیا گیا ہے کہ علی بن عیسیٰ کو خراسان کا گورنر مقرر کرنے میں رشید نے یحییٰ بن خالد سے مشورہ کیا تھا یحییٰ نے اس کے تقرر کی مخالفت کی اور کہا آپ ایسا نہ کریں، رشید نے اس کے مشورہ کو نہ مانا اور علی بن عیسیٰ کو خراسان کا گورنر مقرر کر دیا، اس نے وہاں جا کر اہل خراسان پر بہت سختیاں اور مظالم کیے اور بہت سی دولت جمع کر لی اور اس قدر گھوڑے، اشیاء خوردونوش، کپڑے، مشک اور نقد رقم بطور ہدیہ رشید کی خدمت میں ارسال کی جس کی نظیر اس سے پہلے نہیں ملتی، ان کے معائنہ کے لیے رشید شماسیہ میں ایک بلند چبوترے پر بیٹھے۔ وہ تمام ہدایا بالترتیب ان کے سامنے پیش کیے گئے ان کو دیکھ کر رشید حیران ہو گئے یحییٰ پہلو میں کھڑا تھا رشید نے اس سے کہا اے ابو علی یہ اس شخص نے ہمیں بھیجے ہیں جس کے متعلق تم نے یہ مشورہ دیا تھا کہ میں اسے خراسان کا والی مقرر نہ کروں مگر ہم نے تمہاری بات نہ مانی اور مخالفت کی اور اس میں برکت ہوئی۔ جس کا نتیجہ یہ سامنے موجود ہے۔ اس معاملہ میں دیکھ لو کہ تمہاری رائے کیسی قاصر رہی اور ہماری رائے کیسی بارآور ثابت ہوئی۔

علی کی شکایت رشید کے دربار میں

یحییٰ نے کہا امیر المومنین اگرچہ میں چاہتا تو یہ ہوں کہ یہ رائے درست ہو اور میرا یہ مشورہ قرین صواب ہو مگر اس سے بڑھ کر میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ امیر المومنین کی رائے زیادہ صائب ہو ان کی فراست زیادہ کارگر اور ان کا علم اور معرفت میرے علم و معرفت سے کہیں اعلیٰ اور افضل ہو اگر مجھے اس بات کا قوی اندیشہ نہ ہوتا کہ اس کی ولایت کا انجام اور نتائج برے ہوں گے جن سے اللہ آپ کو محفوظ و مامون رکھے تو بیشک ان سب اشیاء کی خوبی اور کثرت قابل تحسین ہوتی۔

رشید نے پوچھا وہ کیا ہے، یحییٰ نے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ علی بن عیسیٰ نے یہ تمام نوادر عمائد اور اشراف خراسان پر ظلم کر کے جمع کیے ہیں اور ان میں سے اکثر کو اس نے زبردستی حاصل کیا ہے اگر امیر المومنین مجھے حکم دیں تو میں ایک گھنٹہ میں اس سے دو چند کرخ کے بعض تاجروں سے حاصل کر کے امیر المومنین کی خدمت میں پیش کیے دیتا ہوں۔

رشید نے پوچھا یہ کس طرح؟ یحییٰ نے کہا عون جوہری ہمارے پاس جواہرات کا ایک صندوق لایا تھا ہم نے ستر لاکھ قیمت لگائی مگر اس نے دینے سے انکار کر دیا حکم ہو تو ابھی میں اپنے داروغہ کو اس کے پاس بھیج کر اس صندوق کو دوبارہ دیکھنے کے لیے منگواتا ہوں اور پھر صاف انکار کر دوں گا کہ میرے پاس وہ جواہرات نہیں آئے اس طرح ہمیں ستر لاکھ کا یہ نفع حاصل ہوگا، اسی طرح میں بڑے تاجروں میں سے صرف دو کے ساتھ ایسا عمل کروں گا اور یہ طریقہ برے انجام سے زیادہ بچانے والا ہے بہ نسبت اس طریقۂ کار کے جو علی بن عیسیٰ نے ان تحائف کے حاصل کرنے اور جمع کرنے میں اختیار کیا ہے، اس طرح میں تین گھنٹے میں امیر المومنین کے لیے ان تمام تحائف کی قیمت سے زیادہ کا مال جمع کئے دیتا ہوں اور یہ میرا طریقہ زیادہ سہل اور مامون ہے علی نے تو تین سال میں یہ جمع کئے ہیں۔

اہل خراسان کی طرف سے شکایت

یحییٰ کی یہ بات رشید کے دل نشین ہوگئی اور اب انھوں نے پھر کبھی علی کا تذکرہ یحییٰ کے سامنے نہیں کیا جب اس نے خراسان میں ایک ہنگامہ برپا کر دیا وہاں کے اکابر اور اشراف کو اپنے مظالم سے اپنا دشمن بنا لیا ان کی جان اور مال پر ہاتھ اٹھایا تو وہاں کے سربرآوردہ عمائد نے رشید کو اس کی شکایت لکھی نیز تمام علاقہ خراسان کے لوگوں نے رشید کے اعزاء اور مصاحبین کو اس کی شکایت میں مسلسل خط لکھے جس میں اس کی بری عادات، حرص اور قابلِ اعتراض طریقہ ملاقات اور سلوک کی شکایتیں کی گئیں اور امیر المومنین سے یہ درخواست کی کہ آپ اس کے بجائے اپنے کسی خاص با اعتماد اور سلطنت کے حامی شخص کو یہاں کا گورنر مقرر کر کے بھیج دیں، رشید نے یحییٰ بن خالد کو بلایا اور اس سے علی بن عیسیٰ کے برطرف کرنے میں مشورہ لیا اور کہا کہ کوئی ایسا شخص بتاؤ کہ جو خرابیاں اس فاسق نے وہاں پیدا کر دی ہیں وہ اس کی اصلاح کرے، یحییٰ نے یزید بن مزید کا نام تجویز کیا مگر رشید نے اسے نہ مانا۔

رشید کی رے روانگی

رشید سے کہا گیا کہ علی بن عیسیٰ آپ سے بغاوت پر آمادہ ہے اسی بنا پر یہ مکہ سے واپس آ کر سیدھے رے روانہ ہوئے۔ جمادی الاولیٰ کے ختم میں تیرہ روز باقی تھے کہ انھوں نے نہروان میں آ کر پڑاؤ کیا ان کے ہمراہ ان کے دونوں بیٹے مامون اور قاسم بھی تھے۔ یہاں سے یہ رے چلے جب قرماسین آئے تو قاضیوں وغیرہ کی ایک جماعت یہاں ان کی خدمت میں حاضر ہوئی انھوں نے ان سب کو اس بات پر گواہ مقرر کیا کہ میرے اس پڑاؤ میں جس قدر مال ومتاع جانور اسلحہ اور دوسری چیزیں موجود ہیں یہ سب میں عبداللہ المامون کو دیتا ہوں اب ان میں میرا کوئی حق نہیں ہے، نیز انھوں نے اپنے مصاحبین اور حاضرین دربار سے مامون کے لیے تجدید بیعت کرائی ہرثمہ بن اعین اپنی فوج خاصہ کے افسر اعلیٰ کو بغداد بھیجا اور اب انہوں نے دوبارہ اپنے دربار کے تمام حاضرین سے محمد بن ہارون الرشید، عبداللہ اور قاسم کے لیے ولایت عہد کی بیعت لی، البتہ قاسم کی ولی عہدی کی توثیق اور تنسیخ مامون کے حوالے کی کہ جب وہ خلیفہ ہو تو اسے اختیار ہے کہ چاہے اسے ولی عہد رکھے یا علیحدہ کر دے۔

جب ہرثمہ بغداد سے واپس آ گیا تو اب رشید رے روانہ ہوئے، تقریباً چار مہینے رے میں ٹھہرے رہے علی بن عیسیٰ خراسان سے بہت سا روپیہ، جانور، تحائف سامان، مشک سونے چاندی کے برتن جواہر اور دوسری نوادر اشیاء لیکر حاضر دربار خلافت ہوا اور یہ سب چیزیں اس نے رشید کی نذر کیں اور اس کے بعد اس نے رشید کے ساتھ جو ان کے بیٹے

اعزاء کاتب خدمت گار اور امراء ہم سفر تھے ان سب کو علیحدہ علیحدہ حسب مراتب نذرانے اور تحائف پیش کیے۔ جب رشید نے دیکھا کہ اس کا طرز عمل اس اطلاع کے بالکل خلاف ہے جو ان کی شکایت میں ان کو موصول ہوئی تھی وہ اس سے خوش ہو گئے اور اسے اسکی خدمت پر خراسان واپس بھیجا بلکہ خود بھی اس کے ساتھ کچھ دور تک چلے۔

بیان کیا گیا ہے کہ قاسم کے لیے اس وقت جو عہدہ ولایت لیا گیا وہ اس کے بھائی محمد اور عبداللہ کے عہد ولایت کے بعد لیا گیا اور اب اس کا نام موتمن رکھا گیا اور اس کے لیے ہارون نے ہرثمہ کو گیارہ رجب بروز ہفتہ ۱۸۹ ہجری میں مدینۃ السلام بھیجا۔

رے سے رشید نے اپنے خدمت گار حسین کو طبرستان بھیجا اسے تین خط لکھ کر دیئے ایک خط میں شروین ابی قارن کے لیے وعدۂ امان لکھا تھا دوسرے میں وندا ہرمز مازیار کے دادا کے لیے وعدۂ امان تھا تیسرے میں مرزبان بن جستان شاہ دیلم کے لیے وعدۂ امان تھا شاہ دیلم رشید کی خدمت میں حاضر ہوا رشید نے اسے خلعت و انعام سے سرفراز کر کے اسے اسکی ریاست کی طرف بھیج دیا۔ سعید الحرشی چار سو طبرستانی بہادروں کو لیکر دربار خلافت میں حاضر ہوا ان سب نے رشید کو نذر دی اور بندگی عرض کی۔ وندا ہرمز بھی رشید کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے وعدہ امان کو قبول کر کے ہمیشہ مطیع اور فرمانبردار اور خراج ادا کرنے کا پختہ وعدہ کیا نیز شروین کی طرف سے بھی اسی قسم کی ضمانت کی جسے رشید نے منظور کر لیا اور اسے پھر اس کے علاقہ کو جانے کی اجازت دی ہرثمہ بن اعین کو اس کے ہمراہ بھیجا ہرثمہ نے اسکے اور شروین کے بیٹے بطور یرغمال اپنے ساتھ لے لیا خزیمہ بن خازم والئی آرمینا بھی رے میں رشید کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے بہت سے تحفے نذر کیے۔

اس سال رشید نے عبداللہ بن مالک کو طبرستان، رے، رویان، دیناوند، قومس اور ہمدان کا والی مقرر کیا۔

محمد بن الجنید محافظ دستے کا نگران

اسی سفر کے دوران ہارون نے محمد بن الجنید کو ہمدان اور رے کے درمیانی راستے کا محافظ مقرر کیا، اور عیسیٰ بن جعفر بن سلیمان کو عمان کا والی بنایا۔ اس نے جزیرۂ ابن کاوان کی سمت سے سمندر کو عبور کر کے وہاں ایک قلعہ فتح کیا اور دوسرے کا محاصرہ کر لیا۔ ابن مخلد الازدی نے اس پر غارت گری کی عیسیٰ نے اسے گرفتار کر لیا اور اسے لیکر ذی الحجہ میں عمان آ گیا۔

رے سے واپسی

اس سال رشید علی ابن عیسیٰ کے رے سے خراسان واپس جانے کے چند روز بعد وہاں سے واپس روانہ ہوئے قربانی کا دن ان کا قصر اللصوص میں ہوا یہاں انہوں نے قربانی کی اور وہ دوشنبہ کی رات میں جب کہ ماہ ذی الحجہ کے ختم میں دو روز باقی تھے مدینۃ السلام آئے جب پُل سے گزرنے لگے تو حکم دیا کہ جعفر بن یحییٰ کے لاشہ کو جلا دیا جائے یہ بغداد کے کنارے کنارے گزر گئے شہر کے اندر نہیں آئے نہ وہاں قیام کیا بلکہ اسی وقت سیدھے رقہ جانے کے لیے چلے گئے اور سیلحین آ کر انہوں نے قیام کیا۔

بغداد میں رشید کی گفتگو

رشید کے ایک امیر نے یہ بات بیان کی کہ جب رشید بغداد پہنچے تو کہنے لگے کہ میں اس شہر سے قیام کیے بغیر گزر رہا ہوں حالانکہ شرق و غرب میں اس سے زیادہ مامون اور آرام دہ دوسرا شہر کوئی نہیں یہ میرا اور میرے آباء کا وطن ہے جب تک ہمارا خاندان باقی ہے وہ اس شہر کی حفاظت کرتے رہیں گے یہ بنی العباس کی حکومت کا پایہ تخت رہے گا میرے بزرگوں کو آج تک اس شہر میں کوئی واقعہ یا حادثہ ایسا پیش نہیں آیا جو بدبختی اور نحوست کا باعث ہو باعتبار قیام گاہ کے بھی یہ اگرچہ بہترین مقام ہے مگر میں ایسی جگہ رہنا چاہتا ہوں جہاں سے ہمارے دشمنوں، منافقوں اور ملعون خاندان بنی اُمیہ کی طرفداروں کی جن کے ساتھ دوسرے سازشی، باغی، چور ڈاکو اور رہزن مل گئے ہیں اچھی طرح سرکوبی ہو سکے اگر یہ بات پیش نظر نہ ہوتی تو میں زندگی بھر کبھی بغداد سے باہر نہ جاتا۔

اس سال مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان فدیہ کا معاہدہ طے پایا جس کی رو سے رومی علاقہ میں اب کوئی مسلمان ایسا نہ رہا جو فدیہ دے کر رہا نہ کرا لیا گیا ہو۔

۱۹۰ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال رافع بن لیث بن نصر بن یسار نے سمرقند میں ہارون کے خلاف بغاوت کی۔

رافع بن لیث کی بغاوت

بغاوت کی وجہ

اس کی بغاوت کی وجہ یہ ہوئی کہ یحییٰ بن الاشعث بن یحییٰ الطائی نے اپنے چچا ابو نعمان کی لڑکی سے شادی کی تھی یہ ایک خوش بیان اور مالدار عورت تھی، یحییٰ نے مدینۃ الاسلام میں سکونت اختیار کی اور اپنی بیوی کو سمرقند میں چھوڑ دیا، جب اسے مدینۃ الاسلام میں رہتے ہوئے ایک طویل عرصہ گزر گیا اور اس کی بیوی کو یہ بھی معلوم ہوا کہ میرے شوہر نے کئی باندیاں رکھ چھوڑی ہیں جو صاحب اولاد بھی ہوگئی ہیں تو اب اس نے اس سے اپنی گلوخلاصی چاہی مگر اس کے شوہر نے اسے طلاق دینے سے انکار کر دیا۔ رافع کو اس عورت کا حال معلوم ہوا اس کے دل میں عورت اور اس کے مال کا لالچ پیدا ہوا اس نے کسی کے ذریعہ یہ پیغام بھیجا کہ ایک ہی صورت میں خلع ممکن ہے اور وہ یہ ہے کہ تم شرک اختیار کر دو اور اس کے لیے کچھ معتبر لوگوں کو اپنے پاس بلاؤ اور ان کے سامنے اپنے بال کھول دو اس کے بعد توبہ کر لینا تا کہ پھر تمہارے ساتھ میں نکاح کر سکوں۔ اس نے یہی طریقہ اختیار کیا، رافع نے اس سے نکاح کر لیا اس کی اطلاع یحییٰ بن الاشعث کو ہوئی اس نے رشید کی خدمت میں یہ معاملہ پیش کیا رشید نے علی بن عیسیٰ کو حکم بھیجا کہ تم رافع اور اس کی بیوی میں جدائی کرا دو اور رافع کو سزا دو اور اس پر حد زنا جاری کر کے اسے قید کر دو اور بیڑیاں پہنا کر ایک گدھے پر سوار کر کے تمام سمرقند میں تشہیر

کے لیے اسے پھراؤ تا کہ تمام لوگوں کو عبرت ہو۔

سلیمان بن حمید الازدی نے حد سے تو اسے بچالیا البتہ بیڑیاں پہنا کر گدھے پر سوار کر کہ تمام سمرقند میں اسکی تشہیر کے لیے پھرایا یہاں تک کہ رافع نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی، تشہیر کے بعد اسے سمرقند کی جیل میں قید کر دیا گیا، وہ ایک رات حمید بن المسیح کوتوال سمرقند کی نگرانی سے بچ کر بھاگ گیا اور علی بن عیسیٰ کے پاس بلخ پہنچا، اس سے امان چاہی مگر علی نے بھی امان دینے سے انکار کر دیا بلکہ چاہا کہ اسے قتل کر دے مگر اس کے بیٹے عیسیٰ بن علی نے اس کی سفارش کی اور اس نے بھی دوبارہ اس عورت کو علی کے سامنے طلاق دی علی نے اسے سمرقند واپس جانے کی اجازت دے دی اس نے سمرقند آ کر علی بن عیسیٰ کے عامل سلیمان حمید بن الازدی پر اچانک حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ علی بن عیسیٰ نے اپنے بیٹے کو اسکی سرکوبی کے لیے بھیجا، مگر اس کے آنے سے پہلے ہی اہل سمرقند سباع بن مسعدہ کے پاس آئے انہوں نے اسے اپنا رئیس بنایا اس نے رافع کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ مگر اب رافع کے طرف دار سباع کے خلاف چڑھ دوڑے اور انہوں نے اسے گرفتار کر کے قید کر دیا اور رافع کو اپنا رئیس بنایا اس کے ہاتھ پر بیعت کی ماوراء النہر کے باشندے بھی اس شورش میں شرکت کے لیے اس کے پاس آئے، عیسیٰ بن علی سے اس کا مقابلہ ہوا رافع نے اسے شکست دیکر بھگایا۔ اب علی بن عیسیٰ فوج کی بھرتی اور لڑائی کی تیاری کرنے لگا۔

مامون قائم مقام خلیفہ

اس سال موسم گرما میں رشید نے جہاد کیا انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ المامون کو رقہ میں اپنا قائم مقام بنا کر متعین کیا تمام امور سلطنت اس کے سپرد کر دیئے اور اس کے لیے ملک کے تمام اطراف میں فرمان نافذ کر دیا کہ تمام عہدہ دار مامون کے احکام کی بجا آوری کریں نیز انہوں نے منصور کی مہر خلافت بھی مامون کو دے دی جسے وہ بہت مبارک سمجھتے تھے اور یہ وہی مہر خلافت تھی، جس پر منقوش تھا (اللہ ثقتی آمنت بہ)۔

گرفتاری و رہائی

اس سال فضل بن سہل مامون کے ہاتھ پر اسلام لایا، اس سال رومی عین زربہ اور کنیسیہ سودا آئے، غارتگری کی اور قیدی پکڑ کر لے گئے مگر اہل مصیصہ نے قیدیوں کو ان سے چھڑالیا۔

ہرقلہ کی فتح

اس سال رشید نے ہرقلہ فتح کیا اور وہاں سے اپنی فوجیں روم کے علاقہ میں پھیلا دیں، بیان کیا گیا ہے کہ اس مہم میں رشید کے ہمراہ ایک لاکھ پینتیس ہزار تو باقاعدہ تنخواہ والی فوج تھی، رضا کار اور دوسرے وہ لوگ جن کا نام دیوان میں درج نہ تھا اس کے علاوہ تھے۔ عبداللہ بن مالک نے ذی الکلاع پر حملہ کیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ رشید نے داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ کو ستر ہزار فوج کے ساتھ روم کے علاقہ میں گرد آوری کے لیے بھیجا، شراحیل بن محسن بن زائدہ نے قلعہ صقالیہ اور وبستہ فتح کیے یزید بن مخلد نے صفصاف اور ملقوبیہ فتح کیے۔ رشید نے اس سال شوال میں ہرقلہ فتح کیا تھا۔

انہوں نے اسے بالکل ویران کر دیا، اس کی تمام آبادی کو لونڈی غلام بنالیا۔ رشید تیس دن ہرقلہ میں رہے تھے انہوں نے حمید بن معیوف کو سواحل، بحر شام کا مصر تک کا والی مقرر کیا، حمید قبرس پہنچا، وہاں اس نے شہر مسمار کیے ان کو جلا

دیا اور سولہ ہزار لونڈی غلام پکڑ کر رافقہ لایا، ان کی فروخت قاضی ابوالبختری کے سپرد کی گئی اسقف قبرس کی قیمت دو ہزار دینار مقرر ہوئی، رجب کے ختم ہونے سے دس روز قبل جب رشید روم کے علاقہ میں جہاد کے لیے بڑھے تھے تو انہوں نے اس موقع کے لیے ایک ٹوپی بنوائی تھی جس پر لکھا تھا مجاہد حاجی۔ اسی کو وہ اس جہاد میں پہنا کرتے تھے۔

ہرقلہ سے آگے سفر

ہرقلہ سے رشید طوانہ گئے وہاں انہوں نے پڑاؤ کیا پھر وہاں سے بھی بڑھے اور اس مقام پر عقبہ بن جعفر کو اپنا قائم مقام بنایا اور اسے حکم دیا کہ وہاں ایک سرکاری محل تعمیر کرے، نقفور نے خراج اور جزیہ اپنا اپنے ولی عہد، اپنے روساء اور اپنے علاقوں کے تمام باشندوں کا جو بقدر پچاس ہزار دینار کے ہوتا تھا رشید کی خدمت میں بھیج دیا۔ اس نے اپنی ذات کا جزیہ چار دینار اور اپنے بیٹے استبراق کے دو دینار بھیجے تھے، نقفور نے اپنے دوست سے بڑے امیروں کے ہاتھ ایک خط ایک باندی کے متعلق جو ہرقلہ میں مسلمانوں کو حاصل ہوئی تھی رشید کو بھیجا وہ خط یہ ہے۔

بادشاہ روم کا خط رشید کے نام

یہ خط عبداللہ ہارون امیر المومنین کے نام نقفور بادشاہ روم کی طرف سے بھیجا جاتا ہے، سلام علیک اے بادشاہ مجھے آپ کی بارگاہ میں ایک ایسی ضرورت پیش آگئی ہے کہ اگر آپ اسے پورا کر دیں تو اس میں آپکا دینی یا دنیوی کوئی ضرر نہیں، وہ بہت معمولی بات ہے اہل ہرقلہ کی باندیوں میں ایک لڑکی ایسی ہے جسکی طرف میں نے اپنے بیٹے کے لیے پیغام نکاح دیا ہوا ہے، اسے آپ براہ مہربانی میرے بیٹے کو مرحمت فرما دیجئے تو میں اس عنایت کا شکر گزار ہونگا والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

خط میں اس نے یہ بھی درخواست کی تھی کہ آپ مجھے خوشبو دار مصالحہ اور اپنے خاص خیموں میں سے ایک خیمہ بطور تحفہ مرحمت فرمائیں۔

نقفور کے مطالبات پورے کئے گئے

رشید نے حکم دیا کہ اس لڑکی کو حاضر کیا جائے، وہ پیش کی گئی، اسے آراستہ کیا گیا اور وہ ایک تخت پر اس خیمہ میں بٹھائی گئی جس میں رشید رہتے تھے، اور رشید نے اس لڑکی کو خیمہ اور اس کے تمام ظروف اور بیش قیمت سامان کے ساتھ نقفور کے وکیل کے سپرد کر دیا۔ اور جو دوسری چیزیں عطریات وغیرہ کی قسم سے اس نے مانگی تھیں وہ بھی بھیجیں نیز کھجور، دوسرے خشک میوے، منقیٰ اور تریاق بھیجا۔ رشید کے وکیل نے یہ تمام چیزیں نقفور کو دیں، نقفور نے اسے ایک کیت گھوڑے کا بوجھ اسلامی درہم جن کی مقدار پچاس ہزار تھی اسے دیئے، نیز دیباج کے سو تھان، دو سو تھان بزیون کے، بارہ شکاری باز، چار شکاری کتے اور تین سواری کے گھوڑے بطور خلعت اسے دیئے، نقفور نے رشید سے یہ شرط کی تھی کہ وہ ذی الکلاع سلہ اور قلعہ سنان کو برباد نہ کریں گے، رشید نے اس سے یہ اقرار لیا تھا کہ اب وہ ہرقلہ کو آباد نہ کرے گا اور نیز یہ کہ وہ تین لاکھ دینار بطور تاوان جنگ رشید کو دیگا۔

خروج

اس سال قبیلہ عبدالقیس کے ایک خارجی سیف بن بکر نے خروج کیا، رشید نے محمد بن یزید بن مزید کو اس کے مقابلہ پر بھیجا، محمد نے اسے عین النورہ میں قتل کر دیا۔

بغاوت

اس سال اہل قبرص نے عہد نامہ صلح کی خلاف ورزی کر کے بغاوت کر دی، معیوف بن یحییٰ نے جہاد کیا اور اس کے بہت سے باشندوں کو لونڈی غلام بنالیا۔ اس سال عیسیٰ بن موسیٰ الہادی کی امارت میں حج ہوا۔

۱۹۱ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

خارجی سازش کا خاتمہ

اس سال ایک خارجی ثروان بن سیف نے حولایا کی سمت میں خروج کیا یہ علاقہ سواد میں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا رہتا تھا، رشید نے طوق بن مالک کو اس کی سرزنش کے لیے بھیجا طوق نے اسے شکست دی اور زخمی کر دیا تقریباً اس کے تمام ساتھی قتل کر دیے گئے، طوق کو تو یہ بھی گمان تھا کہ اس نے ثروان کو قتل کر دیا ہے اس نے فتح کی خوشخبری رشید کو لکھی کہ ثروان زخمی ہو کر میدان جنگ سے بھاگ گیا۔

مختصر واقعات

اس سال ابوالنداء نے شام میں خروج کیا، رشید نے اس کی تلاش کے لیے یحییٰ بن معاذ کو بھیجا اور اسی کو شام کا والی مقرر کر دیا۔ اس سال مدینۃ السلام میں برف باری ہوئی، اس سال حماد البربری نے ہیصم الیمانی کو گرفتار کر لیا۔ اس سال رافع بن لیث کے معاملہ نے سمرقند میں نازک صورت اختیار کر لی۔

اہل نسف نے رافع کو لکھا کہ ہم آپ کے مطیع اور فرمانبردار ہیں آپ اپنے کسی شخص کو ہمارے پاس بھیج دیں جو عیسیٰ بن علی کے قتل میں ہماری مدد کرے۔ رافع نے رئیس شاش کو اس کے ترک سپاہیوں کے ساتھ اور اپنے ایک دوسرے امیر کو نسف بھیجا انہوں نے آ کر عیسیٰ بن علی کا محاصرہ کر لیا اور قتل کر دیا۔ یہ واقعہ ذی القعدہ میں ہوا، مگر اس جماعت نے عیسیٰ کے ساتھیوں سے کوئی تعرض نہیں کیا۔

اس سال رشید نے اپنے خادم حمویہ کو خراسان کی ڈاک کا عامل مقرر کیا، اس سال یزید بن مخلد نے دس ہزار فوج کے ساتھ رومی علاقہ پر جہاد کیا، رومیوں نے اسے ایک تنگ درہ میں گھیر کر طرسوس سے دو منزل فاصلہ پر پچاس آدمیوں سمیت قتل کر دیا، باقی بچ کر چلے آئے۔

رشید نے ہرثمہ بن اعین کو موسم گرما میں جہاد کے لیے بھیجا تیس ہزار خراسانی با قاعدہ فوج اس کے ساتھ کی، خدمتگار مسرور بھی اس کے ساتھ تھا، فوج کی سپہ سالاری کے علاوہ فوج کی تنخواہوں وغیرہ کی تقسیم اور دوسرے انتظامات اور اخراجات سب مسرور سے متعلق تھے، خود رشید بھی حدث کے درے میں آئے یہاں عبداللہ بن مالک کو متعین کیا سعید بن مسلم بن قتیبہ کو مرعش میں متعین کیا، رومیوں نے مرعش پر غارت گری کی کچھ مسلمانوں کو قتل کیا اور بغیر نقصان اٹھائے واپس چلے گئے حالانکہ سعید بن مسلم مرعش میں مقیم تھا مگر وہ ان کا کچھ نہ بگاڑ سکا۔

رشید نے محمد بن یزید بن مزید کو طرسوس بھیجا۔ خود وہ ماہ رمضان میں تین دن تک درہ حدث میں قیام کر کے رقہ واپس چلے آئے، رشید نے حکم دیا کہ اسلامی سلطنت کی سرحدوں پر جو کنیسے ہوں گرا دیے جائیں۔ نیز اس سال انہوں نے سندی بن شاہک کو لکھا کہ مدینۃ السلام میں جس قدر ذمی ہوں ان کو حکم دیا جائے کہ وہ اپنا لباس اور سواری مسلمانوں سے جدا اختیار کریں تاکہ ان میں امتیاز ہو سکے۔

اس سال رشید نے علی بن عیسیٰ کو خراسان کی ولایت سے برطرف کر کے اس کی جگہ ہرثمہ بن اعین کو خراسان کا والی مقرر کیا۔

علی بن عیسیٰ پر رشید کی ناراضگی اور اسکی برطرفی
ناراضگی کی وجہ

ہم علی بن عیسیٰ کے بیٹے کے قتل کا واقعہ بیان کر چکے ہیں، اس کے قتل کے بعد علی بلخ سے چل کر اس خوف سے مرو آیا کہ کہیں رافع بن اللیث اس پر قبضہ نہ کر لے، اس کے بیٹے عیسیٰ نے بلخ میں اپنے باغ میں نہایت کثیر دولت دفن کر دی تھی جس کا اندازہ تین کروڑ کیا جاتا ہے، جس کی اطلاع خود علی بن عیسیٰ یا کسی اور شخص کو بھی نہ تھی البتہ عیسیٰ کی ایک باندی اس مقام سے واقف تھی، جب علی بلخ سے روانہ ہو گیا تو اس باندی نے اس مدفون دولت کی اطلاع ایک خادم کو کر دی اس کے ذریعہ یہ خبر شہرت پا گئی چنانچہ بلخ کے قرا اور دوسرے سردار اس باغ میں آئے اس تمام دولت پر انہوں نے قبضہ کر کے اسے عوام میں تقسیم کر دیا۔ رشید کو اس کی اطلاع ہوئی کہنے لگے کہ ایک تو وہ میرے حکم کے بغیر بلخ سے چلا گیا دوسرے یہ کہ اتنی بڑی دولت وہ وہاں اپنے بعد چھوڑ گیا حالاں کہ اس نے تو کہا تھا کہ رافع سے جنگ کرنے کے لیے اسے اپنی عورتوں کے زیوروں کو فروخت کرنا پڑا ہے، اس واقعہ کو معلوم کر کے رشید نے علی کو خراسان کی ولایت سے برطرف کر دیا اور اس کی جگہ ہرثمہ بن اعین کو والی خراسان مقرر کیا اور علی کی تمام جائیداد پر قبضہ کر لیا جس کی مالیت آٹھ کروڑ ہوئی۔

رشید کا ایک غلام بیان کرتا ہے کہ جب رشید خراسان جانے کے ارادے سے جرجان آئے تو ہم ان کے ساتھ تھے، یہاں ان کی خدمت میں علی بن موسیٰ کی وہ دولت جو ان کے حکم سے ضبط کی گئی تھی پیش ہوئی یہ پندرہ سو اونٹ پر مشتمل تھی۔

علی کے خلاف مذکورہ بالا لغزشوں کے علاوہ یہ بھی شکایت تھی کہ اس نے خراسان کے اشراف اور عمائد کی توہین اور تذلیل کی تھی، اس سلسلہ میں یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک دن ہشام بن فرخسرو اور حسین بن مصعب اس سے ملنے آئے، انہوں نے سلام کیا علی نے حسین سے کہا اے ملحد اور ملحد کے بیٹے تجھ پر اللہ کی سلامتی نازل نہ ہو، تجھے اسلام سے

جس قدر دشمنی ہے میں اس سے واقف ہوں اور تو ہمیشہ اسلام پر اعتراض کرتا ہے۔ تیرے قتل کے لیے مجھے صرف خلیفہ کے حکم کا انتظار ہے، ورنہ اللہ نے تو تیرا خون مباح کر ہی دیا ہے، مجھے تو امید ہے کہ اللہ میرے ہاتھ سے تیرا کام بہت جلد تمام کرے گا اور جلدی تجھے اپنے عذاب سے سزا دیگا، کیا شراب کے نشہ میں بدمست ہو کر تو نے اسی میرے مکان میں میرے متعلق بری خبریں یہاں نہیں کی ہیں؟ تو نے تو یہ کہا کہ مدینۃ السلام سے تیرے پاس میری برطرفی کی اطلاع آئی ہے، تجھ پر اللہ کی لعنت ہو، دور ہو یہاں سے، بہت جلد تجھ پر اللہ کی لعنت نازل ہوگی، حسین نے کہا کہ اللہ جناب کو اپنی پناہ میں رکھے آپ کے لیے یہ بات زیبا نہیں کہ کسی چغلخور یا بدمعاش کی شکایت کو باور کریں، مجھ پر جو الزام لگایا گیا ہے میں اس سے بری ہوں، علی نے کہا کہ تو جھوٹا ہے جو بات مجھے معلوم ہوئی ہے اسکی صحت ثابت ہو چکی ہے، تو نے شراب پی اور اس کے نشہ میں بے شک تو نے وہ بات کہی ہے کہ جس کی وجہ سے تو نہایت سخت سزا کا مستحق ہے۔ اور شاید بہت ہی جلد اللہ تجھے سزا دیدے فوراً یہاں سے بغیر اجازت اور مصاحب کے نکل جا چنانچہ حاجب نے آکر اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے دربار سے نکال دیا۔

علی کی ہشام کو قتل کی دھمکی

اس کی بیٹی نہایت عقلمند اور محتاط تھی اس نے حکم کے مطابق عمل کیا وہ کچھ عرصہ تک بے حس و حرکت اپنے بستر پر پڑا رہا خود سے جنبش نہیں کرتا دوسرے لوگ اسے اٹھاتے بٹھاتے تھے' بیان کیا جاتا ہے کہ ہشام کے علاوہ اہل خراسان میں سے کسی دوسرے شخص کو علی بن عیسٰی کی برطرفی کا حال معلوم نہ ہو سکا البتہ اسے کسی طرح یہ گمان ہو گیا تھا کہ علی برطرف کر دیا گیا ہے اور اس کا یہ گمان پورا ہوا اور جس روز ہرثمہ وہاں آیا یہ اس کے استقبال کے لیے اچھا خاصہ روانہ ہوا راستے میں علی کے کسی فوجی عہدہ دار نے اسے یوں جاتا دیکھ کر ٹوکا کہ آپ تو اچھے ہو گئے اس نے کہا میں خدا کے فضل سے ہمیشہ سے تندرست ہوں بلکہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کی علی بن عیسٰی نے اسے جاتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہاں چلے اس نے کہا اپنے امیر ابو حاتم کے استقبال کے لیے جا رہا ہوں اس نے کہا تم تو بیمار تھے ہشام نے کہا اللہ نے مجھے ایک ہی رات میں صحت عاجل عطا فرمادی اور ظالم سرکش والی کو برطرف کر دیا۔

اس ملاقات کے بعد حسین بن مصعب نے یہ کیا کہ وہ علی بن عیسٰی کے شر سے رشید کی پناہ لینے کے لیے مکہ چلا آیا' رشید نے اسے پناہ دی۔

علی بن عیسٰی کی برطرفی کا فیصلہ

جب رشید نے علی کی برطرفی کا ارادہ کر لیا تو انھوں نے علیحدگی میں ہرثمہ بن اعین کو بلایا اس سے کہا کہ میں نے تمہارے لیے کسی دوسرے سے مشورہ نہیں لیا ہے اور نہ اس بات سے کسی کو آگاہ کیا ہے کہ میں تم پر اس قدر اعتماد کرتا ہوں' میرے مشرقی ممالک کی حالت خراب ہے وہاں کا انتظام درست نہیں رہا' چونکہ علی بن عیسٰی نے میری ہدایات کی خلاف ورزی کی ہے اس لیے اہل خراسان اس سے سخت ناراض ہیں اور اب اس کی بات بگڑ چکی ہے اس نے مجھ سے امداد اور فوج مانگی ہے میں اسے لکھتا ہوں کہ میں تمہیں اس کی مدد کے لیے اتنی فوج دولت' اسلحہ اور دوسرے ساز و سامان کے ساتھ بھیجتا ہوں جسے پڑھ کر وہ بالکل مطمئن ہو جائے اس کے ساتھ ہی میں اپنے ہاتھ سے لکھ کر ایک دوسرا خط سربمہر تمہیں دوں گا اور جب تک تم نیسا پور نہ پہنچ جاؤ اسے نہ خود تم کھولنا اور نہ کسی دوسرے کو اس سے آگاہ کرنا۔ وہاں پہنچ کر

ہمارے اس فرمان کے مطابق عمل کرنا۔ جو ہدایت دی گئی ہو اس پر اسی طرح کاربند ہونا اس سے ذرہ برابر تجاوز نہ کرنا، میں اپنے خدمت گار رجاء کو علی بن عیسیٰ کے نام کا ایک اپنا قلمی خط دے کر تمہارے ساتھ بھیجتا ہوں تا کہ جو کاروائی تم اس کے ساتھ کرو یا طرز عمل وہ تمہارے مقابلہ میں اختیار کرے رجاء اسے دیکھتا رہے مگر رجاء سے بھی یہ بات نہ کہنا کہ علی بن عیسیٰ سے کوئی خاص کام پیش آ گیا ہے یا اس کے معاملہ نے کوئی اہمیت اختیار کر لی ہے نیز اسے ہرگز یہ نہ بتانا کہ میں تم کو کیوں علی بن عیسیٰ کے پاس بھیج رہا ہوں تم سفر کی تیاری کرو اور سب لوگوں سے چاہے وہ تمہارے خاص دوست ہوں یا عام ملاقاتی یہی کہو کہ میں تم کو علی بن عیسیٰ کی مدد کے لیے بطور کمک بھیج رہا ہوں۔

علی کے نام رشید کا خط

رشید نے علی بن عیسیٰ بن ماہان کو جو خط لکھا اپنے ہاتھ سے لکھا تھا وہ یہ ہے'

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم''

حرامزادے میں نے تجھے عزت اور شہرت دی میں نے تجھے عرب کے سرداروں پر مقدم کیا عجمی شہزادوں کو تیرے ماتحت کیا مگر تو نے میرے اس احسان کا مجھے یہ بدلا دیا ہے کہ تو نے میرے حکم اور میری واضح ہدایات کی خلاف ورزی کی اپنے علاقہ میں ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔ میری رعایا پر تو نے ظلم کیا اپنے طرز عمل کی خرابی بیجا حرص اور کھلی ہوئی خیانت مجرمانہ سے تو نے اللہ اور اس کے خلیفہ کو ناراض کر دیا میں نے اپنے موالی ہرثمہ بن اعین کو تمام خراسان کا گورنر مقرر کیا ہے اور حکم دیا ہے کہ وہ تجھ سے تیری اولاد سے تیرے اہلکاروں اور عہدیداروں سے نہایت سخت مواخذہ کرے تمہارے پاس ایک درہم نہ چھوڑے اور جس مسلمان یا ذمی کا کوئی مطالبہ تمہارے ذمے واجب الاداء ہو اس کو تم سے پورا کرے اگر تو' تیرے بیٹے یا تیرے مقرر کردہ عہدہ دار ادائے حق سے انکار کریں تو اس صورت میں میں نے ہرثمہ کو یہ اختیار اور حکم دیا ہے کہ وہ تم کو عذاب دے اور درّے لگوائے اور تم پر وہ سزا عائد کرے جو خائن غدار بے ایمان ظالم سرکش اور بے رحم کو دی جاتی ہے تا کہ اس طرح پہلے اللہ کا حق پورا ہو۔ لہٰذا تم اپنی جان اُس سزا کے لیے پیش نہ کرو جس کا کوئی درمان نہ ہو سکے اور اپنی ذمہ داریوں سے بخوشی یا بجبوری عہدہ برآ ہو جاؤ۔

ہرثمہ کے لیے فرمانِ تقرر

رشید نے ہرثمہ کا جو فرمان تقرر اپنے ہاتھ سے لکھا تھا وہ یہ ہے'

''یہ فرمان ہارون الرشید امیر المومنین نے ہرثمہ بن اعین کو علاقہ خراسان کو والی عام مقرر کرتے وقت لکھا ہے اور اسے ہدایت کی ہے کہ وہ اللہ کو اپنا راہنما بنائے جو باتیں اللہ نے حلال کی ہیں ان کو حلال رکھے جن کو حرام کیا ہے ان کو حرام قرار دے اگر کسی مسئلہ کے فیصلہ میں اسے کلام اللہ سے کوئی صاف صاف حکم نہ مل سکے تو وہ توقف کرے اور شریعت الٰہیہ کے فقہاء اور علمائے کرام سے اس مسئلہ میں مشورہ کرے یا اس کے متعلق اپنے امام کو لکھ بھیجے تا کہ اس طرح اللہ عزوجل اس معاملہ میں اپنے مقرر کردہ امام کے ذریعہ اپنی رائے اور ارادہ کو جو لازمی طور پر مناسب اور صحیح ہو

ظاہر کر دے۔

میں نے ہرثمہ کو یہ بھی حکم دیا ہے کہ وہ علی بن عیسیٰ اس کے لڑکوں عہدیداروں اور اہلکاروں کو گرفتار کر لے ان کو اچھی طرح سزا دے اور سرکاری مالیہ اور مسلمانوں کے حقوق کی جو رقم اس کے ذمے ہوا سے وہ وصول کرے اور جب اس سے اور اس کے متعلقین سے یہ مطالبات وصول ہو جائیں تو اس کے بعد وہ دوسرے مسلمانوں اور ذمیوں کے مطالبات پر جو ان کے ذمے ہوں توجہ کرے اور جس کا جو حق ثابت ہو وہ اسے دلوائے اگر امیر المومنین اور مسلمانوں کے مطالبات ان کے ذمے ثابت ہونے کے بعد وہ اس سے انکار کریں یا اس کے ادا کرنے سے اعراض کریں تو ہرثمہ کو اختیار ہے کہ وہ ان کو سخت عذاب دے اور مار مار کر برا حال کر دے چاہے اس میں ان کی جان ہی جاتی رہے اور جب ان سے تمام مطالبات درست کرا لیے جائیں تب ان کو باغیوں کی طرح جانوروں کی ننگی پیٹھوں پر سوار کر کے جرائم پیشہ لوگوں کی خوراک کھلا کر اور لباس پہنا کر اپنے بااعتماد ساتھیوں کی نگرانی میں ہمارے دربار میں روانہ کر دے۔ ابو حاتم میں نے تم کو جو احکامات اور ہدایات دی ہیں اسی پر تم عمل پیرا ہونا میں نے اللہ اور دین کو اپنی ذاتی خواہش اور ارادے پر ترجیح دی ہے میں چاہتا ہوں کہ تمہارا طرز عمل بھی ایسا ہی رہے اور اسی کے مطابق تم کاربند رہو خراسان جاتے ہوئے اضلاع کے جن جن عہدے داروں سے تمہاری ملاقات ہو ان سے اس طرح کا سلوک کرنا کہ وہ تم سے بھڑک نہ جائیں اور نہ ان کے دل میں تمہاری طرف سے کوئی شک یا خوف یا بدگمانی پیدا ہونے پائے خراسان پہنچ کر تم اہل خراسان کو بہت عمدہ طرز حکومت کی امید دلانا ان کی جان و مال کی حفاظت کا وعدہ کرنا اور ان کی خطاؤں کو معاف کرنا اس کے بعد مستقل طریقہ پر خراسان پر اس طرح حکومت کرنا جس سے اللہ اور اس کا خلیفہ اور رعایا سب خوش ہوں یہ فرمان تقرر میں خود اپنے قلم سے لکھ رہا ہوں میں اس پر اللہ اور اس کے ملائکہ حاملان عرش اور ساکنان سماوات کو گواہ بناتا ہوں اور اللہ کی شہادت بالکل کافی ہے اس فرمان پر خود امیر المومنین نے اپنے ہاتھ سے تنہائی میں جب کہ ان کے پاس سوائے اللہ اور ملائکہ کے کوئی دوسرا موجود نہ تھا لکھا ہے"۔

محکمہ انشا کی طرف سے خط

اس کے بعد رشید نے حکم دیا کہ ہرثمہ بن اعین کے خراسان جانے کے متعلق ایک خط علی بن عیسیٰ کو محکمہ انشاء سے لکھا جائے جس کا مضمون یہ ہو کہ ہرثمہ کو تمہاری اعانت اور تمہاری مدد کی لیے بھیجتا ہوں چنانچہ اس مضمون کا ایک خط لکھا گیا اور یہی بات سرکاری طور پر ظاہر کی گئی کہ ہرثمہ کو علی کی مدد کے لیے بھیجا جا رہا ہے اس دوران ہمویہ کے مسلسل کئی خط ہارون کے پاس اس مضمون کے آئے کہ رافع نے آپ نہ سے بغاوت کی ہے اور نہ بنی عباس کی حمایت سے اس نے بے تعلقی ظاہر کی ہے اور نہ اس کے ہمراہی آپ کے مخالف ہیں بلکہ انکی معاندانہ کاروائی کا مقصد صرف یہ ہے کہ علی بن عیسیٰ کو جس نے ان پر سختیاں اور ظلم کئے ہیں برطرف کر دیا جائے۔

اس سال ہرثمہ بن اعین خراسان کا والی ہو کر خراسان روانہ ہوا۔

ہرثمہ بن اعین کا والی خراسان مقرر ہونا اور اس کا علی بن عیسٰی اور اس کی اولاد کے ساتھ سلوک

ہرثمہ کی خراسان روانگی

جس روز ہرثمہ کے لیے فرمان تقرر لکھا گیا تھا اس کے چھٹے دن ہرثمہ خراسان کے لیے روانہ ہوا خود رشید اس کے ساتھ کچھ دور تک چلا اور حسب ضرورت اور ہدایات دیں جس سے اس نے ذرہ برابر تجاوز نہیں کیا۔ اعلانیہ طور پر تو اس نے علی بن عیسٰی کو مال اسلحۂ خلعت اور عطر بھیجے البتہ جب یہ نیسا پور پہنچے تو اس نے اپنے خاص اور تجربہ کار عمر رسیدہ با اعتماد لوگوں کو طلب کر کے ان سے فرداً فرداً تنہائی میں ملاقات کی اور ان سے پکے عہد اور اقرار لیے کہ وہ اپنے معاملہ کو کسی پر ظاہر نہ کریں گے اس کو بالکل راز میں رکھیں گے اس کے بعد اس نے ان میں سے ہر شخص کو اس کی مناسبت کے اعتبار سے خراسان کے مختلف اضلاع کا عامل مقرر کیا اس طرح اس نے جرجان۔ نیسا پور طبسین' نسا اور سرخس کے عامل مقرر کروائے ہر شخص کو فرمان تقرر دینے کے بعد حکم دیا کہ تم نہایت خاموشی کے ساتھ اپنے اپنے علاقوں کو روانہ ہو جاؤ اور وہاں پہنچ کر بھی کسی کو اپنا حال نہ بتانا بلکہ محض مسافروں کی طرح وقت گزارنا اور اس وقت تک (جو اس نے بتایا تھا) خاموش بیٹھے رہنا۔

ہرثمہ کی امراء کو ہدایات

ہرثمہ نے رشید کی سفارش پر اسماعیل بن حفص بن مصعب کو جرجان کا عامل مقرر کیا اور اب وہ نیسا پور سے آگے بڑھا جب وہ مرو سے ایک منزل رہ گیا تو اس نے اپنے دوسرے با اعتماد امراء کو طلب کر کے ان سب کو ایک ایک رقعہ دیا جس پر علی بن عیسٰی کے لڑکوں کے نام تھے ان میں سے ہر شخص کو ایک نام کا رقعہ دیا اور اس خوف سے کہ کہیں اس کی ولایت کے ظاہر ہونے کے بعد یہ لوگ بھاگ جائیں گے اس نے اپنے سرداروں کو حکم دیا کہ تم مرو پہنچتے ہی جس کے نام کا رقعہ تمہارے پاس ہو اسے جا کر گرفتار کر لینا۔

علی کے نام پیغام

اس انتظام کے بعد ہرثمہ نے علی بن عیسٰی کو لکھا کی اگر جناب والا مناسب خیال فرمائیں تو اپنے کچھ خاص معتمد لوگوں کو میرے پاس بھیج دیں تا کہ جو رقم میں آپ کے لیے لایا ہوں اسے وہ لے جائیں کیونکہ جب رقم مجھ سے پہلے آپ کی خدمت میں پہنچ جائیگی تو اس سے آپ کی شوکت اور عظمت بڑھ جائیگی اور آپ کے دشمنوں کے بازو کمزور ہو جائیں گے نیز مجھے یہ بھی اندیشہ ہے کہ اگر اس مال کو میں اپنے پیچھے چھوڑ دوں گا تو بعض لالچی اور حریص لوگ اس پر دندان آز تیز کریں گے اور ہمارے شہر میں داخلہ کے وقت فرصت سمجھ کر اسے لوٹ لے جائیں گے۔

علی بن عیسیٰ نے اپنے صراف اور مہتمم توشہ خانہ کو رقم لینے کے لیے بھیجا ہرثمہ نے اپنے خزانچیوں سے کہہ دیا کہ آج رات تو ان کو باتوں میں مصروف رکھو اور رقم دینے میں کچھ اس طرح ان سے بہانے کرو کہ ان کے دلوں میں طمع پیدا ہو جائے اور شک جاتا رہے' خزانچیوں نے حکم کے مطابق عمل کیا انھوں نے علی کے صراف سے کہا کہ ہم ان جانوروں اور خچروں کے متعلق ذرا ابوحاتم سے پوچھ لیں کہ ان کے متعلق کیا حکم ہوتا ہے اس کے بعد یہ سب رقم تمہارے حوالے کر دی جائے گی۔

علی اور ہرثمہ کی ملاقات

اسکے بعد ہرثمہ اس منزل سے مرو کی طرف آگے بڑھا جب یہ شہر سے دو میل رہ گیا تو علی بن عیسیٰ اپنے لڑکوں اعزہ اور امرا کے ساتھ بڑے تزک و احتشام سے ہرثمہ کے استقبال کو آیا اور اس نے اسکی شایان شان اس کا خیر مقدم بڑے تپاک سے کیا جب ہرثمہ کی نگاہ اس پر پڑی اس نے گھوڑے سے اترنے کے لیے اپنا پاؤں دابا مگر علی نے بلند آواز للکارا کہ آپ یہ کیا کرتے ہیں بخدا اگر آپ اتریں گے تو میں بھی اتر پڑوں گا یہ سن ہرثمہ اپنی زین پر ہی جما رہا اب وہ دونوں باہم قریب ہو کر بغلگیر ہوئے اور ساتھ ساتھ چلنے لگے علی ہرثمہ سے رشید کا حال کیفیت اور سیاست اور ان کے دوسرے خاص مصاحبین اور امرائے عساکر اور اعیان سلطنت کا حال پوچھتا جاتا تھا ہرثمہ اس کو جواب دیتا جاتا تھا اسی طرح باتیں کرتے ہوئے وہ کشتیوں کے پل پر آئے پل اتنا تنگ تھا کہ اس پر ایک وقت میں ایک ہی سوار گزر سکتا تھا ہرثمہ نے اپنے گھوڑے کی لگام روک لی اور علی سے کہا کہ آپ بڑھیں علی نے کہا میں ہرگز نہیں بڑھوں گا آپ پہلے بڑھیں ہرثمہ نے کہا یہ تو کبھی نہیں ہو سکتا کہ آپ کی موجودگی میں آگے بڑھوں آپ امیر ہیں اور میں وزیر کی حیثیت رکھتا ہوں۔

شہر میں داخلہ اور کھانا کھانا

علی بڑھا اس کے پیچھے ہرثمہ چلا دونوں مرو کے اندر آئے اور علی کے محل میں پہنچے رشید کا شاگرد پیشہ رجاء ہر وقت سایہ کی طرح ہرثمہ سے چمٹا ہوا تھا دن ہو یا رات سواری یا نشست کسی حالت میں اس سے جدا نہیں ہوتا تھا علی نے ناشتہ طلب کیا دونوں نے بیٹھ کر اسے کھایا رجاء نے بھی ان کے ساتھ ہی کھانا کھایا پہلے تو اس کی نیت یہ ہوئی تھی کہ ان کے ساتھ کھانے میں شریک نہ ہو مگر ہرثمہ نے آنکھ کے اشارے سے کہا کہ بیٹھو پھر اس نے یہ بھی کہا کہ تم بھوکے ہو پہلے کھانے سے فارغ ہو جاؤ کیونکہ بھوکے کی اور اس شخص کی جس نے حقنہ لیا ہو کوئی رائے درست نہیں ہوتی' جب کھانا بڑھا دیا گیا تو علی نے ہرثمہ سے کہا کہ میں نے آپ کے قیام کے لیے کاشان پر جو محل ہے اسے خالی کرا دیا ہے اگر آپ چاہیں تو اب وہاں چلیں ہرثمہ نے کہا مجھے اس قدر اہم کام درپیش ہیں کہ ان میں تاخیر نہیں کی جا سکتی پہلے میں ان سے فارغ ہو جاؤں۔

علی کی گرفتاری

اب رجاء نے رشید کا خط اور سرکاری مراسلہ علی کو دیا علی نے اسے کھول کر پڑھا پہلے ہی حرف پر اس کی نظر پڑی تھی کہ وہ خط ہاتھ سے چھوٹ گیا اور اسے معلوم ہو گیا کہ جس بات کا اسے اندیشہ تھا آخر وہ ہو کر رہی اس کے بعد ہرثمہ

نے اسے اس کے بیٹوں کاتبوں اور عاملوں کو قید کر لیا۔ اس سفر ہی میں ہرثمہ کے ساتھ بیڑیوں اور رسیوں کا بوجھ تھا۔

ہرثمہ کی بحیثیت گورنر تقریر

اس کی طرف سے مکمل طور پر اطمینان ہو جانے کے بعد ہرثمہ جامع مسجد میں آیا تقریر کی اس میں لوگوں سے حسن سلوک کا وعدہ کیا اور بتایا کہ جب امیر المومنین کو اس بدکردار علی کی حرکتوں کا علم ہوا تو انھوں نے اسے برطرف کر کے اس کے بجائے مجھے آپ کے علاقوں کا والی مقرر کیا ہے اور اس کے عمال اور اس کے متعلقین کے متعلق یہ احکام دیئے ہیں کہ عام اور خاص خواہ کوئی شخص ہو اس کا جو حق یا مطالبہ علی کے ذمہ ہو گا وہ پورا کیا جائے گا اور اس کے متعلق پورا پورا انصاف کیا جائے گا۔

لوگوں کی خوشی

اس کے بعد اس نے اپنے تقرر کے فرمان کو پڑھوایا لوگوں نے اس پر اپنی خوشی اظہار کیا اور ان کی امیدیں وسیع ہو گئیں ان کی توقعات بڑھ گئیں سب نے خوشی میں نعرۂ تکبیر اور تہلیل بلند کیا اور امیر المومنین کی زندگی اور جزائے خیر کی خوب دعائیں مانگیں اس کے ہرثمہ مسجد سے قصر واپس آیا۔

علی کے خلاف ردّعمل

اس نے علی بن عیسیٰ اس بیٹوں عاملوں اور کاتبوں کو طلب کر کے ان سے کہا بہتر یہ ہے کہ تم لوگ خود تمام سرکاری مطالبات ادا کر دو اور مجھے اس بات کا موقع نہ دو کہ میں تمہارے خلاف کوئی کاروائی کروں نیز ہرثمہ نے ان کے ساہوکاروں میں یہ اعلان کر دیا کہ جس کے پاس علی بن عیسیٰ یا اس کے متعلقین کی رقم جمع ہو وہ لا کر حاضر کر دے ورنہ سرکار اس سے بری الذمہ ہے چنانچہ جس جس کے پاس ان کی امانتیں جمع تھیں وہ اس نے ہرثمہ کو لا کر دے دیں۔

اہل مرو کے ایک شخص کا عجیب واقعہ

البتہ اہل مرو میں سے ایک شخص جو مجوسی الاصل تھا برابر اس بات کی کوشش اور تاک میں لگا رہا کہ وہ کسی طرح علی بن عیسیٰ تک پہنچ جائے چنانچہ کسی نہ کسی طریقے سے وہ اس مقصد میں کامیاب ہوا اور علی کے پاس پہنچا اور اس سے خفیہ طور پر کہا کہ آپ کا کچھ مال میرے پاس جمع ہے اگر آپ کو اس کی ضرورت ہو تو پہلے میں اسے آپ کو پہنچا دوں اس کے بعد میں مرنے کے لیے تیار ہوں اس سے میرا نام تو رہ جائے گا کہ میں نے امانت کا ایفاء اس طرح کر دیا ہے۔ اور اگر آپ کو سر دست اس کی ضرورت نہ ہو تو اسے میں اپنے پاس جمع رکھتا ہوں تاکہ آئندہ جب آپ کو کوئی ضرورت پیش آئے تو آپ اس سے کام لے سکیں۔

اس کی اس آمادگی اور دیانت سے علی حیرت زدہ ہو گیا کہنے لگا اگر میں نے تم جیسے ایک ہزار آدمیوں کو اپنا دوست بنا لیا ہوتا تو پھر کسی سلطان یا شیطان کو کبھی یہ جرات ہی نہیں ہوتی کہ وہ میرے خلاف کوئی کاروائی کرے اچھا یہ بتاؤ کہ جو مال تمہارے پاس ہے اس کی کیا قیمت ہو گی اس ساہوکار نے کہا کہ آپ نے اپنا کچھ مال کپڑے اور مشک میرے پاس امانت رکھوائے تھے مجھے اس کی قیمت تو معلوم نہیں مگر وہ اسی طرح سالم محفوظ ہے اس میں سے کوئی چیز گئی

نہیں۔علی نے کہا اسے ابھی رہنے دو اگر اس کا پتہ چل گیا تو تم اسے سرکار کو دیدینا اور اپنے آپ کو بچا لینا اگر وہ بچ گیا تو اس وقت میں اس کے متعلق کوئی رائے قائم کروں گا' نیز علی نے اس کی اس امانت اور مستحسن جرات پر اسے جزائے خیر کی دعا دی اور اس کا بہت شکریہ ادا کیا اور اس نیکی پر اس کی بہت تعریف کی بعد میں اس شخص کی ایمانداری ضرب المثل ہوگئی تھی علاء بن ماہان اس کا نام تھا۔

علی کی دولت کی تلاشی اور قبضہ

علی کی دولت جس کے پاس تھی ان سب کا پتہ ہرثمہ کو لگ گیا تھا البتہ صرف علاء بن ماہان کی امانت کا حال اسے معلوم نہ ہوا ہرثمہ نے اس کی تمام املاک یہاں تک کہ ان کی عورتوں کے زیورات پر بھی قبضہ کر لیا قرق امین ان کے گھروں میں جا کر پہلے ہر قیمتی شئے کو اپنے قبضہ میں لے لیتے صرف بے قیمت کاٹھ کباڑ چھوڑنے کے بعد عورتوں سے کہتے کہ تم اپنا زیور اُتار کر دو جب وہ زیور اتارنے عورت کے قریب پہنچتا تو وہ ڈانتی کہ اگر تو صالح اور نیک چلن ہے تو اپنی نگاہ میری طرف سے پھیر لے کیونکہ بخدا جو زیور میرے جسم پر تھا جس کی تجھے تلاش تھی وہ میں نے پہلے ہی اتار پھینکا ہے اب ان میں سے جو خدا ترس لوگ عورت کے قریب جانے سے پرہیز کرتے اور اس کی التجا کو منظور کرتے تو خود وہ عورت انگوٹھی' پازیب یا کوئی دوسری چیز جس کی قیمت دس درہم بھی ہوتی اتار کر اس کی طرف پھینک دیتی ان میں جو لوگ شریر یا بد نفس ہوتے وہ اس بات پر راضی نہ ہوتے بلکہ یہ کہہ کر کہ ممکن ہے تو نے کوئی سونے کی چیز موتی یا یاقوت چھپا رکھا ہو خود جامہ تلاشی لینے پر اصرار کرتے اور اپنے ہاتھ سے جسم کے مقعر مقامات کو ٹٹولتے تاکہ اگر وہاں کوئی چیز چھپائی گئی ہو تو معلوم ہو جائے جب ہرثمہ ان تمام کاموں سے فارغ ہو گیا تو اب اس نے علی کو بغیر گدے کے اونٹ کی ننگی پیٹھ پر سوار کیا اس کی گردن اور پیروں میں اس قدر وزنی بیڑیاں ڈالیں کہ وہ صرف اٹھ بیٹھ سکے اور اسے رشید کی خدمت میں روانہ کر دیا۔

مطالبات کی ادائیگی

ایک چشم دید گواہ بیان کرتا ہے کہ جب ہرثمہ نے علی بن عیسیٰ اس کے بیٹوں کاتبوں اور عاملوں سے سرکاری مطالبہ وصول کر لیا تو اس نے دوسرے لوگوں کو اجازت دی کہ وہ اپنے حقوق اور مطالبات پیش کریں جب کسی شخص کا حق اس کے یا اس کے کسی آدمی کے ذمے ثابت ہوتا تو ہرثمہ اسے حکم دیتا کہ یا تو اس مطالبہ کو بے باق کر دو ورنہ میں اس کی سخت سزا دیتا ہوں۔علی اس کے جواب میں کہتا جناب والا مجھے ایک دو دن کی مہلت عطا فرمائیں ہرثمہ کہتا کہ میں تو تمہیں مہلت نہیں دے سکتا البتہ اس کا اختیار مدعی کو ہے وہ چاہے تو مہلت دیدے چنانچہ پھر ہرثمہ مدعی سے پوچھتا کہ اگر تم کو کوئی اعتراض نہ ہو تو ان کو مہلت دیدو اگر وہ اس کی آمادگی ظاہر کرتا تو ہرثمہ کہتا اب جاؤ اور پھر اس کے پاس آ کر اپنا مطالبہ کرنا' اس اثناء میں علی علاء بن ماہان سے کہلا بھیجتا کہ تم فلاں شخص سے اس کے اتنے مطالبہ کے متعلق یہ رقم ادا کر کے یا جیسا تم مناسب سمجھو میری طرف سے سمجھوتہ کر لو علاء بن ماہان اسی کے مطابق اس کے دعوے دار سے سمجھوتہ کرتا اور اس طرح اس کا معاملہ درست ہو جاتا۔

زرہ کا مواخذہ

ایک شخص نے ہرثمہ سے آ کر عرض کیا کہ اس بدمعاش نے میری نہایت بیش قیمت چمڑے کی زرہ کہ اس جیسی کسی دوسرے کے پاس نہ تھی زبردستی مجھ سے لے لی ہے میں تین ہزار درہم میں بھی اسے فروخت کرنا نہیں چاہتا تھا اس کے لے لینے کے بعد میں نے اس کے داروغہ کے پاس آ کر اس کی قیمت طلب کی مگر اس نے ایک حبہ بھی مجھے نہیں دیا میں ایک سال تک اس ظالم کی سواری کے نکلنے کا منتظر رہا جب وہ ایک مرتبہ سواری میں باہر آیا تو میں نے سامنے آ کر دہائی دی کہ جناب والا میں اس زرہ کا مالک ہوں اور آج تک مجھے اس کی قیمت نہیں ملی اس نے مجھے ماں کی گالی دی اور میرا حق بھی مجھے نہیں دیا اب آپ اس سے میری چیز کی قیمت وصول کیجئے اور اس نے میری ماں کو جو گالی دی تھی اس کی سزا دیجئے۔ ہرثمہ نے پوچھا تمہارے دعویٰ کا کوئی ثبوت ہے؟ اس نے کہا جی ہاں ہے اسوقت سینکڑوں آدمیوں نے اس کی گفتگو کو سنا تھا وہ گواہ ہیں' ہرثمہ نے ان کو طلب کر کے اس کے دعویٰ پر شہادت لی اور اس کے بعد علی سے کہا کہ اب تم پر حد قذف لازم ہے اس نے پوچھا کیوں ہرثمہ نے کہا چونکہ تم نے اس کی ماں پر تہمت لگائی ہے' علی نے کہا تم کو کس احمق نے بتایا ہے ہرثمہ نے کہا یہ مسلمانوں کا قانون ہے علی نے کہا تو میں شہادت دیتا ہوں کہ امیر المومنین نے دو مرتبہ نہیں بلکہ بہت سی دفعہ تجھے ماں کی گالی دی ہے اور میں اس بات کی بھی شہادت دیتا ہوں کہ خود تو نے بیشمار مرتبہ اپنے بیٹے حاتم کو اور ایک مرتبہ اپنے بیٹے اعین کو ماں کی گالی دی ہے کوئی ہے جو تم پر انکی طرف سے یا تمہارے آقا پر تمہاری طرف سے حد جاری کرے' ہرثمہ نے زرہ کے مالک کی طرف مڑ کر دیکھا اور کہا کہ بھائی مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ تم اس شیطان سے محض اپنی زرہ یا اس کی قیمت کا مطالبہ کرو اور گالی کا مواخذہ چھوڑ دو۔

ہرثمہ کا رشید کے نام خط

جب ہرثمہ نے علی کو رشید کی خدمت میں بھیجا تو حسب ذیل خط اپنی اس کاروائی کے بیان میں جو اس نے مرو آ کر علی کے مقابلہ میں کی تھی لکھا۔

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم''

اللہ عز وجل ہمیشہ سے خلافت' اپنے بندوں اور علاقوں سے متعلقہ امور میں امیر المومنین کی حمایت اور مدد کرتا رہے اور تمام معاملات حکومت کو چاہے وہ ان کے سامنے ہوں یا ان سے دور ہوں خاص ہوں یا عام بڑے ہوں یا چھوٹے امیر المومنین کی خواہش کے مطابق طے کرتا رہا ہے تا کہ ان پر احسان ہو اور خلافت کی حفاظت ہو' اور والیان خلافت اور اہل حق کی اس لیے عزت افزائی کرتا ہے تا کہ خود خلافت کا اعزاز قائم رہے ہم اللہ کی جناب میں دعا گو ہیں کہ وہ اپنی عادت حسنہ کو جس کا اس نے ہمیں حوادث کے موقع پر خوگر بنایا ہے ہمیشہ برقرار رکھے اور ہم اس سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنے فرض کے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اور اس بات کی توفیق عطا کرے کہ ہم اس کے حکم اور رائے پر کاربند ہوں اور اس سے تجاوز نہ کریں' جب سے کہ میں نے جناب والا کی فرودگاہ کو خیرباد کہا آپ کی ہدایات کو اپنے لیے شمع ہدایت سمجھ کر تمام معاملات میں انہیں کے مطابق عملدرآمد کیا اور چونکہ میں جانتا تھا کہ حکم

ماننے ہی میں سعادت و برکت ہے اس وجہ سے میں نے ان سے ذرہ برابر تجاوز نہیں کیا' میں خراسان کے علاقہ میں داخل ہوا مگر اس تمام سفر کے دوران امیر المومنین نے جو حکم مجھے دیا تھا اور جو راز میرے سپرد کیا تھا اسے میں نے بغیر کسی سے بیان کئے مکمل طور پر راز میں رکھا' البتہ خراسان پہنچ کر میں نے اہل شاش اور فرغانہ سے مراسلت کر کے ان کو اس خائن سے توڑ لیا اور اس طرح اس کی اور اس کے ساتھیوں کی ان توقعات کو جو ان کو ان علاقوں سے تھیں ہمیشہ کے لیے منقطع کر دیا نیز میں نے ان لوگوں کو بھی جو بلخ میں تھے اس مضمون کے خط لکھے جن کو میں پہلے وضاحت کیساتھ امیر المومنین کی خدمت میں لکھ چکا ہوں۔

نیسا پور پہنچ کر میں نے اس علاقہ کا جس سے میں گزرا تھا جیسے جرجان، نیسا پور نساء اور سرخس کا یہ انتظام کیا کہ وہاں سے روانہ ہونے سے بیشتر میں نے اپنی صوابدید سے وہاں کے جدید عامل مقرر کر دئے اور میں نے ان کے انتخاب میں انتہائی احتیاط سے کام لیا اور صرف اپنے ان با اعتماد لوگوں کو مقرر کیا ہے جن کی قابلیت، امانت، دیانت اور تقویٰ اور عقل سلیم تھی میں نے بیعت کی قسم لے کر یہ عہد لیا کہ وہ اپنے تقرر کو بالکل راز میں رکھیں، یہ عہد لے کر میں نے احکام تقرر ان کے حوالے کئے اور حکم دیا کہ وہ اپنی حیثیت کو بالکل چھپائے ہوئے خاموشی سے اپنے اپنے اضلاع پر جائیں اور مقررہ وقت تک بالکل مسافروں کی طرح وہاں خاموش وقت گزاریں اور اس کے لیے میں نے وہ وقت متعین کر دیا تھا جبکہ میں مرو میں داخل ہو جاؤں اور میری اور علی بن عیسیٰ کی ملاقات ہو جائے اس کے بعد وہ اپنے آپ کو ظاہر کر دیں میں حسب اطلاع سابق اسمٰعیل بن حفص بن مصعب کو جرجان کا عامل مقرر کیا، ان تمام عاملوں نے میرے احکام کی بعینہ بجا آوری کی اور وقت مقررہ پر انھوں نے اپنے اپنے اضلاع کی حکومت کا جائزہ لے کر اس کا انتظام شروع کر دیا اور کسی قسم کی پریشانی یا تردد کے بغیر پیش آئے اس تمام علاقہ کا انتظام درست ہو گیا۔

جب میں مرو سے صرف ایک منزل رہ گیا تو میں نے چند اپنے معتمدین خاص کو علی بن عیسیٰ کے بیٹوں، کاتبوں اور اس کے دوسرے متعلقین وغیرہ کے نام لکھ کر دیدیئے ایک ایک پرچہ پر ایک ایک نام لکھ کر ایک ایک شخص کو دیا تا کہ میرے مرو میں داخل ہوتے ہی وہ شخص مذکورہ افراد کو گرفتار کر کے اپنی حفاظت میں لے لیں اگر اس معاملہ میں میں کوئی کوتاہی یا تاخیر کرتا تو مجھے اندیشہ تھا کہ وہ لوگ میری ولایت کے شہرت پذیر ہوتے ہی روپوش ہو جائیں گے یا منتشر ہو جائیں گے اور اس وقت ان کی گرفتاری دشوار ہو گی، میرے با اعتماد لوگوں نے اس تجویز پر عمل کیا میں اپنی قیام گاہ سے شہر مرو کی طرف روانہ ہوا جب میں وہاں سے دو میل کے فاصلے پر رہ گیا تو علی بن عیسیٰ اپنے بیٹوں اہل خاندان اور امراء کے ساتھ میرے استقبال کو آیا، میں اس کے ساتھ نہایت تواضع اور اخلاق سے پیش آیا اور میں نے اس سے اس طرح کا معاملہ کیا کہ وہ میری طرف سے بالکل مطمئن ہو گیا نیز اس کی پاسداری اور اظہار تعظیم کے لیے میں نے یہاں تک مبالغہ کیا کہ اسے دیکھتے ہی میں گھوڑے سے اترنے لگا اس سے اس کا اطمینان اور اعتماد اور بڑھ گیا، نیز اپنے وہاں

پہنچنے سے پہلے راستے میں جو خط میں نے اسے لکھے تھے ان میں میں نے اس بات کا خاص طور پر لحاظ رکھا تھا کہ اسے خطاب کرتے ہوئے انتہائی تعظیم وتکریم کے الفاظ اور نرم لہجہ اختیار کیا جائے تا کہ اس کے دل میں میری آمد کی وجہ سے کوئی بدگمانی پیدا نہ ہو اور اس طرح امیر المومنین کی تجویز نے جس کی تکمیل انھوں نے میرے سپرد کی تھی کوئی خلل واقع نہ ہو اللہ نے یہ سب کام امیر المومنین کے لیے نہایت خیر وخوبی سے سرانجام کر دیا۔

اب وہ اور میں ایک جگہ آ کر بیٹھے وہاں میں نے اس کے ہمراہ کھانا کھایا کھانے سے فارغ ہونے کے بعد اس نے مجھ سے خواہش کی کہ آرام کرنے کے لیے اس مکان میں منتقل ہو جاؤں جو اس نے میرے ٹھیرنے کے لیے آراستہ کیا تھا مگر میں نے کہا کہ جن اہم امور کو سرانجام کرنا میرے متعلق کیا گیا ہے ان میں کسی طرح تاخیر نہیں کی جا سکتی اس کے بعد رجاء خدمتگار نے امیر المومنین کا خط اسے دیا اور زبانی پیغام پہنچایا اب اس کی آنکھیں کھلیں اور اسے معلوم ہوا کہ وہ بات پیش آ گئی جو اس کے افعال اور اعمال کا نتیجہ تھی، یعنی یہ کہ چونکہ اس نے امیر المومنین کے احکام ہدایات اور ان کی ذاتی طرز حکمرانی کی خلاف ورزی کی ہے اور اپنی حد سے تجاوز کیا ہے اس وجہ سے امیر المومنین اس سے ناراض ہو گئے ہیں اور اب ان کی رائے اس کے لیے بدل چکی ہے میں نے اسے گرفتار کر کے اپنے ایک شخص کے سپرد کر دیا اور پھر جامع مسجد گیا وہاں میں نے لوگوں کے سامنے تقریر کی اس میں ان سے حسن سلوک اور عادلانہ حکومت کا وعدہ کیا اور امیر المومنین کا پیغام ان کو سنایا اور بتایا کہ جب امیر المومنین کو علی بن عیسیٰ کے مظالم اور تشدد کا علم ہوا ان کو اس سے بڑا رنج ہوا اور انھوں نے مجھ سے اس کے عہدہ داروں اور متعلقین اور طرفداروں کے متعلق یہ یہ ہدایات کی ہیں اور جن اشخاص پر وہ عوام ہوں یا خاص انھوں نے مظالم کئے ہوں یا ان کے ذمہ ان کے حقوق اور مطالبات ثابت ہوں میں ان کا پورا پورا انصاف کروں گا اور ان کے حقوق دلواؤں گا اس کے بعد میں نے حکم دیا کہ میرا فرمان تقرر حاضرین کو سنایا جائے۔

جب وہ پڑھا جا چکا تو میں نے اس سے کہا کہ یہ فرمان میرے لیے مثال اور رہبر ہے میں حرف بحرف اس کی بجا آوری کروں گا اس پر کاربند رہوں گا اگر ان ہدایات میں سے کسی ایک کی بھی خلاف ورزی کروں تو میں اپنے اوپر بڑا ہی ظلم کروں گا اور اس وقت میری وہ حالت ہوگی جو امیر المومنین کی رائے اور حکم کے مخالف کی ہوتی ہے، میرے اس اعلان پر تمام لوگوں نے اپنی خوشی اور مسرت کا اظہار کیا ایک نے دوسرے کو مبارکباد دی اور نعرہ تکبیر وتحلیل سے ایک شور برپا کر دیا اور امیر المومنین کو طول حیات اور حسن جزا کی بہت دعائیں دیں اس سے فارغ ہو کر اب میں پھر اس جگہ آیا جہاں علی بن عیسیٰ تھا میں نے اسے اس کے بیٹوں خاندان والوں اہل کاروں اور عاملوں کو گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا دیں اور حکم دیا کہ جس قدر سرکاری اور مسلمانوں کی دولت ان کے ذمہ ہے وہ سب ادا کر دیں تا کہ مجھے ان پر تشدد کرنے کی نوبت نہ آئے میں نے

ان کے امانت داروں میں اعلان کردیا کہ جو دولت ان کی ہو وہ لے آئیں انھوں نے سب لا کر مجھے دے دیا اس سے جس قدر دینار و درہم تھے ان کی تفصیل میں پہلے امیر المؤمنین کی طرف بھیج چکا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ اللہ ان کی مدد سے اور جو کچھ ان کے ذمہ ہوگا اسے میں وصول کرلوں گا انشاء اللہ۔

میں نے مرو آتے ہی رافع، اہل سمرقند اور ان لوگوں کو جو بلخ میں ہیں نہایت مفصل آخری خط لکھ دیے ہیں کیوں کہ میں ان کے متعلق یہ حسن ظن رکھتا ہوں کہ وہ میری بات کو مان لیں گے اور امیر المومنین کی اطاعت پر مضبوطی سے جم جائیں گے میں نے ان خطوط میں ڈرانے، سمجھانے بجھانے اور بتانے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا ہے جناب والا جب میرے پیامبران کا جواب لے کر واپس آئیں گے اور مجھے معلوم ہوگا کہ انھوں نے میری بات مانی یا رد کی ہے میں حالات کے مناسب کارروائی کروں گا اور امیر المومنین کو اصل واقعات سے سچائی اور دیانتداری کے ساتھ اطلاع دوں گا اور مجھے یہ توقع ہے کہ اللہ تعالیٰ امیر المومنین کی اعانت اور کفایت عادتِ جاریہ کے مطابق ان امور کو بھی بوجہ احسن سرانجام کرے گا، والسلام۔

رشید کا جواب

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم''

امیر المومنین کے پاس تمہارا خط پہنچا اس سے معلوم ہوا کہ تم کس دن اور کیوں کر مرو پہنچے، اور مرو پہنچنے سے پہلے تم نے جو تدبیر اختیار کیں اور ان اضلاع کا جن کے نام تم نے اپنے خط میں لکھے ہیں وہاں سے روانہ ہونے سے پیشتر تم نے جو انتظام کیا اور ان پر جن جن اشخاص کو والی مقرر کیا اور غدار علی بن عیسیٰ ان کے بیٹوں اور عزیزوں کے مقابلہ میں تم نے جو دانائی اور مصلحت اندیشی اختیار کی کہ ان کو تمہارے متعلق کوئی بدگمانی نہیں ہونے پائی اور تم نے ان سب کو گرفتار کرلیا اور اس تمام کارروائی میں تم نے امیر المومنین کے احکام اور ان کی ہدایات پر مکمل طور پر عمل کیا، جو کچھ تم نے لکھا ہے امیر المومنین اس کے مفہوم سے اچھی طرح آگاہ ہوئے۔

اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے تمہارے تمام کام بنا دیے اور تمہاری اعانت کی اور تم کو وہ توفیق دی جس سے تم نے امیر المومنین کے ارادے اور ان کے منشا کو پورا کردیا اور تم نے نہایت خوبی سے امیر المومنین کے احکام کی جو ایسے معاملہ سے متعلق تھے جن کی ان کو سخت فکر اور ان سے تعلق خاطر تھا بجا آوری کی اور اس کارروائی کو سرانجام دینے میں پوری مستعدی اور کوشش صرف کی تمہاری اس محنت اور خلوص پر وہ تم کو جزائے خیر کی دعا دیتے ہیں اور اللہ سے دعا مانگتے ہیں کہ وہ ہمیشہ ان امور میں جن کو انھوں نے تمہارے سپرد کیا اور جس کام کے لیے انھوں نے تمہیں مقرر کرکے وہاں بھیجا ہے تمہاری اس قسم کی کارگزاری اور مستعدی کو باقی رکھے گا۔

امیر المومنین تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم غدار اور خائن علی بن عیسیٰ اس کی اولاد، اہلکار

عہدیدار وکلا اور ساہوکاروں کے پاس جو دولت ہو اس کی تلاش میں زیادہ سے زیادہ جدو جہد اور مستعدی کرو اور اس بات کی تحقیق کرو کہ ان کے ذمہ سرکاری مطالبات کتنے ہیں اور رعایا میں سے کن کن لوگوں کے حقوق اور مطالبات جو انھوں نے ظلم کر کے غصب کئے ہیں ان کے ذمہ واجب الاداء ہیں، علی بن عیسیٰ وغیرہ کا جو مال جہاں ہو جا جن امانت داروں کے پاس انھوں نے رکھوایا ہو ان سب کو برآمد کرو اور اس تمام کاروائی میں حسب ضرورت شدت اور نرمی اختیار کرو تا کہ وہ مطالبہ جو ان کے ذمہ ثابت ہو وصول ہو سکے اس معاملہ میں اپنی طرف سے کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھنا اسیطرح لوگوں کے جو حقوق ان کے ذمہ ثابت ہوں یا جو مظالم انھوں نے ان پر کئے ہوں ان سب کے معاملہ میں پورے انصاف سے کام لینا تا کہ کوئی مظلوم یا متضرر ایسا نہ رہے جس کی دادرسی نہ ہو جائے جب تم یہ تمام کام پوری طرح سرانجام دے چکو تب اس نمک حرام اور اس کے بیٹوں، عزیزوں، اہل کاروں اور عہدہ داروں کو بیڑیاں پہنا کر منہ کالا کر کے اس ذلت وخواری کے ساتھ جس کے وہ اپنے اعمال بد کی وجہ سے مستوجب ہیں کیونکہ اللہ تو ہرگز بھی اپنے بندوں پر ظلم نہیں کیا کرتا امیر المومنین کی خدمت میں بھیج دینا۔

اس کے بعد ہمارے سابقہ حکم کے مطابق تم سمرقند جانا اور اس پست ہونے والے رافع اور علاقہ ماوراءالنہر اور طخارستان کے ان لوگوں کو جو اس کی تحریک میں شریک ہو کر ہمارے مخالف ہو گئے ہیں امیر المومنین کی اطاعت میں مراجعت اور واپسی کی دعوت دینا اور اس امانت کو جو امیر المومنین نے تمہارے ساتھ کی ہے ان میں تقسیم کرنا اگر وہ تمہاری دعوت کو قبول کر کے ہمارے حلقہ اطاعت میں واپس آ جائیں اور اپنی جتھا بندی چھوڑ دیں تو یہی مقصود ہے ان میں سراسر ان کا فائدہ ہے اور اس وقت امیر المومنین کی یہ خواہش ہے کہ تم ان کی گزشتہ خطاؤں کو معاف کر دو کیونکہ بہر حال وہ ہمارے رعایا ہے اور ہم پر لازم ہے کہ جب وہ ہمارا کہا مان لیں تو ہم بھی ان کو معاف کر دیں ان کو امان دے دیں اور جس شخص اور اس کی ظالمانہ حکمرانی کی وجہ سے انھوں نے یہ معاندانہ روش اختیار کی تھی اس سے ان کو مطمئن کر دیں، نیز ان کے حقوق اور دوسرے مطالبات میں ان کے ساتھ بھی پورا پورا انصاف کیا جائے۔

اگر وہ تمہاری دعوت کو قبول نہ کریں اور امیر المومنین نے ان کے متعلق جو حسن ظن قائم کیا ہے یہ ان کے طرز عمل سے غلط ثابت ہو تو اب ان کا معاملہ اللہ کے سامنے پیش کر دیا جائے اس وقت وہ نافرمان باغی سرکش فتنہ پرداز اور عافیت کے رد کرنے والے ہوں گے، اور چونکہ امیر المومنین پر فرض عائد تھا اس سے وہ اس شخص کو جس کی وجہ سے انھوں نے یہ معاندانہ روش اختیار کی ہے برطرف اور ذلیل کر کے اور قبول اطاعت کی صورت میں عام معافی کا اعلان کر کے عہدہ برآ ہو چکے ہوں گے اس لئے اگر اب بھی وہ اپنی بغاوت اور سرکشی پر اصرار کریں گے تو اس وقت وہ اللہ کو ان کے خلاف شاہد بنائیں گے اور صرف اسی کو ہر قسم کی طاقت اور قوت حاصل ہے اسی پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے اور اسی کی طرف بازگشت ہے والسلام''۔

اس خط کو اسمٰعیل بن صبیح نے امیر المومنین کے سامنے لکھا۔

حج

اس سال فضل بن العباس بن محمد بن علی والئی مکہ کی امارت میں حج ہوا اس سال کے بعد ۲۱۵ھ ہجری تک پھر مسلمانوں کی کوئی مہم موسم گرما میں جہاد کے لئے نہیں گئی۔

۱۹۲ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

رافع سے مقابلہ

اس سال ثابت بن نصیر بن مالک کے ہاتھوں مسلمانوں اور رمیوں میں جنگی قیدیوں کا فدیہ سے تبادلہ ہوا۔

اسال رشید رافع سے لڑنے خراسان جاتے ہوئے رقہ سے کشتیوں کے ذریعہ مدینۃ السلام آئے جمعہ کے دن ماہ ربیع الآخر کے ختم میں پانچ روز باقی تھے جب وہ بغداد آ گئے۔ وہ رقہ میں اپنے بیٹے قاسم کو اپنا نائب مقرر کر آئے تھے اور خزیمہ بن خازم کو اس کا مددگار بنا آئے تھے پھر وہ پانچ شعبان کو نماز عصر کے بعد خیزرانیہ دروازے سے خراسان جانے کے لیے مدینۃ السلام سے روانہ ہوئے۔ رات انہوں نے بستان ابی جعفر میں بسر کی صبح کو نہروان روانہ ہوئے اور وہاں مقام کیا، پھر یہاں سے انھوں نے حماء البربری کو نہروان کے مضافات اور تابع علاقوں کا عامل مقرر کر کے بھیج دیا اور اپنے بیٹے محمد کو مدینۃ السلام میں اپنا نائب مقرر کیا۔

رشید کی خراسان روانگی

ذوالریاستین کہتا ہے کہ جب رافع سے لڑنے رشید خراسان جانے لگے میں نے مامون سے کہا کہ جب کہ رشید خراسان جا رہے ہیں جو کہ تمہاری ولایت میں ہے اور محمد ولی عہدی میں تم پر مقدم کیا گیا ہے تم جانتے ہو کہ کیا ہوگا یہ مر جائیں گے اور تمہارے ساتھ بہتر سے بہتر یہ سلوک ہوگا کہ تمہیں محمد ولی عہدی سے علیحدہ کر دے گا وہ زبیدہ کا بیٹا ہے بنو ہاشم اس کے ماموں ہیں اور زبیدہ اور اس کی دولت اسکی حمایت پر ہوگی مناسب یہ ہے کہ تم ان سے درخواست کرو کہ اس سفر میں تمہیں اپنے ساتھ لے لیں مامون نے ساتھ چلنے کی اجازت مانگی رشید نے انکار کیا میں نے اس سے کہا کہ تم جا کر کہو کہ چونکہ آپ بیمار ہیں میں چاہتا ہوں کہ آپ کی خدمت کروں اس کے علاوہ میں اور کسی بات کی تکلیف آپ کو نہ دونگا جب مامون نے اس طرح اجازت مانگی رشید نے اسے اجازت دی اور اب وہ بھی ان کے ساتھ خراسان روانہ ہوا۔

رشید اور صباح کی گفتگو

محمد بن الصباح الطبری کہتا ہے کہ جب رشید خراسان جانے لگے تو میرے باپ نہروان تک ان ساتھ گئے

راستہ میں رشید اس سے باتیں کرنے لگے اور کہنے لگے کہ صباح میرا خیال ہے کہ اب آئندہ کبھی میری تمہاری ملاقات نہ ہوگی۔ صباح نے کہا یہ جناب والا کیا فرماتے ہیں میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو صحیح وسالم بخیر و عافیت واپس لائے گا اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ آپ کو فتح نصیب کی ہے اور دشمن کو آپ کے قابو میں دیا ہے کہنے لگے جو میری حالت ہے اسے تم کیا جانو اس نے کہا بیشک میں تو نہیں جانتا کہنے لگے آؤ میں تم کو دکھا دوں۔

رشید شاہراہ سے تقریباً سو (۱۰۰) گز علیحدہ چلے گئے اور ایک درخت کے سایہ میں ہو کر اپنے خاص خدمت گاروں کو ہٹ جانے کا اشارہ کیا وہ سب ایک طرف کو ہٹ گئے صباح سے کہ یہ بات اللہ کی امانت ہے تم اس کی حفاظت کرنا کسی کو نہ بتانا اس نے کہا میرے آقا آپ یہ کیا فرماتے ہیں میں آپ کا ادنیٰ سا غلام ہوں اور مجھ سے اپنے بچوں کی طرح گفتگو فرما رہے ہیں میں ہرگز اس راز کو کسی سے بھی بیان نہیں کروں گا، اب انھوں نے اپنا پیٹ کھول کر بتایا اس کے چاروں طرف ریشم کی پٹیاں بندھی ہوئی تھیں کہنے لگے دیکھو یہ میری بیماری ہے میں اس کا اظہار کسی سے نہیں کرتا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میرے ہر بیٹے کی طرف سے میرے اوپر ایک خاص جاسوس متعین ہے مسرور مامون کا جاسوس ہے، جبرئیل ابن بختیشوع امین کا جاسوس ہے انہوں ایک تیسرا نام بھی لیا جسے صباح بھول گیا ان میں ہر شخص میری سانس اور ایام زندگی گن رہا ہے میری عمران کو اب بہت لمبی معلوم ہو رہی ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ جلد سے جلد میرا وقت آخر ہو اگر تم خود امتحان کرنا چاہتے ہو تو ابھی اس کا مشاہدہ کرلو میں گھوڑا منگواتا ہوں دیکھ لینا کہ کس طرح کا کمزور اور اڑیل گھوڑا میرے لیے آتا ہے تا کہ میری بیماری میں اور زیادتی ہو اور کس طرح میرا کام ختم ہو۔

صباح نے کہا اے میرے آقا اس کا میرے پاس کوئی جواب نہیں ہے ورنہ میں ولی عہدوں کے متعلق کوئی بات کہنا چاہتا ہوں البتہ یہ ضرور دعا کرتا ہوں کہ جن وانس ہوں یا قریبی رشتہ دار ہوں یا دور کے تعلق رکھنے والے ہوں جو آپ کا دشمن ہو اللہ اسے آپ پر سے قربان کر دے اور آپ سے پہلے ان کا خاتمہ کر دے اور ہمیں کبھی آپ کے متعلق کسی بری بات کو نہ دکھائے آپ کے ذریعہ اسلام کو ترقی دے اور آپ کی بقا سے اس کے ارکان مضبوطی سے جمائے اور دنیائے اسلام کی سرحدوں کی حفاظت کرے اور آپ کو اس مہم سے کامیاب اور فتح مند واپس لائے آپ کے دشمن کو آپ کے قابو میں دے اور آپ نے اپنے رب سے جو توقعات قائم کی ہیں ان کو اسی طرح پورا کرے، اس پر رشید نے کہا بہر حال جہاں تک تمہارا تعلق ہے تم نے دونوں فریقوں سے اپنے کو بری کرلیا اور ہمیں معلوم ہے کہ تمہارا ان میں سے کسی سے تعلق نہیں ہے۔

اب انھوں نے گھوڑا طلب کیا چنانچہ بالکل ایسا ہی گھوڑا لوگ ان کے لیے لے کر آئے جیسا کہ وہ پہلے بیان کر چکے تھے انھوں نے صباح کی طرف دیکھا اور سوار ہو گئے اور اس سے کہا چوں کہ تم کو بہت سے کام ہیں اب واپس جاؤ صباح نے ان کو خیر باد کہا اور یہی اس کی ان سے آخری ملاقات تھی۔

آذربائیجان میں شورش

اس سال حزمیہ فرقے نے نواح آذربائیجان میں شورش برپا کی رشید نے عبداللہ بن مالک کو دس ہزار شہ سواروں کے ساتھ ان کی سرکوبی کے لیے بھیجا عبدالملک نے ان کو قید کیا اور لونڈی غلام بنالیا اور ان کو لے کر وہ رشید سے قرماسین میں آملا۔ رشید کے حکم سے قیدی قتل اور لونڈی غلام فروخت کر دیے گئے۔

دیگر اہم واقعات

اس سال قاضی علی بن ظبیان نے قصر اللصوص میں انتقال کیا، اس سال یحییٰ بن معاذ ابوالندا کو گرفتار کر کے رشید کی خدمت میں لایا اُس وقت رشید رقہ میں قیام پذیر تھے رشید نے اسے قتل کر دیا۔ اس سال عجیف بن عنبسہ اور الاحوص بن مہاجر شیعوں کی اولاد کی ایک جماعت کے ساتھ رافع بن لیث کا ساتھ چھوڑ کر ہرثمہ کے پاس چلے آئے۔ اس سال ابن عائشہ اطراف مصر کے کچھ لوگوں کے ساتھ گرفتار کر کے بارگاہ خلافت میں لایا گیا۔ اس سال ثابت بن نصر بن مالک سرحدوں کا محافظ مقرر کیا گیا اس نے جہاد کیا اور مطمورہ فتح کیا۔ اس سال بدندوں میں قیدیوں کا تبادلہ ہوا۔ اس سال شروان الحروری خارجی نے شورش برپا کی اور اس نے بصرہ کے صحرا میں سرکاری عامل کو قتل کر دیا۔

اس سال علی بن عیسیٰ گرفتار کر کے بغداد لایا گیا اور اسے اسی کے مکان میں قید کر دیا گیا۔

اس سال عیسیٰ بن جعفر نے طرارستان میں جب کہ وہ رشید کے پاس جا رہا تھا انتقال کیا یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ دسکرہ میں اس نے انتقال کیا۔ اس سال رشید نے ہیصم الیمانی کو قتل کرا دیا۔

حج

اس سال عباس بن عبداللہ بن جعفر بن ابی جعفر المنصور کی امارت میں حج ہوا۔

۱۹۳ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

فضل بن یحییٰ کا انتقال

اس سال ماہ محرم میں فضل بن یحییٰ بن برمک نے حالت قید میں بمقام رقہ انتقال کیا، اس کی زبان میں زخم ہو گیا تھا جس کی وجہ سے وہ پھٹ گئی تھی وہ بیماری کی حالت میں کہا کرتا تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ رشید ابھی نہ مریں لوگوں نے اس سے کہا کہ کیا تم اُس بات کو پسند نہیں کرتے کہ ان کے مرنے کی وجہ سے تم اس قید کی مصیبت سے نجات پا جاؤ گے مگر اس کا جواب وہ یہ دیتا کہا میرا وقت ان کے وقت سے قریب تر ہے کئی ماہ کے مسلسل علاج کے بعد حالت درست ہو گئی اور وہ باتیں کرنے لگا مگر پھر مرض نے شدت اختیار کی زبان اور آنکھیں بند ہو گئیں اور اب آخری وقت آ گیا جمعرات اور جمعہ اسی حالت میں گزرے ہفتہ کے دن اذان صبح کے ساتھ رشید سے پانچ ماہ پہلے پینتالیس سال کی عمر میں فضل نے انتقال کیا، اس کی موت سے لوگوں کو بہت صدمہ ہوا۔ قصر سے باہر لانے سے پہلے اس کے ان اعزہ نے جو قصر میں تھے اس کی نماز جنازہ پڑھی پھر جب اس کی لاش باہر لائی گئی تو اور دوسرے لوگوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔

ہارون جرجان میں

اس سال سعید الطبری نے جو جوہری کے نام سے مشہور ہیں انتقال کیا اس سال ماہ صفر میں ہارون جرجان پہنچے: ہاں ان کی خدمت میں علی بن عیسیٰ کی دولت پیش کی گئی جو پندرہ سو (۱۵۰۰) اونٹوں پر بار تھی یہ جرجان سے ماہ صفر ہی میں بیماری کی حالت میں طوس چلے گئے اور اپنی وفات تک وہیں مقیم رہے ان کو ہرثمہ پر کچھ شبہ ہو گیا اسوجہ سے انھوں نے اپنے مرنے سے تیئس راتیں اپنے بیٹے مامون کو مرو بھیج دیا، اور اس کے ساتھ عبداللہ بن مالک یحییٰ بن معاذ، اسد بن یزید، عباس بن جعفر بن محمد بن اشعث، سندی بن الحرشی، اور نعیم بن حازم کو بھی مرو بھیج دیا مامون کا قلمدان وزارت اور انشا ایوب بن ابی شمیر کے سپرد کر دیا، اس کے بعد ان کے مرض نے شدت اختیار کی جس کی وجہ سے وہ چلنے پھرنے سے بھی معذور ہو گئے۔

ہرثمہ اور رافع کے طرفداروں میں جنگ

ہرثمہ اور رافع کے طرفداروں میں ایک جنگ ہوئی جس میں ہرثمہ نے بخارا فتح کر لیا اور رافع کے بھائی بشیر بن اللیث کو پکڑ لیا اور پھر اسے ہرثمہ نے رشید کی خدمت میں طوس بھیج دیا۔

رافع کے بھائی کا قتل

جامع المروزی بیان کرتا ہے کہ میں بھی ان لوگوں میں تھا جو رافع کے بھائی کو لے کر رشید کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے جب رافع کا بھائی ان کے سامنے آیا اس وقت وہ زمین سے ایک ہاتھ بلند ایک تخت پر بیٹھے ہوئے تھے اور اس پر ایک ہی ہاتھ یا اس سے زیادہ موٹا گدا پڑا ہوا تھا اور ان کے ہاتھ میں آئینہ تھا جس میں وہ اپنی صورت دیکھ رہے تھے انھوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور پھر رافع کے بھائی کی طرف دیکھا کہنے لگے اے فاحشہ زادے مجھے توقع ہے کہ وہ ذلیل (انکی مراد اس سے رافع تھا) میری گرفت سے بچ نہ سکے گا جس طرح کہ تو نہ بچ سکا، اس نے کہا امیر المومنین بے شک میں نے آپ کے خلاف جنگ کی اور اللہ نے آپ کو فتح نصیب کی اس کے شکریہ میں میرے ساتھ ایسا سلوک کریں جس سے اللہ خوش ہو اور میں آپ کا حامی اور جاں نثار ہو جاؤں اور اس طرح جب رافع کو یہ معلوم ہوگا کہ آپ نے میرے ساتھ یہ احسان کیا ہے تو شاید اللہ اس کے قلب کو آپ کے لیے نرم کر دے اور وہ آپ کے مقابلہ سے باز آجائے اس پر رشید برہم ہو گئے اور انھوں نے کہا بخدا اگر میری زندگی صرف اتنی باقی ہو کہ میں اس میں صرف ایک بات زبان سے کہہ سکوں تو میں یہی حکم دوں گا کہ اسے قتل کر دو۔

رشید نے قصائی کو طلب کر کے اس سے کہا کہ تو اپنی چھری کو تیز بھی مت کر یوں ہی رہنے دے اور اس فاسق اور فاسق زادے کے ٹکڑے ٹکڑے کر دے، اور جلد اس کام کو ختم کر میں چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے کہ میرا آخری وقت آئے اس کے جسم کے دو عضو بھی سالم نہ رہنے پائیں، قصائی نے حکم کے مطابق اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے انھوں نے حکم دیا کہ ان کو شمار کیا جائے میں نے شمار کیے تو وہ چودہ عضو تھے جو علیحدہ علیحدہ کر دیئے گئے تھے، انھوں نے دونوں ہاتھ دعا کے لیے آسمان کی طرف اٹھائے اور عرض کی اے اللہ جس طرح تو نے اپنے دشمن کو میرے قبضہ میں دے کر اپنا بدلہ اس سے لیا ہے اسی طرح اس کے بھائی کو میرے قابو میں کر دے، یہ کہہ کر ان پر غشی طاری ہو گئی اور تمام حاضرین ان کے

پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے،

اس سال ہارون الرشید نے وفات پائی۔

ہارون کی موت کا سبب اور مقام

جبرئیل کا رشید سے تعلق

جبرئیل بن بختیشوع کہتا ہے کہ میں رقہ میں رشید کے ساتھ تھا روزانہ صبح کے وقت سب سے پہلے میں ان کی خدمت میں جاتا شب میں ان کی جو کیفیت رہتی اسے پوچھتا اگر طبیعت ناساز ہوتی وہ مجھ سے بیان کردیتے اس کے بعد وہ آزادی کے ساتھ مجھ سے تنہائی میں رات کی باتیں بیان کرتے اپنی باندیوں کا ذکر کرتے اپنی تنہائی کی صحبت میں جو کرتے، جتنی پیتے جتنی دیر صحبت کرتے سب بیان کرتے اس کے بعد مجھ سے لوگوں کی خبریں اور حالات پوچھتے۔

رشید کا ڈراؤنا خواب دیکھنا

حسب معمول ایک دن میں صبح کو ان کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے سلام عرض کیا مگر انھوں نے آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا میں نے دیکھا کہ وہ بہت ہی منہ بنائے مغموم اور متفکر ہیں میں کافی دیر تک اسی طرح ان کے سامنے مودب کھڑا رہا اور وہ اسی طرح چپ تھے جب اس بات کو کافی دیر گذر گئی تو میں نے آگے بڑھکر عرض کیا اے میرے آقا اللہ مجھے آپ پر نثار کردے آپ کا یہ کیا حال ہے اگر آپ بیمار ہیں تو مجھ سے کہیں شاید میں اس کا علاج کرسکوں اور کسی اپنے عزیز قلبی کے متعلق کوئی حادثہ پیش آیا ہے تو اس میں علاوہ صبر وتسلیم کے کوئی چارہ نہیں اور غم کرنے سے کیا مل جاتا ہے اگر آپ کی سلطنت میں کوئی رخنہ پیدا ہوگیا ہے تو اس پر اسقدر حزن وملال کی اس لیے ضرورت نہیں کہ تمام بادشاہوں پر اس قسم کے واقعات گزر چکے ہیں، اور اس صورت میں سب سے زیادہ میں اس بات کا اہل ہوں کہ آپ مجھ سے بیان کردیں اور میرا مشورہ لیں۔

رشید نے کہا جبرئیل جتنی باتیں تم نے بیان کی ہیں ان میں سے کوئی بات مجھے پیش نہیں آئی واقعہ یہ ہے کہ میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے جس کی وجہ سے میں نہایت متفکر اور پریشان خاطر ہوں، میں نے عرض کیا آپ بیان فرمائیں یہ بالکل معمولی بات ہے پھر میں نے انکے پاس جاکر ان کے پاؤں چومے اور کہا کہ محض ایک خواب کی وجہ سے آپ اس قدر مغموم اور پریشان ہیں ممکن ہے کہ پریشان خیالات یا فتور ہضم کی وجہ سے بخارات فاسدہ کی جہ سے یا سودا کے غلبہ کیوجہ سے آپ نے کوئی بُرا خواب دیکھ لیا ہو ان اسباب میں سے جو سبب بھی ہو یہ خواب نہیں بلکہ محض عکس ہے رشید نے کہا اچھا میں بیان کئے دیتا ہوں۔ میں نے دیکھا کہ میں اپنے اُسی بستر پر لیٹا ہوں کہ یکا یک میرے نیچے سے ایک ہاتھ نکلا جسے میں پہچانتا ہوں اور ہتھیلی پر نظر پڑی وہ بھی میری دیکھی ہوئی ہے مگر اس شخص کا نام میرے ذہن میں نہیں ہے کہ وہ کس کی ہے بہرحال میں نے دیکھا کہ اس ہتھیلی میں سرخ مٹی ہے کوئی شخص جس کی آواز میں سن رہا ہوں مگر اس کی صورت نہیں آتی یہ کہہ رہا ہے یہ مٹی ہے جس میں تم دفن کئے جاؤ گے میں نے پوچھا یہ مٹی کہاں ہے اس نے کہا طوس میں یہ کہہ کر وہ ہاتھ غائب ہوگیا اور بات ختم ہوگئی اور میں بیدار ہوگیا۔

میں نے کہا جناب والا یہ ایک نہایت الجھا ہوا خواب ہے میں سمجھتا ہوں کہ جب آپ اپنے بستر پر تشریف لے گئے تھے اس وقت آپ خراسان، اسکی جنگوں اور خراسان کے کچھ علاقے کے نکل جانے کی وجہ سے پریشان تھے اور ان امور پر غور فرما رہے تھے کہنے لگے کہ ہوا تو ایسا ہی ہے میں نے عرض کیا کہ آپ کی اسی پریشانی نے حالت خواب میں بخارات فاسدہ سے ملکر یہ خواب دکھایا ہے آپ تو اس کی بالکل پرواہ نہ کریں نشاط و سرور اختیار کیجئے پھر ایسا خواب نظر نہ آئے گا۔ میں بہت دیر تک مختلف ترکیبوں سے ان کو بہلاتا رہا یہاں تک کہ وہ مطمئن ہو کر ذہنی طور پر آزاد ہو گئے اور حکم دیا کہ آج ہمارے عیش و نشاط کے لیے یہ انتظام کیا جائے اور روزانہ کہ معمول سے آج فلاں فلاں سامان زیادہ کیا جائے اس کے بعد وہ اس خواب کو بھول گئے اور ہم بھی بھول گئے۔

خراسان میں خواب کے مطابق مٹی اور ہاتھ دیکھنا اور انتقال

کسی شخص کے دل میں بھی اس کا خیال نہیں آیا، جب رافع نے خروج کیا تو رشید خراسان چلے راستہ میں کئی جگہ ان کو مرض لاحق ہوا جو برابر بڑھتا گیا، طوس پہنچ کر سب جنید بن عبدالرحمٰن کے قصر میں جو اس کے موضع سناباذ میں تھا قیام پذیر ہوئے حالت مرض میں وہ اس قصر کے باغ میں تھے کہ یکایک ان کو اپنا وہ خواب یاد آ گیا فوراً چونک پڑے اور بمشکل گرتے پڑتے اٹھے ہم سب جھپٹ کر ان کے پاس آئے، اور ہر شخص نے پریشان ہو کر پوچھا جناب کا کیسا مزاج ہے اور اس وقت کیا نئی بات پیش آئی۔ کہنے لگے جبرئیل تمہیں وہ خواب یاد ہے جو میں نے رقہ میں طوس کے متعلق دیکھا تھا، یہ کہہ کر انھوں نے سر اٹھا کر مسرور کو دیکھا اور اس سے کہا کہ ذرا اس باغ کی مٹی تو لاؤ مسرور جا کر اپنی مٹھی میں مٹی لے کر آیا اس وقت اس نے آستین چڑھا رکھی تھی جس کی وجہ سے اس کا ہاتھ ننگا تھا اسے اس طرح دیکھ کر کہنے لگے بخدا یہی ہاتھ اور بعینہٖ یہی مٹی ہے جو میں نے خواب میں دیکھی تھی اور یہ سرخ مٹی ہے کوئی بات غلط نہیں ہوئی۔ اس کے بعد وہ زار وقطار رونے لگے اور اس واقعہ کے تین دن بعد اسی باغ میں ان کا انتقال ہوا اور وہیں وہ دفن ہوئے کسی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جس مرض میں رشید کا انتقال ہوا اس کے علاج میں جبرئیل نے غلطی کی جس کا علم رشید کو ہو گیا تھا اور جس رات ان کا انتقال ہو گیا اسی رات وہ اسے قتل کر کے رافع کے بھائی کی طرح ٹکڑے ٹکڑے کرا دینا چاہتے تھے انھوں نے جبرئیل کو اسی غرض سے اپنے سامنے بلایا مگر جبرئیل نے عرض کیا کہ امیر المومنین کل تک اور انتظار فرمائیں کل آپ کی طبیعت سنبھل جائیگی مگر اسی دن ان کا کام تمام ہو گیا۔

مرنے سے قبل قبر کھودی گئی

حسن بن علی الربعی کا دادا جس کے پاس کرایہ کے لیے سو (۱۰۰) اونٹ تھے اور وہی رشید کو اپنے اونٹوں پر طوس لے گیا تھا بیان کرتا ہے کہ رشید نے حکم دیا کہ میرے مرنے سے پہلے میری قبر کھود کر تیار کر لی جائے چنانچہ ان کی قبر کھود لی گئی وہ اس کو دیکھنے گئے میں ایک قبہ میں بٹھا کر آگے سے اونٹ کی نکیل پکڑے ہوئے ان کو قبر پر لایا اسے دیکھ کر کہنے لگے اے ابن آدم تیری جگہ یہ ہے۔

کسی شخص نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ جب مرض نے شدت اختیار کی تو انھوں نے قبر کی تیاری کا حکم دیا چنانچہ اسی محل میں جس میں وہ ٹھیرے ہوئے تھے حمید بن ابی غانم الطائی کے احاطہ میں ایک مقام منقب نام تھا وہیں ان کے لیے قبر کھودی گئی اس کے بعد کئی آدمیوں نے اس میں اتر کر قرآن ختم کیا اتنی دیر تک وہ برابر قبر کے کنارے ایک صحافہ میں

بیٹھے رہے۔

انتقال کے وقت کی حالت

سہل بن صاعد نے بیان کیا کہ جس مکان میں رشید کا انتقال ہوا میں وہاں موجود تھا جب سانس اکھڑی اور سانس لینے میں ان کو دقت پیش آنے لگی انھوں نے ایک موٹا لحاف منگوایا اور اسے ہر طرف سے لپیٹ لیا اب ان کو نزع کی سخت تکلیف ہوئی میں جانے کے لیے اٹھا مجھ سے کہا سہل بیٹھو میں بیٹھ گیا میں بہت دیر تک بیٹھا مگر اس دوران نہ انھوں نے مجھ سے کوئی بات کی اور نہ میں نے ان سے کوئی بات کی جب لحاف گرنے لگتا وہ اسے پھر چاروں طرف سے سنبھال کر لپیٹ لیتے جب اسی طرح بہت دیر گزر گئی تو اب میں پھر اٹھا مجھ سے کہا سہل کہاں جاتے ہو میں نے کہا امیر المومنین مجھ سے آپ کی تکلیف دیکھی نہیں جاتی اگر آپ لیٹ جاتے تو شاید آپ کو کچھ آرام ملتا۔ اس پر خوب اچھی طرح ہنسے اور کہنے لگے سہل میں اس حال میں کسی شاعر کا یہ شعر پڑھ رہا ہوں۔

والی من قوم کرام یزیدھم
شماسا وصبرا شدۃ الحدثان

ترجمہ: بے شک میں ان شرفا میں ہوں جن کو حوادث کی شدت زیادہ مستقل مزاج اور اپنی تکلیف سے بے پرواہ کر دیتی ہے۔

مسرور نے بیان کیا ہے کہ جب رشید کو محسوس ہوا کہ ان کا آخری وقت آپہنچا ہے تو انھوں نے مجھے حکم دیا کہ توشہ خانہ کھول کر وہاں جو سب سے قیمتی اور اعلیٰ درجہ کا کپڑے کا تھان ہو لے آؤ میں نے کوئی ایک تھان ایسا نہ پایا جس میں یہ دونوں باتیں جمع ہوں دو تھان سب سے زیادہ قیمتی تھے ایک کی قیمت دوسرے سے کچھ ہی زیادہ تھی البتہ یہ فرق تھا کہ ایک سرخ اور دوسرا سبز تھا میں ان دونوں کو ان کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا انھوں نے دونوں کو دیکھا میں نے ان کی قیمت بیان کی کہنے لگے ان میں جو بہتر ہے اسے میرے کفن کے لیے رہنے دو اور دوسرے کو لوٹا دو۔

بیان کیا گیا ہے کہ حمید بن ابی غانم کے قصر میں مثقب نامی ایک جگہ میں انہوں نے ہفتہ کی آدھی رات میں اس سال کے جمادی الآخر کی تین تاریخ کو انتقال کیا ان کے بیٹے صالح نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی فضل بن الربیع اور اسمٰعیل بن صبیح انتقال کے وقت ان کے پاس موجود تھے خدمتگاروں میں سے مسرور، حسین اور رشید تھے۔ ۲۳ سال ۲ ماہ ۸ دن مدت خلافت ہوئی، اس کی ابتدا جمعہ کی رات جب کہ ۱۷۰ ہجری کے ماہ ربیع الاول کے ختم میں چودہ دن باقی تھے اور خلافت کی شب ہفتہ ۱۹۳ ہجری جمادی الثانی کے اختتام سے تین روز قبل ہوئی۔

ہشام بن محمد کہتے ہیں ابو جعفر الرشید ہارون بن محمد جمعہ کی رات کو ۱۴ ربیع الاول ۱۷۰ ہجری ۲۲ سال کی عمر میں خلیفہ ہوئے اور ہفتہ کی رات کیم جمادی الاولیٰ ۱۹۳ ہجری میں ان کا انتقال ہوا۔ اس طرح وہ ۲۳ سال ایک ماہ اور ۱۶ دن خلیفہ رہے۔

بیان کیا گیا ہے کہ وفات کے دن ان کی عمر ۴۷ سال ۵ ماہ اور ۵ دن تھی وہ ۱۴۵ ہجری کے ذی الحجہ کے مہینہ میں پیدا ہوئے ختم میں تین روز باقی تھے اور ۲ جمادی الاخر ۱۹۳ ہجری کو ان کا انتقال ہوا بہت ہی گورے چٹے خوبصورت اور شاندار آدمی تھے بال گھونگروالے تھے جن پر سفیدی آچلی تھی

ہارون کے دور کے گورنر

مدینہ کے گورنر

اسحاق بن عیسیٰ بن علی، عبدالملک بن صالح بن علی، محمد بن عبداللہ، موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ، ابراہیم بن محمد بن ابراہیم، علی بن عیسیٰ بن موسیٰ، محمد بن ابراہیم، عبداللہ بن مصعب الزبیری، بکار بن عبداللہ بن مصعب ابوالبختری، وہب بن وہب، بن العباس بن محمد بن ابراہیم، سلیمان بن جعفر بن سلیمان، موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ، عبداللہ بن محمد بن ابراہیم۔

مکہ کے گورنر

عبداللہ بن قثم بن العباس محمد بن ابراہیم، عبید بن قثم، عبداللہ بن محمد بن عمران، عبداللہ بن محمد بن ابراہیم العباس بن موسیٰ بن عیسیٰ، علی بن موسیٰ بن عیسیٰ، محمد بن عبداللہ النعمانی، حماد البربری سلیمان بن جعفر بن سلیمان، احمد بن اسماعیل بن علی الفضل بن العباس بن محمد۔

کوفہ کے گورنر

موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ، یعقوب بن ابی جعفر، موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ، العباس بن عیسیٰ بن موسیٰ، موسیٰ۔

بصرہ کے گورنر

محمد بن سلیمان بن علی، سلیمان بن ابی جعفر، عیسیٰ بن جعفر بن ابی جعفر، خزیمہ بن خازم، عیسیٰ بن جعفر، جریر بن یزید، جعفر بن سلیمان جعفر بن ابی جعفر، عبدالصمد بن علی، مالک بن علی الخزاعی، اسحاق بن سلیمان بن علی، سلیمان بن ابی جعفر عیسیٰ بن جعفر، الحسن بن جمیل امیر المومنین کا مولیٰ، اسحاق بن عیسیٰ بن علی۔

خراسان کے گورنر

ابوالعباس الطوسی، جعفر بن محمد بن الاشعث، العباس بن جعفر الغطریف بن عطا، سلیمان بن راشد افسر مالگذاری، حمزہ بن مالک، الفضل بن یحییٰ، منصور بن یزید بن منصور، جعفر بن یحییٰ مگر علی بن الحسن بن قحطبہ اس کے نائب کی حیثیت سے خراسان کا والی تھا علی بن عیسیٰ بن ماہان اور ہرثمہ بن اعین۔

رشید کی عادات اور خصائل

نفلی عبادات کا شوق

عباس بیان کرتا ہے کہ اگر کوئی خاص علت نہ پیش آ جائے تو مرتے دم تک ان کا یہ دستور تھا کہ روزانہ ایک سو رکعت پڑھتے تھے اور اپنے ذاتی مال میں سے روزانہ زکوٰۃ نکالنے کے بعد ایک ہزار درہم صدقہ دیتے تھے جب حج کے

لیے جاتے تو سو ۱۰۰ فقہاء اور ان کی اولاد ان کے ہمراہ ہوتی اور جس سال خود حج کے لیے جاتے تو تین سو آدمیوں کو اپنے خرچ سے حج کے لیے بھیجتے ان کو پورے مصارف حج دیتے اور بہت عمدہ لباس بھی دیتے وہ ہمیشہ منصور کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتے البتہ دولت خرچ کرنے میں وہ منصور سے بالکل مخالف تھے ان سے پہلے کسی خلیفہ نے اتنی سخاوت نہیں کی جتنی انھوں نے کی ان کے بعد بیشک مامون نے ایسی ہی فیاضی کی۔

شاعری کا شوق

جو شخص ان کے ساتھ احسان کرتا کبھی وہ احسان رائگاں نہ جاتا بلکہ پہلے ہی موقع پر اس کا بدلہ دیتے، شعر وشعراء کے عاشق تھے، ادباء اور فقہاء کی بہت خاطر کرتے تھے دین کے معاملے میں شک وشبہ کو بہت برا جانتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اس کا کوئی مفید نتیجہ نہیں نکلتا اور اس میں تو کوئی شبہ نہیں کہ اس سے ثواب نہیں ملے گا اپنی تعریف کو اور خصوصاً خوش گو شاعر کی زبانی بہت پسند کرتے تھے اور اس کا بیش بہا صلہ دیتے۔ مروان بن ابی حفصہ ۳ رمضان ۱۸۱ ہجری اتوار کے دن ان کے پاس پہنچا اور اس نے تعریف میں اپنا وہ مشہور قصیدہ سنایا جس کا مطلع یہ ہے۔

وسدت بھاروت الثغور فاحکمت

به من امور المسلمین المرائر

اس قصیدہ پر انھوں نے پانچ ہزار دینار اسی مجلس میں اسے دیئے اس کے علاوہ لباس اور خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا، دس رومی غلام اور لونڈیاں عطا کیں نیز اپنی خاص سواری کا ایک گھوڑا بھی دیا۔

مزاح پسندی

بیان کیا گیا ہے کہ ابن ابی مریم المدنی رشید کا مصاحب تھا یہ ایک بڑا بولنے والا، ظریف، بذلہ سنج اور ہنسانے والا تھا رشید کو کسی وقت اس کے بغیر چین نہیں آتا تھا اور نہ وہ کبھی اس کی باتوں سے آزردہ ہوتے اس کے ساتھ ہی اسے اہل حجاز کے تمام واقعات شرفاء کے القاب اور ظرافت کے نکات یاد تھے یہ اپنی ان خصوصیات کی وجہ سے رشید کا اس قدر مصاحب خاص بن گیا تھا کہ رشید نے اسے اپنے محل ہی میں ایک مکان رہنے کے لیے دیدیا تھا اور ان کی اجازت سے ان کی حرم محل کی دوسری عورتوں موالیوں اور غلاموں سے بے تکلف ملتا جلتا تھا۔

چند اہم واقعات

پہلا واقعہ

ایک مرتبہ رات کو جب کہ وہ سو رہا تھا اور رشید طلوع فجر کیساتھ نماز کے لیے تیار ہو چکے تھے رشید اس کے پاس آئے دیکھا کہ وہ سو رہا ہے انھوں نے اس پر سے لحاف اتار لیا اور کہا کہ صبح کیسی ہوئی اس نے کہا میری صبح اب تک نمودار نہیں ہوئی ہے تم جاؤ اور اپنا کام کرو رشید نے کہا چلو نماز پڑھو اس نے کہا یہ ابو الجارود کی نماز کا وقت ہے اور ہم تو قاضی ابو یوسف کے متبعین میں سے ہیں، یہ جواب سن کر رشید اسے سوتا ہوا چھوڑ کر چلے گئے اور اب وہ نماز کے لیے کھڑے ہو چکے ہیں اب وہ اٹھا اور کپڑے پہن کر رشید کی طرف گیا اس وقت، وہ نماز صبح میں بلند آواز سے قرآن پڑھ رہے تھے

جب یہ ان کے پاس پہنچا تو وہ یہ آیت **وما لی لا اعبد الذی فطرنی**
(اور میں کیوں اس کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا ہے) پڑھ رہے تھے اسے سن کر ابن ابی مریم المدنی نے کہا ہاں بے شک میں ہی نہیں جانتا تھا کہ آپ کیوں اپنے خالق کی عبادت نہ کریں، رشید سے نماز میں ہنسی ضبط نہ ہو سکی وہ نیت توڑ کر اس کی طرف غضب آلود صورت بنائے پھرے اور کہنے لگے ابن مریم تم نماز میں بھی مذاق سے نہیں چوکتے اس نے کہا جناب والا میں نے کیا کیا رشید نے کہا تم نے میری نماز خراب کر دی اس نے کہا بخدا میں نے یہ نہیں کیا میں نے تو آپ کے منہ سے ایک بات سنی تھی جس سے مجھے رنج ہوا جب آپ نے یہ کہا **وما لی لا اعبد الذی فطرنی** اس پر میں نے یہ کہا کہ بخدا میں بھی اس کی وجہ نہیں جانتا اب رشید پھر ہنس پڑے اور کہا دیکھو قرآن اور دین میں آئندہ مذاق نہ کرنا ان دو کے علاوہ اور سب باتوں میں تم کو آزادی ہے۔

دوسرا واقعہ

ایک مرتبہ عباس بن محمد نے ایک غالیہ رشید کی خدمت میں ہدیۃً بھیجا بلکہ وہ خود اسے اپنے ساتھ لیکر رشید کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ امیر المومنین اللہ مجھے آپ پر نثار کر دے میں جناب کے لیے ایسا نادر غالیہ لایا ہوں جو کسی دوسرے کو میسر نہیں اس میں جو مشک ڈالا گیا ہے وہ تبت کے پرانے کتوں کی نافوں کا ہے جو عنبر ہے وہ بحر عدن کا عنبر ہے۔ اور بالچھڑ مدینہ کے فلاں شخص کے ہاں کی ہے جو اپنی خاصیت عمل میں مشہور ہے اور اس کا بنانے والا ایک شخص ہے جو بصرہ میں رہتا ہے جو اس کے بنانے کی ترکیب سے پوری طرح واقف ہے اگر امیر المومنین مناسب خیال فرمائیں تو اسے قبول کر کے مجھے ممنون فرمائیں۔

رشید نے اپنے خدمتگار خاقان کو جو ان کے سرہانے کھڑا تھا کہا کہ اس غالیہ کو لے آؤ۔ خاقان اسے اندر لے کر حاضر ہوا وہ چاندی کے ایک بڑے مرتبان میں رکھا ہوا تھا اور اوپر سرپوش ڈھکا تھا، خاقان نے سرپوش ہٹایا۔ ابن ابی مریم المدنی بھی اس وقت حاضر تھا اس نے کہا امیر المومنین یہ مجھے عنایت کر دیجیے انھوں نے فرمایا تم ہی لے جاؤ۔ اس پر عباس کو سخت رنج اور غصہ آیا اور اس نے کہا کہ تو نے ایسی شے مانگی ہے کہ میں نے خود بھی اسے استعمال نہیں کیا بلکہ اپنے آقا کو لا کر نذر کی اور تو نے اسے لے لیا، ابن ابی مریم المدنی نے کہا ان کی فاحشہ ماں کی قسم یہ صرف اسے اپنے چوتڑ پر ملیں گے رشید ہنس پڑے اور ابن ابی مریم نے لپک کر اپنی قمیص کا دامن ان کے سر پر ڈالا اور پھر اس مرتبان میں ہاتھ ڈال کر اس میں سے مٹھی بھر کر ایک مرتبہ ان کے چوتڑ میں ملا اور دوسری مرتبہ ان کے چڈوں اور بغل میں ملا پھر اس سے ان کا منہ سر اور ہاتھ پاؤں سیاہ کر دیے اسی طرح اس نے ان کے تمام اعضائے جسم پر وہ غالیہ لگا دیا اور خاقان سے کہا ذرا میرے غلام کو یہاں بلا لاؤ رشید نے بھی جو ہنسی کی وجہ سے اپنے قابو میں نہ تھے خاقان سے کہا کہ اس کے غلام کو بلاؤ خاقان نے اسے آواز دی ابن ابی مریم نے اس سے کہا کہ جس قدر غالیہ بچ گیا ہے یہ تم رشید کی فلاں بیوی کے پاس لے جاؤ اور اس سے کہا کہ اسے اپنی فرج میں لگا لو اور میں ابھی تمہارے ساتھ مباشرت کرنے کے لیے آتا ہوں غلام اسے لے کر چلا گیا اب رشید کا ہنسی سے یہ حال تھا کہ وہ بالکل اپنے آپے میں نہ تھے اور بالکل بے قابو ہو چکے تھے۔

اس کے بعد ابن ابی مریم نے عباس سے مخاطب ہو کر کہا بخدا تم بھی بالکل پاگل سٹھیا گئے ہو تم کو یہ خیال نہیں

آیا کہ تم خلیفۃ اللہ کی خدمت میں آ کر ایک معمولی غالیہ کی اتنی تعریف کر رہے ہو کیا تمہیں معلوم نہیں کہ جو شے آسمان سے ٹپکتی ہے یا زمین سے نکلتی ہے ہر شے جو دنیا میں موجود ہے وہ ان کے قبضۂ قدرت میں ہے اور زیر نگیں ہے اور سب سے زیادہ تعجب اس بات پر ہے کہ ملک الموت سے یہ بات کہی جا رہی ہے کہ جو تم سے کہا جا رہا ہے اسے یاد رکھو اور اس کے مطابق عمل کرو بھلا کہیں اس طرح غالیہ کی تعریف کرنا اور اس کے بیان میں اتنی طویل تقریر کرنا امیر المومنین کی جناب میں تمہیں زیب دیتا ہے کیا تم نے کوئی بقال عطار یا کھجور فروش سمجھا ہے۔ ابن مریم کی اس گفتگو پر رشید کو اس قدر ہنسی آئی کہ قریب تھا کہ ہنستے ہنستے وہ ہلاک ہو جائیں انھوں نے اس روز ایک لاکھ درہم ابن ابی مریم کو انعام دیا۔

تیسرا واقعہ

ایک روز رشید کا ارادہ کسی دوا کے استعمال کا ہوا ابن ابی مریم نے ان سے کہا کہ کل جب آپ دوا لگائیں تو مجھے اپنا حاجب بنائیں اور جس قدر میں کماؤں وہ میں اور آپ تقسیم کر لیں گے۔ رشید نے کہا اچھا انھوں نے اس حاجب کو جس کی نوبت کل تھی حکم دیا کہ تم اپنے گھر آرام کرو میں نے ابن ابی مریم کو کل کے لیے حاجب مقرر کیا ہے۔ صبح سویرے ابن ابی مریم بارگاہ خلافت پر حاضر ہو گیا اور ایک کرسی اس کے لیے رکھدی گئی، رشید نے دوا لگائی اس کی خبر محل کے اندر پہنچی ام جعفر کا قاصد امیر المومنین کی خیریت مزاج دریافت کرنے اور اس دوا کے استعمال کی وجہ پوچھنے حاضر ہوا، ابن ابی مریم نے اسے رشید کی خدمت میں جانیکی اجازت دی اور اس کے آنے کی غرض و غایت بیان کی وہ جواب لے کر واپس ہوا، ابن ابی مریم نے اس سے کہا کہ سیدہ سے جا کر یہ بات ضرور کہنا کہ سب سے پہلے میں نے آپ کے آدمی کو اجازت دی ہے، اس نے جا کر ام جعفر سے یہ بات بیان کی اس نے بہت سا مال ابن ابی مریم کو اس صلہ میں بھیجا۔ اس کے بعد یحییٰ بن خالد کا قاصد آیا ابن ابی مریم نے اس کے ساتھ بھی وہ سلوک کیا، پھر جعفر اور فضل کے قاصد آئے اس نے ان کے ساتھ بھی یہی کیا چنانچہ ہر برمکی نے بہت سا مال اسے اس صلہ میں بھیجا۔ اس کے بعد فضل بن الربیع کا قاصد آیا ابن ابی مریم نے اسے اجازت دیئے بغیر واپس لوٹا دیا اس نے ابن ابی مریم کو اس کا بڑا بھاری صلہ عطا کیا، عصر کے وقت ساٹھ ہزار دینار اس کے پاس جمع ہو گئے جب رشید اس دوا کو دھو کر غسل کر کے فارغ ہوئے اور باہر آئے تو انہوں نے ابن ابی مریم سے پوچھا کہو آج کیا کیا اس نے کہا، اے میرے آقا میں نے ساٹھ ہزار دینا کمائے ہیں، رشید کو یہ رقم بہت معلوم ہوئی انھوں نے کہا ہمارا حصہ کہاں ہے اس نے کہا وہ علیحدہ موجود ہے۔ رشید نے کہا ہم نے اپنا حصہ بھی تم کو دیا اس کے معاوضہ میں دس ہزار سیب تم ہمیں لا دو اس نے وہ سیب لا کر داخل کر دیے اور اس طرح یہ تمام لوگوں میں جنھوں نے رشید سے معاملہ کیا فائدہ میں رہا۔

چوتھا واقعہ

اسماعیل بن صبیح کہتا ہے میں رشید کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت ایک باندی اس کے سرہانے کھڑی تھی جس کے ایک ہاتھ میں ایک بڑا پیالہ اور دوسرے میں ایک چمچہ تھا اور وہ ان کو ایک ایک چمچہ اس پیالہ میں سے چٹا رہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ ایک سفید باریک شے ہے مگر میں سمجھ نہ سکا کہ وہ کیا ہے وہ اس بات کو سمجھ گئے کہ میں اس کی ماہیت دریافت کرنا چاہتا ہوں مجھے آواز دی میں نے کہا حاضر، کیا ارشاد ہوتا ہے پوچھا جانتے ہو یہ کیا ہے میں نے کہا جی نہیں کہنے لگے یہ ماش اور گیہوں کا شیرہ ہے جس میں پھٹے ہوئے دودھ کا پانی شریک کیا گیا ہے یہ کج شدہ ہاتھ پاؤں کو

سیدھا کرنے اور اعصاب کے تشنج کو دور کرنے کے لیے نہایت مفید ہے اس سے رنگ صاف ہوتا ہے اضمحلال دور ہوتا ہے یہ جسم کو فربہ اور میل کو دفع کرتا ہے، میں نے گھر آتے ہی سب سے پہلا کام یہ کیا کہ اپنے باورچی کو بلا کر حکم دیا کہ صبح سویرے اس قسم کا شیرہ تیار کر کے لاؤ اس نے پوچھا کہ وہ کیسے بنایا جائے میں نے اس کے اجزا اور ترکیب بیان کی اس نے کہا کہ آپ تین دن اس کا استعمال نہ کر سکیں گے اور آپ تنگ آ جائیں گے۔ چنانچہ پہلے دن تو وہ مجھے بہت خوشگوار معلوم ہوا دوسرے اس سے کم اور تیسرے دن جب باورچی اسے تیار کر کے میرے پاس لایا تو میں نے کہہ دیا کہ مت لاؤ

پانچواں واقعہ

ایک مرتبہ رشید کسی مرض میں بیمار ہوئے تمام طبیبوں نے ان کا علاج کیا مگر ان کو افاقہ نہ ہوا، ابو عمر الاعجمی نے ان سے عرض کیا کہ ہندوستان میں منکہ نامی ایک طبیب ہے جسے اہل ہند سب سے حاذق سمجھتے ہیں اس کے علاوہ اس کا ہندوستان کے مشہور عابدوں اور فلاسفہ میں شمار ہے اگر امیر المومنین اسے بلائیں تو ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ سے امیر المومنین کو شفا دے دے، رشید نے اس کے لانے کے لیے اپنا آدمی بھیجا اور اس کے ہاتھ طبیب کے زادراہ کے لیے کافی مال بھیج دیا۔ منکہ رشید کے پاس آیا اس نے ان کا علاج کیا اس کے علاج سے ان کی بیماری جاتی رہی اس کے صلہ میں رشید نے علاوہ بڑی رقم انعام کے اس کا بیش بہا منصب بھی مقرر کر دیا، منکہ خلد سے گزر رہا تھا کہ وہاں اس نے مانی کے فرقہ کے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اپنی چادر بچھا رکھی ہے اس پر بہت سی شیشیاں پڑی ہیں اور وہ اپنی دوا کی تعریف میں جو کوئی معجون تھی کھڑا ہوا تقریر کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ یہ ہر وقت رہنے والے بخار کی دوا ہے ایک دن بیچ آنے والے بخار کی دوا ہے چوتھے دن آنے والے بخار کی دوا ہے پیٹ اور گھٹنوں کے درد کی دوا ہے، بواسیر، ریاح جوڑوں کے درد اور آنکھوں کے درد کی دوا ہے، پیٹھ کے درد، درد سر اور آدھے سر کے درد کی دوا ہے سلسل البول کی دوا ہے فالج اور رعشہ کی دوا ہے غرضیکہ جسم انسانی کی جتنی بیماریاں ہیں ان سب کے نام اس نے لیے اور کہا کہ بس یہ سب کے لیے اکسیر ہے، منکہ نے اپنے ترجمان سے پوچھا کہ یہ کیا کہہ رہا ہے اس نے ہندی زبان میں ترجمہ کر کے اسے سمجھایا کہ اس کے دعوے یہ ہیں۔

تو منکہ ہنسا اور کہنے لگا کہ جو کچھ بھی ہو معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ عرب جاہل آدمی ہے اور یہ اس لیے کہ اگر اس شخص کا دعویٰ سچ ہے تو پھر مجھے اپنے وطن اور اہل دعیال سے جدا کر کے اتنے طویل سفر کی زحمت دینے سے کیا فائدہ تھا۔ یہ ایسا باکمال تو یہیں ان کا پاس موجود تھا۔ اور اگر یہ اپنے دعووں میں جھوٹا ہے تو اسے وہ قتل کیوں نہیں کر دیتے کیونکہ شریعت نے تو اس کا اور اس جیسے۔ دوسرے دھوکہ بازوں کا خون جائز قرار دیا ہے کیوں کہ اگر اسے قتل کر دیا جائے تو صرف ایک ہی جان جائے گی اور اگر یہ جاہل اسی طرح چھوڑ دیا گیا تو روزانہ یہ ایک آدمی کو مار ڈالے گا بلکہ ممکن ہے کہ روزانہ دو تین یا چار کا خاتمہ کر دے یہ تو بڑی بدانتظامی اور غیر آئینی بات ہے۔

چھٹا واقعہ

یحییٰ بن خالد برمک نے ایک شخص کو سواد کے کسی ایک تعلقہ کا تحصیلدار مقرر کیا وہ رخصت لینے کے لیے رشید کے سلام کو حاضر ہوا اس وقت یحییٰ اور جعفر بن یحییٰ دونوں حاضر تھے رشید نے ان سے کہا کہ اسے کچھ ہدایت کرو یحییٰ نے کہا دیکھو آمدنی بڑھانا اور علاقہ کو آباد کرنا جعفر نے کہا جیسا برتاؤ تم اپنے لیے پسند کرو وہی دوسروں کے ساتھ روا رکھنا

رشید نے کہا عدل کرنا اور احسان کرنا۔

ساتواں واقعہ

رشید کسی وجہ سے یزید بن مزید الشیبانی سے ناراض ہو گئے تھے پھر خوش ہو گئے اور اسے دربار میں آنے کی اجازت دی یزید نے ان کے سامنے پہنچ کر کہا ''امیر المومنین تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جس نے آپ کی ملاقات سے ہمارے لیے خوشی اور اطمینان کا راستہ صاف کر دیا اور آپ کی اس عنایت کی وجہ سے ہمارے رنج کو دور کر دیا اللہ آپ کو اس بات کی جزائے نیک عطا فرمائے کہ آپ جس سے ناراض ہوتے ہیں جب وہ معافی چاہتا ہے تو آپ اسے معاف کر دیتے ہیں اور جس سے خوش ہوتے ہیں اس پر مسلسل انعام و اکرام کر کے اس پر احسان کرتے ہیں۔ اس بات پر اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے آپ کی ایسی نیک سرشت بنائی ہے کہ آپ غیظ و غضب میں معاف کر دیتے ہیں، خطا کار سے درگزر کر جاتے ہیں اور اسے اپنے احسانات و اکرام سے گراں بار کر دیتے ہیں۔

آٹھواں واقعہ

مصعب بن عبداللہ الزبیری اپنے باپ عبداللہ بن مصعب کا بیان نقل کرتا ہے کہ ایک دن رشید نے مجھ سے پوچھا کہ جن لوگوں نے عثمانؓ کو برا کہا ہے ان کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے، میں نے کہا جناب والا ایک جماعت نے آپ پر اعتراض کیا اور ایک جماعت نے ان کا ساتھ دیا جن لوگوں نے ان پر اعتراضات کیے تھے وہ ان کا ساتھ چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے اور انھیں میں شیعہ، اہل بدعت اور خارجی ہیں اور جن لوگوں نے ان کا ساتھ دیا وہ آج تک اہل سنت والجماعت ہیں، رشید کہنے لگے کہ اس جواب کے بعد اب مجھے آئندہ کبھی اس معاملہ پر استفسار کرنے کی ضرورت نہیں رہی۔

نواں واقعہ

ایک مرتبہ پوچھا ابوبکرؓ اور عمرؓ کا مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک کیا تھا میں نے کہا جو مرتبہ ان دونوں کا ان کی موت میں وہی مرتبہ ان کا ان کی زندگی میں تھا۔ رشید نے کہا تم نے میرے سوال کا کافی جواب دے دیا۔

دسواں واقعہ

خاص خدمتگاروں میں سے سلام یا رشید، امیر المومنین کی ذاتی املاک کا جو سرحدوں پر اور شام میں واقع تھیں نگران مقرر ہوا۔ چند روز کے بعد اس کے حسن اخلاق کی تعریف میں مسلسل خطوط ان کو موصول ہوئے زبانی بھی لوگوں نے اس کی مدح کی رشید نے حکم دیا کہ اس کا درجہ بڑھایا جائے اور اسے اس حسن کارگذاری کے صلہ دیا جائے اور ہماری جو املاک جزیرہ اور مصر میں ہیں ان میں سے اختیار دیا جائے کہ وہ جس جس کو چاہے اپنی نگرانی میں لے لے۔ وہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وقت امیر المومنین بہی کھا رہے تھے جو بلخ سے ان کے لیے آئی تھی اسے چھیل چھیل کر کھاتے جاتے تھے اسی حالت میں انھوں نے کہا اے فلاں ہمیں تمہاری حسن کارکردگی کے متعلق بہت عمدہ اطلاعیں ملی ہیں ہم تمہاری ہر درخواست کو قبول کرنے کے لیے تیار ہیں اور ہم نے تمہارے لیے اس اور اس انعام و صلہ کا حکم دیا ہے اور مزید فلاں اور فلاں علاقے تمہارے سپرد کر دیے ہیں کچھ اور چاہتے ہو تو بخوشی بیان کرو۔

اب وہ اپنی کارگزاریاں بیان کرنے لگا اور کہنے لگا امیر المومنین میں نے رعایا کے ساتھ ایسا عمدہ سلوک کیا ہے کہ وہ عمرؓ اور عمر بن عبدالعزیز کو بھول گئے۔ یہ سنتے ہی رشید کو سخت غصہ آ گیا ایک بھی اٹھا کر اسے ماری اور فرمانے لگے حرامزادے عمر بن عمر بن عمر بن بکتا ہے عمر بن عبدالعزیز کے معاملہ میں تو ہم خاموش بھی ہو جائیں مگر تو سمجھتا ہے کہ ہم تیری اس گستاخی کو عمرؓ بن الخطاب کے مقابلہ میں برداشت کر لیں گے؟

گیارواں واقعہ

عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن عبدالعزیز بن عبداللہؓ بن عمرؓ بن الخطاب کہتا ہے کہ مجھ سے ابوبکر بن عبدالرحمن بن عبیداللہ بن عمر بن عبدالعزیز نے یہ کہا کہ مجھے ضحاک بن عبداللہ نے جو بہت عمدہ بزرگ تھے یہ بیان کیا کہ ان سے عبداللہ بن عبدالعزیز کی اولاد میں سے کسی شخص نے یہ واقعہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ رشید کہنے لگے کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں اس عمری کے ساتھ کیا سلوک کروں میں ان پر ظلم بھی نہیں کرنا چاہتا اور ان کے پیروں کو بھی اچھا نہیں سمجھتا میں چاہتا ہوں کہ مجھے صحیح طور پر ان کا طریقہ اور مسلک معلوم ہو جائے مگر مجھے کسی ایک شخص پر اتنا اعتماد نہیں کہ میں اسے ان کے پاس بھیجوں، عمر بن بزیع اور فضل بن الربیع نے کہا کہ امیر المومنین ہم دونوں اس کے لیے آمادہ ہیں، رشید نے کہا مناسب ہے تم دونوں جاؤ یہ دونوں عرج سے خلص کے لیے روانہ ہوئے جو صحرا میں واقع تھا۔ عرج کے راہنما اپنے ساتھ لے لیے اور چاشت کے وقت اس مقام پر پہنچ گئے جہاں وہ عمری مقیم تھا وہ اس وقت مسجد میں تھا انھوں نے اور ان کے ساتھیوں نے اپنی سواریاں ایک جگہ بٹھا دیں اور وہ دونوں بادشاہوں کا سا لباس پہن کر عطر لگا کر بڑے تزک واحتشام کے ساتھ اس کی خدمت میں مسجد میں آئے اور اس سے کہا اے ابوعبدالرحمن ہم اپنی اہل مشرق کی جماعت کے وکیل ہیں آپ کے متبعین کہتے ہیں کہ آپ اللہ سے ڈریں اور جب چاہیں خروج کر دیں اُس نے ان کو مخاطب کر کے کہا کیا کہتے ہو اور کس سے کہتے ہو ان دونوں نے کہا جناب سے وہ کہنے لگا بخدا میں ہرگز اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ کسی ایک مسلمان کے خون کا دبال لیے ہوئے بھی خدا کے دربار میں جاؤں یہ قیامت تک نہیں ہو سکتا۔

جب وہ دونوں اس کی طرف سے مایوس ہوئے کہ یہ اس طرح ہمارے جال میں نہیں آ سکتا تو اب انھوں نے کہا کہ ہمارے پاس کچھ مال ہے آپ اسے اپنی ضروریات زندگی میں صرف کر سکتے ہیں اس نے کہا مجھے اس کی بھی ضرورت نہیں ہے انھوں نے کہا جناب والا بیس ہزار دینار ہیں اس نے کہا مجھے ان کی بالکل ضرورت نہیں وہ کہنے لگے آپ خود نہیں لیتے تو کسی کو دلوا دیجئے اس نے کہا تم جسے چاہو دیدو میں تمہارا کوئی خدمتگار یا مددگار نہیں ہوں کہ نشاندہی کرتا پھروں۔

جب وہ دونوں اس کی طرف سے بالکل مایوس ہو گئے کہ یہ کسی طرح ہمارے قابو میں نہیں آ سکتا تو اپنا سامنہ لے کر اپنے کجاووں میں بیٹھ کر چلے دوسرے دن صبح کو جانوروں کو پانی پلانے کے وقت دوسری منزل میں رشید سے آ ملے وہ ان کے ہی منتظر تھے یہ دونوں ان کی خدمت میں اسی وقت پہنچے اور جو واقعہ گزرا تھا وہ پورا بیان کر دیا یہ سن کر رشید کہنے لگے کہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کے بعد اب میں اس شخص کے ساتھ اور کیا سلوک کروں۔

بارھواں واقعہ

اسی سال عبداللہ حج کے لیے گیا جب وہ دوکانداروں سے کچھ اشیاء اپنے بچوں کے لیے خرید رہا تھا اس وقت

ہارون سواری پر صفا اور مروہ کے درمیان سعی کر رہے تھے عبداللہ سامنے آ گیا اس نے اشیاء کی خریداری چھوڑ دی اور ان کے پاس آ کر ان کے گھوڑے کی لگام تھام لی سپاہی اور کوتوالی کے جوان اس کی طرف لپکے مگر ہارون نے ان کو حکم دیا کہ اس سے باز رہیں اور اس سے کچھ باتیں کیں میں نے دیکھا کہ رشید کے آنسو گھوڑے کی گردن پر گر رہے ہیں پھر وہ چلا گیا۔

تیرھواں واقعہ

لیث بن عبدالعزیز الجوزجانی جو چالیس سال سے مکہ میں ہجرت کر کے مقیم تھا بیان کرتا ہے کہ مجھ سے کعبہ کے ایک حاجب نے یہ بات بیان کی ہے کہ جب رشید حج کرتے تو کعبہ کے اندر آ کر اپنی انگلیوں کے بل کھڑے ہوتے اور یہ دعا مانگتے: ''اے وہ ذات جو مانگنے والوں کی ضروریات کی مالک ہے جو خاموش رہنے والوں کے دل کی بات سے آگاہ ہے تو ہر مانگنے والے کو فوراً جواب دیتا ہے، تو ہر خاموش رہنے والے کی دلی آرزوؤں سے پورا پورا واقف ہے تیرے تمام وعدے سچے، تیرے احسانات بے پایاں اور تیری رحمت وسیع ہے تو اپنی رحمت محمد اور ان کی اولاد پر نازل فرما، ہمارے گناہوں کو معاف کر دے ہماری برائیوں کو دفع کر دے اے وہ ذات مقدس جس کو بندوں کے گناہ کوئی ضرر نہیں پہنچاتے جس سے عیوب پوشیدہ نہیں ہیں جس کو گناہوں کی مغفرت سے کوئی نقصان نہیں ہوتا۔''

''اے وہ ذات جس نے زمین کو پانی پر جمایا ہے جس نے فضا کو آسمان سے قائم کیا ہے اور خود اپنے لیے اسمائے حسنیٰ مقرر کئے ہیں، محمدؐ پر رحمت نازل فرما، اور میرے تمام کاموں کو بخیر خوبی سرانجام کر دے اے ذات جس کی جناب میں مختلف زبانوں میں سائل نہایت عاجزی وانکساری کے ساتھ اپنی درخواستیں عرض کرتے ہیں میری حاجت تجھ سے یہ ہے کہ جب تو مجھے اس دنیا سے اٹھائے اور میں لحد میں رکھا جاؤں اور میرے سب اپنے مجھے چھوڑ کر چلے جائیں اس وقت تو میرے گناہوں کو بخش دے۔ الٰہی جس طرح تو سب سے افضل واعلیٰ ہے اسی طرح میں اعلیٰ سے افضل تیری حمد کرتا ہوں الٰہی محمد ﷺ پر اپنی رحمت اور سلامتی نازل فرما جو ان کو مرغوب طبع ہو اور ان کے لیے باعث حفاظت ہو خداوندا تو ہمارے بدلے ان کو آخرت میں جزائے خیر عطا فرما، الٰہی تو ہم کو نیک بخت جلا، شہدا کی موت دے اور ہم کو ویسا سعید بنا جن کو تیری طرف سے رزق پہنچے گا اور بدبختوں میں شامل نہ کر جو تیری رحمت اور نعمت سے محروم رہیں گے۔

چودھواں واقعہ

ایک مرتبہ رشید نے ابن ابی داؤد اور حسینؓ کے مقبرہ کے خدام کو طلب کیا، جب یہ سب دربار خلافت میں حاضر ہوئے تو حسن بن راشد کی نظر ابن ابی داؤد پر پڑی اس نے پوچھا کیسے آئے ہو، ابن ابی داؤد نے کہا اس شخص نے طلب کیا ہے اور مجھے اس کی جانب سے اپنی جان کا خطرہ ہے، حسن بن راشد نے کہا کہ جب تم ان کے سامنے جاؤ اور وہ تم سے سوال کریں تو کہہ دینا کہ مجھے حسن بن راشد نے وہاں متعین کیا ہے۔

ابن ابی ابوداؤد رشید کے پاس آیا اور اس نے وہی بات کہہ دی رشید کہنے لگے میں نہیں سمجھتا کہ حسن بن راشد کی اس معاملہ میں شرکت ہو اچھا اسے حاضر کرو، حسن حاضر ہوا رشید نے پوچھا تم نے کیوں اس شخص کو حیر میں متعین کیا ہے حسن نے کہا اللہ اس پر اپنا رحم کرے جس نے اسے حیر میں مقیم کیا ہے مجھے ام موسیٰ نے حکم دیا تھا کہ میں اسے وہاں بھیج دوں اور تیس درہم ماہانہ اس کو دیا کروں، رشید نے کہا اچھا اسے حیر جانے دو اور جو ماہوار ام موسیٰ نے اس کے لیے مقرر

کی تھی وہ جاری کردو، یہ ام موسیٰ مہدی کی ماں اور یزید بن منصور کی بیٹی (رشید کی دادی) تھی۔

گرمی میں دوپہر کا معمول

علی بن محمد کا باپ بیان کرتا ہے کہ میں ایک مرتبہ عون العبادی کے مکان میں رشید کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے دیکھا کہ وہ گرمی منا رہے ہیں اور ایک ایسے ایوان میں جو چاروں طرف سے کھلا ہوا ہے ایک چبوترہ پر جو مکان کے داہنے بازو میں واقع تھا بیٹھے ہیں اس میں کوئی فرش بھی بچھا ہوا نہیں ہے ایک باریک کرتا پہنے ہوئے ہیں اور رشیدی ازار چوڑے پائینچوں کی پہن رکھی ہے، جس ایوان میں وہ خود رہتے تھے اس میں کبھی خس کے پردے اس وجہ سے کہ اس سے ان کو تکلیف ہوتی تھی نہیں ڈلواتے تھے البتہ کسی طرح سے خس کی ٹھنڈک ان کو پہنچائی جاتی تھی مگر وہ خود خسخانہ میں بیٹھتے نہ تھے، سب سے پہلے رشید ہی نے اس ایوان میں جہاں وہ موسم گرما میں دوپہر بسر کرتے گرمی کی حدت کو دور رکھنے کے لیے یہ ترکیب کی تھی کہ اس کی چھت سے نیچے ایک اور چھت بنوائی تھی اور اس کی تحریک کی وجہ یہ ہوئی کہ ان کو معلوم ہوا کہ ایرانی بادشاہوں کا یہ دستور تھا کہ وہ اپنے مکانوں کی چھت کو روزانہ مٹی سے لپواتے تھے تاکہ سورج کی گرمی کو گیلی مٹی جذب کر لے اور ان تک حرارت کا اثر نہ ہو اس وجہ سے رشید نے یہ کیا کہ چھت کے نیچے ایک اور چھت اس ایوان کی بنوائی جہاں وہ موسم گرما میں دوپہر کا وقت گزارتے۔

مجھے بتایا گیا ہے کہ موسم گرما میں روزانہ یہ دستور تھا کہ عطار ان کے لیے ایک چاندی کے تغار میں گلاب، زعفران، خوشبودار مصالحہ اور پھولوں سے ایک مرکب تیار کرتا تھا اور اسے ان کی دوپہر کی آرامگاہ میں لے جاتا تھا اسی کے ساتھ رشید یہ تراش کے سات لمبے زنانے کرتے لائے جاتے اور ان کو اس مصالحہ میں تر کیا جاتا اور روزانہ سات باندیاں حاضر کی جاتیں جن کے تمام کپڑے اتار دیے جاتے اور پھر ان کو یہ کرتے پہنائے جاتے انکو ایک ایسی کرسی پر جس کی نشست میں سوراخ ہوتا بٹھایا جاتا اور اس کرتے کے دامنوں کو کرسی کے چاروں طرف اس طرح لٹکایا جاتا کہ وہ اس کرسی کو ہر طرف سے ڈھانک لیتے اور اب کرسی کے نیچے عنبر میں ملی ہوئی عود کی دھونی کے لیے سلگا دیتے اسی طرح اس کرتے کو باندی کے جسم پر اس دھونی سے خشک کرتے اس طرح ان کی دوپہر کی خوابگاہ خوشبو کی لپٹوں سے مہک اٹھتی۔

پندرہواں واقعہ

عبداللہ بن عباس بن الحسن بن عبیداللہ بن العباس بن علیؓ بن ابی طالب بیان کرتا ہے کہ مجھ سے عباس بن الحسن نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ رشید نے مجھ سے کہا کہ تم اکثر ینبوع کی تعریف کرتے رہتے ہو مختصر طور پر اس کا حال مجھ سے بیان کرو میں نے کہا نظم میں یا نثر میں انھوں نے کہا دونوں طریقے سے میں نے عرض کیا، وہ تمام نخلستان ہے جو اپنی بہار دکھا رہا ہے اس پر وہ مسکرائے اور اب میں نے یہ شعر پڑھے

یا وادی القصر نعم القصر و الوادی
من منزل حاضر ان شئت او بادی
تری قراقیرہ و العیس واقفہ
والضفت والنون و الملاح و الحادی

(ترجمہ) اے وادی القصر تیرا قصر اور وادی دونوں خوب ہیں یہ شہری اور بدوی دونوں کا مسکن ہے یہاں مرمرے، سفید

اونٹنیاں، گوہ، مچھلی، ملاح اور حدی خواں سب ہی کثرت سے موجود ہیں

سولہواں واقعہ

ایک دفعہ رشید نے ابن السماک کو طلب کر کے اس سے خواہش کی کہ تم مجھے کچھ نصیحت کرو اس نے کہا امیر المومنین آپ خدائے واحد سے جس کا کوئی شریک نہیں ہے ہر وقت ڈرتے رہیں اور اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ کل آپ کو اپنے رب کے سامنے جوابدہی کے لیے کھڑے ہونا ہے اور پھر دو ہی مقام جنت یا دوزخ آپ کا ٹھکانہ ہوگا۔

اسے سن کر ہارون زار و قطار رونے لگے کہ ان کی ڈاڑھی اشکوں سے تر ہوگئی، فضل بن الربیع نے ابن السماک سے کہا جناب والا آپ نے یہ کیا فرمایا بھلا کسی شخص کو اس امر میں شبہ بھی ہوسکتا ہے کہ امیر المومنین جنت میں جائیں گے وہ اللہ کے حق کو قائم کرتے ہیں اس کے بندوں میں عدل کرتے ہیں اور ان پر احسان کرتے ہیں مگر ابن السماک نے فضل کی بات پر اعتبار نہیں کیا اور امیر المومنین کو مخاطب کر کے کہا کہ جناب والا بخدا یہ فضل بن الربیع قیامت کے دن نہ آپ کے ساتھ ہوگا اور نہ آپ کے پاس ہوگا آپ اس کی باتوں میں نہ آئیں آپ اللہ سے ہر وقت ڈرتے رہیں اور اپنا خیال رکھیں، اس پر ہارون اس قدر روئے کہ سب کو اندیشہ ہوا کہ کہیں اسی طرح جان نہ دیدے اور فضل تو ایسا چپ ہوا کہ ایک حرف اسکی زبان سے نہ نکلا، اسی حالت میں دربار برخاست ہوا۔

سترھواں واقعہ

ایک مرتبہ اور ابن السماک رشید سے ملنے آیا اس وقت رشید نے پانی مانگا۔ پانی کا ایک کوزہ پیش کیا گیا جب رشید پینے کے لیے اسے منہ سے لگانے لگے تو ابن السماک نے کہا امیر المومنین میں آپ کو آپ کی رسول اللہ ﷺ سے قرابت کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں کہ ذرا ٹھیریے اور اس بات کا جواب دیجئے کہ اگر اس وقت آپ کو پانی نہ پینے دیا جائے تو آپ اس کی کتنی قیمت دینے کے لیے تیار ہوں گے رشید نے کہا اپنی آدھی سلطنت اس نے کہا اب نوش فرمایئے جب وہ پی چکے تو ابن السماک نے کہا میں آپکو آپکی رسول اللہ ﷺ سے قرابت کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ اگر اب آپ کا پیشاب روک دیا جائے تو اس کے اجراء کے لیے آپ کیا معاوضہ دیں گے انہوں نے کہا اپنی ساری سلطنت ابن السماک نے کہا وہ ملک جس کا مول ایک پیاس پانی ہو اس قابل نہیں کہ کوئی سمجھدار آدمی اس کی آرزو کرے یہ سن کر ہارون رو پڑے فضل بن الربیع نے ابن السماک کو اشارہ کیا کہ آپ چلے جائیں وہ اٹھ کر چلا گیا۔

اٹھارواں واقعہ

ایک مرتبہ عبداللہ بن عبدالعزیز العمری نے رشید کو نصیحت کی رشید نے اس کا یہ قول من وعن یاد رکھا جب وہ جانے لگا تو انہوں نے دو ہزار کی تھیلی امین اور مامون کے ہاتھ اسے بھیجی راستہ میں وہ دونوں آملے اور انھوں نے کہا چچا جان امیر المومنین فرماتے ہیں کہ یہ رقم آپ قبول کریں اسے خود خرچ کریں یا تقسیم کر دیں عبداللہ نے کہا امیر المومنین میرے مقابلے میں اس بات کو زیادہ جانتے ہیں کہ یہ رقم کن لوگوں کو دی جائے پھر اس نے تھیلی میں سے صرف ایک دینار لے لیا اور کہنے لگا میں نے اسے برا سمجھا کہ سخت جواب بھی دوں اور بدتہذیبی بھی کروں اس لیے ایک دینار لے لیتا

ہوں۔

اس واقعہ کے بعد وہ ان سے ملنے بغداد روانہ ہوا رشید کو یہ بات مناسب معلوم نہ ہوئی کہ بغداد آئے اور اس طرح دونوں عمری ایک جگہ جمع ہو جائیں اسی اندیشہ سے وہ اس کے اعزاہ سے کہنے لگے کہ میں اس کے ساتھ کیا سلوک کروں، جب تک وہ حجاز میں رہا میں نے اُسے برداشت کرلیا اور اس کے خلاف کسی کارروائی کی ضرورت نہ سمجھی مگر اب تو یہ میرے دارالسلطنت میں آرہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہمارے طرفداروں کو بہکائے گا تم لوگ اسے اس ارادے سے باز رکھو اور بغداد جانے سے روکدو انھوں نے کہا کہ وہ ہماری بات نہ مانے گا رشید نے موسیٰ بن عیسیٰ کو لکھا کہ تم اس کے ساتھ کوئی ایسی چال کرو کہ وہ یہاں سے ٹل جائے، موسیٰ نے ایک دس سال کے لڑکے کو جسے بہت سے مواعظ اور خطبات حفظ تھے بلا کر عبداللہ سے مقابلہ کروایا اس لڑکے نے اس سے بڑی بحث کی اور ایسے ایسے پند ونصائح سنائے جو عبداللہ نے کبھی نہ سنے تھے نیز اس نے عبداللہ کو منع کیا کہ وہ امیر المومنین سے تعرض نہ کرے عبداللہ نے اپنا جوتا بغل میں دبایا اور یہ کہتا ہوا **فاعترفوا بذنبهم فسحقاً لا صحاب السعير** مجلس سے چل دیا۔ (ترجمہ) انھوں نے اپنے گناہوں کا اعتراف کرلیا لہٰذا ہلاک ہوں دوزخی۔

انیسواں واقعہ

ایک شخص نے یہ بیان کیا ہے کہ بغداد چھوڑ کر وہ رقہ میں رشید کے ساتھ مقیم تھا ایک دن وہ بھی رشید کے ساتھ شکار کے لیے گیا ایک سالک نے سامنے آکر رشید سے کہا اے ہارون اللہ سے ڈرتے رہو انھوں نے ابراہیم بن عثمان بن نہیک کو حکم دیا کہ میری واپسی تک اس شخص کو گرفتار رکھو شکار سے واپس آکر کھانا طلب کیا اور حکم دیا کہ اس شخص کو بھی ہمارے خاصہ میں سے کھانا کھلا دیا جائے جب وہ کھا پی چکا تو اب اسے اپنے سامنے بلایا اور اس سے کہا خبردار جو بات ہم دریافت کریں اس کا ٹھیک ٹھیک جواب دینا اس نے کہا کہ آپ کے حق کے مقابلہ میں یہ بہت ہی کم بات ہے ارشاد فرمایئے، ہارون نے پوچھا میں براہوں یا فرعون کہا فرعون جس نے کہا

انا ربكم الاعلىٰ اور **وما علمت لكم من اله غيرى**، رشید نے کہا تم نے بالکل سچ کہا اب یہ بتاؤ کہ تم بہتر ہو یا موسیٰ ابن عمران، اس نے کہا موسیٰ بہتر تھے وہ اللہ کے کلیم اور مخلص تھے اللہ نے ان کو اپنا بنایا اپنی وحی ان پر نازل فرمائی اور تمام مخلوقات میں سے صرف ان سے باتیں کیں، ہارون نے کہا تم نے ٹھیک جواب دیا ہے اچھا کیا تمہیں یہ بات معلوم نہیں کہ جب اللہ نے ان کو اور ان کے بھائی کو فرعون کے پاس جانے کا حکم دیا تو یہ ہدایت دی کہ" **قولا له قولاً لينا لعلّه يتذكّر او يخشى** " (تم اسے نرم لہجہ میں پیام پہنچانا شاید وہ ڈر جائے) مفسرین نے اس آیت کے معنی یہ بیان کیے ہیں اور اس سے صاف صاف نہیں بلکہ کنایتہً کرنا اللہ نے یہ حکم اس شخص کے لیے دیا ہے جو اپنے تکبر اور نخوت میں شہرۂ آفاق تھا تم خود بھی اس سے اچھی طرح واقف ہو اب دیکھو تم میرے پاس آئے ہو میرا یہ حال ہے جس سے تم بھی واقف ہو کہ اللہ کے جو فرائض مجھ پر ہیں میں ان میں سے اکثر کو پورا کرتا ہوں میں اس کے سوا کسی دوسرے کی عبادت نہیں کرتا اللہ کے حدود سے تجاوز نہیں کرتا اس کے حکم اور ممانعت کی اتباع کرتا ہوں اس کے باوجود تم نے مجھے بہت ہی سخت الفاظ اور تلخ لہجے میں نصیحت کی نہ تم نے اللہ کی بتائی ہوئی تہذیب پر عمل کیا اور نہ نیکوں کے اخلاق کی اقتداء کی تم نے خوانخواہ کے لیے اپنے آپ کو معرض خطر میں ڈال دیا اب بتاؤ کہ تم میری گرفت سے کس طرح بچ سکتے ہو۔

اس زاہد نے کہا امیر المومنین مجھ سے خطا ہوئی میں آپ سے معافی کا طلبگار ہوں رشید نے کہا اللہ تمہیں معاف کرے اس کے بعد انھوں نے حکم دیا کہ بیس ہزار درہم اس کو دیے جائیں اس نے ان کے لینے سے انکار کیا اور کہا کہ میں سیاح ہوں مجھے مال کی ضرورت نہیں، ہرثمہ نے اسے غصے سے گھورا اور ڈانٹا کہ تم جاہل ہو کہ امیر المومنین کے صلہ کو رد کرتے ہو مگر رشید نے ہرثمہ سے کہا خاموش رہو اور اس نے زاہد سے کہا کہ ہم نے تمہیں یہ مال اس لیے نہیں دیا ہے کہ تم کو اس کی ضرورت تھی بلکہ ہماری عادت ہے کہ دوست ہو یا دشمن جس شخص کو خلیفہ سے باتیں کرنے کا امتیاز حاصل ہوتا ہے اسے وہ ضرور صلہ اور عطا دیتے ہیں ہمارے اس صلہ میں سے جس قدر چاہو لے لو اور جہاں چاہو خرچ کر دو، اب اس زاہد نے اس میں سے دو ہزار درہم لے لیے ان کو دربانوں اور حاضرین آستانہ مبارک میں تقسیم کر دیا۔

رشید کی بیویاں

بیان کیا گیا ہے کہ رشید نے زبیدہ ام جعفر بنت جعفر بن المنصور سے شادی کی اور ۱۶۵ ہجری میں مہدی کے عہد میں بغداد میں محمد بن سلیمان کے محل میں اس کے ساتھ شب باشی کی یہ محل بعد میں عباسہ کے قبضہ میں آیا اور پھر معتصم باللہ کے قبضہ میں چلا گیا، زبیدہ کے بطن سے رشید کا لڑکا محمد الامین پیدا ہوا اور زبیدہ نے ۲۱۶ ہجری میں بغداد میں انتقال کیا۔

رشید نے امۃ العزیز موسیٰ الہادی کی امّ ولد سے نکاح کیا اور اس سے علی بن الرشید پیدا ہوا، رشید نے امّ محمد صالح المسکین کی بیٹی سے نکاح کیا اور ذی الحجہ ۱۸۷ ہجری میں رقّہ میں اس کے ساتھ شب باشی کی اس کی ماں ام عبداللہ عیسیٰ بن علی کی بیٹی تھی کرخ میں جو محل امّ عبداللہ کے نام سے مشہور ہے، وہ اسی کا تھا جس میں مشہد والے رہتے تھے، یہ مکان اسے ابراہیم بن المہدی سے ملا تھا پھر اس نے اس سے قطع تعلق کر لیا اور اس کے بعد رشید نے اس سے نکاح کیا۔

رشید نے سلیمان بن ابی جعفر کی بیٹی عباسہ سے شادی کی اور ذی الحجہ ۱۸۷ ہجری میں اس سے شب باشی کی یہ اور صالح کی بیٹی اُمّ محمد دونوں ان کی خدمت میں بھیجی گئی تھیں۔

رشید نے عزیزہ غطریف کی بیٹی سے شادی کی یہ پہلے سلیمان بن ابی جعفر کے نکاح میں تھی سلیمان نے اسے طلاق دے دی پھر رشید نے اس سے نکاح کر لیا یہ خیزران کی بھتیجی تھی۔ رشید نے جرشیہ عثمانیہ سے شادی کی یہ عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن عمر بن عثمان بن عفان کی بیٹی تھی، چونکہ وہ یمن کے مقام جرش میں پیدا ہوئی تھی اس لیے اسے جرشیہ کہتے تھے۔ اس کی دادی فاطمہ بنت الحسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب تھی اور اس کے باپ کا چچا عبداللہ بن حسن بن حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب تھا رشید کے انتقال کے وقت ان کی یہ چار منکوحہ بیویاں موجود تھیں، اُمّ جعفر، اُمّ محمد صالح کی بیٹی، عباسہ سلیمان کی بیٹی اور عثمانیہ۔

رشید کی مذکر اولاد

محمد الاکبر اس کی ماں زبیدہ تھی عبداللہ المامون اس کی ماں اُمّ ولد تھی جس کا نام مراجل تھا القاسم المؤتمن اس کی ماں اُمّ ولد تھی جس کا نام قصف تھا، محمد ابو اسحاق المعتصم اس کی ماں اُمّ ولد تھی جس کا نام ماردہ تھا علی اس کی ماں امۃ العزیز تھی، صالح اس کی ماں اُمّ ولد تھی جس کا نام رئم تھا۔ محمد ابو عیسیٰ اس کی ماں اُمّ ولد تھی جس کا نام عرابہ تھا۔ محمد ابو یعقوب اس

کی ماں اُمّ ولد تھی جس کا نام شذرہ تھا محمد ابوالعباس اس کی ماں اُمّ ولد تھی جس کا نام خُبث تھا، محمد ابوسلیمان اس کی ماں اُمّ ولد تھی جس کا نام رَوَاح تھا، محمد ابوعلی اس کی ماں اُمّ ولد تھی جس کا نام دواج تھا، محمد ابواحمد اس کی ماں اُمّ ولد تھی جس کا نام کتمان تھا۔

رشید کی مؤنث اولاد

سکینہ اس کی ماں قصف تھی یہ قاسم کی بہن ہے، ام حبیب اس کی ماں ماردہ تھی اور یہ ابواسحاق المعتصم کی بہن ہے، اروی اس کی ماں حلوب تھی، ام الحسن اس کی ماں کا نام عرابہ تھا، ام محمد، یہ حمدونہ ہے، فاطمہ اس کی ماں غصص تھی اور اس کا نام مصفّی تھا، اُمّ ابیھا اس کی ماں کا نام سُکر تھا، ام سلمہ اس کی ماں کا نام رحیق تھا، خدیجہ اس کی ماں شجر کروب کی بہن تھی، اُمّ القاسم اس کی ماں خرق تھی، رملہ اُمّ جعفر اس کی ماں حلی تھی، ام علی اس کی ماں انیق تھی، ام الغالیہ اس کی ماں سمندل تھی، ربطہ اس کی ماں زتیہ تھی۔

ماموں کے متعلق واقعات

المفضل بن محمد الضبی کہتا ہے ایک مرتبہ رشید نے، مجھے بلا بھیجا میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا وہ مسند لگائے بیٹھے تھے محمد بن زبیدہ ان کی بائیں جانب اور ماموں ان کے داہنے جانب بیٹھے تھے۔ میں نے سلام کیا انھوں نے مجھے بیٹھ جانے کا اشارہ کیا میں بیٹھ گیا انھوں نے پوچھا فسیکفیکھم میں کتنے نام ہیں میں نے کہا تین پوچھا کیسے میں نے کہا کاف رسول اللہ ﷺ کے لیے میم کفار کے لیے اوریا اللہ عزوجل کے لیے ہے کہنے لگے تم نے ٹھیک جواب دیا ہے ہمارے اس شیخ یعنی کسائی نے بھی ہمیں یہ ہی بتایا ہے، اس کے بعد انھوں نے محمد سے پوچھا تم سمجھے اس نے کہا جی ہاں کہنے لگے اچھا اسی طرح اس کا اعادہ کرو جس طرح مفضل نے بیان کیا ہے محمد نے اسی طرح بیان کر دیا اسکے بعد انھوں نے مجھ سے کہا اگر تمہیں کچھ دریافت کرنا ہے تو تم ہم سے شیخ کے سامنے پوچھو میں نے کہا جی ہاں امیر المومنین میں ایک بات دریافت کرنا چاہتا ہوں انھوں نے پوچھا کیا ہے میں نے کہا فرزدق کا یہ شعر۔

اخذنا بافاق السماء علیکم
لنا قمراھا والنجوم الطوالع

کہنے لگے کیا دریافت کرتے ہو اس کا مطلب تو پہلے ہی ہمارے شیخ نے ہم سے بیان کر دیا ہے "لنا قمراھا" سے مراد آفتاب و ماہتاب ہیں اس کی مثال سُنۃ العمرین یعنی طریقہ ابوبکرؓ و عمرؓ ہے میں نے کہا میں کچھ اور بھی اسی کے متعلق دریافت کروں کہنے لگے ہاں پوچھو میں نے کہا شعراء نے اس ترکیب و ترتیب کو کیوں مستحسن قرار دیا ہے۔ کہنے لگے دو اسم ایک جنس کے جمع ہو جائیں اور ان میں سے ایک بولنے والوں کی زبانوں پر زیادہ چڑھ گیا ہو تو وہ اسی کو ترجیح دے کر اصل قرار دے دیتے ہیں اور دوسرے اسم کو اول میں شامل کر دیتے ہیں چونکہ عمرؓ کا عہد حکومت ابوبکرؓ کے عہد سے بہت زیادہ تھا ان کی فتوحات بھی بہت تھیں نیز ان کا نام بھی سہل تر تھا اس وجہ سے لوگوں نے ان کے نام کو ترجیح دے کر اصل قرار دے لیا اور اسی نام سے ابوبکر کو بھی معنون کر دیا۔

اس کی دوسری مثال اللہ تعالیٰ کا یہ قول بعد المشرقین ہے یہاں مراد مشرق و مغرب ہیں، میں نے کہا اس میں اب بھی ایک بات ہے اور دریافت طلب ہے کہنے لگے ہاں اس مسئلہ میں لوگوں نے ہمارے اس بیان کے علاوہ

دوسری تاویل بھی کی ہے کسائی نے کہا مگر امیر المومنین نے جو معنی بیان کیے ہیں وہ ان تمام اقوال پر حاوی ہیں جو اس کی تاویل میں لوگوں نے کہے ہیں اور اس کا پورا پورا مطلب تو صرف عرب جانتے ہیں۔ اب پھر انھوں نے میری طرف دیکھ کر پوچھا کوئی بات اور باقی ہے میں نے کہا وہ غایت تو باقی رہ گئی جس پر شاعر نے فخر کیا ہے پوچھا وہ کیا ہے میں نے کہا شاعر کی مراد آفتاب سے ابراہیمؑ اور ماہتاب سے محمدؐ اور نجوم سے وہ خلفاء راشدین ہیں جو آپ کے نیک بزرگواروں میں سے ہو چکے ہیں، یہ سن کر امیر المومنین نے گردن اٹھا کر دیکھا اور پھر فضل بن الربیع کو حکم دیا کہ وہ ایک لاکھ درہم میرے گھر پہنچا دے تاکہ اس سے میں اپنا قرضہ ادا کر سکوں۔

شعراء کے واقعات

عمانی کے اشعار

انھوں نے یہ بھی حکم دیا کہ جو شاعر بھی آستانہ پر حاضر ہوا سے اندر آنے دیا جائے۔ عمانی اور منصور النمری دربار میں حاضر کئے گئے رشید نے کہا ان کو میرے قریب لاؤ۔ عمانی یہ شعر پڑھتا ہوا آگے بڑھا۔

و قل لامام المقتدی بانه ما قاسم دون مکرمی
ابن امیه فقدر ضینا ه فقیم فسمنه

ترجمہ، اس امام سے جو ساری امت کا پیشوا ہے کہہ دو کہ قاسم کسی طرح بھی ابن اُمّ (مامون) سے کم نہیں ہے، ہم نے اسے پسند کیا ہے اب آپ کھڑے ہوں اور اسے بھی ولایت کے عہد کے لیے نامزد کر دیں۔

رشید نے کہا تم چاہتے ہو کہ میں اپنی اس نشست سے اٹھنے سے پہلے قاسم کے لیے بیعت لے لوں، عمانی نے کہا جی ہاں آپ خود ارادتاً نہیں نہ یہ کہ آپ کو کسی ضرورت سے اٹھنا پڑ جائے، رشید نے حکم دیا کہ قاسم کو بلایا جائے، وہ حاضر ہوا اور اب عُمانی آہستہ آہستہ اپنا قطعہ گنگنانے لگا رشید نے قاسم سے کہا کہ اس شخص نے مجھے تمہاری ولی عہدی کے لیے بیعت لینے پر آمادہ کیا ہے اسے اس کا بہت بڑا صلہ دو قاسم نے کہا امیر المومنین کا حکم بسر و چشم کہنے لگے ہمیں اس سے کوئی تعلق نہیں نمیری آگے آ ؤ وہ ان کے قریب آیا اور اس نے اپنا یہ قصیدہ سنانا شروع کیا **ما تنقصی حسر قمنا و لا جزع**، سناتے سناتے جب ان اشعار پر پہنچا۔

ما کان احسن ایام الشباب و ما
ابقی حلاوة ذکراه التی تدعُ
ما کُنتُ اوفی شبابی کُنه عزته
حتّیَ مضَی فاذا لدنیا له تبعُ

ترجمہ، عہد شباب کس قدر عمدہ تھا کہ جس کے ذکر میں اب تک حلاوت موجود ہے شباب میں تو میں نے اس کا پورا لطف اٹھایا نہیں اور اسی طرح وہ زمانہ گزر گیا اور اب اس دنیا میں کچھ لطف نہیں رہا۔

رشید کہنے لگے بیشک جب عہد شباب گزر جائے تو پھر دنیا میں کوئی لطف نہیں رہتا۔

دیہاتی شاعر کے پر اثر اشعار

ایک مرتبہ سعد بن سلمہ الباہلی رشید کے پاس آیا اس نے ان کو سلام کیا رشید نے اشارہ کیا اور وہ بیٹھ گیا سعید نے کہا امیر المومنین کے دربار میں باہلہ کا ایک دیہاتی شرف ملاقات کے لیے حاضر ہے میں نے اس سے بہتر شاعر نہیں دیکھا۔ رشید نے کہا یہ دیکھو عتابی اور منصور النمیر ی جیسے بڑے بڑے شاعر یہاں موجود ہیں ان کی موجودگی میں کس طرح دوسرے شاعر کو اجازت دی جائے البتہ اگر یہ منظور کریں تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا، سعید نے کہا آپ کی خاطر میری اس التجا کو یہ دونوں قبول کرلیں گے آپ اس اعرابی کو بلا تو لیجیے۔

رشید نے اسے بلالیا۔ اس وقت اس اعرابی نے ململ کا جبہ پہن رکھا تھا اور یمنی چادر سے اپنی کمر باندھ رکھی تھی اور پھر اسی کو پلٹا کر اپنے کاندھوں پر ڈال دیا تھا، نیز وہ عمامہ باندھے ہوئے تھا جس سے اس نے اپنے دونوں رخسار باندھ رکھے تھے اور اس کا ایک سرا چھوڑ رکھا تھا، یہ اسی ہیئت کے ساتھ امیر المومنین کے سامنے آکر کھڑا ہوا کرسیاں ڈال دی گئیں ان پر کسائی، مفضل، ابن سلم اور فضل بن الربیع بیٹھ گئے۔

ابن سلم نے اس اعرابی سے فرمائش کی کہ امیر المومنین کی شان میں کچھ سناؤ اس نے بیساختہ اپنے اشعار پڑھنا شروع کیے۔ امیر المومنین کہنے لگے تم نے بہت خوب شعر سنائے ہیں اگر یہ شعر تمہارے ہیں تو اب تم ان دونوں یعنی امین اور مامون کی تعریف میں ہماری خاطر کچھ سناؤ۔ وہ دونوں اس وقت امیر المومنین کے دونوں جانب بیٹھے ہوئے تھے اعرابی کہنے لگا آپ نے میرے ذمہ ایسا مشکل کام دیا ہے کہ جس کے لیے میں پہلے قطعاً تیار نہ تھا۔ اس کے علاوہ آپ کا رعب فی البدیہ کہنے کا اضطراب اور قوافی کا نفور میری راہ میں حائل ہیں مجھے جناب والا اتنی مہلت عطا فرمائیں کہ میں قوافی کو سوچ لوں اور آپ کا رعب میرے دل سے دور ہو تو میں عرض کروں، رشید نے کہا ہم تمہیں مہلت دیتے ہیں اور جس خوبی سے تم نے اپنی مشکلات بیان کی ہیں اسی کو تمہارا امتحان قرار دیتے ہیں اعرابی نے کہا امیر المومنین اب میں نے سانس لے لی ہے اور میدان مارلیا ہے یہ شعر حاضر ہیں۔

هما طنبا ها بارک الله فيهما
و انت امير المومنين عمودها
بنيت بعبد الله بعد محمد
ذرى قبة الاسلام فهتر عمودها

وہ دونوں خلافت کی دو کرسیاں ہیں اللہ ان میں برکت دے اور آپ خلافت کی اصلی تھونی ہیں آپ نے پہلے محمد اور اس کے بعد عبداللہ کو ولی عہد مقرر کر کے اسلام کے قُبّہ کو اس قدر سر بلند کر دیا ہے کہ وہ شان کے ساتھ جھوم رہا ہے۔

رشید نے اشعار سن کر کہا تم نے بہت خوب کہا ہے اللہ تمہیں برکت دے اچھا جو چاہو مانگو مگر یہ خیال رہے کہ جس قدر عمدہ شعر تم نے کہے ہیں اسی کے مناسب سوال بھی ہو، اعرابی نے کہا امیر المومنین سو ۱۰۰ تو ر رشید مسکرائے اور حکم دیا کہ ایک لاکھ درہم اور سات پارچے اسے دیئے جائیں۔

قاسم کا اپنے متعلق خدشہ

بیان کیا گیا ہے کہ ولی عہد مقرر ہونے سے پہلے قاسم رشید کی خدمت میں حاضر ہوا رشید نے اس سے کہا کہ اس معاملہ میں مامون تمہارا خیال رکھے گا قاسم نے کہا اندیشہ یہ ہے کہ وہ مجھے بالکل ہی محروم کر دے گا، اسی طرح ایک مرتبہ اور بھی رشید نے قاسم سے کہا تھا کہ میں نے تمہارے متعلق امین اور مامون کو وصیت کر دی ہے قاسم نے کہا جناب والا ان کے لیے تو جناب نے سارے انتظامات کر دیے اور مجھے دوسروں کے حوالے کر دیا۔

عطایا اور وظائف کی تقسیم

مصعب بن عبداللہ الزبیری کہتا ہے ''رشید مدینہ منورہ آئے ان کے دونوں بیٹے محمد الامین اور عبداللہ المامون ہمرکاب تھے مدینہ میں انھوں نے سب کو عطا دی۔

اس سال انھوں نے مدینہ کے مرد اور عورتوں میں تین عطائیں تقسیم کیں جس کی مجموعی مقدار دس لاکھ بچاس ہزار دینار ہوئی نیز انھوں نے اس سال مدینہ کے پانچ سو سربرآوردہ موالی کے وظائف مقرر کئے اور ان میں سے بعض جیسے یحییٰ بن مسکین ابن سلیمان اور مخراق بنی تمیم کے مولی کے مناصب مقرر کئے جو مدینہ میں قرآن کا درس دیتا تھا۔

اسحاق الموصلی بیان کرتا ہے کہ جب رشید نے اپنے بیٹوں کے لیے بیعت لی تو بیعت کرنے والوں میں عبداللہ بن مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن الزبیر بھی تھا جب بیعت کرنے بڑھا تو اس نے یہ شعر پڑھا۔

لا قصرا عنها ولا بلغتهما
حتیٰ یطول علی یدیک طوالها

ترجمہ: جب تک کہ آپ کے ہاتھ میں خلافت ہے خدا نہ کرے کہ وہ دونوں اس سے محروم ہو جائیں یا وہ ان کو ہمدست ہو جائے۔ رشید اس کی اس برمحل مثال کو سن کر بہت خوش ہوئے اور اس کو بہت زیادہ صلہ دیا۔ یہ شعر طریح بن اسماعیل کا ہے جو اس نے ولید بن مزید اور اس کے دونوں بیٹوں کے متعلق کہا تھا۔ ابوالشیص اور ابونواس حسن بن ہانی نے رشید کے مرثیے لکھے، بیان کیا گیا ہے کہ ہارون کی موت کے وقت بیت المال میں نو کروڑ سے زیادہ دولت تھی۔

امین کی خلافت

اس سال محمد الامین بن ہارون کی خلافت کے لیے رشید کے پڑاؤ میں بیعت لی گئی، اس وقت عبداللہ المامون بن ہارون مرو میں تھا۔ کہا گیا ہے کہ مہدی کے مولیٰ حمویہ نے جو طوس میں عامل ڈپہ تھا ابو مسلم اسطوم اپنے مولی کو جو بغداد میں اس کا نائب برید اور خبر رساں تھا رشید کی موت کی اطلاع بھیجی، ابو مسلم محمد کے پاس آیا اس نے رشید کی موت کی تعزیت کی اور ان کو خلافت کی مبارکباد دی سب سے پہلا شخص یہی تھا جس نے امین سے تعزیت کی اور ان کو مبارکباد دی اس کے بعد بدھ کے دن ۱۴ جمادی الثانی کو رجاء خدمتگار جسے صالح بن الرشید نے امین کے پاس رشید کی خبر مرگ اور ان کی خلافت کی اطلاع دینے کے لیے بھیجا تھا ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ رجاء جمعرات کی شب میں ۱۵ جمادی الاخر کو امین کی خدمت میں پہنچا تھا جمعہ کے دن

یہ خبر مشہور کی گئی جمعرات کے سارے دن اور شب جمعہ اس خبر کو پوشیدہ رکھا گیا۔ تمام لوگ رجاء کے آنے کی وجہ کو ایک دوسرے سے پوچھتے رہے۔

امین کی بیعت

جس وقت صالح کا خط امین کو رجاء کے ذریعے موصول ہوا جس میں رشید کی وفات کی خبر درج تھی وہ اپنے خلد والے قصر میں قیام پذیر تھے خط کو موصول ہوتے ہی وہ شہر کے اندر ابوجعفر کے قصر میں منتقل ہو گئے اور انھوں نے سب لوگوں کو جمعہ کے دن حاضری کا حکم دیا، تمام لوگ حاضر ہوئے امین نے ان کو نماز پڑھائی نماز پوری کرنے کے بعد وہ منبر پر بیٹھے اللہ کی حمد اور رسول اللہ کی ثنا کے بعد انھوں نے حاضرین کو رشید کی موت کی خبر سنائی اور اپنے آپ کو اور تمام لوگوں کو صبر کرنے کی تلقین کی ان سے حسن سلوک کا وعدہ کیا ان کو بڑی بڑی امیدیں دلائیں اور سب کالے اور گوروں کو عام معافی دی، ان کے اکثر اہل خاندان، مقربین خاص موالی اور فوجی اور ملکی امراء اور سرداروں نے اسی وقت ان کی بیعت کر لی جو لوگ بیعت نہ کر سکے ان سے بیعت لینے کے لیے انھوں نے اپنے باپ کے چچا سلیمان بن ابی جعفر کو مقرر کر دیا اور بقیہ تمام حاضرین نے ان کے لیے سلیمان کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ انھوں نے سندی کو حکم دے کہ وہ تمام دوسرے فوجی عہدے داروں اور فوج سے بیعت لے لے اور اس باقاعدہ سپاہ کے لیے جو مدینۃ الاسلام میں موجود تھی حکم دیا کہ ان کو دو سال کی معاش اکٹھی دیدی جائے، نیز اپنے خاص آدمیوں کو بھی انھوں نے دو سال کی معاش یکمشت عطا کی۔

اس سال امین اور مامون میں اختلاف کی ابتدا ہوئی اور باوجود اس پیمان کے جو ان کے باپ نے دونوں سے ایک دوسرے کے متعلق لیا تھا جس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں دونوں ایک دوسرے کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے۔

امین اور مامون کی مخالفت

اس کے اسباب اور واقعات

ہم پہلے اس بات کو بیان کر چکے ہیں کہ جب رشید خراسان کے لیے روانہ ہوئے تو انھوں نے ان تمام امراء اور دوسرے لوگوں سے جو اس سفر میں ان کے ساتھ تھے مامون کے لیے جدید بیعت لی نیز اس بات کا فیصلہ کیا گیا کہ جس قدر باقاعدہ فوج ان کے ساتھ ہے وہ سب مامون کے ساتھ کر دی جائے اور جس قدر مال ومتاع، اسلحہ اور دوسرا سامان ان کے ساتھ ہے وہ بھی سب مامون کا ہے۔

جب امین کو یہ بات معلوم ہوئی کہ ان کے باپ کے مرض نے شدید صورت اختیار کر لی ہے اور وہ اس سے جانبر نہ ہو سکیں گے اس نے روزانہ ان کی کیفیت مزاج سے اطلاع دینے کے لیے ایک شخص کو ان کے پاس بھیج دیا اس

کام کے لیے اس نے بکر بن المعتمر کو رشید کے پاس بھیجا اور اسے کئی خط متعدد لوگوں کے نام لکھ کر دئے ان خطوں کو اس نے صندوقوں کے کھوکھلے پایوں کے اندر رکھ کر اوپر سے گائے کی کھال چڑھا دی اور اسے حکم دیا کہ جب تک امیر المومنین کا انتقال نہ ہو جائے وہ اپنے آنے کی غرض نہ بیان کرے اور نہ اُن خطوط کی اطلاع کسی شخص کو بھی دے خواہ وہ خود امیر المومنین ہوں یا ان کے پڑاؤ کا کوئی دوسرا شخص ہو چاہے اس میں اس کی جان ہی جاتی رہے البتہ جب ان کا انتقال ہو جائے تب وہ ہر شخص کے نام کا خط اس کے حوالے کر دے۔

بکر طوس میں آیا رشید کو اس کے آنے کی اطلاع ہوئی انھوں نے اس کو بلا کر آنے کی وجہ دریافت کی اس نے کہا مجھے محمد نے اس لیے بھیجا ہے کہ میں روزانہ آپ کی کیفیت سے انکو مطلع کرتا رہوں رشید نے پوچھا تمہارے پاس کوئی خط ہے اس نے کہا نہیں۔ رشید نے حکم دیا کہ اس کے تمام سامان کی تلاشی لی جائے مگر تلاشی کے بعد بھی کوئی چیز برآمد نہیں ہوئی رشید نے کہا سیدھے سیدھے بتا دو ورنہ خوب پٹواؤں گا اس پر بھی اس نے کسی بات کا اقرار نہیں کیا اب انھوں نے اسے قید کر دیا جس رات کو ان کا انتقال ہوا انھوں نے فضل بن الربیع کو حکم دیا کہ تم بکر بن المعتمر کے پاس جاؤ اور اس سے دریافت کرو اگر وہ اقرار کر لے تو خیر ورنہ اس کی گردن مار دو فضل اس کے پاس آیا اس نے پھر اس سے اقرار لینا چاہا مگر اس نے کسی بات کا بھی اقرار نہیں کیا اتنے میں ہارون پر غشی طاری ہوئی جس کی وجہ سے عورتوں نے گریہ وزاری شروع کر دی فضل نے اس گریہ کو سن کر بکر کے قتل سے اپنا ہاتھ روک لیا اور جلدی سے ہارون کی خدمت میں حاضر ہو گیا اس کے بعد ان کو افاقہ ہو گیا مگر اب وہ اس قدر ضعیف ہو گئے تھے اور موت کا احساس طاری ہو چکا تھا کہ وہ بکر وغیرہ سب کو بھول چکے تھے اس کے بعد دوبارہ ان پر ایسی غفلت طاری ہوئی کہ سب نے خیال کیا کہ اب وہ ختم ہو گئے گریہ کا ایک شور برپا ہو گیا اسے سن کر بکر بن المعتمر نے عبداللہ بن ابی نعیم کے ہاتھ اپنا ایک رقعہ فضل بن الربیع کے پاس بھیجا اور اس سے درخواست کی تم اس معاملہ میں جلدی نہ کرو میں تم کو بتاتا ہوں کہ میرے پاس ایسی چیزیں ہیں جن کے علم کی تم کو ابھی ضرورت پیش آئے گی۔

امین کے خطوط مختلف افراد کے نام

ابو بکر حسین نامی خادم کے پاس قید تھا جس وقت رشید کا انتقال ہو گیا فضل نے اسی وقت بکر بن المعتمر کو بلا بھیجا اور پوچھا کیا ہے اس نے اندیشہ سے کہ مبادہ رشید زندہ ہوں راز کے ظاہر کر دینے سے میری جان خطرہ میں پڑ جائے اب بھی انکار ہی کیا البتہ جب اسے رشید کی موت کا علم ہو گیا اور خود اسے ان کو دکھا دیا گیا تب اس نے کہا کہ میرے پاس امیر المومنین محمد کے متعدد خط ہیں مگر جب تک کہ میں قید کی حالت میں ہوں میرے لیے اُن کا نکالنا جائز نہیں۔ حسین نے تو اس کو چھوڑنے سے انکار کر دیا مگر فضل نے اسے رہا کر دیا تب اس نے وہ خط لا کر ان کو دئے۔ یہ خط پکانے کے برتنوں کے صندوقوں کے پایوں میں جن پر گائے کی کھال چڑھی ہوئی تھی بحفاظت رکھے تھے اس نے ہر شخص کو اس کے نام کا خط دے دیا اسی میں ایک خط خود امین کے ہاتھ کا لکھا ہوا حسین خدمتگار کے نام تھا جس میں اسے حکم دیا گیا تھا کہ وہ بکر بن المعتمر کو رہا کر دے، بکر نے وہ خط حسین کو دیا۔ ایک خط عبداللہ المامون کے نام تھا جسے بکر نے اپنے پاس ہی رکھ لیا تاکہ اسے مامون کے پاس مرو بھیج دے اب سب نے صالح کو بلانے کے لیے قاصد بھیجا یہ طوس میں اپنے باپ کے ساتھ تھا اور رشید کے ان سب لڑکوں میں جو اس وقت وہاں موجود تھے سب سے بڑا تھا وہ اسی وقت ان سب کے پاس

آ گیا اس نے اپنے باپ کو دریافت کیا لوگوں نے ان کے مرنے کی خبر دی۔ سنتے ہی اس نے سخت جزع وفزع کا اظہار کیا اب لوگوں نے اسے اس کے بھائی محمد کا وہ خط جو بکر لایا تھا دیا۔ جو لوگ ان کی موت کے وقت ان کے پاس موجود تھے انہوں نے ان کی تجہیز وتدفین کا سارا انتظام کیا۔ ان کے بیٹے صالح نے ان کی نماز جنازہ ادا کی۔

امین کا خط مامون کے نام

''جب تمہیں میرا خط موصول ہو تم اس مصیبت پر صبر کرنا جو امیر المومنین کی موت کی ہم پر پڑی ہے۔ موت وہ ہے جو بہر حال سب کو آئیگی اور آئی ہے اس وقت تمہارے مجھ سے دور ہونے کا مجھے افسوس ہے چونکہ اللہ نے امیر المومنین کے لیے دنیا اور آخرت میں بہتر مقام آخرت کو پسند فرمایا اور ان کو دنیا و دین کا وافر حصہ دینا چاہا اس لیے اس نے ان کو پاک کر کے اس دنیا سے اٹھالیا۔ انشاء اللہ اللہ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے گا اور ان کے گناہوں کو بخش دے گا اب تم پوری دانائی اور ارادے کے ساتھ اپنی بات کے استحکام کے لیے کھڑے ہو جاؤ اور فوراً اپنے بھائی کے لیے اپنے لیے اس کی حکومت کے لیے اور تمام مسلمانوں کی فلاح اور بہبود کے لیے مستعد ہو جاؤ۔ ایسا ہرگز نہ ہونے دینا کہ امیر المومنین کی موت کے صدمہ سے تم مغلوب ہو جاؤ کیونکہ اس سے اجر ختم ہو جاتا ہے اور نتیجہ میں گرانی حاصل ہوتی ہے، میں زندگی اور موت ان کی دونوں حالتوں میں امیر المومنین کے لیے رحمت و مغفرت کی دعا کرتا ہوں ہم اللہ کے لیے ہیں اور وہیں پلٹ کر جائیں گے، وہاں جس قدر امراء فوج باقاعدہ، اور خاص و عام لوگ ہوں ان سے اپنے بھائی کے لیے، پھر اپنے لیے پھر قاسم بن امیر المومنین کے لیے اسی عہد کے مطابق بیعت لو جو امیر المومنین نے تمہارے لیے سب سے لے لیا ہے۔ اور سب کو یہ بتا دو کہ میرا طرز عمل ہمیشہ یہ رہے گا کہ ان کی بھلائی کے لیے کوشاں رہوں، ان کی ضروریات کو پورا کروں اور ان پر عطا و اکرام کروں، بیعت لیتے وقت جس شخص کی اطاعت پر تم کو شبہ ہوا سے قتل کر کے اس کا سر میرے پاس بھیج دو اور اس کی کیفیت سے اطلاع دو کسی ایسے شخص کو کبھی معاف نہ کرنا کیونکہ اس کے لیے جہنم اس دنیا سے بہتر جگہ ہے۔

اپنے علاقوں کے تمام عمال کو اور اپنی سپاہ کے تمام سرداروں کو امیر المومنین کی موت کی اطلاع لکھ بھیجنا اور اس میں لکھ دینا کہ چونکہ اللہ نے ان کے لیے اس بات کو پسند نہیں کیا کہ ان کے اعمال حسنہ کا اجر صرف دنیا میں دے اس وجہ سے اللہ نے ان کو اپنی جنت اور آسائش اور راحت سے بہرہ ور کرنے کے لیے ان کو اپنے پاس بلا لیا اور انشاء اللہ وہ اپنے تمام جانشینوں کو اپنی زیر قیادت جنت میں لے جائیں گے، ان کو حکم دینا کہ وہ اپنی فوج اور خاص و عام لوگوں سے درج بالا ہدایات کے مطابق بیعت لے لیں ان کو تاکید کرنا کہ وہ اپنی سرحدوں کی پوری طرح حفاظت کریں اور دشمن کے لیے ہمیشہ تیار رہیں، میرے دل کو ان کے ساتھ خاص لگاؤ ہے میں ان کی حاجت کو پورا اور ان کے ساتھ احسان و اکرام کرنا چاہتا ہوں، یاد رکھو میں اپنی فوج اور اپنے

مددگاروں کی تقویت میں کوئی کوتاہی نہیں کروں گا۔

جتنے مراسلے تم اپنے عاملوں کی طرف بھیجو ان سب کا مضمون عام ہوتا کہ وہ علی الاعلان پڑھ لیے جائیں اس طرح وہ مطمئن ہو جائیں گے اور ان کی توقعات بڑھ جائیں گیں اور میں تمہیں حکم اور اختیار دیتا ہوں کہ تم اپنی سپاہ کے ساتھ حسب ضرورت مصلحت کے مطابق سلوک کرو گے خواہ وہ تمہارے پاس ہو یا تم سے دور ہو اور یہ اختیار تمہیں اس لیے ہے کہ مجھے معلوم ہے کہ تم دور اندیش مصلحت بین اور صائب الرائے ہو، میں تم کو اللہ کی حفاظت میں دیتا ہوں اور اس سے التجاء کرتا ہوں کہ وہ تمہاری وجہ سے میرے بازو قوی کردے اور میری بات بنادے کیوں کہ بیشک اللہ تعالیٰ جس کام کو کرنا چاہتا ہے اس کے تمام اسباب موافق بھی خود ہی بہم پہنچاتا ہے''

یہ خط بکر بن المعتمر نے شوال ۱۹۳ ہجری میں میرے سامنے اور میری املا کے مطابق لکھا۔

امین کا خط اپنے بھائی صالح کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

اللہ کے حکم اور علم کے مطابق اور اس قانون کے مطابق جو اس کے خلفاء، اولیاء، انبیاء، مرسلین اور ملائکہ مقربین میں جاری ہے کہ کل شی ھالک الا وجھہ لہ الحکم و الیہ ترجعون (اس کی ذات کے ماسوا ہر شے ہلاک ہونے والی ہے اسی کو حکومت حاصل ہے اور اسی کی طرف سب کو پلٹنا ہے) امیر المومنین کا انتقال ہو گیا لہٰذا جب تمہیں میرا یہ خط موصول ہو تو اس بات پر اللہ کا شکر ادا کرنا کہ اللہ نے اپنے ثواب عظیم سے بہرہ مند ہونے کے لیے اور اپنے انبیاء علیہم السلام کی مصاحبت اور رفاقت کے لیے امیر المومنین کو اپنے پاس بلالیا۔

انا للہ و انا الیہ راجعون، ہم اللہ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے نبی کریم محمد ﷺ کی امت پر امیر المومنین کا صحیح جانشیں مقرر کرے امیر المومنین اپنی زندگی میں مسلمانوں کے لیے جائے پناہ تھے اور ان پر نہایت شفیق اور مہربان تھے، اب کسی تاخیر اور انتظار کے بغیر تم اپنی حکومت کے انتظام کے لیے مستعد ہو جاؤ کیونکہ تمہارے بھائی نے تمہیں اس کام کے لیے منتخب کیا ہے۔ لہٰذا تمہیں چاہیے کہ تم اس انتخاب کو حق بجانب ثابت کرو، ہم اللہ سے توفیق طلب کرتے ہیں، امیر المومنین کے بیٹوں، اہل بیت، موالیوں، اور دوسرے خاص و عام متعلقین میں سے جو لوگ وہاں ہوں ان سے اس معاہدہ کے مطابق جو امیر المومنین نے اپنی زندگی میں ترتیب دیا تھا محمد بن امیر المومنین کے لیے، پھر عبداللہ بن امیر المومنین کے لیے اس کے بعد قاسم، بن امیر المومنین کے لیے اس شرط پر بیعت لو کہ قاسم کے تقرر کا فسخ اور اثبات عبداللہ کے اختیار میں رہے، ہم سب کے لیے برکت اور سعادت اسی میں ہے کہ امیر المومنین کے عہد کے مطابق بیعت لی جائے اور تمام لوگوں کو یہ بتا دیا جائے کہ میں ان کی اصلاح کرنا چاہتا ہوں ان کی شکایت کو رفع کروں گا ان

کے حالات سے باخبر رہوں گا ان کے روزانیے اور عطایا ان کو دوں گا۔ اگر اس بات میں کوئی مفسد فتنہ برپا کرے تو فوراً تم اس کو ایسی سخت سزا دینا جو دوسروں کے لیے عبرت ہو۔

امیر المومنین کی اولاد، خادموں اور بیویوں کو فضل بن الربیع کی نگرانی میں دینا اور اسے حکم دینا کہ وہ اپنی فوج اور متعلقین کے ساتھ ان سب کو لیکر روانہ ہو جائے۔ قیام گاہ کا تمام انتظام اور نگرانی عبداللہ بن مالک کے سپرد کرنا وہ ایسا شخص ہے کہ اس پر اس معاملہ میں پورا اعتماد کیا جا سکتا ہے نیز سب لوگ اسے پسند کرتے ہیں کوتوالی کی جو باقاعدہ اور بے قاعدہ جماعت وہاں ہو اس جماعت کو اسی کے تحت کر دینا اور حکم دینا کہ وہ اس فرقہ کو اپنی جمعیت کے ساتھ ملا لے اور دن اور رات میں ہر وقت نہایت احتیاط اور مستعدی کے ساتھ قیام گاہ کی حفاظت کرتا رہے کیونکہ ہماری اس حکومت کے دشمن اور معاند اس مصیبت کے موقع کو غنیمت سمجھ کر کہیں اس کے خلاف جارحانہ کاروائی نہ کر گزریں۔ حاتم بن ہرثمہ کو اس کے موجودہ عہدہ پر برقرار رکھنا اور اسے امیر المومنین کے محلوں کی نگرانی کا حکم دینا، جس طرح اس کے باپ کی وفاداری اور اخلاص ہمیشہ خلفاء کی نگاہ میں محمود رہا ہے اسی طرح یہ بھی اپنے باپ کی طرح مطیع اور مرید ہے تمام خدمتگاروں کو حکم دینا کہ وہ بھی اپنے اپنے متعلقین اور فرقوں کو اس موقع پر حاضر رکھیں تا کہ حسب ضرورت ان کی خدمات سے کام لیا جا سکے۔

اسد بن یزید بن مزید کو اپنے مقدمہ پر اور یحییٰ بن معاذ کو اپنی اپنی جمعیت کے ساتھ ساقہ لشکر پر مقرر کرنا اور ان کو ہدایت کر دینا کہ وہ دونوں باری باری رات میں تمہاری خدمت میں حاضر ہوتے رہیں، ہمیشہ شاہراہ اعظم پر سفر کرنا، جو مقررہ منازل ہیں ان سے ہرگز تجاوز نہ کرنا اسی میں تم کو آرام ملے گا، اسد بن یزید سے کہنا کہ وہ اپنے خاندان یا فوجی عہدیداروں میں سے کسی ایک شخص کو منتخب کر کے اسے اپنے آگے بھیج دے تا کہ وہ منزلوں کو اور حسب ضرورت راستے کی مرمت اور اصلاح کرتا رہے، جن لوگوں کے نام میں نے لکھے ہیں اگر ان میں سے کوئی وہاں موجود نہ ہو تو اس کی جگہ تم کسی دوسرے مناسب اور با اعتماد شخص کو مقرر کر لینا کیوں کہ میں سمجھتا ہوں کہ کسی موزوں آدمی کے تقرر میں تم کو کوئی دشواری پیش نہیں آئے گی کوئی کام بغیر فضل بن الربیع کے مشورہ کے ہرگز نہ کرنا، جس شخص کے پاس جو کچھ نقد و جنس اسلحہ اور سامان کی شکل میں ہو اسے اسی طرح اس کے قبضہ میں رہنے دینا اور جب تک کہ تم میرے پاس نہ پہنچ جاؤ اس کے متعلق کسی سے کوئی تعرض نہ کرنا۔ میں نے بکر بن المعتمر کے ذریعے جو ہدایات تم کو بھیجی ہیں وہ تم سے کہہ دے گا ان ہدایات پر حالت و ضرورت کے مطابق اپنی صوابدید پر عمل کرنا، اگر تم اہل لشکر کو یومیہ یا عطا دینا چاہو تو اس کی تقسیم فضل بن الربیع کی نگرانی میں کرانا تا کہ وہ اپنی ضمانت اور ذمہ داری پر رقم تقسیم کرے۔ دیوان نویسوں کے سامنے ہر ایک رقم کا اندراج دیوان میں کرا دے۔ یہ کام فضل بن الربیع کے متعلق اس لیے کیا جاتا ہے کہ وہ ہمیشہ سے اسی قسم کے اہم اور ذمہ دارانہ فرائض کو انجام دیتا رہا ہے، میرے اس خط کے پہنچتے ہی تم اسمٰعیل بن صبیح اور بکر ابن

المعتمر کو ڈاک کے ذریعے میرے پاس روانہ کر دینا اور جہاں تم ہو میرے اس خط کے موصول ہوتے ہی کسی تاخیر اور مہلت کے بغیر تم اپنے تمام لشکر اور مال اور خزانوں کو لے کر میرے پاس آنے کے لیے روانہ ہو جانا اللہ ہر تکلیف کو تم سے دور رکھے اور تمہاری تائید کرے۔

اس خط کو بکر بن المعتمر نے میری املا کے مطابق میرے سامنے شوال ۱۹۲ ہجری میں لکھا''

ہارون کے دفن ہونے کے بعد رجاء نامی خادم، عصائے خلافت مہر خلافت اور چادر لے کر ان کی موت کی اطلاع دینے وہاں سے روانہ ہو کر جمعرات کی شب یا دوسرے بیان کے مطابق بدھ کے دن بغداد آیا اور جو کچھ بغداد آ کر اس نے کیا اسے پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔

اسحاق بن عیسیٰ کی تقریر

بیان کیا گیا ہے کہ جب ہارون کی خبرِ مرگ بغداد آئی اسحاق بن عیسیٰ بن علی منبر پر تقریر کرنے چڑھا اس نے حمد وثناء کے بعد کہا کہ اس وقت ہمیں نہایت سخت مصیبت پیش آئی ہے اور اس کا نہایت ہی بہتر عوض ملا ہے ہمیں ایسے شخص کی موت کا صدمہ برداشت کرنا پڑا ہے جس کی نظیر نہیں اور ان کے عوض میں ہمیں ایسا شخص ملا ہے کہ اس کی بھی مثال نہیں، اس کے بعد اس نے لوگوں کو ہارون کی موت کی اطلاع دی اور ان کو بیعت کے لیے ترغیب دی۔

مامون کے لیے بیعت

فضل بن سہل نے بیان کیا ہے کہ اس سفر میں خراسان کے سردار ہارون کے استقبال کو آئے تھے ان میں حسین بن مصعب بھی تھا یہ مجھ سے بھی ملا اور اس نے کہا کہ ہارون تو دو ایک دن میں مر جائیں گے محمد بن رشید کی بات کمزور معلوم ہوتی ہے البتہ تمہارے آقا کے لیے اچھا موقع ہے لاؤ ہاتھ پھیلاؤ میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا اس نے مامون کے لیے میرے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اس کے چند روز کے بعد وہ پھر میرے پاس آیا اس وقت اس کے ساتھ خلیل بن ہشام بھی تھا حسین نے مجھ سے کہا کہ یہ میرا بھتیجا ہے اس پر تم پوری طرح اعتماد کر سکتے ہو اس سے بھی بیعت لے لو۔

اس وقت مامون سمرقند کے ارادے سے مرو سے روانہ ہو کر خالد بن حماد کے قصر میں جو مرو سے ایک فرسنگ پر واقع تھا خود پہلے آ گیا تھا اور اس نے عباس بن المسیب کو حکم دیا تھا کہ وہ تمام فوج کو لے کر اس کی قیام گاہ میں اس سے آ کر ملے، اسی دوران خدمتگار اسحاق ہارون کی موت کی خبر لے کر عباس کے پاس آیا عباس کو اس وقت اس کا آنا ناگوار گزرا اس نے مامون کو جا کر اس کے آنے کی اطلاع دی مامون مرو واپس آیا اور دار ابو مسلم کے قصر میں جو بطور سرکاری محل کے استعمال ہوتا تھا آ کر منبر پر اس نے رشید کی موت کی خبر سنائی اپنے کپڑے چاک کر لیے اور پھر منبر سے اتر آیا۔ لوگوں میں مال تقسیم کرایا محمد کے لیے اور پھر اپنے لیے بیعت لی اور تمام فوج کو ایک سال کی تنخواہ عطیہ دی۔

مختلف امراء مامون کے پاس

جب طوس میں ہارون کی اولاد نے اپنے اپنے نام خط پڑھے جو محمد نے ان کو بھیجے تھے تو اب انھوں نے محمد کے ساتھ مل جانے کا باہمی مشورہ سے فیصلہ کیا اس موقع پر فضل بن الربیع نے کہا کہ میں تو اس فرماں روا کو جو موجود ہے اس

شخص کی خاطر نہیں چھوڑتا جس کے متعلق معلوم نہیں کہ کیا ہوگا اور اب اس نے سب کو وہاں سے جانے کا حکم دے دیا۔
تمام لوگ بغداد آنے پر صرف اس لیے آمادہ ہو گئے کہ وہ چاہتے تھے کہ اپنے اہل وعیال کے پاس چلے آئیں اس وجہ سے انھوں ان وعدوں کا بالکل لحاظ نہیں رکھا جو ان سے مامون کے لیے کئے گئے تھے، اس کی اطلاع مرو میں مامون کو ہوئی اس نے اپنے باپ کے ان امرا کو جو ان کے ہمراہ تھے اپنے پاس بلایا ان میں عبداللہ بن مالک، یحییٰ بن معاذ، شبیب بن حمید بن قحطبہ، علا ہارون کا مولیٰ عباس بن المستیب بن زہیر اس کا کوتوال، ایوب بن ابی سمیر اس کا میر منشی تھے اس کے اعزا میں عبدالرحمٰن بن عبدالملک بن صالح اور ذوالریاستین تھے مامون کی نظر میں اسی کی سب سے زیادہ عظمت اور وقعت تھی اور وہی ان کا سب سے زیادہ معتبر اور خاص آدمی تھا مامون نے ان کو تمام واقعہ کی اطلاع دی اور مشورہ لیا۔
دوسرے سب لوگوں نے تو یہ مشورہ دیا کہ آپ خود دو ہزار شہ سواروں کو لے کر جائیں اور ان کو جا ملائیں اور پلٹا لائیں اس کے لیے ایک جماعت نامزد بھی ہوگئی مگر ذوالریاستین نے مامون سے جا کر کہا کہ اگر آپ نے ان لوگوں کے مشورہ پر عمل کیا تو یہ سب کے سب محمد کے پاس چلے جائیں گے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ان کے نام ایک خط لکھیں اسے اپنے ڈاکیے کے ہاتھ بھیج دیں اس خط میں ان کو ان کی بیعت کی ذمہ داری یاد دلائی جائے اور کہا جائے کہ وہ اس کو پورا کریں اور ان کو نقض بیعت کی اس ذمہ داری سے جو ان پر اس دنیا میں اور آخرت میں عائد ہوگی ڈرایا جائے۔

فضل بن الربیع کے نام خط

ذوالریاستین کہتا ہے ''میں نے مامون سے کہا کہ آپ کے خط اور ڈاکیے کا وہی اثر ہوگا جو آپ کے جانے سے ہوتا کیونکہ اس طرح بہر حال ان کا عندیہ معلوم ہو جائے گا اس کام کے لیے آپ اپنے جمعدار سہل بن صاعد کو بھیج دیجیے جسے آپ کی ذات سے بہت توقعات ہیں اور جن کے حاصل ہونے کی امید بھی ہے۔ وہ ایسا شخص ہے کہ آپ کی خیر خواہی میں کوئی کوتاہی نہ کرے گا۔ نیز آپ اپنے خدمتگار نوفل امیر المومنین کے مولی کو جو بڑا عقلمند ہے اس کام کے لیے بھیج دیں'' چنانچہ مامون نے حسب مشورہ ایک خط لکھ کر ان دونوں کو دے کر روانہ کر دیا یہ دونوں نیساپور میں اس جماعت کے پاس جا پہنچے انہوں نے ابھی صرف تین منزلیں طے کی تھیں۔

فضل بن الربیع کا ردعمل

سہل بن ساعد کہتا ہے ''جب میں نے فضل بن الربیع کو مامون کا خط دیا تو وہ کہنے لگا میں تنہا تو ہوں نہیں میں بھی جماعت کا ایک فرد ہوں۔ عبدالرحمٰن بن جبلہ نے نیزہ تان کر اسے میرے پہلو میں چبھو دیا اور کہنے لگا کہ آپ اپنے صاحب سے جا کر کہو کہ اگر تم یہاں ہوتے تو میں تمہارے منہ میں نیزہ کر دیتا، یہ ہی میرا جواب ہے نیز اس نے مامون کے لیے سخت الفاظ بھی استعمال کئے میں نے آکر سارا واقعہ بیان کر دیا۔

فضل بن سہل اور مامون کی گفتگو

اسے سن کر فضل بن سہل نے مامون سے کہا اچھا ہوا کہ وہ لوگ چلے گئے آپ کو ان کی طرف سے اطمینان ہو گیا لیکن ایک بات میں آپ سے کہتا ہوں اسے اچھی طرح سمجھ لیجیے اس سلطنت کی طاقت وشوکت منصور کے عہد سے بڑھ کر کسی عہد میں نہ تھی مقنع نے جو ربوبیت کا مدعی تھا یا جیسا دوسروں کے مطابق وہ ابو مسلم کا بدلہ لینے کھڑا ہوا تھا ان کے

خلاف خروج کیا، چونکہ اس نے خراسان میں خروج کیا تھا اس وجہ سے خود منصور کی قیام گاہ میں ہلچل پڑ گئی تھی مگر بہر حال اللہ نے اس فتنہ کو فرو کر دیا اس کے بعد یوسف البرم نے جس کو بعض مسلمان کافر سمجھتے ہیں خروج کیا اللہ نے اس کے فتنہ کو بھی ختم کر دیا۔ اس کے بعد کفر کے داعی استاذ سیس نے جو خروج کیا اس کے مقابلہ کے لیے مہدی رے سے نیسا پور تک آئے مگر اللہ نے اس کے فتنہ سے سلطنت کو محفوظ رکھا مگر اب جو کچھ میں کرنا چاہتا ہوں وہ بڑی بات ہے اچھا یہ تو بتایئے کہ جب رافع کی بغاوت کی خبر دربار میں پہنچی تو لوگوں پر کیا اثر تھا مامون نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ وہ اس خبر سے سخت پریشان ہو گئے تھے، فضل نے کہا اب دیکھیے کہ اگر آپ خروج کر دیں اور آپ اپنے ننھیال میں ہیں اور آپ کی بیعت کی ذمہ داری بھی ان پر لازم ہے تو اہل بغداد کا کیا حال ہو، ذرا انتظار کیجیے اور اس نے اپنے سینہ پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ میں آپ کی خلافت کی ضمانت لیتا ہوں مامون نے کہا میں اس تجویز کو منظور کرتا ہوں اور اس کے متعلق تمام کام تمہارے سپرد کرتا ہوں اب تم اسے سرانجام دو، فضل بن سہل نے کہا میں آپ سے صحیح طور پر یہ بات کہتا ہوں جس میں کوئی دھوکہ نہیں ہے کہ اگر عبداللہ بن مالک، یحییٰ بن معاذ اور دوسرے فلاں اور فلاں بڑے سپہ سالار آپ کے لیے اس معاملہ کو سرانجام کرنے کے لیے کھڑے ہو جائیں تو وہ اپنی ذاتی ریاست اور فوجی طاقت کی وجہ سے میرے مقابلہ میں آپ کے لیے زیادہ مفید ہوں گے اور جو شخص بھی اس کام کے لیے کھڑا ہوگا میں اس کی خدمت کے لیے حاضر ہوں اور جب آپ کا مقصود حل ہو جائے اس وقت البتہ آپ جو چاہیں میرے ساتھ سلوک کریں۔

مختلف فقہاء کو عہدے دینا

اس تجویز کے مطابق فضل نے ان سب امراء سے ان کے مکان میں ملاقات کی اور اس بیعت کو یاد دلایا جس کی ذمہ داری اور پورا کرنا ان پر واجب تھا مگر سب نے اس تجویز کو نہایت ہی ناپسندیدگی سے دیکھا کسی نے تو کہا یہ نہ ہوگا کسی نے کہا وہ کون ہے جو امیر المومنین اور ان کے بھائی کے درمیان مداخلت کرے۔

فضل بن سہل کہتا ہے کہ میں نے آ کر مامون سے ساری سرگذشت بیان کی اس نے کہا تم ہی اس معاملہ کو سرانجام دو، میں نے کہا آپ نے قرآن پڑھا ہے، حدیث سنی ہے اور قانون شریعت میں بہت اچھی واقفیت حاصل کی ہے بہتر یہ ہے کہ یہاں جس قدر فقہاء ہوں ان کو آپ طلب کریں اور ان کو حق کی دعوت دیں اس کے عمل کی ترغیب دیں سنت کا احیاء کریں، نمدوں پر بیٹھیں اور لوگوں کی شکایات کو سن کر ان کو دور کریں۔

اب ہم نے اس تجویز پر عمل کیا اور تمام فقہاء کو دربار میں بلایا، امراء، بادشاہوں اور شہزادوں کی تعظیم و تکریم کی اگر کوئی تمیمی ہوتا تو ہم کہتے کہ ہم تجھے موسیٰ بن کعب کی جگہ سمجھتے ہیں ربعی سے کہتے کہ ہم تمہیں ابو داؤد خالد بن ابراہیم کی جگہ سمجھتے ہیں یمانی سے کہتے کہ ہم تمہیں قحطبہ اور مالک بن الہیثم کی جگہ سمجھتے ہیں اس طرح ہم ہر قبیلہ کو اس کے کسی مشہور سردار سے نسبت دے کر پکارتے ہم نے خراسان کا ایک چوتھائی خراج کم کر دیا اس سے تمام خراسان خوش ہوا اور اہل خراسان کہنے لگے کیوں نہ ہو آخر یہ ہمارا بھانجا ہے اور رسول اللہ ﷺ کے چچا کا پوتا ہے۔

علی بن اسحاق کہتا ہے کہ جب محمد خلیفہ ہو گئے اور بغداد میں بالکل سکون ہو گیا تو اپنی بیعت کے دوسرے ہی دن ہفتہ کو انھوں نے حکم دیا کہ شہر کے اندر ابو جعفر کا جو قصر ہے اس کے گرد چوگان اور دوسرے کھیل تماشوں کے لیے ایک میدان بنایا جائے۔

مختلف اموال مامون کی طرف بھیجے گئے

اس سال ماہ شعبان میں اُمّ جعفر رقہ سے ان تمام خزانوں کو لے کر جو وہاں اس کے پاس تھے بغداد روانہ ہوئے اس کے بیٹے محمد الامین نے بغداد کے تمام عمائد اور اکابر کو لے کر انبار آ کر اس کا استقبال کیا۔

مامون خراسان اور اس کے توابع اور ملحقات کی امارت پر قائم رہا رے تک کا علاقہ اس کے تحت تھا اس نے امین کو اپنی اطاعت کا خط لکھا اور بہت سے تحائف انکی طرف بھیجے اس کے بعد بھی مامون کے مسلسل خط جس میں محمد کی تعظیم وتکریم ہوتی تھی ان کے پاس آتے رہے اور مامون نے خراسان کے تحفے جس میں جواہرات، ظروف، مشک، جانور اور اسلحہ تھے کثیر مقدار میں امین کو بھیجے۔

اس سال ہرثمہ سمرقند کی فصیل کے اندر گھس آیا اور رافع نے شہر کے اندرون میں پناہ لی اس نے ترکوں سے امداد طلب کی ترک مدد کے لیے آئے اس طرح ہرثمہ ایک طرف رافع اور دوسری طرف ترکوں کے بیچ میں گھر گیا مگر پھر ترک پلٹ گئے اور اب رافع کمزور ہو گیا۔

شاہ روم کا انتقال

اس سال نقفور شاہ روم بُر جان کی جنگ میں مارا گیا، بیان کیا گیا ہے کہ اس کا عہد حکومت سات سال ہوا اس کے بعد اس کا بیٹا استبراق اس کا جانشین ہوا مگر چونکہ یہ زخمی تھا اس لیے دو ماہ ہی زندہ رہ کر مر گیا اور اب اس کا بہنوئی میخائیل بن جور جس روم کا بادشاہ ہوا۔

حج

اس سال داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی والی مکہ کی امارت میں حج ہوا۔

اس سال محمد بن ہارون نے اپنے بھائی قاسم کو جزیرہ کی ولایت پر جس پر اسے ہارون نے سرفراز کیا تھا بحال رکھا البتہ جزیمہ بن خازم کو انھوں نے جزیرہ کا عامل مقرر کر دیا اور قنسرین اور سرحدی چھاونیوں پر بدستور قاسم کو برقرار رکھا۔

۱۹۴ھ ہجری شروع ہوا

اس سال اہل حمص نے اپنے عامل اسحاق بن سلیمان کی مخالفت کی جسے محمد نے ان کا عامل مقرر کیا تھا وہ ان سے خوفزدہ ہو کر سلمیہ منتقل ہو گیا محمد نے اس کو واپس بلا لیا اور اس کی جگہ عبداللہ بن سعید الحرشی کو بھیجا اس کے ساتھ عافیہ بن سلیمان بھی تھا، عبداللہ نے اہل حمص کے کئی سر برآوردہ لوگوں کو قید کر دیا اور ان کے شہر میں اطراف سے آگ لگا دی اب اہل حمص نے امن کی درخواست کی عبداللہ نے اسے منظور کر لیا کچھ روز کے لیے وہاں امن وامان ہو گیا مگر پھر انھوں نے ہنگامہ برپا کر دیا تب عبداللہ نے ان کے کئی آدمی قتل کر دیے۔

اس سال محمد نے اپنے بھائی قاسم کو اس کے تمام علاقہ شام، قنسرین، عواصم اور سرحدوں کی ولایت سے بر طرف کر دیا جس پر اس کے باپ نے اسے مقرر کیا تھا اور اس کی جگہ خزیمہ بن خازم کو مقرر کیا اور قاسم کو حکم دیا کہ وہ مدینۃ السلام میں رہا کرے۔

اس سال محمد نے حکم دیا کہ تمام سلطنت میں منبروں پر اس کے بیٹے موسیٰ کے لیے اسے امیر کہہ کر دعا مانگی جایا کرے۔

اس سال امین اور مامون نے ایک دوسرے کے خلاف معاندانہ چال چلی جس سے ان کے تعلقات بگڑ گئے۔

امین اور مامون کا باہمی نزاع

فضل بن الربیع کا امین کو مامون کے خلاف اکسانا

جب فضل بن الربیع طوس سے ان تمام عہد و پیمان کو پس پشت ڈال کر جو رشید نے اس سے مامون کے لیے لیے تھے امین کے پاس عراق آ گیا تو اب اسے یہ فکر لاحق ہوئی کہ اگر اس کی زندگی میں مامون کو خلافت مل گئی تو وہ اسے زندہ نہیں چھوڑے گا اس اندیشہ سے اب اس نے محمد کو بہکانا شروع کیا کہ آپ ولایت عہد سے مامون کو علیحدہ کر کے اس کے بجائے اپنے فرزند موسیٰ کو ولی عہد بنائیں حالانکہ خود امین کا ارادہ یہ نہ تھا بلکہ اسکے برخلاف چاہتا تھا کہ اس عہد و پیمان کو جوان کے باپ نے اس سے اس کے بھائیوں عبداللہ اور قاسم کے لیے لیا ہے پوری طرح پورا کرے مگر فضل برابر مامون کی شان کو اس کی نظروں میں کم کرتا رہا اور اس کی علیحدگی کی سازش میں لگا رہا۔

ایک مرتبہ اس نے امین سے کہا کہ آپ اپنے بھائیوں کے معاملہ میں کس بات کا انتظار کر رہے ہیں انھیں الگ کیجیے اصل میں تو ان دونوں سے پہلے آپ کے لیے بیعت ہو چکی تھی وہ تو یوں ہی آپ کے بعد یکے بعد دیگر اس آپ کی بیعت میں داخل کر دئے گئے ہیں، اس مشورہ میں علی بن عیسیٰ بن ماہان اور سندی وغیرہ بھی فضل کے ہمنوا ہو گئے اور ان سب نے مل کر محمد کو اس کی رائے سے پھیر دیا اس کے متعلق سب سے پہلی تدبیر جو فضل کے مشورہ سے امین نے پیش کی یہ تھی کہ اپنے تمام شہروں کے عاملوں کو یہ حکم بھیج دیا کہ آئندہ سے امیر المومنین کے لیے دعا کے بعد امیر کہہ کر موسیٰ کے لیے بھی دعا کی جایا کرے اس کے بعد مامون اور قاسم بن الرشید کے لیے دعا ہو۔

مامون کو حالات کی اطلاع

فضل بن اسحاق بن سلیمان کہتا ہے کہ جب مامون کو اس حکم کی نیز اس بات کی اطلاع ملی کہ امین نے قاسم کو اس تمام علاقہ کی ولایت سے جس پر اس کے باپ نے اسے مقرر کیا تھا علیحدہ کر کے اسے مدینۃ السلام میں رہنے کا حکم دیا ہے تو اس نے سمجھ لیا کہ یہ خود اس کی علیحدگی کی ابتدائی تدابیر ہیں اس نے محمد سے خط و کتابت بند کر دی اور فرامین سے اس کا نام خارج کر دیا۔ اسی زمانہ میں رافع بن اللیث بن نصر بن سیار کو مامون کی حالت، اس کی حسن سیرت رحم و کرم اور اپنی رعایا کے ساتھ احسان اور شفقت کا حال معلوم ہوا اس نے اپنے کچھ آدمی امان طلب کرنے کے لیے بھیج دیئے۔ ہرثمہ نے اس کی درخواست فوراً منظور کر لی رافع اپنی جائے پناہ سے نکل کر مامون کے پاس چلا آیا۔ ہرثمہ اس کے بعد سمرقند میں مقیم رہا۔ مامون نے رافع کی خاطر مدارات کی۔

مامون کے خلاف امین کی کاروائی

جب ہرثمہ کے ہمراہ طاہر بن حسین بھی تھا رافع کی معافی کے بعد ہرثمہ نے مامون سے درخواست کی کہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہوں مجھے مستقر چھوڑنے کی اجازت مرحمت ہو۔اجازت کے بعد وہ دریائے بلخ کو جو اس وقت بالکل یخ بستہ تھا اپنی فوج کے ساتھ عبور کر کے مرو آیا، عام طور پر اس کا استقبال ہوا مامون نے اسے اپنی فوج خاصہ کا افسر مقرر کر لیا اس تمام کاروائی کو محمد نے بالکل ناپسند کیا اور اب مامون کے خلاف اس نے کاروائی شروع کی سب سے پہلے یہ کیا کہ عباس بن عبداللہ بن مالک کو جو مامون کی جانب سے رے کا عامل تھا حکم بھیجا کہ تم رے کے نو اور درخت ہمارے پاس بھیج دو۔ براہ راست اسے حکم دینے سے مقصود یہ تھا کہ اس طرح اس کا امتحان کر لیا جائے کہ وہ کس کا ساتھ دیتا ہے، عباس نے امین کے حکم کی بجا آوری کی اور اس بات کو مامون اور ذوالریاستین سے پوشیدہ رکھا مگر مامون کو خبر ہو گئی اس نے حسن بن علی المامونی کو اور اس کے ہمراہ رستمی کو ڈاک کے ذریعہ رے بھیجا اور عباس بن عبداللہ بن مالک کو رے کے عمل سے برطرف کر دیا۔

رستمی نے بیان کیا ہے کہ میں اپنے گھوڑے سے اترنے نہ پایا تھا کہ رے کے ایک ہزار مرد میرے پاس جمع ہو گئے تھے، محمد نے مامون کے پاس تین آدمیوں کو اپنا سفیر بنا کر بھیجا ان میں ایک عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ تھا، دوسرا صالح صاحب مصلیٰ اور تیسرا محمد بن عیسیٰ بن نہیک تھا، امین نے ان کے ہاتھ ایک خط بھی رے کے عامل کو بھیج دیا تھا جس میں اسے حکم دیا تھا کہ وہ علانیہ طور پر فوج اور اسلحہ کے ساتھ ان کا استقبال کرے انھوں نے قومس، نیسا پور اور سرخس کے والیوں کو بھی اسی قسم کے خطوط لکھے اور ان سب نے امین کے احکام کی بجا آوری کی اب وہ سفیر مرو آئے ان کو ہر قسم کا ساز و سامان اور اسلحہ مہیا کر دیا گیا تھا یہ مامون کے پاس حاضر ہوئے اور اسے امین کا یہ پیغام پہنچایا کہ وہ چاہتے ہیں کہ آپ ان کے بیٹے موسیٰ کو آپ پر مقدم کر دیں اور یہ کہ انھوں نے موسیٰ کا لقب ناطق بالحق مقرر کیا ہے۔

اصل میں علی بن عیسیٰ نے امین کو اس بات کا مشورہ دیا تھا اور کہا تھا کہ اہل خراسان اس کو مانتے ہیں مامون نے اس تجویز کو مسترد کر دیا۔

مامون کو برطرفی کا مشورہ دیا گیا

ذوالریاستین کہتا ہے کہ اس موقع پر عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ نے مامون سے کہا کہ آپ کو اس تجویز کے قبول کرنے میں کیا پس و پیش ہے میرے دادا عیسیٰ بن موسیٰ نے ولی عہدی سے علیحدگی اختیار کی مگر اس سے انہیں کوئی نقصان نہیں ہوا اس پر میں نے اسے ڈانٹا، خاموش رہ، تیرا دادا ان کے ہاتھ میں قیدی کی حیثیت رکھتا تھا ان کی حالت بالکل مختلف ہے یہ اس وقت اپنے ننھیال اور اپنے مریدین میں مقیم ہیں۔

اس گفتگو کے بعد یہ اشخاص دربار سے چلے گئے اور وہ تینوں علیحدہ علیحدہ ٹھہرا دیئے گئے۔ چونکہ عباس بن موسیٰ کی ہوشیاری اور ذکاوت کا مجھ پر خاص اثر پڑا تھا میں نے تنہائی میں اس سے ملاقات کی اور اس سے کہا کہ آپ کی فراست اور بزرگی کا تقاضہ یہ ہے کہ آپ امام سے بہرہ ور رہوں۔

مامون کو امام کہنے کی وجہ

اسی زمانہ میں مامون کو امام کہہ کر خطاب کیا جاتا تھا مگر خلیفہ نہیں کہا جاتا تھا اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب اسے معلوم ہوا کہ محمد نے اسے ولایت عہد سے علیحدہ کر دیا ہے تو اس نے اپنا لقب امام مقرر کیا حالانکہ اس سے پہلے ہی محمد نے اپنے سفیروں سے یہ بات کہہ دی تھی کہ مامون کا لقب امام مقرر کیا گیا ہے اسی بنا پر عباس نے مجھ سے کہا کہ آپ حضرات نے اس کا لقب امام مقرر کیا ہے میں نے کہا تو اس سے کیا ہوا، امام مسجد کو ہوتا ہے اور قبیلہ کا بھی امام ہوتا ہے اگر تم اپنے عہد کو پورا کرو تو اس تبدیلی سے تم کو کوئی ضرر نہیں اور اگر بدعہدی کرو گے تو وہ امام ہیں، اس کے بعد میں نے عباس سے کہا کہ میں تم کو امیر حج مقرر کروں گا اس سے بڑھ کر معزز عہدہ اور کوئی نہیں اس کے علاوہ مصر میں جہاں کی حکومت چاہو تم کو دیدی جائے گی تھوڑی ہی دیر میں میں نے اس سے مامون کی خلافت کے لیے بیعت لے لی اور اس کے بعد وہ برابر دارالخلافت کی خبریں لکھتا رہا اور ہماری تحریک میں مشورہ دیتا رہا۔

علی بن یحییٰ السرخسی بیان کرتا ہے کہ مرو جاتے ہوئے عباس بن موسیٰ سے میری ملاقات ہوئی تھی میں نے اس وقت اس سے مامون کی حسن سیرت اور ذوالریاستین کی حسن سیاست اور موقع شناسی کی تعریف کی تھی مگر اس نے میرے بیان پر یقین نہیں کیا تھا جب وہ مرو سے واپس ہوا تو پھر مجھ سے ملنے آیا میں نے پوچھا کیسا پایا اس نے کہا ذوالریاستین اس سے کہیں زیادہ ہے جیسا کہ تم نے پہلی مرتبہ مجھ سے بیان کیا تھا۔ میں نے پوچھا کیا تم نے امام سے مصافحہ کیا ہے؟ اس نے کہا جی ہاں میں نے کہا اچھا آپ اپنا ہاتھ میرے سر پر رکھ دیجیے۔

امین کا اپنے بیٹے کو ولی عہد بنانا

وہ سفیر محمد کے پاس پہنچے اور انھوں نے ان سے کہہ دیا کہ مامون نے آپ کی تجویز کو رد کر دیا ہے فضل بن الربیع، اور علی بن عیسیٰ نے امین پر سخت دباؤ ڈالا اور اصرار کیا کہ وہ اپنے بیٹے کے لیے بیعت لے لیں اور مامون کو ولایت عہد سے علیحدہ کر دیں فضل نے بہت سامال بھی امین کو دیا آخر کار امین نے اپنے بیٹے موسیٰ کے لیے بیعت لی الناطق بالحق اس کا نام رکھا علی بن عیسیٰ کو اس کا اتالیق مقرر کیا اور اسے عراق کا والی مقرر کر دیا۔ سب سے پہلے بشیر السمیدع والی بَلَد نے موسیٰ کی بیعت کی اس کے بعد مکے اور مدینہ کے والیوں نے وہاں کے چند خاص خاص لوگوں سے موسیٰ کے لیے بیعت لی عوام کو ابھی بے خبر رہنے دیا۔ اب فضل بن الربیع نے حکم دے دیا کہ منبروں پر عبداللہ کا کسی حیثیت سے نام نہ لیا جائے اور نہ ہی ان کے لیے دعا کی جائے بلکہ اس نے یہ بھی سازش کی کہ مامون کا ذکر برائی سے کیا جائے۔

ہارون کے معاہدوں کو چاک کر دیا گیا

فضل نے کعبہ کے ایک حاجب محمد بن عبداللہ بن عثمان بن طلحہ کے ذریعے مکہ مکرمہ ایک خط بھیجا جس میں اسے حکم دیا گیا کہ وہ ان دونوں تحریروں کو لے آئے جن کو ہارون نے لکھا تھا اور جس میں امین سے مامون کے لیے عہد وفا لیا تھا اور اسے کعبہ میں محفوظ کر دیا تھا، یہ شخص یہ دونوں معاہدے لے آیا اگر چہ کعبہ کے دوسرے حاجبوں نے اس پر اعتراض بھی کیا مگر اس نے ان کی بالکل پروانہ کی اور اب خود ان کو اپنی جان کا اندیشہ ہوا، امین نے وہ دونوں معاہدے اپنے قبضے میں کر لیے، لانے والے کو بیش بہا صلہ عطا کیا اور ان دونوں کو چاک کر کے پارہ پارہ کر دیا۔

امین کا مامون سے دستبرداری کا مطالبہ

اس سے پہلے کہ امین اور مامون میں علانیہ مخالفت ہوامین نے مامون کولکھا کہ تم خراسان کے فلاں ضلع سے میرے حق میں دستبردار ہو جاؤ اور میں اپنے عامل وہاں مقرر کردوں گا اور تم اس بات کومنظور کرو کہ میں کسی شخص کو عامل ڈپہ مقرر کر کے تمہارے پاس متعین کردوں تا کہ وہ تمہاری تمام خبریں مجھے لکھتا رہے۔

مامون کا مشورہ طلب کرنا

اس خط سے مامون بہت رنجیدہ ہوااس نے فضل بن سہل اوراس کے بھائی حسن کواس معاملہ میں مشورہ لینے کے لیے طلب کیا فضل نے کہا یہ معاملہ بہت اہم ہے آپ کے راز دار پیروکار اور اعزاء یہاں موجود ہیں چونکہ وہی لوگ ہمیشہ مشاورت میں شرکت کرتے ہیں اور اگران کے بغیر کسی معاملہ کا فیصلہ ہوا تو یہ نہ صرت خلاف مصلحت ہوگا بلکہ اس سے یہ بات ظاہر ہوگی کہ ان پراعتماد نہیں کیا گیا۔باقی جورائے آپکی ہو۔

حسن نے کہامناسب یہ ہے کہ جن لوگوں کے خلوص پر آپ کواعتماد ہوان سے آپ مشورہ لیجیے نیز ایسے دشمنوں کی برائی سے بھی جن سے کوئی بات پوشیدہ نہیں رہ سکتی اسی طرح حفاظت کی جاسکتی ہے کہ ان کومشورہ میں شریک کرلیا جائے۔

مامون نے اپنے خاص امراء اور سرداروں کوطلب کیا اوران کوامین کا خط پڑھ کرسنایا سب نے کہا کہ جناب والا ایک نہایت اہم اور خطرناک معاملہ میں مشورہ طلب کرتے ہیں اس لیے ہمیں اس پر کافی غور خوض کرنے کی مہلت عطا ہو،مامون نے کہا کہ تمہاری رائے صائب ہے بےشک دوراندیشی اوراحتیاط کا تقاضہ یہی ہے میں اس کے لیے تین دن کی مہلت دیتا ہوں،مہلت کے بعد وہ سب کے سب پھر جمع ہوئے ان میں سے ایک نے کہا آپ دومشکلوں میں گھر گئے ہیں اگر آپ آئندہ کے خطرات سے بچنے کے لیے اس وقت کے خطرہ کوگوارا کریں تو میں اسے غلطی نہ سمجھوں گا دوسرے نے کہا کہ جب کہ معاملہ خطرناک ہوتو اس وقت مدعی مقابل کے مطالبہ کا ایک جزوتسلیم کردینا اس سے زیادہ مناسب ہے کہ انکار کر کے کھلی ہوئی عداوت اپنے سرلیجائے۔

ایک دوسرے شخص نے کہا کہ جب کہ آئندہ کے واقعات کا آپ کوعلم نہیں ہے تو مناسب یہ ہے کہ جو چیز آج آپ کومیسر ہے اس کواچھی طرح اپنے قبضہ اقتدار میں رکھیں کیونکہ اس بات کا خطرہ ہے کہ اگر آج آپ کی بات بگڑ گئی تو کل اور زیادہ بگڑ جائیگی،ایک اور شخص نے کہا کہ اگران مطالبات کوتسلیم کرنے کی صورت میں آپ کو آئندہ کے لیے برے نتائج کا اندیشہ ہے تو اس میں کم ازکم یہ بات تو ہے کہ ہم جماعت کی تفریق سے بچ جائیں گے ورنہ فساد ہو جائے گا اوراس کے نتائج اس سے کہیں زیادہ شدید ہوں گے،اورایک شخص نے کہا میں سلامتی کے طریقہ کو چھوڑنا مناسب نہیں سمجھتا شاید اسی صورت میں ہمیں اطمینان نصیب ہو جائے۔

حسن کی رائے

حسن نے کہا میں اس بات کوتسلیم کرتا ہوں کہ آپ حضرات نے مشورہ دینے میں پورے غور وفکر سے کام لیا ہے مگر میری رائے آپ کے مخالف ہے مامون نے کہا تم ان سے مناظرہ کرو حسن نے کہا جی ہاں اسی لیے تو مجلس قائم کی گئی

ہے۔

اب حسن نے سب کو مخاطب کر کے کہا کیا آپ حضرات اس بات کو محسوس کرتے ہیں کہ محمد نے جو مطالبہ کیا ہے اس کا اسے حق نہیں ہے انھوں نے کہا جی ہاں ہم اس بات کو جانتے ہیں اور اسی وجہ سے اس بات کا احتمال ہے کہ اگر مامون نے ان کی بات نہ مانی تو اس کو نقصان پہنچے گا حسن نے کہا کیا آپ لوگوں کو اس بات پر پورا اعتماد نہیں البتہ ہمارا خیال ہے کہ شاید بات اسی پر ختم ہو جائے اور جو خطرہ اور اندیشہ آپ کو ہے وہ واقع نہ ہو، حسن نے کہا فرض کرو کہ اس بات کے بعد کوئی اور مطالبہ کرے تو کیا ہو گا کیا آپ لوگ یہ نہیں سمجھتے کہ اس پہلے مطالبہ کو منظور کر کے مامون کی حیثیت کمزور ہو چکی ہو گی، انھوں نے کہا اگر اس مطالبہ کے تسلیم کرنے کے نتیجے میں کوئی بات رونما ہوئی تو اس وقت ہم اس کا اس طرح مقابلہ اور دفاع کریں گے جس طرح تم اب ابتدا ہی میں کرنا چاہتے ہو، حسن نے کہا یہ بات گزشتہ حکماء کے قول کے منافی ہے۔

انھوں نے کہا جناب والا اس وقت تو یہی مناسب ہے کہ اگر آج کوئی بات آپ کے خلاف مرضی پیش آئے تو اسے آپ آئندہ کے خطرات سے بچنے کے لیے بادل ناخواستہ ہی قبول کر لیں، اور آج کے اطمینان کو کل کے لیے خطرات پیدا کر کے آلودہ نہ کریں، مامون نے فضل سے پوچھا کہ اس اختلاف رائے میں تمہارا مشورہ کیا ہے اس نے کہا جناب والا اللہ ہمیشہ آپ کو کامیاب کرے کیا محمد کی طرف سے اس بات کا اطمینان ہو سکتا ہے کہ اگر آپ اس وقت اس کے مطالبہ کو مان لیں اپنی قوت سے دست بردار ہو کے اسے اور طاقتور کر دیں تو وہ اسی طاقت کو آپ کے مقابلہ میں بروئے کار نہ لائے گا اور کیا محتاط اور دور اندیش آدمی ذرا سے موجودہ فائدہ کی خاطر اپنے مستقبل کو خطرہ میں ڈالتا ہے اس کے برخلاف ایسے مواقع پر حکماء نے یہ مشورہ دیا ہے کہ موجودہ مصیبت کو آئندہ کی بھلائی کے لیے برداشت کر لینا چاہیے، مامون کہنے لگا تم نے بالکل سچ کہا ہے جن لوگوں نے فوری کو آئندہ پر ترجیح دی اور اسے اختیار کیا انھیں کی عاقبت برباد گئی وہ دنیا کا معاملہ ہو یا دین کا۔ اس پر دوسرے تمام لوگوں نے کہا ہم نے اپنی عقل کے مطابق رائے دے دی ہے اور اللہ مناسب اور صحیح رائے سے جناب کی تائید کرے گا۔

مامون کا امین کے نام خط

مامون نے فضل سے کہا تم میری طرف سے امین کو جواب لکھو اس نے لکھا

''مجھے امیر المومنین کا خط ملا، امیر المومنین نے اس میں مجھ سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ میں بعض مقامات سے جن کے نام بھی آپ نے لکھے اور جن کی حکومت صراحتاً رشید نے اپنے عہد نامے میں میرے سپرد کی ہے آپ کے لیے دست بردار ہو جاؤں، امیر المومنین نے جو حکم دیا ہے وہ تمام تر اس عہد نامے پر عائد ہوتا ہے، اس کے علاوہ جو علاقہ میرے پاس ہے اس کے مفاد عامہ کو میں اچھی طرح سمجھتا ہوں اور اپنی ذمہ داریوں کا پورا احساس رکھتا ہوں اگر یہ تمام باتیں اس عہد نامے اور میثاق میں صاف طور پر مذکور نہ ہوتیں اور مجھ پر ایک خطرناک دشمن کی نگہداشت، فتنہ پرداز عوام کی حفاظت اور ایسی فوج سے واسطہ پڑتا جس کی وفاداری پر دولت خرچ کیے بغیر اور احسان اور افضال کے اعتماد نہ کیا جا سکتا ہو تو اس وقت بھی مصالح عامہ اور اطراف سلطنت کے

استحکام اور مضبوطی کے لیے امیر المومنین کے لیے لازمی ہوتا کہ وہ خود ہی ان مقاصد کے لیے بے دریغ دولت خرچ کرتے نہ یہ کہ الٹا مجھ سے ایسا سوال کرتے ہیں جو میرا صریحی حق ہے اور جس کی عہد نامے نے توثیق کردی ہے، میں جانتا ہوں کہ اگر امیر المومنین کو یہاں کی اس اصل حالت کا علم ہوتا جس کا علم مجھے ہے تو وہ مجھ سے کبھی اس قسم کا سوال نہیں کرتے پھر بھی مجھے مکمل یقین ہے کہ انشاءاللہ میرے اس بیان کے بعد وہ میرے عذر کو قبول کرلیں گے"

خراسان کی سرحد پر حفاظتی انتظام

مامون نے خراسان کی سرحد پر اپنے چوکیدار مقرر کر دیئے ان کی اجازت کے بغیر کوئی قاصد عراق سے خراسان نہیں آسکتا تھا یہ عہدیدار مسافر کے ساتھ اپنے خاص معتمدین کو مقرر کر دیتے تاکہ وہ اس کی دیکھ بھال کرتے رہیں اس طرح کسی شخص کو اس بات کا موقع نہ تھا کہ وہ یہاں کی کوئی خبر معلوم کرے یا اپنا کوئی اثر قائم کرے یا ترغیب اور دھمکی سے کسی کو اپنے ساتھ ملالے یا کسی سے کوئی پیغام بھیجے یا خط دے سکے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خراسان میں اس ناکہ بندی سے یہ موقع ہی نہیں ملا کہ ترغیب اور تحریص یا دھمکی سے کسی کو بھی مامون کی مخالفت پر آمادہ کیا جاتا، تمام ناکوں پر بااعتماد چوکیدار مقرر کر دیئے گئے تھے صرف ان لوگوں کو خراسان آنے کی اجازت ملتی جن کا چال چلن غیر مشتبہ ثابت ہوتا اور جو اس بات کی تصدیق اپنے پروانہ راہداری سے کر دیتے کہ وہ اپنے گھر واپس آرہے ہیں، یا کسی مشہور اور ایسے بے خطر تاجر کو اجازت مل جاتی جس کا رویہ اور مسلک مشتبہ نہ ہوتا، ان کے علاوہ اور دوسرے تمام لوگوں کو چاہے سامان تجارت ان کے ساتھ ہو یا محض اپنے کو مسافر اور راہگیر بتائیں سفر کرنے اور خراسان کے شہروں میں آنے جانے سے روک دیا گیا، نیز تمام خطوط کو کھولکر پڑھا جاتا تھا۔

امین کی جماعت خراسان میں

مامون کے اس انکار کے بعد اتمام حجت کے لیے محمد نے ایک جماعت کو خراسان بھیجا تاکہ پہلے وہ خود وہاں کی حالت کا مشاہدہ کرلیں اس کے بعد ان سے خواہش کی جائے کہ وہ اپنے طرفداروں میں عطا تقسیم کریں اور مخالفین کو محروم کردیں اور وہاں سے آکر جو بات یہ جماعت بیان کرے وہ ان کے مطلوب میں حجت کا ذریعہ بنے، جب یہ جماعت رے کی سرحد پر پہنچی وہاں اس نے ناکہ بندی اور روک تھام کے تمام انتظامات کو مکمل پایا، ناکہ داروں نے ہر طرف سے ان کو آگھیرا اور سفر اور اقامت دونوں حالتوں میں سایہ کی طرح ساتھ ساتھ رہے کہ کسی طرح ان لوگوں کو یہ موقع نہ مل سکے کہ وہ خود کسی سے کچھ کہتے یا ان سے کوئی بات کرتا، ان کے آنے کی اطلاع مامون کو کی گئی انھوں نے حکم دیا کہ ان کو مرو لایا جائے حالت نظر بندی میں وہ جماعت مرو لائی گئی مگر اس تمام سفر میں نہ کوئی خبر ان کو معلوم ہوئی اور نہ انھوں نے کسی سے کوئی بات کی حالانکہ امین نے ان کو ہدایات کی تھیں کہ وہ تمام لوگوں میں مامون کی علیحدگی کی خبر شائع کردیں اور جس بنا پر ایسا کیا گیا ہے وہ بھی ظاہر کردیں حکومت کے وفاداروں کو مامون کی مخالفت کی دعوت دیں ان کو خوب دولت دیں بڑی بڑی حکومتوں، جاگیروں اور مکانات کے دینے کا ان سے پکا وعدہ کریں مگر یہاں آکر دیکھا کہ ہر چیز پر وہ قید و بند ہے کہ ان میں سے کسی بات کے سرانجام دینے کا ان کو موقع بھی نہ مل سکا اسی مجبوری کی حالت میں وہ مامون کے آستانے پہنچ گئے، ان کے ہاتھ امین نے جو خط مامون کے نام بھیجا تھا وہ یہ ہے۔

''امابعد اگر چہ امیر المومنین رشید نے وہ تمام علاقہ جس پر تم حکمران ہو صرف تمہیں دیا ہے اور صوبہ جبل کو اسی لیے تمہارے سپرد کیا ہے کہ اس سے تمہاری حکومت کو تقویت ہو اور تمہاری سمت محفوظ رہے مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس علاقہ کی وہ آمدنی جو اخراجات کے بعد زائد بچ جائے اسے بھی تم اپنے قبضہ میں رکھو، تمہارے علاقہ کی آمدنی وہاں کے اخراجات اور غیر معمولی واقعات کے لیے کافی ہے مگر اس کے بعد بھی تم فاضل رقم کو لے لیتے ہو اس کے علاوہ ایک دوسرا نہایت ہی زرخیز اور سیر حاصل علاقہ تمہاری سمت میں شامل کیا گیا جس کی تمہیں بالکل ضرورت نہ تھی اس لیے مناسب یہ ہے کہ وہ علاقہ ہمیں واپس دے دیا جائے میں نے اس معاملہ کے لیے تمہیں خط لکھا تھا اور اس میں یہ بھی خواہش کی تھی کہ تم ہمارے ایک پرچہ نویس کو اپنے ہاں رہنے دو تا کہ وہ ہمیں تمہاری سمت کی ضروری خبروں سے اطلاع دیتا رہے مگر تم نے ہماری ان خواہشات کو رد کر دیا۔

اب اگر تم کو اپنی رائے پر اصرار ہے تو ہمیں اس کا حق ہے کہ تم سے اس معاملہ میں باز پرس کریں بہتر ہے کہ تم اپنے ارادے سے باز آ جاؤ اور تب ہم بھی تم سے مطالبہ نہیں کریں گے انشاء اللہ۔''

مامون کا جواب

یہ خط پڑھ کر مامون نے اس کے جواب میں امین کو لکھا۔

''مجھے امیر المومنین کا خط موصول ہوا، اگر وہ خط کسی نا معلوم بات کے متعلق ہوتا تو میں اس کو بتا دیتا، ایک غیر حق بات کا سوال ہی کیوں ہو اس کے انکار سے مجھ پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی، جن لوگوں کو منصف ہونا چاہیے جب وہ انصاف نہیں کرتے تو عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ دونوں حریف درجۂ انصاف سے تجاوز کر جاتے ہیں اور جب وہ شخص جسے اللہ نے سب کچھ دے رکھا ہو جان بوجھ کر انصاف سے تجاوز کر جائے تو پھر کیا رہا بھائی صاحب! میں آپ کا مطیع اور فرمان بردار ہوں آپ کی خوشنودی کا خواہاں ہوں اللہ نے جو مرتبہ آپ کو دیا ہے اور جس حال میں مجھے رکھا ہے دونوں پر دل سے خوش ہوں والسلام۔''

خط لکھنے کے بعد مامون نے امین کے سفیروں کو طلب کر کے ان سے کہا کہ امیر المومنین نے جس معاملہ کے متعلق مجھے خط لکھا تھا میں نے اس کا جواب لکھ دیا ہے۔ تم یہ خط انہیں دے دینا اور زبانی کہہ دینا کہ جب تک اپنے حق کی حفاظت کے لیے میں بالکل ہی مجبور نہ ہو جاؤں گا برابر آپ کا مطیع اور فرمانبردار رہوں گا جب وہ لوگ جانے لگے تو مامون نے پھر کہا ''صاحبو جو بات آپ نے دیکھی اور سنی ہے امید ہے کہ آپ اسے دیانت داری کے ساتھ پہنچائیں گے جو پیغام آپ ان کے خط میں لائے ہیں اس سے مجھے اندیشہ ہے کہ شاید آپ ہمارے پیغام کو صداقت کے ساتھ ان تک نہ پہنچائیں۔''

وہ لوگ پلٹ کر عراق آ گئے مگر ان کو کوئی بات ایسی نہیں ملی جو وہ مامون کے خلاف امین سے کہہ سکتے اور ان کو یہ

محسوس ہوا کہ وہ دونوں پورے ارادے اور تفکر کے بعد اپنی دانست میں اپنے حق پر جمے ہوئے ہیں، جب مامون کا جواب امین کو موصول ہوا اسے پڑھ کر وہ غصہ کی شدت کی وجہ سے بے قابو ہو گئے اور اب انھوں نے یہ حکم دیا کہ مامون کے لیے اب نماز کے بعد دعا نہ مانگی جائے نیز انھوں نے یہ دوسرا خط مامون کو لکھا۔

امین کا دوسرا خط

''امابعد! مجھے تمہارا خط مل گیا، معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے اپنی بے شمار نعمتیں جو تم پر نازل کی ہیں تم ان کو برباد کر دینا چاہتے ہو اور اپنے آپ کو دوزخ کی آگ میں ڈالنا چاہتے ہو اس سے تو یہ بہتر ہوتا کہ تم میری اطاعت ہی کو چھوڑ دیتے، جو کچھ میں نے لکھا ہے اس میں تمہارا ابھی نفع ہے کیونکہ بہر حال اس فاضل رقم کا فائدہ تمہاری تمام رعایا پر یکساں مرتب ہوگا اور اس سے بیشتر تمہاری سلامتی اور عافیت مقصود ہے تم اپنی رائے سے اطلاع دو میں انشاءاللہ اسی پر عمل کروں گا۔''

مامون کا ذوالریاستین سے مشورہ

اسی زمانے میں مامون نے ذوالریاستین سے کہا کہ میرے تمام اہل وعیال اور مال جو رشید نے صرف مجھے عطا کیا ہے جن کی مقدار ایک کروڑ ہے اور جس کی اب مجھے ضرورت ہے سب محمد کے ہاں ہے اب بتاؤ اس معاملہ میں کیا قدم اٹھایا جائے کہ مجھے مل جائے مامون نے اس بات کو کئی مرتبہ اس سے کہا اس پر اس نے کہا بیشک آپ کو اس رقم کی ضرورت ہے نیز اس بات کی بھی ضرورت ہے کہ آپ کے اہل وعیال آپ کے پاس ہوں مگر مشکل یہ ہے کہ اگر آپ اس معاملہ کے متعلق ان کو تحکمانہ لہجہ میں کچھ لکھیں اور اسے وہ نہ مانیں تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ آپ نے عہد کی خلاف ورزی کی اور تب مجبوراً آپ کو ان سے لڑنا پڑ جائے گا اور میں اس بات کو کسی طرح پسند نہیں کرتا کہ اختلاف کی ابتدا آپ کی جانب سے ہو اس لیے مناسب یہ ہے کہ آپ ان کو ایک خط لکھیں اس میں اپنا حق مانگیں اور درخواست کریں کہ وہ آپ کے بیوی بچوں کو یہاں بھیج دیں اس وقت ان کا اس خواہش سے انکار ان کی طرف سے عہد کی صریح خلاف ورزی ہوگی اگر وہ آپ کی درخواست مان لیں تو بہت اچھا ہے سب کی سلامتی اور عافیت اسی میں ہے اور اگر رد کر دیں تو اس وقت آپ پر یہ الزام عائد نہیں ہو سکتا کہ آپ نے بلاوجہ لڑائی اپنے سر لی اگر اجازت ہو تو یہی لکھ دوں، چنانچہ اب اس نے مامون کی طرف سے یہ خط امین کو لکھا۔

مامون کا جوابی خط

''جب امیر المومنین کو اپنی رعایا کا اس قدر خیال ہے کہ وہ ان کے ساتھ نہ صرف انصاف کرتے ہیں بلکہ ان کے ساتھ احسان واکرام کرتے ہیں تو اس بات کی زیادہ توقع ہے کہ وہ اپنے بھائی کے ساتھ بھی یہی سلوک کریں گے جس خطرناک سرحدی علاقہ میں میں مقیم ہوں، امیر المومنین اس سے بخوبی واقف ہیں مجھے ایسی فوج سے سابقہ ہے جس کے متعلق یہ یقین ہے کہ وہ جب چاہے بدعہدی کر کے میری اطاعت چھوڑ دے، میرے پاس خرچ کی بھی قلت ہے میرے اہل وعیال اور مال سب امیر المومنین کے ہاں ہے اور اگرچہ میرے متعلقین امیر المومنین

کی حفاظت وعنایت کے سایہ میں جوان کے لیے بمنزلہ باپ کے ہیں آرام سے ہیں مگر پھر بھی اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ میرے پاس اور میری نگرانی میں آ جائیں نیز مجھے یہاں کے انتظامات کے لیے مال کی ضرورت ہے میں نے اپنے آدمی اپنے متعلقین اور مال کو یہاں لانے کے لیے بھیج دیئے ہیں امیر المومنین مناسب خیال فرمائیں تو فلاں شخص کو رقہ جانے کی اجازت مرحمت فرمادیں تاکہ وہ میرا مال وہاں سے بھجوادے نیز حکم صادر فرمائیں کہ اس کام میں سرکاری طور پر اس شخص کی مدد کی جائے اور اس کی راہ میں کوئی دشواری نہ پیدا کی جائے، اگر امیر المومنین میری اس درخواست کے خلاف بھی حکم صادر فرمائیں گے تب بھی میں اسے برداشت کروں گا والسلام۔''

امین کا جواب

محمد نے مامون کو لکھا

''امابعد! مجھے تمہارا خط ملا اس میں تم نے ہمارے اس طرز عمل اور سلوک کا ذکر کیا ہے جو ہم حق کے علاوہ اپنی رعایا اپنے اقرباء اور بھائی کے ساتھ روا رکھتے ہیں اور تم نے اپنے پرخطر سرحدی علاقہ میں قیام اور اس کی وجہ سے اپنی حکومت کی تقویت کے لیے اس مزید مال کی ضرورت ظاہر کی ہے جو اللہ کے مال میں سے تمہارے لیے مخصوص کر دیا گیا تھا اور اس کے اور اپنے ان اہل وعیال کے لیجانے کے لیے جو ہمارے ہاں تم نے آدمی بھی بھیج دیے ہیں ہماری رعایا اور اپنوں کے ساتھ جس طرز عمل کا ذکر تم نے کیا ہے ہمیں اس سے انکار نہیں مگر جس مال کے متعلق تم نے لکھا ہے اس کی ہمیں مسلمانوں کے معاملات کے استحکام کے لیے خود ضرورت ہے اور اس لیے اس کے مناسب خرچ کا ہمیں زیادہ حق ہے اور چونکہ اس سے عام طور پر تمہاری رعایا مستفید ہوگی اس لیے بالواسطہ اس کا نفع تمہیں بھی ہوگا۔ اپنے اہل وعیال کے بھیجنے کے متعلق تم نے جو خواہش کی ہے اس کے متعلق اگر امیر المومنین مناسب سمجھیں گے تو تمہاری خواہش کو پورا کر دیں گے اگرچہ وہ خود اپنی قرابت اور تمہارے مقام کے خطرات کو پیش نظر رکھ کر یہ مناسب نہیں سمجھتے کہ ان کو اتنے طویل سفر کی زحمت دی جائے کیونکہ اس طرح وہ ہم سے جدا ہو جائیں گے، اگر ہماری رائے ہوئی تو انشا اللہ ہم خود ان کو اپنے لوگوں کے ساتھ تمہارے پاس بھیج دیں گے، والسلام۔''

ذوالریاستین کا مشورہ

اس خط کو پڑھ کر مامون نے کہا کہ وہ ہمارا حق غصب کرتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ان کا ارادہ یہ ہے کہ اس طرح ہماری طاقت کو کمزور کر کے پھر وہ ہماری مخالفت پر اعلانیہ کمربستہ ہو جائیں ذوالریاستین نے اس سے کہا کیا یہ بات سب کو معلوم نہیں ہے کہ رشید نے یہ مال سب کے سامنے ان کے پاس جمع کر دیا تھا اور میں نے بھی اسے سب کے سامنے امانت کے طور پر کچھ مدت کے لیے اپنے قبضہ میں لیا تھا اس صورت میں میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس پر قبضہ نہیں

کریں گے اس لیے آپ بھی اس بارے میں زیادہ اصرار نہ کریں اور اس بات کی توقع رکھیں کہ وہ کوئی حرکت ایسی نہ کریں گے جس کی وجہ سے آپ علانیہ طور پر ان کے مخالف ہو جائیں بہتر یہی ہے کہ آپ اعتماد کو ہاتھ سے نہ جانے دیں اور جھگڑے کو مٹائیں اگر اس کے بعد بھی وہ اس کے لیے آمادہ ہوں تو اس کی ذمہ داری اللہ کے ہاں ان کے سر رہے گی اور آپ چونکہ بے قصور ہوں گے اس لیے اللہ آپ کی مدد کرے گا۔

مامون کا خط بغداد کے اکابر کے نام

اب مامون اور فضل کو اس بات کا پورا یقین ہو گیا کہ اس خط کے بعد امین ضرور کوئی ایسی بات کریں گے جس سے باخبر رہنا ان کے لیے ضروری ہے اور اس کام کے لیے اپنے کسی بااعتماد آدمی کو مقرر کیا جائے انھوں نے یہ بھی سوچا کہ اس معاملہ میں امین اب جو کاروائی کریں گے اپنے ذی اثر اور باوجاہت طرفداروں اور ان لوگوں سے جنھوں نے بنی عباس کی حکومت کو قائم کرنے میں ابتدا میں خاص خدمات انجام دی ہیں ضرور مشورہ لیں گے اور ان کی تائید حاصل کریں گے اس کاروائی کو غیر موثر کرنے کے لیے انھوں نے مناسب سمجھا کہ اپنے ایک خاص آدمی کے ہاتھ دارالخلافہ بغداد کے اکابر کے نام ایک خط لکھا جائے تاکہ اگر محمد مامون کو ولی عہدی سے برطرف کرنے لگے تو وہ شخص اس خط کو ان لوگوں کو دیدے اور جو لوگ اس معاملہ میں امین کے ہمنوا ہوں ان کی اطلاع دے اور اگر امین اس معاملہ میں کوئی کاروائی نہ کریں تو وہ اس خط کو اپنے ڈبہ میں محفوظ رکھے اور کسی کو نہ دے، مامون نے اس شخص سے کہا کہ تم جلدی بغداد پہنچ جاؤ اور جاتے ہی یہ خط سب کو دے دینا جو خط مامون نے اپنے قاصد کے ہاتھ بغداد بھیجا تھا اس کا مضمون یہ تھا۔

خط کا مضمون

''امابعد! مسلمانوں کی مثال اعضائے بدن کی سی ہے اگر کسی ایک عضو کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اس سے تمام اعضائے بدن متاثر ہو جاتے ہیں اسی طرح اگر کسی ایک مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچے تو اس کا اثر تمام مسلمانوں پر پڑے گا خاص طور پر اگر کسی ایسے شخص کو جو ان کے قانون شریعت کو قائم کرتا ہے اور ان کو آخرت کے انجام سے ڈرا کر اس کے لیے سعی کو لازم قرار دیتا ہے کوئی تکلیف پہنچی تو اس کا اثر بدرجہ اولیٰ تمام مسلمانوں کو ہوگا، چونکہ آئمہ کا مرتبہ تمام امت میں افضل اور اعلیٰ ہوتا ہے اسی وجہ سے ان کی تکلیف بھی سب پر اثر کرے گی، ہم نے ایسی خبر سنی ہے کہ اس کا اظہار خود تم پر عنقریب ہو جائے گا اور وہ یہ ہے کہ دو شخصوں میں اختلاف رائے ہوا ان میں سے ایک نے دوسرے کے ساتھ بے وفائی کا عزم کر لیا ہے البتہ اگر تمام مسلمان محض اللہ کے لیے اپنی اعانت اور تائید کو مخصوص کر دیں تو شاید وہ ایسا کرنے سے باز رہے، تم کو اپنے قیام کی وجہ سے تمام باتوں کے خود دیکھنے اور سننے کا موقع ہے اور پھر تم یہ کہہ سکتے ہو کہ میں آپ کی بات مانتا ہوں اور اگر اعلانیہ طور پر کسی اندیشہ کی وجہ سے تم کو ہماری حمایت کے اظہار کا موقع نہ ہو تو تم خاموش رہ جانا ہم تمہارے منشا کو سمجھ لیں گے، اس احسان کا ثواب اللہ کے یہاں سے بھی تم کو ملے گا اور ہم بھی اس حق کو اپنے اوپر ضروری سمجھیں گے، اس طرح تم کو دنیا اور آخرت دونوں جگہ حصہ ملے گا اور اگر دونوں باتوں کے ہاتھ سے نکل جانے کا اندیشہ ہو تو کم از کم ایک کی ضرور

نگہداشت کرنا اور اس کے متعلق اپنی رائے ہمیں لکھ دینا یا زبانی طور پر ہمارے قاصد کو بتلا دینا وہ ہمیں کہہ دے گا۔''

اہل بغداد کا مامون کے خط پر ردعمل

مامون نے دارالخلافہ کے دوسرے اکابر اور اشراف کو اس مضمون کا خط لکھا تھا، جب یہ قاصد بغداد پہنچا اسی زمانے میں امین نے جمعہ کے خطبہ میں مامون کے لیے دعا کرنے کی ممانعت کی تھی، مامون نے انھیں لوگوں کو خط لکھے تھے جن پر اسے پورا اعتماد تھا ان میں سے بعض نے بالکل کوئی جواب نہیں دیا بلکہ زبانی بھی جواب میں کچھ نہیں کہا کچھ ایسے بھی تھے جنھوں نے اس کے خط کا جواب دیا ایک نے لکھا'' مجھے آپ کا خط ملا۔ حق اور صداقت کچھ ایسی حجت ہے جو اپنی دلیل آپ ہے اگر کوئی شخص حق کو خیر باد کہے گا تو خود حق اس کے خلاف حجت بنے گا، جو شخص فوری نفع کو عاقبت کے فائدہ پر ترجیح دے اس سے بڑھ کر خسارہ میں اور کون ہو سکتا ہے، وہ شخص بالکل کھلے ہوئے نقصان میں ہے جو عاقبت کے فائدہ کو یہاں بھی تکلیف دہ واقعات کو اختیار کر کے ضائع کر رہا ہے، چونکہ میں اپنے آپ کو ہر طرف سے خطرات میں محصور پاتا ہوں اس لیے جناب والا سے میری استدعا ہے کہ جناب والا میری سلامتی جان کی خاطر اب آئندہ اس معاملہ میں مجھ سے کوئی مزید خواہش نہیں کریں گے انشاءاللہ۔''

قاصد کا خط

حسین قاصد نے جو بغداد بھیجا گیا تھا مامون اور ذوالریاستین کو یہ خط وہاں کے واقعات کے متعلق لکھا۔

''امابعد! میں بغداد میں آیا آپ کے بھائی نے آپ کی مخالفت کا اعلان کر دیا ہے، میں نے وہ خط پہنچا دیے میں نے محسوس کیا کہ اکثر آدمی اپنا دلی راز ظاہر نہیں کرنا چاہتے عام رعایا کی یہ کیفیت ہے کہ ان کو قبول کے سوا چارہ نہیں اس لیے جو حکم ہوتا ہے اسے وہ برداشت کرتے ہیں، خود امین کا یہ حال ہے کہ اس کی اپنی ذاتی کوئی رائے نہیں ہے نہ اس میں اتنی ہمت ہے کہ وہ خود اس کاروائی کی مخالفت کرے اور نہ وہ خود شاید دل سے اسے پسند کرتا ہے، جو لوگ پس پردہ اس کاروائی کا روح رواں ہیں وہ چاہتے ہے کہ جہاں تک ہو سکے جلد ان کو کاروائی کی تکمیل کو پہنچ جائے تاکہ اس فتنہ کی ناکامی کے خمیازہ سے وہ بچ جائیں۔

دشمن مستعد ہے اب آپ انتظار نہ کیجیے۔''

امین کی بعض لوگوں پر مہربانی

جب سعید بن مالک بن قادم، عبداللہ بن حمید بن قحطبہ، عباس بن لیث امیر المومنین کا مولیٰ، منصور بن ابی مظہر اور کثیر بن قادرہ مامون کی قیام گاہ سے امین کے پاس آ گئے تو انھوں نے ان کے ساتھ بہت لطف اور مہربانی برتی ان کو اپنا تقرب عطا کیا اور ان میں سے جس نے چھ ماہ کی عطا لے لی تھی اسے بارہ ماہ کی عطا مزید دی اور خود عطا میں خاص اور عام سب کے لیے اضافہ کیا اور جن لوگوں نے چھ ماہ کی عطا نہیں لی تھی ان کو اٹھارہ ماہ کی عطا دی۔

امین کا یحییٰ بن سلیم سے مشورہ

جب امین نے مامون کی علیحدگی کا ارادہ کیا تو انھوں نے یحییٰ بن سلیم کو اس معاملہ میں مشورہ لینے کے لیے طلب کیا۔ اس نے عرض کیا جب کہ رشید نے اپنے عہد نامے میں اس کی ولایت عہد کے لیے نہایت پختہ عہد و پیمان سب سے لے لیے ہیں تو اس کی موجودگی میں یہ کام کس طرح ہوسکتا ہے، امین نے کہا مامون کے متعلق رشید نے جو رائے قائم کی وہ فوری تھی یہ تو محض جعفر بن یحییٰ نے اپنی خوشامد اور جادو بیانی سے ان کو ایسا موہ لیا کہ انھوں نے غور وفکر کے بغیر ہمارے لیے ایسا درخت بو دیا کہ جس کو جڑ سے اکھاڑے بغیر اب نہ ہم اپنی حکومت سے نفع حاصل کر سکتے ہیں اور نہ ہماری حکومت پائدار ہوسکتی ہے جب تک اسے صاف نہ کر دیا جائے مجھے اطمینان نہیں ہوسکتا۔

یحییٰ نے کہا اگر امیر المومنین اس بات کا فیصلہ کر چکے ہیں کہ اسے برطرف کر دیا جائے تو مہربانی فرما کر ابھی اس کو بالکل اعلانیہ اس طرح نہ کیجیے کہ تمام اس کو ناپسندیدہ نگاہوں سے دیکھیں اور برا سمجھیں بلکہ مناسب یہ ہے کہ ایک حصہ فوج اور ایک ایک سپہ سالار کو پہلے اپنے پاس بلائیے اسے انعام و اکرام سے اپنا ہم خیال بنائیے مامون کے جو خاص آدمی اور معتمدین ہیں ان کو کسی طرح اس سے جدا کیجیے ان کو مال اور حکومت کی ترغیب و تحریص کیجیے جب پہلے اس طرح، آپ اس کی قوت کو توڑ دیں اور اس کے خاص آدمیوں کو علیحدہ کر لیں پھر آپ اسے حکم دیں کہ وہ آپ سے آکر ملے اگر وہ آجائے تو اس وقت آپ جو چاہتے ہیں اس کے ساتھ کریں اور اگر آنے سے انکار کرے تو اس وقت جبکہ اس کی طاقت کمزور ہو چکی ہوگی اس کے بازو جھک گئے ہوں گے اس کا پایہ کمزور ہو چکا ہوگا اور اس کی عزت جا چکی ہوگی آپ اسے نہایت آسانی سے زیر کر لیں گے۔

محمد نے کہا میں کوئی معاملہ اس طرح نہیں کرتا جس طرح تمہاری زبان تلوار کی طرح چل رہی ہے تم چرب زبان مقرر ہو صاحب رائے نہیں تم اس رائے سے باز آؤ اور ہمارے مخلص اور دانا بزرگ وزیر سے جا کر ملو اور اپنی سیاہی اور قلم بھی لے جاؤ تا کہ وہ تم سے کام لے سکے یحییٰ نے کہا اگر میں اس کے پاس گیا تو البتہ صداقت اور خلوص اس کے سامنے آئے گا ورنہ جس رائے کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے اس سے معلوم ہوتا کہ وہ جاہل بھی ہے اور دھوکہ باز منافق ہے، کچھ روز کے بعد یحییٰ کو اپنی بات یاد آئی اور وہ فوراً اس کے پاس بھاگ گیا۔

فضل بن الربیع کا مشورہ کرنا

سہل بن ہارون کہتا ہے کہ فضل بن ربیع نے بغداد کے اپنے بعض خاص با اعتماد سرداروں اور عمائد سے یہ ساز باز کی کہ وہ روزانہ وہاں کی خبریں اسے لکھتے رہیں، چنانچہ جب امین نے مامون کو ولی عہدی سے برطرف کردینے کا عزم پختہ کر لیا تو فضل بن الربیع نے ان لوگوں میں سے ایک شخص کو اس معاملہ میں مشورہ کے لیے اپنے پاس بلایا اس نے کہا میں اس بات کو برا سمجھتا ہوں کہ مامون کے ساتھ بیوفائی کروں اور اس کے لیے جو عہد میں نے کیا ہے اسے توڑ دوں ایسا نہیں کروں گا فضل نے کہا تمہارا اعتراض معقول ہے مگر اب خود مامون نے ایسی حرکت کی ہے کہ اس سے رشید کا وہ عہد ختم ہو گیا جو انھوں نے اس کے لیے لیا تھا۔ اس نے پوچھا کیا اس معاملہ میں اس کا قصور عوام کے نزدیک اسی طرح پایۂ ثبوت کو پہنچ گیا جس طرح اس کی ولایت عہد کی بیعت جس کی تجدید کا حال سب کو معلوم ہے فضل بن الربیع نے کہا ایسا تو نہیں۔ اس شخص نے کہا فرض کرو کہ اسی نے خلاف معاہدہ کوئی بات کی ہے مگر جب تک اس کا علم عام نہ ہو جس کی وجہ

سے عہد توڑا جا سکے کیا اس صورت میں عوام کے نزدیک آپ کا عہد کو توڑنا ضروری سمجھا جائے گا، فضل بن الربیع نے کہا کہ ہاں اس پر اس شخص نے بلند آواز سے کہا اللہ اللہ آج ایسا سابقہ مجھے کبھی پیش نہیں آیا تھا یہ وہی مامون ہے جس کی عزت اور منزلت کے قیام اور استحکام میں آپ بھی مشیر تھے آج آپ ہی اس کی مخالفت پر آمادہ ہیں۔

فضل بن الربیع دیر تک سر نیچا کیے سوچتا رہا اور پھر اس نے سر اٹھا کر کہا میں اسی بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ تم نے اپنی سچی رائے مجھ سے بیان کر دی اور بہت خوبی کے ساتھ اپنی امانت سے عہدہ برآ ہوئے مگر یہ بتاؤ کہ اگر ہم رائے عامہ کو کسی طرح سے اپنے ساتھ کر لیں اور ہمارے شیعہ اور ہماری فوجیں ہمارے ساتھ ہو جائیں تو پھر تمہاری کیا رائے ہے، اس نے کہا یہ آپ کیا فرماتے ہیں جس طرح عوام نے مامون کے لیے بیعت کی ہے اسی طرح آپ کی فوجوں نے جو عوام ہی پر مشتمل ہے اس کے لیے بیعت کی ہے اور ان کے دلوں میں وہ عہد دفا راسخ ہو چکا ہے اگر وہ اپنے ضمیر کے خلاف ظاہر میں اس معاملہ میں آپ کے ساتھ بھی ہو جائیں تب بھی ان کی وفاداری پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ اطاعت وہی ہے جو ذاتی علم اور فہم پر مبنی ہو، فضل بن الربیع نے کہا اس تحریک کی کامیابی کی صورت میں جو منافع ان کو حاصل ہوں گے ان کی وضاحت کر کے ان کو اپنے ساتھ ملا لیتے ہیں اس نے کہا تب بھی اس وقت تو بادل ناخواستہ وہ آپ کی بات کو مان لیں گے مگر جب ان کے خلوص سے کام لینے کی ضرورت ہوگی وہ آپ کا ساتھ چھوڑ دیں گے فضل بن الربیع نے پوچھا عبداللہ کی فوجوں کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا وہ دل سے اس کے ساتھ ہیں اور اس کے لیے پہلے سے قولاً اور فعلاً کوشش کی گئی ہے، فضل نے پوچھا اس کی عام رعایا کے متعلق تم کیا خیال رکھتے ہو اس نے کہا ہمیشہ سے امتحان کے وقت ان کا طرز عمل ایسا رہا ہے جس پر افسوس نہیں کیا گیا نیز اس بنا پر بھی ان کے خلاف کوئی بات نہیں کہی جا سکتی کہ اس وقت تو وہ اپنے مال و متاع کے پاس ہیں اور ان کو یہ بھی توقع ہوگی کہ اس کی وجہ سے ان کو مال اور معیشت میں فراغت حاصل ہوگی وہ اپنی موجودہ خوشحالی کا ضرور دفاع کریں گے اور اس بات سے خائف ہوں گے کہ کہیں فتنہ و فساد کی وجہ سے ان پر مصیبت نازل نہ ہو، موجودہ حالات میں اس بات کی کامیابی کی کوئی توقع نہیں ہے کہ ہم اس کے علاقہ کے بڑے لوگوں کو اس کا مخالف بنا دیں اور اس چال سے اس کا مقابلہ کریں اس کے حسن انتظام اور عدل و انصاف کی وجہ سے چونکہ وہاں کے تمام کمزور، افسر اور رعایا اس سے محبت کرتے ہیں اس وجہ سے اس کا بھی موقع نہیں کہ علانیہ طور پر اس سے لڑنے کے لیے اس پر چڑھائی کی جائے، رہے طاقتور افراد ملک تو ان کو اس کے خلاف کوئی وجہ شکایت اور مخالفت نہیں یہاں یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ رعایا کا سواد اعظم کمزور اور ناتواں افراد پر مشتمل ہوا کرتا ہے۔

فضل کہنے لگا تم نے ایسی تقریر کی ہے جس سے کسی کاروائی کا موقع ہی نہیں رہا تمہارے بیان کے مطابق نہ اس کی فوجوں کو اپنے ساتھ ملایا جا سکتا ہے اور نہ یہاں سے اس کے مقابلہ پر کوئی فوج بھیجی جا سکتی ہے اس سے بھی بڑھ کر تم نے یہ بات کہی ہے کہ اس کی مخالفت کے لیے ہماری فوج میں کمزوری ہے اور اس کی فوج طاقتور ہے مگر اب کیا ہو سکتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ امیر المومنین جس بات کو اپنا حق سمجھتے ہیں اس کے ترک کر دینے پر آمادہ نہ ہوں گے اور اب تک اس معاملہ میں جو کاروائی ہو چکی ہے اس کے ہوتے ہوئے نہ میں خود اس بات پر آمادہ ہوں کہ اسے یہیں ختم کر دیا جائے بسا اوقات معاملات کا ابتدائی رخ بھیانک اور پُر خطر معلوم ہوتا ہے مگر ان کا انجام نیک اور مفید نکلتا ہے، اس کے بعد دونوں جدا ہو گئے۔

مامون کو صحیح حالات کی اطلاع

چونکہ فضل نے سرحد کی ناکہ بندی کر دی تھی تا کہ کوئی خط ادھر سے سرحد کے پار نہ جا سکے اس وجہ سے مامون کے قاصد نے ایک عورت کے ہاتھ اپنا خط روانہ کیا اس خط کو اس نے پالان کی لکڑی میں سوراخ کر کے بحفاظت رکھدیا اور اپنے ڈاکیے کو لکھا کہ جس قدر جلد ممکن ہو اسے مامون کے پاس پہنچا دے، وہ عورت امین کی سرحدی چوکیوں پر سے اس طرح گزرتے چلی گئی جس طرح کوئی راگیر ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کو جاتا ہے اس کی ہیئت کی وجہ سے نہ کسی کو اس پر شبہ گزرا اور نہ اس کی جامہ تلاشی کی گئی اس طرح مامون کو دارالخلافہ کی جو اطلاع موصول ہوئی وہ ان اطلاعات کے بالکل موافق تھی جو اسے دوسرے خطوط کے ذریعے سے مل چکی تھی جب ہر طرح اسے اپنی اطلاعات کی تصدیق ہو گئی تو اس نے ذوالریاستین سے کہا کہ ان کی اطلاعات سے اصل حقیقت واضح ہو چکی ہے کہ وہ کیا کرنا چاہتے ہیں ابتدائی آثار بعد میں آنے والے واقعات کا پتہ دیتے ہیں ہمارے لیے یہ کافی ہے کہ ہم حق پر رہیں اور شاید اس تلخی کا ثمرہ ہمیں شیریں ملے۔

سرحدوں پر فوجیں بھیجنا

جب مامون کے لیے دعا ترک کی گئی اور یہ بات صحیح طور پر معلوم ہو گئی کہ امین اسے علیحدہ کر دینا چاہتا ہے تو سب سے پہلا کام جو فضل بن سہل نے کیا یہ تھا کہ اس نے ان تمام سپاہیوں کو جن کو اس نے پہلے سے رے کے چاروں طرف پھیلا رکھا تھا اس فوج کے ساتھ مل جانے کا حکم دیا جو باقاعدہ طور پر رے میں متعین تھی ان کثیر التعداد فوجوں کی موجودگی سے ان علاقوں میں قحط پڑ گیا ان کی سربراہی کے لیے اس نے ہر درّہ اور ناکہ سے اس قدر سامان معیشت جانوروں پر لاد کر ان کے پاس پہنچا دیا کہ ہر ضروری شئے ان کو وہیں میسر آ گئی، یہ تمام فوجیں سرحد پر پڑی رہیں اس سے آگے نہ بڑھیں مگر اپنے اس طویل قیام کے زمانے میں انھوں نے کسی مسافر یا دوسرے شخص کو بالکل نہ چھیڑا اور نہ ستایا، اس کے بعد فضل بن سہل نے طاہر بن الحسین کو اس کے ماتحت سرداروں اور سپاہ کے ساتھ رے جانے کا حکم دیا طاہر مسلسل منازل طے کرتا ہوا رے پہنچا اور وہیں اپنا پڑاؤ ڈال دیا اس نے رے کے اطراف میں اپنے آدمی متعین کر دئے چوکیاں قائم کیں اور ہر طرف اپنے جاسوس اور مخبر پھیلا دئے۔

امین کا فوج بھیجنا

امین نے عصمہ بن حماد بن سالم کو ایک ہزار فوج کے ساتھ ہمدان بھیجا اسے حکم دیا کہ وہ وہیں مقام کر دے اور ضرورت کے مطابق صوبہ جبل کی جنگی کارروائیوں میں وہی سپہ سالار رہے اسے یہ بھی ہدایت کی کہ وہ اپنے مقدمتہ الجیش کو سادہ بھیج دے، امین نے اس کے بھائی عبدالرحمان بن حماد کو اس کی جگہ اپنی فوج خاصہ کا افسر مقرر کر لیا۔ اب فضل بن الربیع اور علی بن عیسیٰ امین کو اور زیادہ مامون کی علیحدگی اور اپنے بیٹے کے لیے بیعت لے لینے پر بھڑکانے اور ابھارنے لگے۔ چنانچہ اسی سال انھوں نے اسے اپنا ولی عہد مقرر کر کے علی بن عیسیٰ بن ماہان کو اس کا اتالیق اور داروغہ مقرر کیا محمد بن عیسیٰ بن نہیک کو اس کا کوتوال بنایا عثمان بن عیسیٰ بن نہیک کو اس کی فوج خاصہ کا افسر مقرر کیا عبداللہ بن عبیدہ کو اس کا افسر خراج اور علی بن صالح صاحب المصلی کو اس کا میر منشی مقرر کیا۔

اس سال کے دیگر واقعات

اس سال رومیوں نے میخائیل شاہ روم پر اچانک حملہ کر دیا اس نے بھاگ کر جان بچائی اور رہبانیت اختیار کر لی، اس نے دو سال حکومت کی اور اس کے بعد، لیون القائد روم کا بادشاہ ہوا۔

اس سال امین نے اسحاق بن سلیمان کو حمص سے واپس بلا لیا اور اس کی جگہ عبداللہ بن سعید الحرشی کو مقرر کیا، اس کے ہمراہ عافیہ بن سلیمان بھی تھا۔ عبداللہ نے وہاں کے بہت سے سر برآوردہ لوگوں کو قتل کر دیا اور دوسروں کو قید کر دیا اس نے چاروں طرف سے ان کے شہر میں آگ لگا دی اب انھوں نے امان کی درخواست کی عبداللہ نے ان کی درخواست قبول کی چند روز تو وہ لوگ امن وسکون سے بیٹھے مگر پھر شورش برپا کر دی اس مرتبہ عبداللہ نے ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا۔

۱۹۵ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

سکے کھوٹے قرار دیئے گئے

اس سال امین نے ان درہم و دینار کو کھوٹا قرار دیا جو ۱۹۴ھ میں اس کے بھائی مامون کے لیے خراسان میں رائج ہوئے تھے اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ مامون نے حکم دے دیا تھا کہ اب ان میں امین کا نام نہ ثبت کیا جائے ان سکوں کو رباعیہ کہتے تھے اور کچھ عرصہ کے بعد وہ چلتے نہ تھے۔

مامون اور قاسم کے لیے دعا بندی کا حکم

اس سال ماہ صفر میں امین نے اپنی تمام سلطنت میں مامون اور قاسم کے لیے منبروں پر دعا بند کرا دی اور حکم دیا کہ خود ان کے بعد ان کے بیٹے موسیٰ کے لیے دعا کی جائے اس وقت موسیٰ بالکل چھوٹا تھا ناطق بالحق اس کا نام تجویز کیا گیا یہ باتیں فضل بن الربیع کے مشورہ سے ہوئیں۔ جب مامون کو اس کی اطلاع ملی اس نے امام الہدیٰ اپنا نام رکھ لیا اور یہی لقب اب تحریر میں لکھا جانے لگا۔

علی بن عیسیٰ کا گورنر بننا

اس سال یکم ربیع الآخر کو امین نے علی بن عیسیٰ بن ماہان کو تمام صوبہ جبل کا گورنر بنا کر روانہ کیا، اس صوبہ میں نہاوند، ہمدان، قم اور اصفہان کے علاقے شامل تھے اس صوبہ کے تمام جنگی خراج کے معاملات سب اسی کے سپرد کئے بہت سے دوسرے فوجی امراء بھی اس کے ساتھ بھیجے۔ دو لاکھ دینار اسے اور پچاس ہزار اس کے بیٹوں کو دیئے جو فوج ساتھ بھیجی تھی اسے انعام اکرام سے مالا مال کر دیا دو ہزار مرصع تلواریں اور چھ ہزار پارچے خلعت میں اسے دیئے،

۸ جمادی الآخر بروز جمعہ انھوں نے اپنے تمام گھر والوں، موالی اور دوسرے امراء شاہیہ کو مقصورہ میں طلب کیا جمعہ کی نماز پڑھ کر مقصورہ میں آئے اور اپنے بیٹے موسیٰ کو ان سب کے سامنے محراب میں بٹھایا اس وقت ان کے ساتھ فضل بن الربیع اور دوسرے تمام مدعو حاضرین موجود تھے۔

امین کا فرمان

فضل نے امین کی طرف سے ایک فرمان پڑھ کر سنایا جس میں اپنی اس حسن رائے کا ذکر تھا جو وہ ان کے متعلق رکھتے ہیں اور وہ حق جتایا تھا جو خود ان کا ان پر ہے کیونکہ ابتدا میں صرف تنہا انھیں کے لیے بیعت لی گئی تھی جس کا پورا کرنا اب تک ان کے لیے ضروری ہے نیز یہ بتایا گیا تھا کہ عبداللہ نے امام اپنا لقب مقرر کر کے اور اپنے لیے دعوت دے کر اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا ہے اس نے ان سے خط و کتابت کا سلسلہ بھی بند کر دیا ہے اور سکوں اور فرامین سے ان کا نام تک خارج کر دیا ہے اس نے جو کچھ کیا ہے یا جن شرائط کا دعویٰ کرتا ہے ان میں سے کسی کا بھی اسے حق نہ تھا، اس کے بعد اس فرمان میں ان کو ان کی اطاعت کرنے اور ان کی بیعت پر قائم رہنے کے لیے ترغیب دی گئی تھی۔

فضل بن الربیع کی تقریر

جب وہ فرمان پڑھا جا چکا تو سعید بن الفضل خطیب نے کھڑے ہو کر اس کے فرمان کے مضمون کی تائید اور تصدیق کی اس کے بعد فضل بن الربیع نے بیٹھے ہوئے ایک طویل تقریر کی جس میں اس نے یہ کہا کہ،

''امیر المومنین محمد الامین کی موجودگی میں کسی دوسرے کو امامت یا خلافت کا کوئی حق نہیں اور اللہ نے عبداللہ وغیرہ کا حصہ مقرر نہیں کیا ہے، اس معاملہ میں نہ امین کے اہل بیت میں سے کسی شخص نے نہ اور دوسروں نے ایک لفظ زبان سے نکالا البتہ محمد بن عیسیٰ بن نہیک اور فوج خاصہ کے بعض دوسرے سربرآوردہ لوگوں نے کچھ کہا۔ اپنی اس تقریر کے دوران میں فضل بن الربیع نے یہ بھی اعلان کیا کہ اے اہل خراسان امیر موسیٰ بن امیر المومنین نے اپنے ذاتی مال میں سے تین کروڑ درہم تم میں تقسیم کرنے کا حکم دیا ہے، اس کے بعد سب لوگ چلے گئے علی بن عیسیٰ نے امین سے آ کر کہا کہ خراسانیوں نے مجھے لکھا ہے کہ اگر میں مامون کے خلاف جارحانہ کاروائی کروں تو وہ سب کے سب میرے ساتھ ہو جائیں گے۔

اس سال علی بن عیسیٰ مامون کے خلاف لڑنے کے لیے رے روانہ ہوا۔

علی بن عیسیٰ کی پیشقدمی

۱۵ جمادی الآخر ۱۹۵ھ جمعہ کے دن شام کو نماز عصر تک علی بن عیسیٰ مدینۃ الاسلام سے اپنی اس قیام گاہ کی طرف روانہ ہو گیا جو نہر بین پر قائم کی گئی تھی اور وہاں اس نے تقریباً چالیس ہزار فوج کے ساتھ قیام کیا یہ اپنے ساتھ چاندی کی ایک زنجیر بھی لے گیا تھا کیونکہ اسے خیال تھا کہ وہ اس سے مامون کو قید کرے گا۔ ہفتہ کے دن جب کہ ماہ جمادی الثانی ختم ہونے میں چھ روز باقی تھے خود امین علی بن عیسیٰ کے ساتھ نہروان تک آئے اور ان فوجوں کو جو علی بن عیسیٰ کے ساتھ جا رہی تھیں باقاعدہ معائنہ کیا اس دن کا بقیہ حصہ انھوں نے نہروان میں بسر کیا اور پھر مدینۃ الاسلام واپس آ گئے علی تین دن نہروان میں ٹھہر کر اپنی منزل مقصود کی طرف تیزی سے روانہ ہوا اور مسلسل کوچ کرتا ہوا ہمدان پہنچا اور وہاں اس نے عبداللہ بن حمید بن قحطبہ کو ہمدان کا والی مقرر کیا۔

دیگر فوجوں کا عیسیٰ کے ساتھ ملنا

اسی دوران امین نے عصمہ بن حماد کو یہ حکم بھیجا تھا کہ وہ خود تو اپنے کچھ خاص آدمیوں کے ساتھ واپس آ جائے اور اپنی بقیہ فوج اور دوسرے تمام مال ومتاع اور اسلحہ کو علی بن عیسیٰ کے حوالے کر دے، انھوں نے ابودلف قاسم بن عیسیٰ کو بھی حکم بھیجا کہ وہ تمام جماعت کے ساتھ علی بن عیسیٰ سے جا ملے انھوں نے ہلال بن عبداللہ الحضرمی کو اس کے ساتھ کیا اور اس کا منصب مقرر کیا، اس کے بعد انھوں نے عبدالرحمٰن بن جبلۃ الانباری کو دینور کا گورنر مقرر کر کے حکم دیا کہ تم اپنی جمعیت کے ساتھ روانہ ہو جاؤ اور اسی کے ساتھ انھوں نے وہ دو کروڑ درہم بھی بھیجے جو اس سے پہلے ہی اس کے پاس بھیج دیے گئے تھے مگر علی عبدالرحمٰن کے اس کے پاس پہنچنے سے پہلے ہی ہمدان سے رے روانہ ہو گیا تھا یہ پورے بندوبست کے ساتھ رے پہنچا وہاں طاہر بن الحسین نے چار ہزار سے بھی کم فوج کے ساتھ جس کی کل تعداد تین ہزار آٹھ سو بیان کی گئی ہے اس کا مقابلہ کیا۔

مقابلے کا عزم

طاہر کی چھاؤنی سے تین شخص علی بن عیسیٰ کا تقرب حاصل کرنے اس کے پاس چلے آئے علی نے ان سے پوچھا تم کون ہو اور کہاں کے باشندے ہو ان میں سے ایک نے کہا میں آپ کے بیٹے عیسیٰ کی فوج کا ایک سپاہی ہوں جسے رافع نے قتل کر دیا علی نے کہا خوب تم تو میری ہی فوج کے ہو اور پھر اس کے حکم سے اسے دو سو کوڑے مارے گئے، اس کے علاوہ دوسرے دو شخصوں کے ساتھ بھی اس نے اہانت آمیز برتاؤ کیا اس کے اس طرز عمل کی خبر طاہر کی تمام فوج میں پھیل گئی جو کہ اس وجہ سے اور زیادہ اس سے متنفر ہو گئے اور اب اس کے مقابلہ کے لیے زیادہ پختہ ارادہ سے تیار ہو گئے۔

علی بن عیسیٰ کے مقابلہ میں روانگی

احمد بن ہشام بیان کرتا ہے کہ ابھی ہمیں اس بات کی اطلاع نہیں ملی تھی کہ مامون نے اپنی خلافت کا اعلان کر دیا ہے کہ ہمارا علی بن عیسیٰ سے مقابلہ ہو گیا، میں نے طاہر سے کہا کہ جس تزک اور احتشام سے علی آیا ہے وہ تمہارے سامنے ہے اگر ہم اس سے لڑنے کے لیے سامنے آئیں اور وہ یہ کہے کہ میں امیر المومنین کا عامل ہوں اور ہم کو اس کا اقرار کرنا پڑے گا تب ہم کس منہ سے اس سے لڑ سکیں گے، طاہر نے کہا اس بارے میں اب تک مجھے کوئی ہدایت نہیں ملی ہے میں نے کہا اس معاملہ کو تم مجھ پر چھوڑ دو۔ طاہر نے کہا جو تمہاری سمجھ میں آئے کر لو، میں اسی وقت منبر پر چڑھا اور میں نے محمد کو خلافت سے برطرف کر کے مامون کی خلافت کی دعوت دی اور اب ہم اسی دن یا دوسرے دن بروز ہفتہ ماہ شعبان ۱۹۵ھ کو وہاں سے چل کر قسطانہ آئے یہ مقام رے سے عراق کی سمت میں پہلی منزل ہے اس وقت علی بن عیسیٰ مشکوبہ نامی ایک صحرا تک آ پہنچا تھا اور اب ہمارے اور اس کے درمیان سات فرسنگ کا فاصلہ تھا ہم نے اپنے مقدمۃ الجیش کو اور آگے بڑھا دیا کہ اب وہ علی سے صرف دو فرسنگ پر رہ گیا تھا اس کا یہ خیال تھا کہ جب طاہر اسے دیکھے گا اسی وقت اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دے گا مگر جب علی نے محسوس کیا کہ یہ تو واقعی جنگ پر تلا ہوا ہے تو اس نے کہا یہ تو بے آب وگیاہ صحرا ہے یہاں پڑاؤ ڈالنا مناسب نہیں اس خیال سے وہ طاہر کی بائیں جانب ہو کر ایک باٹ میں جس کا نام بنی الثراری کا

باٹ تھا آ گیا۔

ہمارے ساتھ ترک تھے ہم ایک نہر کے کنارے اتر پڑے علی بھی ہم سے قریب ہی ٹھہرا ہمارے اور اس کے درمیان ٹیلے اور پہاڑیاں واقع تھیں، آخر شب میں ایک شخص نے مجھ سے آ کر کہا کہ علی رے میں داخل ہو گیا ہے اس نے اہل رے کو سازش کر کے اپنے ساتھ ملا لیا ہے میں اس شخص کے ساتھ شاہراہ پر آیا اسے غور سے دیکھا اور پھر میں نے کہا دشمن کا راستہ تو یہی ہے مگر یہاں کسی جانور کا نشان قدم معلوم نہیں ہوتا اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اس راہ سے اب تک کوئی گزرا نہیں ہے۔

میں نے طاہر کو آ کر بیدار کیا اس سے کہا نماز پڑھ لو اس نے کہا ہاں پڑھتا ہوں اس نے پانی منگوایا اور نماز کی تیاری کرنے لگا میں نے اس سے تمام واقعہ بیان کیا، صبح ہو گئی اس نے مجھ سے کہا سوار ہو کر چلو اب ہم شاہراہ پر آئے اور ٹھہر گئے طاہر نے کہا کیا تم ان ٹیلوں سے آگے جا سکتے ہو، ہم ٹیلوں پر سے ہوتے ہوئے ایسے مقام پر آئے جہاں سے علی بن عیسیٰ کی قیام گاہ ہمارے سامنے تھی ہم نے دیکھا کہ اس کی فوج اسلحہ لگا رہی ہے طاہر نے کہا کہ الٹے قدم واپس چلو ہم اپنی قیام گاہ آئے اس نے خروج کا حکم دیا میں نے فوراً اماموئی حسن بن یونس المحاربی اور رستمی کو بلا کر کہا کہ اب چلو وہ سب جنگ کے لیے باہر آئے ماموئی میمنہ پر تھا اور رستمی اور محمد بن مصعب میسرہ پر تھے۔

پہلا مقابلہ

دوسری طرف سے علی بن عیسیٰ اپنی کثیر التعداد فوج کے ساتھ مقابلہ پر برآمد ہوا، اسلحہ اور سونے کی چمک سے تمام میدان سنہرا اور روپہلا ہو رہا تھا، اس کے میمنہ پر حسین بن علی تھا جس کے ساتھ ابودلف قاسم بن عیسیٰ بن ادریس متعین تھا اور اس کے میسرہ پر کوئی دوسرا سردار متعین تھا اب انھوں نے ہم پر حملہ کیا اور ہمیں شکست دی یہاں تک کہ وہ ہماری قیام گاہ میں گھس آئے مگر اسی وقت طاہر نے اپنی قیام گاہ سے نکل کر ان پر حملہ کیا اور ان کو مار بھگایا۔

جنگی چال

لڑائی سے پہلے طاہر نے علی بن عیسیٰ کی فوج کی کثرت اور ساز و سامان دیکھ کر کہا تھا کہ ہم میں اس کے مقابلہ کی طاقت نہیں البتہ ہم ان سے خارجیوں کی طرح لڑتے ہیں اس نے ارادہ کیا کہ علی کی فوج کے قلب پر حملہ کرے اور اس غرض سے اس نے سات سو خوارزمیوں کو اکٹھا کیا جن میں میکائیل، بسل اور داؤد سیاہ تھے میں نے طاہر سے کہا کہ میں ایک چال کرتا ہوں وہ یہ کہ علی بن عیسیٰ کو وہ بیعت یاد دلاتا ہوں جو خاص طور پر اس نے تمام اہل خراسان کی طرف سے ان کے نمائندہ کی حیثیت سے مامون کے لیے کی تھی اس نے کہا اچھی بات ہے ضرور ایسا کرو اب ہم نے وہ دونوں معاہدے دو نیزوں کے پھلوں سے باندھے اور میں دونوں صفوں کے درمیان جا کر کھڑا ہوا میں نے امان مانگی اور کہا تھوڑی دیر کے لیے رک جاؤ نہ ہم تمہیں ماریں اور نہ تم ہمیں مارو علی بن عیسیٰ نے کہا ہاں میں اس بات کو قبول کرتا ہوں میں نے کہا اے علی بن عیسیٰ تم اللہ سے نہیں ڈرتے کیا یہ وہ عہد نامہ نہیں ہے جس میں خاص طور پر تم نے مامون کی بیعت کی ہے اللہ سے ڈرو اب تم قبر کے دروازے پر پہنچ گئے ہو، اس نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے کہا احمد بن ہشام۔

چونکہ علی نے اس کے چار سو کوڑے لگوائے تھے اس وجہ سے اس کا نام سنتے ہی اسے پھر غصہ آ گیا اور اس نے خراسانیوں کو للکارا کہ جو اسے پکڑ کر لائے اسے دو ہزار درہم دیے جائیں گے۔

ہمارے ساتھ ایک بخاری جماعت تھی اس نے علی پر تیر اندازی کی اور کہنے لگے کہ ہم تجھے قتل کر کے تیرے مال پر قبضہ کر لیتے ہیں اس کے بعد ہی اس کی قیام گاہ سے عباس بن اللیث مہدی کا مولی اور ایک شخص جس کا نام حاتم الطائی تھا میدان جنگ میں نکل کر آئے۔ طاہر نے اس پر حملہ کیا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے تلوار کے قبضہ کو مضبوطی سے پکڑ کر ایسی ضرب لگائی کہ اسے زمین پر گرا دیا۔ داؤد سیاہ نے علی بن عیسیٰ پر حملہ کیا اور اسے زمین پر گرا دیا وہ علی کو پہچانتا نہ تھا اس روز وہ ایک ایسے گھوڑے پر سوار تھا جس کے پاؤں کمیت رنگ کے تھے یہ گھوڑا اسے امین نے دیا تھا حالانکہ جنگ میں ایسے گھوڑوں کو برا سمجھتے ہیں اور اسے شکست کی علامت خیال کرتے ہیں۔

علی بن عیسیٰ کا قتل

علی کو زمین پر گرا کر داؤد نے کہا کہ کیوں نہ ہم اسے قتل کر دیں اس پر طاہر الصغیر نے جس کا نام طاہر بن التاجی ہے اس سے پوچھا کیا تم علی بن عیسیٰ ہو علی نے اس خیال سے کہ یہ میرا نام سن کر مرعوب ہو جائے گا اور مجھ پر وار نہیں کرے گا یہ کہہ دیا کہ ہاں میں علی بن عیسیٰ ہوں اتنا سنتے ہی طاہر الصغیر اس پر چڑھ دوڑا اور اس نے تلوار سے اسے ذبح کر ڈالا محمد بن مقاتل بن صالح نے ان سے حجت یہ کی کہ سر میں لوں گا اس میں تو اسے کامیابی نہیں ہوئی مگر اس نے اس کی ڈاڑھی کے بالوں کا ایک مٹھا نوچ لیا اور اس کو طاہر کے پاس لے آیا اور اس کے قتل کی بشارت دی اصل میں طاہر کا پہلا وار فتح کا سبب ہوا اور چونکہ اس نے دونوں ہاتھوں سے تلوار پکڑی تھی اس وجہ سے اسے اسی دن سے ذوالیمینین کہنے لگے۔

علی کی فوج بھاگ گئی۔

علی کے تیر انداز ہم پر تیر چلانے کے لیے آمادہ ہوئے مجھے بھی اب تک اس کے قتل کا علم نہیں ہوا تھا اتنے میں شور مچا کہ سردار مارا گیا اب کیا تھا علی کی فوج بھاگی اور ہم نے دو فرسنگ تک اس کا تعاقب کیا بارہ مرتبہ وہ ہمارے مقابلے کے لیے ٹھہرے مگر ہر مرتبہ ہم نے ان کو مار بھگایا طاہر بن التاجی علی بن عیسیٰ کا سر لیے ہوئے میرے قریب آیا میں اسے دیکھ کر بہت خوش ہوا کیونکہ علی کا ارادہ تھا کہ وہ میرے سر کو اس منبر پر نصب کرے جس پر امین کی خلافت سے علانیہ طور پر انکار کیا گیا تھا اس نے یہ بھی حکم دیا تھا کہ رے میں اس کے لیے دن کا کھانا تیار کیا جائے میں شکست خوردہ فوج کے تعاقب سے پلٹ آیا۔

علی کا ایک تھیلا مجھے ملا اس میں ایک نیم آستین ایک کرتا اور ایک جُبّہ تھا اس کو پہن کر میں نے دو رکعت نماز شکر ادا کی، ہمیں اس کی قیام گاہ سے سات سو تھیلیاں درہموں سے پر ملیں ہر تھیلی میں ایک ہزار درہم تھے ہم نے دیکھا کہ وہ بخاری جماعت جس نے اسے گالیاں دی تھیں کئی خچر جن پر صندوق بار تھے اسی خیال سے لیے ہوئے تھے کہ ان میں مال ہوگا۔ انھوں نے وہ صندوق توڑے دیکھا کہ ان میں سواد کی شراب بھری ہوئی ہے اب انھوں نے شراب کے شیشے آپس میں تقسیم کر لیے اور کہنے لگے کہ چونکہ آج ہم نے بڑی محنت کی ہے آؤ شراب پئیں، میں طاہر کے خیمہ میں آیا وہ میری اس تاخیر سے غمگین تھا دیکھتے ہی کہنے لگا بشارت ہو یہ علی کا سر موجود ہے، جتنے غلام وہاں موجود تھے فرطِ خوشی میں اس نے سب کو گلے سے لگا لیا اب علی کا جسد طاہر کے پاس اس حالت میں لائے کہ انھوں نے اس کے دونوں ہاتھوں کو پیروں سے باندھ دیا تھا جس طرح کہ گدھے کو اٹھاتے ہیں۔ اس کے حکم سے اسے کمبل میں لپیٹ کر ایک کنویں میں ڈال دیا

گیا۔ طاہر نے اس فتح کی بشارت ذوالریاستین کو لکھ بھیجی اگر چہ جہاں ہم تھے وہاں سے مرو تقریباً دو سو پچاس فرسنگ کے فاصلہ پر تھا مگر طاہر کا خط صرف جمعہ کی رات اور اتوار کی رات کو چل کر اتوار کے دن مرو پہنچ گیا۔

فتح کی بشارت مامون کے پاس

ذوالریاستین کہتا ہے جس روز ہمیں اس فتح کی خبر ملی ہے اسی دن ہم نے ہرثمہ کو پورے ساز و سامان کے ساتھ طاہر کی مدد کے لیے روانہ کیا تھا وہ اسی دن اپنے کام پر چلا گیا خود مامون بھی کچھ دور تک اس کے ساتھ چلے۔ میں نے مامون سے کہا کہ اب یہ بات بہت ضروری ہوگئی ہے کہ آپ کی خلافت کا اعلان کر دیا جائے کیونکہ ہمیں اندیشہ ہے کہ عنقریب یہ تجویز آپ کے سامنے پیش کی جائے گی کہ دونوں بھائیوں میں مصالحت کرا دی جائے البتہ جب آپ کی خلافت کا باقاعدہ اعلان ہو چکا ہوگا اس وقت آپ کے لیے یہ ممکن نہ ہوگا کہ جو قدم آپ نے اس معاملہ میں اب بڑھا دیا ہے اسے واپس کریں۔ یہ کہہ کر میں ہرثمہ اور حسن بن سہل بڑھے اور ہم نے ان کو خلیفہ کہہ کر سلام کیا اب کیا تھا ان کے تمام شیعوں نے فوراً ان کی بیعت کر لی۔

میں ہرثمہ کو چھوڑ کر اپنے گھر واپس آیا چونکہ اس کے سامان سفر کی تیاری میں مصروفیت کی وجہ سے میں تین دن سے سونہ سکا تھا اس لیے آج بہت ہی تھکا ماندہ تھا اتنے میں میرے خدمتگار نے آ کر کہا کہ عبدالرحمٰن بن مدرک حاضر ہے یہ عامل ڈاک تھا۔ ہم پہلے سے منتظر تھے کہ کوئی نہ کوئی خط آتا ہوگا چاہے اس میں جو خبر درج ہو وہ ہمارے موافق ہو یا مخالف، وہ کمرہ میں آ کر خاموش کھڑا رہا میں نے پوچھا کیا ہے اس نے کہا فتح کی بشارت آئی ہے، میں نے طاہر کا خط پڑھا اس میں مرقوم تھا

> ''اللہ آپ کی عمر میں برکت دے آپ کے دشمنوں کو تباہ اور برباد کرے میں آپ کو یہ خط لکھ رہا ہوں اور علی بن عیسیٰ کا سر میرے سامنے پڑا ہے اس کی انگوٹھی میری انگلی میں ہے۔
> والحمد الله رب العالمین''

میں فوراً تنہا امیر المومنین کے قصر کی طرف لپکا میں محل کے احاطہ میں پہنچ چکا تھا تب میرا غلام میرے پاس آیا میں نے مامون کو جا کر اس فتح کی بشارت دی اور وہ خط پڑھ کر سنایا انھوں نے اسی وقت اپنے تمام گھر والوں، فوجی امراء اور دوسرے عمائد اور اکابر کو اپنے پاس طلب کیا دربار میں پہنچ کر سب نے ان کو خلیفہ کہہ کر سلام کیا، منگل کے دن علی کا سر بھی آ گیا اور خراسان میں گشت کرایا گیا۔

امین کو خلافت کی اطلاع

ایک شخص بیان کرتا ہے کہ جب علی بن عیسیٰ کے قتل کی خبر امین کو ملی جو اس وقت دریا کے کنارے مچھلی کے شکار میں مصروف تھے انھوں نے خبر رساں سے کہا کہ اس کا ذکر ابھی مت کرو کوثر نے دو مچھلیاں پکڑ لی ہیں اور میں نے اب تک ایک بھی نہیں پکڑی ہے۔ طاہر کا ایک حاسد دشمن اس فتح سے پہلے کہا کرتا تھا کہ علی اس پر غلبہ پالے گا اور علی کی فوج کی کثرت اور اہل خراسان کی اس کے ساتھ عقیدت مندی کی وجہ سے طاہر اس کے سامنے ٹھہر بھی نہیں سکے گا مگر جب وہ مارا گیا تو اب یہ بالکل کھو گیا اور کہنے لگا بخدا طاہر ایسا جوانمرد ہے کہ اگر وہ صرف اکیلا ہو اور علی اپنی ساری فوج کے ساتھ بھی ہو تب بھی وہ اس سے ضرور لڑے گا یہاں تک کہ وہ غالب آ جائے یا مارا جائے۔

علی کی فوج کے ایک نہایت بہادر اور جری شخص نے اس کا مرثیہ کہا، جب اس کے قتل کی اطلاع امین کو اور فضل کو بغداد میں ہوئی اس نے مامون کے خادم نوفل کو جو بغداد میں اس کا وکیل، خازن، اہل وعیال کا نگران اور تمام اس کی جائداد کا مختار تھا امین کی طرف سے بلا بھیجا اور پھر اس سے وہ ایک کروڑ درہم لے لیے جو رشید نے مامون کو عطا کئے تھے نیز مامون کی تمام منقولہ اور غیر منقولہ جائداد پر جو سواد میں تھی قبضہ کر کے اس پر اپنے کارندے مقرر کر دیئے اور عبدالرحمٰن الانباری کو پوری طاقت اور ساز وسامان کیساتھ طاہر کے مقابلہ پر روانہ کیا یہ بغداد سے روانہ ہو کر ہمدان آ گیا۔

موقع کے اشعار

اس موقع پر عبداللہ بن خازم نے یہ بات کہی تھی کہ امین اپنی الٹی اور بے ہنگم تدبیروں سے پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہٹانا اور فوجوں کو شکست دینا چاہتا ہے حالانکہ یہ کبھی نہ ہوگا اس پر کسی پہلے شاعر کی یہ بات صادق آتی ہے۔ جس گلہ کا چرواہا تُو ہے وہ تو تباہ ہو کر رہے گا۔

جب امین نے اپنے بیٹے موسیٰ کو اپنا ولی عہد خلافت بنایا اور علی بن عیسیٰ کو رے بھیجا تو بغداد کے کسی شاعر نے امین کے سراپا لہو ولعب میں انہماک امور جہانبانی سے غفلت اور علی بن عیسیٰ اور فضل بن الربیع کے ان کے مزاج میں درخور اور اقتدار کو دیکھ کر یہ قصیدہ لکھا۔

اضاع الخلافة غش الوزير
و فسق الامام و جهل المشير

''وزیر کی نمک حرامی، مشیر کی نادانی اور امام وقت کے فسق وفجور میں انہماک نے خلافت کو تباہ کر دیا۔''

امین کے نام خط

امین نے جب اپنے سفیروں کے ذریعے مامون کو وہ خط بھیجا جس میں اس سے کہا گیا تھا کہ تم میرے بیٹے موسیٰ کے لیے بیعت کرلو تو مامون نے اس خط کا جواب یہ دیا تھا۔

''امابعد! مجھے امیر المومنین کا خط ملا۔ اس میں آپ نے میری اس منزلت سے انکار کیا ہے جو میرے ابا کی دی ہوئی ہے آپ چاہتے ہیں کہ میں اس حق کی خلاف ورزی کروں جو سب کو معلوم ہے اگر آپ انصاف سے کام لیتے اور اسے نہ چھوڑتے تو آپ کی بات درست ہوتی اور اگر اس وقت میں آپ کی اطاعت سے سرتابی کرتا تو میری بات گر جاتی مگر اب تو معاملہ اس کے برعکس ہے میں بدستور آپ کا عقیدت مند اور نیاز مند ہوں اور آپ حق اور انصاف کی خلاف ورزی کر رہے ہیں آپ کے لیے مناسب یہ ہے کہ اپنے ذاتی اغراض سے اعراض کر کے آپ حق اور انصاف پر کاربند ہوں اس کے بعد اگر میں حق پر قائم رہوں گا تو آپ کو میری طرف سے کوئی خطرہ نہ ہونا چاہیے اور اگر میں اس کی خلاف ورزی کروں گا تو اس وقت آپ اپنی کاروائی میں حق بجانب ہوں گے، آپ نے اپنے خط میں اطاعت کی خوبی اور مخالفت کی برائی لکھی ہے میں خود اس بات سے اچھی طرح واقف ہوں کہ حق کی مخالفت کر کے کوئی شخص باقی نہ بچا، البتہ جو حق پر قائم ہے اسے کچھ اندیشہ نہیں والسلام۔''

علی کے نام خط

جب مامون کو معلوم ہوا کہ علی بن عیسیٰ بھی امین کے ساتھ ہو گیا ہے اس نے یہ خط اسے لکھا۔

"امابعد۔ تم وہ ہو جس نے ہماری اس تحریک کو کامیاب بنایا ہے تم اور تمہارے اسلاف ہمیشہ سے ہماری خلافت کی حفاظت اور تائید کرتے رہے ہیں تم اس جانثاری کو اپنے اوپر اپنے ائمہ کا حق سمجھتے رہے ہو تم نے ہمیشہ جماعت کے نظام کو برقرار رکھا ہے، اور طاعت میں جانثاری کی ہے اپنے مخالفوں کو قتل کیا ہے اپنے ساتھیوں کی مدد و حمایت کی ہے اپنے ائمہ کو تم نے ہمیشہ اپنے آباء اور اپنی اولاد پر ترجیح دی ہے اور شدت اور راحت ہر حالت میں ان کا ساتھ دیا ہے تم نے ہمیشہ اجتماع اور اتحاد کو اپنی فلاح اور صلاح سمجھا اور افتراق کو اپنی تباہی اور بربادی، جس نے جماعت کا ساتھ چھوڑا اسے تم نے بھی گمراہ سمجھا، تم وہ لوگ ہو جن کے ذریعہ اللہ نے اپنا انتقام ہمارے دشمنوں سے لیا ہے کتنے ہمارے دشمن ہیں جن کو تم نے قتل کر کے میدان میں بغیر خبر گیری کے درندوں کا لقمہ بنا دیا کہ اب ہوائیں ان پر افسوس کر رہی ہیں۔ تمہاری انھیں جانثاریوں اور کارگزاریوں کی وجہ سے ائمہ نے تم کو وہ اعلیٰ اور اشرف درجہ اور مرتبہ عطا کیا جس پر آج تم فائز ہو نیز خلافت کے تمام معاملات میں وہ سب کے سب تم پر مکمل اعتماد رکھتے تھے اور تم کو ہر بات میں پیش پیش رکھتے تھے اسوجہ سے امور خلافت میں جو اعتماد اور مرتبہ تمہیں حاصل ہے وہ کسی دوسرے کو نہیں بلکہ تم ہی اس کے سربراہ اور منتظم ہو۔

تمام قوم میں تمہارا مرتبہ یہ ہے کہ اگر تم حکم دو کہ پاس آؤ تو وہ پاس آ جائیں گے تم کہو آگے بڑھو وہ آگے بڑھ جائیں گے تم رکو وہ بھی وہیں رک جائیں گے اور کھڑے رہیں گے، اسی خیر خواہی اور جانثاری کی وجہ سے تمہاری عزت اور وقعت دن دوگنی رات چوگنی بڑھتی رہی اور اسی طرح ترقی کرتے کرتے تم آج اپنے اس موجودہ مرتبہ پر فائز ہو، تمہاری زندگی کا بیشتر حصہ گزر چکا ہے اور اب خاتمہ کا زمانہ ہے جس میں اس بات کا انتظار ہوتا ہے کہ یہ زمانہ بھی خیر خوبی سے گذر جائے تا کہ اس کی وجہ سے تمام گزشتہ کارگذاریاں مقبول اور معروف ہو جائیں ورنہ اگر آخر زمانے میں کوئی لغزش ہو جاتی ہے تو اس کی وجہ سے عمر بھر کی خدمات پر پانی پھر جاتا ہے مگر اس وقت تم نے اپنے آقا ن نعمت اور ارا کین امامت کو بڑی مشکل میں ڈال دیا ہے کہ جس عہد و پیمان کو تم نے خود دوسروں سے منعقد کرایا تھا خود تم اب اس کو توڑ رہے ہو وہ عہد صرف خواص تک محدود نہ تھا بلکہ عوام الناس سے بھی نہایت ہی راسخ وعدوں اور غلیظ قسموں کے ساتھ لیا گیا تھا۔

اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہماری بات بگڑ جائے گی، تمام قوم میں تفریق پیدا ہو جائے گی اسکی وجہ سے یہ نعمت خلافت ہمارے ہاتھ سے نکل جائے گی اور ہمارے اسلاف کی تمام محنت اور کاوش برباد ہو گی پھر تمہارے اولیائے نعمت ہی برباد ہو جائینگے تو ضروری ہے کہ ان کے زوال کا اثر خاص طور پر خود تم تک بھی ظاہر ہوگا اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت خراب نہیں کرتا مگر اسوقت کہ خود

وہ قوم اپنے کو بدل دے، جو شخص خلافت کی عزت کے محافظوں کی عام طور پر بربادی کے لیے جدوجہد کرتا ہے خود وہ اپنا کچھ کم دشمن نہیں اس کارروائی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ سب کے سب مارے جائیں گے تمہارا وہ مرتبہ ہے کہ اگر تم اس کارروائی کی مخالفت کرتے تو تمہاری رائے پر عمل ہوتا، اور کسی طرح سے تمہاری اس رائے کو بدنیتی پر محمول نہیں کیا جا سکتا تھا اس کے علاوہ اولیائے حق تمہاری اس حق پرستی کی وجہ سے تمہارا احترام کرتے، جو شخص وقتی نفع کی خاطر حق کو چھوڑتا ہے اور عاقبت میں خود کو تباہ کر لیتا ہے وہ اس شخص کے برابر نہیں جو حق کی اعانت کرتا ہے اس کی عاقبت بھی درست رہتی ہے اور اس دنیا میں بھی اسے بہت زیادہ نفع ملتا ہے، اور یہ بات کچھ ایسی نہیں ہے کہ اس کے لیے تم سے استدعا اور درخواست کی جائے بلکہ یہ تو حق ہے جس کا ایفاء تمہاری عزت اور شرافت کی بقا کے لیے ضروری ہے نیز پھر اس کا ثواب اللہ کے یہاں سے بھی تم کو ملے گا اور وہ اہل امامت بھی جس کے حق کے لیے تم ایسا کرو گے تمہاری اس حق پرستی کا تم کو بہت زیادہ صلہ اور انعام دے گا، اگر تم وہاں اپنے قیام کی وجہ سے کوئی بات نہ کہہ سکتے ہو یا نہ کر سکتے ہو تو ایسے مقام پر چلے جاؤ جہاں تم بے خوف و خطر ہو کر آزادی سے اپنی کوئی رائے قائم کر سکو یا اس شخص کے پاس آ جاؤ جو تمہاری کارگزاریوں کا اعتراف کرے اور جو عزت اور ثروت تمہیں اب حاصل ہے وہی یہاں بھی تمکو حاصل ہوگی۔

میں اس کے لیے تم سے اللہ کے سامنے وعدہ کرتا ہوں اور اس کو ضامن قرار دیتا ہوں جس کی ضمانت بالکل کافی ہے، اگر اپنی جان کے خوف سے تم ایسا نہ کر سکتے ہو تو کم از کم یہ تو کرو کہ زبان سے اس تحریک میں جس کے متعلق ہمیں یقین ہے کہ وہ تمہاری مرضی کے خلاف کی جا رہی ہے کوئی حصہ نہ لو اس سے یہ تو ہوگا کہ دوسرے اشخاص بھی اس طرز عمل میں تمہاری اقتدا کریں گے اور تمہاری علیحدگی سے خود بھی علیحدہ ہو جائیں گے، تم اپنی رائے سے مجھے مطلع کرو میں انشاءاللہ اسے یاد رکھوں گا۔"

علی نے یہ خط محمد کو لا کر دیا اب کیا تھا جس قدر اشخاص اس تحریک میں پیش پیش تھے انھوں نے امین کو اور جوش دلانا شروع کیا اور اُسکی آتش غضب کو تیز کر دیا خود اس کے مزاج کی تیزی نے ان کے منصوبوں میں ان کی مدد کی مگر چونکہ فضل بن الربیع ہی تمام امور کا مکمل طور پر سربراہ تھا اس وجہ سے طے یہ پایا کہ اس سے مشورہ لیا جائے، دوسری طرف ذوالریاستین نے اپنے اُس خاص آدمی کو جو فضل کا مشیر خاص تھا لکھدیا تھا کہ اگر آخر وہاں یہی طے ہو کہ ہم سے جنگ کیجائے تو تم یہ کوشش کرنا کہ ہمارے مقابلہ میں علی بن عیسیٰ کو امیر بنا کر بھیجا جائے ذوالریاستین نے یہ تجویز اس لیے کی تھی کہ اسے معلوم تھا کہ اہل خراسان علی کو اسقدر برا سمجھتے ہیں کہ وہاں کے عوام تو اس سے لڑنے کیلیے تیار ہیں۔

مشورہ

فضل نے حسب عادت اس شخص سے مشورہ لیا اس نے کہا کہ اگر اس کام پر علی بن عیسیٰ کو مقرر کیا جائے تو نہایت ہی مفید اور مناسب ہو کیونکہ ایک زمانہ تک وہاں کا گورنر رہنے کی وجہ سے تمام خراسان میں اس کا اثر قائم ہے اس

کے علاوہ اس کی کریم النفسی اور احسانات کی وجہ سے تمام خراسان اسے مانتا ہے اس سے بہتر آدمی اس کام کیلیے میسر نہیں نیز وہ ان لوگوں میں جنھوں نے صحیح معنی میں بنی عباس کے تحریک خلافت کو کامیاب بنایا ہے اور سب سے پہلے جن لوگوں نے اس تحریک میں حصہ لیا ہے انکی یادگار ہے اس مشورہ کی بنا پر سب نے علی بن عیسیٰ کو اس کام کے لیے منتخب کیا اور جو کچھ اس کا نتیجہ ہوا وہ ظاہر ہے، اس باقاعدہ فوج کے علاوہ جو مامون کی حمایت میں علی سے لڑی اہل خراسان کے بہت سے عوام محض علی کے ان مظالم کا انتقام لینے جو اُس نے اپنے عہد ولایت میں ان پر کئے تھے مامون کے ساتھ ہو گئے، چندان کمزور دل لوگوں کے علاوہ کہ خود جن کے ساتھ یا اُن کے اسلاف کے ساتھ علی نے کوئی احسان کیا تھا تمام اہل خراسان اُسکی مخالفت میں ہم خیال تھے، اور اسی وجہ سے اسے شکست ہوئی اور وہ مارا گیا۔

ابن حازم اور امین کا مناظرہ

امین کا مولی عمر بن حفص کہتا ہے" چونکہ میں اُن کے ملازمین خاص میں تھا اس وجہ سے میں ہر وقت انکی خدمت میں چلا جاتا تھا ایسے اوقات میں بھی چلا جاتا جبکہ کوئی دوسرا ان کے پاس نہ جا سکتا اسی زمانے میں ایک مرتبہ آدھی رات کو میں انکی خدمت میں گیا شمع سامنے رکھی تھی اور وہ کسی فکر میں منہمک تھے میں نے سلام کیا انھوں نے جواب بھی نہیں دیا اس سے مجھے معلوم ہوا کہ وہ کسی اہم امر سلطنت کی تدبیر میں مشغول ہیں میں خاموش ان کے سراہنے کھڑا ہو گیا رات کا بیشتر حصہ اسی طرح گذر گیا اب انھوں نے سر اٹھا کر مجھے دیکھا اور کہا کہ عبداللہ بن خازم کو بلاؤ میں اس کے پاس گیا اور اسی وقت اُسے انکی خدمت میں لے آیا اب انمیں مناظرہ ہونے لگا تمام رات اسی میں ختم ہوگئی میں نے عبداللہ کو یہ کہتے سنا کہ امیر المومنین میں اللہ کا واسطہ دے کر آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس الزام سے بچیں کہ سب سے پہلے خلفاء میں آپ ہی عہد شکنی کریں اور اپنی قسم کا کچھ لحاظ نہ رکھیں اور اپنے پیشرو خلیفہ کے فیصلے کو کالعدم کر دیں، امین نے کہا خاموش رہو عبدالملک کی جو تم سے کہیں زیادہ سمجھدار، دور اندیش اور صائب الرائے تھا یہ رائے تھی کہ دو نر ایک گلہ میں جمع نہیں رہ سکتے۔

امین، فضل سے کہا کرتے تھے کہ عبداللہ کی موجودگی اور مخالفت میں زندگی کا لطف نہیں اور اسے علیحدہ کیے بغیر چارہ نہیں، فضل ان کے اس خیال میں انکی تائید کرتا تھا اور وعدہ کرتا تھا کہ وہ اس کام کو کر دیگا امین کہتے تھے کہ کب کرو گے جب مامون تمام خراسان اور اُس کے ملحقہ علاقوں پر پوری طرح قابض ہو جائے گا۔ کیا اس وقت کر سکو گے۔

امین کا ایک اور خدمتگار بیان کرتا ہے کہ جب انھوں نے مامون کی علیحدگی اور اپنے بیٹے کو ولی عہد بنانے کا ارادہ کیا تمام بڑے امراء جمع ہوئے انھوں نے ہر ایک سے فرداً فرداً اپنی خواہش ظاہر کی اکثر نے اُس کے ماننے سے انکار کیا البتہ بعض لوگوں نے کبھی کبھی اُن کی تائید بھی کی اب انھوں نے خزیمہ بن خازم سے مشورہ کیا اُس نے کہا جناب والا جس نے آپکو غلط مشورہ دیا وہ آپ کا سچا خیر خواہ نہیں اور جس نے آپ سے سچی بات کہہ دی اس نے آپ سے کسی قسم کی نمک حرامی نہیں کی میری رائے یہ ہے کہ آپ اپنے امرائے عساکر کو مامون کی علیحدگی کے لیے ترغیب نہ دیں کل یہی آپ کو علیحدہ کر دیں گے آپ اُن کی بدعہدی پر دھوکہ نہ کھائیں یہ ضرور آپ کے ساتھ بھی بے وفائی کریں گے کیونکہ جو خود غدار ہوتا ہے لوگ اُس کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں جو خود بدعہدی کرتا ہے وہ ہمیشہ ناکام رہتا ہے۔

اس کے بعد علی بن عیسیٰ بن ماہان آگے بڑھا اسے دیکھ کر امین مسکرائے اور کہنے لگے مگر ہمارے اس تحریک

کے بانی مبانی اوراس سلطنت کے رکن رکین اپنے امام کے منشا سے سرتابی نہیں کریں گے اور انکی جان نثاری میں کوئی فرق نہیں آئے گا، اب انھوں نے علی کو اپنے تقرب کا وہ درجہ عطا کیا جو کسی دوسرے کو انھوں نے نہیں دیا تھا اور اسی بنا پر کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے اسی نے مامون کی علیحدگی کے لیے امین کی رائے کا اتباع کیا اور انکی حمایت کے لیے آمادگی ظاہر کی۔

ابوجعفر کہتے ہیں ''جب امین نے مامون کی علیحدگی کے لیے آمادگی کا ارادہ کیا تو فضل بن الربیع نے ان سے کہا کہ آپ اس کو تنگ نہ کریں ممکن ہے کہ وہ خود ہی کسی مقابلے کے بغیر آپ کی اس خواہش کو مان لے اور اسطرح آپ کو اس کی مخالفت اور جنگ کی مشقت سے بچ جائیں، امین نے کہا میں کیا کروں، اس نے کہا آپ اسے ایک خط لکھیں اس میں اس کی دلجوئی کریں اور کوشش کریں کہ اس کی وحشت دور ہو اس کے بعد اس سے درخواست کریں کہ وہ اپنے علاقے سے آپ کے لیے دستبردار ہو جائے میں سمجھتا ہوں کہ اس کے خلاف بڑی بڑی فوجوں کے بھیجنے اور سازشیں کرنے سے یہ طریقہ زیادہ موثر اور مفید ہوگا۔ امین نے کہا بہتر ہے تم اپنی صوابدید کے مطابق اس معاملہ میں جو مناسب سمجھو کرو، مگر جب اسمٰعیل بن صبیح مامون کو خط لکھنے کے لیے انکی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے عرض کیا کہ امیر المومنین آپ یہ کیا کر رہے ہیں آپ کا اُس سے یہ درخواست کرنا کہ وہ اپنے تابع علاقوں سے آپ کے لیے دست بردار ہو جائے فوراً اس کے دل میں آپ کی طرف سے خطرہ اور بدگمانی پیدا کر دے گا اور وہ آئندہ کے لیے متنبہ ہو جائے گا۔ میری رائے یہ ہے کہ اس کے بجائے آپ اسے یہ لکھیں کہ میں چاہتا ہوں کہ تم میرے پاس رہو تاکہ امور سلطنت میں میں تم سے مدد لیا کروں اس لیے تم یہاں آ جاؤ یہ نہایت ہی موثر اور مفید طریقۂ کار ہے کیونکہ آپ کے حکم کی اطاعت میں اسے ضرور آپ کی خواہش کو ماننا پڑے گا۔ فضل نے کہا بے شک امیر المومنین یہی رائے نہایت مناسب ہے امین نے کہا اچھا تو وہ اسی مضمون کا خط لکھ دے چنانچہ اسماعیل بن صبیح نے امین کی طرف سے یہ خط مامون کے نام لکھا۔

مامون کے نام خط

''امیر المومنین نے تمہارے معاملہ پر کافی غور وخوض کیا ہے جس سرحدی مقام میں تم ہو اس کی اہمیت بھی ان کے پیش نظر تھی مگر اب وہ چاہتے ہیں کہ تم ان کے پاس آ جاؤ تاکہ امور خلافت میں وہ تم سے مدد لے سکیں اگرچہ امیر المومنین رشید نے تمہیں خراسان کا والی مقرر کر کے اُس تمام علاقے کو بلا شرکت غیرے خود مختارانہ حیثیت سے تمہارے سپرد کیا ہے مگر پھر بھی امیر المومنین کو یہ توقع ہے کہ اگر تم وہاں سے چلے آؤ گے تو اس سے رشید کے منشا یا عہد میں کوئی خرابی پیدا نہ ہوگی کیونکہ بہر حال انھوں نے تمہیں جو خراسان بھیجا تھا اُس سے مقصد یہی تھا کہ تمہارے وہاں جانے سے تمام مسلمانوں کو نفع ہوگا لیکن اب امیر المومنین اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ تمہارے قیام خراسان کے مقابلے میں جہاں کہ تم اپنے اہل بیت سے بالکل علیحدہ پڑ گئے ہو اور امیر المومنین سے بھی دور ہو یہ زیادہ مناسب ہے کہ تم ان کے پاس آ جاؤ تمہارے پاس آ جانے سے سرحدوں کی زیادہ اچھی طرح حفاظت ہو سکے گی فوج کی حالت بھی درست رہے گی خراج کے وصول ہونے میں بھی سہولت ہوگی اور عوام پر اس کا بہت اچھا اثر پڑے گا۔

امیر المومنین یہ بھی چاہتے ہیں کہ وہ تم سے امور سلطنت میں مشورہ اور مدد لیں ان کا یہ بھی خیال ہے کہ وہ اپنے بیٹے موسیٰ کو تمہارے علاقوں پر تمہارا قائم مقام مقرر کردیں اس طرح کہ وہ ہر بات میں تمہارا ماتحت رہے اور تمہارے احکام کو نافذ کرے تم اللہ کا نام لے کر نہایت اطمینان و دلجمعی خوشی اور آئندہ کے متعلق اپنے لیے نہایت عمدہ توقعات دل میں لیے ہوئے ہمارے پاس چلے آؤ اور اطمینان رکھو کہ یہ کاروائی نہایت ہی مفید ہے اور اس کا نتیجہ بہت ہی اچھا ہوگا کیونکہ تم ہی سب سے زیادہ اس بات کے اہل ہو کہ امیر المومنین اس سے امور سلطنت میں مشورہ اور مدد لیا کریں اس لیے کہ اس میں ان کے خاندان اور ان کے منصب جلیلہ کی فلاح اور صلاح مضمر ہے۔ والسلام۔"

امین نے یہ خط عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی عیسیٰ بن جعفر بن ابی جعفر، محمد بن عیسیٰ بن نہیک اور صالح صاحب المصلی کو دیا اور حکم دیا کہ تم لوگ اس خط کو مامون کے پاس لے جاؤ اور ہمارے مقصد کے حاصل کرنے اور تمام معاملات کو روبرو لانے کے لیے اس کے ساتھ نرمی اور تواضع میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑنا، انہیں سے ایک شخص کے ساتھ انھوں نے بہت سے تحائف، نقد مال اور دوسری قیمتی اشیا مامون کو بھیجیں۔ یہ ۱۹۴ھ میں ہوا۔

مامون کے دربار میں مختلف تقاریر

اس خط کو لیکر یہ جماعت خراسان روانہ ہوئی جب یہ وہاں پہنچی مامون نے اُسکو آنے کی اجازت دی اس نے امین کا خط اور دوسرے تحائف مامون کو دے دئے سب سے پہلے عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ نے تقریر شروع کی خدا کی حمد و ثنا کے بعد اُس نے مامون سے کہا کہ جناب والا آپ کے بھائی خلافت اور جہانبانی کے بوجھ سے دبے جا رہے ہیں اگر چہ انکی نیت ہمیشہ بھلائی کی ہے مگر ان کے وزراء اور دوسرے اعوان اور انصار دیانت اور صداقت سے ان کو مدد نہیں دیتے ان کے علاوہ خود اُن کے اہل بیت میں کوئی ایسا نہیں جس سے وہ مانوس ہوں آپ البتہ اُن کے بھائی ہیں وہ اس بات پر مجبور ہوئے ہیں کہ آپ سے امور سلطنت میں مشورہ اور مدد لیں اور آپ کو اپنی فرمانروائی میں شریک کریں چونکہ ہمیں یقین ہے کہ آپ انکی مدد کرنے سے پہلو تہی نہیں کریں گے اس وجہ سے ہم اس کام کے لیے آپ کو پھسلانا نہیں چاہتے اور نہ ہم اس خوف سے کہ آپ اُن کے مخالف ہونگے آپ کو اطاعت کے لیے ترغیب دیتے ہیں، ہمیں امید ہے کہ اگر آپ اُن کے پاس چلے آئیں گے تو اُس سے آپ دونوں کی باہمی محبت کا اظہار ہوگا نیز اس سے انکی دولت اور سلطنت کو بڑا فائدہ پہنچے گا۔

میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ اپنے بھائی کی دعوت قبول فرمائیں انکی خواہش کو پورا کریں اور جس کام میں وہ آپ کی مدد طلب کرتے ہیں اس میں آپ انکی مدد کریں اس طرح نہ صرف آپ ایک حق کو پورا کرینگے بلکہ اس میں صلہ رحمی بھی ہے سلطنت کی بھلائی ہے اور خلافت کی عزت افزائی ہے، اللہ تعالیٰ نے اُن کے تمام کام بنائے ہیں اور اس معاملے میں جو رائے آپ کی ہو اُس کے نتائج آپ کے لیے بہتر اور مفید ہوں۔

عیسیٰ بن جعفر بن ابی جعفر نے کہا "جس طرح اس معاملے میں جناب والا کے سامنے طویل تقریر کرنا خلاف دانائی ہے اسی طرح امیر المومنین کے حق قرابت کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ کی تعریف میں کوتاہی کرنا نا قابل گرفت ہے

اللہ آپ کی عزت افزائی کرے آپ امیر المومنین کے پاس نہیں ہیں مگر ان کے دوسرے اہل بیت کی موجودگی نے ان کو آپ سے مستغنی نہیں کیا وہ آپ کی ضرورت کو محسوس کرتے اور سمجھتے ہیں کہ کوئی دوسرا ان کے ہاں آپ کی جگہ نہیں لے سکتا اور بھائی ہونے کی وجہ سے اُن کا آپ پر یہ حق ہے کہ آپ ان کے کام آئیں اور اپنے امام کی بات مانیں مناسب ہے کہ جناب والا امیر المومنین کی خواہش کے مطابق عمل کریں اور اس طرح ان کی خوشنودی، تقرب اور محبت حاصل کریں اگر آپ ان کے پاس جائیں گے تو یہ آپ کا احسان بھی ہوگا اور اس سے آپ کو نفع بھی بہت ہوگا اور اگر آپ نہ جائیں گے تو اس سے ہمارے مذہب اور تمام مسلمانوں کو نقصان ہوگا۔

محمد بن عیسیٰ بن نہیک نے کہا چونکہ جناب والا خود ہی امیر المومنین کے حق اور مسلمانوں کے مفاد عامہ کو اچھی طرح سمجھتے ہیں اور انکا احساس رکھتے ہیں اور اس وجہ سے میں اس کی ضرورت نہیں سمجھتا کہ طویل تقریروں اور خطبوں سے آپ کی نیت اور منشا کو زیادہ تیز کروں چونکہ امیر المومنین کے پاس جو مشیر اور مصاحب ہیں ان سے اُن کا اب کام نہیں چلتا اس لیے وہ چاہتے ہیں کہ تمام امور سلطنت میں آپ کی مدد اور مشورہ لیں اگر آپ امیر المومنین کی اس خواہش کو منظور کر لیں گے تو یہ ایک بہت بڑی نعمت ہوگی جس سے آپ کی تمام رعایا اور اہل بیت فائدہ اٹھائیں گے اور اگر آپ کسی وجہ سے ایسا نہیں کرینگے اللہ تعالیٰ امیر المومنین کے لیے کوئی دوسری صورت پیدا کردے گا اور اس سے امیر المومنین کے آپ کے ساتھ حسن سلوک یا اس اعتماد میں جو انکو آپ کی وفاداری اور خلوص پر ہے کوئی کمی نہیں ہوگی۔"

صالح نے کہا" جناب والا خلافت کا بوجھ نہایت گراں ہے اور مددگار بہت ہی کم ہیں، اور جو لوگ آپ کے خاندان اور آپ کی اس خلافت کے مخالف ہیں اور درپردہ سازشیں کرتے ہیں وہ بہت زیادہ ہیں آپ امیر المومنین کے اپنے بھائی ہیں اور چونکہ آپ ولی عہد اور ان کی حکومت اور سلطنت میں شریک ہیں اس وجہ سے امور سلطنت کی خوبی یا برائی کا اثر آپ دونوں پر یکساں مرتب ہوگا اسی بنا پر چونکہ ان کو اس بات کا مکمل اعتماد تھا کہ آپ امور خلافت میں ان کی مدد کرینگے انھوں نے آپ کو خط لکھا اگر آپ ان کی بات مان کر اُن کے پاس چلے آئیں گے تو اس سے خلافت کو عظیم الشان فائدہ پہنچے گا اور عام مسلمانوں اور ذمیوں کو اطمینان اور دلجمعی حاصل ہوگی اللہ تعالیٰ ہمیشہ جناب والا کے تمام کام بناتا رہے آپ کی خواہشوں کو بار آور کرے اور آپ کے لیے مفید کاموں کو سرانجام پہنچائے۔"

مامون کی تقریر

اب مامون نے تقریر شروع کی

خدا کی حمد وثنا کے بعد اس نے کہا آپ حضرات نے امیر المومنین کا جو حق میرے سامنے وضاحت سے بیان کیا ہے میں اس سے انکار نہیں کرتا اور نہ اُنکی اعانت کرنے اور ذمہ داریوں میں شرکت کرنے سے پہلوتہی کرتا میں خود چاہتا ہوں کہ امیر المومنین کے فرمان کی اطاعت کروں اور ان کی دلی خواہش کے مطابق ان کی خدمت میں حاضر ہوں مگر صحیح رائے کافی غور وفکر کے بعد ہی قائم کی جاتی ہے اور اس کی کوشش خلوص نیت پر گواہ ہوتی ہے امیر المومنین نے جو خواہش مجھ سے کی ہے اُس سے اعراض کر کے میں پیچھے نہیں رہنا چاہتا اور نہ فوراً سوچے سمجھے بغیر اس پر عمل کرنا چاہتا ہوں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں مسلمانوں کے ایسے سرحدی علاقہ میں ہوں جس کا دشمن نہایت

ہی ضدی اور کڑوا ہے اگر میں اس علاقہ کی حکومت کو انتظام کیے بغیر یوں ہی چھوڑ دوں تو مجھے اندیشہ ہے کہ اس سے فوج اور رعایا دونوں کو ضرر پہنچے گا، اور یہ بھی سوچتا ہوں کہ اگر یہیں رہ جاؤں اور امیر المومنین کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکوں تو اس طرح میری اپنی خواہش جو امیر المومنین کا ہاتھ بٹانے ان کی اعانت کرنے اور اُن کے ارشاد کی بجا آوری کی ہے فوت ہوئی جاتی ہے اس وقت تو آپ حضرات جائیں تا کہ میں اس معاملہ پر غور کروں اور انشاء اللہ میں یہی رائے قائم کروں گا کہ ان کے پاس چلوں۔،،

اس کے بعد اس نے حکم دیا کہ اس وفد کو مہمان اتارا جائے اور اس کے ساتھ اکرام واحسان کیا جائے۔

خط پڑھ کر مامون کے ہوش جاتے رہے وہ خط اس کے ہاتھ سے گر پڑا کچھ سمجھ نہیں آتا تھا کہ کیا کرے فضل بن سہل کو بلا کر اُسے وہ خط سنایا اور پوچھا اس معاملہ میں تمہاری رائے کیا ہے اس نے کہا آپ اپنی جگہ ٹھہرے رہیں اور ہمیں خطرہ میں نہ ڈالیں اور یہ آپ آسانی سے کر سکتے ہیں، مامون نے کہا یہ کس طرح ممکن ہے کہ میں اپنی جگہ بیٹھا رہوں اور امین کا مخالف ہو جاؤں بیشتر فوجی سردار اور سپاہ ان کے ساتھ ہے تمام دولت اور خزانے ان کے قبضے میں ہیں انھوں نے دولت سے تمام بغداد کو اپنا کر لیا ہے دنیا دولت کی ہے اُس کے سامنے سب جھک جاتے ہیں اور اس کے سامنے کسی کو اپنے عہد و پیمان کے ایفاء کا خیال نہیں رہتا۔ فضل نے کہا جب تعلقات خراب ہو جائیں تو اس بات کی ضرورت ہے کہ اپنی حفاظت کی تدابیر اختیار کی جائیں ہمیں اس بات کا اندیشہ ہے کہ امین آپ کے ساتھ بدعہدی کر کے آپ کو آپ کے ممالک سے بے دخل کر دے گا۔ اس لیے مناسب یہ ہے کہ آپ اپنی فوج اور اپنی رعایا میں قیام کریں تا کہ اگر اس کی طرف سے آپ کی مخالفت میں کوئی بات رونما ہو تو آپ اُس کے مقابلہ کے لیے تیار ہوں اب یا تو اللہ تعالیٰ آپ کی دیانت اور ایمانداری کے صلہ میں آپ کو فتح عطا کرے تو بہت اچھا ورنہ یہ تو ہوگا کہ آپ عزت کی موت مریں گے اور اپنے ہاتھوں اپنے کو دشمن کے حوالے نہیں کریں گے کہ وہ پھر جس طرح چاہے آپ کے متعلق فیصلہ کرے۔

مامون نے کہا اگر یہ معاملہ مجھے ایسے وقت پیش آیا ہوتا کہ میرے پاس میری تمام فوج ہوتی اور اس ملک میں امن و امان ہوتا تو اس کا مقابلہ اور اس کی مدافعت میرے لیے بالکل آسان ہوتی مگر اس وقت مشکل یہ ہے کہ خراسان میں عام بے چینی اور اضطراب پھیلا ہوا ہے، جیغویہ نے ہماری اطاعت سے انحراف کر دیا ہے خاقان تبت خراج روک لیا ہے شاہ کابل خراسان کے اس علاقے پر جو اس کے ملک سے ملحق ہے غارت گری کرنے کے لیے تیار ہے، شاہ اترار بندہ نے مقرر خراج دینے سے انکار کر دیا ہے، مجھ میں اتنی طاقت نہیں کہ میں ان معاملات میں سے کسی ایک کو بھی سدھار سکوں مجھے خوب معلوم ہے کہ امین نے مجھے اسی لیے طلب کیا ہے کہ وہ میرے ساتھ بدعہدی کرنا چاہتا ہے ان تمام مشکلات کا حل صرف یہی سمجھ میں آتا ہے کہ میں اس سب کو چھوڑ کر فی الحال ترکی کے بادشاہ خاقان کے پاس چلا جاؤں مجھے یہ توقع ہے کہ خاقان مجھے امان دے دے گا اور جو شخص مجھ پر جبر یا مجھ سے غدر کرے گا اس سے وہ مجھے بچا لے گا۔

فضل کا مشورہ

فضل نے کہا جناب والا بدعہدی کا نتیجہ بہت ہی برا ہوا کرتا ہے اسی طرح ظلم و زیادتی کے انجام بد سے بھی بے خوف نہیں رہنا چاہیے بسا اوقات کمزور اور مغلوب غالب اور طاقتور ہو گئے ہیں کامیابی قلت و کثرت پر منحصر نہیں

موت کی تکلیف ذلت کی تکلیف سے سہل تر ہے میں اس بات کو ہرگز مناسب نہیں سمجھتا کہ آپ اپنی سلطنت تمام امرائے عساکر، اپنی فوج کو چھوڑ کر تنہا بغیر جسم والے سر کی طرح محمد کے پاس جا کر اس کے سامنے سر اطاعت خم کر دیں اور بغیر جدوجہد کیے اس کے مقابلہ پر جنگ میں داد مردانگی دیئے بغیر خود کو اس کے حوالے کر دیں اس وقت آپ بھی منجملہ اور رعایا کے ایک شخص ہو جائیں گے کہ وہ آپ کے ساتھ جس طرح چاہے گا سلوک کرے گا، اس کے برخلاف میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ ابھی جیغو یہ اور خاقان کو خط لکھیں ان کو اپنی طرف سے ان کے ملکوں پر فرماں روا مقرر کریں اور وعدہ کریں کہ ان کے ہمسر دوسرے بادشاہوں کے مقابلہ میں آپ ان کی مدد بھی کریں گے شاہ کابل کو خراسان کے تحائف اور میوے بھیج دیجیے اور کہیے کہ مصالحت کرے آپ دیکھیں گے کہ وہ خود نہایت خوشی سے اس بات کو قبول کرے گا، شاہ اترار بندہ کو لکھیے کہ اس سال کا خراج ہم اپنی طرف سے بطور صلہ تم کو معاف کیے دیتے ہیں اس کے بعد آپ اپنے تمام آدمیوں اور فوج کو جو پھیلی ہوئی ہے اپنے پاس جمع کر لیں پھر فوج کا فوج سے اور پیدل کا پیدل سے مقابلہ کریں اگر کامیابی ہوئی تو سبحان اللہ ورنہ اس وقت بھی آپ کے لیے یہ موقع رہے گا کہ آپ خاقان کے پاس چلے جائیں۔

امین کا مشورہ پر عمل کرنا

فضل کی تقریر کا مامون پر یہ اثر ہوا کہ اس نے اعتراف کیا کہ واقعی مصلحت یہی ہے جو تم کہتے ہو اور اُس سے کہا کہ اب تم اپنی صوابدید کے مطابق اس معاملہ میں جو چاہو کرو، انھوں نے نافرمان بادشاہوں کے نام اُسی مضمون کے خط بھیج دیے، انھوں نے مامون کی تمام خواہشوں کو تسلیم کر لیا اور پھر اطاعت کا اقرار کیا، جس قدر فوجی سردار اور فوجیں مرو سے باہر پھیلی ہوئی تھیں اُن سب کو مامون نے اپنے پاس بلا لیا اور طاہر بن الحسین کو جو مامون کی طرف سے رے کا عامل تھا حکم بھیجا کہ وہ اپنے علاقے کی اچھی طرح حفاظت اور نگرانی کرتا رہے، اپنی منتشر جماعتوں کو اپنے پاس جمع کر کے فوج اور اسلحہ کے ساتھ ہر وقت اچانک حملہ یا کسی اور حادثے کے مقابلے کے لیے تیار رہے اور اب مامون پوری طرح اس بات کے لیے مستعد ہو گیا کہ وہ امین کو خراسان میں مداخلت نہ کرنے دے گا۔

یہ بھی بیان کیا گیا کہ خط آنے کے بعد مامون نے فضل بن سہل کو بلایا اور امین کے معاملہ میں اس سے مشورہ لیا اُس نے کہا کہ آج آپ مجھے غور کرنے کی مہلت دیں میں کل صبح اپنی رائے عرض کروں گا رات بھر وہ سوچتا رہا صبح مامون سے آ کر کہا میں نے ستاروں کو دیکھا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ہی جیتیں گے اور آخر میں آپ کو کامیابی ہوگی اس پیشگوئی نے مامون کو اپنی جگہ ٹھہرا دیا اور اب وہ امین کے مقابلہ میں پورے عزم اور ارادے اور اطمینان قلب کے ساتھ آمادہ ہو گئے۔

مامون کا امین کے نام خط

خراسان کے تمام انتظامات کو ٹھیک کر کے مامون نے امین کے خط کا یہ جواب لکھا۔

''مجھے امیر المومنین کا خط موصول ہوا۔ دوسروں کی طرح میں بھی آپ کا ایک عامل اور مددگار ہوں امیر المومنین رشید نے مجھے حکم دیا کہ میں اس سرحد پر قیام کروں اور امیر المومنین کا جو دشمن اُن کے خلاف کوئی کاروائی کرنا چاہے اس کا دفاع کروں، میں کامل یقین رکھتا ہوں کہ میرا

یہاں قیام کرنا امیر المومنین اور تمام مسلمانوں کے لیے اس بات سے کہیں زیادہ مفید ہے کہ میں خراسان چھوڑ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں اگر چہ ذاتی طور پر میرا دل بھی یہی چاہتا ہے کہ میں آپ کی قربت سے خوش ہوں اور اللہ تعالیٰ نے جو نعمتیں جناب کو عطا فرمائی ہیں ان کو مشاہدہ کروں بہتر یہ ہے کہ آپ مجھے یہیں رہنے دیں اور آنے سے معاف رکھیں۔"

یہ خط لکھ کر اس نے امین کے وفد کو بلا کر اسے اُن کے حوالے کیا ان کو بیش بہا انعام اور خلعت سے سرفراز کیا خود امین کو بھی خراسان کی بہت سی ہر قسم کی نادر اشیا تحفۃً اُن کے ساتھ بھیجیں اور کہا کہ آپ حضرات میرے معاملے کو بخوبی اُن کے سامنے بیان کریں اور میری مجبوری بتا دیں۔

امین کا ردِ عمل

مامون کا خط پڑھ کر امین نے سمجھ لیا کہ وہ کبھی اُن کے پاس نہیں آئے گا اُس نے عصمہ بن حماد بن سالم اپنی فوج خاصہ کے افسر کو بلا کر حکم دیا کہ تم ہمدان اور رے کے درمیان جا کر ناکہ بندی کر دو کسی تاجر کو کسی قسم کا اسباب معیشت خراسان نہ لے جانے دو اور ہر اس شخص کی جامہ تلاشی لو تا کہ خط کے ذریعے سے یہاں کی کوئی خبر مامون کو نہ مل سکے یہ ۱۹۴ھ میں ہوا پہلے یہ انتظام کیا اُس کے بعد اب انھوں نے خراسان پر فوج کشی کا ارادہ کیا علی بن عیسیٰ بن ماہان کو بلا کر اس کو پچاس ہزار فوج کا سپہ سالار بنایا اس میں بغداد کے شہسوار اور پیادے دونوں طرح کے سپاہی تھے فوج کا دیوان بھی اُسی کے سپرد کر دیا گیا اسے یہ اختیار دیا گیا کہ وہ اپنی صوابدید پر جسے چاہے عہدہ کی ترقی دے اور جسے چاہے اسی ۸۰ پانے والوں میں شامل کر دے بے شمار اسلحہ اور کثیر دولت بھی اُسے دی اور اب یہ فوج مامون کے مقابلہ کے لیے روانہ ہوئی۔

خراسان جاتے ہوئے علی ام جعفر کے سلام کو حاضر ہوا زبیدہ نے کہا دیکھو علی اگر چہ امیر المومنین میری اولاد ہیں مجھے عبداللہ کا بھی بہت خیال ہے اور میں اس بات سے ڈرتی ہوں کہ کہیں اُسے کوئی تکلیف نہ پہنچے، میرا بیٹا بادشاہ ہے محض خواہش نفسانی کی وجہ سے وہ چاہتا ہے کہ اپنے بھائی کی سلطنت پر قبضہ کرے اور اسے چھین لینے کے لیے اب وہ عبداللہ پر حملہ کر رہا ہے حالانکہ کریم خود تکلیف برداشت کرتا ہے دوسروں کو نہیں ستاتا بلکہ دوسرے اُس سے نفع اٹھاتے ہیں تم عبداللہ کے ساتھ اس کے باپ اور بھائی کے مرتبہ کو پیش نظر رکھ کر برتاؤ کرنا اس کے ساتھ سخت کلامی نہ کرنا کیونکہ تم مرتبے میں اس کے برابر نہیں ہو اس پر غلاموں جیسی سختی نہ کرنا اُسے قید نہ کرنا اور نہ تکلیف دینا کسی چھوکری یا خادم کو اس کی خدمت سے علیحدہ نہ کرنا، اُسے شتاب روی کی تاکید نہ کرنا اُسکے برابر نہ چلنا۔ اس سے قبل کبھی گھوڑے پر سوار نہ ہونا بلکہ اس کی رکاب تھامے رہنا خود گھوڑے پر سوار نہ رہنا اگر وہ تم کو گالیاں دے تو برداشت کر لینا اگر وار بھی کرے تو اس کا جواب نہ دینا یہ کہکر زبیدہ نے اُسے چاندی کی ایک بیڑی دی اور کہا کہ اگر وہ تمہارے ہاتھ میں اسیر ہو جائے تو یہ بیڑی ڈالی جائے، علی نے کہا جیسا آپ نے ارشاد فرمایا ہے میں پوری طرح اس پر عمل کروں گا۔

امین نے علانیہ طور پر مامون کو ولایت کے عہدے سے برطرف کر کے اسکے بجائے اپنے بیٹے موسیٰ اور عبداللہ کو اپنا ولی عہد مقرر کر کے اس کے لیے خراسان کے علاوہ تمام سلطنت میں بیعت لے لی اور انھوں نے اس موقع پر اپنے بنی ہاشم دوسرے امرا اور فوج کو نقد و جنس کی شکل میں بیش بہا انعام اور صلہ دیا موسیٰ کا لقب ناطق بالحق اور عبداللہ کا لقب

القائم بالحق رکھا اس کے بعد علی بن عیسیٰ ۷ شعبان ۱۹۵ھ کو بغداد سے روانہ کو کر نہروان پر ٹھہرا خود امین کچھ دور تک اس کے ساتھ چلا، دوسرے امراء اور فوجیں سوار ہو کر چلیں ان کے لیے بازار لگا دیے گئے مزدور اور معمار بھی ساتھ لیے گئے کہا جاتا ہے کہ علی کی قیام گاہ اپنے خیموں اور دوسرے لاؤ لشکر کی کثرت کی وجہ سے ایک فرسنگ کی تھی، بغداد کے بعض لوگ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے اس سے پہلے کوئی ایسی چھاؤنی نہیں دیکھی جس میں اس قدر آدمی ہوں اتنے عمدہ اعلیٰ اسلحہ ہو اور اس کا دوسرا ساز و سامان اس قدر مکمل اور بہتر ہو۔

امین کی علی بن عیسیٰ کو ہدایات

بغداد کے باب خراسان سے گزر کر امین سواری سے اتر کر پیادہ ہو گئے اور اب انھوں نے علی بن عیسیٰ کو ہدایت دینا شروع کیں اس نے کہا اپنی فوج کو رعایا پر ظلم نہ کرنے دینا، دیہات کے لوگوں پر غارتگری نہ کرنے دینا درخت نہ کاٹنے دینا، عورتوں کی عصمت دری نہ کرنے دینا یحییٰ بن علی کو رے کا والی مقرر کر کے اُس کے ساتھ زبردست فوج متعین کر دینا اور اُسے حکم دینا کہ وہ رے کی آمدنی سے اپنی فوج کی تنخواہیں ادا کرتا رہے، جس جس ضلع سے تم آگے بڑھتے جاؤ وہاں اپنے کسی شخص کو عامل مقرر کرتے جانا۔ اہل خراسان کے جو سپاہی یا سردار تمہارے پاس آجائیں انکی بہت تعظیم و تکریم کرنا ان کو خوب انعام دینا ایک بھائی کی خطا کا مواخذہ اُس کے دوسرے بھائی سے نہ کرنا۔ اہل خراسان کا ایک چوتھائی خراج کم کر دینا۔ کسی ایسے شخص کو معافی نہ دینا جس نے تمہاری فوج پر تیر چلایا ہو یا کسی نے نیزہ مارا ہو، جس روز تم عبداللہ پر قابو پاؤ اس روز سے اسے وہاں قیام کی زیادہ سے زیادہ صرف تین دین کی اجازت دینا اور جب اُسے تم یہاں روانہ کرو تو اپنے بہت با اعتماد اشخاص کی نگرانی میں بھیجنا کیونکہ ممکن ہے کہ شیطان کے اغواء سے وہ تم سے سرکشی کر جائے اس وقت تمہاری کوشش یہ ہو کہ تم اسے کسی طرح گرفتار کر لو اگر وہ خراسان کے کسی علاقہ میں بھاگ جائے تو تم خود اس کے لیے جانا، جو ہدایات میں نے تمکو دی ہیں تم اُنھیں اچھی طرح سمجھ گئے؟ اس نے کہا جی ہاں امیر المومنین امین نے کہا اللہ کی برکت اور مدد تمہارے ساتھ رہے جاؤ۔

علی کی فوج کے جذبات

بیان کیا گیا ہے کہ علی کے نجومی نے اُس سے آکر کہا تھا کہ بہتر ہوتا کہ آپ خراسان روانہ ہونے میں اتنا انتظار کرتے کہ چاند اچھے خانوں میں آجاتا اس وقت چاند پر نحوست ہے اور سعادت نہیں ہے مگر علی نے اس بات کی بالکل پرواہ نہ کی اپنے غلام سعید سے کہا کہ مقدمۃ الجیش کے سردار سے جا کر کہو کہ وہ کوچ کے لیے نقارہ پر لکڑی مارے اور اپنا نشان آگے بڑھائے ہم چاند کے ذریعے خوش بختی یا نحوست حاصل کرنے کو نہیں جانتے ہم صرف یہ جانتے ہیں کہ جو ہم سے لڑے گا ہم اس سے لڑینگے جو ہمارے مقابلہ پر آئے گا اور لڑے گا ہم اس کے خون سے اپنی تلوار کو سیراب کریں گے جب ہم نے جنگ میں پوری طرح ثابت قدم رہ کر دشمن کے مقابلہ کی ٹھان لی ہے تو چاند کی نحوست کو ہم کچھ نہیں سمجھتے۔

ایک وہ شخص جو اس مہم میں علی کے ہمراہ تھا بیان کرتا ہے کہ جب وہ حلوان سے گزر گیا تو اُسے خراسان سے آنے والے قافلے ملے۔ اس نے اُن سے خراسان کی خبریں پوچھنا شروع کیں تا کہ اہل خراسان کی کچھ حالت معلوم ہو ایک شخص نے اُس سے کہا کہ طاہر رے میں ٹھہرا ہوا ہے اپنی فوج کی تعلیم تربیت اور سامان کی اصلاح کر رہا ہے۔ یہ سن کر علی ہنسا اور کہنے لگا طاہر ہے کیا میری شاخ کی ایک ٹہنی اور میری آگ کا ایک شرارہ ہے اُسے فوج کی قیادت اور جنگوں

سے کیا سروکار اسکے بعد اس نے اپنے ساتھیوں سے مڑ کر کہا جس وقت ہم نے ہمدان کی گھاٹی کو عبور کر لیا اور اسے اس کی اطلاع ہوئی تو وہ اسطرح ہمارے سامنے سے اُکھڑ جائے گا جسطرح کوئی درخت تیز آندھی کے جھونکے سے اُکھڑ جاتا ہے بھیڑ کے بچے مینڈھے کی ٹکر کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور لومڑیاں شیر کے سامنے نہیں ٹھہرتیں اور اگر ایسا ہی طاہر مرد بن کر اپنی جگہ ٹھہرا تو دیکھ لینا کہ سب سے پہلے وہی تلواروں کی دھاروں اور نیزوں کی نوکوں کا نشانہ بنے گا۔

یزید بن الحارث کہتا ہے کہ جب علی ہمدان کی گھاٹی پر پہنچا تو یہاں بھی خراسان کا ایک قافلہ وہاں سے آتا ہوا اسے ملا اس نے اُن سے پوچھا کوئی خبر بیان کرو انھوں نے کہا طاہر رے میں مقیم ہے اس نے جنگ کا سارا انتظام مکمل کر لیا ہے وہ لڑائی پر آمادہ ہے خراسان اور اس کے متصلہ اضلاع سے برابر اسے کمک پہنچ رہی ہے روزانہ اس کی طاقت اور سپاہ کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے اور تمام سپاہی یہی سمجھتے ہیں کہ وہی خراسان کے جیش کا مالک ہے، علی نے پوچھا کیا کوئی اور نامی خراسانی بھی اس کے ساتھ لڑنے کے لیے آیا ہے انھوں نے کہا اور تو کوئی نہیں آیا البتہ یہ بات ضرور ہے کہ وہاں ایک عام بے چینی ہے اور سب لوگ خائف ہیں، یہ سنکر علی نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ وہ جلدی جلدی منازل طے کرے کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے دشمن کا انتہائی مقام پیش قدمی رے ہے اگر ہم رے کو اپنے پیچھے چھوڑ کر خراسان کی سمت اُن سے آگے نکل گئے تو اس سے ان کے حوصلے پست ہو جائیں گے اُن کا سارا انتظام درہم برہم ہو جائے گا اور ان کی تمام جماعت پراگندہ ہو جائیگی، اس کے بعد اُس نے ویلم، جبل طبرستان اور اُس سے ملحقہ ریاستوں کے حکمرانوں کو خط لکھے ان کو بہت سے انعام اکرام دینے کا وعدہ کیا قیمتی تاج و کنگن اور سونے کی تلواریں تحفہ میں بھیجیں اور حکم دیا کہ تم خراسان کے راستے بند کر دو اور کسی کو طاہر کی مدد کے لیے اپنے علاقوں سے نہ گذرنے دو، ان بادشاہوں نے اس کی یہ بات مان لی۔ اب علی بڑھتا ہوا رے کی سرحد میں داخل ہو گیا اُس کے مقدمۃ الجیش کے سردار نے آکر اُس سے کہا یہ نہایت مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جناب والا اپنے مخبر اس علاقے میں پھیلا دیں طلائع مقرر کر لیں اور پڑاؤ کے لیے کسی مناسب مقام کا انتخاب کر کے وہاں ٹھہریں اور اپنے پڑاؤ کے گرد خندق بنائیں تا کہ آپکی فوج بے خوف و خطر ٹھہر جائے اور کسی قسم کا دھوکہ نہ رہے اس سے ان کو اطمینان اور دل جمعی حاصل ہو گی جو نہایت ضروری ہے، علی نے کہا کیا کہتے ہو طاہر ایسا جوانمرد نہیں کہ اس کے مقابلہ کے لیے یہ تدابیر حفاظت ضروری ہوں ان دو شکلوں میں سے ایک یہ ہو گی کہ یا تو وہ رے میں قلعہ بند ہو جائیگا اسوقت خود اہل رے اسے بھگت لیں گے اور ہمیں اس کے مقابلہ پر کوئی کاروائی ہی نہیں کرنا پڑے گی اور اگر ہمارے رسالے اور ہماری فوجیں اسکے قریب جا پہنچیں تو وہ رے کو چھوڑ کر نو کدم بھاگ نکلے گا۔

مختلف تدابیر

یحییٰ بن علی نے اُس سے آکر کہا میں چاہتا ہوں کہ تمام پراگندہ جماعتوں کو اکٹھا کر لوں کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ آپ پر رات کے وقت حملہ ہو گا اور آپ رسالہ کو جب تک کہ ان کی تعداد کافی نہ ہو اپنے پاس سے ادھر اُدھر نہ بھیجیں فوجوں کا انتظام تساہل سے نہیں ہوتا اور لڑائیاں فرصت اور موقع طلبی سے سر نہیں ہوا کرتیں دور اندیشی یہ ہے کہ آپ ہر وقت چوکنے رہیں اور یہ نہ کہیے کہ طاہر مجھ سے لڑنے آیا ہے اکثر ایسا ہوا ہے کہ ایک چنگاری بھڑک کر شعلہ بنتی ہے اور ایک چھوٹے سے چشمہ سے جب غفلت اور بے اعتنائی کی گئی وہ ایک بڑا سمندر بن گیا ہماری فوجیں طاہر کے قریب پہنچ چکی ہیں اگر وہ بھاگنے والا ہوتا تو ابتک کبھی کا بھاگ گیا ہوتا علی نے کہا چپ رہ جہاں تم سمجھتے ہو کہ طاہر موجود ہے وہاں وہ

نہیں ہے جب جوانمردوں کا مقابلہ ان کے برابر والوں سے ہوتا ہے تب وہ جوش میں آتے ہیں اور صرف ہمسروں کے مقابلہ پر جنگ میں مستعدی اور جدوجہد کیا کرتے ہیں یہ ہے کیا اس کے لیے میں کیا کروں!

عبداللہ بن مجالد کہتا ہے کہ خراسان بڑھتے ہوئے علی رے سے دس فرسنگ فاصلہ پر آ کر اترا اس وقت طاہر رے میں تھا جس کی اُس نے اچھی طرح سے دربندی اور ناکہ بندی کر رکھی تھی اور علی سے لڑنے کے لیے بالکل تیار تھا علی کے آنے کے بعد اس نے مصاحبین سے مشورہ لیا کہ کس طرح علی کا مقابلہ کیا جائے انھوں نے کہا کہ آپ شہر رے میں قیام کریں اور یہیں سے حتی المقدور اس وقت تک اس سے کسی فیصلہ کن لڑائی سے بچتے رہیں جب تک کہ خراسان سے مزید فوج آپ کی کمک کو آئے اور کوئی دوسرا سپہ سالار بھی آئے جسے آپ اپنی جگہ علی سے لڑنے کے لیے متعین کریں اُن لوگوں نے یہ بھی کہا کہ شہر رے کے اندر قیام کرنے سے آپ کو اور آپ کی سپاہ کو بہت آرام ملے گا یہاں رہ کر ہم سب کو تمام ضروریات زندگی بہت آسانی سے ہمدست ہو جائیں گی نیز سردی کی تکلیف سے بھی حفاظت رہے گی اور اگر خود شہر میں آپ پر لڑائی آ پڑی تو اس وقت ہم شہر کے مکانات کی حفاظت میں اپنا بچاؤ کر کے اسوقت تک لڑتے رہیں گے جب تک کہ آپ کے پیچھے سے کوئی اور امدادی سپاہ آپ کے پاس پہنچ جائے۔

طاہر نے کہا میری رائے تمہاری اس رائے کے بالکل مخالف ہے اہل رے علی سے مرعوب ہیں اُن کے دلوں میں اس کی ہیبت اور سطوت جاگزیں ہے تم خود جانتے ہو کہ اس کے ہمراہ عرب کے دیہاتی کوہستانوں کو لٹیرے اور اُچکے ہیں مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر وہ ہمارے قیام رے کی حالت میں یہیں ہم پر حملہ آور ہوا تو اس کے خوف سے خود یہاں کے باشندے ہم پر اٹھ کھڑے ہوں گے اور اس کی حمایت میں ہم سے لڑنے لگیں گے علاوہ بریں یہ بات بھی سمجھ لو کہ جو جماعت خود اپنے گھروں میں سہمی ہوئی ہو اور خود اس کی فرودگاہ پر بڑھکر اُس پر حملہ کیا جائے وہ جماعت ضرور بزدل اور نکمی ہو جاتی ہے اُس کا وقار جاتا رہتا ہے اور اس کا دشمن اُس پر چیرہ دست ہو جاتا ہے اس وقت اُس کے سوا اور کوئی بات مناسب نہیں کہ شہر رے کو اپنے عقب میں چھوڑ کر آگے بڑھ کر اس کا مقابلہ کریں اگر اللہ نے ہمیں فتح دی تو خیر ورنہ اس وقت ہم پسپا ہو کر شہر میں چلے آئینگے اور اس کی گلی کوچوں میں لڑیں گے اور قلعہ بند ہو کر اس وقت تک مدافعت کرتے رہیں گے جب تک کہ خراسان سے ہماری مدد کو اور فوج آئے۔

اس پر سب نے کہا کہ بے شک یہی رائے مناسب ہے اب طاہر نے اسی فیصلے کے مطابق اپنی فوج میں کوچ کا اعلان کر دیا اور وہاں سے چل کر انھوں نے رے سے پانچ فرسنگ کے فاصلہ پر کلواص نامی ایک گاؤں میں آ کر پڑاؤ کیا۔ یہاں محمد بن العلاء نے اس سے آ کر کہا کہ جناب والا آپ کی فوج دشمن کی سپاہ سے مرعوب ہوگئی ہے اُن کے دلوں میں اس کا خوف اور رعب جاں گزیں ہے مناسب یہ ہے کہ اب اپنے پڑاؤ میں رہ کر دفاعی جنگ کریں البتہ جب اس طرح آپ کے سپاہی اُنکی خوبیوں سے واقف ہو کر ان کو پرکھ لیں اور کوئی راہ ان کے خلاف پیشقدمی کی مل جائے تب آپ خود ان پر جارحانہ کاروائی کر سکتے ہیں طاہر نے کہا میں کچھ کم تجربہ کار اور محتاط نہیں ہوں میری فوج کم ہے دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے اگر میں فیصلہ کن لڑائی کو ٹالتا رہوں تو مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اس طرح خود دشمن کو ہماری قلت تعداد اور کمزوری کا پتہ چل جائے گا بلکہ وہ میرے ساتھیوں کو ترغیب اور تحریص سے اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرے گا اور اسطرح میرے اکثر ساتھی مجھ سے علیحدہ ہو جائیں گے اور جو ہمارے ساتھ پامرد اور دلیر ہیں وہ میرا ساتھ چھوڑ دیں گے میں تو اب یہ کرتا ہوں کہ اپنی پیدل سپاہ کو اُنکی پیدل فوج سے اپنے رسالہ کو ان کے رسالہ سے بھڑا دوں اور

اپنی فوج کی طاعت اور وفاداری پر پورا بھروسہ کر کے کامیابی یا شہادت کا استقلال کے ساتھ منتظر رہوں اگر ہمیں فتح اور کامیابی حاصل ہوئی تو فہوالمُراد اور اگر دوسری صورت پیش آئی تو میں کوئی پہلا آدمی نہیں ہوں جو لڑا اور مارا گیا ہو اور پھر شہادت کا اجر جو اللہ کے یہاں ملے گا وہ بہت اعلیٰ اور افضل ہوگا علی نے اپنی فوج سے کہا کہ تم فوراً دشمن پر حملہ کر دو چونکہ وہ بہت کم ہیں اس لیے اگر تم ایک دم اُن پر دھاوا کر دو گے تو وہ تمہاری تلواروں کی مار اور نیزوں کے وار کے سامنے ٹھہر نہیں سکیں گے۔ اب اس نے اپنی فوج کو جنگ کے لیے میمنہ اور میسرہ اور قلب میں تقسیم کر کے مرتب کیا دس نشان بنائے ہر نشان کے ساتھ ایک ہزار سپاہی متعین کئے ایک ایک نشان کو میدان جنگ میں بڑھایا ہر نشان کے درمیان سو گز کا فاصلہ چھوڑا، ان جماعتوں کے سرداروں کو حکم دیا کہ جب اگلی جماعت سے دشمن کی جنگ ہو اور وہ دیر تک استقلال کے ساتھ دشمن سے لڑتے لڑتے گرم ہو جائیں تو اس کے بجائے اس کی متصل دوسری جماعت آگے بڑھ کر دشمن سے لڑنے لگے اور اگلی کو ذرا دم لینے اور جنگ کے لیے دوبارہ تازہ دم ہونے کے لیے آرام کرنے کے لیے پیچھے ہٹا لائے، اس نے زرہ بکتر اور خود والوں کو نشانوں کے آگے متعین کیا اور خود فوج کے قلب میں اپنے نہایت دلیر اور شجاع جوانمردوں کے جھرمٹ میں ٹھہر گیا۔

طاہر بن الحسین نے بھی اپنی فوج کو کئی دستوں میں تقسیم کر کے ان کے پرے جمائے پھر وہ ایک ایک سردار اور اس کی جماعت کے پاس آیا اور کہا اے اللہ والو اے وفا شعار شکر گزار و تم ان غدار بے ایمانوں کی طرح نہیں ہو جنہوں نے اس عہد و پیمان کو توڑ ڈالا ہے جس کی تم نے اب تک حفاظت کی ہے۔ انہوں نے اس بات کو ذلیل کیا ہے جس کی تم نے تعظیم کی ہے اور اس وعدہ کی خلاف ورزی کی ہے جس کو تم نے پورا کیا ہے۔ ان کا مقصد باطل ہے وہ بدعہدی اور جہالت کے لیے لڑ رہے ہیں یہ ضرور مارے اور لوٹے جائیں گیا اگر تم آنکھیں بند کر کے میدان جنگ میں ثابت قدم رہے تو مجھے مکمل یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ نصرت پورا کریگا اور عزت اور نصرت کے تمام دروازے تمہارے لیے کھول دیگا اس لیے تم ان باطل پرستوں اور دوزخ کے کندوں سے اپنے دین کی خاطر نہایت بہادری سے لڑو ان کے باطل سے اپنے حق کو بچاؤ یہ صرف ایک گھنٹے کی بات ہے پھر تو اللہ تعالیٰ تمہارے اور ان کے درمیان فیصلہ ہی کر دے گا اور وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔

اب اس نے نہایت جوش و خروش کے ساتھ بلند آواز سے کہنا شروع کیا اے صدق اور وفا کے حامیوں خبردار ثابت قدم رہنا اور اپنی پوری غیرت اور حمیت کے ساتھ لڑنا۔

دونوں فریق آمنے سامنے

دونوں حریف ایک دوسرے کے مقابلے پر بڑھے اہل رے بھی ایک جگہ جمع ہوئے اور انہوں نے شہر کے دروازے بند کر لیے اس موقع پر طاہر نے اپنی فوج کو للکارا اے اللہ والو اپنے سامنے والے دشمن سے لڑو تا کہ وہ ان لوگوں سے جو تمہارے عقب میں ہیں ساز باز نہ کر سکے اور اب صرف انتہائی جدوجہد اور جنگ میں ثابت قدمی تمہیں بچا سکتی ہے دونوں فریق گتھم گتھا ہو گئے اور بڑے زور کی لڑائی ہونے لگی مگر دونوں فریق اپنی اپنی جگہ جمے رہے کسی کا قدم نہیں ڈگمگایا۔ علی کے میمنہ نے طاہر کے میسرہ پر حملہ کیا اور اسے بری طرح پاش پاش کر دیا نیز اس کے میسرہ نے طاہر کے میمنہ پر حملہ کر کے اسے بھی اس کی جگہ سے ہٹا دیا اس پر طاہر نے اپنی فوج سے کہا کہ جسطرح ہو سکے اپنی انتہائی شجاعت اور

بسالت کے ساتھ دشمن کے قلب والے دستوں پر حملہ کرو اگر ان میں سے ایک نشان کو بھی تم نے پسپا کر دیا تو ان کی آگے بڑھتی ہوئی جماعتیں خود بخود عقبی جماعتوں کے پاس پلٹ کر آ جائیں گی، چنانچہ طاہر کی سپاہ پہلے تو نہایت ہی ثابت قدمی اور پامردی کے ساتھ حملہ کرنے والوں کے سامنے ڈٹی رہی اور پھر اس نے خود علی کی فوج کے قلب کے آگے بڑھے ہوئے نشانوں پر حملہ کیا ان کو پسپا کر دیا اور ان کے بہت سے آدمی قتل کر دیئے۔

اس کا اثر یہ ہوا کہ وہ نشان ایک پر ایک پلٹے اور اس طرح علی کا میمنہ اپنی جگہ سے اکھڑ گیا جب طاہر کے ہزیمت خوردہ میمنہ اور میسرہ نے اپنے ساتھیوں کی یہ کارگزاری دیکھی وہ اپنے مقابل پر پلٹ پڑے اور ان کو مار بھگایا جب علی تک یہ نوبت پہنچی اس نے اپنے سورماؤں کو للکارنا شروع کیا، ''کہاں ہیں، تاج وکلاہ والے اے شریف زادو میرے پاس آ کر ٹھہرو، پسپائی کے بعد جوابی حملہ کرو جنگ میں کامیابی صرف استقلال اور پامردی سے ہوتی ہے،،

علی کا قتل اور اسکی فوج کو شکست

اتنے میں طاہر کے کسی سپاہی نے اپنے تیر سے علی کو نشانہ بنایا اور اس کا کام تمام کر دیا اب کیا تھا طاہر کی فوج نے ان کو بے دریغ قتل اور قید کرنا شروع کر دیا یہاں تک کے رات نے آ کر بھاگنے والوں اور پکڑنے والوں کو ایک دوسرے سے علیحدہ کر دیا، فاتحوں کو بے شمار غنیمت ملی طاہر نے علی کی سپاہ میں منادی کر دی کہ جو ہتھیار ڈال دے گا وہ مامون ہے اس وعدۂ معافی کے ساتھ ہی انہوں نے ہتھیار رکھ دیئے اور اپنے جانوروں سے اتر آئے۔ طاہر شہر رے میں واپس آ گیا اور اس نے جنگی قیدی اور مقتولین کے سر مامون کے پاس بھیج دیئے بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن عیسی مقتولین کے درمیان جان کے خوف سے لیٹ گیا وہ زخموں سے چکنا چور تھا اس وجہ سے وہ اس دن اور ساری رات بے حس وحرکت مقتولین میں پڑا رہا جب اطمینان ہو گیا کہ اب کوئی اسے نہ پکڑے گا اس وقت اٹھا اور اپنی شکست خوردہ جماعت میں ملکر بغداد چلا گیا۔ یہ علیؒ کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔

مامون کو مبارکبادیں دی گئیں

سفیان بن محمد نے بیان کیا ہے جب علی خراسان روانہ ہوا تھا تو مامون نے اُس سے لڑنے کے لیے اپنے تمام سرداروں سے الگ الگ پوچھا مگر چونکہ سب کے دلوں میں اس کی دھاک بیٹھی ہوئی تھی اس لیے سب نے کوئی نہ کوئی بہانہ کر کے اس کے مقابلے سے اپنی جان چھڑائی۔

جب مامون کو اس فتح کی خوشخبری کا خط طاہر کی طرف سے موصول ہوا انھوں نے دربار عام منعقد کیا جہاں سب نے آ کر مبارکباد دی اور ان کی نصرت اور عزت کے لیے دعا کی، اور آج ہی کے دن انھوں نے تمام خراسان میں علی الاعلان امین کی علیحدگی اور اپنی خلافت کا اعلان کیا، اس سے تمام اہل خراسان خوش ہوئے ہر جگہ اس کے متعلق مقررین نے تقریریں کیں اور شعراء نے قصیدے لکھے۔

امین اور اسکی فوج کی حالت

اس کے برعکس جب علی مارا گیا تو اہل بغداد نے بُری بُری خبریں بیان کرنا شروع کیں خود امین اب اپنے کئے پر نادم ہوئے اس دن جو کہ ۱۹۵ھ کے نصف ماہ شوال کا جمعرات کا دن تھا فوجی امراء صورت حال پر غور کرنے کے

لیے ایک دوسرے سے ملاقات کے لیے گئے اور سب نے جمع ہو کر یہ بات کہی کہ علی تو مارا گیا اب ضرور امین کو اس بات کی ضرورت ہوگی کہ وہ ہماری خدمات سے استفادہ کرے اور یہ قاعدہ ہے کہ لوگوں کے قلوب ہی ان میں تحریک پیدا کرتے ہیں اُن کو شجاعت اور دلیری کو رفعت دیتی ہے اس لیے اب مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم میں سے ہر شخص اپنی فوجی جمعیت کو ہدایت کرے کہ وہ ہنگامہ برپا کر دیں اپنی تنخواہ اور مزید انعام کا مطالبہ کریں اس ترکیب سے ہمیں توقع ہے کہ موجودہ حالت میں ہم ان سے بہت مستفید ہو سکیں گے اور اس طرح ہماری جمعیتوں کی معاشی حالت بہتر ہو جائے گی۔

اس رائے سے سب نے اتفاق کیا صبح کو سب باب الجسر پر آئے انھوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور اپنی معاش اور انعام کا مطالبہ کیا اس ہنگامہ کی اطلاع عبداللہ بن خازم کو ہوئی وہ اپنی جمعیت کو لیکر وہاں پہنچا تیر اندازی اور سنگ اندازی کے بعد دونوں فریقوں میں خوب تلوار چلی محمد الامین نے جب تکبیر اور لڑائی کا شور سنا انھوں نے اپنے ایک خدمتگار کو اطلاع یابی کے لیے بھیجا اُس نے جا کر ساری کیفیت سنائی کہ تمام فوج جمع ہے اور اس نے معاش کے لیے ہنگامہ برپا کر رکھا ہے امین نے پوچھا کیا صرف معاش ہی چاہتے ہیں یا کچھ اور اُس نے کہا جی ہاں صرف معاش کے خواستگار ہیں امین کہنے لگے یہ تو بہت معمولی مطالبہ ہے اچھا تم عبداللہ بن خازم کے پاس جاؤ اور ہماری طرف سے اسکو حکم دو کہ وہ انکو چھوڑ کر چلا آئے اس کے بعد انھوں نے حکم دیا کہ تمام فوج کو چودہ ماہ کی معاش ایک وقت دے دی جائے نیز جو سپاہی اسی ۸۰ سے کم پاتے تھے اُن کے بھی اسی مقرر کر دئے اس کے علاوہ فوجی عہدیداروں اور سرداروں کو قیمتی صلے اور انعام دئے۔

اس سال امین نے عبدالرحمٰن بن جبلۃ الانباری کو طاہر سے لڑنے کے لیے ہمدان بھیجا۔

امین کو معلوم ہوا کہ عیسیٰ بن علی بن ماہان مارا گیا اور طاہر نے اس کے پڑاؤ کو لوٹ لیا انھوں نے عبدالرحمٰن الانباری کو ابناء کے بیس ہزار سپاہیوں کے ہمراہ طاہر کے مقابلہ پر بھیجا اُس کے ساتھ بہت سی رقم دی اسے پوری طرح مسلح گھوڑے دیئے بہت سی دولت بطور صلہ اور انعام کے دیا نیز اُسے حلوان سے لیکر اس تمام علاقے پر جو وہ خراسان کا فتح کرے والی مقرر کیا اور انبار کے دوسرے مشہور بہادر اور دلیر لوگوں کو اس مہم میں اس کے ساتھ کیا اُسے حکم دیا کہ وہ راستے میں بہت کم ٹھہرے اور آرام کرے اور منازل طے کرنے میں جلدی کرے اور اسی طرح مسلسل کوچ کرتا ہوا طاہر سے پہلے ہمدان جا پہنچے وہاں اپنے گرد خندق بنائے تمام ضروریات زندگی مہیا کرے اور اس تمام بندوبست کے بعد دو۔ ۔ دن تڑکے ہی طاہر اور اسکی فوج سے لڑ پڑے، لوگوں کے ساتھ کشادہ دستی اختیار کرے اور جو ہدایات میں نے دی ہیں اُن کو پوری طرح نافذ کرے حفاظت اور احتیاط کا پورا انتظام رکھے اور علی کی غفلت اور سستی سے مکمل طور پر اجتناب کرے۔

عبدالرحمٰن اپنی مہم پر روانہ ہوا ہمدان پہنچا، ناکہ بندی کی اس کی فصیل اور دروازوں کی قلعہ بندی کی، شکستہ جگہوں کو درست کیا مختلف ضروریات کے لیے بازار اور پیشہ ور لوگوں کو شہر کے اندر اکٹھا کر لیا اور ہر قسم کے آلات جنگ اور سامان خوراک کو جمع کر کے طاہر کے مقابلے اور اُس سے لڑنے کے لیے مستعد ہو گیا۔

اپنے باپ کے قتل کے بعد یحییٰ بن علی اس کی شکست خوردہ فوج کی ایک جماعت کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگ کر رے اور ہمدان کے درمیان ٹھہر گیا اور اُس کے باپ کی شکست خوردہ فوج کا جو شخص اس کے پاس سے گذرتا یہ اُسے اپنے پاس روک لیتا۔ چونکہ اُسے یہ خیال تھا کہ امین اس کو اس کے باپ کی جگہ پر مقرر کر کے رسالے اور پیادے

سے اسکی مدد کریں گے۔ اسی اُمید میں وہ اُس ہزیمت خوردہ کے سپاہیوں کو اپنے پاس جمع کرنے لگا اس نے امین سے مدد مانگی انھوں نے اسے لکھا کہ ہم نے عبدالرحمٰن الانباری کو بھیج دیا ہے تم اپنی جگہ ٹھہرے رہو اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ طاہر کا مقابلہ کرو اگر مدد کی ضرورت ہو تو تم عبدالرحمٰن کو لکھنا وہ تمہیں ہر طرح کی کمک بھیج دے گا۔

دوسری طرف طاہر کو تمام کیفیت معلوم ہوئی عبدالرحمٰن کی طرف بڑھا جب یحییٰ کے قریب آیا تو یحییٰ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ طاہر ہمارے قریب پہنچ گیا ہے اس کے ہمراہ خراسان کے جو جوان پیدل ہیں اُن سے تم واقف ہو چکے ہو کل ہی تم سے اسکی لڑائی ہو چکی ہے مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر میں اس شکست خوردہ فوج کے ساتھ اُس سے لڑا تو وہ ہمیں ایسا سخت صدمہ پہنچائے گا کہ اس کا اثر ہماری اُس فوج پر بھی پڑے گا جو ہمارے عقب میں ہے اور یہ ایک اچھا بہانہ عبدالرحمٰن کے ہاتھ آ جائے گا وہ امیر المومنین سے میری بزدلی اور نکمے پن کی شکایت کرے گا اگر میں اُس سے امداد طلب کروں اور اس کے انتظار میں پڑا رہوں گا تو مجھے اندیشہ ہے کہ وہ اپنے آدمیوں کو قتل سے بچانے اور آئندہ اُن سے کام لینے کے لیے میری مدد نہیں کرے گا ان دو مشکلوں میں صرف یہ طریقہ سمجھ میں آتا ہے کہ ہم تیزی کے ساتھ ہمدان کی طرف بڑھیں اور عبدالرحمٰن کے قریب اپنا پڑاؤ ڈال دیں اگر ہم نے اس سے مدد مانگی تو قریب ہونے کی وجہ سے اسے ہماری مدد کرنا آسان ہوگا اور اگر اُسے ہماری ضرورت ہوئی تو ہم اس کی مدد کے لیے پہنچ جائیں گے اور اس کے ساتھ ہو کر دشمن سے لڑیں گے، اس رائے کو سب نے پسند کیا اب یحییٰ پلٹا اور جب وہ ہمدان کے قریب پہنچ گیا تو یہاں اس کے اکثر وہ ساتھی جو جمع ہوئے تھے اُس کا ساتھ چھوڑ کر اپنی اپنی راہ پر چل پڑے۔

دوبارہ جنگ

طاہر ہمدان کی طرف بڑھا اور اس کے سامنے جا پہنچا۔ عبدالرحمٰن نے اپنی فوج میں لڑائی کے لیے آمادہ ہو جانے کا اعلان کیا اور اب وہ پوری طرح تیار ہو کر جنگی ترتیب کے ساتھ میدان کارزار میں مقابلہ کے لیے نکل آیا جنگ شروع ہوئی جس میں دونوں فریق نہایت ہی ثابت قدمی کے ساتھ ایک دوسرے کے مقابلہ پر جمے رہے نہایت شدید خونریز جنگ ہوئی طرفین کے بہت سے آدمی کام آئے زخمی ہوئے اس کے بعد عبدالرحمٰن پسپا ہو کر شہر ہمدان میں چلا آیا کئی دن اس نے وہاں قیام کیا اس دوران اس کی حالت سنبھل گئی اور اس کے زخمی اچھے ہو گئے اب پھر اُس نے اپنی فوج کو لڑائی کے لیے مستعد ہو جانے کا حکم دیا اور پوری طرح تیار ہو کر شہر سے نکل کر طاہر پر حملہ آور ہوا، جب طاہر کی نظر اس کے جھنڈوں اور اگلی جماعتوں پر پڑی اُس نے اپنی سپاہ سے کہا کہ عبدالرحمٰن کی چال یہ معلوم ہوتی ہے کہ وہ صرف تمہیں اپنی صورت دکھائے اور جب تم اس کے پاس پہنچ جاؤ وہ تم سے لڑے۔ اگر تم نے اسے مار بھگایا تو فوراً شہر کی طرف لپک کر اُسمیں گھس پڑے اور پھر وہاں شہر کی خندق پر تم سے مقابلہ کرے اور شہر کے دروازوں اور فصیل کی آڑ میں تم سے لڑے اگر اس کے برعکس اس نے تمہیں شکست دے دی تو پھر تمہارا تعاقب کرنے اور تمہیں جی کھول کر قتل کرنے کا اُس کو وسیع میدان مل جائے گا کہ تم میں سے جو بھاگے یا میدان میں پشت پھیرے وہ اسے قتل کر دے اس لیے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم اپنی خندق اور اپنی قیام گاہ کے قریب ہی ٹھہرے رہیں تا کہ اگر وہ ہمارے پاس آئے ہم اُس سے لڑیں اس طرح وہ تو اپنی خندق سے دُور نکل آئے گا اور ہم اپنی خندق کے قریب ہی رہیں گے۔

عبدالرحمٰن کی فوج کو شکست

اس تجویز کے مطابق طاہر اپنی جگہ ٹھہرا رہا عبدالرحمٰن نے یہ خیال کیا کہ میری ہیبت کی وجہ سے اُس نے آگے بڑھ کر مقابلہ کرنے سے پہلوتہی کی ہے اس خیال خام کی وجہ سے وہ خود ہی اُس سے لڑنے کے لیے جھپٹا اب پھر نہایت شدید جنگ ہوئی طاہر اپنی جگہ جما رہا اور اُس نے عبدالرحمٰن کی فوج کو بری طرح قتل کیا ان کے بہت سے آدمی کام آ گئے یہ رنگ دیکھ کر عبدالرحمٰن نے اپنی فوج کے حوصلے بڑھانے کے لیے ان کو للکارا اے جماعت ابناء اے اُمراءزادو اور تلوار کے مالکو یہ عجم ہیں یہ بہت دیر تک جم کر مقابلہ نہیں کر سکتے میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں تم ثابت قدم رہو اب وہ اپنے ہر نشان کے پاس آیا اور انکو ثابت قدم رہنے کی تلقین کرنے لگا اور کہنے لگا کہ بس اگر ایک گھڑی ہم اور جم کر لڑتے رہے تو فتح ہماری ہے خود وہ بھی دونوں ہاتھوں سے نہایت ہی بے جگری سے لڑنے لگا اور اس نے متعدد حملے طاہر کی فوج پر ایسے سخت کئے کہ ہر حملہ میں طاہر کے بہت سے سپاہیوں کا صفایا کر دیا مگر اس قدر دلیری اور جرات کے باوجود طاہر کی فوج کا کوئی شخص اپنی جگہ سے نہیں ہٹا اور نہ انہیں کوئی اضطراب پیدا ہوا۔ اس کے بعد طاہر کے ایک جوانمرد نے عبدالرحمٰن کے علمبردار پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اب طاہر کی تمام فوج نے یکجان ہو کر عبدالرحمٰن کی فوج پر ایسا سخت حملہ کیا کہ انکو انکی جگہوں سے اکھاڑ دیا عبدالرحمٰن کی فوج نے پشت پھیری اور طاہر کی فوج نے بے دریغ انہیں قتل کرنا شروع کیا۔

محاصرہ

اسی طرح مارتے اور قتل کرتے ہوئے انہیں ہمدان کے دروازے تک دھکیل لائے طاہر نے شہر کے دروازے پر ٹھہر کر عبدالرحمٰن اور اسکی فوج کا محاصرہ کر لیا عبدالرحمٰن روزانہ مقابلہ کے لیے شہر سے نکلتا اور شہر کے دروازوں ہی پر اس سے اور طاہر کی فوج سے لڑائی ہوا کرتی۔ عبدالرحمٰن کی فوج شہر کی فصیل پر سے باہر کی فوج پر سنگ اندازی بھی کرتی۔

عبدالرحمٰن کی فوج محاصرہ کی شدت سے تنگ آ گئی خود اہل شہر کو بھی انکی موجودگی سے تکلیف محسوس ہونے لگی اور خود بھی ان سے لڑنے اور مرنے مارنے پر آمادہ ہوئے باہر سے طاہر نے ہر سمت سے سامان معیشت کی بہم رسانی بند کر دی عبدالرحمٰن اور اس کی سپاہ نے اپنی ہلاکت اور قحط زدگی کے خطرہ کو محسوس کیا نیز انکو یہ بھی اندیشہ ہو گیا کہ خود اہل شہر ہی اُن پر وار کر دیں گے اس نے طاہر کے پاس سفراء بھیج کر اپنے اور اپنی فوج کے لیے امان کی درخواست کی جسے اس نے منظور کر لیا اور اس کا ایفاء بھی کیا عبدالرحمٰن اپنے اور یحییٰ بن علی کے ساتھیوں کو لے کر جنگ سے کنارہ کش ہو گیا۔
اس سال طاہر بن الحسین کو ذوالیمینین کا لقب دیا گیا۔

طاہر کا فضل کے نام خط

ہم اس لقب کی وجہ پہلے بیان کر چکے ہیں جب طاہر نے علی بن عیسیٰ بن ماہان کی فوج کو شکست دے دی اور علی مارا گیا تو اُس نے فضل بن سہل کو خط لکھا

> ''اللہ آپ کی عمر دراز کرے اور آپ کے دشمن کو برباد کرے میں آپ کو یہ خط لکھتا ہوں اور علی بن عیسیٰ کا سر میری گود میں ہے اور اس کی مہر میرے ہاتھ میں ہے اور اس پر اللہ کا ہزار ہزار شکر۔''

فتح کی وجہ سے فوجیوں کی ترقی

خط پڑھتے ہی فضل اپنی جگہ سے فوراً اٹھکر مامون کی خدمت میں حاضر ہوا اُس نے اُسے امیر المومنین کہہ کر سلام کیا مامون نے طاہر کی امداد کے لیے مزید فوج اور سردار بھیجے ذوالیمینین اور صاحب جبل الدین اُسے خطاب عطا کیا اس کے جن فوجیوں کی تنخواہ اسی ۸۰ سے کم تھی ترقی دے کر اسی ۸۰ کر دی۔

علی بن عبداللہ کی بغاوت

اس سال ماہ ذی الحجہ میں سفیانی علی بن عبداللہ بن خالد بن یزید بن معاویہؓ نے شام میں علم بغاوت بلند کر کے اپنے لیے دعوت خلافت دی اور اس کے عامل سلیمان بن ابی جعفر کو دمشق میں محصور کر لیا جب سلیمان کو اپنی جان کا خطرہ محسوس ہوا تو وہ اس کے مقابلہ سے نکل بھاگا۔ محمد المخلوع (امین) نے حسین بن علی بن عیسیٰ بن ماہان کو اس کے مقابلہ کے لیے بھیجا مگر یہ ان کے سامنے ہی نہیں آیا بلکہ رقہ پہنچ کر ٹھہر گیا۔

محمد کے عاملوں کا اخراج

اس سال طاہر نے محمد کے عاملوں کو قزوین اور تمام جبال کے علاقہ سے نکال دیا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ جب وہ عبدالرحمٰن کے مقابلہ کے لیے بڑھا تو اسے یہ اندیشہ ہوا کہ اگر وہ کثیر بن قادرہ کو جو قزوین میں محمد کا عامل تھا اور جسکے ساتھ بہت بڑی فوج تھی اپنے عقب میں یوں ہی رہنے دے گا تو ممکن ہے کہ وہ عقب سے اُس پر حملہ کر دے اس وجہ سے جب طاہر ہمدان کے قریب آ گیا تو اس نے اپنی فوج کو قیام کر دینے کا حکم دیا وہ سب ٹھہر گئے اس کے بعد اس نے ایک ہزار پیادے اور ایک ہزار شہسوار اپنے ساتھ لیکر کثیر بن قادرہ کا قصد کیا اس کے قریب پہنچتے ہی کثیر اور اس کی سپاہ قزوین کو خالی کر کے بھاگ گئی۔ طاہر نے ایک زبردست جمعیت اپنے ایک سردار کی قیادت میں وہاں اس ہدایت کے ساتھ وہاں متعین کر دی کہ عبدالرحمٰن الانباری وغیرہ کے ساتھیوں میں سے جو قزوین میں آنا چاہے یہ اس سے لڑیں اور اسے روک دیں۔

اس سال عبدالرحمٰن الانباری اسراباد میں مارا گیا اس کی تفصیل یہ ہے۔

عبدالرحمٰن کا قتل

جب محمد المخلوع نے عبدالرحمٰن الانباری کو ہمدان بھیجا تو اس کے پیچھے انھوں نے حرشی کے بیٹوں عبداللہ اور احمد کو بھی اہل بغداد کی ایک زبردست فوج کے ساتھ روانہ کیا اور انکو حکم دیا کہ وہ قصر اللصوص جا کر پڑاؤ کریں عبدالرحمٰن کے تمام احکام کی بجا آوری کریں اور اگر اُسے ان کی ضرورت ہو تو وہ اس کی مدد کریں جب عبدالرحمٰن طاہر سے وعدۂ امان لے کر شہر سے نکل کر اس کی طرف آیا اور مقیم ہو گیا تو اس نے طاہر اور اس کی فوج پر یہی ظاہر کیا کہ اب وہ بالکل امن پسند ہے اور اُن کے وعدہ امان اور پیمان صلح پر دل سے راضی ہے مگر جب کہ طاہر اور اس کی فوج اُس کی طرف سے بالکل بے خطر ہو گئی تھی اُس نے اچانک موقع پا کر اپنے ساتھیوں کو لیکر ان پر حملہ کر دیا۔ طاہر اور اس کی فوج کو انکی اس حرکت کی صرف اس وقت اطلاع ہوئی جبکہ وہ ان کے سروں پر آ گئے عبدالرحمٰن نے بیدریغ اپنے دشمن کو قتل کرنا شروع کیا طاہر کی فوج کے پیدل سپاہی اپنی تلواریں ڈھال اور تیر لیکر مقابلہ پر جمع رہے اور گھٹنوں کے بل اس طرح لڑے جو لڑائی کا حق

ہے اوراس وقت تک انہیں روکے رکھا جب تک کہ سوار تیار ہو کر مقابلہ کے لیے آئیں، جب وہ بھی آ گئے تو اب نہایت ہی ثابت قدمی اور بے جگری سے ایسی شدید لڑائی ہوئی کہ تلواریں اور نیزے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔اب عبدالرحمٰن کے ساتھی بھاگے مگر وہ خود اپنے چند خاص آدمیوں کے ساتھ میدان جنگ میں گھوڑے سے اتر پڑا اور لڑتا لڑتا مارا گیا اس کے دوسرے ساتھیوں نے اس سے کہا تھا کہ تمہارے بھاگ جانے کا اچھا موقع ہے دشمن لڑتے لڑتے بالکل چور ہو گیا ہے اُسمیں اتنی ہمت نہیں ہے کہ تعاقب کی زحمت برداشت کرے آپ بھاگ جائیں مگر اُس نے یہی کہا کہ اب میں شکست کھا کر واپس نہیں جانا چاہتا اور نہ امیر المومنین کو اپنی صورت دکھاؤنگا۔اس کے بہت سے ساتھی مارے گئے اس کی قیام گاہ کو لوٹ لیا گیا بچے کھچے مصیبت کے مارے حرشی کے بیٹوں عبداللہ اور احمد کے پاس پہنچے ان کے آنے کا یہ اثر ہو کہ خود انکی فوج میں اس قدر خوف اور دہشت پھیلی کہ دشمن کے سامنے آئے بغیر یہ لوگ بے تحاشا اپنے مقام سے بھاگے اور بغداد پہنچنے تک انھوں نے پیچھے مڑ کر بھی نہ دیکھا طاہر کے لیے اب میدان خصاف تھا وہ بلا مزاحمت عراق کی طرف بڑھا ایک ایک شہر اور ضلع سے گذرتا ہوا حلوان کے ایک گاؤں شلاشان میں آ کر اس نے اپنا پڑاؤ کیا اپنے گرد خندق بنائی ہر طرح سے اپنی قیام گاہ کو مستحکم کیا اور وہیں اپنی تمام فوجیں جمع کیں۔

انتظامی عہدے

اس سال امین کی طرف سے داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس مکہ اور مدینہ کا عامل تھا اوراس سال اوراس سے دو سال پہلے یعنی ۱۹۳ھ میں اس کی امارت میں حج ہوا تھا۔عباس بن موسیٰ الہادی امین کی طرف سے کوفہ کا عامل تھا اور منصور بن مہدی بصرہ کا عامل تھا۔مامون خراسان میں فرمانروا تھا اور انکا بھائی محمد بغداد میں حکمراں تھا۔

۱۹۶ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اسد کی گرفتاری

اس سال محمد بن ہارون نے اسد بن یزید بن مزید کو قید کر دیا اور احمد بن مزید عبداللہ بن حمید بن قحطبہ کو طاہر سے لڑنے کے لیے حلوان بھیجا۔

اسد بن یزید بن مزید نے بیان کیا ہے کہ عبدالرحمٰن الانباری کے قتل کے بعد فضل بن الربیع نے مجھے بلا بھیجا میں اس کے پاس گیا وہ اس وقت اپنے مکان کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا اس کے ہاتھ میں ایک رقعہ تھا جسے وہ پڑھ چکا تھا

اس کی دونوں آنکھیں غصہ سے سرخ ہو رہی تھیں اور وہ سخت غصہ کی حالت میں کہہ رہا تھا وہ تو خواب خرگوش میں ہے نہ اُسے حکومت کے جانے کی فکر ہے نہ وہ کسی مفید رائے اور تدبیر پر غور کرتا ہے، شراب وکباب نے اسے بدمست کر دیا ہے وہ تو عیش ونشاط میں منہمک ہے اور زمانہ اس کی بربادی کے انتظام کر رہا ہے عبداللہ اس کی مخالفت پر اب اعلانیہ طور پر مستعد ہو گیا ہے اور اس کے مقابلہ کے لیے اس نے اپنے سب سے بہتر آدمی کو مقرر کیا ہے جو اتنی دور سے گھوڑوں کی پشت پر نیزوں کی انیوں اور تلواروں کی دھاروں پر محمد کی یقینی ہلاکت اور موت کو لیے ہوئے بڑھا آ رہا ہے،

اس کے بعد اس نے اظہار افسوس کے لیے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور مثال میں بعیث کے شعر پڑھے، پھر میری طرف مخاطب ہو کر کہا ابوالحارث میرے اور تمہارے سامنے ایک خاص مقصد ہے جسکی طرف ہم جا رہے ہیں اگر ہم سے اس کے حاصل کرنے میں کوتاہی ہوگئی تو ہم ہمیشہ کے لیے مذموم ہو جائیں گے اور اگر ہم نے اس کے لیے پوری مستعدی دکھائی تو ہم کامیاب ہو جائیں گے ہم ایک اصل کی شاخ ہیں اگر وہ مضبوط رہی تو ہم بھی قوی رہیں گے اور اگر اصل ہی کمزور ہوگئی تو ظاہر ہے کہ ہم بھی کمزور ہو جائیں گے۔ اس شخص نے تو اپنی حالت بالکل نادان لڑکیوں کی طرح کر لی ہے ہر وقت عورتیں اس کی مشیر ہیں خواب کے اوپر اس کو پورا بھروسہ ہے اور اپنے ان تمام رندمشرب اور بے ہودہ گو مصاحبین کی بات کو غور سے سنتا اور اس پر ایمان رکھتا ہے، ان لوگوں نے اسے یہ تسلی دی ہے کہ آخر میں اسی کو فتح اور کامیابی ہوگی حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ بربادی اس تیزی سے اس کی طرف بڑھتی چلی آ رہی ہے جس تیزی کے ساتھ سیلاب ریت کے ٹیلوں کی طرف بڑھتا ہے، بخدا مجھے تو یہی اندیشہ ہے کہ اس کی ہلاکت اور تباہی کے ساتھ ہم بھی تباہ اور برباد ہو جائیں گے۔

تم عرب کے مسلمہ جوانمرد ہو اور ایک جوانمرد کے بیٹے ہو اس نے اس شخص کے مقابلہ کے لیے تم کوتاکا ہے تمہاری سچی وفاداری اور حقیقی بہی خواہی نیز تمہاری انتہائی شجاعت اور اس کے ساتھ بختاوری نے تمہارے انتخاب میں رہبری کی ہے اس نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تمہاری ہر ضرورت کو پورا کروں اور جسقدر دولت تم چاہو تمہیں دوں گا، ہاں یہ بات ضرور ہے کہ اقتصاد برکت اور سعادت کی کنجی ہے بہر حال جو ضرورت تمہیں ہو وہ پوری کرو اور جلد سے جلد اپنے دشمن کی راہ لو اور مجھے یہ اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس فتح کی عزت کا سہرا تمہارے ہی سر باندھے گا اور تمہارے ہی ذریعے اس خلافت اور حکومت کے رخنہ کی پھر پابجائی کر دے گا۔

میں نے عرض کیا کہ میں آپ کی اور امیر المومنین کی خدمت کے لیے بسر وچشم حاضر ہوں اور خود اس بات کو چاہتا ہوں کہ آپ کے اور ان کے دشمن کو ذلیل اور مغلوب کروں مگر نبرد آزما محض موقع کے بھروسہ پر کام نہیں کرتا اور جب تک فوج کے سازوسان میں کسی قسم کی بھی خرابی یا کمی ہو اسے کامیابی ہوتی ہے جنگجو کا سرمایہ فوج اور فوج کا سرمایہ مال، امیر المومنین کی سخاوت کا یہ عالم ہے کہ جو سپاہی انکی چھاؤنی میں موجود ہیں انھوں نے ان کے ہاتھ دولت سے بھر دیے اس کے علاوہ انھوں نے مستقل طور پر انکی کثیر معاش مقرر کر دی اور انکو بڑے بڑے انعام واکرام سے سرفراز کیا اگر میں اپنی فوج کو لیکر دشمن کے مقابلہ پر روانہ ہو جاؤں اور ان کے دل اپنے پیچھے رہنے والے متعلقین کی ضروریات میں الجھے رہیں تو ایسی پریشان خاطر فوج دشمن کے مقابلہ میں میرے کس کام آ سکتی ہے کیونکہ انھوں نے غیر مصافی لوگوں کو لڑنے والوں پر اور نقیبوں اور کڑلیتوں کو محنت اور مشقت برداشت کرنے والوں پر فضیلت دی ہے۔

میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ وہ میری تمام فوج کو ایک سال کی معاش اب دیں اور ایک سال کی معاش ساتھ کر

دیں نیز انمیں جولوگ جنگ میں آزمودہ اور بہادر فن حرب سے واقف ہوں انکی معاش خاص مقرر کریں اور مجھے اختیار ہو کہ میں خود اپنی جمعیت کے اپاہج اور کمزور سپاہیوں کو بدل دوں اور ان کے بجائے دوسرے سپاہیوں کو بھرتی کرلوں اپنی جماعت کے ایک ہزار آدمیوں کو گھوڑے دے دوں نیز یہ کہ جو شہر اور علاقہ میں فتح کروں اس کا کوئی حساب مجھ سے نہ لیا جائے۔

میری ان شرائط کو سنکر فضل نے کہا تم تو اپنی حد سے تجاوز کر گئے اور اب اس کے لیے تو امیر المومنین سے گفتگو کی ضرورت ہے چنانچہ اب میں اور وہ امیر المومنین کی خدمت میں چلے۔ فضل پہلے انکی خدمت میں پہنچا اسکے بعد مجھے اجازت ملی میں ان کے سامنے گیا مجھ سے اور ان سے ابھی دو باتیں ہوئی تھیں کہ وہ برہم ہو گئے اور انھوں نے مجھے قید کرا دیا۔

گرفتاری کے متعلق دوسری روایت

اس کے متعلق امین کا ایک خاص مصاحب بیان کرتا ہے کہ اسد نے ان سے یہ کہا کہ آپ مامون کے بیٹوں کو میرے حوالے کر دیجیے تاکہ ان کو میں اپنے پاس نظر بند رکھوں اگر مامون میری اطاعت قبول کر کے اپنے آپ کو میرے حوالے کر دے تو خیر ورنہ پھر مجھے اختیار ہو کہ میں اس کے لڑکوں کے ساتھ جو چاہوں سلوک کروں اس پر امین نے کہا تو پاگل اعرابی ہے، یہ کیا سوال ہے میں تجھے عرب اور عجم سپاہ کی قیادت اور تمام صوبہ جبال کی خراسان تک آمدنی کا مختار بناتا ہوں اور تیرے ہمسر جو دوسرے امرا اور روسا کے جانشیں ہیں اُن سے تیرا درجہ اور مرتبہ بڑھاتا ہوں اور تو مجھ سے اپنے بچوں کے قتل اور اپنے ہی گھر والوں کے خون کا طالب رہے یہ سراسر حماقت اور غیر متعلق بات ہے۔

اس وقت بغداد میں مامون کے دو بیٹے اپنی ماں اُم عیسیٰ بنت الہادی کے ساتھ مامون کے بغداد والے قصر میں مقیم تھے جب بغداد پر مامون کا قبضہ ہو گیا تو یہ دونوں اپنی ماں کے ساتھ خراسان چلے گئے اور وہیں رہے اور پھر سب کے ساتھ بغداد آئے یہ مامون کے سب سے بڑے لڑکے تھے۔

احمد بن حمزہ کی دربار میں طلبی

جب امین نے اسد کو قید کر دیا تو اپنے مشیروں سے پوچھا کہ کیا اُسکے خاندان میں کوئی اور ایسا شخص ہے جسکو اس کے بجائے مقرر کیا جا سکے کیونکہ انکی دیرینہ خدمات اور وفا شعاری کی وجہ سے میں ان سے بگاڑنا نہیں چاہتا لوگوں نے کہا جی ہاں احمد بن مزید موجود ہے وہ ان سب میں با اعتبار اپنی نیک کرداری جاں نثاری اور اطاعت میں بہتر ہے۔ اس کے علاوہ وہ نہایت بہادر جوانمرد فوجوں کے انتظام ان سے کام لینے اور لڑائی میں نہایت ہوشیار اور چالاک ہے امین نے اسی وقت ڈاک کا ہرکارہ اس کے پاس دوڑایا کہ وہ فوراً اسے لے کر آئے۔

احمد اسحاقیہ نامی ایک گاؤں اپنے چند عزیزوں، موالیوں اور خدمتگاروں کے ساتھ جا رہا تھا اس نے نہریان عبور ہی کیا تھا کہ اسے اسی رات کو ڈاک کے ہرکارہ کی آواز سنائی دی کہنے لگا بھلا اس وقت اور اس مقام پر اس کے آنے کی کیا وجہ ہے ضرور کوئی بات ہے تھوڑی ہی دیر میں وہ ہرکارہ ٹھہرا اور اس نے ملاح کو آواز دی کہ کیا تمہارے پاس احمد بن مزید ہے اس نے کہا ہاں وہ سواری سے اترا اور اس نے امین کا خط احمد کو دیا اسے پڑھکر اس نے کہا میں اپنی زمین کے قریب پہنچ گیا ہوں جو یہاں سے اب صرف ایک میل رہ گئی ہے مجھے اتنی مہلت دو کہ میں کھڑے کھڑے وہاں ہو آؤں اور جو

ضروری کام ہے اس کے متعلق ہدایات دے آؤں پھر تمہارے ساتھ صبح سویرے ہی چلا چلتا ہوں اس نے کہا امیر المومنین نے مجھے حکم دیا ہے کہ ایک لمحہ کی مہلت دیے بغیر دن ہو یا رات جس وقت تم مجھے مل جاؤ فوراً میں تمہیں اپنے ساتھ لیکر انکی خدمت میں حاضر کردوں یہ سن کر احمد اس کے ساتھ پلٹا اور کوفہ آیا یہاں ایک دن اس نے قیام کیا اور جب اس نے ذرا آرام اور رخت سفر مہیا کرلیا تو امین کی خدمت میں روانہ ہو گیا۔

احمد کی دربار کی طرف روانگی

احمد کہتا ہے'' جب میں بغداد آیا تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ سب سے پہلے فضل بن الربیع سے مل لینا چاہیے تا کہ اس کے ساتھ اور اس کی موجودگی میں امین کی خدمت میں پہنچوں جب مجھے اس کے پاس آنے کی اجازت ملی اور میں اس کے سامنے پہنچا تو میں نے دیکھا کہ عبداللہ بن حمید بن قحطبہ اس کے پاس بیٹھا ہے اور وہ اس سے کہہ رہا ہے کہ تم طاہر کے مقابلہ پر جاؤ اور عبداللہ اس بات پر اصرار کر رہا ہے کہ اسے بہت سی دولت دی جائے اور بہت زیادہ فوجیں دی جائیں مجھے دیکھتے ہی اس نے مرحبا کہا اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اپنے برابر صدر مجلس میں جگہ دی اور عبداللہ کی طرف مخاطب ہو کر اس کا مذاق اڑانے لگا اور مزاح کرنے لگا پھر اُس کے سامنے مسکرا کر اُس نے بنی شیبان کی تعریف میں دو شعر پڑھے اس پر عبداللہ نے بھی کہا کہ واقعی وہ اس تعریف کے مستحق ہیں وہی اس خرابی کی اصلاح کر سکتے ہیں وہی دشمن کو سزا دے سکتے ہیں اور باغیوں کے شر سے فرمانبرداروں کو بچا سکتے ہیں۔

پھر فضل نے مجھ سے کہا کہ امیر المومنین نے تمہارا ذکر چھیڑا میں نے تمہاری اطاعت شعاری فرماں برداری خلوص نیت باغیوں کے مقابلہ پر تمہاری شدت اور فوری صائب رائے قائم کر کے اس پر عمل کرنے کی قابلیت کی تعریف کی انھوں نے اس بات کو پسند کیا کہ تم سے اپنی خاص اہم خدمات لی جائیں تا کہ تمہاری شہرت اور عزت میں اضافہ ہو اور تمہیں اس درجہ اور اعلیٰ مقام پر فائز کریں جس پر آج تک تمہارا کوئی خاندان والا نہیں سرفراز ہو سکا۔ اس کے بعد اس نے اپنے خدمتگار کو حکم دیا کہ میرے گھوڑوں پر زین کسواؤ تھوڑی ہی دیر میں اس کی سواری کے لیے گھوڑا تیار کر دیا گیا۔

دربار میں حاضری

اب وہ اور میں دونوں چلے محمد کے پاس پہنچے وہ اس وقت اپنے محل کے صحن میں بیٹھے تھے وہ مجھے اپنے قریب بلاتے گئے یہاں تک کہ میں ان کے بالکل ہی متصل پہنچ گیا، کہنے لگے تمہارے بھتیجے کی سرکشی اور فساد نیت کی اکثر خبریں مجھے ملی تھیں اور وہ عرصہ سے میری رائے کی مخالفت پر آمادہ رہتا ہے اس کے اس طرز عمل سے میں اس کی طرف سے بد ظن ہو گیا ہوں اور مجھے اس کی وفاداری پر بھروسہ نہیں اس کی اسی قابل اعتراض روش اور غداری کی وجہ سے میں نے اس کی تادیب کے لیے اُسے قید کر دیا ہے اگر چہ میں دل سے یہ بات نہیں چاہتا تھا کہ اس کے لیے اُس کے ساتھ یہ کروں میرے سامنے تمہاری بہت تعریف وتوصیف کی گئی ہے۔

احمد کا سپہ سالار بننا

میں چاہتا ہوں کہ تمہاری قدر و منزلت بڑھاؤں اور تمہارے تمام خاندان پر تمہیں ترقی دوں اور اس غرض کے لیے میں چاہتا ہوں کہ تمہیں اس باغی غدار جماعت کے مقابلہ کے لیے سپہ سالار مقرر کروں تا کہ ان کے مقابلہ میں لڑ کر

دنیا کے اجر اور آخرت کے ثواب دونوں کے حاصل کرنے کا تمہیں موقع ملے اب تم دیکھ لو کہ تم اس کام کو کس طرح انجام دے سکو گے اپنی نیت کو درست رکھو امیر المومنین نے اس کام کے لیے تمہیں اختیار کیا ہے تم انکی مدد کرو اور ان کے دشمن کے مقابلہ میں پوری جدو جہد کر کے ان کو خوش کرو وہ بھی تمہیں خوش کر دینگے اور تمہاری عزت افزائی کرینگے، اس کے جواب میں میں نے عرض کیا اللہ آپ کی بات ہمیشہ درر کھے میں جناب والا کی خیر خواہی میں اپنی جان لڑا دونگا اور میرے متعلق آپ نے جو اُمید قائم کی ہے میں آپ کے دشمن کے مقابلہ میں اپنی انتہائی کوشش صرف کر کے انشاء اللہ اُسے پورا کروں گا۔

احمد فوج سمیت حلوان روانہ

انھوں نے فضل سے کہا کہ اسد کی فوج کے دفاتر ان کے حوالے کر دو نیز ہماری چھاؤنی میں جو اعرابی اور جزیرہ کے سپاہی ہوں اُن کو بھی ان کے ساتھ بھیج دو پھر مجھ سے کہا کہ بہت جلد اپنا انتظام درست کر کے دشمن کے مقابلے پر روانہ ہو جاؤ میں ان کے پاس سے چلا آیا میں نے فوج کا انتخاب کیا اور تمام دفاتر غور سے دیکھے جن کا اندراج صحیح ثابت ہوا ان کی تعداد بیس ہزار ہو گئی میں ان سب کو لیکر حلوان روانہ ہو گیا۔

امیر المومنین کی ہدایات

حلوان جاتے ہوئے احمد بن مزید رخصت ہونے کے لیے محمد کے پاس آیا اور درخواست کی کہ امیر المومنین مجھے کچھ ہدایات دیں انھوں نے کہا میں تمہیں چند باتوں کی وصیت کرتا ہوں ایک یہ کہ ظلم زیادتی سے بچنا کیونکہ ظلم مانع نصرت ہے قابلیت ذاتی اور حسن کارگذاری کے بغیر کسی شخص کو ترقی نہ دینا بغیر جوابدہی کا موقع دیئے کسی پر تلوار نہ اٹھانا اور جب کوئی شخص تمہارے قبضہ میں آ جائے اور تمہیں یہ موقع مل سکے کہ تم اس کے ساتھ نرمی کر سکو تو ایسے موقع پر شدت اور قساوت اختیار نہ کرنا اپنی فوج کے آدمیوں سے بہت اچھا برتاؤ کرنا روزانہ مجھے اپنی خبریں بھیجتے رہنا اور اس بات کا خیال اپنے دل میں نہ لانا کہ تم کسی ایسے کام کو میرے پاس ذریعہ تقرب بناؤ کہ جب اس کا مرافعہ میرے پاس ہو تو وہ تمہارے خوف کا باعث ہو جائے، عبداللہ کے ساتھ ایک مخلص بھائی اور محسن مصاحب کا سا برتاؤ کرنا جب وہ اور تم ایک ساتھ جمع ہوں تو اپنے تعلقات خوشگوار رکھنا اگر وہ تم سے مدد مانگے تو نہ تم انکار کرنا اور نہ مدد دینے میں دیر لگانا، تم دونوں متحدہ اور متفقہ طور پر رائے قائم کر کے کاروائی کرنا اچھا اب تمہیں جو ضرورت ہو وہ کہو اور جلد اپنے دشمن کے مقابلے پر چلے جاؤ احمد نے انکو دعا دی اور درخواست کی کہ آپ میری کامیابی کے لیے دعا مانگتے رہیں اور میرے بارے میں کسی چغلخور کی بات نہ مانیں اور جب تک کہ آپ کو میرے فرض کی بجا آوری کا پورا تجربہ نہ ہو جائے آپ مجھے علیحدہ نہ کریں اس کے بعد آپ اسد کو قید سے رہا کر کے آزاد کر دیجیے۔

مزید فوج کی کمک

امین نے احمد بن مزید کو بیس ہزار عروب کے ساتھ اور عبداللہ بن حمید بن قحطبہ کو انبار کے بیس ہزار سپاہیوں کے ساتھ طاہر کے مقابلہ کے لیے روانہ کیا انکو حکم دیا کہ تم حلوان جا کر قیام کرو اور طاہر اور اس کی فوج سے اس کا دفاع کرو اگر طاہر شلاشان میں قیام رکھے تو وہ دونوں اپنی فوج کے ساتھ وہاں تک بڑھ کر اس کا مقابلہ کریں اور اُسے اس مقام

سے بھی خارج کر دیں اور جم کر اس سے لڑیں دونوں آپس میں اتحاد اور اتفاق رکھیں اور ہماری طاعت میں ایک دوسرے کے دوست رہیں۔

دونوں فوجوں کی باہمی نا چاقی

وہ دونوں بغداد سے روانہ ہو کر حلوان کے قریب ایک مقام خانقین میں آ کر ٹھہرے مگر طاہر بدستور اپنی قیام گاہ میں مقیم رہا اس نے اپنے اور اپنی فوج کی حفاظت کے لیے خندق بنالی اور احمد اور عبداللہ کی چھاؤنیوں کو اپنے جاسوس اور مخبر بھیج دیئے۔ یہ انکی چھاؤنیوں میں آ کر سپاہیوں سے خوب جھوٹی جھوٹی خبریں بیان کرتے تھے اور کہتے تھے دیکھو امین نے احمد کی فوج کے لیے اتنی زیادہ تنخواہ مقرر کی ہے اور اس کے علاوہ انکو اور مزید معاش دی ہے اس طرح طاہر برابر اس بات کی کوشش کرتا رہا کہ ان دونوں امراء کے درمیان نزاع اور اختلاف پیدا ہو جائے آخر کار وہ اپنے منصوبے میں کامیاب ہوا اور احمد اور عبداللہ میں پھوٹ پڑ گئی انکی یہ یکجہتی ختم ہو گئی وہ خود آپس ہی میں ایک دوسرے سے لڑ پڑے پھر وہ خود بخود طاہر سے لڑائی کیے بغیر خانقین کو چھوڑ کر پلٹ گئے طاہر نے بغیر کسی زحمت کے آگے بڑھ کر حلوان پر قبضہ کر لیا ابھی اسے وہاں آئے تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا کہ ہرثمہ بن اعین مامون اور فضل بن سہل کا مراسلہ لیکر ان کے پاس آیا جس میں طاہر کو ہدایت کی گئی تھی کہ وہ اپنے تمام مفتوحہ علاقہ کو اس کو تفویض کر دے اور خود اہواز روانہ ہو۔ طاہر نے حسبُ بجا آوری کی ہرثمہ حلوان میں اقامت گزیں ہو گیا اور اس نے اسے خوب مستحکم کر لیا اور اس کے تمام راستوں اور پہاڑوں میں اپنی جنگی چوکیاں اور پہرے قائم کر دئے اور طاہر اہواز کی سمت روانہ ہو گیا۔

فضل کی منزلت میں اضافہ

اس سال مامون نے فضل بن سہل کی قدر و منزلت اور بڑھائی اُسکی تفصیل یہ ہے۔

جب مامون کو معلوم ہوا کہ طاہر نے علی بن عیسیٰ کو قتل کر کے اس کے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا اور انکو امیر المومنین کا لقب دیکر انکی خلافت کا اعلان کر دیا اور خود فضل بن سہل نے بھی اسی لقب سے انکو خطاب کیا اور اب ان کو صحیح طور پر یہ اطلاع مل گئی کہ طاہر نے عبدالرحمٰن بن حبلۃ الانباری کو بھی قتل کر کے اس کی قیام گاہ پر قبضہ کر لیا ہے تو انھوں نے فضل بن سہل کو اپنے دربار میں طلب کیا اور اس سال رجب میں انھوں نے مشرق میں جبل ہمدان سے جبل سقینان اور تبت تک کا علاقہ طولاً اور بحر فارس اور بحر ہند سے لیکر بحر دیلم اور جرجان تک کا علاقہ عرضاً اس کے سپرد کر دیا تیس لاکھ درہم اسکی تنخواہ مقرر کی دو گھاٹیوں والی چوٹی پر کھڑے ہو کر ایک پرچم اس کے لیے قائم کیا اس کے علاوہ ایک نشان اور بھی اسے دیا اور ذوالریاستین کے خطاب سے اُسے سرفراز کیا۔

ایک شخص جس نے فضل کی تلوار حسن بن سہل کے پاس دیکھی تھی بیان کرتا ہے کہ اس پر چاندی کے حروف میں ایک طرف ریاستہ الحرب اور دوسری طرف ریاستہ التدبیر منقوش تھا فضل نے اپنا پرچم علی بن ہشام کو دیا اور نشان نعیم بن حازم کو دیا اور حسن بن سہل کو اپنا والی خراج مقرر کیا۔

اس سال محمد بن ہارون نے عبدالملک بن صالح کو والی شام مقرر کر کے شام جانے کا حکم دیا اور اسے اختیار دیا کہ وہ اہل شام کی اسقدر فوج جبراً بھرتی کر کے اس کے ساتھ طاہر اور ہرثمہ سے لڑے۔

عبدالملک بن صالح کا شام کا گورنر بننا

جب طاہر کی قوت اور شوکت بڑھ گئی، اس کا بول بالا ہو گیا اور اس نے محمد کے امراء اور انکی فوجوں کو مسلسل شکست سے دوچار کیا تو عبدالملک بن صالح انکی خدمت میں حاضر ہوا۔ اسے رشید نے قید کر دیا تھا مگر امین نے خلیفہ ہونے کے بعد ذیقعدہ ۱۹۳ ہجری میں اسے معافی دی اور رہا کر دیا اس احسان کا وہ ہمیشہ سے معترف تھا اور انکی طاعت اور نصیحت کو اپنا فرض سمجھتا تھا اس نے عرض کیا امیر المومنین میں اس بات کو دیکھ رہا ہوں کہ لوگوں کو آپ کے بارے میں جسارت ہو گئی ہے۔ اور وہ آپ کی ہلاکت کے آرزومند ہو گئے ہیں دونوں جگہ لوگوں کا یہی ارادہ ہے کہ آپ کو تباہ کیا جائے اب تک آپ نے ان کے ساتھ ایسی مروت برتی ہے کہ اگر آپ اسی نرم طرز عمل پر چندے اور قائم رہے تو وہ سرکش اور گستاخ ہو جائیں گے اور اگر آپ دیتے دیتے ہاتھ کھینچ لیں گے تو وہ آپ سے بگڑ جائیں گے اور یہ ظاہر بات ہے کہ جب تک دولت خرچ نہ کی جائے فوجیں قبضہ میں نہیں آتیں اور اگر بے اندازہ اندھا دھند خرچ کیا جائے تو پھر باقی نہیں رہے گی۔ اس کے ساتھ ہی یہ مشکل آ پڑی ہے کہ مسلسل ہزیمتوں اور جان کے نقصانات نے دشمن کا اسقدر رعب اور ہیبت ان کے قلوب میں پیدا کر دی ہے کہ اب وہ اس کا مقابلہ کرتے ہوئے ہچکچاتے اور ڈرتے ہیں اگر آپ انکو طاہر کے مقابلہ پر روانہ کریں گے تو طاہر اپنے عزم راسخ کی قوت کی وجہ سے تھوڑی فوج کے ساتھ ان پر غلبہ حاصل کر لے گا کیونکہ آپ کی فوج میں نہ جان ہے اور نہ وفا۔ ان کے مقابلہ میں اہل شام لڑائیوں اور شدائد کے برداشت کرنے کے عادی ہیں ان میں کا بہت بڑا گروہ میرا مطیع اور فرماں بردار ہے اگر آپ مجھے شام بھیجیں تو میں وہاں سے ایک زبردست فوج آپ کے لیے تیار کر لوں گا جو دشمن کے پرخچے اڑا دے گی اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ آپ اور ہم سب جان نثاروں کی مدد کرے گا۔

امین نے کہا میں نے تمہیں اس کام کے لیے مقرر کیا اس مقصد کے لیے جس قدر دولت اور سامان تمہیں درکار ہو میں وہ سب تمہیں دیتا ہوں تم فوراً شام روانہ ہو جاؤ اور وہاں جا کر اپنی صوابدید کے مطابق کاروائی شروع کر دو۔

امین نے اسے تمام شام اور جزیرہ کا والی مقرر کیا اور بہت جلد اپنے عمل پر جانے کی تاکید کی انھوں نے فوج باقاعدہ کا ایک دستہ اور انبار کی ایک جماعت اس کے ساتھ کر دی۔ اس سال عبدالملک بن صالح شام روانہ ہوا اور رقہ پہنچ کر وہیں ٹھہر گیا۔

عبدالملک بن صالح کی شام روانگی

شامی سرداروں کو بلانا

رقہ پہنچ کر عبدالملک وہیں ٹھہر گیا اور وہاں سے اس نے شام کی فوجی جمعیتوں کے تمام سرداروں اور اہل جزیرہ کے سرداروں کے نام خطوط روانہ کئے اپنے ان خطوط میں اس نے ہر شخص سے جس کے بارے میں حسن خدمات کی توقع تھی اور جسکی شجاعت اور کاروائی کی شہرت تھی بڑے بڑے صلے اور انعام کا وعدہ کیا اور امیدیں دلائیں چنانچہ تمام رؤساء اور جمعیتیں یکے بعد دیگرے اس کے پاس آئیں اس نے ہر سردار کو جو اس سے ملنے آیا انعام، خلعت اور سواری سے

سرفراز کیا۔

شامی لٹیروں کے درمیان جھگڑا

شام کے لٹیرے اور اعرابی بھی پہاڑی دروں کو چھوڑ کر اس کے پاس آ گئے اسطرح اس کے پاس ایک بڑی فوج جمع ہوگئی اسی دوران ایک خراسانی سپاہی کی نظر ایک ایسے گھوڑے پر پڑی جو اس سے سلیمان بن ابی جعفر کی جنگ میں چھین لیا گیا تھا اور وہ اس وقت ایک ڈاکو کی سواری میں تھا اسے دیکھتے ہی وہ خراسانی اس گھوڑے سے لپٹ گیا اس سے ایک نزاع پیدا ہوئی جو بڑھ کر کھلی ہوئی مخالفت ہوگئی۔ لٹیروں کی جماعت اکٹھا ہوگئی اور باقاعدہ سپاہ بھی ایک جا جمع ہوگئی اور اب ان میں کش مکش ہونے لگی ہر فریق نے اپنے آدمی کی حمایت کی اور اب ان میں گھونسے اور مکے بازی ہونے لگی۔

لٹیروں سے مقابلہ

ابناء کے بعض لوگ آپس میں مشورہ کر کے محمد بن ابی خالد کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ آپ ہمارے بڑے اور سردار ہیں ان لٹیروں نے جو دست درازی ہم پر کی ہے اس کی خبر آپ کو ہو چکی ہے اب آپ ہماری قیادت کر کے ہماری بات بنائیں ورنہ ہم ذلیل ہو جائیں گے اور پھر ہر شخص ہمیں کمزور سمجھ کر ہمیں دبانے کی کوشش کرے گا اس غرض کے لیے وہ روزانہ اس کے پاس جانے لگے ایک دن اس نے کہا میں نہیں چاہتا کہ اس ہنگامہ میں خود شرکت کروں اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ تم لوگوں کو اس ذلت کی حالت میں دیکھوں یہ سن کر ابناء مستعد ہوئے انھوں نے لڑنے کا تہیہ کر لیا اور جب لٹیروں کی جماعت ادھر اُدھر پھر رہی تھی انھوں نے بے خبری میں انکو آلیا اور حملہ کر کے بے دریغ ان کو قتل کرنا شروع کیا بہت سے لوگوں کو میدان میں قتل کر دیا اور بہت سوں کو انکی قیام گاہ ہی میں گھس کر ذبح کر ڈالا اب لٹیروں نے اپنی جماعت کو للکارا کہ تیار ہو جاؤ وہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور اسلحہ لگا کر باقاعدہ لڑنے کے لیے مستعد ہو گئے اور جنگ ہونے لگی۔ عبدالملک بن صالح کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے اپنا قاصد ان کے پاس بھیجا کہ وہ ان کو حکم دے کہ وہ لڑائی سے باز آ جائیں اور ہتھیار رکھ دیں مگر انھوں نے اس کے پتھر مارے اور اس تمام دن نہایت بے جگری سے لڑتے رہے۔ ابناء نے لٹیروں کی جماعت کے بے شمار آدمی قتل کر دیئے۔ عبدالملک کو جب معلوم ہوا کہ زواقیل کے اسقدر آدمی مارے گئے تو اس نے جو اس وقت مریض اور کمزور تھا افسوس کی وجہ سے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور کہنے لگا کہ اس سے بڑھ کر ہماری ذلت کیا ہوگی کہ عرب اپنے ہی علاقے میں اور گھر میں اس طرح مارے جا رہے ہیں۔

اس کے جملہ سے ان لوگوں کو بھی غصہ آ گیا جو اب تک اس ہنگامہ سے الگ تھلگ رہے تھے اور اب بات بہت بڑھ گئی، حسین بن علی بن عیسیٰ بن ماہان نے ابناء کی قیادت سنبھال لی دوسرے دن زواقیل رقہ میں جمع ہوئے اور ابناء اور اہل خراسان رافقہ میں جمع ہوئے۔ اہل حمص کے ایک شخص نے اپنے ہم وطنوں کو للکارا کہ بھاگنا ہلاکت سے سہل ہے اور مرنا ذلت سے آسان ہے تم نے اپنا گھر بار اس لیے چھوڑا تھا کہ عسرت کے بعد فراغت اور ذلت کے بعد عزت نصیب ہوگی مگر اب تو تم خود مصیبت میں مبتلا ہو گئے اور موت کے احاطہ میں بیٹھ گئے ہو مسودہ جماعت کی مونچھوں اور ٹوپیوں میں موت نمایاں ہے اس لیے اس سے پہلے کہ مفر کے تمام راستے بند ہو جائیں اور مصیبت آ پڑے بھاگ چلو۔ اسی طرح بنی کلب کے ایک شخص نے اپنی اونٹنی کی رکاب پر کھڑے ہو کر اپنی قوم والوں کو لڑائی کی مصیبت سے ڈرایا

اور کہا سیاہ جھنڈے کا اب تک وہی بول بالا ہے اس کے اقبال میں کوئی کمی نہیں آئی ہے اہل خراسان کی تلواروں کے زخم اور ان کے نیزوں کے نشان تمہاری گردنوں اور سینوں میں اب تک باقی ہیں بہتر یہ ہے کہ اس سے پہلے کہ یہ معاملہ اور بڑھے تم اس سے علیحدہ ہو جاؤ اور اس سے پہلے کہ جنگ کی آگ زیادہ روشن ہونے پائے تم اس سے گذر جاؤ اپنے گھر چلو فلسطین میں مرنا جزیرہ میں زندہ رہنے سے بہتر ہے میں تو جاتا ہوں اب جس کا جی چاہے میرے ساتھ ہو لے۔

یہ کہ کر وہ چل دیا اس کے ساتھ اکثر شامی چلے گئے زواقیل نے اس گھاس اور چارے میں جسے تاجروں نے فوج کے لیے اکٹھا کیا تھا آگ لگا دی اور حسین بن علی بن عیسیٰ بن ماہان اپنی خراسانی اور انباء کی جماعت کے ساتھ طوق مالک کے خوف سے رافقہ میں ٹھہرا رہا۔

زواقیل کی شکست

بنی تغلب کے ایک شخص نے طوق سے آ کر کہا کیا تم نہیں جانتے کہ عربوں کو ان لوگوں کے ہاتھوں کیسا نقصان اٹھانا پڑا ہے تمام اہل جزیرہ کی آنکھیں تم پر اٹھتی ہیں اور وہ تمہاری تائید اور مدد کی آس لگائے ہوئے ہیں اٹھو تمہارا ایسا شخص اس معاملہ سے علیحدہ نہیں رہ سکتا، اس نے کہا نہ میں قیسی ہوں نہ یمنی نہ میں اس ہنگامہ کی ابتدا میں شریک تھا کہ مجھے لامحالہ اسکی انتہا میں شرکت کرنا پڑے علاوہ بریں میں ہرگز ہرگز اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ اپنی قوم یا خاندان کو محض چند بے عقل سپاہیوں اور قیس کے جاہلوں کی وجہ سے معرض خطر میں ڈالوں سلامتی اسی میں ہے کہ میں الگ تھلگ رہوں۔

نصر بن شبث زواقیل کی جماعت کے ساتھ ایک کمیت چاند تارے والے گھوڑے پر سوار ایک سیاہ فولادی نصف زرہ پہنے جسے اس نے اپنی پشت سے کسی چیز سے باندھ رکھا تھا ایک ہاتھ میں نیزہ اور دوسرے میں ڈھال سنبھالے ہوئے میدان مقابلہ میں رجز پڑھتا ہوا بڑھا اور آتے ہی اس نے اور اس کی جماعت نے اہل خراسان پر حملہ کر دیا اور نہایت بے جگری سے لڑنے لگا سرکاری سپاہ اس کے مقابلہ پر جمی رہی اور زواقیل کے بہت سے آدمی کام آئے انباء نے حملہ شروع کیا اور ہر حملہ میں مقابل کے بہت سے آدمی قتل اور زخمی کیے اس حملہ میں کثیر بن قادرہ ابوالفیل اور داؤد بن موسیٰ بن عیسیٰ الخراسانی نے نہایت ہی مردانگی دکھائی اور بہت آدمی مارے زواقیل شکست کھا کر بھاگے۔ نصر بن شبث عمر والسلمی اور عباس بن زفر اس روز ان کے آخر میں تھے اور انکو بچاتے جاتے تھے۔

اس سال عبدالملک بن صالح نے وفات پائی۔ نیز اس سال محمد بن ہارون کو خلافت سے علیحدہ کر دیا گیا اور اس کی جگہ اس کے بھائی عبداللہ المامون کے لیے بغداد میں بیعت لی گئی، محمد کو قصر ابی جعفر میں اُم جعفر بنت جعفر بن ابی جعفر کے ساتھ قید کر دیا گیا۔

امین کی خلافت سے برطرفی اور قید

امین کا عبدالملک کو طلب کرنا

جب عبدالملک بن صالح نے رقہ میں وفات پائی تو حسین بن علی بن عیسیٰ بن ماہان نے فوج میں کوچ کی

منادی کر دی اس نے پیدل لوگوں کو کشتی میں اور سواروں کو سواری پر بٹھایا انکو صلہ دیا ان کے کمزور لوگوں کو قوی کر دیا اور پھر سب کو کسی نہ کسی چیز پر سوار کر کے رجب ۱۹۶ھ میں جزیرہ سے نکال لایا۔ جب یہ اپنی فوج کو لیکر بغداد آیا تو یہاں ابناء اور دوسرے اہل بغداد نے بڑی تعظیم اور تکریم کے ساتھ اس کا استقبال کیا اس کے لیے خیمے نصب کئے دوسرا اُمراء روساء اور اشراف نے بھی اُس کا استقبال کیا۔ یہ بڑی عزت کے ساتھ مطمئن اپنے گھر میں آ گیا ٹھیک آدھی رات کو امین نے اسے طلب کیا اس نے ان کے قاصد سے کہا کہ میں نہ گویا ہوں نہ قصہ گو اور نہ مسخرہ نہ آج تک میں نے اُنکی کوئی ملازمت کی ہے اور نہ میرے ہاتھوں انکی دولت خرچ ہوئی ہے کہ اس کا حساب طلب ہو پھر وہ کیوں اس وقت مجھے طلب کرتے ہیں تم اب چلے جاؤ صبح کو انشاءاللہ میں خود انکی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا۔

عبدالملک کا امین کے خلاف لوگوں کو ابھارنا

امین کا آدمی اس وقت پلٹ گیا اور دوسری صبح کو حسین باب الجسر آیا یہاں بہت سے آدمی اس کے پاس جمع ہو گئے اس نے اس دروازہ کو جو عبیداللہ بن علی کے محل کی طرف کھلتا تھا اور سوق یحییٰ کے دروازے کو بند کرا دیا اور ابناء کو مخاطب کر کے کہا خلافت الٰہی طیش اور خفت عقل کے ساتھ نہیں چلتی اور نہ اللہ کی نعمتیں ظلم اور تکبر کے ساتھ باقی رہتی ہیں۔ محمد چاہتا ہے کہ تمہارے ضمیر کو ہضم کر جائے تمہاری بیعت کو توڑ دے، تمہارے اتحاد میں پھوٹ ڈالدے تمہاری عزت دوسروں کو دیدے کل کی بات ہے کہ وہ زواقیل کا مربی اور سرپرست تھا۔ بخدا اگر زمانے نے اس کی مدد اور اسے دوبارہ قوت حاصل ہوئی تو اس کا وبال تم پر پڑے گا اور وہ تمہاری دولت اور عزت کو ضرور نقصان پہنچائے گا اس لیے اس سے پہلے کہ وہ ہمیں مٹائے ہم خود اُسے مٹادیں اور اس سے پہلے کہ وہ ہماری عزت برباد کرنے پائے ہم اُس کی عزت برباد کر دیں۔ یہ سمجھ لو کہ تم میں سے جو اسکی مدد کرے گا وہ بعد میں الگ کر دیا جائے گا اور جو اس کی حفاظت کرے گا وہ خود قتل کر دیا جائے گا۔ اللہ کے یہاں کسی کے لیے چشم پوشی نہیں ہے اور وہ کسی شخص کو جو اس کے عہد و پیمان کی خلاف ورزی کرتا ہے سزا دیے بغیر نہیں چھوڑتا۔

اس تقریر کے بعد اُس نے اپنی فوج کو پل عبور کرنے کا حکم دیا وہ اسے طے کر کے باب الخراسان والی سڑک پر آئے یہاں جربیہ اور باب الشام کے متصلہ چوک والے اس کے پاس جمع ہو گئے۔ محمد کی فوج میں کچھ دستے جن میں اعراب اور دوسرے لوگ تھے تیزی سے دوڑتے ہوئے حسین بن علی کے مقابلے میں آئے اور اب ان میں دن کے کافی حصے تک نہایت خونریز جنگ ہوتی رہی۔ حسین نے اپنے سرداروں اور خاص آدمیوں کو حکم دیا کہ گھوڑوں سے اتر پڑو چنانچہ یہ لوگ گھوڑوں سے اتر کر تلواریں اور نیزے لیے ہوئے امین کی فوج کی طرف بڑھے اور بہادری اور جوانمردی سے لڑے کہ آخر کار انکو اپنے سامنے سے ہٹا دیا یہاں تک کہ وہ باب الخلد کو چھوڑ کر چل دیے۔

امین کی خلافت سے برطرفی

حسین نے ۱۱ رجب ۱۹۶ھ اتوار کے دن محمد کو خلافت سے برطرف کر دیا اور دوسرے دن پیر کو صبح تک عبداللہ المامون کے لیے بیعت لے لی اُس کے بعد منگل کے دن وہ امین کے پاس آیا۔ اس سے پہلے حسین اور امین کی فوجوں میں لڑائی ہونے کے بعد عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ الہاشمی نے امین پر اچانک حملہ کر کے اُسے قصر الخلد سے نکالا اور اُسے قصر ابی جعفر میں لایا اور وہاں نماز ظہر سے پہلے اُسے قید کر دیا۔ اس کے بعد عباس ام جعفر کے پاس آیا اور اسے حکم دیا

کہ تم اپنے محل سے ابوجعفر کے مدینہ چلو اس نے انکار کیا عباس نے ایک ڈولی منگوائی اور اسے حکم دیا کہ اس میں بیٹھو نیز اس پر کوڑا اٹھایا اس کے ساتھ بدسلوکی کی اور سخت کلامی کی وہ مجبوراً اس میں بیٹھ گئی اب اس نے حکم دیا کہ اُسے اٹھایا جائے اور اس طرح وہ بھی اپنے بیٹے اور پوتوں کے ساتھ مدینہ ابوجعفر لائی گئی۔

محمد بن ابی خالد کی تقریر

دوسرے دن صبح لوگوں نے حسین بن علی سے اپنی تنخواہ کا مطالبہ کیا اور اس کے لیے ایک دوسرے سے ملکر صلاح اور مشورہ کرنے لگے محمد بن ابی خالد باب الشام میں لوگوں کے سامنے تقریر کرنے لگا اور اس نے کہا حسین بن علی کو ہم پر حکومت کرنے اور ہماری موجودگی میں اس معاملہ میں دخل دینے کا کیا حق ہے نہ وہ عمر کے اعتبار سے ہم سے بڑا ہے نہ اپنی شرافت اور مرتبہ کے اعتبار سے ہم سے اعلیٰ اور افضل ہے، ہم ایسے لوگ ہیں جو اس دنی حرکت کو پسند نہیں کرتے اور نہ وہ اس چال سے اس کے مطیع بنائے جاسکتے ہیں میں تم میں سب سے پہلے اس کے عہد کو توڑتا ہوں اور اس کے فعل کا انکار اور اسکی برائی کا اظہار کرتا ہیں جو اس باب میں میرا ہم رائے ہو وہ میرے ساتھ آجائے اسد الحربیہ نے کہا اے میری جماعت والو آج کے بعد کل آنے والا ہے۔ تم بہت عرصے سے سوتے پڑے ہو اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ تم پیچھے رہ گئے اور دوسرے آگے بڑھ گئے۔ دوسرے لوگوں نے محمد کی برطرفی اور قید کی شہرت کمائی ہے تمہیں یہ چاہیے کہ تم انہیں رہائی دلانے اور آزاد کرانے کی نیک نامی حاصل کرو۔

اتنے میں انباء کا ایک بڑا مقتدر اور ذی اثر سردار گھوڑے پر سوار وہاں آیا اور اس نے لوگوں کو للکارا ذرا خاموش رہو میری بات سن لو سب خاموش ہو گئے اس نے کہا یہ بتاؤ کہ تم محمد کی مخالفت پر کیوں آمادہ ہوئے ہو کیا اس نے تمہاری معاش روک دی ہے انھوں نے کہا نہیں اس نے پوچھا کیا اس نے تمہارے کسی امیر یا سردار کو معزول کیا ہے انھوں نے کہا ہمارے علم میں کوئی ایسا واقعہ نہیں آیا اس نے پوچھا کیا اس نے تمہارے کسی عہدیدار کو برطرف کیا ہے انھوں نے کہا اس نے ہرگز ایسا نہیں کیا اس نے پوچھا پھر بتاؤ کہ تم نے کیوں اس کا ساتھ چھوڑا اور اس کے ذلیل کرنے اور قید کرنے میں اس کے دشمن کی کیوں اعانت کی کیا اس بات کو بھول گئے کہ جس قوم نے اپنے خلیفہ کو قتل کیا اللہ نے اس کے قاتل کی تلوار کو اسی قوم پر مسلط کر دیا ہے اور انکو بھی نہایت ظالمانہ موت مرنا پڑا ہے ابھی اپنے خلیفہ کی حمایت کے لیے چلو اسے چھڑاؤ اور جو شخص اُسے برطرف یا قتل کرنا چاہے اس سے لڑو۔

حسین سے جنگ اور اسکی گرفتاری

اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ جماعت حربیہ اور اس کے ساتھ بیشتر بازار والے تلواریں بلند کئے باقاعدہ فوجی ترتیب اور نظام کے ساتھ حسین بن علی کے مقابلے کے لیے بڑھے اور اس سے اور اس کی فوج سے آفتاب کے بلند ہونے سے زوال تک نہایت بہادری سے لڑے اور اس کے بہت سے ساتھیوں کو زخمی کر دیا اور حسین بن علی کو گرفتار کر لیا گیا۔ اسد الحربی محمد کے پاس پہنچا اس نے انکی بیڑیاں کاٹ دیں اور انکو دربار خلافت میں لا کر بٹھایا انکی نظر بعض ایسے لوگوں پر پڑی جو نہ لڑائی کا لباس پہنے تھے اور نہ فوج کا لباس پہنے تھے نہ ان کے پاس پورے اسلحے تھے ان کے متعلق انھوں نے حکم دیا کہ انکو ہتھیار اور لباس دیا جائے انھوں نے سرکاری ذخیروں سے اپنی ضرورت کے مطابق اسلحہ لے لیا امین نے ان سے انعام اور اکرام کا وعدہ کیا اور آئندہ کے لیے بھی توقعات دلائیں اس اجازت کی بنا پر عام الناس نے بہت سے اسلحہ سوتی

تھان اور دوسرا سامان سرکاری ذخائر سے لوٹ لیا۔

حسین کو معافی ملنا اور حلوان کا گورنر بننا

حسین ان کی خدمت میں پیش کیا گیا انھوں نے اس کی بغاوت پر اُسے ملامت کی اور کہا کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ میں نے تیرے باپ کو دوسرے تمام امراء پر ترقی دی اُسے سپہ سالار بنایا جس قدر اس نے مانگا اتنی دولت اسے دی، تمام خراسانیوں میں تمہاری عزت بڑھادی اور تمہارے علاوہ دوسرے امرائے فوج کے مقابلہ میں تمہاری منزلت بلند کی اس نے کہا بے شک جو کچھ آپ بیان کر رہے ہیں یہ سب بجا اور درست ہے امین نے کہا پھر میں نے کیا برائی تمہارے ساتھ کی تھی جس کی وجہ سے تم نے مجھ سے بے وفائی کی اور دوسرے لوگوں کو اغوا کر کے مجھ سے لڑنے کے لیے میرے اوپر چڑھ آئے اس نے کہا چونکہ مجھے یقین کامل تھا کہ امیر المومنین اپنی رحمدلی اور وسعت نظر سے کام لے کر مجھے معاف کر دینگے اس وجہ سے مجھے یہ جرات ہوئی انھوں نے کہا اچھا تو ہم نے معاف کر دیا اور ہم تمہیں یہ بھی اختیار دیتے ہیں کہ اس ہنگامہ آرائی میں تمہارے گھر والوں میں سے جو مارا گیا ہو تم اس کا بدلہ لے لو۔

اس کے بعد امین نے اس کے لیے خلعت منگوایا اور وہ اسے دے گیا سواریاں اسے دیں اور حکم دیا کہ تم حلوان جاؤ اور درے سے پار کا تمام علاقہ تمہاری ولایت میں دیا جاتا ہے۔

عثمان بن سعید الطائی کہتا ہے کہ حسین سے میرے بہت ہی خاص دوستانہ تعلقات تھے جب امین اس سے خوش ہو گئے اور انھوں نے اس کے عہدہ اور رتبہ پر اسے دوبارہ بحال کر دیا تو میں مبارکباد دینے کے لیے اس کے پاس آیا میں نے اسے باب الجسر پر کھڑا ہوا پایا میں نے اُسے مبارکباد دی دعا دی اور پھر اس سے کہا کہ تم کس قدر خوش نصیب ہو کہ تم دو چھاؤنیوں کے سپہ سالار رہوئے اور امیر المومنین کے معتمد علیہ بنے اس سرفرازی پر اور معافی پر تمہیں شکر گزار رہنا چاہیے اور مخلصانہ طریقہ پر ان کی خدمت کرنا چاہیے اس کے بعد میں نے اس سے مزاح اور مذاق کیا اور کچھ اسکی مدح میں شعر پڑھ کر سنائے اور اسمیں اسے ترغیب وتحریص دلائی کہ کہ اب وہ اپنا بدلہ لے اس پر وہ ہنسا اور کہنے لگا اگر عمر نے مدد کی اور مجھے فتح ونصرت حاصل ہوئی تو میں ایسا نہیں کرونگا۔

حسین کا قتل

اس کے بعد وہ باب الجسر پر ٹھہر گیا اور پھر اپنے چند خدمتگاوں اور موالیوں کے ساتھ بھاگ گیا امین نے فوراً لوگوں میں منادی کرادی اور ایک جماعت سوار ہو کر اس کو پکڑنے کے لیے دوڑی انھوں نے مسجد کوثر پر اسے جالیا جب اس نے لشکر کو آتا ہوا دیکھا تو وہ گھوڑے سے اتر پڑا اس نے گھوڑے کے پاؤں باندھ دیئے دو رکعت نماز پڑھی احرام باندھا اور اب اُن کے مقابلہ پر آ گیا اور خود اُس نے اس جماعت پر متعدد حملے اس دلیری سے کئے کہ ہر حملہ میں انکو پسپا اور قتل کیا مگر پھر اُس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور حسین گر پڑا لوگوں نے جھپٹ کر تلواروں اور نیزوں سے اس کا کام تمام کر دیا اور اس کا سر کاٹ لیا۔

دوسری روایت

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ امین نے اسے معافی دیکر اپنا وزیر مقرر کر لیا تھا اور اپنی مُہر بھی اس کے سپرد کر دی تھی

حسین بن علی بن عیسیٰ بن ماہان نصف رجب ۱۹۶ ہجری میں مسجد کوثر میں جو بغداد سے ایک فرسخ پر نہر بین کے راستے میں واقع ہے قتل کیا گیا۔ اسی سال رجب کی سولہ تاریخ کو جمعہ کے دن امین کی خلافت کے لیے تجدید بیعت ہوئی۔ حسین نے امین کو قصر ابو جعفر میں دو دن قید رکھا۔ جس رات حسین مارا گیا اسی رات فضل بن الربیع بھاگ گیا۔

اس سال ہرثمہ کے آجانے کے بعد طاہر بن الحسین حلوان سے اہواز آیا اور اس نے امین کے عامل محمد بن یزید المہلبی عامل اہواز کو قتل کر دیا اور اس کے لیے طاہر نے اپنے آگے اہواز کو فوجیں بھیج دیں تھیں جنھوں نے اس کے آنے سے پہلے ہی یہ کارروائی ختم کر دی۔

محمد بن یزید المہلبی کا قتل اور طاہر کا اہواز میں داخلہ

طاہر کی حسین الرستمی کو ہدایات

طاہر نے شلاشان میں ٹھہر کر حسین بن عمر الرستمی کو اہواز روانہ کیا اور اسے ہدایت دی کہ وہ اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کرے بغیر طلائع کے آگے نہ بڑھے ہمیشہ ایسے محفوظ مقام میں پڑاؤ کرے جہاں اسکی فوج کو کوئی خطرہ نہ ہو، اس کے جانیکے بعد طاہر کو اس کے مخبروں نے آکر یہ اطلاع دی کہ محمد بن یزید المہلبی جو امین کی جانب سے اہواز کا عامل ہے بڑی زبردست جمعیت کے ساتھ ہمارے مقابلہ پر پیشقدمی کر رہا ہے لہٰذا اس کا ارادہ یہ ہے کہ جند سابور میں آکر اپنا پڑاؤ ڈالے اور چونکہ یہ مقام اہواز اور جبل کے مابین حد فاصل ہے یہاں ٹھہر کر وہ اہواز کا دفاع کرے اور جو طاہر کی فوج اہواز کے علاقہ میں داخل ہونا چاہے اسے روک دے اور اس کے پاس بہت عمدہ ساز و سامان اور فوج ہے۔ طاہر نے اپنے چند سرداروں کو اپنے پاس بلایا جن میں محمد بن طالوت، محمد بن العلا، عباس بن بخارا، خفدہ حارث بن ہشام، داؤد بن موسیٰ اور ہادی بن حفص تھے اور انکو حکم دیا کہ تم بہت تیزی کے ساتھ اہواز چلے جاؤ اور یہ کوشش کرنا کہ تمہارا ہراول دستہ حسین بن عمر الرستمی کے ساتھ فوج سے اتصال قائم کرے تاکہ اگر اسے امداد کی ضرورت ہو تو تم اس کی مدد کر سکو اور اگر کسی فوج سے اس کا مقابلہ ہو جائے تو تم اس کی پشت پر رہو۔

محمد بن یزید کی تیاری

دوسری طرف محمد بن یزید کو ان فوجوں کی پیشقدمی کا علم ہوا اس نے اپنی فوج کا معاینہ کیا جو انمیں ضعیف تھے انکو قوی کیا پیدل لوگوں کو خچروں پر سوار کیا اور اب بڑھکر سوق عسکر مکرم پر اس نے اپنا پڑاؤ ڈالا۔ آبادی اور پانی کو اس نے اپنے پیچھے رکھا۔

طاہر کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں محمد بن یزید جلد از جلد اس کی فوجوں تک پہنچ نہ جائے لہٰذا اس نے قریش بن شبل کو انکی مدد کے لیے بھیجا اور اب خود بھی اپنی قیام گاہ سے روانہ ہو کر ان کے قریب ہی آگیا اور اس نے حسن بن علی المامونی کو اپنے آگے روانہ کیا اور ہدایت کی کہ تم قریش بن شبل اور حسین بن الرستمی کے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ یہ سب فوجیں بڑھتی ہوئی عسکر مکرم پر محمد بن یزید کے نزدیک آگئیں ابن نے اپنی فوج سے پوچھا کیا رائے ہے، آیا میں دشمن سے جنگ کو ٹالتا رہوں یا فوراً ایک فیصلہ کن لڑائی لڑوں چاہے مجھے کامیابی ہو یا میرے خلاف جنگ کا فیصلہ ہو بخدا میں خود یہ مناسب نہیں

سمجھتا کہ اہواز واپس جاؤں اور وہاں قلعہ بند ہو کر طاہر سے عرصہ تک لڑتا رہوں اور بصرہ سے مدد طلب کروں، اس کے ہمراہی سرداروں میں سے ایک نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ آپ اہواز واپس چلیں وہاں جبری طور پر فوج بھرتی کریں اور جس پر آپ کا قابو چلے اسے اپنی قوم میں سے جو آپ کے ساتھ آخر دم تک لڑنے کے لیے آمادہ ہوں انکو جنگ کے لیے آمادہ اور مستعد کریں۔ محمد نے اس مشورہ کو قبول کیا خود اس کی قوم والوں نے بھی اس رائے سے اتفاق کیا اور اب وہ وہاں سے پلٹ کر سوق اہواز میں آرہا۔ طاہر نے قریش بن شبل کو حکم دیا کہ تم اس کا اسطرح تعاقب کرو کہ قبل اس کے وہ اہواز میں قلعہ بند ہو سکے تم اسے جالو۔ نیز اس نے حسن بن علی الماموني اور حسین بن عمر الرستمی کو بھی حکم دیا کہ وہ بھی قریش کے پیچھے ہی چل کھڑے ہوں تا کہ اگر اسے انکی امداد کی حاجت پیش آئے تو وہ اس کی مدد کر سکیں۔

طرفین میں مقابلہ

قریش بن شبل، محمد کے تعاقب میں روانہ ہو گیا جس گاؤں میں محمد چلتا قریش وہاں پہنچ کر پڑاؤ کرتا اسی طرح منازل طے کرتے ہوئے سوق اہواز آئے مگر محمد بن یزید شہر میں اپنے حریف سے پہلے پہنچ گیا اس نے شہر کی آبادی کو اپنے پیچھے رکھا اپنی فوج کو جنگ کے لیے مرتب کیا اور اب اس نے دشمن سے لڑائی کی ٹھان لی دولت طلب کی اسے اپنے سامنے ڈھیر کرا دیا اور اپنی فوج والوں سے کہا جسے انعام اور ترقی لینا ہو آج اپنی کارگذاری مجھے بتائے۔ سامنے سے قریش بھی بڑھتا ہوا اس کے بالکل قریب جا پہنچا اس نے اپنی فوج والوں سے کہا کہ تم آگے بڑھ کر حملہ نہ کرو بلکہ چپ چاپ آرام سے اپنی جگہ ٹھہرے رہو میں چاہتا ہوں کہ پوری مستعدی کے ساتھ تم اس وقت لڑو جبکہ تم آرام لے کر تازہ دم ہو چکے ہو اور اس وقت تم پورے نشاط اور قوت کے ساتھ دشمن سے لڑنا۔

چنانچہ اس کے ہر ایک سپاہی نے اپنے سامنے حسب مقدور بہت سے پتھر جمع کر لیے اور جب تک محمد بن یزید میدان طے کر کے ان تک پہنچے انھوں نے پتھروں اور تیروں سے اُسکے بے شمار آدمیوں کو قتل اور زخمی کر دیا۔ محمد بن یزید کی فوج کا ایک دستہ ان تمام موانع کو ہٹاتا ہوا دشمن پر حملہ آور ہوا قریش نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ وہ گھوڑوں سے اتر کر ان کی طرف بڑھے اور اسی طرح لڑے حکم کے مطابق انھوں نے اتر کر ان کو روکا اور اس جوانمردی اور استقلال سے انکا مقابلہ کیا کہ حملہ آور پلٹ گئے اور اب دونوں حریف حملے اور جوابی حملے کرنے لگے محمد بن یزید نے اپنے ان چند غلاموں کی طرف مڑ کر دیکھا جو اس کے ساتھ تھے اور پوچھا کیا رائے ہے انھوں نے کہا کس معاملہ میں۔ اُس نے کہا میں اپنے ساتھیوں کو پسپا ہوتا دیکھ رہا ہوں مجھے اندیشہ ہے کہ یہ میرا ساتھ چھوڑ کر چلے جائیں گے مجھے اب انکی واپسی کی امید نہیں ہے میں نے تو یہ عزم کر لیا ہے کہ میدان میں اُتر پڑوں اور خود آخر دم تک لڑوں جو اللہ چاہے گا وہ ہو جائے گا جو تم میں سے جانا چاہے وہ بخوشی چلا جائے کیونکہ میں تمہاری بقا کو تمہاری ہلاکت پر کہیں زیادہ ترجیح دیتا ہوں انھوں نے کہا آپ یہ کیا فرماتے ہیں اگر ہم ایسا کریں تو یہ ہماری نمک حرامی ہوگی آپ نے ہمیں آزاد کیا ذلت کے بدلے عزت دی غربت کے بدلے دولت دی اور اب اس وقت ہم آپ کا ساتھ چھوڑیں یہ کبھی نہ ہوگا بلکہ ہم آپ کے آگے بڑھتے ہیں اور آپ کی رکاب کے نیچے اپنی جانیں دیتے ہیں آپ کے بعد اس دنیا اور زندگی پر لعنت ہے، یہ ارادہ کر کے وہ سب کے سب گھوڑوں سے اُتر گئے انھوں نے اپنے گھوڑوں کی کونچیں کاٹ دیں اور قریش کی فوج پر نہایت ہی سخت حملہ کیا اور ان میں سے بہت سوں کو قتل کر دیا اور بہت سوں کو پتھروں سے کچل ڈالا۔ اسی دوران طاہر کا ایک سپاہی کسی طرح محمد بن یزید تک

پہنچا اس نے نیزہ کے ایک وار سے اُسے زمین پر گرا دیا اس کے گرتے ہی دوسروں نے لپک کر تلواروں اور نیزوں سے اس کا کام تمام کر دیا ایک بصری نے اسکا مرثیہ لکھا۔

ہیثم بن عدی کہتا ہے کہ جب ابن ابی العُیینہ طاہر کے پاس آیا اور اس نے اُسے اپنا یہ قصیدہ سنایا۔

من انسته البلاد لم یرم

منها و من او حشته لم یقم

(جس سے تمام علاقے مانوس ہوں وہ وہاں سے نہیں بھاگتا اور جس سے وہ متوحش ہوں وہ وہاں قیام نہیں کرتا) اور سناتے سناتے اس شعر پر پہنچا۔

ما ساء ظنی الا واحدة

فی الصدر محصورة عن الکلم

(میری تمام امیدیں صحیح ثابت ہوئیں البتہ صرف ایک بات ایسی ہے جو میرے دل میں ہے اور اسے میں زبان سے ادا نہیں کر سکتا)۔ طاہر مسکرایا اور کہنے لگا بخدا اس بات کا مجھے بھی اتنا ہی دکھ ہے جتنا تمہیں ہے اور جو کچھ ہوا اُسے میں خود پسند نہیں کرتا تھا۔ مگر جو مقدر ہو چکا ہے وہ بہر حال پورا ہوتا ہے نیز خلافت کے استحکام اور ہماری مخلصانہ طاعت کا تقاضہ یہ ہے کہ اپنوں سے حسن سلوک کریں اور بیگانوں کو جدا کر دیں، راوی کہتا ہے کہ اب میں سمجھا کہ اس گفتگو سے محمد بن یزید بن حاتم مراد ہے۔

سندی اور ہثیم کا واسط سے بھاگنا

عمر بن اسد کا کہنا ہے کہ محمد کو قتل کر کے طاہر اہواز میں ٹھہر گیا اس کے تمام علاقے میں اس نے اپنے عامل بھیج دئے، یمامہ، بحرین اور عمان کے علاقے پر اہواز سے لے کر بصرہ کی سرحد تک اپنا والی مقرر کر دیا پھر وہ خود خشکی کے راستے واسط کی طرف بڑھا یہاں اس وقت سندی بن یحییٰ الحرشی اور خزیمہ بن خازم کا خلیفہ ہثیم مقیم تھے۔ طاہر کی پیشقدمی کی شہرت ہوتے ہی اس کے سامنے جس قدر جنگی چوکیاں اور عمال تھے وہ ایک ایک کر کے اپنے مستقر کو چھوڑ کر بھاگ گئے، جب طاہر ان کے قریب پہنچتا تو وہ اپنا مقام چھوڑ کر بھاگ جاتے اسی طرح کسی مزاحمت کے بغیر وہ واسط کے قریب پہنچا۔ سندی بن یحییٰ اور ہثیم بن شعبہ نے اپنی اپنی جماعتوں کو جمع ہونے کا حکم دیا وہ اُن کے پاس اکٹھا ہونا شروع ہو گئیں اور دونوں نے لڑنے کی ٹھانی ہثیم نے اپنے نگران سواری کو حکم دیا کہ اس کے لیے اس کے گھوڑے پر زین تیار کی جائے مہتمم نے ایک گھوڑا اُس کے قریب کر دیا وہ اپنے دامن کو برابر کرتا ہو بڑھا اتنے میں کچھ لوگ اس کی طرف بڑھے مہتمم سواری نے دیکھا کہ اس کا رنگ متغیر ہو گیا ہے اور پریشانی کے آثار اسکے چہرہ پر نمایاں ہیں اس نے کہا اگر آپ بھاگنا چاہتے ہیں تو شوق سے بھاگ جایئے یہ جانور نہایت تیز رفتار ہے، وہ ہنسا اور کہنے لگا مناسب ہے بھاگنے والے گھوڑے کو میرے قریب لاؤ ہمارا مقابلہ طاہر سے ہے اور وہ ایسا شخص ہے کہ اس کے مقابلہ میں بھاگنا کچھ عیب کی بات نہیں ہے اور اب سندی اور وہ دونوں واسط کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔

طاہر واسط میں

طاہر واسط میں داخل ہو گیا اُسے یہ اندیشہ ہوا کہ ممکن ہے کہ ہثیم اور سندی نم الصلح پر پہلے پہنچ جائیں اور وہاں

قلعہ میں بند ہو جائیں، اس نے محمد بن طالوت کو حکم دیا کہ تم فوراً اور ان سے پہلے نم الصلح پہنچ کر اس پر قبضہ کر لو اور اگر وہ وہاں آنا چاہیں تو روک دو اس نے اپنے ایک دوسرے سردار احمد بن المہلب کو کوفہ کی طرف روانہ کیا اس وقت عباس بن موسیٰ الہادی کوفہ کا والی تھا جب اسے احمد کی آمد کی اطلاع ملی اس نے امین سے اپنی بے تعلقی کا اعلان کر دیا اور طاہر کو لکھ کر بھیجا کہ میں نے مامون کے لیے بیعت کر لی ہے اور میں آپکا پکا مطیع ہوں، طاہر کا لشکر نیل کے کنارے ٹھہرا اب واسط اور کوفہ کا تمام درمیانی علاقہ طاہر کے قبضہ میں آ گیا، منصور بن مہدی نے بھی جو امین کا بصرہ پر عامل تھا طاہر کی اطاعت قبول کر لی طاہر اپنی فرودگاہ سے روانہ ہو کر طرنایا آیا یہاں وہ دو دن ٹھہرا مگر یہاں اسے کوئی ایسا مناسب موقع نظر نہ آیا جہاں وہ اپنا پڑاؤ ڈالتا اس وجہ سے اس نے یہاں ایک پُل بنوایا اور خندق بنائی اور عمال کو اُن کے تقرر کے احکام لکھ کر بھیجے۔ منصور بن المہدی نے بصرہ میں اور عباس بن موسیٰ الہادی نے کوفہ میں اور مطلب بن عبداللہ بن مالک نے موصل میں مامون کے لیے بیعت لے لی اور رجب ۱۹۶ ہجری میں امین کو خلافت سے الگ کر دیا۔

امین کے عمال کی بحالی

بیان کیا گیا ہے کہ طاہر کی آمد کے وقت کوفہ پر امین کی طرف سے فضل بن عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ والی تھا جب درج بالا لوگوں نے طاہر کو لکھ کر بھیجا کہ ہم آپ کے مطیع ہیں ہم نے امین سے قطع تعلق کر کے مامون کے لیے بیعت لے لی ہے تو اس نے ان سب لوگوں کو ان کے عہدوں پر برقرار رکھا طاہر نے داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن علی الہاشمی کو مکے اور مدینہ کا والی مقرر کیا یزید بن جریر البجلی کو یمن کا والی مقرر کیا اور اس نے حارث بن ہشام اور داؤد بن موسیٰ کو قصرہ بن ہبیرہ کے پاس بھیجا اس سال طاہر نے امین کی فوجوں سے مدائن چھین لیا پھر وہاں سے صرصر چلا اور پُل باندھ کر صرصر چلا گیا۔

طاہر کا مدائن پر قبضہ اور صرصر پر اسکی پیش قدمی

جنگ میں اہل بغداد کی شکست

جب طاہر نے حارث بن ہشام اور داؤد بن موسیٰ کو قصر ابن ہبیرہ روانہ کیا اور امین کو اپنے کوفہ کے عامل کی بغاوت اور مامون کی بیعت کر لینے کا حال معلوم ہوا تو اُنہوں نے محمد بن سلیمان سپہ سالار اور محمد بن حماد البربری کو دشمن کے مقابلہ پر بھیجا اور حکم دیا کہ تم دونوں حارث اور داؤد پر قصر میں رات کے وقت حملہ کرنا ان سے لوگوں نے کہا کہ اگر اس غرض کے لیے تم نے شاہراہ اختیار کی تو تمہاری پیش قدمی کا حال ان سے چھپ نہیں سکتا وہ ہوشیار ہو جائینگے البتہ مناسب یہ ہے کہ تم مختصر راستے سے فم الجامع پہنچ جاؤ یہ مقام ایسا ہے کہ وہاں ہاٹ ہے اور چھاؤنی بھی ہے وہاں پہنچ کر ٹھہر جانا اور چونکہ وہاں سے تم اُن دونوں سے قریب ہو جاؤ گے اس لیے اگر تم چاہو گے تو وہاں سے باآسانی تم ان پر حملہ کر سکتے ہو اس مشورہ کے مطابق انھوں نے سریہ کی پیدل فوج کو فم الجامع روانہ کیا مگر حارث اور داؤد کو بھی ان کے اس ارادے کی خبر

ہوگئی وہ دونوں تو صرف دستہ کے ساتھ فوراً چل کھڑے ہوئے اور پیدل فوج کے لانے کا بھی انتظام کر گئے اور ایک کشتی کے ذریعہ گہرے مقام سے دریا کو عبور کر کے دشمن کے قریب جو دریا کے پہلو میں پڑا ہوا تھا جا پہنچے اور آتے ہی ان پر نہایت شدید حملہ کر دیا۔ طاہر نے محمد بن زیاد اور نصیر بن الخطاب کو حارث کی مدد کے لیے بھیج دیا اب یہ سب فوجیں جامع میں جمع ہوگئیں اور یہاں سے وہ محمد بن سلیمان اور محمد بن حماد کی طرف بڑھیں نہر ورقیط اور جامع کے درمیان ان کا آمنا سامنا ہوا اور نہایت ہی شدید جنگ ہوئی جس میں اہل بغداد کو شکست ہوئی اور محمد بن سلیمان میدان جنگ سے بھاگ کر شاہی علاقہ میں آیا اس نے فرات کو عبور کیا اور خشکی کے راستے سے انبار چلا گیا اور محمد بن حماد بغداد چلا گیا

فضل کی کوفہ روانگی

محمد بن حماد کے بغداد واپس آنے کے بعد امین نے فضل بن موسیٰ بن عیسیٰ الہاشمی کو کوفہ کا والی مقرر کر کے کوفہ بھیجا ابو السلاسل، ایاس الحرابی اور جمہور البخاری کو اس کے ساتھ کیا اور فضل کو تیز رفتاری کی ہدایت کی، فضل کوفہ کی طرف روانہ ہوا اس نے نہر عیسیٰ کو عبور کیا تھا اس کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور فضل گر پڑا اس نے فوراً وہ راستہ چھوڑ دیا اور دوسرا راستہ اختیار کیا اور اس واقعے کو برا شگون سمجھا کہنے لگا اے اللہ میں درخواست کرتا ہوں کہ تو اس راستے میں مجھے برکت دینا۔

طاہر کو اس کی آمد کی اطلاع ہوئی اس نے اس کے مقابلہ کے لیے محمد بن العلا کو روانہ کے اور حارث اور داؤد کو اس کی اطاعت کا حکم دیا دیہاتیوں کے ایک گاؤں میں محمد اور فضل کا مقابلہ ہو گیا فضل نے اس کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ میں طاہر کا مطیع و فرمانبردار ہوں اور یہاں محض امین کو دکھانے اور اسے دھوکہ دینے کے لیے آ گیا ہوں تم میری مزاحمت نہ کرو مجھے جانے دو تا کہ میں طاہر کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں، محمد نے کہا میں تمہارا مطلب نہیں سمجھ سکا کہ تم کیا کہہ رہے ہو میں نہ تمہاری بات کو قبول کرتا ہوں نہ اسے رد کرتا ہوں اگر تمہارا ارادہ یہ ہے کہ تم امیر طاہر پر جا کر حملہ کر دو تو بہتر یہ ہے کہ پچھلے پاؤں پلٹ جاؤ اور سیدھے سیدھے اپنے گھر کا راستہ لو۔

محمد بن العلاء اور فضل کا مقابلہ

وہ پلٹ گیا مگر محمد نے اپنی فوج سے کہہ دیا کہ اس شخص سے احتیاط کرو مجھے اندیشہ ہے کہ یہ ہمارے ساتھ مکر و دغا کرے گا اس گفتگو کے تھوڑی دیر کے بعد اس نے حملہ کے لیے تکبیر کہی کیونکہ اسے تو یہ خیال تھا کہ محمد بن العلاء اس کی طرف سے بالکل بے خوف و خطر مطمئن ہو گا مگر جب وہ جنگ کے لیے بڑھا تو اس نے محمد بن العلا کو پہلے ہی سے ہر بات کے لیے پوری طرح مستعد اور آمادہ پایا جنگ شروع ہوگئی اور اس قدر سخت ہوئی جس قدر ممکن تھی فضل کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی جس کی وجہ سے وہ گر پڑا مگر ابو السلاسل اسے دشمن کے حملہ سے اس وقت تک بچاتا رہا جب تک کہ وہ دوبارہ اپنے گھوڑے پر نہ سوار ہو گیا اس کے اس دفاع پر فضل نے کہا کہ میں تمہاری اس کارگزاری کو امیر المومنین سے بیان کروں گا۔

فضل کو شکست اور طاہر کی مدائن روانگی

محمد بن العلاء کی فوجوں نے فضل کی فوج پر عام حملہ کر دیا اور مار بھگایا کوثیٰ تک وہ ان کو قتل کرتے ہوئے چلے

گئے اس واقعہ میں اسمٰعیل بن محمد القرشی اور جمہور البخاری قید کر لیے گئے اب طاہر نے مدائن کا رخ کیا یہاں امین کی باقاعدہ فوج کا زبردست رسالہ برمکی کی قیادت میں موجود تھا یہاں برمکی قلعہ بند ہو کر دفاع کے لیے تیار تھا امین کے پاس سے روزانہ اسے کمک اور خلعت وانعام مل رہا تھا، جب طاہر مدائن کے قریب صرف دو فرسخ فاصلہ پر رہ گیا تو گھوڑے سے اُتر کر اس نے دو رکعت نماز پڑھی اور بہت دیر تک تسبیح پڑھتا رہا اور پھر دعا مانگی کہ اے اللہ تو اس وقت اسی طرح میری مدد کر جس طرح تو نے جنگ مدائن میں مسلمانوں کی مدد کی تھی، یہاں سے اس نے حسن بن علی المامونی، قریش بن شبل اور ہادی بن حفص کو اپنے مقدمہ پر روانہ کیا اور خود بھی چلا۔

جب برمکی نے ان کے نقاروں کی آواز سنی تو اپنے گھوڑوں کی زینیں کسیں اور اب جنگ کے لیے ترتیب قائم کرنے لگا جو آگے بڑھے ہوئے تھے ان کو پیچھے بلا لیا خود برمکی صفیں برابر کرنے لگا مگر بے قاعدگی کا یہ حال تھا کہ ابھی وہ ایک صف درست کرتا، اور اسی وقت وہ درہم برہم ہو جاتی فوج کی اس بے قاعدگی کی وجہ سے وہ اس کا انتظام نہ کر سکا اور پریشان ہو کر کہنے لگا اے اللہ میں فوج کی اس بزدلی اور نکمے پن سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اپنی فوج کے افسر کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ بھاگنے کے لیے راستہ چھوڑ دو اس فوج سے بھلا کیا ہوگا چنانچہ لڑائی کے بغیر تمام فوج نہایت سراسیمگی میں کہ ایک پر ایک چڑھا جاتا تھا بغداد کی طرف بھاگی۔

مدائن پر قبضہ

طاہر نے مدائن پر قبضہ کر لیا اور یہاں سے اس نے قریش بن شبل اور عباس بن بخارانخذ ہ کو درزیجان روانہ کیا، احمد بن سعید الحرشی اور نصر بن منصور بن نصر بن مالک نہر دیالٰی پر چھاؤنی ڈالے پڑے تھے انھوں نے برمکی کی فوج کو بغداد جانے سے روکا۔ اب طاہر خود بڑھ کر درزیجان ان دونوں کے سامنے آیا اور اپنی پیدل فوج ان سے لڑنے کے لیے آگے بڑھائی مگر معمولی سی جھڑپ کے بعد ہی ان کی فوجیں میدان سے بھاگ گئیں طاہر بائیں سمت سے نہر صرصر آیا اس پر اس نے پل باندھا اور وہیں اتر پڑا۔

اس سال داؤد بن عیسیٰ امین کے عامل مکہ اور مدینہ نے اس سے اپنی برات کر کے مامون کے لیے خود بھی بیعت کی اور تمام دوسرے لوگوں سے بھی اس کے لیے بیعت لے لی اور اس کی اطلاع طاہر اور مامون کو لکھ بھیجی اس کام کو ختم کر کے وہ خود مامون کی خدمت میں روانہ ہوا۔

مامون کے لیے حرمین میں بیعت

جب امین خلیفہ ہوئے انھوں نے داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہؓ بن عباسؓ کو مکے اور مدینے بھیجا انھوں نے محمد بن عبدالرحمٰن بن محمد المخزومی کو برطرف کر دیا جو رشید کی جانب سے مکے کا عامل تھا رشید کے زمانے میں اسے حجاز میں شرعی انتظامی اور عدالتی تمام اختیارات حاصل تھے امین نے داؤد کو عامل مقرر کر کے اسے ولایت سے تو علیحدہ کر دیا مگر قضاء اسی کے پاس رہنے دی داؤد نے اپنی خدمت کا جائزہ لے لیا اور ۱۹۳، ۱۹۴ اور ۱۹۵ ہجری میں اسی کی امارت میں حج ہوا مگر جب ۱۹۶ ہجری آیا تو اسے معلوم ہوا کہ عبداللہ المامون نے اپنے بھائی سے قطع تعلق کر لیا ہے اور طاہر نے امین کے سپہ سالاروں کو بری طرح شکستیں دی ہیں۔

اس سے پہلے امین نے داؤد بن عیسیٰ کو لکھا تھا کہ تم عبداللہ المامون کو ولایت عہد سے علیحدہ کر کے میرے

بیٹے موسیٰ کے لیے بیعت کرلو امین نے وہ دونوں معاہدے بھی جن کو رشید نے مرتب کر کے کعبہ میں لٹکا دیا تھا اپنا آدمی بھیج کر منگوا لیے تھے اور اپنے قبضہ میں کر لیے تھے امین کی ان حرکتوں کی وجہ سے داؤد نے کعبہ کے تمام حاجبوں کو، قریشیوں اور فقہاء اور ان لوگوں کو جن کے سامنے دونوں معاہدے لکھے گئے اور ان پر ان کی شہادتیں ہوئی تھیں جن میں خود داؤد بھی تھا جمع کیا اور ان سے کہا آپ سب اس عہد و میثاق سے اچھی طرح واقف ہیں جو رشید نے بیت اللہ الحرام میں اپنے دونوں بیٹوں کے لیے بیعت لیتے وقت لیا ہے کہ ہم سے یہ اقرار لیا گیا ہے کہ ہم ان دونوں میں جو مظلوم ہو ظالم کے مقابلہ میں اسکا ساتھ دیں جس کے ساتھ بدعہدی کی گئی ہو اس کا زیادتی کرنے والوں کے مقابلہ میں ساتھ دیں جس کے ساتھ بدعہدی کی گئی ہو اس کا بدعہدی کرنے والے کے مقابلہ میں ساتھ دیں اب ہمیں اور آپ کو یہ بات معلوم ہے کہ امین نے اپنے دونوں بھائیوں عبداللہ المامون اور قاسم المؤتمن کے ساتھ ظلم، زیادتی اور بدعہدی کی ابتدا کی ہے اور ان دونوں کو ولایت عہد سے برطرف کر کے اپنے بالکل شیرخوار بچے کے لیے بیعت لی ہے اور نہایت ہی مجرمانہ طریقہ پر رشید کے دونوں عہد ناموں کو کعبہ سے منگوا کر جلا ڈالا ہے میں غور و فکر کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں اور میں نے اس کا اب عزم کرلیا ہے کہ امین کی خلافت سے علیحدگی اختیار کر کے عبداللہ المامون کی خلافت کے لیے بیعت کرلوں ان پر ظلم اور زیادتی ہوئی ہے۔

اہل مکہ نے اس سے کہا کہ ہم اس رائے میں بالکل آپ کے ساتھ ہیں اور ہم بھی امین سے برأت کرتے ہیں" داؤد نے ان سے کہا کہ ظہر کی نماز میں اس معاملہ پر میں آپ سے گفتگو کروں گا، اس نے مکے کے تمام گلی کوچوں میں اپنا نقیب بھیج دیا کہ وہ لوگوں کو نماز ظہر میں شرکت کے لیے کہہ آئے۔ ۲۷ر رجب ۱۹۶ھ ہجری بروز جمعرات داؤد اپنے قصر سے حرم آیا اور اس نے نماز پڑھائی اس کے بعد رکن اور مقام کے درمیان اس کے لیے ایک منبر رکھا گیا وہ اس پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور تمام اکابر اور اشراف کو اس نے اپنے قریب بلا لیا داؤد خوش بیان اور بلند آواز مقرر تھا جب سب جمع ہو گئے تو اب اس نے یہ تقریر کی۔

داؤد کی حرم میں تقریر

"تمام تعریفیں اس ذات کے لیے ہیں جو تمام سرزمین کا مالک ہے جسے چاہتا ہے حکومت دیتا ہے جس سے چاہتا ہے حکومت چھین لیتا ہے جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے ہر قسم کی بھلائی اس کے قبضہ قدرت میں ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے میں اس کا اعلان کرتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اسکا کوئی شریک نہیں وہ عدل کا قائم کرنے والا ہے اور غالب اور دانا ہے، میں اس بات کا بھی اعلان کرتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں جن کو اس نے اپنی شریعت دیکر دنیا میں مبعوث کیا ان پر انبیاء کی بعثت کو ختم کر دیا ان کو تمام اہل عالم کے لیے رحمت بنایا اللہ کی سلامتی اور رحمت ان پر ہمیشہ کے لیے نازل ہو۔"

"امابعد! اے اہل مکہ تم ہی خلافت کی اصل ہو اور فرع بھی تمہارا ہی خاندان اور قبیلہ ہے تم ہی خلافت میں برابر کے شریک ہو اللہ نے اپنے رسول کو تمہارے شہر میں مبعوث کیا تمام

مسلمان تمہارے قبلے کی طرف رخ کرتے ہیں تم اس عہد سے بخوبی واقف ہو جو ہارون الرشید رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے بیٹوں کے لئے بیعت لیتے وقت خود تمہارے سامنے تم سے لیا ہے کہ تم ان دونوں میں جو مظلوم ہو اس کی ظالم کے مقابلہ میں مدد کرو گے اور جس پر زیادتی کی گئی ہو گی یا جس کے ساتھ بدعہدی کی جائے گی زیادتی اور بدعہدی کرنے والے کے مقابلے میں مدد کرو گے اب ہمیں اور تمہیں یہ بات معلوم ہو چکی ہے کہ محمد بن ہارون نے ظلم وزیادتی اور بدعہدی کی ابتدا کی ہے اور ان شرائط کی واضح طور پر خلاف ورزی کی ہے جن کا پورا کرنا خود اس نے اسی بیت اللہ الحرام میں اپنے ذمہ ضروری قرار دیا تھا اس بناء پر اب میرے اور آپ کے لیے قانونی طور پر یہ بات جائز ہو گئی ہے کہ ہم اسے خلافت سے معزول کر دیں اور اس کے بجائے اسے خلیفہ بنالیں جس پر ظلم اور زیادتی ہوئی ہے آگاہ رہو کہ میں تمہارے سامنے محمد بن ہارون کو اس طرح خلافت سے علیحدہ کرتا ہوں جس طرح میں اپنی اس ٹوپی کو سر سے اتار کر پھینک دیتا ہوں چنانچہ اس نے اپنی ٹوپی سر سے اتار کر اپنے ایک خدمتگار کو دے دی جو اس کے قریب ہی منبر کے نیچے کھڑا تھا یہ سرخ کشیدہ کے کام کی تھی اب اسے ایک سیاہ ہاشمیہ ٹوپی لا کر دی گئی جسے اس نے پہن لیا اس کے بعد اس نے کہا میں نے تو عبداللہ المامون امیر المومنین کی خلافت کے لیے بیعت کر لی ہے اب آپ حضرات بھی کھڑے ہوں اور اپنے خلیفہ کے لیے بیعت کریں۔"

مامون کے لیے بیعت

عمائد کی ایک جماعت ایک ایک کر کے منبر کے قریب اس کے پاس آئی اور اس نے باری باری اس کے ہاتھ پر عبداللہ المامون کی خلافت اور امین کی علیحدگی پر بیعت کی اس کے بعد داؤد منبر سے اتر آیا اب نماز عصر کا وقت آ گیا اسی نے نماز پڑھائی اور پھر وہ مسجد کے ایک سمت میں بیعت لینے کے لیے بیٹھ گیا لوگ جوق در جوق آ کر اس کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے وہ انکو بیعت نامہ پڑھ کر سنا دیتا تھا اور وہ اس کے ہاتھ کا مصافحہ کرتے تھے چند روز تک اس نے اسی طرح بیعت لی۔

مدینہ میں مامون کے لیے بیعت

اس نے سلیمان بن داؤد بن عیسیٰ کو جو اس کی طرف سے مدینہ کا نائب تھا حکم بھیجا کہ تم اہل مدینہ سے بھی اسی طرح امین کی علیحدگی اور مامون کی خلافت کے لیے بیعت لو جس طرح میں نے اہل مکہ سے لی ہے مکّے کے قیام ہی میں اسے مدینے سے جواب آ گیا کہ اس کی خواہش کے مطابق سب معاملہ سرانجام پا گیا۔

اس جواب کے موصول ہوتے ہو وہ فوراً اپنے چند بیٹوں کو لیکر مامون کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے بصرے کی راہ مرو روانہ ہوا بصرے سے فارس اور کرمان ہوتا ہوا مامون کے پاس مرو پہنچا اور جس طرح اس نے ان کی بیعت لی اور امین کو علیحدہ کیا اور اہل حرمین نے جس خوشی کے ساتھ اس سب کارروائی کو قبول کیا وہ تمام کیفیت مامون سے بیان کی۔

مامون کی خوشی اور ردعمل

اس سے مامون بہت خوش ہوئے اور سب سے پہلے اہل حرمین کے ان کو خلیفہ تسلیم کر لینے کو انھوں نے اپنے لیے بہت ہی باعث برکت سمجھا ان کو ایک لطف آمیز خط لکھا جس میں ان سے حسن سلوک کا وعدہ کیا اور ان کو توقعات دلائیں اور حکم دیا کہ داؤد کے لیے مکے اور مدینے کی ولایت کا فرمان تقرر لکھا جائے امامت مظالم کی سماعت اور خراج کی وصول یابی بھی اسی کے متعلق رہے نیز حرمین کے علاوہ مکہ کی ولایت بھی اسی کے سپرد کی جائے اس کے لیے تین نشان اسے دیئے اور والی رے کو لکھا کہ پانچ لاکھ درہم بطور مدد کے اسے دے دیئے جائیں ان احکام کو لیکر داؤد تیزی کے ساتھ تا کہ وہ حج میں شریک ہو سکے جس کا زمانہ قریب تھا مرو سے حجاز روانہ ہوا اس سفر میں اس کا بھتیجا عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس بھی ساتھ تھا مامون نے اس کو اس سال کے لیے امیر حج مقرر کیا تھا وہ اور اس کا چچا داؤد خراسان سے روانہ ہو کر طاہر بن الحسین کے پاس بغداد ٹھہرے طاہر نے ان کی بہت تعظیم اور تکریم کی ان کی کارگزاریوں کو خوب سراہا اور ان کے ساتھ یزید بن جریر بن یزید بن خالد بن عبداللہ القسری کو بھیجا جسے طاہر نے یمن کا والی مقرر کیا تھا اس کے ساتھ فوج کا ایک بہت بڑا دستہ روانہ کیا۔ یزید نے ان سے اس بات کا ذمہ کیا تھا کہ میں اپنی قوم اور خاندان والوں کو جن میں یمن کے رؤسا اور اشراف ہیں امین کی علیحدگی اور مامون کی خلافت کے لیے اپنا ہم خیال بنا لوں گا، بغداد سے چل کر یہ سب کے سب مکے آئے ان کو حج مل گیا اور عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ کی امارت میں حج ہو گیا۔

اہل یمن کا مامون کی بیعت کرنا

حج سے واپسی میں عباس طاہر کے پاس آ گیا جس نے اس وقت امین کا محاصرہ کر رکھا تھا، داؤد بن عیسیٰ حرمین میں اپنے کام پر ٹھہر گیا اور یزید یمن آیا یہاں اس نے اہل یمن کو امین کی علیحدگی اور مامون کی خلافت کو تسلیم کرنے کی دعوت دی اور طاہر بن الحسین کا ایک خط بھی جو ان کے نام تھا اور جس میں ان کے ساتھ عدل و انصاف کرنے کا وعدہ اور مامون کی طاعت کے لیے ترغیب دی گئی تھی اور مامون کے اس عادلانہ طرز عمل کا بیان تھا جو انھوں نے اپنی رعایا کے لیے اختیار کیا تھا پڑھ کر سنایا اہل یمن نے اس دعوت کو بخوشی قبول کر کے مامون کے لیے بیعت کر لی اور امین کو خلافت سے علیحدہ کر دیا۔ یزید بن جریر بن یزید نے ان کے ساتھ بہت ہی نیک طرز عمل اختیار کیا اور بہت ہی عدل اور انصاف سے حکومت کرنے لگا اور ان کی بیعت کی اطلاع مامون اور طاہر کو لکھ بھیجی۔

نہروان پر قبضہ

— اس سال امین نے رجب اور شعبان میں تقریباً چار سو نشان بہت سے فوجی سرداروں کو باندھ کر دیئے اور ان سب پر علی بن محمد بن عیسیٰ بن نہیک کو امیر الامراء مقرر کیا اور ان کو ہرثمہ بن اعین کے مقابلے پر جانے کا حکم دیا۔ یہ چلے اور ماہ رمضان میں نہروان سے چند میل کے فاصلہ پر مقام جُلا تا میں ان کا ہرثمہ سے مقابلہ ہوا جنگ ہوئی ہرثمہ نے ان کو مار بھگایا اور علی بن محمد بن عیسیٰ بن نہیک گرفتار ہوا ہرثمہ نے اسے مامون کی خدمت میں بھیج دیا اور خود وہ حملہ کر کے نہروان پر قابض ہو گیا۔

اس سال ایک بڑی جماعت نے طاہر کا ساتھ چھوڑ کر امین کے پاس پناہ لی اور فوج طاہر سے باغی ہو گئی امین

نے جماعت میں بہت دولت تقسیم کی ان میں جو معمولی سپاہی تھے ان کو افسر بنا دیا اور ان کی ڈاڑھیوں میں غالیہ لگایا اسی وجہ سے یہ لوگ قواد الغالیہ مشہور ہوئے۔

فوج کی طاہر سے بغاوت

یزید بن الحارث نے بیان کیا ہے کہ صرصر کی نہر پر آ کر طاہر نے وہیں اپنا پڑاؤ ڈالا اور امین اور اہل بغداد کے مقابلہ میں اب اس نے زیادہ چستی اور چالاکی سے کام لینا شروع کیا جو فوج اس سے لڑنے آئی اسے اس نے شکست دی مگر امین کی داد و دہش کا طاہر کی فوج پر اس قدر دباؤ پڑا کہ پانچ ہزار خراسانی اور دوسرے طاہر کی قیام گاہ کو چھوڑ کر چلے گئے قدرتی طور پر امین اس واقعہ سے بہت خوش ہوئے انھوں نے ان سے حسن سلوک کا وعدہ کیا اور عمدہ توقعات دلائیں اور ان سب کے نام ان فوجیوں میں لکھے جنکی تنخواہ اسی ۸۰ درہم تھی۔ چند ماہ اسی طرح گزرے، امین نے حربیہ اور دوسرے لوگوں کی ایک جماعت کو جنھوں نے خود اپنے کو اس کے لیے پیش کیا اور خواہش کی فوجی عہدے دیئے اور ایک نشان دیکر انھیں دسکرۃ الملک اور نہروان بھیج دیا اور حبیب بن جہم النمری الاعرابی کو اس کی جمعیت کے ساتھ انکا سپہ سالار مقرر کر کے بعد میں روانہ کیا مگر فریقین میں کچھ زیادہ لڑائیاں نہ ہوئیں، امین نے بغداد کے بعض فوجی امراء کو لڑائی کے لیے مدعو کیا اور اس کو یاسریہ، کوثریہ اور سفیانین بھیجا ان کو خوراک بھیجی معاش دی اور ان کو ان لوگون کے بچاؤ کے لیے جو ان کے عقب میں تھے بطور آڑ کے متعین کر دیا۔

بغدادیوں کی شکست

انھوں نے اپنے بہت سے جاسوس طاہر کی فوج میں بھیج دیئے اور اس کی فوج کے سرداروں کے نام خفیہ خطوط لکھے جن میں ان کو بہت کچھ لالچ اور ترغیب دی، وہ سردار طاہر سے بگڑ گئے اور ان میں سے اکثر امین کے پاس آ گئے ان کے ہر دس آدمیوں کے ساتھ ایک طبل تھا جس کو آواز سے انھوں نے تہلکہ برپا کر دیا ہتھیاروں کی چمک دکھاتے ہوئے اور گھوڑوں کو اڑاتے ہوئے یہ لوگ طاہر کے مقابلہ کے لیے نہر صرصر پر نمودار ہوئے، طاہر نے اپنی فوج کو کئی دستوں میں تقسیم کیا ہر دستے کے پاس آ کر کہا کہ تم اپنے مقابل کی کثرت سے مرعوب نہ ہونا اور اس بات کی ہرگز پرواہ نہ کرنا کہ انھوں نے امین کی امان حاصل کر لی ہے ان باتوں سے کچھ نہیں ہوتا کامیابی اور فتح خلوص اور ثابت قدمی سے حاصل ہوا کرتی ہے بارہا ایسا ہوا ہے کہ اللہ کے حکم سے ایک چھوٹی جماعت ایک بڑی جماعت پر غالب آ گئی ہے اور بے شک اللہ ان کا ساتھ دیتا ہے جو ثابت قدم ہوتے ہیں۔ اس کے بعد اس نے اپنی فوج کو بڑھنے کا حکم دیا وہ بڑھی اور کچھ دیر تک تلوار چلنے لگی مگر اللہ نے بغداد والوں کو ذلیل کیا اور وہ شکست کھا کر بھاگے انھوں نے اپنی فوج کی قیام گاہ بھی خالی کر دی طاہر کی فوج نے ان کی قیام گاہ کو اور اس میں جس قدر ہتھیار اور روپیہ تھا لوٹ لیا امین کو اس ہزیمت کی اطلاع ہوئی انھوں نے عطا کے لیے روپیہ طلب کیا وہ ان کے سامنے لا کر ڈھیر کر دیا گیا انھوں نے اپنے تمام خزانے اور ذخیرے نکلوائے اس میں سے صلے دیئے مضافات والوں کو بلایا خود ہی ہر شخص کا معائنہ کیا، جو شخص ذرا تنومند اور شکیل سامنے آتا وہ اسے خلعت دیتے اور افسر بناتے اور جس کو افسر مقرر کرتے اس کی ڈاڑھی میں غالیہ لگواتے اسی وجہ سے یہ قواد الغالیہ مشہور ہوئے انھوں نے اپنے نئے افسروں کو پانچ پانچ سو درہم انعام اور ایک ایک شیشی غالیہ کی دی مگر ان افسروں کے سپاہیوں اور ماتحتوں کو کچھ نہ دیا اس کی اطلاع طاہر کے جاسوسوں اور مخبروں نے اسے آ کر دی اس نے بھی خط و کتابت

کے ذریعہ ان سے خفیہ ساز باز کی ان کو ترغیب و تحریص دی اور اپنے ساتھ ملا لینے کی خوشامد کی اس طرح ادنیٰ سپاہی اپنے افسروں کے خلاف ہو گئے چنانچہ انھوں نے ۶ ذی الحجہ ۱۹۶ ہجری بروز چہار شنبہ خود امین کے خلاف شورش برپا کر دی۔

جب فوج نے ہنگامہ برپا کر دیا اور امین کے لیے صورت حال نازک ہو گئی انھوں نے اپنے فوجی افسروں سے مشورہ لیا کہ اب کیا کیا جائے ان سے کہا گیا کہ آپ ان کا کسی نہ کسی طرح تدراک کیجیے اور اپنے معاملہ کو سنبھا لیے انھیں سے آپ کی حکومت قائم ہے حسین کے زمانے میں اللہ کے بعد انھیں نے آپ سے حکومت چھینی اور پھر آپ کو واپس دی آپ ان کی شجاعت اور بہادری سے بھی واقف ہو چکے ہیں۔

امین نے خاص طور پر ان کے معاملے پر توجہ کی ان سے لڑنے کا حکم دے دیا تنوخی وغیرہ پناہ گزینوں اور ان فوجوں کو جو ان کے پاس تھیں ان سے لڑنے کے لیے روانہ کیا تنوخی نے مقابلہ ہوتے ہی لڑنا شروع کر دیا طاہر اور ان کے درمیان مراسلت کے ذریعہ سمجھوتہ ہو گیا جس کی رُو سے اس نے ان کی اطاعت کی شرط پر ان کے یرغمال اپنے قبضہ میں کر لیے ان کو امان دی اور کافی دولت بھی دی اس کے بعد خود طاہر اپنے مقام سے بڑھ کر ۱۲ ذی الحجہ منگل کے دن باب الانبار والے باغ میں آ گیا اس باغ میں وہ اپنے افسروں، باقاعدہ فوج اور دوسرے ہمراہیوں کے ساتھ ٹھہرا اور امین کے جو پناہ گزیں افسر اور فوج طاہر سے آ ملی تھی وہ اس باغ اور شہر کے مضافات میں مقیم ہوئی طاہر نے ان سب فوجیوں کی تنخواہ اسی ۸۰ درہم مقرر کر دی اور افسروں اور خاص امراء زادوں کی معاش دو چند کر دی اس کے علاوہ بھی ان کو اور ان کے بہت سے فوجیوں کو یکمشت نقد انعام اور صلہ دیا، قیدی جیل خانے توڑ کر نکل آئے تمام لوگوں میں ہنگامہ برپا ہو گیا بدچلن اور آوارہ گرد امن پسندوں پر چڑھ دوڑے، فاجر غالب اور مومن ذلیل ہوئے اور نیک لوگ دھوکے سے قتل کیے گئے لوگوں کی بڑی گت بنی البتہ جو طاہر کے پڑاؤ میں تھے وہ اس وجہ سے اس قتل و غارت سے محفوظ رہے کہ خود طاہر کی ان پر سخت نگرانی تھی اور اس نے ان اوباش اور بدمعاشوں کے ہاتھ باندھ رکھے تھے اسی حالت میں طاہر نے ان پر حملہ کر دیا اور صبح و شام ان سے لڑنے لگا آخر کار لڑتے لڑتے دونوں فریق تھک گئے اور آبادی برباد ہو گئی۔

حج

اس سال عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی کی امارت میں جسے طاہر نے امیر حج مقرر کیا تھا حج ہوا اور اس نے مامون کے لیے بحیثیت خلیفہ دعا مانگی یہ پہلا حج تھا جبکہ حرمین میں خلیفہ کی حیثیت سے مامون کا نام دعا میں لیا گیا۔

۱۹۷ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال قاسم بن ہارون الرشید اور منصور بن المہدی عراق سے مامون کے پاس چلے آئے مامون نے قاسم کو جرجان بھیج دیا، اس سال طاہر ہرثمہ اور زہیر بن المسیب نے بغداد میں امین کا محاصرہ کر لیا۔

امین کا محاصرہ

محمد بن یزید التمیمی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ زہیر بن المسیب الضبی قصر رقہ کلواذی پر ٹھہرا اور اس نے منجنیقیں اور عرادے نصب کیے اور خندقیں کھود لیں جن دنوں میں سرکاری فوج طاہر سے لڑنے میں مصروف ہوتی یہ آنے جانے والوں کو عرادوں سے پتھر مارتا نیز اس نے عرب تاجروں کے مال پر عشر لگایا اور کشتیوں پر بھی خراج عائد کیا اور لوگوں پر ہر قسم کے مظالم شروع کر دیئے طاہر کو بھی ان کی ان حرکتوں کی اطلاع ہوئی لوگوں نے اس سے آ کر اپنے مصائب کی شکایت کی اس بے آئینی اور فساد کا اثر ہرثمہ تک پہنچا طاہر نے اس کی مدد کے لیے فوج بھیجی قریب تھا کہ وہ گرفتار کر لیا جاتا مگر پھر لوگوں نے اسے چھوڑ دیا۔

ہرثمہ نہر بین پر ٹھہرا اس نے دریا پر ایک دیوار اور خندق بنائی اور منجنیقیں اور عرادے مہیا کر لیے، عبیداللہ بن الوضاح کو اس نے شماسیہ پر فرو کش کیا اور خود طاہر باب الانبار والے باغ میں مقیم ہوا۔

طاہر کے بغداد داخلے پر امین کا ردِّ عمل

حسین الخلیع بیان کرتا ہے کہ جب طاہر نے باب الانبار والے باغ پر قبضہ کر لیا تو اب امین کو طاہر کے بغداد میں داخل ہو جانے کی وجہ سے سخت پریشانی لاحق ہوئی جس قدر دولت ان کے پاس تھی وہ سب انھوں نے تقسیم کر دی وہ بے بس اور مجبور ہو گئے خزانوں میں جس قدر اسباب و سامان تھا اس سب کو انھوں نے فروخت کر دیا اور سونے اور چاندی کے جس قدر برتن تھے ان سب کے دینار و درہم بنا کر اپنی فوج کو بھیجے اور خود اپنے استعمال میں لایا اسی مجبوری کی حالت میں انھوں نے حکم دیا کہ حربیہ پر منجنیق اور عرادے نصب کیے جائیں اور پٹرول سے اس حصہ کو جلا دیا جائے تا کہ کوئی وہاں آنے جانے والا زندہ نہ بچے۔

محمد بن منصور الباوردی بیان کرتا ہے کہ جب امین کے مقابلہ میں طاہر کی شوکت بہت بڑھ گئی طاہر نے ان کی فوج کو مار بھگایا اور ان کے سپہ سالاران کو چھوڑ گئے تو ان میں سے جن لوگوں نے طاہر کے یہاں پناہ لی ان میں سعید بن مالک بن قادم بھی تھا یہ طاہر سے جا ملا اس نے بغیین کے محلہ، وہاں کے بازاروں اور اس سے متصل اس کے آگے دجلہ کے کنارے کو دجلہ کے پلوں تک اس کی نگرانی میں دے دیا اور حکم دیا کہ جب مکانات اور راستوں پر تمہارا قبضہ ہو وہاں اپنی حفاظت اور مفتوحہ زمین کے استحکام کے لیے دیوار اور خندق ضرور بنا لینا، طاہر نے بہت سی رقم اس کے مصارف کے لیے دی مزدور اور اسلحہ بھی دیئے حربیہ جماعت کو ہدایت کی کہ ضرورت کے وقت اس کی مدد کریں اسی طرح اس نے باب الرقیق کی سڑک اور باب الشام پر یکے بعد دیگرے اپنے افسر مقرر کر دیئے اور ان کو بھی وہی ہدایات دیں جو اس نے سعید بن مالک کو دی تھیں، خود اندرون شہر اس ہنگامہ آرائی کا نتیجہ ہوا کہ ہر طرف ویرانی اور بربادی رونما ہوئی اور بغداد کے تمام محاسن مٹ گئے۔

امین نے قصر صالح، قصر سلیمان بن ابی جعفر اور وہاں سے دجلہ کے محلوں اور اس کے ملحقہ علاقہ کو علی فراہمرد اور اس کی جمعیت کے حوالے کیا اس نے ایک شخص سمرقندی نام کے زیر اہتمام جو خود بھی منجنیق چلاتا تھا تمام مکانات اور بازاروں میں آگ لگا دی اور منجنیقوں اور عرادوں سے ان کو برباد کر دیا۔

طاہر کا ردعمل

اس کے جواب میں طاہر نے بھی شہر کے ساتھ یہی کیا اس نے ان مضافات والوں کو جو انبار کے راستے پر اور باب الکوفہ اور اسی کے قریب آباد تھے اپنی اطاعت کی دعوت دی جس سمت کے باشندوں نے اطاعت قبول کر لی اس نے ان کی حفاظت کے لیے وہاں خندق بنا دی پہرے چوکیاں قائم کر دیں اور اپنا جھنڈا بلند کر دیا اور جن لوگوں نے اس کی بات نہ مانی وہ ان سے لڑا اور اس کے مکان کو جلا دیا۔ فوجیوں، اپنے افسروں اور پیدل فوج کے ساتھ مدت تک ان سے لڑتا رہا جس سے تمام بغداد میں وحشت اور پریشانی پھیل گئی اور لوگوں کو یہ اندیشہ ہوا کہ یہ تمام شہر کھنڈر ہو جائے گا۔

بغداد کی حالت

طاہر نے ان مضافات کو باغی علاقہ قرار دے دیا جن کے باشندوں نے اس کی مخالفت کی اور مدینہ ابوجعفر شرقی، کرخ کے بازار محلہ خلد اور اس کے ملحقہ علاقہ کو اس نے ان بنی ہاشم، فوجی امراء اور موالیوں کی جو اس کی اطاعت قبول کر کے اس کی خدمت میں حاضر نہ ہوئے ان تمام املاک اور پیداوار کو جو اس کے مفتوحہ علاقے میں تھی ضبط کر لیا اس سے ان کی تمام عزت خاک ہو گئی ان کے حوصلے پست اور سر نیچے ہو گئے اور انھوں نے اطاعت قبول کر لی، باقاعدہ فوج بھی بہت پست ہمت ہو گئی اور اس نے تھک کر لڑائی سے کنارہ کشی اختیار کر لی اب صرف آوارہ گرد، اُچکے، مفلس ننگے قیدی، اوباش اور بازاری انفار و اراذل مقابلہ پر رہ گئے، حاتم بن الصقر نے ان کو لوٹ کی اجازت دے رکھی تھی، اب ہرش اور افریقہ والے لڑنے آئے جن سے طاہر نہایت تن دہی اور جانفروشی کے ساتھ بغیر کسی تقصیر اور تساہل کے لڑتا تھا اس حالت کے بیان میں خزیمی نے بغداد کا ایک طویل شہر آشوب لکھا۔

اس سال ان لوگوں نے جن کو امین نے قصر صالح میں متعین کیا تھا طاہر کی اطاعت قبول کی اور اسی سال قصر صالح میں وہ مشہور اور خونریز جنگ ہوئی جس میں طاہر کے بہت سے آدمی مارے گئے۔

قصر صالح کی جنگ

بغداد طاہر کے حوالے

محمد بن الحسین بن مصعب نے بیان کیا کہ میں طاہر امین اور اس کی فوج کے مقابلہ میں ثابت قدمی کے ساتھ بہت روز تک لڑتا رہا یہاں تک کہ اہل بغداد اس کی لڑائی سے تنگ آ گئے علی فراہمرد نے جو صالح اور سلیمان بن ابی جعفر کے محلوں پر امین کی طرف سے متعین تھا طاہر سے امان کی درخواست کی اور اس بات کا ذمہ لیا کہ وہ اس تمام علاقے کو جو اس کی سمت میں دجلہ تک پھیلا ہوا ہے اور ان تمام منجنیقوں اور عرادوں کو طاہر کے حوالے کر دیگا جو اس کے پاس ہیں، طاہر نے درخواست قبول کی اور اپنے کوتوال ابوالعباس یوسف بن یعقوب الباذغیسی کو اپنے ان فوجی سرداروں اور بہادر شہسواروں کے ساتھ جن کو اس نے اس کیساتھ کر دیا رات کے وقت علی کے پاس بھیجا علی نے ہفتہ کی رات نصف جمادی الآخر ۱۹۷ہجری کو وہ تمام علاقہ جس پر امین نے اسے متعین کیا تھا اس کے سپرد کر دیا۔

شدید جنگ اور طاہر کی فتح

خود امین کے کوتوال محمد بن عیسیٰ نے بھی طاہر کی اطاعت قبول کر لی جو اہل افریقہ قیدیوں اور اوباشوں کے ساتھ نہایت ہی مستعدی اور خلوص کے ساتھ امین کی حمایت میں طاہر سے لڑ رہا تھا اور جس سے لڑائی میں سب ڈرتے تھے۔ جب امین کے خاص سردار طاہر سے جا ملے تو اب ان کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا اور وہ اتنے مضطرب اور پریشان ہوئے کہ اب انھوں نے ہتھیار رکھ دیئے اور اپنی موت کے انتظار میں ام جعفر کے دروازے چلے آئے مگر اوباش عیاروں آوارہ گردوں اور سپاہیوں نے بڑھ کر قصر صالح کے اندر اور باہر دن چڑھے تک دشمن سے خوب جنگ کی، ابوالعباس یوسف بن یعقوب الباذغیسی اپنے ان چند امراء اور سرداروں کے ساتھ جو اس کے ہمراہ تھے قصر کے اندر مارا گیا، اور علی فراہمرد اپنی جماعت کے ساتھ قصر کے باہر ان سے لڑا مگر اسے شکست ہوئی اور وہ طاہر سے جا ملا، اس لڑائی سے پہلے یا بعد کوئی ایسی دوسری لڑائی پیش نہیں آئی جس میں طاہر اور اس کی فوج کو ایسی ذلت نصیب ہوئی ہو یا ان کے اس قدر آدمی مقتول و مجروح ہوئے ہوں جس قدر اس واقعہ میں ہوئے، اس واقعے کے متعلق اکثر لوگوں نے شعر کہے جس میں جنگ کی شدت اور خونریزی کو بیان کیا گیا عوام نے بھی اس پر نظمیں کہیں۔

طاہر نے اپنے قاصد دشمن کی فوج میں بھیج دیئے اور فوجی امراء اور بنی ہاشم وغیرہ کو ان کی جائداد اور پیداوار ضبط کر لینے کے بعد خط لکھے اس میں ان سے خواہش کی کہ وہ امین سے برأت کر کے مامون کے لیے بیعت کر لیں اور ہماری امان میں آ جائیں چنانچہ ایک جماعت جس میں عبداللہ بن حمید بن قحطبہ الطائی اس کے بھائی، حسن بن قحطبہ کے بیٹے، یحییٰ بن علی بن ماہان اور محمد بن ابی العاص تھے طاہر سے جا ملی ان کے علاوہ بہت سے دوسرے امراء اور بنی ہاشم نے خفیہ طور پر طاہر سے مراسلت کی اور وہ دل سے اس کے ساتھ ہو گئے۔

قصر صالح کے واقعہ کے بعد بغداد کی حالت

جب قصر صالح کا واقعہ ہوا تو اب پھر امین مطمئن ہو کر عیش و نشاط اور شراب میں مشغول ہو گئے اور انھوں نے اس تمام معاملہ کو محمد بن عیسیٰ بن نہیک اور ہرش کے حوالے کر دیا انھوں نے اپنے قریب کے جو شہر کے دروازے مضافات گلی کوچے کرخ کا بازار دجلہ کا مخصوص علاقہ باب الصول اور کناسہ تھا ان پر اپنے آدمی مقرر کر دیئے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہاں جس قدر چور بدمعاش اور بدچلن آدمی تھے انھوں نے اس شخص کو جس پر ان کی دسترس ہوئی چاہے وہ مرد ہو یا عورت یا ضعیف العمر مسلمان ہو یا ذمی لوٹ لیا اور اس سلسلہ میں انھوں نے ایسے جرائم کا ارتکاب کیا جس کی نظیر کسی جنگ سے متاثر مقام میں کبھی نہیں سنی گئی۔

جب یہ حالت عرصے تک قائم رہی تو لوگوں کے لیے بغداد میں رہنا مشکل ہو گیا جن میں استطاعت تھی وہ ان تمام ذلتوں اور مظالم و مصائب کو برداشت کر کے اور جان پر کھیل کر بغداد چھوڑ کر چلے گئے اس کے برخلاف طاہر نے ہر مشتبہ چال وچلن والے شخص پر پوری نگرانی رکھی اور محمد بن ابی خالد کو حکم دیا کہ وہ کمزوروں اور عورتوں کی حفاظت کرے اور ان کو بحفاظت مامون کی جگہ میں پہنچا دے۔ جب کوئی مرد یا عورت ہرش کے آدمیوں سے چھٹکارا پا کر طاہر کی فوج میں آ جاتی تب اسے اطمینان ہوتا اور یہاں آ کر عورتیں اپنے سونے چاندی یا دوسرے قیمتی اشیاء اور کپڑوں کو ظاہر کرتیں یہاں تک کہ طاہر کی فوج کی نیک چلنی اور ہرش کے آدمیوں کی بدکرداری ان دونوں کی خصوصیات اور ان لوگوں کی مثال

جو ہرش کے پنجہ سے نجات پاتے اس دیوار کی مثال سے منطبق ہوئی جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،
فضرب بینھم بسور له باب باطنه فیه الرحمة و ظاهره من قبله العذاب (ان کے درمیان ایک دیوار حائل کر دی گئی جس میں ایک دروازہ ہے جس کے اندرونی جانب رحمت ہی رحمت ہے اور بیرونی جانب عذاب ہے) اس غیر آئینی جنگ نے طول کھینچا جس کی وجہ سے اہل بغداد کو یہ مصائب اور مظالم سہنا پڑے اب ان کی حالت کمزور ہوگئی اور ان میں دم نہیں رہا۔

خراسانی سردار کا میدان جنگ میں کا انوکھا واقعہ

ایک مرتبہ طاہر کا ایک مشہور و معروف بہادر خراسانی سردار جنگ کے لیے میدان کارزار میں آیا اس کی نظر ایک نہتی جماعت پر پڑی جس کے پاس کوئی ہتھیار نہ تھے اس نے ان کی تحقیر و توہین کے لہجہ میں اپنے آدمیوں سے کہا ''یہ ہیں جو ہم سے لڑ رہے ہیں'' لوگوں نے کہا جی ہاں یہی ہیں مگر یہ بہت بڑی بلا ہیں اس نے کہا تم کو ان کے مقابلہ میں بھاگتے ہوئے شرم نہیں آتی تم ان سے منہ پھیرتے ہو تمہارے پاس اسلحہ اور ہر طرح کا ساز و سامان ہے تم قواعد بھی جانتے ہو اور جس قدر تم شجاع اور بہادر ہو اس سے بھی سب واقف ہیں پھر بھی تمہاری ان کے سامنے کچھ پیش نہیں جاتی میں نہیں سمجھتا کہ جبکہ ان کے پاس ہتھیار ہی نہیں ساز و سامان اور لباس بھی نہیں حفاظت کے لیے ڈھال بھی نہیں تو وہ کیونکر ہم سے بازی لیجاسکتے ہیں یہ کہہ کر اس نے اپنی کمان تانی اور قدم آگے بڑھایا ان میں سے ایک کی نظر اس پر پڑی وہ فوراً تیر لگی ہوئی گوپھن لے کر اس کی طرف متوجہ ہوا اس کی بغل میں ایک جھولی تھی جس میں پتھر بھرے ہوئے تھے، خراسانی نے اس پر تیر اندازی شروع کی جو تیر یہ چلاتا عیار اس طرح اپنا بدن چرا لیتا کہ وہ تیر اس کے نہ لگتا بلکہ اس کی گوپھن میں پیوست ہو جاتا یا اس کے قریب گر جاتا جسے وہ اٹھا کر اپنی گوپھن ہی میں کسی جگہ جسے اس نے اسی کام کے لیے بطور ترکش بنا رکھا تھا رکھ لیتا، جو تیر آ کر گرتا وہ اٹھا لیتا اور کہتا پیسہ لاؤ یعنی جو تیر اس نے جمع کیے ہیں ان کے ایک تیر کی قیمت ایک پیسہ ہے، بہت دیر تک اس خراسانی اور عیار کی یہی کیفیت رہی، جب خراسانی کے تمام تیر ختم ہو گئے تو اب وہ تلوار لے کر عیار پر حملہ آور ہوا عیار نے اپنی جھولی میں سے ایک پتھر نکالا اسے فلاحن میں رکھا اور خراسانی کے مارا جو ٹھیک اس کی آنکھ پر جا کر لگا اور پھر دوسرا پتھر بھی ٹھیک اسی نشانے پر دوبارہ مارا اگر وہ اس کے سامنے سے ہٹ نہ جاتا تو قریب تھا کہ گھوڑے سے گر پڑے خراسانی یہ کہتا ہوا کہ یہ انسان نہیں ہے پلٹ کر بھاگ آیا۔ جب یہ واقعہ طاہر سے بیان کیا گیا وہ خوب ہنسا اور اب اس نے اس خراسانی سردار کو جنگ میں شریک ہونے سے معاف کر دیا۔

طاہر اور امین کی فوجوں کے ہاتھوں بغداد کی بربادی

جب قصر صالح کی جنگ میں طاہر کے بے شمار آدمی قتل اور زخمی ہوئے تو اس واقعہ کا اس کے دل پر اس وجہ سے بہت سخت اثر پڑا کہ اب تک جتنی لڑائیاں ہوئیں تھیں ان سب میں طاہر ہی کامیاب رہا تھا صرف یہ لڑائی ایسی ہوئی کہ اس میں اسے شکست ہوئی اور اس کی وجہ سے وہ جوش انتقام میں آپے سے باہر ہو گیا، اس نے حکم دیا کہ جن لوگوں نے اس کی اطاعت قبول نہیں کی اور اس سے لڑے ان کے مکان جلا دئے جائیں اور گرا دئے جائیں یہ باغی علاقہ دجلہ اور دارالرقیق کے درمیان، باب الشام، باب الکوفہ سے لیکر صراۃ تک ابو جعفر کی چکیاں ربض حمید ہر کر فایا، اور کناسہ پر مشتمل تھا۔ اس نے یہ رات اور شام ہر وقت امین کی فوج سے لڑنا شروع کیا اور روزانہ ایک نہ ایک سمت اس کے قبضہ میں آجاتی

تھی جس کے آگے وہ اپنی فوج کی حفاظت اور دیکھ بھال کے لیے خندق بنالیتا تھا اب امین کے آدمی بھی مکانوں کو توڑنے اور زیادہ خراب کرنے لگے طاہر کے آدمی تو مکان کو صرف گرا کر چلے جاتے مگر امین والے ان کے دروازے اور چھتیں بھی نکال کر لے جاتے اسی طرح ان کے طرفداروں کو طاہر کے آدمیوں کے مقابلے میں خود ان کے ہاتھوں زیادہ تکلیف پہنچتی۔

تجارت کی بندش

طاہر نے جب دیکھا کہ ان پر مارنے کا اور جلانے کسی بات کا اثر ہی نہیں ہوتا تب اس نے تجارت کو بند کر دیا تاکہ کوئی چیز ان کو نہ مل سکے اور اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ یہاں سے مدینہ ابوجعفر، شرقیہ اور کرخ تک جس قدر آٹا اور دوسری ضروریات زندگی ملیں سب پر قبضہ کر لیا جائے، بصرہ اور واسط سے جو کشتیاں بغداد آتی تھیں ان کو اس نے طرنایا سے فرات میں منتقل کر دیا اور وہاں سے وہ محول الکبیر اور صراۃ ہوتی ہوئی باب الانبار والی خندق میں لے آئی جاتی تھیں، جو کشتی زہیر بن المسیب کے پاس سے گزرتی اور اس پر سامان بار ہوتا وہ ایک کشتی سے اجازت کے لیے ایک ہزار دو ہزار تین ہزار اس سے بھی زیادہ یا کم درہم خراج لے لیتا، خود طاہر کے عملوں اور سپاہیوں نے بغداد کے تمام راستوں پر یہی طریقہ جاری رکھا اور اب اور بھی سختی شروع کر دی جس سے چیزوں کی قیمتیں بڑھ گئیں اور بغداد والوں کو محاصرہ کی اس قدر تکلیف محسوس ہونے لگی کہ وہ اس بات سے بالکل مایوس ہو گئے کہ کبھی یہ مصیبت دور بھی ہو جائے گی، جو لوگ بغداد سے چلے آئے تھے وہ بہت خوش تھے اور جو وہیں رہ گئے وہ اپنے قیام پر بہت زیادہ متاسف تھے۔

کناسہ کی جنگ

اس سال ابن عائشہ نے جو امین کی حمایت میں کچھ مدت تک یاسریہ میں لڑ چکا تھا طاہر سے امان طلب کی اس سال طاہر نے اپنے ایک سردار کو نواح بغداد میں متعین کیا نعیم بن الوضاح اس کے بھائی کو ان ترک وغیرہ کے ساتھ جو اس کے ہمراہ تھے صراۃ کے کنارے ربض ابی ایوب سے ملحقہ علاقہ پر متعین کیا کئی ماہ تک طاہر صبح شام دشمن سے لڑتا رہا دونوں فریق مقابلہ پر جمے رہے انھیں لڑائیوں میں کناسہ کی مشہور جنگ ہوئی جس میں خود طاہر نے شرکت کی اور اس لڑائی میں امین کے بے شمار آدمی کام آئے۔

امین کی لوٹ مار

امین نے اپنے غلام زریح کو حکم دیا کہ وہ لوگوں اور ساہوکاروں سے رقم طلب کرے انھوں نے ہرثمہ کو حکم دیا کہ وہ زریح کے احکام کی بجا آوری کرتا رہے یہ دن رات میں لوگوں کے مکانوں پر حملہ کرتا اور کسی نہ کسی بہانے سے ان کی دولت پر قبضہ کر لیتا اس طرح اس نے بہت سی دولت جمع کر لی اور لوگوں کو تباہ کر دیا بہت سے لوگ حج کے بہانے سے بغداد چھوڑ کر چلے گئے اور دولت مند بھاگ گئے، اسی دوران درب الحجارہ کا واقعہ پیش آیا۔ اس جنگ میں امین کی فوج کو طاہر کے مقابلہ میں فتح نصیب ہوئی اور اس میں ہزار ہا آدمی مارے گئے، اسی سلسلہ میں باب الشماسیہ پر وہ مشہور جنگ ہوئی جس میں ہرثمہ گرفتار ہوا۔

باب الشماسیہ کی لڑائی

ہرثمہ نہر بین پر ٹھہرا ہوا تھا وہاں اس نے ایک دیوار اور خندق بنائی تھی اور جنگ کے لیے منجنیقیں اور عرادے نصب کیے تھے۔ عبیداللہ بن الوضاح شماسیہ پر متعین تھا یہ کبھی کبھی اپنے حریف کی فوج سے ڈرتا ہوا جنگ سے بچتا ہوا اپنے مقام سے چل کر باب الخراسان میں آ کر کھڑا ہوتا اور لوگوں کو اپنے ساتھ شرکت کی دعوت دیتا لوگ اسے گالیاں دیتے اس کا مذاق اڑاتے یہ تھوڑی دیر وہاں ٹھہر کر پھر اپنے مقام کو پلٹ جاتا حاتم ابن الصقر امین کا سردار تھا اس کی فوج اور شہر کے آوارہ گرد عیاروں میں یہ طے ہوا کہ وہ سب کے سب رات کے وقت عبیداللہ بن الوضاح کے مقابلہ پر جمع ہوں چنانچہ یہ سب اچانک اس کی بے خبری میں اس پر جا پڑے اور اسے اس کے مقام سے ہٹا دیا عبیداللہ شکست کھا کر بھاگا اور اس کے بہت سے گھوڑے اسلحہ اور دوسرا سامان حملہ آوروں کے ہاتھ لگا، حاتم بن الصقر نے شماسیہ پر قبضہ کر لیا، اس کی اطلاع ہرثمہ کو ہوئی وہ اپنی فوج لے کر عبیداللہ کی مدد کو آیا تا کہ وہ ان حملہ آوروں کو پھر ان کے مقام پر پسپا کر دے

امین کے آدمیوں سے ان کا آمنا سامنا

جنگ شروع ہوئی ایک اوباش نے ہرثمہ کو پکڑ لیا مگر وہ اسے جانتا نہ تھا کہ یہ کون ہے اسی وقت ہرثمہ کے ایک سپاہی نے اس شخص پر حملہ کیا اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا اور اس طرح ہرثمہ کو اس کا ہاتھ سے چھڑایا، اس کے بعد ہرثمہ مڑ کر بھاگا جب اس کے بھاگنے کی اطلاع اس کے پڑاؤ میں پہنچی تو وہاں جو لوگ تھے وہ قیام گاہ کو توڑ پھوڑ کر سیدھے حلوان چل دیے رات ہو جانے کی وجہ سے امین کی سپاہ نے تعاقب نہیں کیا ورنہ وہ اس کی قیام گاہ کو لوٹ لیتے اور سب کو پکڑ لیتے دو دن تک ہرثمہ کا پڑاؤ خالی رہا اس کے بعد پھر اس کی فوج وہاں آ گئی، جب طاہر کو معلوم ہوا کہ شہر کے اوباشوں اور حاتم بن الصقر نے عبیداللہ بن الوضاح اور ہرثمہ کو اس بری طرح شکست دی ہے وہ بہت ہی متاثر اور متفکر ہوا اس نے شماسیہ کے آگے دجلہ پر پل بنایا اور اپنی فوج کو پوری طرح مسلح کر کے خود ان کو لیکر پل تک آیا یہاں سے اس کی فوج پل کو عبور کر کے دشمن سے دوچار ہوئی اور نہایت بے جگری سے اس سے لڑی طاہر تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ان کو کمک بھیجتا رہتا آخر کار انھوں نے امین کی سپاہ کو اپنے مقابلہ سے ہٹا دیا اور شماسیہ سے ان کو نکال باہر کیا اس کے بعد عبیداللہ بن الوضاح اور ہرثمہ جو دونوں لڑائی کو چھوڑ کر جا چکے تھے پھر اپنے اپنے مورچوں پر واپس آئے جب شہر کے اوباشوں کو فتح ہوئی تھی تو امین نے اپنے ان محلات اور مکانات کو جو خیزرانیہ میں تھے بیس لاکھ درہم کے عوض ان لوگوں کو دیا تھا تا کہ وہ ان کو توڑ کر یہ رقم وصول کر لیں طاہر کی فوج نے ان سب کو جلا دیا ان کی چھتیں سونے کی تھیں اور ان میں سے بے شمار آدمیوں کو قتل کر دیا

اس سال امین کی طبیعت بہت خراب ہو گئی ان کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا اسی حالت میں عبداللہ بن خازم بن خزیمہ بھی بغداد سے بھاگ کر مدائن چلا گیا اس کا سبب یہ تھا کہ امین اسے غدار سمجھنے لگے تھے انہوں نے گھٹیا لوگوں کو اس پر اکسا دیا تھا جب اسے اپنی جان اور مال کا اندیشہ ہوا وہ اپنے بیوی اور بچوں کو رات کے وقت کشتیوں میں سوار کر کے مدائن لے آیا وہیں مقیم ہو گیا اور پھر اس نے لڑائی میں کچھ حصہ نہیں لیا۔

طاہر کو مطمئن کرنے کا مشورہ

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ طاہر نے اسے خط کے ذریعہ یہ دھمکی دی تھی کہ میں تمہاری سب املاک کو ضبط کر لوں گا اور ان کو پامال اور تاراج کر دوں گا اس خوف سے اس نے اس فتنہ سے قطعی کنارہ کشی اختیار کی اور بچ گیا۔ یہ بات

سب میں مشہور ہو گئی کہ کرخ کے تمام تاجروں نے آپس میں مشورہ کر کے اس بات کا فیصلہ کیا ہے کہ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنے طرز عمل کو طاہر پر صاف صاف ظاہر کر دیں اور بتا دیں کہ ہم اس کے خلاف کسی کی مدد نہیں کرتے چنانچہ سب نے مل کر اس مضمون کی ایک تحریر طاہر کو لکھ بھیجی کہ ہم نہ صرف آپ کے مطیع و فرمانبردار ہیں بلکہ چونکہ ہمیں یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ آپ اللہ کے فرمانبردار حق و صداقت کے عامل اور بدچلن اشخاص پر روک تھام رکھتے ہیں ہم آپ کو پسند کرتے ہیں، جنگ میں شرکت تو درکنار ہم تو اس جنگ کو اچھی نظر سے بھی نہیں دیکھتے ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ جو لوگ ہماری طرف سے آپ کا مقابلہ کریں ان کا ہم سے کوئی تعلق نہیں اور نہ وہ ہم میں سے ہوں گے مگر ہم فرمانبرداروں کے تمام راستے البتہ ان سے پُر ہیں جس کی وجہ سے ہر طرف وہی وہ نظر آتے ہیں ان میں سے کوئی ایسا بھی نہیں جس کا کوئی مکان یا دوسری جائداد کرخ میں ہو۔ یہ جیب کتروں جلادوں بدچلن اور قیدیوں کی جماعت ہے جو آپ سے برسر پیکار ہے ان کے ٹھکانے حمام اور مساجد ہیں جو ان میں تاجر ہیں وہ ادنیٰ درجے کے تاجر ہیں یہاں بدامنی کی یہ حالت ہے کہ نہ کسی عورت کی عصمت محفوظ ہے اور نہ کسی ضعیف العمر کی عزت باقی ہے اچکے لوگوں کے ہاتھوں میں سے علی الاعلان تھیلیاں چھین لیتے ہیں اور کوئی باز پرس نہیں کرتا ہم میں اتنی طاقت نہیں کہ اپنی حفاظت کر سکیں چہ جائیکہ ان کی روک تھام ہم سے ہو سکے ہماری تو یہی حالت ہے کہ اگر ہم راستے میں پتھر پڑا ہوا دیکھتے ہیں تو اسے بھی ہٹا دیتے ہیں کیونکہ حدیث میں اس کا حکم آیا ہے اسی سے آپ یہ سمجھ سکتے ہیں کہ اگر ہم میں طاقت ہوتی تو ہم ضرور ان بدمعاشوں کو جن کا راستے سے اٹھا دینا ہمیشہ کے لیے قید کر دینا جلاوطن کر دینا اور اس طرح ان کی حرکتوں سے محفوظ رہنے میں دین و دنیا کا فائدہ تھا خود روکتے اور ہٹا دیتے اور یہ کسی طرح ہو ہی نہیں سکتا کہ ہمارا کوئی آدمی آپ سے جنگ کرے

انہوں نے اس مضمون کی ایک طویل تحریر لکھی اور اسے ایک جماعت کو دیا کہ وہ اسے طاہر کے پاس لے جائے مگر ان میں سے بعض جو صائب الرائے اور محتاط لوگ تھے انہوں نے یہ بات کہی کہ آپ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ طاہر ان واقعات سے بےخبر ہے اس کے جاسوس ہر وقت آپ پر نگراں ہیں ہم تو یہاں تک یقین رکھتے ہیں کہ وہ اتنا باخبر ہے کہ گویا اس وقت بھی ہمارے مشورے میں موجود ہے مناسب یہ ہے کہ یہ تحریر بھیج کر ہمیں منظر عام پر نہ آ جانا چاہئے کیونکہ ہمیں اس کا اندیشہ ہے کہ اگر کسی گھٹیا درجہ کے شخص نے دیکھ لیا تو ہم تباہ و برباد ہو جائیں گے اور ہماری تمام دولت تاراج ہو جائے گی اور اس وقت طاہر کے ہاں اپنی صفائی پیش کرنے سے اس بات کا خطرہ اور زیادہ ہے کہ ہم ان نچلے درجے کے لوگوں کے ہاتھ پڑ جائیں طاہر کی حالت تو یہ کہ اگر ہم نے اس کے خلاف کوئی بات کی بھی ہوتی تب بھی اس بات کی زیادہ توقع تھی کہ وہ ہمیں معاف کر دے گا اور اس سے درگزر کرے گا۔ اللہ پر بھروسہ رکھو اور خاموش رہو اس تجویز کو سب نے مانا اور چپ ہو رہے۔

ہرش کے ساتھ خونریز معرکہ

ہرش اپنے آوارہ گرد بازاریوں اوباشوں اور ان کے ساتھیوں کو لیکر جزیرۃ العباس آیا، اس کے مقابلہ کے لیے طاہر کی ایک جماعت آئی اور دونوں میں نہایت خونریز اور شدید لڑائی ہوئی یہ مقام ایسا تھا جہاں اس سے پہلے اب تک کوئی واقعہ پیش نہیں آیا تھا مگر اس لڑائی کے بعد اب یہ مقام باقاعدہ کارزار بن گیا اور یہیں سے جنگ میں آخری فتح بھی ہوئی، پہلے دن کی لڑائی میں امین کے طرفدار طاہر کی فوج پر بھاری رہے انھوں نے ان کو معرکہ سے پسپا کر دیا اور انہیں دھکیلتے

ہوئے ابو یزید السروی کے مکان تک پہنچا دیا یہاں تک کہ ان نواح کے جو انبار کے راستے کے قریب تھے مضافات والے ڈرے کہ شاید لڑائی کا اثر ان تک بھی پہنچے مگر طاہر نے اس رنگ کو دیکھ کر اپنے ایک سردار کو جو پہلے سے کئی سمت سے امین کی فوج سے لڑائی میں مصروف تھا اس طرف بھیجا اس نے آتے ہی ایسا سخت حملہ کیا کہ ان کے پرخچے اڑا دیئے ہزار ہا صراۃ میں ڈوب مرے اور دوسرے مارے گئے۔

طاہر کی پریشانی

امین کے خزانوں میں لوٹ سے جو کچھ بچ رہا تھا اب اس کی فروخت کا بھی انھوں نے حکم دیا مگر جو لوگ اس کام پر متعین کئے گئے تھے انھوں نے اس مال کو خود چرا لینے کے لیے چھپا دیا اس سے ان کو بڑی مشکل پیش آئی ان کے پاس کچھ نہ تھا لوگوں نے معاش طلب کی پریشانی کی حالت میں وہ ایک دن کہنے لگے میں چاہتا ہوں کہ اللہ ان دونوں فریقوں کو ہلاک کر دے تا کہ میں اور دوسرے لوگ ان کی دست درازیوں سے نجات پائیں یہ دونوں میرے دشمن ہیں ایک میرے مال کے درپے ہیں اور دوسرے میری جان کے، جب ان کی بات گر گئی ان کی فوج بھی منتشر ہو گئی اور خود ان کی قیام گاہ معرض خطر میں پڑ گئی تو اب ان کو طاہر کے غلبہ اور فتح کا یقین ہو گیا۔

حج

اس سال عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ کی امارت میں جسے طاہر نے مامون کے حکم سے امیر حج بنا کر بھیجا تھا حج ہوا اس سال داؤد بن عیسیٰ مکے کا والی تھا۔

۱۹۸ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال خزیمہ بن خازم امین کا مخالف ہو گیا اور اس نے ان کا ساتھ چھوڑ کر طاہر سے امان لے لی، اس سال ہرثمہ بغداد کے مشرقی جانب میں گھس آیا۔

خزیمہ بن خازم کی طاہر سے علیحدگی اور طاہر کی اطاعت

خزیمہ کا طاہر سے رابطہ

طاہر نے خزیمہ کو لکھا کہ اگر اس معاملہ کا میرے اور امین کے درمیان ہی فیصلہ ہو گیا تو اس میں چاہے تم ان کی مدد کرو یا نہ کرو تمھیں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ یہ خط ملتے ہی اس نے اپنے با اعتماد دوستوں اور خاندان والوں سے اس معاملہ میں

مشورہ لیا انھوں نے کہا ہم تو اب یہ دیکھ رہے ہیں کہ طاہر نے ہمارے صاحب کی گدی دبالی ہے اب تم اور ہمارے بچاؤ کی کوئی صورت نکالو، خزیمہ نے طاہر کو لکھا کہ میں آپ کی اطاعت قبول کرتا ہوں اور اگر بجائے ہرثمہ کے مشرقی جانب میں خود آپ ہوں تو میں ہر خطرہ کو برداشت کر کے کسی نہ کسی طرح آپ کی خدمت میں چلا آؤں گا مگر چونکہ مجھے ہرثمہ پر بالکل بھروسہ نہیں ہے اس لیے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ میرے معاملہ کو آپ اس کے سپرد نہ کریں بلکہ خود میری حفاظت کی ضمانت کرلیں اور ہرثمہ کو حکم دیں کہ وہ پلوں کو طے کر کے امین کے مقابلہ پر بڑھے اس کے بعد ہی میں آپ کے پاس آؤں گا اور اگر آپ اس بات کی ضمانت نہیں لیتے تو میرے لیے یہ ممکن نہیں کہ میں اپنے آپ کو ان کمینوں اور ذلیل لوگوں کے ہاتھ میں ڈالدوں اور اس طرح تباہ اور برباد ہو جاؤں۔

طاہر کا ہرثمہ کے لیے پیغام

طاہر نے ہرثمہ کو لکھا کہ تم نہایت نکمے اور کمزور ثابت ہوئے ہو میں نے تمہارے لیے اتنی بڑی فوج مہیا کی اس پر اس قدر دولت خرچ کی اپنی اور امیر المومنین کی ضروریات کو روک کر تمہاری ضرورت پوری کی حالانکہ خود مجھے اس کی شدید ضرورت تھی تم ایک کمزور اور معمولی دشمن کے مقابلہ پر اس طرح رکے ہوئے ہو جس طرح کوئی خوف زدہ جھجکتا ہے اور قانون جنگ میں یہ جرم ہے لہٰذا اب تم شہر کے اندر بزور شمشیر داخل ہونے کے لیے پوری طرح تیار ہو جاؤ میں تمہیں اس بات کا حکم دیتا ہوں کہ تم اپنی فوج آگے بڑھاؤ اور پلوں کو عبور کرو اور میں اس بات کی امید رکھتا ہوں کہ انشاءاللہ اس معاملہ میں کوئی تمہاری مخالفت نہ کرے گا۔

ہرثمہ کا جواب

ہرثمہ نے اس کے جواب میں طاہر کو لکھا میں آپ کی رائے کی اصابت اور مشورہ کی سعادت سے باخبر ہوا آپ جو حکم دیں گے میں اس کی مخالفت نہیں کروں گا، طاہر نے خزیمہ کو اسکی اطلاع دے دی۔

خزیمہ طاہر کے پاس

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خزیمہ کو اطلاع دینے کے ساتھ اس نے محمد بن علی بن عیسیٰ بن ماہان کو بھی اس کی اطلاع کردی۔ چنانچہ بدھ کی رات میں جبکہ ماہ محرم ۱۹۸ ہجری کے ختم ہونے میں آٹھ روز باقی تھے خزیمہ بن خازم اور محمد بن علی بن عیسیٰ نے دجلہ کے پل پر حملہ کر کے اسے طے کیا اس پر اپنا علم نصب کیا، اور امین سے برأت کی اور مامون کے لیے دعوت دی، عسکر مہدی کے باشندے اس روز چپ چاپ اپنے گھروں اور بازاروں میں خاموش بیٹھے رہے مگر ہرثمہ ابھی اس علاقہ میں نہیں آیا۔ ان دونوں کے علاوہ اور چند فوجی سردار ہرثمہ کے پاس آئے اور انھوں نے حلفیہ اس سے یہ عہد کیا کہ ان کی جانب سے کوئی ناگوار واقعہ اُسے پیش نہ آئے گا اس وعدہ کو اس نے مانا اور اب وہ شہر کے اندر داخل ہو گیا۔

طاہر کا شہر میں داخل ہونا

جمعرات کے دن صبح کے وقت طاہر نے مدینۂ شرقیہ اس کے مضافات کرخ اور اس کے بازاروں پر حملہ کر دیا اور صراۃ کے دونوں نئے اور پرانے پل توڑ ڈالے ان پلوں پر نہایت ہی سخت لڑائی ہوئی طاہر نے امین کی فوج پر حملہ کیا اور خود اس نے لڑائی میں حصہ لیا دار الرقیق میں موجود امین کے ساتھیوں سے بھی طاہر نے لڑائی کی اور ان کو پسپا کر کے

کرخ تک دھکیل دیا خود طاہر باب الکرخ اور قصر الوضاح پر لڑا اس نے امین کی فوج کو مکمل طور پر شکست سے دوچار کیا اور ان کو مار بھگایا۔ اب طاہر کہیں پر رکے بغیر سیدھا بڑھتا چلا گیا اور بزور شمشیر وہ زبردستی شہر کے اندر داخل ہوا اس نے اعلان کر دیا کہ جو شخص اپنے گھر میں خاموش بیٹھے گا وہ مامون ہے اس نے قصر الوضاح کرخ کے بازار اور اطراف میں حسب ضرورت تھوڑی تھوڑی فوج ایک افسر کے ماتحت متعین کر دی اور خود وہ مدینۃ الجعفر کی طرف بڑھا اس نے مدینۂ ابوجعفر، قصر زبیدہ قصر الخلد کا باب الجسر سے لیکر باب الخراسان تک، باب الشام باب الکوفہ، باب البصرہ اور دریائے صراۃ کے کنارے کو اس کے دجلہ کے سنگم تک اپنے رسالہ اور پورے ساز و سامان اور اسلحہ کے ساتھ محاصرہ میں لے لیا، حاتم ابن الصقر ہرش اور افریقی اب تک اسکے مقابلہ پر جمے ہوئے تھے اس نے فصیل کے عقب میں شہر کے برخلاف اور قصر زبیدہ اور قصر الخلد کے مقابلہ میں منجنیقیں نصب کر دیں اور ان سے سنگ باری کی، امین اپنی ماں اور اولاد کو لیکر مدینۂ ابوجعفر چلے آئے، اس وقت ان کی فوج کے بیشتر سپاہی، ان کے خواجہ سرا اور لونڈیاں ان کا ساتھ چھوڑ کر شہر کے گلی کوچوں میں اپنی اپنی رہ ہولیں اوباش اور سفلے ان کا ساتھ چھوڑ کر چلتے بنے۔

شراب خوروں کا ردعمل

اس حالت کے بیان میں عمر الوراق نے کچھ شعر کہے، علی بن یزید کہتا ہے کہ ایک دن میں اور کچھ اور لوگ اس کے پاس بیٹھے تھے اتنے میں ایک شخص نے آ کر باب الکرخ پر طاہر کی لڑائی اور اس کے مقابلہ سے لوگوں کی ہزیمت کی اطلاع دی عمر کہنے لگا مجھے اس سے کیا مجھے شراب کا پیالہ دو وہی مرض ہے اور وہی دوا ہے ایک دوسرے شخص نے آ کر کہا کہ فلاں نے عیاروں کو اس قدر مارا فلاں آگے بڑھا اور فلاں شخص کو لوٹ لیا گیا اس پر اس نے چند شعر کہہ دیے جن کا مضمون یہ ہے کہ ہمارا زمانہ نہایت بُرا ہے جس میں اکابر تو مر گئے ہیں اور معمولی اوباشوں کو طاقت حاصل ہو گئی ہے اب جو کچھ نہ ہو وہ تھوڑا ہے خیر مجھے اس سے کیا مجھے شراب کافی ہے۔

امین محاصرہ میں

امین اپنے ساتھیوں کے ساتھ مدینۂ ابوجعفر میں قلعہ بند ہو گئے، طاہر نے ان کا محاصرہ کر لیا تمام دروازے بند کر دیے اور آٹے اور پانی کی بہم رسانی ان کے اور اہل شہر کے لیے بند کر دی۔

محاصرہ کے دوران کے احوال

طارق، امین کا خاص خدمتگار بیان کرتا ہے کہ اس محاصرہ کے دوران ایک دن انھوں نے مجھ سے کہا کچھ کھلاؤ میں باورچی خانے آیا وہاں مجھے کچھ نہ ملا۔ میں حمرۂ عطارہ کے پاس آیا جو جوہر کی باندی تھی اور میں نے اس سے کہا کہ امیر المومنین بھوکے ہیں تمہارے پاس کچھ ہو تو دو مجھے باورچی خانے میں تو کچھ ملا نہیں۔ اس نے اپنی لڑکی بنان سے پوچھا تیرے پاس کیا ہے وہ ایک مرغی اور روٹی لے کر آئی میں نے وہ امین کو لا کر دیں ان کو کھا کر انھوں نے پینے کے لیے پانی مانگا مگر آبدار خانہ میں کوئی شے نہ مل سکی یہ سنکر چپ ہو گئے وہ ہرثمہ کے مقابلے کا عزم کر چکے تھے اس لیے بغیر پانی پیے انھوں نے اس پر حملہ کر دیا۔

ابراہیم بن المہدی بیان کرتا ہے کہ جب طاہر نے امین کا محاصرہ کیا میں مدینۂ منصور میں ان کے قصر کے

باب الذہب میں ان کے ہمراہ مقیم تھا، محاصرہ سے تنگ آ کر وہ ایک رات کو آدھی رات کے وقت اپنے محل سے نکل کر قصر القرار میں آئے جو دریائے صراۃ کی قرن میں قصر الخلد سے زیریں میں واقع ہے مجھے بلا بھیجا میں ان کے پاس آیا کہنے لگے ابراہیم دیکھو یہ رات کیسی سہانی ہے چاند کیسا بھلا معلوم ہو رہا ہے اور اس کا عکس پانی میں کیسا خوبصورت معلوم ہوتا ہے اور ہم اس وقت دجلہ کے کنارے میں ہیں کہو کچھ پی لیں میں نے عرض کیا جناب کی خوشی انھوں نے ایک رطل نبیذ منگوائی اسے پی گئے اس کے بعد مجھے بھی اسی قدر پلائی گئی۔

چونکہ میں ان کی بدمزاجی سے واقف تھا اس لیے پیتے ہی میں نے گانا شروع کر دیا اس بات کا بھی انتظار نہیں کیا کہ وہ مجھ سے اس کی خواہش کرتے اور جو ان کی مرغوب طبع گانے مجھے یاد تھے وہ میں نے سنائے کہنے لگے کہو تو کسی دوسرے کو بلاؤں جو تمہارے ساتھ باری باری سے گائے میں نے کہا جی ہاں مجھے اس کی ضرورت ہے انھوں نے اپنی ضعف نامی باندی کو جو ان کے ہاں بہت پیش پیش تھی بلا لیا اس کے نام سے میں نے برا شگون لیا کیونکہ ہم پہلے ہی محاصرہ میں تھے جب وہ ان کے سامنے آئی تو انھوں نے گانے کا حکم دیا اس نے نابغۃ الجعدی کا یہ شعر گایا۔

كليب لعمري كان اكثر ناصره
واليسر ذنباً منك ضرج بالدم

(ترجمہ) میری جان کی قسم ہے کلیب کے مددگار بھی تجھ سے زیادہ تھے اور اس کا جرم بھی ضعیف تھا مگر پھر بھی وہ قتل کر دیا گیا۔ اس شعر کو سنکر وہ بہت پریشان ہوئے اس کو انھوں نے برا شگون سمجھا انھوں نے اس سے کہا کہ اس کے علاوہ کچھ اور گا اب اس نے یہ شعر گائے۔

ابكى فراقهم عيني وارقها
ان التفرق للاحباب بكاء
مازال يعدو عليهم ريب دهرها
حتى تفانوا وريب الدهر عداء

(ترجمہ) ان کی جدائی نے مجھے رلا دیا کیونکہ احباب کی جدائی رلایا کرتی ہے مدت سے زمانہ ان کے خلاف ہو رہا تھا آخر کار وہ فنا ہو گئے اور زمانے کے انقلاب سے بھلا کون محفوظ رہتا ہے۔ اسے سنکر امین کہنے لگے تجھ پر خدا کی لعنت ہو کیا اس کے سوا اور کوئی راگ تجھے نہیں آتا وہ باندی کہنے لگی اے میرے آقا اپنی دانست میں تو میں نے وہی چیزیں آپ کو سنائی ہیں جن کے متعلق میرا خیال تھا کہ آپ ان کو پسند کرتے ہیں، میرا ہرگز یہ ارادہ نہ تھا کہ کوئی ایسی چیز سناؤں جو آپ کو بری معلوم ہو اور یہ راگ خود بخود میرے دل میں آئے، اس کے بعد اس نے دوسرا راگ شروع کیا

اما ورب السكون والحرك
ان المنايا كثيرة الشرك
ما اختلف الليل والنهار ولا
دارت نجوم السماء في الفلك
الا لنقل النعيم من ملك

عان یحب الدنیا الی الملک
وملک ذی العرش دائم ابدا
لیس لفان ولا بمشترک

(ترجمہ) قسم ہے مالک سکون وحرکت کی مصائب تنہا نہیں آتے دن اور رات اور ستاروں کی ہر گردش کے ساتھ ایک نہ ایک ایسے بادشاہ سے جو دنیا کی محبت میں سرشار ہوتا ہے دولت حکومت سلب کر کے دوسرے کو دے دی جاتی ہے اور صرف مالک عرش کی حکومت دائمی غیر فانی ہے جس میں کسی کی شرکت نہیں۔

امین کی گھبراہٹ

امین نے کہا اللہ کا غضب تجھ پر ہو کھڑی ہو، وہ کھڑی ہوئی ان کا ایک نہایت خوبصورت بنا ہوا بلور کا پیالہ تھا جسے وہ زُبِ ریاح کہتے تھے وہ ان کے سامنے رکھا ہوا تھا جب وہ باندی جانے کے لیے اٹھی تو اس کا پاؤں اس جام پر پڑا جس سے وہ چکنا چور ہو گیا، راوی کہتا ہے کہ اس باندی کے ساتھ شریک جلسہ ہونے کا ہمارے لیے یہ پہلا ہی اتفاق تھا اور اس صحبت میں تمام باتیں خلاف پسند ہی اس سے سرزد ہوئیں۔ امین نے مجھ سے کہا ابراہیم تم نے اس کی حرکتیں اور جام ٹوٹنے کو محسوس کیا بخدا میں سمجھتا ہوں کہ اب میرا وقت قریب آ گیا ہے، میں نے عرض کیا یہ آپ کیا فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے گا آپ کی حکومت کو غلبہ اور قیام بخشے گا آپ کے دشمن کو تباہ کر دے گا ابھی یہ بات پوری نہ ہوئی تھی کہ ہم نے دجلہ کی سمت سے یہ آواز سنی قضی الامر الذی فیہ تستفتیان (وہ بات پوری ہو گئی جس کے بارے میں وہ دونوں پوچھتے تھے) میں نے کہا ابراہیم تم نے بھی وہ آواز سنی جو میں نے سنی ہے اگر چہ میں سن چکا تھا مگر میں نے کہا میں نے تو کچھ نہیں سنا کہنے لگے کچھ آہٹ محسوس کرتے ہو میں دریا کے کنارے آیا اب ہم پھر باتوں میں مصروف ہو گئے دوبارہ وہی آواز آئی قضی الامر الذی فیہ تستفتیان سنتے ہی امین اپنی جگہ سے پریشان ہو کر اٹھے اور سواری پر بیٹھ کر پھر اپنے شہر کے مقام چلے آئے اس واقعے کو ایک یا دو راتیں گزری تھیں کہ ہفتہ کے روز ۴ یا ۶ صفر ۱۹۸ ہجری کو وہ قتل کر دیے گئے۔

ابوالحسن المدائنی کہتا ہے جب ۱۹۸ ہجری کے ماہ محرم کے ختم ہونے میں سات روز باقی تھے جمعہ کی رات امین اپنے قصر الخلد سے بھاگ کر مدینۃ السلام چلے آئے اسکی وجہ یہ ہوئی کہ منجنیق سے جو سنگ باری ہوتی تھی اس کے پتھر اب ان کے قصر تک پہنچنے لگے تھے جانے سے پہلے انھوں نے اپنے تمام مکانات ایوانات اور وہاں کے فرش وفروش جلوادئے اور پھر مدینۃ السلام آ رہے اس وقت تک طاہر سے جنگ کو شروع ہوئے بارہ یوم کم چودہ مہینے گزرے تھے۔

اس سال محمد بن ہارون (امین) قتل کیے گئے۔

امین کا قتل

شام جانے کا مشورہ

محمد بن عیسیٰ الجلودی بیان کرتا ہے کہ جب امین مدینہ منصور میں آ کر قیام پذیر ہوئے تو ان کے فوجی افسروں کو

یہ بات اچھی طرح معلوم ہوگئی کہ نہ خود امین میں اور نہ ان میں اب یہ تاب ہے کہ وہ محاصرہ کے شدائد کا مقابلہ کر سکیں اور ان کو یہ اندیشہ ہوا کہ وہ مغلوب ہو جائیں گے' حاتم بن الصقر اور محمد بن ابراہیم بن الاغلب الافریقی اور امین کے دوسرے سرداران کے خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہماری اور آپ کی جو حالت ہے وہ ظاہر ہے ہمارے ذہن میں ایک بات آئی ہے ہم اسے آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں آپ اس پر غور فرما کر پھر مستقل ارادہ کیجئے ہمیں تو یہ توقع ہے کہ جو بات ہم نے سوچی ہے انشاء اللہ وہ ہمارے لیے مفید ہوگی' امین نے کہا کہو وہ کیا ہے انھوں نے کہا سب نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا دشمن نے آپ کو ہر طرف سے گھیر لیا ہے آپ کی فوج میں سے صرف اب ایک ہزار عمدہ اور تندرست گھوڑے آپ کے پاس رہ گئے ہیں ہماری رائے یہ ہے کہ ہم ابنا کے سات سو ایسے اشخاص کا انتخاب کریں جن کو ہم جانتے ہوں کہ وہ آپ سے محبت کرتے ہیں اور ان کو ان گھوڑوں پر سوار کر کے ان دروازوں میں سے کسی ایک دروازے سے رات کے وقت کہ ہی اس کام کے لیے سب سے بہتر وقت ہے یہاں سے نکل جائیں اس وقت کوئی ہمارے سامنے نہ ٹھرے گا اس طرح ہم محاصرہ سے نکل کر جزیرے اور شام چلے جائیں وہاں آپ جدید فوج بھرتی کریں اور مالگزاری وصول کریں اس طرح آپ ایک وسیع سلطنت اور نئے ملک میں آجائیں گے وہاں خود بخود لوگ آپ کے پاس جمع ہونے لگیں گے اور یہ فوجیں بھی وہاں تک آپ کا تعاقب نہ کریں گے اور پھر ممکن ہے کہ زمانہ آپ کے موافق پلٹا کھائے اور اللہ تعالیٰ کوئی کامیابی کی صورت پیدا کر دے۔ امین نے کہا تمہاری رائے بہت مناسب ہے اور وہ اس کے لیے بالکل تیار ہو گئے۔

طاہر کے ساتھیوں کا منع کرنا

اس منصوبے کی اطلاع طاہر کو ہوگئی اس نے سلیمان بن ابی جعفر' محمد بن عیسیٰ بن نہیک اور سندی بن شاہک کو لکھا کہ اگر تم نے امین کو یہاں نہ روکا اور ان کو اس ارادہ سے باز نہ رکھا تو میں تمہاری تمام جائداد پر قبضہ کر لوں گا اور خود تمہارے در پے ہوں گا' یہ امین کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ ہمیں یہ معلوم ہوا ہے کہ آپ کا ارادہ یہاں سے چلے جانے کا ہے ہم خدا واسطے آپ سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ آپ ہرگز ایسا نہ کریں اس سے آپ کی جان خطرے میں پڑ جائے گی آپ کو مشورہ دینے والے لٹیرے ہیں محاصرہ نے جو شدت اختیار کر لی ہے وہ آپ کے سامنے ہے اب ان کے لیے بھاگنے کی کوئی صورت نہیں رہی چونکہ اس جنگ میں ان کی شرکت اور جدوجہد کی خبر عام ہو چکی ہے اس وجہ سے وہ سمجھتے ہیں کہ آپ کے بھائی طاہر اور ہرثمہ کوئی بھی ان کو اب امان دینے والا نہیں اسی سے بچنے کے لیے انھوں نے یہ سوچا ہے کہ جب وہ آپ کو لیکر باہر نکل آئیں اور آپ ان کے ہاتھ میں ہوں وہ آپ کو قید کر لیں اور آپ کا سر کاٹ کر اس کو اپنے امان اور تقرب کا ذریعہ بنائیں اور اسطرح کی مثالیں اکثر پیش آچکی ہیں کہ غداروں نے ایسا ہی کیا ہے۔

امین کا ہرثمہ کے پاس جانے کا ارادہ

راوی کہتا ہے کہ جس کمرے میں امین اور سلیمان اور ان کے ساتھی باتیں کر رہے تھے اس کے برآمدے میں میرے باپ اپنے دوستوں کے ساتھ بیٹھے تھے جب انھوں نے یہ گفتگو سنی اور یہ بھی محسوس کیا کہ ان لوگوں کے بیان کے مطابق انھوں نے اپنی رائے کے نتائج سے ڈر کر ان کی بات مان لی ہے تو ان سب کا یہ ارادہ ہوا کہ اندر جا کر سلیمان اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیں مگر پھر یہ بات ان کے ذہن میں آئی کہ اس طرح تو اندر اور باہر ہر جگہ لڑائی ہو جائے گی وہ اپنے ارادے سے رک گئے۔

جب یہ بات ان کے دل میں بیٹھ گئی تو انھوں نے اپنا ارادہ بدل دیا اور اب اس بات پر آمادہ ہوئے کہ وعدہ معافی لیکر دشمن کے پاس چلے آئیں اس طرح انھوں نے سلیمان سندی اور محمد بن عیسیٰ کی خواہش کو منظور کر لیا ان لوگوں نے کہا کہ اب آپ کی غرض یہی ہے کہ آپ سلامت رہیں اور رنگ رلیوں میں مزے اڑائیں آپ کے بھائی اس بات کے لیے بالکل تیار ہیں کہ جہاں آپ پسند کریں وہیں وہ آپ کو رکھیں اور کسی مخصوص مقام میں آپ کی ضروریات زندگی اور تمام عیش ونشاط اور دلچسپیوں کا سامان فراہم کر دیں آپ ان سے ہرگز کسی قسم کا اندیشہ نہ کریں امین نے اس رائے کو قبول کیا اور انھوں نے ہرثمہ کے پاس آنا منظور کر لیا۔

مگر میرے باپ اور ان کے ساتھی اس وجہ سے ہرثمہ کے پاس جانے سے بچتے تھے کہ چونکہ یہ لوگ خود اس کی فوج میں رہتے تھے اس وجہ سے وہ اس کے طور وطریق سے واقف تھے اور خوف زدہ تھے کہ وہ ان کو اپنے سے علیحدہ کر دے گا ان کے ساتھ خصوصیت نہیں برتے گا اور نہ انہیں مناسب مقام دے گا اس اندیشہ سے یہ لوگ امین کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ جب آپ نے ہمارے مشورے کو رد کر دیا' حالانکہ یہ بہت ہی مناسب تھا' اور آپ نے منافقوں کی بات مان لی ہے تو اب ہماری یہ درخواست ہے کہ آپ کا طاہر کے پاس چلے جانا ہرثمہ کے پاس جانے سے آپ کے لیے زیادہ نافع ہے۔

امین کا انکار

امین نے کہا تم یہ کیا کہتے ہو میں طاہر کو یقیناً برا سمجھتا ہوں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اینٹ کی ایک ایسی سربفلک رفیع اور نہایت چوڑی مضبوط دیوار پر جس کی نظیر میری نظر سے نہیں گذری کھڑا ہوں میں نے اپنا سیاہ لباس پہن رکھا ہے پٹی باندھ رکھی ہے تلوار بھی ہے ٹوپی بھی ہے اور موزے بھی پہن رکھے ہیں اور طاہر دیوار کی بنیاد میں کھڑا ہو کر اُسے گرا رہا ہے یہاں تک کہ دیوار گر پڑی میں بھی گرا اور میری ٹوپی میرے سر سے گر گئی اس سے مجھے وحشت ہے اور میں نہیں چاہتا کہ اس کے پاس جاؤں ہرثمہ ہمارا مولیٰ اور ہمارے والد کے برابر ہے اور میں اس سے نہ صرف مانوس ہوں بلکہ اس پر مکمل اعتماد رکھتا ہوں۔

عنبر کی دھونی

حفص بن ارمیائیل بیان کرتا ہے کہ جب امین نے اپنے قرار والے مکان سے بستان کے مکان میں عبور کر کے آنا چاہا جہاں ان کا پل بھی تھا تو حکم دیا کہ اس ایوان میں فرش بچھایا جائے اور وہاں خوشبودار بخورات کی دھونی دی جائے اس کام کے لیے میں اور میرے مددگار ماتحت ساری رات پھول اور خوشبودار مصالحہ لیے ٹھیرے رہے' اور سیب انار اور ترنج کو تراش کر ان کو دو کمروں میں جماتے رہے اس کام کی وجہ سے میں اور میرے ماتحت ساری رات جاگے صبح کی نماز پڑھ کر میں نے ایک بڑھیا کو ایک کوزہ عنبر کے بخور کا دیا جو خربوزے کے مشابہ تھا اور اس میں سو مثقال عنبر تھا اور میں نے اس سے کہا میں ساری رات جاگا ہوں اب مجھے سخت نیند آ رہی ہے تھوڑی دیر تک سوئے بغیر میں رہ نہیں سکتا جب تم دیکھو کہ امیر المومنین پل پر آ رہے ہیں تم اس عنبر کو اُس آتشدان میں رکھ دینا میں نے اسے چاندی کا ایک چھوٹا سا آتشدان بھی دیا اس پر آگ بھی تھی اور یہ ہدایت کی کہ عنبر ڈالتے ہی آگ کو پھونک دینا تا کہ وہ جل جائے' یہ کہہ کر میں تباہ کن کشتی میں جا کر سو رہا میں بے خبر سو رہا تھا کہ وہ بڑھیا بہت ہی گھبرائی ہو آئی اور اس نے مجھے بیدار کیا اور کہا حفص اٹھو

میں تو مصیبت میں پڑ گئی ہوں میں نے پوچھا خیر ہے کیا ہوا اس نے کہا میں نے ایک شخص کو تنہا پل پر آتے ہوئے دیکھا اس کا جسم امیر المومنین کے جسم کے مشابہ تھا ایک جماعت اس کے آگے تھی اور ایک پیچھے تھی مجھ کو یقین آ گیا کہ یہ امیر المومنین ہیں میں نے اس عنبر کو جلا دیا جب وہ شخص میرے قریب آیا تو میں نے دیکھا کہ وہ عبداللہ بن موسیٰ ہے اور امیر المومنین اب آ رہے ہیں' میں نے اسے خوب ڈانٹا اور سخت سست کہا اور اتنا ہی عنبر پھر اسے دیا تا کہ وہ اسے ان کے سامنے جلائے یہ ان کے ادبار کی پہلی علامت تھی۔

سندی سے مشورہ

علی بن یزید کہتا ہے کہ جب امین کو محصور ہوئے ایک طویل مدت گزر گئی تو سلیمان بن ابی جعفر' ابراہیم بن المہدی اور محمد بن عیسیٰ بن نہیک ان کا ساتھ چھوڑ کر عسکر مہدی چلے گئے' وہ مدینہ منصور میں جمعرات جمعہ اور ہفتہ کو محصور رہے انھوں نے اپنے دوستوں اور بقیہ لوگوں سے طلب امان کے متعلق مشورہ کیا اور پوچھا کہ کس طرح طاہر سے چھٹکارا ہو' سندی نے کہا اے میرے آقا ہم پسند کریں یا نہ کریں مامون کو ضرور ہم پر فتح حاصل ہو گی اور صرف ہرثمہ کے ہاں ہمیں امان مل سکتی ہے امین کہنے لگے مگر ہرثمہ تک پہنچنے کا ذریعہ کیا ہو ہر طرف سے تو موت نے مجھے گھیر لیا ہے دوسرے مصاحبین نے کہا آپ طاہر کے پاس چلیے اگر آپ نے حلفیہ اس سے اس بات کا عہد کر لیا کہ آپ اپنا ملک اس کے سپرد کر دینگے تو ممکن ہے کہ وہ آپ کی طرف مائل ہو جائے' امین نے کہا تمہاری رائے بالکل غلط ہے اور میں نے تم سے مشورہ کرنے میں غلطی کی اگر میرا بھائی عبداللہ خود اپنے تمام معاملات کو سرانجام دیتا تو جو کامیابی طاہر کے ذریعے سے اسے ہوئی ہے اس کا دسواں حصہ بھی اسے خود نہ ہوتی۔ میں طاہر کو پہلے ہی پرکھ چکا ہوں وہ کسی طرح عبداللہ کے ساتھ غداری کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہے اور نہ اس کی جان نثاری کے سوا کوئی اور مقصد اسکے پیش نظر ہے اگر طاہر ہی میرا کہا مان کر میرے ساتھ ہو جاتا تو پھر اگر روئے زمین کے باشندے میری مخالفت پر آمادہ ہوتے تو مجھے ان کی کچھ پروا نہ ہوتی' میں تو چاہتا تھا کہ وہ میرے ساتھ ہو جاتا تو میں اپنے تمام خزانے اسے دیدیتا اور اپنی تمام حکومت اس کے سپرد کر کے محض اس کے سایہ عاطفت میں زندگی گزار دیتا مگر اس بات کی میں اس سے توقع بھی نہیں کر سکتا۔

ہرثمہ کے پاس جانے کا ارادہ

سندی نے کہا امیر المومنین آپ سچ کہتے ہیں آپ تو ہمیں لیکر فوراً ہرثمہ کے پاس چلیں کیونکہ اس کا یہ خیال ہے کہ اگر آپ حکومت سے دست بردار ہو کر اپنے آپ کو اس کے حوالے کر دیں گے تو پھر اسے آپ کے خلاف کسی کاروائی کے کرنے کا حق نہ رہے گا اس نے مجھ سے تو یہ عہد کیا ہے کہ اگر اس وقت عبداللہ آپ کو قتل کرنا چاہے گا تو وہ آپ کے دفاع کے لیے لڑ پڑے گا' رات کے وقت جب تمام لوگ سو چکے ہوں آپ نکل چلیے اس طرح مجھے امید ہے کہ ہماری اس تجویز کی لوگوں کو خبر نہ ہو گی۔

طاہر کا ردّ عمل

ابوالحسن مدائنی نے بیان کیا کہ جب امین نے ہرثمہ کے پاس آنا چاہا اور اس نے ان کی خواہش کو منظور کر لیا تو یہ بات طاہر پر بہت گراں گزری اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ اس شکار کو اس طرح ہاتھ سے نہ جانے دے گا طاہر نے کہا وہ

میرے علاقے اور میری سمت میں ہیں میں نے لڑ کر اور محاصرہ کر کے انہیں اس نوبت پر پہنچایا ہے کہ اب وہ امان کی درخواست پر مجبور ہوئے میں کبھی اس بات کو پسند نہیں کروں گا کہ میرے ہوتے ہوئے وہ اپنے آپ کو ہرثمہ کے حوالے کریں اور اس طرح فتح کا سہرا اس کے سر رہے۔

جب ہرثمہ اور دوسرے سرداروں نے یہ رنگ دیکھا وہ اس مسئلہ پر مشورہ کرنے کے لیے خزیمہ بن خازم کی قیام گاہ پر جمع ہوئے طاہر اور اس کے خاص خاص سردار بھی وہاں آئے سلیمان بن منصور' محمد بن عیسیٰ بن نہیک اور سندی بن شاہک بھی شریک ہوئے اور اب اس مسئلہ پر بحث ومباحثہ ہونے لگا انھوں نے طاہر کو اطلاع دی کہ امین اس بات کے لیے تو کبھی تیار نہ ہوں گے وہ تمہارے پاس آ کر پناہ لیں اور اگر تم ان کی خواہش کو نہ مانو گے تو ممکن ہے کہ اس معاملے میں ویسا ہی فتنہ اور ہنگامہ پھر اٹھے جیسا کہ حسین بن علی بن عیسیٰ بن ماہان کے معاملے میں ہو چکا ہے' چونکہ تم سے وہ مانوس نہیں ہیں اور ڈرتے ہیں اور ہرثمہ پر ان کو پورا اعتماد ہے اور اسے اپنے لیے امن کی جگہ سمجھتے ہیں اس سے وہ خود تو اس کے پاس پناہ لیں گے البتہ مہر' عصا' اور چادر خلافت وہ تمہارے حوالے کر دیں گے۔

مناسب یہ ہے کہ جب اللہ نے اس معاملے کو اسقدر آسان کر دیا ہے تو تم اسے نہ بگاڑو بلکہ غنیمت سمجھو' طاہر نے بخوشی یہ تجویز مان لی' مگر اس کے بعد کہا جاتا ہے کہ ہرش کو جب اس فیصلہ کی خبر ہوئی اس نے طاہر کے پاس تقرب حاصل کرنے کے لیے اسے اطلاع دی جو بات تمہارے اور امین کے درمیان طے پائی ہے وہ سراسر فریب ہے مہر خلافت' عصا اور چادر امین کے ہمراہ ہرثمہ کے پاس جائیگی طاہر نے اس اطلاع پر یقین کر لیا اور اس سے وہ سخت غصہ میں آ گیا اسنے قصر اُمّ جعفر اور خلد کے محلوں کے گرد اپنے مسلح آدمی جن کے پاس گنڈاسے اور تیر تھے پوشیدہ مقامات میں متعین کر دیے۔ یہ اتوار کی رات تھی جبکہ ماہ محرم ۱۹۸ ہجری کے ختم ہونے میں پانچ روز باقی تھے سُریانی تاریخ کے اعتبار سے ۱۵ ستمبر تھی خدمت گار طارق بیان کرتا ہے کہ امین ہرثمہ کے پاس جانے کے لیے روانہ ہوئے تو پیاسے تھے میں نے آبدار خانے میں ان کے لیے پانی تلاش کیا' مگر مجھے وہاں نہ ملا۔ اس سے وہ مغموم ہوئے مگر پھر اس قرارداد کے مطابق جو ان کے اور ہرثمہ کے درمیان ہو چکی تھی وہ جلدی سے روانہ ہوئے انھوں نے خلافت کا لباس جامہ و نیمہ اور ایک لمبی ٹوپی پہنی' شمع سامنے تھی جب ہم باب البصرہ کے نگہبان سپاہیوں کے مکان پہنچے تو انھوں نے مجھ سے کہا کہ ان سپاہیوں کی چھاگلوں میں پانی ہوگا وہی مجھے لا کر پلا دو میں نے پانی کا ایک کوزہ ان کو لا کر دیا مگر اس کی بو کی وجہ سے انھوں نے اسے نہیں پیا اور پیاسے ہی ہرثمہ کی طرف بڑھ گئے طاہر نے اچانک ان پر حملہ کیا خود وہ بھی ان کی گھات میں خلد میں موجود تھا جب وہ تباہ کن کشتی کے پاس آئے تو اب طاہر اور اس کے ساتھیوں نے گھات سے ایک دم نکل کر اس پر تیر اور پتھر برسائے ان کی زد سے بچنے کے لیے سب لوگ پانی کی سمت جھک پڑے کشتی الٹ گئی ہرثمہ' امین اور دوسرے آدمی جو اس میں تھے پانی میں گر پڑے' امین تیر کر دریا کے دوسرے کنارے بستان موسیٰ پہنچ گئے

امین کی گرفتاری

طاہر نے یہ خیال کیا کہ اس میں ہرثمہ کی چال ہے وہ خود دجلہ کو عبور کر کے صراۃ کے قریب آ گیا چوکسی کے لیے ابراہیم بن جعفر البلخی اور محمد بن حمید شکلہ ام ابراہیم بن المہدی کا بھتیجا موجود تھا جسے خود طاہر نے اس کام پر متعین کیا تھا موجود تھا۔ طاہر کا یہ معمول تھا کہ جب وہ کسی خراسانی کو کوئی خدمت دیتا تھا تو خود ہی ایک جماعت کو اس کے تحت کر

دیتا تھا محمد بن حمید نے جو طاہری کے نام سے مشہور ہے اور جسے وہ دوسرے سرداروں سے پہلے اہم خدمت پر متعین کیا کرتا تھا امین کو پہچان لیا اور اپنے سپاہیوں کو للکارا وہ وہیں اتر گئے اور انھوں نے امین کو پکڑ لیا اور اس نے بڑھ کر ان کی زلفیں پکڑ لیں اور پھر ان کی پنڈلیاں پکڑ کر گرا دیا اب ان کو ایک گھوڑے پر سوار کیا گیا اور سپاہیوں کی ایک معمولی بے بنی چادر ان پر ڈال دی ان کو ابراہیم بن جعفر البلخی کی قیام گاہ پر لائے۔ ابراہیم باب الکوفہ میں قیام کرتا تھا اور قیدیوں کی طرح ان کے پیچھے ان کے ساتھ ایک اور شخص کو گھوڑے پر بٹھایا تا کہ وہ گرنے نہ پائیں۔

امین کے قتل کا حکم

خطاب بن زیاد بیان کرتا ہے کہ جب امین اور ہرثمہ دریا میں گر پڑے تو طاہر اس خوف سے کہ کہیں ہرثمہ کی غرقابی کا الزام اس کے ذمہ عائد نہ ہو اپنے 'پڑاؤ' کی طرف لپکا جو باب الانبار کے مقابل بستان مونسہ میں تھا جب طاہر باب الشام پہنچا ہم اس کے ہمراہ سواری میں تھے حسن بن علی المامونی اور حسن الکبیر رشید کا خادم بھی اس کے ساتھ تھے وہاں محمد بن حمید ہمارے پاس آیا وہ گھوڑے سے اتر پڑا اور طاہر کے پاس جا کر اس نے اسے اطلاع دی کہ میں نے امین کو گرفتار کر لیا ہے اور ان کو باب الکوفہ میں واقع ابراہیم البلخی کی قیام گاہ کی طرف بھیج دیا ہے طاہر ہماری طرف متوجہ ہوا اور اس نے یہ خبر ہم سے بیان کی اور پوچھا کیا کہتے ہو مامونی نے کہا نہ کیجیے حسین بن علی کا سا سلوک اس کے ساتھ نہ کیجیے' طاہر نے اپنے مولیٰ قریش الدندانی کو بلا کر اسے امین کے قتل کر دینے کا حکم دیا اور اس کے پیچھے خود طاہر بھی باب الکوفہ اس جگہ کی طرف روانہ ہوا۔

محل سے نکلنے کے متعلق دوسری روایت

محمد بن عیسیٰ الجودی مذکورہ بالا واقعات کے سلسلہ میں کہتا ہے 'اتوار کی رات میں عشاء کے بعد وہ جانے کے لیے آمادہ ہوئے قصر سے صحن میں آ کر کرسی پر بیٹھے اس وقت انھوں نے سفید لباس پہن رکھا تھا اس پر سیاہ عبا تھا ہم ان کے پاس آئے اور گرز لیے سامنے کھڑے ہو گئے کہ خادم حاضر ہوا اور عرض کیا ابو حاتم سلام عرض کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر چہ وعدہ کے مطابق میں آپ کو لینے کے لیے حاضر ہوا ہوں مگر میری رائے یہ ہے کہ آج رات آپ باہر تشریف نہ لائیں تو بہتر ہے کیونکہ میں نے دجلہ کے کنارے کچھ ایسی آہٹ پائی ہے جس سے میں متردد ہو گیا ہوں مجھے اندیشہ ہے کہ مجھے زیر کر لیا جائے گا اور آپ کو میرے ہاتھ سے چھڑا لیا جائیگا یا آپ مارے جائیں گے میری واپسی تک آپ ٹھیرے رہیں میں کل سارا انتظام کر کے رات کو حاضر ہوں گا اور آپ کو لے چلوں گا اگر اس وقت کوئی مزاحمت کرے گا تو میں آپ کے لیے لڑوں گا اور اس کے لیے پہلے ہی تیار رہوں گا' امین نے اپنے خدمت گار سے کہا کہ جا کر کہہ دو کہ تم وہیں ٹھیرے رہو میں ابھی آتا ہوں اس کے بغیر چارہ نہیں اور میں کل تک ٹھیر نہیں سکتا۔

امین بہت پریشان ہوئے کہنے لگے تمام لوگ اور خود میرے موالی اور پہرہ دار مجھے چھوڑ کر چلے جائیں مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر یہیں مجھے صبح ہو گئی تو میری تنہائی کی خبر طاہر کو ہو جائے گی اور وہ مجھے آ کر گرفتار کر لے گا انھوں نے اپنا سیاہ بال تراشیدہ چاند تارے والا پچکلیاں گھوڑا زہری طلب کیا پھر اپنے دونوں بیٹوں کو بلا کر گلے سے لگایا اور کہا کہ میں تمھیں خدا کے سپرد کرتا ہوں اور ان کی آنکھیں بھر آئیں جن کو انھوں نے اپنی آستین سے جذب کیا کھڑے ہوئے اور تڑپ کر گھوڑے پر سوار ہوئے اب ہم آگے ہو کر قصر کے دروازے تک پیدل آئے اور پھر اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے' صرف ایک شمع

ان کے سامنے تھی جب ہم باب الخراسان سے ملی ہوئی محرابوں کے پاس پہنچے تو ابو حاتم نے مجھ سے کہا تم اپنا ہاتھ ان کے اوپر کرلو تا کہ اگر کوئی ان پر تلوار کا وار کرے جس کا مجھے اندیشہ ہے تو اس کا وار تم روک لو اور وہ محفوظ رہیں' میں نے اپنے گھوڑے کی لگام زین کے ہرنے پر ڈال دی اور اپنا ہاتھ ان پر پھیلا دیا۔ ہم باب الخراسان آئے ہمارے حکم سے وہ کھول دیا گیا اب ہم گھاٹ پر آئے ہرثمہ کی آتش فشاں کشتی موجود تھی امین اس کی طرف بڑھے گھوڑے نے آگے بڑھنے میں پس و پیش کیا انھوں نے چابک مارا اور اسے پانی میں سے کشتی کے بالکل قریب لے آئے اور کشتی میں اتر گئے ہم گھوڑے کو لیکر پھر شہر کے اندر چلے آئے اندر آ کر ہم نے دروازہ بند کرا دیا اب ہمیں شور سنائی دیا ہم دروازے کے برج پر چڑھ کر اس شور کو سننے کھڑے ہو گئے۔

احمد بن سلام صاحب المظالم (ناظم فوجداری) بیان کرتا ہے کہ دوسرے سرداروں کے ساتھ میں بھی ہرثمہ کی کشتی میں موجود تھا جب امین کشتی میں اترے تو ہم سب کے سب ان کی تعظیم کے لیے کھڑے ہو گئے اور خود ہرثمہ نے دو زانو ہو کر معذرت کی کہ نقرس بیماری کی وجہ سے میں کھڑے ہونے سے معذور ہوں اس نے ان کو اپنے سینے سے لگا لیا ان کے ہاتھ پاؤں اور آنکھوں کو چومنے لگا اور کہتا جاتا تھا اے میرے آقا مالک اور میرے آقا اور مالک کے بیٹے امین ہم سب کو غور سے دیکھنے لگے عبداللہ بن الوضاح سے پوچھا تم کون ہو اس نے کہا میں عبداللہ بن الوضاح ہوں امین نے کہا میں نے پہچانا اللہ تمہیں جزائے خیر دے تم نے برف کے معاملہ میں میرے ساتھ اس قدر مہربانی کی ہے کہ اگر (اللہ اس کو زندہ اور سلامت رکھے) اپنے بھائی سے میں ملا تو میں تمہارے اس احسان کا خاص طور پر ان سے ذکر کروں گا اور درخواست کروں گا کہ وہ میری طرف سے تمہیں اس کا عوض دیں۔

کشتی پر حملہ

ہرثمہ نے حکم دیا کہ کشتی چلائی جائے اسی وقت طاہر کے سپاہیوں نے جو سر بند اور تباہ کن کشتیوں میں سوار تھے ہم پر حملہ کر دیا انھوں نے ایک شور برپا کر دیا اور کشتی کے پنکھے سے لپٹ گئے کچھ سپاہی اسے کاٹنے لگے بعض کشتی میں سوراخ کرنے لگے اور دوسرے ہم پر اینٹ اور تیر برسانے لگے' کشتی میں سوراخ پڑ گیا جس کی وجہ سے اس میں پانی بھر آیا وہ غرق ہونے لگی ہرثمہ پانی میں کود پڑا ایک ملاح نے اسے دریا سے نکالا اسی طرح ہم میں سے ہر شخص کسی نہ کسی طرح پانی سے نکل آیا۔

اس وقت میں نے امین کو دیکھا کہ انھوں نے اپنے جسم پر اپنے کپڑے چاک کیے اور پانی میں کود پڑے جب میں کنارے پہنچا تو طاہر کا ایک سپاہی مجھ سے آلپٹا اور وہ مجھے ایک شخص کے پاس لیکر آیا جو ام جعفر کے محل کی پشت پر دجلہ کے کنارے لوہے کی ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا سامنے آگ روشن تھی سپاہی نے فارسی میں اس سے کہا کہ یہ بھی ان کشتی والوں میں سے ہے جو پانی میں ڈوبے تھے اور اب یہ نکل آیا ہے اس شخص نے جو کرسی پر بیٹھا ہوا تھا مجھ سے پوچھا تم کون ہو میں نے جواب دیا میں ہرثمہ کے آدمیوں میں ہوں احمد بن سلام میرا نام ہے اور امیر المومنین کے مولیٰ (ہرثمہ) کا پولیس افسر ہوں اس نے کہا تو نے جھوٹ بیان کیا ہے مجھے صحیح پتہ دو میں نے کہا جو کچھ میں نے بیان کیا ہے وہ بالکل صحیح ہے اس نے پوچھا امین پر کیا گزری' میں نے کہا میں نے ان کو کپڑے چاک کر کے پانی میں کودتے ہوئے دیکھا تھا۔

یہ سن کر اس نے اپنے آدمیوں سے کہا میرا گھوڑا لاؤ وہ گھوڑا لائے وہ اس پر سوار ہو گیا اور مجھے ساتھ ساتھ چلنے

کا حکم دیا' میرے گلے میں ایک ڈوری باندھ دی گئی اور میں اس کے ساتھ ہوا جب وہ رشید یہ کوچے سے ہوتا ہوا اسد بن المرزبان کی مسجد کے پاس پہنچا تو چونکہ دوڑتے دوڑتے میں تھک گیا تھا مجھ سے اب دوڑا نہ گیا جو سپاہی مجھے لیے جا رہا تھا اس نے کہا کہ یہ شخص ٹھہر گیا ہے اور اب ساتھ نہیں دوڑتا اس نے کہا پھر کیا دیکھتا ہے اتر کر سر اُتار لے میں نے کہا میں آپ پر قربان آپ مجھے کیوں قتل کرتے ہیں اللہ نے مجھے بہت کچھ دیا ہے اور چونکہ میں نے ناز و نعم میں زندگی بسر کی ہے اسی وجہ سے میں اب دوڑ نہ سکا میں اپنی جان کے عوض دس ہزار درہم فدیہ دینے کے لیے تیار ہوں جب اس نے دس ہزار کا نام سن لیا تو اب میں نے کہا صبح تک آپ مجھے اپنے پاس رکھیں صبح کے وقت مجھے ایک آدمی دیں میں اسے اپنے مختار کے پاس اپنے مکان عسکر مہدی کو بھیج دوں گا اگر وہ دس ہزار نہ لا دے تو آپ میری گردن مار دیں اس نے کہا یہ بات ٹھیک ہوئی۔

اب اس نے میرے متعلق حکم دیا کہ مجھے سوار کرا یا جائے میں اس کے ساتھی سپاہیوں میں سے ایک کے پیچھے سوار ہو گیا وہ مجھے اپنے افسر اعلیٰ کے مکان میں جو ابوالصالح کاتب کا مکان تھا لے آیا اس نے اپنے غلاموں کو میری نگرانی کا حکم دیا اور اسکے لیے ان کو سخت تاکید کر دی پھر اس نے مجھ سے امین اور ان کے پانی میں گرنے کے واقعے کو اچھی طرح سمجھ کر سنا اور پھر طاہر کو اس واقعے کی اطلاع دینے چلا گیا اب مجھے معلوم ہوا کہ یہ ابراہیم البلخی تھا۔ اس کے غلاموں نے مجھے اس مکان کے ایک حجرے میں داخل کیا جس کا فرش ناہموار تھا اور دو تین تکیے پڑے تھے ایک روایت میں ہے کہ وہاں لپٹی ہوئی چٹائیاں رکھی تھیں انھوں نے ایک چراغ بھی وہاں لا کر رکھ دیا میں اس حجرے میں بیٹھ گیا اور وہ دروازہ کو بند کر کے بیٹھ کر باتیں کرنے لگے ایک گھڑی رات گزری تھی کہ رسالہ کی چاپ سنائی دی انھوں نے دروازہ کھٹکھٹایا ان کے لیے دروازہ کھلا اور وہ یہ کہتے ہوئے ''پسر زبیدہ'' اندر آئے ایک برہنہ شخص جس نے صرف پائجامہ پہن رکھا تھا اور عمامہ سے نقاب ڈال لی تھی اور جس کے دوش پر ایک بوسیدہ خرقہ پڑا ہوا تھا میرے حجرے میں لایا گیا' لانے والوں نے محل کے ملازموں کو حکم دیا کہ اس کی پوری طرح نگرانی کی جائے اس کام کے لیے انھوں نے خود اپنی جمعیت کے کچھ سپاہی اور وہاں متعین کر دے۔

امین اور احمد ایک کمرہ میں

جب وہ میرے حجرے میں بیٹھ گیا تو اس نے منہ کھولا وہ امین تھے ان کو دیکھ کر مجھے عبرت ہوئی اور میں نے اپنے اور ان کے حال کے تفاوت پر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا وہ مجھے غور سے دیکھنے لگے پوچھا کون؟ میں نے کہا آپ کا غلام کہا کیسے؟ میں نے کہا احمد بن سلام صاحب المظالم کہنے لگے ہاں اس نام کے بغیر بھی میں نے پہچانا تم رقہ میں میرے پاس آیا کرتے تھے میں نے کہا جی ہاں کہنے لگے تم تو اکثر میرے پاس آتے اور دل خوش کرنے والی باتوں سے مجھے لطف اندوز کرتے تھے میں تمھیں خوب جانتا ہوں تم میرے مولیٰ نہیں ہو بلکہ میرے بھائی اور اپنے ہو اس کے بعد انھوں نے مجھے آواز دی احمد میں نے کہا حاضر کہا میرے قریب آؤ مجھے لپٹا لو مجھے اسوقت سخت گھبراہٹ ہو رہی ہے' میں نے ان کو اپنے سینے سے لگا لیا دیکھا کہ ان کے دل کی دھڑکن پر بہت اثر ہے دل اس طرح دھڑک رہا تھا کہ اب سینے سے نکل جائے میں ان کو اپنے سینے سے لگائے رہا اور ان کو تسلی دیتا رہا پوچھا احمد میرے بھائی کیسے ہیں میں نے کہا وہ زندہ ہیں کہنے لگے وہاں کا وقائع نویس بھی کس قدر جھوٹا ہے غالباً اس لڑائی سے بری الذمہ ہونے کے لیے اس نے یہ خبر مشہور

کر دی ہے میں نے کہا آپ ان کے ڈاک والے کو کیا کوستے ہیں اللہ آپ کے وزراء برا کرے جنھوں نے آپ کو اس حالت پر پہنچایا ہے کہنے لگے سوائے کلمہ خیر کے میرے وزراء کے متعلق کچھ نہ کہو کامیابی بھی ہوتی ہے ناکامی بھی ہوتی ہے میں ہی پہلا آدمی نہیں ہوں جس نے کسی بات کے حاصل کرنے میں کوشش کی اور وہ ناکام رہا' پھر کہنے لگے احمد تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ لوگ میرے ساتھ کیا کریں گے کیا مجھے قتل کر دیں گے یا اپنے وعدہ امان کو پورا کریں گے میں نے کہا جناب والا میں تو سمجھتا ہوں کہ وہ اپنے وعدہ پورا کریں گے' اب وہ اس کپڑے کو جوان کے شانوں پر پڑا تھا سردی کی وجہ سے اپنے جسم سے لپیٹنے لگے اور اسے دائیں بائیں اپنے بازوؤں سے روکا' میں ایک سدری پہنے ہوئے تھا میں نے اسے اتارا اور کہا اے میرے آقا آپ اسے پہن لیں کہنے لگے چھوڑو بھئی اس کا کیا ذکر کرتے ہو اللہ نے جس حال میں رکھا ہے اس میں بھی میرے لیے خیر ہوگی۔

ہم یہی باتیں کر رہے تھے کہ دروازے پر دستک ہوئی اور وہ کھولا گیا ایک مسلح شخص ہمارے پاس آیا اور اس نے امین کو اچھی طرح شناخت کر لینے کے لیے غور سے دیکھا اور جب شناخت کر لیا تو وہ واپس چلا گیا اور پھر دروازہ بند کر دیا گیا یہ محمد بن حمید الطاہری تھا اس کے اس وقت آنے کی وجہ سے میں سمجھ گیا کہ امین مارے گئے چونکہ اس رات میں نے اس وقت تک نماز وتر نہیں پڑھی تھی اندیشہ ہوا کہ وتر ادا کئے بغیر کہیں میں بھی ان کے ساتھ نہ مارا جاؤں میں وتر پڑھنے کھڑا ہو گیا کہنے لگے احمد مجھ سے دور مت جاؤ میرے قریب ہی کھڑے ہو کر نماز پڑھو مجھے بہت سخت وحشت ہو رہی ہے میں ان سے بالکل لگ کر کھڑا ہو گیا جب نصف یا قریب نصف کے رات ہوئی تو میں نے رستے کے قدموں کی آواز سنی اب پھر دروازہ کھٹکھٹایا اور کھولا گیا عجمیوں کی ایک جماعت ننگی تلواریں لیے اندر گھس آئی ان کو دیکھ کر امین کھڑے ہو گئے اور انہوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور کہنے لگے بخدا میری جان اللہ کی راہ میں جا رہی ہے کیا بچنے کی کوئی تدبیر کوئی فریاد رس یا شریف بہادر نہیں رہا' اتنے میں وہ لوگ خود ہمارے حجرے کی چوکھٹ پر آموجود ہوئے مگر پھر بھی ان کے مرتبے کی وجہ سے اس قدر مرعوب تھے کہ وہ وہیں ٹھٹک گئے اور اب ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ تو آگے بڑھ مگر وہ پیچھے ہٹ جاتا۔ میں کھڑا ہوا اور لپٹی ہوئی چٹائیوں کے پیچھے حجرے کے کونے میں چھپ گیا۔

امین کا قتل

امین ایک تکیہ ہاتھ میں لیکر کھڑے ہو گئے اور کہتے جاتے تھے تم کو کیا ہو گیا ہے تم کس پر حملہ کر رہے ہو میں رسول کے چچا کا پوتا ہوں میں ہارون کا بیٹا اور مامون کا بھائی ہوں میرے خون کے معاملے میں تم اللہ سے خوف کرو' ان میں سے طاہر کے مولی قریش الدندانی کے غلام خمارویہ نے آگے بڑھ کر تلوار ماری جوان کی پیشانی پر لگی امین نے اس کے منہ پر تکیہ مارا اور اس کو گرا کر اس پر چڑھ بیٹھے اور اس کی تلوار چھیننے لگے اس نے فارسی میں چلا کر کہا مجھے مار ڈالا مار ڈالا اس کی آواز پر ایک دم بہت سے آدمی امین پر چڑھ دوڑے ایک نے ان کی کمر میں تلوار گھونپ دی اور اب وہ ان پر سوار ہو گئے اور گدی پر سے ان کو ذبح کر ڈالا ان کا سر کاٹ لیا اسے وہ طاہر کے پاس لے گئے اور جسم کو وہیں ڈال دیا۔ صبح کو آ کر ان کے جسم کو ٹاٹ میں لپیٹ کر لا دے گئے جب صبح ہوئی تو مجھ سے دس ہزار کا مطالبہ ہوا میں نے اپنے مختار کو بلا کر اس سے وہ رقم منگائی اور ادا کر دی۔ امین جمعرات کے دن مدینہ منصور میں داخل ہوئے اور اتوار کے دن وجلہ آئے۔

حجرے کی گفتگو

یہی راوی اسی قصے کے سلسلے میں بیان کرتا ہے کہ جب امین اس حجرے میں میرے پاس آئے اور ان کو ذرا سکون ہوا تو میں نے ان سے کہا کہ اللہ آپ کے وزیروں کا بُرا کرے ان کی وجہ سے آپ کی یہ گت بنی ہے کہنے لگے اے میرے بھائی اب یہ عتاب کا موقع نہیں ہے پھر انھوں نے مجھ سے مامون کو دریافت کیا اور پوچھا کہ وہ زندہ ہے میں نے کہا جی ہاں اگر وہ نہ ہوتے تو یہ لڑائی کس کی خاطر ہو رہی ہے اس پر انھوں نے کہا مگر مجھے تو عامر بن اسمٰعیل بن عامر کے بھائی یحییٰ نے جو ہرثمہ کی چھاؤنی میں وقائع نویس تھا یہ اطلاع دی کہ وہ مر گئے' میں نے کہا اس نے بالکل غلط اطلاع دی ہے پھر میں نے کہا آپ کی چادر بہت موٹی ہے آپ یہ میری نرم چادر اور قمیص پہن لیں کہنے لگے جو میرے حال میں ہوگا اس کے لیے یہی بہت ہے' میں نے کہا آپ اللہ کو یاد کریں اور استغفار کریں وہ استغفار کرنے لگے۔

ہم یہی باتیں کر رہے تھے کہ ایسا سخت شور سنائی دیا جس سے زمین لرزہ اندام ہوگئی طاہر کے سپاہی اس مکان میں داخل ہو چکے تھے اور اب وہ ہمارے حجرے کی طرف آ رہے تھے اس کا دروازہ بہت تنگ تھا امین کے پاس اس حجرے میں بھی ایک ڈھال تھی پہلے تو وہ اس سے اپنا دفاع کرتے رہے مگر پھر ان کی پیچھے سے ان کی ایڑی کاٹ دی گئی اور بہت سے آدمی ان پر کود پڑے انھوں نے ان کا سر کاٹ لیا اسے طاہر کے پاس لے گئے اور ان کے جسم کو لاد کر بستان مونسہ میں ان کی قیام گاہ پر لے آئے اس وقت عبدالسلام بن العلاء ہرثمہ کی فوج خاصہ کا سردار وہاں آیا یہ شماسیہ والے پل سے دریا کو عبور کر کے یہاں آیا تھا طاہر نے اسے اندر آنے کی اجازت دی اس نے کہا کہ آپ کے بھائی نے آپ کو سلام کہا ہے اور پوچھا ہے کہ کیا ہوا طاہر نے اپنے غلام سے کہا ایک تھال لے کر آؤ وہ اسے اٹھا لائے اس میں امین کا سر رکھا تھا طاہر نے اس سے کہا دیکھ لو یہ میں نے کیا ہے اور ان سے جا کر اس کی اطلاع کر دو جب صبح ہوئی طاہر نے امین کے سر کو باب الانبار پر نصب کرا دیا بغداد کے بہت سے لوگ اسے دیکھنے آئے طاہر بھی اس مقام پر آیا اور وہ سب سے کہتا تھا کہ یہ امین کا سر ہے۔

ایک مرتبہ امین نے اپنے کپڑوں پر جوں دیکھی پوچھا یہ کیا ہے لوگوں نے کہا یہ ایک چیز ہے جو عام طور پر لوگوں کے کپڑوں میں ہوا کرتی ہے کہنے لگے میں زوال نعمت سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں جس روز یہ واقعہ پیش آیا اسی روز قتل کیے گئے۔

حسن بن سعید کہتا ہے کہ ان کے قتل کے بعد طاہر اور بغداد کی دونوں فوجیں ان کے قتل پر نادم ہوئیں کیونکہ اس ہنگامے کی وجہ سے انھیں بہت سی رقم ملتی تھی جس کوٹھری میں امین' عیسیٰ بن ماہان اور ابوالسرایا کے سر محفوظ تھے وہ میری نگرانی میں تھی میں نے ان کے سر کو دیکھا صرف ان کے چہرے پر ضرب کا نشان تھا ان کے سر کے بال اور ڈاڑھی صحیح سالم تھی ان میں کچھ قطع برید نہیں ہوئی تھی سر کے بالوں کا رنگ بھی اصلی حالت میں تھا۔

امین کا سر مامون کے سامنے

طاہر نے امین کے سر کو چادر عصا اور مصلے کے ساتھ جو کھجور کے پتوں سے بنایا گیا تھا اپنے چچازاد بھائی محمد بن الحسن بن مصعب کے ذریعے مامون کے پاس بھیج دیا مامون نے اسے دس لاکھ درہم دیئے ذوالریاستین نے امین کے سر کو ایک ڈھال پر رکھ کر خود اپنے ہاتھ سے مامون کے سامنے پیش کیا اسے دیکھ کر مامون نے سجدہ شکر ادا کیا۔

علی بن حمزہ العلوی سے روایت ہے کہ امین کے قتل کے بعد ابی طالب کی ایک جماعت طاہر کے پاس آئی جو اس وقت بستان میں تھا ہم بھی وہاں موجود تھے طاہر نے انہیں اور ہمیں انعام دیا۔ پھر اس نے ہم سب کے لیے یا ہم میں سے بعض کے لیے مامون کو لکھا کہ میں نے ان کو آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت دی ہے ہم مرو آئے اور وہاں سے مدینہ واپس آ گئے اہل مدینہ نے ہمارے مالا مال ہونے پر ہمیں مبارک باد دی اور وہ سب ہم سے ملنے آئے ہم نے اُن سے امین کے قتل کا واقعہ تفصیل سے بیان کیا اور کہا کہ طاہر نے اپنے ایک قریش نامی غلام کو بلا کر امین کے قتل کا اسے حکم دیا تھا یہ سنکر اہل مدینہ کے ایک شیخ نے ہم سے پوچھا کہ تم نے یہ کیا کہا؟ میں نے اسے پورا واقعہ سنایا اس نے کہا کیا خدا کی شان ہے ہم سے یہ بات روایت کی گئی تھی کہ قریش امین کو قتل کرے گا ہمارا گمان قبیلہ قریش پر گیا تھا مگر اب تو خود قاتل کا نام اس روایت کے نام کے مطابق ہو گیا۔

ابراہیم کا مرثیہ کہنا

ابراہیم بن المہدی کو جب امین کے قتل کی اطلاع ہوئی اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور بہت دیر تک رویا اس نے مرثیے میں کچھ شعر کہے جب مامون کو ان اشعار کی اطلاع ہوئی تو یہ بات ان کو ناگوار گزری۔

طاہر کا مامون کے نام خط

طاہر نے اس فتح کی خوشخبری کے لیے درج ذیل خط مامون کو لکھا۔

تمام تعریفیں اس اللہ بزرگ و برتر کے لیے ہیں جو عزت والا' جلال والا' ملک اور حکومت والا ہے اس کی یہ شان ہے کہ جب کسی بات کے کرنے وہ ارادہ کرتا ہے تو صرف حکم دیتا ہے کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے سوائے اس کے اور کوئی دوسری ذات الوہیت نہیں اور وہ بڑا مہربان اور رحیم ہے۔

جو بات اللہ نے پہلے سے مقدر کی تھی وہ پوری ہوئی امین معزول نے اپنے عہد و پیان کو توڑا اس کی وجہ سے اللہ نے اسے ایک فتنے میں مبتلا کیا اور اس کے اعمال کی سزا کے طور پر اسے قتل کر دیا کیونکہ خود اللہ تو ہرگز بھی اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتا میں امیر المومنین کو پہلے لکھ چکا ہوں کہ ہماری فوج نے مدینہ منصور اور خلد کا محاصرہ کر لیا اور مدینۃ السلام کے تمام راستوں' ناکوں اور ان گلی کوچوں پر جو دجلہ پر نکلتے ہیں پہرے لگا دیئے اور ان کی چاروں طرف سے ناکہ بندی کر دی' میں نے جنگی کشتیاں اور سر بند کشتیوں میں عرادے اور جنگجو ملاح بٹھا کر ان کو خلد اور باب الخراسان کے مقابل ٹھیرا دیا تا کہ معزول کی نگرانی ہو اور وہ کسی راستے سے نکل کر بھاگ نہ جائے تا کہ پھر وہ باہر نکل کر اس محاصرہ اور ذلت کے بعد دوبارہ لوگوں کو اغوا کر کے آتش جنگ مشتعل نہ کرنے پائے۔

قاصدوں نے مجھ سے آ کر کہا کہ ہرثمہ کا ارادہ ہے کہ وہ امین کو اپنی پناہ میں لے لے اور مجھ سے اس کی یہ خواہش ہے کہ میں امین کو اسکے پاس آ جانے دوں اور انکے ساتھ مزاحمت نہ کروں اس مسئلہ پر غور کرنے کے لیے میں اور ہرثمہ متفق ہوئے مگر چونکہ اللہ نے امین کو ذلیل کر

دیا تھا اور اپنے بھاگنے کی کوئی امید اسے نہیں رہی تھی دوسروں کا تو ذکر ہی کیا خود اس پر پانی تک بند تھا میں نے اس تجویز کو پسند نہیں کیا امین کی نوبت یہاں تک پہنچی کہ خود اس کے نوکروں اور شہروں کے حامیوں نے اپنے بچاؤ کے لیے اس کے قتل کر دینے کا ارادہ کر لیا۔ اس واقعہ کو تفصیل کے ساتھ میں پہلے امیر المومنین کو لکھ چکا ہوں اُمید ہے کہ میری وہ تحریر ملاحظہ عالی میں گزر چکی ہو گی۔

میں نے ہرثمہ بن اعین کی اس تجویز پر جو اس نے امین کے لیے سوچی تھی اور جس کا وہ اس سے وعدہ کر چکا تھا اچھی طرح غور کیا۔ میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ اگر اس مجبوری کی حالت سے جس میں اللہ نے اسے ڈال دیا ہے وہ کسی طرح بچ کر نکل گیا تو اس سے اس فتنہ کا خاتمہ نہ ہوگا بلکہ مختلف اطراف کے لالچی لوگ اس اپنا آلہ کار بنا کر اور زیادہ خلفشار برپا کریں گے' میں نے ہرثمہ کو صاف طور پر اپنی اس رائے سے آگاہ کر دیا کہ میں ہرگز تمہاری تجویز کو پسند نہیں کرتا مگر اس نے کہا کہ چونکہ کہ میں وعدہ کر چکا ہوں اس سے کسی طرح انحراف ممکن نہیں مجبوراً میں اس بات پر آمادہ ہوا کہ امین رسول اللہ ﷺ کی ردائے مبارک تلوار اور عصا اپنے نکلنے سے پہلے میرے پاس بھیج دے تو میں پھر اس کی مزاحمت نہیں کروں گا' ہرثمہ سے اس تجویز پر میں نے محض اس لیے اتفاق کیا تاکہ ہم میں اب تک جو اتفاق واتحاد ہے اس میں اختلاف رونما نہ ہو کہ پھر ہمارے دشمنوں کو ہم پر جسارت کا موقع ملے۔

ہم دونوں نے یہ طے کیا کہ ہفتہ کی رات حسب قرارداد دونوں یکجا ہوں گے چنانچہ میں اپنے خاص مخلص اور بہادر معتمد علیہا شخاص کے ساتھ خود موقع پر گیا شہر اور خلد کی نگرانی کے لیے خشکی اور تری میں جو انتظامات کیے گئے تھے اور جو لوگ متعین تھے ان سب کا میں نے معائنہ کیا اس کے بعد میں باب الخراسان میں آیا میں نے پہلے سے تباہ کن اور دوسری کشتیاں مہیا کر رکھی تھیں وہ اسلحہ اور انتظامات اس کے علاوہ تھے جو خود میں نے اور ہرثمہ کے درمیان طے شدہ وقت معیّن پر نکلنے کے لیے کئے تھے' میں اپنے خاص اور خدمت گاروں کے ساتھ باب الخراسان پر ٹھیر گیا اور اپنی جمعیت میں سے کچھ سوار اور پیادے میں نے باب الخراسان اور گھاٹ کے درمیان اور کچھ دریا کے کنارے متعین کر دیئے ہرثمہ بھی پوری طرح مسلح ہو کر اور مستعد ہو کر باب الخراسان کے قریب آ گیا اس نے مجھے دھوکہ دیکر میرے علم کے بغیر امین کو نکل آنے دعوت لکھ بھیجی تھی کہ جب گھاٹ پر آ جائے گا تو ہرثمہ اسے ساتھ کشتی میں سوار کر لے گا اور اس طرح رداء عصا اور تلوار میرے پاس نہیں آ سکی حالانکہ یہ بات اس قرارداد کے جو میرے اور ہرثمہ کے درمیان ہوئی تھی سراسر منافی اور مخالفت تھی۔

چنانچہ جب امین وہاں آیا تو وہ لوگ جن کو میں نے باب الخراسان پر متعین کر دیا تھا اس کے آتے ہی میرے حکم کی بجا آوری میں اس پر حملہ آور ہوئے میں نے ان کو حکم دیدیا تھا کہ میری اجازت کے بغیر کسی کو آگے نہ بڑھنے دیں' امین ان سے بچنے کے لیے گھاٹ کیطرف لپکا

ہرثمہ نے اپنی تباہ کن کشتی اس کے قریب کر دی اور وہ میرے آدمیوں سے پہلے کشتی میں پہنچ گیا مگر اس کا خادم کوثر پیچھے رہ گیا میرے غلام قریش نے اسے پکڑ لیا رداء عصا اور تلوار کوثر کے پاس تھی قریش نے یہ اس سے لے لیں' جب امین کے ساتھیوں نے دیکھا کہ میرے آدمی امین کو جانے نہیں دیتے اور مزاحمت کر رہے ہیں ان میں سے کچھ ہرثمہ کی طرف دوڑے آئے جس سے وہ کشتی جھک گئی اور پھر ڈوب گئی ان میں سے کچھ لوگ تو شہر چلے آئے امین کشتی سے دریا میں کود پڑا اور تیر کر کنارے آ گیا اب وہ اپنے اس وقت برآمد ہونے پر نادم تھا مگر نقض عہد پر قائم اور اپنا شعار کہہ رہا تھا چونکہ میں نے تو اس سے کسی قسم کا عہد و پیمان کیا نہ تھا اس وجہ سے اب میرے سپاہیوں نے جن کو میں نے گھاٹ اور باب الخراسان کے درمیان متعین کیا تھا بڑھ کر جبرُا اسے پکڑ لیا اس وقت بھی اس نے اپنے شعار کہہ کر ان کو دعوت دی اور اپنے نقض عہد پر قائم رہا بلکہ جواہرات کے سودانے جس کے ایک دانے کی قیمت ایک لاکھ درہم بیان کی گئی ہے ان کو پیش کیے مگر میرے آدمیوں نے اپنے خلیفہ کی وفاداری اپنی فرض شناسی اور بات پر قائم رکھنے کے شریفانہ خیال کو پیش نظر رکھ کر اس کی رشوت کو ٹھکرا دیا پھر کیا تھا سب کے سب اس سے چمٹ گئے ہر شخص یہ چاہتا تھا کہ وہی اسے قتل کر کے میرے سامنے سرخروئی حاصل کرے انھوں نے اسے تلواروں پر رکھ لیا اور اس کا کام تمام کر کے اپنے اللہ' رسول' دین اور خلیفہ کی حمایت کا حق ادا کر دیا اس کا سر کاٹ لیا گیا مجھے اس کی اطلاع ہوئی میں نے اس کے سر کو اپنے پاس منگوا لیا اور تمام فوج کو جن کو میں نے مدینہ منصور خلد اس کے اطراف اور تمام ناکوں پر متعین کیا تھا ہدایت بھیج دی کہ جب تک میرا دوسرا حکم ان کو موصول نہ ہو وہ اسی طرح ناکوں اور مقامات کی حفاظت اور نگرانی کرتے رہیں۔

اس کے بعد میں اپنے مقام کو پلٹ آیا اس طرح اللہ تعالیٰ نے امیر المومنین اور اسلام پر اس فتح سے احسان عظیم کیا صبح کو پھر لوگوں میں ایک ہیجان پیدا ہوا امین معزول کے متعلق مختلف چہ میگوئیاں ہونے لگیں کوئی کہتا تھا کہ وہ قتل کر دیا گیا کوئی اس کی تکذیب کرتا تھا کسی کو شبہ تھا کسی کو یقین تھا میں نے مناسب سمجھا کہ اس شبہ کو بالکل دور کر دوں میں اس سر کو لے کر ان کے پاس آیا تا کہ وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں اور اسطرح تمام بدنیت حیلہ جو اور فتنہ پرداز مفسدین کی بری توقعات کا خاتمہ ہو جائے دن چڑھے میں شہر کے اندر گیا سب نے سر تسلیم خم کر دیا اور امیر المومنین کی اطاعت قبول کر لی اس طرح شہر کا شرقی اور غربی حصہ اور اس کے تمام مضافات اور اطراف وجوانب نے امیر المومنین کی اطاعت قبول کر لی' جنگ ختم ہو گئی باشندوں نے سر تسلیم کر کے سلامتی پائی' اللہ نے فتنہ وفساد سے ان کو نکال دیا اور امیر المومنین کی برکت سے ان کو امن وسکون راحت اور اطمینان عطا کر دیا یہ اللہ کا بہت بڑا احسان ہے اور اس پر اسی قدر اس کا شکر واجب ہے،

میں امیر المومنین کو یہ خط لکھ رہا ہوں اور اب کوئی مفسد اور شریر باقی نہیں ہے سب کے سب آپ کے مطیع اور فرمانبردار ہو چکے ہیں امیر المومنین کی حلاوت سے اللہ نے ان کو شیریں

دامن کر دیا ہے اب وہ بالکل اطمینان اور اس کے ساتھ صبح و شام تجارت اور روزی کی تلاش میں مصروف ہیں یہ سب اللہ کی طرف سے ہے اسی نے اس معاملے کو ہمارے موافق پورا کیا ہے اور وہ اپنی رحمت سے اس میں اور اضافہ فرمائے گا' میں اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی اس نعمت فتح کو آپ کے لیے مبارک کرے اور اسی طرح ہمیشہ اپنے مسلسل احسانات اور نعمتوں سے آپ کو سرفراز فرماتا رہے تاکہ اس طرح دین و دنیا کی بھلائیاں آپ کے لیے اور آپ کی اور آپ کی خلافت کی برکت سے آپ کے دوستوں اور مددگاروں کے لیے جمع ہو جائیں اور بیشک اللہ ہی اس بات کا حق دار ہے کہ وہ ایسا کردے وہ سننے والا اور اپنے منشا کو پورا پورا کرنے کے لیے تمام موافق اسباب و حالات کا مہیا کرنے والا ہے۔

یہ خط اتوار کے دن لکھا گیا تھا جبکہ محرم ۱۹۸ھ ہجری کے ختم ہونے میں پانچ روز باقی ہیں۔

قتل سے پہلے امین کی تقریر

اپنے قتل سے پہلے جب امین مدینہ منصور میں چلے آئے اور انھوں نے محسوس کیا کہ اب حکومت ان کے ہاتھ سے نکل جائیگی اور ان کے اعوان اور انصار ان کا ساتھ چھوڑ کر طاہر کے پاس جارہے ہیں تو وہ اس ضلع میں آ کر بیٹھے جسے انھوں نے اس ہنگامے سے پہلے باب الذہب پر بنوایا تھا اور جو امراء اور فوج اب شہر میں ان کے ساتھ تھی اسے حاضر ہونے کا حکم دیا یہ سب لوگ صحن میں جمع ہوئے امین ان کے سامنے برآمد ہوئے اور تقریر کی جس میں انھوں نے کہا'

''تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جو بلندی دیتا ہے اور گرا دیتا ہے جو عطا کرتا ہے اور روک لیتا ہے جو روکتا ہے اور دیتا ہے وہی لوٹنے کی جگہ ہے میں زمانے کے حوادث حامیوں کی علیحدگی لوگوں کی تفریق' مال بربادی اور مصیبتوں کی افتاد پر اس کی تعریف کرتا ہوں اور یہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ اس حالت میں مجھے صبر دے گا اور اس کا اجر عظیم عطا کرے گا (میں شہادت دیتا ہوں کہ سوائے اللہ کے کوئی دوسرا معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں خود اس اور اس کے ملائکہ نے اسی توحید ذات کی شہادت دی ہے اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے امین بندے اور رسول ہیں جو مسلمانوں کے لیے مبعوث فرمائے گئے اے تمام عالم کے پروردگار تو میری اس شہادت کو قبول فرما۔

امابعد اے شریف زادو اور ہدایت یافتہ لوگو میری میرے وزیر اور مشیر فضل بن الربیع کے عہد میں امور سلطنت کی طرف سے جو غفلت میں نے برتی اس سے تم بخوبی واقف ہو میں نے خاص اور عام تمام امور سلطنت اسی کے حوالے کر دیئے تھے بہت عرصے تک یہ قانون قائم رہا اور اس کی وجہ سے میں نادم ہوا تم لوگوں نے مجھے خبردار کیا اور میں بیدار ہو گیا اور تم نے ہر اس بات میں جس کو تم نے اپنے لیے اور میرے لیے بُرا سمجھا میری اعانت طلب کی اس کے لیے جس قدر دولت میرے پاس تھی چاہے وہ میری اندوختہ تھی یا مجھے اپنے اجداد سے ورثے میں ملی تھی میں نے اسے تمہارے لیے صرف کر دیا میں نے ایسے لوگوں کو عہدے دیئے جو ناکارہ ثابت

ہوئے ایسے لوگوں کی مدد کی جو بالکل نکمے نکلے اللہ اس بات سے خوب واقف ہے کہ تمہاری رضا جوئی میں میں نے کوئی دقیقہ اپنی طرف سے اٹھا نہیں رکھا اس کے برخلاف اللہ اس سے بھی خوب واقف ہے کہ تم نے میری برائی میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی میں نے علی بن عیسیٰ کو جو تمہارا سردار تمہارا بڑا بزرگ اور تمہارے ساتھ نہایت ہی مہربانی اور لطف سے پیش آتا تھا اور تمہارا بہت زیادہ خیال رکھتا تھا تمہارے پاس بھیجا تم نے اس کے ساتھ جو کچھ کیا اس کا طویل ذکر کرنے کا اب کوئی فائدہ نہیں میں نے تمہاری یہ خطاف معاف کردی بلکہ اور انعام واکرام دیا اور صبر کر لیا بلکہ جب مجھے بعض متفرق کامیابیوں کی اطلاع ملی تو میں نے پچھلے واقعات کو اپنے دل سے بھلا دیا۔

اس کے بعد میں نے تمہیں عبداللہ بن حمید بن قحطبہ کے ساتھ جو تمہاری اس دعوت عباسیہ کے ایسے رکن رکین کا بیٹا جس پر خود تم کو ناز تھا اور جس کی وجہ سے تم دل سے اس دعوت میں شریک ہوئے تھے درہ حلوان کی نگرانی پر متعین کیا مگر تم نے اسی کے برخلاف ایسی ہنگامہ آرائی کی کہ اس کا تم پر قابو نہ رہا اور وہ ایسی حالت میں اپنے مقام پر ٹھیر نہ سکا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اگر چہ تمہاری تعداد بیس ہزار تھی مگر تمہارا ہی جیسا ایک آدمی دو سال تک تمہیں تنگ کرتا رہا یہاں تک کہ دشمن تمہارے سردار اور خلیفہ یعنی مجھ پر چڑھ آئے اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ ایک اچھے آدمی کے احکام کو بدل وجان مانتے تھے اور اس پر عمل کرتے تھے اسی دوران تم نے حسین کے ساتھ خود مجھ پر حملہ کر دیا مجھے گالیاں دیں مجھے لوٹا اور پکڑ کر قید کر دیا اور ایسی ایسی حرکتیں کیں کہ جن کا اس وقت ذکر نہ کرنا ہی مناسب ہے تمہارے دلوں میں دشمنی بھری ہوئی تھی اور اکثر و بیشتر تمہاری اطاعت معتبر ثابت نہ ہوئی چونکہ میں نے اللہ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا ہے اور اس کے فیصلے پر راضی ہوں اس لیے میں ان تمام باتوں پر اس کا شکر ادا کرتا ہوں والسلام''

قتل کے بعد طاہر کی بغداد میں تقریر

محمد کے قتل کے بعد جب ہنگامہ ٹھنڈا ہو گیا تو تمام کالے اور گوروں کو عام معافی دی گئی اور سب لوگ مطمئن ہو گئے جمعے کے دن طاہر شہر میں آیا اس نے نماز جمعہ لوگوں کو پڑھائی اور ایک نہایت بلیغ تقریر کی جس میں زیادہ تر آیات قرآنی کو اس نے دہرایا اسی تقریر میں اس نے کہا الحمد للّٰہ۔ مالک الملک توءتی الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء وتعز من تشاء وتذل من تشاء بیدک الخیر انک علیٰ کل شیءٍ قدیر۔ اس کے علاوہ اس نے کلام پاک کی اور بھی برموقع آیات یکے بعد دیگر اپنی تقریر میں پڑھیں اور تمام لوگوں کو حکومت کی اطاعت اور اتفاق پر قائم رہنے کی ترغیب وتحریص کی اور پھر اپنی قیام گاہ کو پلٹ آیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ جمعہ کے دن طاہر نے منبر پر چڑھ کر جبکہ مسجد میں بنی ہاشم اور امراء وغیرہ کی ایک بڑی جماعت موجود تھی اپنی تقریر میں کہا تمام تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جو اس تمام ملک کا مالک ہے جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے جسے چاہتا ہے ذلیل کر دیتا ہے سب بھلائیاں اسی کے قبضہ قدرت میں ہیں اور وہ ہر شے پر قادر ہے وہ فتنہ پردازوں کی کارروائیوں کو پروان نہیں چڑھاتا اور نہ وہ خیانت کرنے والوں کے فریب کامیاب ہونے دیتا ہمارے

ہاتھوں یا ہماری تدبیر سے ہمیں کامیابی نہیں ہوئی بلکہ جو کچھ ہوا ہے وہ اللہ کی جانب سے ہے کیونکہ اللہ نے خلافت کو اپنے دین کا ستون اور اپنے بندوں کا نظام بنایا تا کہ ملک کا انتظام اور سرحدوں کی حفاظت ہو ضرورت کے لیے سامان مہیا کیا جائے، مالگزاری وصول کی جائے، حکم نافذ ہو انصاف کو قائم کیا جائے اور بری باتوں کو اور مہلک شہوات کو مٹا کر جن میں خلیفہ معزول ہر وقت منہمک تھا اور وہ سمجھتا تھا کہ دنیا ہی میں ہمیشہ رہنا ہے جو دنیا کی فریب وہ آسائشوں اور دولت واقتدار کی راحتوں کو اچھا سمجھ کر ان سے بہرہ ور ہو رہا تھا اور دنیا کی ظاہری خوشنمائی پر دل و جان سے گرویدہ تھا سنت کا احیاء کیا تم نے دیکھ لیا کہ اللہ نے اپنے سرکش کو جب اس نے اپنے عہد و پیمان سے انحراف کر کے اللہ کی نافرمانی کی اس کے حکم کی نافرمانی کی اور جس بات کی اللہ نے ممانعت فرمائی تھی اس کو بدل دیا تو اللہ نے وعدہ کے مطابق اسے نہایت ہی سخت سزا دی اس لیے اب تم حکومت کی اطاعت پر مضبوطی سے قائم رہو جماعت کا تعلق کبھی ہاتھ سے نہ جانے دو اور ان مفسدہ پرداز باغی سرکشوں کی راہ اختیار نہ کرو جنھوں نے فتنہ کی آگ کو مشتعل کیا اور اتحاد و اتفاق کے مستحکم قلعہ کو پاش پاش کر دیا تو اللہ نے بھی ان کو دین و دنیا میں ذلیل کیا اور ان کو نقصان ہی میں رکھا۔

ابو اسحٰق کے نام خط

فتح بغداد کے بعد طاہر نے ابو اسحٰق المعتصم کو یا دوسرے راویوں کے بیان کے مطابق ابراہیم بن المہدی کو یہ خط لکھا مگر اکثر لوگوں کا بیان یہ ہے کہ یہ خط ابو اسحٰق المعتصم کو طاہر نے لکھا تھا۔

امابعد!

اگر چہ مجھے یہ بات ناگوار ہے کہ میں خلافت کے گھرانے کے کسی فرد کو لقب کے بغیر خطاب کروں لیکن چونکہ مجھے اس بات کی اطلاع ملی ہے کہ تم امین معزول کے ہم خیال اور مؤید تھے اگر یہ واقعہ ہے تو اس سے پہلے میں بار ہا تم کو امیر کہہ کر خطاب کر چکا ہوں مگر اب بغیر القاب کے خط لکھتا ہوں اور اگر یہ بات غلط ہے جو مجھے معلوم ہوئی ہے تو پھر فالسلام علیک ایھا الامیر ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، خط کے آخر میں طاہر نے یہ دو شعر بھی لکھ دیئے۔

رکوبک الامر ما لم تبل فرصة
جهل ورايك بالتعزير تغرير
اقبح بدنيا ينال المخطون بها
حظ المصيبين والمغرور مغرور

تمہارا انجام پر غور کیئے بغیر کسی کام کا کرنا سراسر جہالت ہے اور کسی دوسرے کو آمادہ فساد کرنا خود دھوکے میں مبتلا ہونا ہے، دنیا کس قدر بری شئے ہے کہ خطا کار کو یہاں وہ ہی مصیبتیں جسے میں ملتی ہیں، اور جو شخص مغرور ہوتا ہے وہ در اصل فریب خوردہ ہے۔

جب طاہر نے امین کو قتل کر دیا تو خود طاہر کی فوج نے اس کے خلاف بغاوت کر دی طاہر ان کو چھوڑ کر بھاگ گیا اور چند روز تک روپوش رہا جب فوج نے دوبارہ اطاعت قبول کی تو یہ اپنی جگہ واپس آیا۔

طاہر کے مقابلے میں فوج کی بغاوت

امین کے قتل کو پانچ دن گزرے تھے، فوج طاہر پر چڑھ آئی اس وقت وہ بالکل خالی ہاتھ تھا ان کا انتظام نہ کر سکا وہ یہ سمجھا کہ مضافات والے در پردہ اس ہنگامے میں شریک ہیں حالانکہ واقعہ یہ تھا کہ ان میں سے کسی شخص نے اس بارے میں جنبش تک نہیں کی تھی، اس کی فوج کا زور بہت بڑھ گیا اور اسے اپنی جان کا خطرہ ہوا وہ بستان سے بھاگ گیا مگر جانے سے پہلے اس نے یہ انتظام کیا تھا کہ شہر کے تمام دروازوں کی ناکہ بندی کر دی تھی اور ام جعفر اور موسیٰ اور عبداللہ کے بیٹوں کو محل میں بند کر دیا تھا اس کے بعد اس نے ان سب کو ابو جعفر کے قصر الخلد میں منتقل کر دیا۔ یہ جمعہ کی رات ربیع الاول کیبارہ راتیں باقی تھیں قصر الخلد منتقل کئے گئے اور پھر خود طاہر ان کو اسی رات ایک تباہ کن کشتی میں سوار کر کے اپنے ساتھ ہمنیا جوزاب الاعلیٰ کے مغربی کنارے واقع ہے لے گیا۔ وہاں سے اس نے امین کے دونوں بیٹوں کو ان کے چچا مامون کے پاس اہواز اور فارس کے راستے سے خراسان بھیج دیا۔

فوج کا جلاؤ گھیراؤ

جب فوج نے طاہر کے خلاف بغاوت کر دی اور اپنی تنخواہوں کا مطالبہ کیا انھوں نے خندق پر واقع الانبار خندق اور باب البستان کو جلا دیا اور ہتھیار بلند کر لیئے وہ دن اور دوسرا دن انھوں نے اسی طرح بسر کیے۔

فوج کی معذرت

پھر انھوں نے موسیٰ یا منصور کا نعرہ بلند کر دیا اس پر لوگوں نے محسوس کیا کہ طاہر موسیٰ اور عبداللہ کو شہر سے لے جانے میں بڑی دانائی کا کام کیا اب طاہر اور وہ سردار جو اس کے ساتھ تھے پھر ایک جا جمع ہوئے اور بلوائیوں سے لڑنے کے لئے تیار ہو گئے جب اس کی اطلاع بلوائی سرداروں اور سرغنوں کو ہوئی وہ سب کے سب طاہر کے پاس آئے اس سے معذرت کی اور اس ہنگامے کی ذمہ داری اپنے کم فہم سپاہیوں اور بے قاعدہ سپاہیوں کے سر ڈالی اور طاہر سے درخواست کی کہ آپ ان سے درگزر کر دیں ان کی معذرت کو قبول فرمائیں اور ان کو معاف کر دیں اُنھوں نے اس بات کی ضمانت لی کہ جب تک آپ ہمارے درمیان ٹھہرے رہیں گے اب کوئی بات آئندہ آپ کے خلاف طبع رونما نہ ہوگی طاہر نے کہا بخدا میں تم سے علیحدہ ہو کر صرف اس وجہ سے یہاں چلا آیا ہوں کہ تلوار سے تمہاری خبر لوں اب اگر آئندہ کوئی ناشائستہ حرکت کی تو پھر میں بھی اپنے ارادے کو پورا کر کے چھوڑوں گا اور تمہیں خوب سزا دوں گا اس جواب سے اس نے ان کے حوصلے پست کر دیئے، طاہر نے ان کو چودہ ماہ کی تنخواہ دلائی۔

مذکورہ واقعہ کے متعلق مدائنی کی روایت

واقعۂ مذکور کے متعلق مدائنی کہتا ہے ''جب فوج نے بغاوت کر دی اور طاہر ان کو چھوڑ کر علیحدہ ہو گیا سعید بن مالک بن قازم محمد بن ابی خالد اور ہبیرہ بن خازم شہر کے مضافات اور محلوں کے بعض اور سر برآوردہ لوگوں کے ساتھ طاہر کے پاس گئے اور مغلظہ قسمیں کھا کر انھوں نے اس ہنگامے سے اپنی مکمل برات ظاہر کی اور اپنے اپنے حلقوں کے آئندہ عمدہ طرز عمل کے لئے اس کو ضمانت دی اور طمینان دلایا کہ ہم اپنی اپنی سمت کا پورا انتظام رکھیں گے اور اب کوئی بات آپ

کے ناگوار خاطر ہماری سمت میں رونما نہ ہوگی۔

دوسرے گروہ کا معذرت کرنا

عمیرہ ابو شیخ بن عمیرہ الاسدی اور علی بن یزید بھی دوسرے اکابر کو لے کر اس کے پاس آئے اور ابو خالد، سعید بن مالک اور ہبیرہ نے جو قیام امن کی ضمانت طاہر سے کی تھی اسی طرح کی ضمانت انھوں نے بھی کی اور بتایا کہ ہمارے دوسرے بھائی بند آپ کے متعلق بہت عمدہ خیال رکھتے ہیں آپ کے معترف ہیں آپ کے دل و جان سے مطیع وفرماں بردار ہیں۔ آپ کی فوج والوں نے بستان میں جو ہنگامہ برپا کیا اس میں انھوں نے اس میں ہرگز کوئی حصہ نہیں لیا ان بیانات سے طاہر مطمئن ہو گیا مگر اس نے یہ کہا کہ باغی تنخواہ کا مطالبہ کر رہے ہیں اور میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے، سعید بن مالک نے بیس ہزار دینار دینے کا وعدہ کیا اور یہ رقم طاہر کو بھیج دی جس سے طاہر خوش ہو گیا اور پھر اپنے پڑاؤ میں بستان چلا آیا۔

رقم کی وصولی بطور قرض یا صلہ

طاہر نے سعید سے کہا کہ میں اس رقم کو صرف اس طرح قبول کرتا ہوں کہ تمہارا قرض مجھ پر ہوگا سعید نے کہا کہ اسے میں نذر کرتا ہوں اور آپ کا جو حق ہم پر عائد ہے اس کے مدنظر میری طرف سے یہ بہت ہی حقیر شے ہے جو پیش کی جا رہی ہے طاہر نے اس رقم کو بطور صلہ قبول کیا اور اپنی فوج کو چودہ ماہ کی تنخواہ دلوائی جس سے وہ مطمئن اور خاموش ہو گئے۔

منجنیق والے کا قتل

امین کے ساتھ سمرقندی نامی ایک شخص تھا جو ان منجنیقوں سے جو کشتیوں پر نصب تھیں دجلہ کے اندر سے سنگ اندازی کیا کرتا تھا جب کبھی مضافات والے اپنے مقابل امین کے ساتھیوں کو خندقوں میں بے بس کر دیتے ایسے نازک موقع پر اس کو طلب کیا جاتا اور وہ ان پر سنگ اندازی کر کے ان کو پیچھے دھکیل دیتا وہ ایسا قادر انداز تھا کہ اس کا کوئی پتھر خطا نہ کرتا مگر جہاں تک معلوم ہوا ہے اس روز اس نے پتھر سے کسی شخص کو ہلاک نہیں کیا تھا، امین کے قتل کے بعد جب پل اکھیڑ دیئے گئے اور وہ منجنیقیں جو دجلہ میں تھیں اور جن سے یہ سنگ اندازی کیا کرتا تھا جلا ڈالی گئیں تو اب اسے اپنی جان کا خطرہ ہوا کہ میرے ہاتھوں جو لوگ مارے گئے ہیں ان کے بدلے میں اب میں مارا جاؤں گا اس خوف سے وہ روپوش ہو گیا لوگوں نے اس کی تلاش کی مگر وہ ایک خچر کرایہ پر لے کر خراسان چلا گیا اور ڈھونڈنے والوں کی گرفت سے نکل گیا راستہ میں کسی جگہ ایک شخص کا اس سے مقابلہ ہوا اور اس نے اسے پہچانا جب وہ آگے بڑھ گیا تو اس نے خچر کے مالک سے کہا کہ اس شخص کے ساتھ تو کہاں جا رہا ہے تجھے معلوم ہے کہ یہ کون ہے۔ بخدا اگر تو بھی اس کے ہمراہ پکڑ لیا گیا تو قتل کر دیا جائے گا ورنہ کم از کم قید تو یقینی ہے! خچر والے نے یہ سنکر انا للہ وانا الیہ راجعون کہا اور کہنے لگا اللہ اسے ہلاک کرے مجھے تو اب اس کا نام اور اس کا کام معلوم ہوا، یہ شخص چپکے سے اپنے دوسرے ساتھیوں کے پاس یا فوج کی چوکی کو گیا وہاں جا کر اس نے اس کا پتا دیا یا جو سپاہی یہاں متعین تھے وہ کند غوش، جو ہرثمہ کی فوج میں تھا، بیڑے سے تعلق رکھتے تھے انھوں اسے گرفتار کر کے ہرثمہ کے پاس بھیج دیا ہرثمہ نے اسے خزیمہ بن خازم کے پاس مدینۃ السلام بھیج دیا

خزیمہ نے اسے اس کے کسی مقتول کے ولی کے حوالے کر دیا اس شخص نے اسے جانب شرقی سے دجلہ کے کنارے لا کر زندہ سولی پر لٹکا دیا۔

منجنیق والے کا حشر

بیان کیا گیا ہے کہ جب اسے سولی کے تختے پر باندھنے لگے تو کافی تعداد میں لوگ وہاں جمع ہو گئے اس نے اپنے مصلوب ہونے سے پہلے ان سے کہا کہ اس سلوک پر تمہیں شرم نہیں آتی کل تک تم میری قادر اندازی پر میری تعریف کرتے تھے اور مجھے دعائیں دیتے تھے اور آج تم نے مجھے نشانہ بنانے کے لئے پتھر اور تیر جمع کئے ہیں۔

سولی کا تختہ اٹھا دیا گیا لوگوں نے پتھر تیر اور نیزے سے اسے اپنا نشانہ بنانا شروع کیا اسی طرح وہ قتل ہو گیا مگر مرنے کے بعد بھی انھوں نے نہ چھوڑا بلکہ اسے مارتے رہے دوسرے دن اسے جلا دیا پہلے تو جب آگ اس کے جلانے کے لئے لائے اور اسے مشتعل کرنا چاہا وہ شعلہ پذیر نہ ہوئی پھر سرکنڈے نرسل اور ایندھن جمع کر کے ایک الاؤ روشن کیا اس سے اس کا کچھ حصہ جسم جل گیا اور باقی کو کتوں نے پھاڑ کھایا یہ واقعہ ہفتہ کے دن ۲ صفر کو ہوا۔

امین کے حالات کنیت، عہدہ خلافت اور عمر

ہشام بن محمد وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ محمد بن ہارون ابو موسیٰ جمعرات کے دن خلیفہ بنا جبکہ جمادی الاولیٰ ۱۹۳ ہجری کے ختم ہونے میں گیارہ روز باقی تھے اور اتوار کی رات جبکہ صفر ۱۹۸ ہجری کے ختم میں چھ روز باقی تھے قتل کیا گیا۔ اس کی ماں زبیدہ جعفر الاکبر بن ابی جعفر کی بیٹی تھی اس طرح چار سال آٹھ ماہ پانچ دن اس کی مدت خلافت ہوئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ ابو عبداللہ اس کی کنیت تھی۔

حج کے امیر

محمد بن موسیٰ الخوارزمی کہتا ہے کہ نصف جمادی الآخر ۱۹۳ ہجری میں امین خلیفہ ہوا، اس کی ولایت کے سال داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ عامل مکہ کی امارت میں حج ہوا تھا حالانکہ امیر حج ابو البختری مقرر ہوا تھا۔ اس نے اپنی خلافت کے دس ماہ پانچ دن کے بعد عصمہ بن ابی عصمہ کو ساوہ بھیجا اور ۳ ربیع الاول کو اس نے اپنے بیٹے موسیٰ کو ولی عہد بنایا۔ علی بن عیسیٰ بن ماہان اس کا پولیس افسر تھا۔

امیر حج علی بن الرشید

۱۹۴ ہجری میں علی بن الرشید کی امارت میں حج ہوا اس سال اسماعیل بن عباس بن محمد مدینہ کا عامل تھا اور داؤد بن عیسیٰ مکہ کا عامل تھا، اپنے بیٹے موسیٰ کو ولی عہد مقرر کرنے اور ۱۹۵ ہجری میں علی بن عیسیٰ بن ماہان اور بن الحسین کے مقابلہ اور علی کے قتل میں ایک سال تین مہینے اور ۹ دن گزرے تھے۔

امین کے قتل کی رات

یہی راوی کہتا ہے کہ امین معزول اتوار کی رات میں اجبکہ محرم کے ختم ہونے میں پانچ روز باقی تھے قتل کیا گیا اس طرح اس کی پوری مدت حکومت جس میں اس فتنہ کا زمانہ بھی شامل تھا چار سال سات ماہ اور تین دن ہوئی امین

کے قتل کے بعد منگل کے دن ۱۲ صفر ۱۹۸ ہجری کو طاہر کا خط مامون کو موصول ہوا جس میں امین کے قتل کی مفصل کیفیت درج تھی اسی وقت مامون نے اس خبر کو مشہور کر دیا اور دربار منعقد کیا تمام امراء حاضر ہوئے۔

قاسم کی معزولی

فضل بن سہل نے طاہر کا خط پڑھ کر سنایا سب نے مامون کو اس فتح پر مبارک باد دی اور اس کے لئے دعائے خیر کی، امین کے قتل کے بعد مامون نے طاہر اور ہرثمہ کو لکھ بھیجا کہ تم اب قاسم بن ہارون کو ولایت عہد سے علیحدہ کر دو ان دونوں نے اس فرمان کو شائع کر دیا اور حسب فرمان احکام نافذ کر دیئے. جمعہ کے دن جبکہ ربیع الاول ۱۹۸ھ کے ختم ہونے میں دو روز باقی تھے کہ قاسم کی برطرفی کا فرمان سب جگہ پڑھا گیا۔

امین کا چہرہ

امین کی عمر ۲۸ سال ہوئی۔ امین بہت چوڑے چکلے تھے، کن پٹیوں پر بالکل بال نہ تھے آنکھیں چھوٹی تھیں چوبدا رناک تھی، خوبصورت تھے، بڑے سُرین تھے۔ دونوں شانوں میں بہت فاصلہ تھا اور وہ رصافہ میں پیدا ہوئے تھے۔

قتل پر طاہر کے اشعار

ان کے قتل کے بعد طاہر نے یہ شعر پڑھا:

قتلتُ الخليفة في داره
وانجت بالسيف امواله

میں نے خلیفہ کو اس کے گھر میں قتل کر دیا اور بزور شمشیر اس کے مال کو لوٹ لیا۔

اس موقع پر طاہر نے یہ دو شعر بھی پڑھے تھے:

ملكتُ الناس قسراً واقتداراً
وقتلتُ الجبارة الكبارا
ووجهتُ الخلافة نحو مرا
الى المامون تبتدر ابتدار

ترجمہ

میں بزور طاقت سب کا حکمران بن گیا
اور میں نے بڑے بڑے سرکشوں کو قتل کر دیا
میں خلافت کو مامون کے پاس مرو بھیج دیا ہے
اور وہ تیزی سے اُدھر چلی جا رہی ہے۔

امین کے قتل پر بہت سے لوگوں نے مرثیے لکھے ایک شاعر نے ہجو بھی کہی، عمرو بن عبدالملک وراق نے بغداد کا شہر آشوب لکھا اس میں طاہر کی ہجو کی اور اس پر تعریض کی

لبابہ کے اشعار

لبابہ علی بن المہدی کی بیٹی نے یہ شعر کہے

ابکیک لا للنعیم ولا انس
بل للمعالی والرمح والفرس
ابکی علی ما لک فجعت بہ
ارملنی قبل لیلۃ العرس

ترجمہ

میں تجھے اپنی کسی راحت یا الفت کی بنا پر نہیں روتی
بلکہ اعلیٰ کاموں نیزے اور ڈھال کی خاطر روتی ہوں
میں اس مرنے والے پر جس کی جُدائی کا صدمہ مجھے اٹھانا پڑا ہے
اس لئے روتی ہوں کہ اس نے مجھے شب عروسی سے پہلے ہی بیوہ کر دیا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ اشعار عیسیٰ بن جعفر کی بیٹی کے ہیں جو امین کے ساتھ منصوب ہو چکی تھی۔

امین کے قتل ہونے پر شعراء کے مرثیے

حُسین بن الضحاک الاشقر بنی باہلہ کے مولیٰ نے جو امین کا خاص مصاحب اور ندیم تھا اور جسے اس کے قتل کا یقین ہی نہ آتا تھا بلکہ وہ اس کی واپسی کا ہر وقت منتظر تھا اس کے کئی مرثیے لکھے۔

عبدالرحمٰن بن ابی الہدایہ نے اس کے کئی مرثیے لکھے۔ مُقدس بن صیفی نے مرثیہ لکھا، خزیمہ بن الحسین نے امین کا ایک مرثیہ امّ جعفر کی زبان میں لکھا اور ایک مرثیہ خود اس نے لکھا

ذوالریاستین کا اظہار تاسفُ

موصلی کہتا ہے "جب طاہر نے امین کا سر مامون کے پاس بھیجا ذوالریاستین اسے دیکھ کر رونے لگا اور اس نے کہا کہ طاہر نے امین کو قتل کر کے لوگوں کی تلواریں اور زبانیں ہم پر کھولدیں ہم نے اسے یہ حکم دیا تھا کہ وہ امین کو قید کر کے یہاں بھیج دے مگر اس نے ان کو ذبح کر کے بھیجا ہے، اس پر مامون کہنے لگے جو ہونا تھا وہ ہو چکا اب تم اس کے قتل کے الزام سے برات کی تدبیر کرو بہت سے لوگوں نے طویل معذرت نامے لکھے احمد بن یوسف ایک بالشت کاغذ لیئے ہوئے حاضر ہوا اور اس میں اس نے لکھا تھا

احمد بن یوسف کا برات نامہ

امابعد امین معزول نسب وقرابت میں امیرالمومنین کا شریک تھا مگر اللہ نے آپ کے اور اس کے درمیان حکومت وقرابت دونوں رشتوں سے اس وجہ سے افتراق کر دیا کہ اس نے اپنے عہد کا لحاظ نہیں رکھا اور اس نے اس معاہدے کی خلاف ورزی کی جس پر تمام مسلمانوں نے اتفاق کیا تھا اللہ تعالیٰ حضرت نوح کے بیٹے کے قصے میں فرماتا ہے اِنّہ لیس مِن اھلک اِنہ عملٌ غیر صالح (وہ تمہارا نہیں ہے اس لئے کہ وہ بدکار ہے) اس بیان سے یہ بات

صاف معلوم ہوگئی کہ جو شخص اللہ کی معصیت کا ارتکاب کرے اس کی اطاعت ہرگز کسی پر لازم نہیں اور جس نے اللہ کی بات کو قطع کر دیا ہو اس سے قطع تعلق کرنا موردِ الزام نہیں۔

میں امیر المومنین کو عریضہ لکھ رہا ہوں جبکہ اللہ نے معزول کو قتل کر کے اس کی بدعہدی کی پوری سزا اسے دی ہے اور امیر المومنین کی حکومت کو راسخ کر دیا ہے اور اپنے وعدہ کو پورا کر دیا ہے کیونکہ اس کے وعدے کی صداقت کی وجہ سے اسی بات کا انتظار تھا۔ آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے افتراق کے بعد الفت اور اختلاف امت کے بعد اسے پھر اتحاد نصیب کیا ہے اور اسلام کی نشانیوں کو مٹ جانے کے بعد پھر نمایاں کر دیا ہے۔

امین کے واقعات

ہیجڑوں سے اختلاط

حُمید بن سعید بیان کرتا ہے کہ جب خلیفہ ہو گئے اور مامون نے بھی ان کی بیعت کر لی انھوں نے ہیجڑے جمع کئے ان کو خریدا اور ان سے بہت زیادہ انس کیا دن ہو یا رات وہ ہر وقت خلوت میں ان کے پاس رہتے۔ امین کے نہ صرف کھانے اور پینے کا تمام انتظام انہی کے سپرد تھا بلکہ امورِ سلطنت میں وہی شامل اور دخیل تھے امین نے ان کی ایک علٰحدہ جماعت مرتب کی تھی اس کا نام جرادیۃ رکھا۔ حبشیوں کی ایک جمعیت بنائی اس کا نام غرابیہ رکھا انھوں نے ان خواجہ سراؤں کی وجہ سے اپنی شریک بیبیوں اور لونڈیوں سے قطع تعلق کر لیا تھا جس کی وجہ سے وہ سب ان سے نالاں تھیں اور ان میں سے کسی ایک نے امین کی اس بے توجہی کی شکایت میں کچھ شعر بھی کہے جن میں زنانوں کے ساتھ ان کے اس قدر اختلاط پر تعریض بھی کی۔

عیش وعشرت پر دولت خرچ کرنا

خلیفہ ہونے کے بعد ہی انھوں نے تمام سلطنت سے مسخروں کو طلب کر کے اپنے پاس جمع کیا ان کے وظائف مقرر کئے بہتر سے بہتر گھوڑے خریدے اور بہت سے جانور درندے اور پرند وغیرہ جمع کئے اپنے بھائیوں۔ اور اعزا اور امراء سے ملنا چھوڑ دیا ان کی اہانت کی جس قدر نقد خزانوں میں اور خود ان کے پاس جواہرات تھے وہ سب خواجہ سراؤں، مصاحبوں اور افسانہ گویوں کو عطا کر دیئے یہاں تک رقہ میں بھی جس قدر جواہرات نقد اور اسلحہ تھے وہ سب اپنے پاس منگوائے اپنے لہو لعب، عیش ونشاط اور تفریحی بزموں کے لئے قصر الخلد، خیزرانیہ، بستان موسیٰ قصر عبدویہ قصر المعلی رقہ کلواذی، باب الانبار، ویاری اور ہوب میں نشاط گاہیں بنوائیں شیر، ہاتھی، عقاب، سانپ اور گھوڑے کی شکل کی پانچ کشتیاں دجلہ میں تیار کرائیں اور ان پر بے شمار دولت خرچ کی۔

حسین بن الضحاک کہتا ہے کہ امین نے ایک بڑی کشتی بنوائی جس پر تین لاکھ درہم لاگت آئی اس کے علاوہ انھوں نے سونس کی شکل کی ایک دوسری کشتی بنوائی۔

عباس کی گرفتاری کا واقعہ

احمد بن اسحٰق بن برصوما مشہور کوفی گویا بیان کرتا ہے کہ عباس بن عبداللہ بن جعفر بن ابی جعفر باعتبار اپنی شجا

عت، فراست اور تعلیم و تربیت کے بنی ہاشم کے ممتاز لوگوں میں تھا اس کے بہت سے خدمت گار تھے ان میں منصور اس کا بہت ہی خاص اور محبوب خدمت گار تھا وہ کسی بات پر اس سے ناراض ہوا اور بھاگ کر امین کے پاس آ گیا جو اس وقت امّ جعفر کے قرار میں تھے۔ امین نے اُسے بڑی خوشی سے اپنی ملازمت میں قبول کر لیا اور اس نے بہت رسوخ ان کے ہاں پیدا کر لیا ایک دن یہ خدمتگار امین کے اور خدمت گاروں کے ساتھ جن کی جماعت کا نام سیافہ تھا سواری میں عباس بن عبداللہ کی ڈیوڑھی کے سامنے سے خاص طور پر اس لئے گزرا تا کہ عباس کے خادم اسے دیکھ لیں کہ اب اس کی کیا شان ہے۔

منصور خادم کی گرفتاری

اس اطلاع عباس کو ہوئی سنتے ہی وہ صرف کرتا پہنے ہاتھ میں گرز لئے جس پر کیمخت منڈھی تھی باہر نکل آیا، عباس نے ابوالورد کے دریبہ میں اسے جالیا۔ اور اس کی لگام پکڑ لی، دوسرے خدمت گاروں نے اس کی مزاحمت کی مگر عباس نے جس جس کے گرز مارا اسے نکما کر دیا وہ اس کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے، عباس اپنے مفرور خدمتگار کی لگام پکڑے اسے کھینچتا ہوا اپنے گھر کے اندر لے آیا، امین کو اس واقعہ کی خبر ہوئی انھوں نے فصیل پر متعین نے ایک بڑی جماعت اسے چھڑانے کے لئے بھیجی، یہ وہاں آ کر ٹھہر گئے، عباس نے ان کے مقابلہ کے لئے اپنے غلاموں کو جن کے پاس ڈھالیں اور تیر تھے، اپنے قصر کی فصیل پر متعین کر دیا۔

امین کی فوج کا عباس بن عبداللہ کا محاصرہ

راوی کہتا ہے کہ چونکہ امین کی فوج کا یہ ارادہ ہو گیا تھا کہ وہ عباس کے محل کو آگ لگا دے اس لئے ہمیں یہ خوف ہوا کہ اس کے ساتھ ہمارے مکانات بھی جل جائیں گے۔ اسی وقت رشید الہارونی اس سے آ کر ملا اور اس نے کہا کہ یہ تم کیا کر رہے ہو کیا جانتے نہیں کہ اگر امین فوج کو حکم دے دیں تو محض نیزوں سے تمہارے اس سارے محل کو برباد کر دیں کیا تم ان کے مطیع نہیں رہے اس نے کہا میں ان کا بدستور مطیع ہوں، رشید نے کہا تو ابھی چل کھڑے ہو، وہ درباری سیاہ لباس پہن کر چلا اپنے محل کے پھاٹک پر آ کر اس نے اپنے غلام سے کہا گھوڑا لاؤ رشید نے کہا تم سوار نہیں ہو سکتے تمہیں پیدل چلنا پڑے گا یہ اسی طرح آگے بڑھا شارع عام پر پہنچ کر اس نے اس دیکھا کہ ایک دنیا اُمڈی چلی آ رہی ہے، جلودی ہے افریقی ہے ابوالبطلہ ہے۔ اور ہرش کی جماعت بھی موجود ہے یہ ان کو غور سے دیکھنے لگا میں وہاں موجود تھا میں نے دیکھا کہ وہ پیدل جا رہا ہے اور رشید گھوڑے پر سوار ہے، امّ جعفر کو اس کی اطلاع ہوئی وہ فوراً امین کے پاس گئی اور ان سے اس کی سفارش کرنے لگی، امین نے کہا اگر میں اسے قتل نہ کر دوں تو تم مجھے رسول اللہ ﷺ کی قرابت میں نہ سمجھنا امّ جعفر اب اور زیادہ الحاح اور زاری کرنے لگی امین نے برہم ہو کر کہا معلوم ہوتا ہے کہ مجھے تم پر ہاتھ اٹھانا پڑے گا یہ سنتے ہی اس نے اپنے بال کھول دیئے اور کہا کہ جانتے ہو جب میرا سر کھلا ہو ہو اس حالت میں کون میرے پاس آ سکتا ہے، ابھی یہی ردّ و قدح ہو رہی تھی اور ابھی عباس وہاں نہیں آیا تھا صاعد خدمت گار نے علی بن عیسیٰ بن ماہان کے قتل کی خبر ان سے بیان کی اسے سن کر وہ اس کے انجام و نتائج پر غور کرنے میں اس قدر منہمک ہو گئے کہ عباس کو بالکل بھول گئے وہ دس دن تک دہلیز میں نظر بند پڑا رہا۔ دس دن کے بعد وہ یاد آیا۔ حکم دیا کہ خود اس کے محل کے ایک حجرے میں اسے قید کر دیا جائے اور اس کے صرف تین عمر رسیدہ غلام اس کی خدمت میں رہیں اور اسے روزانہ تین طرح کا کھانا دیا جائے۔

رہائی

وہ حسین بن علی بن عیسیٰ بن ماہان کے خروج کرنے اس کی مامون کے لئے دعوت خلافت دینے اور امین کو قید کر دینے تک اسی طرح اپنے قصر میں قید رہا۔ اس ہنگامے میں اسحٰق بن عیسیٰ بن علی اور محمد بن محمد المعبدی عباس کے پاس سے پاس سے گزرے جو اس وقت بالا خانے پر تھا اور انھوں نے اسے للکارا کہ اب بیٹھے کیا کر رہے ہو۔ حسین بن علی کے پاس چلے آؤ یہ اپنی قید سے نکل کر حسین کے پاس آیا اور پھر باب الجسر پر ٹھہر کر اس نے ام جعفر کو ہزاروں گالیاں دیں اسحٰق بن موسیٰ اس وقت لوگوں سے مامون کے لئے بیعت لے رہا تھا اس کے کچھ ہی عرصہ کے بعد حسین مارا گیا عباس بغداد سے بھاگ کر ہرثمہ کے پاس نہر بین چلا گیا۔ اس کا بیٹا فضل امین کے پاس آیا۔ اس نے اپنے باپ کی امین سے سخت شکایت کی امین نے اپنے آدمی بھیج کر عباس کے محل پر قبضہ کر لیا۔ وہاں سے امین کو چالیس لاکھ درہم اور تین لاکھ دینار ملے جو ایک کنویں میں دیگوں میں رکھے تھے، دو دیگیں بچ رہیں سنکر اس نے کہا کہ میرے والد کی میراث میں سے صرف یہ دو دیگیں رہ گئی ہیں، ان میں ستر ہزار دینار تھے، جب یہ ہنگامہ مکمل طور پر ختم ہو گیا اور امین قتل کر دئے گئے عباس اپنے مکان آ گیا۔ اس نے ان دو دیگوں پر قبضہ کیا اور ۱۹۸ ہجری میں اس نے حج کیا۔

اس واقعہ کے بعد عباس بن عبداللہ نے بیان کیا کہ ایک مرتبہ مامون کے محل میں ہم سب جمع تھے سلیمان بن جعفر نے مجھ سے کہا کیا تم نے اب تک اپنے بیٹے کو قتل نہیں کیا میں نے کہا چچا جان میں آپ پر قربان کوئی اپنے بیٹے کو بھی قتل کرتا ہے سلیمان نے کہا تم اسے قتل کر دو اسی نے تمہاری شکایت کی تھی اور تمہاری دولت کا پتہ دیا تھا جس کے ضبط ہو جانے کی وجہ سے تم محتاج ہو گئے۔

جھوٹی خبریں پھیلانے کا واقعہ

احمد بن اسحٰق بن برصوما بیان کرتا ہے: جب امین محصور ہو گئے اور اپنے معاملہ کو سنبھال نہ سکے انھوں نے اپنے مصاحبین سے پوچھا کیا ایسا شخص ہے جس سے مشورہ لے کر اطمینان حاصل کیا جائے، لوگوں نے کہا جی ہاں اہل کوفہ میں ایک عرب وضاح بن حبیب بن بدیل التیمی اس کا اہل ہے وہ گزشتہ نامور عربوں کی یادگار اور صائب الرائے شخص ہے، امین نے کہا اسے بلا بھیجا جائے، وہ ہمارے پاس آیا اور پھر امین کی خدمت میں پیش ہوا امین نے کہا مجھے تمہارے پختہ اخلاق اور اصابت رائے کی اطلاع ملی ہے تم میرے معاملے میں کچھ مشورہ دو اس نے کہا جناب والا اب کسی مشورہ کا موقع نہیں رہا زیادہ سے زیادہ آپ یہ کر سکتے ہیں میں کہ جنگ کے متعلق اپنی کامیابی کی جھوٹی افواہیں مشہور کرا دیا کریں۔ کیونکہ یہ بات بھی ایک موثر حربہ ہے امین نے مشورہ کے مطابق دجیل میں موجود بکیر بن المعتمر کو اس کام پر متعین کر دیا چنانچہ جب امین کو کوئی حادثہ پیش آتا یا ان کو لڑائی میں ہزیمت ہوتی وہ اس سے کہتے کہ اس کے متعلق کوئی خبر تراش کر مشہور کر دو وہ جھوٹی خبریں کرتا مگر جب خود لوگ اس کی تصدیق کرنے آتے تب ان پر جھوٹ کی حقیقت منکشف ہوتی۔ یہ بکیر بن المعتمر جسے میں نے خود دیکھا ہے ایک بڑا تنومند آدمی تھا۔

باندیوں سے اشعار سننے کا واقعہ

کوثر کہتا ہے کہ ایک دن امین نے حکم دیا کہ قصر الخلد میں ایک چبوترے پر فرش بنایا جائے چنانچہ زرعی بساط بچھائی گئی اس پر قالین اور دوسرے فرش اس کے مشابہ بچھا دئے گئے چاندی سونے اور جواہر کے بہت سے برتن سجائے

گئے، امین نے اپنی باندیوں کی نگراں کو حکم دیا کہ سو باندیوں کو سجانے کے بعد دس دس کے گروپ کی شکل میں سب کے ہاتھ میں عود دیں اور وہ سب مل کر ایک آواز سے گاتی ہوئی آئیں، پہلے مرحلے میں دس بھیجی گئیں جب وہ اس چبوترے پر چڑھ آئیں تو پھر ایک دم اچھل کر سامنے آئیں اور یہ شعر انھوں نے گایا:۔

هُمُ قتلوه کی یکو نوا مکانه

كَمَا غَدَرت یو مابکسریٰ مراذبه

ترجمہ:۔ انھوں نے اس کی جگہ لینے کے لئے اُسے قتل کر دیا جس طرح کے ایک دن کسریٰ کے مصاحبین نے دھوکہ سے اسے قتل کر دیا

شعر سنکر امین نے غصہ میں اُف کہا ان لونڈیوں اور ان کی نگران دونوں پر لعنت بھیجی اور ان کو چبوترے سے اتروادیا۔ تھوڑی دیر کے بعد اُنہوں نے نگران کو حکم دیا کہ دوسری دس پیش کی جائیں اب وہ حسب سابق سامنے آئیں اور ایک آواز سے سب نے ملکر یہ شعر گائے

من کان مسروراً بمقتل مالک

فلیات نسوتنا بوجهه نهارا

یجد النساء حواسراً بندبنه

بلطامن قبل نبّیج الاسحار

ترجمہ جو شخص کہ مالک کے قتل پر خوش ہوا سے چاہئے کہ وہ دن کے وقت ہماری عورتوں کا حال آکر دیکھے کہ وہ ننگے سر اس پر نوحہ کر رہی ہوں گی اور طلوع فجر سے پہلے وہ اس کے ماتم میں سر پیٹتی ہونگی

ان اشعار کو سنکر وہ بہت تلملائے اور اس جماعت کو پہلے گروپ کی طرح واپس کر دیا۔ پھر دیر تک سر نیچے کئے سوچتے رہے اب پھر حکم دیا کہ دس اور حاضر کی جائیں اس مرتبہ دوسری دس حسب سابق ایک آواز سے یہ شعر گاتی ہوئی سامنے آئیں۔

کُلیب لعمری کان اکثر ناصرا

وایسرة نباً منک ضُرّج بالدم

ترجمہ

قسم ہے میری جان کی باوجودیکہ تمہارے مقابلے میں کلیب کا جرم بھی معمولی تھا اور اس کے مددگار بھی بہت زیادہ تھے پھر بھی وہ ذبح کر دیا گیا۔

اب تو ان کو تاب نہ رہی فوراً مجلس سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور اس جگہ کو منحوس سمجھ کر اس کے گرانے کا حکم دے دیا۔

محاصرے کے دوران اشعار سننے کا واقعہ

محمد بن دینار کہتا ہے سخت محاصرے کی حالت میں ایک روز امین معزول بہت ہی پریشان اور رنجیدہ بیٹھے ہوئے تھے اس وقت دل بہلانے کے لئے انھوں نے اپنے مصاحبین کو پاس بلایا اور شراب منگائی ان کی ایک منہ لگی

چہیتی لونڈی تھی اس سے کہا کچھ گا کر سنا اور پھر پینے کے لیئے شراب کا جام ہاتھ میں اٹھایا اللہ نے اس کی زبان گنگ کردی اور صرف یہ شعر بے اختیار اس کی زبان سے نکلا۔

کلیب لعمری کان اکثر ناصراً
وایسر ذنبا منک ضرّج بالدم

سنتے ہی جو پیالہ اُنکے ہاتھ میں تھا وہی اس کی طرف پھینک دیا اور اُسے شیروں کے سامنے ڈلوا دیا دوسرا جام اٹھایا اور دوسری لونڈی طلب کی اُس نے یہ شعر گایا۔

هم قتلوه کی یکونوا مکانه
کما عذرت یوما بکسریٰ مرٰزبه

اس مرتبہ بھی اُنھوں نے پیالہ اُن کے منہ پر پھینک مارا اور پھر دوسرا جام اُٹھایا اور تیسری لونڈی کو گانے حکم دیا اُس نے یہ مصرع پڑھا۔

قومی هم قتلوا امیمَ اخی
(میری ہی قوم نے میرے بھائی امیم کو قتل کیا ہے)

امین نے پھر وہ جام اس کے منہ پر مارا اور صینی کو لات ماردی اور جس طرح پہلے نہایت متردد و متفکر تھے پھر ملول ومخزون سوچنے لگے اس واقعہ کے کچھ ہی دن بعد وہ قتل کر دیے گئے۔

فطیم کی وفات پر ام جعفری تعزیت

جب انکی بیوی فطیم جو انکے بیٹے موسیٰ کی ماں تھی فوت ہوئی تو ان کو اس کی موت کا بہت سخت صدمہ ہوا اُمّ جعفر کو اسکی اطلاع ہوئی اس نے کہا مجھے امیر المومنین کے پاس لے چلو جب وہ اُنکے پاس آئی امین نے اس کا استقبال کیا اور بہت ہی غمگین لہجہ میں کہنے لگے فطیم مرگئی اُمّ جعفر نے یہ شعر پڑھے،

نفسی فداوک لا یذهب بک اللهف
ففی بقانک ممن قد معی خلف
عُوضتِ موسی فهانت کل مرزیة
مابعد موسی علی مفقودهة اسف

میں تم پر قربان، رنج سے اپنے کو ہلاک نہ کرو کیونکہ مرنے والی کے مقابلہ میں تمہاری بقا زیادہ ضروری ہے اس کے عوض میں تم کو موسیٰ مل گیا ہے لہٰذا اس نعمت کے مقابلے میں اب کسی مرنے والی پر افسوس کرنے کی ضرورت نہیں۔

اس کے علاوہ اُمّ جعفر نے یہ بھی کہا کہ اللہ تمھیں اس کا اجر عظیم عطا فرمائے صبر دے اور اس صبر کو آخرت میں تمہارے لئے ذخیرہ بنائے۔

ابونواس کی قصیدہ گوئی کہ وجہ سے گرفتاری اور رہائی

ابونواس نے رشید کی زندگی میں بنی مضر کی ہجو میں ایک قصیدہ لکھا رشید نے اسے قید کر دیا یہ امین کے خلیفہ بننے تک قید رہا۔ ان کے خلیفہ ہونے کے بعد اس نے ان کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا یہ انکی امارت کے عہد میں بھی ان سے

تعلق رکھتا تھا اس قصیدہ کو جس کا مطلع ہے

تذکر امین اللہ و العھد یذکر

مقامی و انشادیک و الناس حضر

(ترجمہ) اللہ کے امین کو یاد کرو اور ملاقات یاد رکھی جاتی ہے

اس حال میں کہ سب کی موجودگی میں میں یہاں کھڑا ہوا تم کو اپنے اشعار سنا رہا ہوں۔

ایک لونڈی نے امین کے سامنے گا کر سنایا انھوں نے پوچھا یہ شعر کس کے ہیں لوگوں نے کہا ابونواس کے کہنے لگے وہ کہاں ہے لوگوں نے کہا وہ قید میں پڑا ہوا ہے امین نے کہا اب اسے گھبرانے کی ضرورت نہیں امین کے رضاعی بھائی سعید بن جابر اور اسحٰق بن فراشتہ نے ابونواس کی طرف پیغام بھیجا کہ گزشتہ رات کو امیر المومنین نے تمہارا ذکر کیا اور کہا کہ اب اسے مطمئن رہنا چاہیے۔ اتنا سن کر ابونواس نے ان کی مدح میں اور شعر لکھے اور ان کو امین کی خدمت میں بھیج دیا۔ جس میں ان کی مدح کے ساتھ قید سے رہائی کی درخواست تھی۔ امین نے ان کو پڑھوا کے سنا اور کہنے لگے کہ جو کچھ اس نے لکھا ہے وہ سچ ہے اسے میرے پاس لاؤ رات کے وقت وہ امین کی خدمت میں پیش کیا گیا انھوں نے اس کی بیڑیاں کٹوادیں وہ قید سے نکل کر جب ان کے سامنے پیش کیا گیا اس وقت بھی اس نے ان کی مدح میں چند شعر پڑھے امین نے اسے خلعت سے سرفراز کیا، رہائی دی اور اپنے مصاحبین میں شامل کرلیا۔

شراب پینے پر ابونواس کی گرفتاری اور توبہ کرنا

احمد بن ابراہیم الفارسی کہتا ہے کہ ایک مرتبہ ابونواس نے شراب پی۔ امین کو اس کی اطلاع کی گئی انھوں نے ابونواس کو قید کردیا۔ فضل بن الربیع نے اسے تین مہینے تک قید رکھا اس کے بعد امین نے اسے یاد کیا اور دربار میں طلب کیا اس وقت بنو ہاشم وغیرہ دربار میں موجود تھے امین نے اس کے قتل کے لئے تلوار اور چرمہ بھی طلب کیا اور وہ جب آ گیا تو اب اسے قتل کی دھمکی دینے لگے ابونواس نے اپنے وہ قصیدہ جس کا مصرع اول **تذکر امین اللہ و العھد یذکر** ہے ان کو سنایا امین نے کہا اچھا اب تو میں معاف کردیتا ہوں مگر پھر پی تو ابونواس نے کہا تب آپ کے لئے میرا خون حلال ہے امین نے اسے رہا کردیا۔ چنانچہ اس کے بعد پھر اس نے کبھی شراب نہیں پی البتہ اسے سونگھ لیتا تھا اور اسی طرف اس نے اپنے اس مصرع میں اشارہ کیا ہے، **لا اذروق المدام الا شمیما** (میں شراب کو صرف سونگھ کر چکھ لیتا ہوں)

ابونواس کا غلام دُحیم بیان کرتا ہے کہ ایک مرتبہ شراب پینے کی وجہ سے امین اس سے ناراض ہو گئے اور اسے جیل میں ڈال دیا۔ فضل بن الربیع کا ایک ماموں تھا وہ قیدیوں کا مفتش تھا اس وجہ سے اکثر ان کے پاس آیا جایا کرتا تھا اور ان کے حال کی خبر رکھتا تھا اس دوران بہت سے زندیق قید کئے گئے، اس نے ابونواس کو بھی جیل میں ان کے ساتھ دیکھا چونکہ یہ اسے پہچانتا نہ تھا اس وجہ سے زندیق سمجھ کر اس سے پوچھا اے نوجوان تو بھی زندیق ہے، ابونواس نے کہا معاذ اللہ مجھے ان سے کیا واسطہ اس نے پوچھا شاید مینڈھے کے پرستاروں میں ہو ابوبواس نے کہا ہرگز نہیں میں تو مینڈھے کو اس کی آنکھوں سمیت نگل جاتا ہوں اس نے کہا تو معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب پرست ہو ابونواس نے کہا یہ بھی غلط ہے میں تو آفتاب سے اس قدر بغض رکھتا ہوں کہ کبھی دھوپ میں بیٹھا بھی نہیں کرتا اُس نے پوچھا کہ پھر کس جرم کی سزا میں تم قید ہو ابونواس نے کہا مجھ پر بے بنیاد تہمت لگائی گئی ہے حالانکہ میں اس سے بالکل بری ہوں اس نے کہا کیا

واقعہ یہی ہے جو تم بیان کرتے ہو ابونواس نے کہا بے شک جو کچھ میں نے بیان کیا ہے وہ بالکل سچ ہے۔
اُس نے فضل سے آکر کہا کہ اللہ کی بے شمار نعمتوں کا یہ کچھ اچھا شکریہ نہیں ہے کہ لوگ محض تہمت پر قید کر دئے جائیں فضل نے پوچھا کیا ہوا اس کے ماموں نے واقعہ بیان کیا فضل مسکرایا اور امین سے آکر اس کی اطلاع دی امین نے اسے بُلایا اور وعدہ لیا کہ اب وہ آئندہ کبھی شراب نہ پیئے گا اور نہ کوئی اور نشہ کرے گا ابونواس نے اس کا اقرار کر لیا امین نے کہا اللہ کے سامنے عہد کرتے ہو اس نے کہا ہاں میں اللہ کے سامنے عہد کرتا ہوں کہ اب شراب نہ پیئوں گا اسے رہا کر دیا گیا قریش کے بعض شوقین نوجوانوں نے اسے اپنے ہاں بلایا مگر ابونواس نے کہا میں نہیں پیوں گا انھوں نے کہا اگر پیو گے تو کیا حرج ہے کم از کم اپنی باتوں سے تو ہمیں محفوظ کرو، اس کا اس نے اقرار کیا اب ان میں شراب کا دور چلنے لگا جب وہ خود سرشار ہو گئے تو اس سے کہنے لگے کیا اب بھی شراب کی لپک پیدا نہیں ہوئی ابونواس نے کہا بخدا اب یہ نہیں ہو سکتا کہ میں اسے پیوں اور کچھ شعر بھی پڑھے

ابونواس کے دیگر واقعات

ابوالورد السبعی کہتا ہے کہ ہم ایک مرتبہ خراسان میں فضل بن سہل کے پاس تھے وہاں امین کا ذکر آ گیا فضل کہنے لگا بھلا امین سے لڑنا کس طرح جائز نہ ہو جب کہ اس کا شاعر دربار میں یہ شعر کہتا ہو،

الأسقني خمراً وقُل لی هی الخمر
ولا تُسقنی سرّاً اذا أمکنَ الجهر

ترجمہ۔

کھڑی ہو مجھے شراب پلا اور یہ کہہ کر دے کہ یہ شراب ہے،
اور جب اعلانیہ پینا ممکن ہے تو پھر چھپے چوری سے مت پلا۔

یہ قصہ امین کو معلوم ہوا انھوں نے فضل بن الربیع کو حکم دیا کہ ابونواس کو پکڑ کر قید کر دو
ابونواس کے بعض دوستوں اور اس کے اشعار کے راویوں نے بیان کیا ہے کہ اس نے کچھ شعر کہے اور آخر میں خود امین پر طنز کیا، امین نے اسے طلب کیا اس وقت سلیمان بن ابی جعفر بھی ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا، جب ابونواس ان کے سامنے پہنچا تو انھوں نے اسے نہایت فاحش گالی دی اور کہا حرامزادے تو اپنے اشعار کے ذریعے سے کمینوں کے ہاں گدائی کرتا پھرتا ہے اور اس پر تیرا یہ غرور کہ تو مجھ پر طنز کرتا ہے اور ہمارے مقابلے میں اپنی غنائے نفس کا دعوی کرتا ہے اب آئندہ کبھی تجھے ہمارے ہاں سے کچھ نہیں ملے گا، سلیمان بن ابی جعفر نے کہا امیر المومنین بخدا یہ تو بت پرست قوم کا بڑا رکن ہے، امین نے کہا اس کی کیا شہادت ہے سلیمان نے بہت سے آدمیوں کو شہادت میں پیش کیا ان میں سے بعض نے اس بات کی شہادت دی کہ اس نے ایک بارش کے دن شراب پی اپنے پیالہ کو آسمان کے نیچے رکھا اس میں بارش کا ایک قطرہ گرا ابونواس نے کہا کہ بت پرستوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ہر قطرۂ پانی کے ساتھ ایک فرشتہ آسمان سے اترتا ہے لہذا دیکھو اس وقت میں ملائکہ کو ڈ، رہا ہوں یہ کہ کر اس نے اپنے جام کی شراب پی لی، امین نے اسے قید کر دیا اس موقع پر ابونواس نے کچھ شعر کہے جس کا پہلا شعر یہ ہے،

یـــا ربّ ان الـــقـــوم قـــد ظـــلـــمـــونـــی

وبلا اقتراف فعطل جلسونی

ترجمہ۔اے رب میری قوم نے مجھ پر بڑا ظلم کیا ہے

کہ کسی قصور کے بغیر مجھے قید کر دیا، اس کے آخر میں یہ شعر تھا۔

اما الامین فلست ارجو دفعہ

عنّی فمن لی الیوم بالمامون

ترجمہ۔امین سے مجھے یہ توقع نہیں کہ وہ میری حمایت کرے، کاش آج مامون یہاں ہوتا۔

مامون کو ان اشعار کی اطلاع ہوئی کہنے لگے بخدا اگر میں نے اسے پالیا تو میں اس کے ساتھ وہ کروں گا جس کی اسے توقع بھی نہ ہوگی، مگر ابونواس مامون کے بغداد آنے سے پہلے ہی مرگیا،

دعامہ کہتا ہے کہ جب ابونواس کی قید کو زمانہ گزر گیا تو اس نے حالت قید میں یہ شعر کہے۔

احمد واللہ جمیعاً

یا جمیع المسلمینا

ثم قولو الا تملّا

ربنا ابق الامینا

صیّر الخصیان حتی

صیّر التعنین الدنیا

فاقتدی الناس جمیعاً

بامیر المومنینا

(ترجمہ) ہم تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ اللہ کی حمد کریں، پھر بلاتردد کہو کہ اے ہمارے رب تو امین کو زندہ رکھ اس نے اسقدر خصی بنائے کہ اب نامرد بنانے کا طریقہ رائج ہو گیا ہے اور اب تمام لوگوں نے اس بارے میں امیر المومنین کی اقتدا کی ہے۔

جب یہ اشعار خراسان میں مامون کو پہنچے تو انھوں نے کہا کہ مجھے یہ توقع ہے کہ وہ میرے پاس بھاگ آئے گا۔

بزلہ سنج شاعر کی طلبی

طاہر سے لڑائی کے دوران ایک رات امین معزول رات کو دیر تک جاگتے رہے انھوں نے آواز دی کوئی ہو تو ہم سے آکر باتیں کرے ان کے قریب کے لوگوں میں سے کوئی ان کے پاس نہیں گیا انہوں نے حاجب کو آواز دی اور اس سے کہا کہ میرے دل میں بہت سے خطرات آرہے ہیں کسی بزلہ سنج شاعر کو میرے پاس لے آؤ تا کہ اس سے باتیں کر کے میں یہ بقیہ رات بسر کروں۔

حاجب نے ان کے پاس سے نکل کر سب سے قریب ترشخص کا رخ کیا ابونواس ملا اس نے اس سے کہا کہ امیر المومنین بلاتے ہیں ابونواس نے کہا تمہیں مغالطہ ہوا ہے کسی دوسرے شخص کو طلب کیا ہوگا حاجب نے کہا نہیں میں

تمہیں لینے آیا ہوں، غرضیکہ ابونواس امین کی خدمت میں حاضر ہوا امین نے پوچھا کون؟ اس نے کہا آپ کا خادم حسن بن الہانی جوکل تک آزاد تھا امین نے کہا خوف مت کرو اس وقت میرے دل میں کچھ مثالیں آئی ہیں میں چاہتا ہوں کہ تم ان کو اشعار میں نظم کردو اگر تم نے اس کام کو کردیا تو جو مانگو گے دونگا، ابونواس نے پوچھا وہ کیا ہیں امین نے کہا،

عفا اللّٰہ عمّا سلف
و بنس واللہ ما جریٰ فرس
واکسری عود اعلی الفک
اور و تمنعی ا شھی لک

ابونواس نے کہا بہتر ہے میرے لئے چار نہایت عمدہ جسم کی باندیاں منگوا یئے امین نے ان کے لانے کا حکم دیا ابونواس نے یہ شعر پڑھے۔

فقدت طولِ اعتلا لک
وما اریٰ فی مطالک
لقد اردت جفانی
و قداردتُ وصالک
ماذا اردتِ بھذا
تمنعی ا شھی لک

(ترجمہ) ایک مدت سے تو حیلے بہانے کر رہی ہے
تو چاہتی ہے کہ میں تجھ سے علیحدہ ہو جاؤں اور
میں تیرے وصال کا متمنی ہوں اس انکار اور ٹالنے کا
غالبًا یہ مطلب ہے کہ تیرے اعراض سے تیری خواہش میں اور اضافہ ہو۔

اشعار سنا کر ابونواس نے ایک باندی کا ہاتھ پکڑ کرا سے علیحدہ کرلیا اور پھر یہ شعر سنائے۔

قد صَحّت الایمان من حَلفِک
و صحّتُ حتی مِتّ من خلفک
باللہ یا سِتّی اَحنثی مَرّةً
ثم اکسری عوداً علی الفلک

(ترجمہ) قسمیں تیرے حلف سے درست ہوئیں
اور میں تندرست ہوکر تیری وعدہ خلافی سے مرمٹا اے بی بی خدا کے لئے
ایک مرتبہ اپنی قسم توڑ دے اس کے بعد جو چاہے کر

ابونواس نے دوسری باندی کا ہاتھ پکڑ کرا سے علیحدہ کرلیا اور پھر یہ شعر پڑھے

فدیتک ماذا الصّلَف
و شتمک اھل الشرف

(ترجمہ) میں تجھ پر قربان شرفا کے ساتھ تیرا
یہ ظلم اور ان کو ملامت کرنا کیسا؟

ضلی عاشقاً مدنفاً
قد اُعتب مما اقترف

تو اس عاشق بے تاب پر جو اپنی
محبت کی وجہ سے معتوب ہے رحم کر۔

ولا تذکری ما مضی
عفا اللہ عما سلف

(ترجمہ) گزشتہ کو یاد مت کر کیونکہ گذری ہوئی
بات کو اللہ بھی معاف کر دیتا ہے۔

اس کے بعد اس نے تیسری باندی کو علیحدہ کیا اور پھر یہ شعر سنائے۔

وَ باعثات الیّ فی الغلس
ان ائتنا و احترس من الحرس

(ترجمہ) بہت سی عورتیں مجھے رات کی ظلمت میں اپنے پاس بلاتی ہیں
اور ہدایت کر دیتی ہیں کہ رات کے پہرہ داروں سے میں بچوں۔

حتی اذا نوّم الغُداۃُ ولم
اخش رقیباً ولا سنا قبس

(ترجمہ) جب دشمن سو گئے اور مجھے کسی رقیب یا روشنی کا اندیشہ نہ رہا۔

رکبت مهری طربت الی
حور حسان نواعم لُعُس

میں اپنے جوان گھوڑے پر سوار ہو کر نہایت ہی شوق و طرب میں ایک
نہایت خوبصورت، حور لقا، نرم اور گداز بدن محبوبہ کی طرف دوڑا جس کے ہونٹوں پر مسی ملی ہوئی تھی۔

فجئتُ والصبح قد نهض له
فبئس واللہ ما جری فرسی

(ترجمہ) میں اس کے پاس اس وقت آیا جبکہ صبح نمودار ہو چکی تھی
اور اب میرے گھوڑے کی اس تگ و دو کا کوئی فائدہ نہیں ہوا۔
امین نے کہا یہ سب باندیاں تم لے لو اللہ تمھیں مبارک کرے

فرش کے ٹکڑے کروانا

جب امین خلیفہ ہوئے تو رشید کے خدمت گار حسین نے دجلہ کے کنارے واقع ان کے مکان پر ایک نہایت

ہی عمدہ اور بیش بہا سرکاری فرش بچھوایا اور امین سے کہا کہ آپ کے والد کے پاس جب دوسرے بادشاہ اور بادشاہوں کے سفیر آتے تھے تو وہ اسی فرش کو اس موقع پر بچھوایا کرتے تھے اور اس سے بہتر ان کے ہاں کوئی دوسرا فرش نہ تھا اس وجہ سے میں نے آپ کے لئے اسی کو بچھوایا ہے، امین کہنے لگے مگر میں: چاہتا تھا کہ میری خلافت کے دور میں سب سے پہلے مرد راج (قدیم ایرانی دربار کا قالین) بچھایا جاتا اس فرش کو ٹکڑے ٹکڑے کر دو چنانچہ خدمت گاروں اور فراشوں نے اس قیمتی فرش کی دھجیاں اڑا دیں۔

شعر پر انعام

ابراہیم بن المہدی نے ایک دن یہ شعر امین کو گا کر سنایا۔

هجرتک حتی قیل لا یعرف الفلی
وزنک حتی قیل لیس له صبر

(ترجمہ) میں تجھ سے جدا ہوا تو کہا گیا کہ وہ جانتا ہی نہیں کہ نفرت کیا ہوتی ہے میں تیرے پاس آیا تو کہا گیا کہ تمہارے دیکھے بغیر اسے صبر نہیں،

شعر سن کر امین کو وجد آ گیا اور انھوں نے حکم دیا کہ اس کی کشتی کو سونے سے بھر دیا جائے۔

کباب اور جبے کا واقعہ

مخارق بیان کرتا ہے کہ میں ایک مرتبہ امین کے پاس تھا اس روز بارش ہو رہی تھی، وہ صبح کی شراب پی رہے تھے۔ میں ان کے قریب بیٹھا گا رہا تھا اس وقت وہاں اور کوئی ان کے پاس نہ تھا وہ ایک نہایت عمدہ زرتار کا جبہ پہنے تھے میں نے اس سے زیادہ خوبصورت جبہ کبھی نہیں دیکھا تھا اس وجہ سے میں اسے غور سے دیکھنے لگا۔ کہنے لگے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمہیں بہت پسند ہے میں نے عرض کیا میرے آقا بیشک یہ بہت خوبصورت ہے مگر آپ کا چہرہ اس کے لئے باعث حسن ہے، میں اسے دیکھ رہا ہوں، اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ آپ کو نظر بد سے بچائے امین نے غلام کو آواز دی وہ حاضر ہوا انھوں نے ایک دوسرا جبہ طلب کر کے اسے خود پہن لیا اور جو پہلے پہنے ہوئے تھے وہ مجھے عطا کیا تھوڑی دیر کے بعد پھر میں ان کو غور سے دیکھنے لگا انھوں نے مجھ سے وہی سوال کیا جو پہلے کر چکے تھے میں نے بھی حسب سابق ان کو جواب دیا انھوں نے اس جبے کو بھی مجھے دے دیا اسی طرح تین جبے انھوں نے مجھے اس جلسے میں عطا فرمائے، مگر جب انھوں نے ان جبوں کو میرے جسم پر دیکھا تو اب وہ اپنی عطا پر سخت شرمندہ ہوئے ان کے چہرہ کا رنگ بدل گیا اور اپنے غلام کو حکم دیا کہ میر بکاول کو جا کر حکم دے کہ وہ ہمارے لئے گوشت بھون کر لائے اور اسے بڑی ترکیب سے تیار کرے اور ابھی لائے، غلام گیا اور تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ وہ ایک خوان لے کر حاضر ہوا یہ ایک چھوٹا سا خوان تھا جو بہت ہی نازک اور سبک بنا ہوا تھا اس کے درمیان میں بہت سا فربہ اور چکنا پکا ہوا گوشت کا ٹکڑا رکھا ہوا تھا اور دو روٹیاں تھیں، یہ خوان ان کے سامنے رکھ دیا گیا انھوں نے ایک لقمہ توڑا اور اسے کھانے کے لئے دسترخوان پر جھکے مجھ سے کہا مخارق تم بھی کھاؤ میں نے معافی چاہی کہنے لگے نہیں تم کو کھانا پڑے گا مجبوراً میں نے بھی ایک لقمہ توڑا اور گوشت کا کچھ حصہ لے کر ہاتھ سے اسے اپنے منہ میں رکھا میری اس حرکت پر برہم ہو گئے کہنے لگے تجھ پر اللہ کی مار تیری حرص نے میرا سارا مزا خراب کر دیا

کیوں تو نے اپنا ہاتھ اسے لگایا۔ یہ کہہ کر اب انہوں نے وہ کباب اپنے ہاتھ سے اٹھا کر میری گود میں پھینک دیا اور کہا کہ چل اٹھ جا میں کھڑا ہو گیا مگر اس کی تمام چکنائی اور روغن جبوں سے بہنے لگا میں نے ان کو اتار کر اپنے گھر بھیج دیا اور پھر دھوبیوں اور زر بافوں کو بلا کر اس بات کی انتہائی کوشش کی کہ ان کے یہ داغ مٹ جائیں اور وہ جبے پھر اصلی حالت پر آ جائیں مگر اس میں کامیابی نہ ہو سکی۔

خربوزہ کھانے پر انعام کا انوکھا واقعہ

عبیداللہ بن ابی غسان بیان کرتا ہے کہ شدید سردی کے موسم میں ایک دن میں امین کی خدمت میں حاضر تھا وہ اس وقت اپنی ایک تنہا مجلس میں اکیلے بیٹھے تھے اور اس قدر بیش قیمت اور اعلیٰ درجہ کا فرش وہاں بچھا ہوا تھا کہ اس کی نظیر میرے سامنے نہیں گزری تھی اور اس روز تین دن و رات گزر چکے تھے کہ میں نے نبیذ کے علاوہ کچھ کھایا نہ تھا اس کی وجہ سے مجھ سے بات بھی نہیں کی جاتی تھی اور نہ کچھ سمجھ میں آتا تھا میں پیشاب کے بہانے اٹھا اور میں نے ایک خدمت گار سے کہا کہ میں مر رہا ہوں کسی ترکیب سے مجھے ایسی چیز کھلاؤ کہ میرے کلیجے میں ٹھنڈک پڑے اس نے کہا بہتر ہے دیکھو میں ابھی ایک بات بتاتا ہوں دیکھو میں کیا کرتا ہوں تم صرف میرے قول کی تصدیق کر دینا۔ جب امین پھر مجلس میں آ کر بیٹھے خدمت گار مجھے دیکھ کر مسکرا دیا۔ امین نے پوچھا کیوں مسکرائے اس نے کہا کچھ نہیں سرکار امین برہم ہو گئے اس نے عرض کیا کہ یہ عبیداللہ بن ابی غسان بھی بڑے مزے کا آدمی ہے کہ یہ خربوزے سے بہت ہی سخت گھبراتا ہے اس کی خوشبو تک اسے گوارا نہیں، امین نے پوچھا کیا واقعی یہ بات ہے عبیداللہ نے کہا جی ہاں سرکار مجھے خربوزہ سے بہت ہی نفرت ہے کہنے لگے اس کے اس قدر خوش ذائقہ اور خوشبودار ہونے کے باوجود تم اس سے اس قدر کراہیت کرتے ہو، اس نے کہا کیا عرض کیا جائے ہے تو یہی، امین کو بڑی حیرت ہوئی انھوں نے اسی وقت خربوزہ طلب کیا متعدد پیش کئے گئے ان کو دیکھتے ہی عبیداللہ کا چینے لگا اور ڈرتے ڈرتے دور ہٹنے لگا امین نے حکم دیا کہ اسے جانے نہ دو پکڑ لو اور اس کے سامنے خربوزے رکھو اب عبیداللہ اور بھی زیادہ منہ بنانے لگا اور ان کے کھانے سے توبہ کرنے لگا امین ہنسنے لگے اس نے کہا ایک کھاؤ عبیداللہ نے کہا سرکار آپ مجھے مار ڈالنا چاہتے ہیں بخدا اس کے کھاتے ہی میرے پیٹ میں جو کچھ ہوگا اس سے ہیجان پیدا ہوگا اور بہت سے امراض اٹھ کھڑے ہوں گے۔ میں اپنے بارے میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھے معاف کر دیں کہنے لگے یہ خربوزہ کھا لو میں اللہ کے سامنے اس بات کا عہد واثق کرتا ہوں کہ تمام فرش تم کو دے دوں گا میں نے کہا اس کے کھاتے ہی میں مر جاؤں گا تو یہ فرش میرے کس کام کا۔ غرضیکہ میں برابر انکار کرتا گیا، اور وہ اصرار کرتے رہے خدمت گار چھری لائے اور اسے تراش کر قاشیں میرے منہ میں ٹھونسنے لگے کھانے کے لئے تو میں شور مچاتا رہا اور اپنی سخت بے چینی کا اظہار کرتا رہا مگر اس کے ساتھ ساتھ مزے سے اس کی قاشیں نگلتا رہا اور امین پر یہ ظاہر کرتا رہا کہ بہت ہی جبر و اکراہ سے میں کھا رہا ہوں اسی حالت میں میں اپنا سر پیٹتا اور چلاتا بھی رہا وہ ہنستے رہے جب میں کھا چکا تو وہ اس مجلس سے دوسری مجلس چلے گئے اور فراشوں کو بلا کر حکم دیا کہ وہ میرے گھر لے جائیں اس دوسرے کمرے میں انھوں نے میرے ساتھ پھر وہی کیا کہ یہاں بھی زبردستی ایک خربوزہ مجھے کھلایا اور اس کا فرش بھی مجھے عنایت کر دیا۔ تیسرے کمرے میں لے گئے اور وہاں پھر مجھے بلا کر ایک اور خربوزہ کھلایا اور اس کا فرش بھی عطا کر دیا اس طرح اس روز انہیں نے مجھے تین نہایت ہی بیش قیمت فرش عطا کئے اور تین خربوزے کھلائے، اللہ کی قسم اس ترکیب

سے میری حالت درست ہوگئی اور میری جان میں جان آ گئی۔ امین ہاتھ منہ دھونے چلے گئے منصور بن المہدی جو امین کا بڑا خیر خواہ بنتا تھا میرے پاس آیا میں بھی اس بات کو سمجھتا تھا کہ دینے کو تو امین نے یہ فرش مجھے دے دیئے ہیں مگر بعد میں ان کو اس پر سخت ندامت ہوگی، چنانچہ ان کی غیر موجودگی میں منصور میرے پاس آیا اسے امین کی اس فیاضی کی اطلاع ہو چکی تھی اور کہنے لگا اے فاحشہ زادے تو اس طرح دھوکہ دے کر امیر المومنین کے مال پر قبضہ کرتا ہے دیکھ میں تجھے اس کی کیا سزا دیتا ہوں میں نے عرض کیا جناب والا اصل واقعہ اور سبب تو یہ ہے اب آپ کا جی چاہے آپ مجھے قتل کر کے مجھے گنہ گار ہوں یا معاف کر کے احسان کریں میں اب آئندہ کبھی ایسا نہ کروں گا اس نے کہا اچھا ہم نے معاف کیا۔

انعام دینے کا ایک اور عجیب واقعہ

منہ ہاتھ دھو کر امین پھر مجلس میں آئے حکم دیا کہ اس حوض پر فرش کیا جائے، فرش بچھا دیا گیا وہ اور ہم سب اس پر بیٹھ گئے حوض پانی سے بھرا ہوا تھا کہنے لگے چچا جان میں چاہتا ہوں کہ عبید اللہ کو اس حوض کے پانی میں ڈال دوں اور پھر آپ اس کی حالت دیکھ کر خوب ہنسیں منصور نے کہا جناب والا آپ ایسا نہ کریں ایک تو آج سردی اس قدر شدید ہے دوسرے پانی میں برف ہے اگر آپ اسے پانی میں ڈال دیں گے تو گویا اس کو مار ڈالیں گے۔ میں اس سے بھی اچھی ایک ترکیب بتاتا ہوں وہ اس کے ساتھ کی جائے امین نے پوچھا وہ کیا ہے، منصور نے کہا وہ یہ کہ آپ اسے تخت سے باندھ کر غسل خانہ کے دروازے پر چھوڑ دیں تاکہ جو شخص پیشاب کرنے جائے وہ اس کے سر پر پیشاب کرے کہنے لگے خوب بات بتائی ایک چوکی طلب کی اس پر مجھے باندھا گیا اور پھر ان کے حکم سے خدمتگاروں نے مجھے لا کر غسل خانے کے دروازے پر ڈال دیا۔ اب خدمت گاروں نے آ کر اپنے کمر بند مجھ پر کھولے اور محض امین کو دکھانے کے لئے جھوٹ موٹ مجھ پر پیشاب کرنے لگے میں دہائی دینے لگا وہ بہت دیر تک یہ تماشہ کراتے رہے اور ہنستے رہے اس کے بعد مجھے کھول دیا گیا میں یہ ظاہر کرتا رہا کہ پیشاب کی بدبو سے گویا میں بہت سخت پریشان ہوں اس بنا پر میرے کپڑے بدلوائے گئے اور مجھے انعام بھی دیا گیا۔

سموسے کھانے کا واقعہ

فضل بن الربیع امین کا دربان بیان کرتا ہے کہ میں ایک دن ان کے سامنے کھڑا تھا دن کا کھانا پیش ہوا کیلئے انہوں نے اسے کھا لیا اور عجیب طریقہ سے کھایا حالانکہ ان سے پہلے خلفاء کے کھانے کا طریقہ یہ تھا کہ باورچی خانے میں جس قدر کھانے پکتے تھے وہ ان سب کو پہلے چکھ لیتے تھے اور پھر بعد میں اپنا خاص کھانا تناول کرتے تھے، جب اس قدر کھا چکے تو سر اٹھا کر اپنی ماں کے خدمت گار ابوالعنبر کو حکم دیا کہ باورچی خانے جاؤ اور باورچیوں کو حکم دو کہ وہ میرے لئے سموسے تیار کریں اس طرح کہ آٹے کی لوئی تیار کر کے اسے لمبا کریں پھر اسے نہ توڑیں اور اس میں مرغ کی چربی، مکھن، پودینہ، انڈے، پنیر، زیتون اور جوز بھریں اس قسم کے بہت سے سموسے تیار کر کے جلد لے آئیں، تھوڑی دیر کے بعد ایک چوکور خوان میں یہ سموسے اس طرح رکھے ہوئے کہ وہ ایک مخروطی مینار سا بن گیا تھا امین کی خدمت میں پیش کئے گئے انہوں نے پہلے ایک اٹھا کر کھایا اس کے بعد دوسرا اور تیسرا یہاں تک کہ اسی طرح ایک ایک کر کے سب چٹ کر گئے۔

ناچ گانوں میں رات گذاری

مخارق کہتا ہے کہ مجھ پر ایک رات آئی کہ اس کی نظیر نہیں، رات گئے میں اپنے گھر میں تھا کہ امین کا آدمی جبکہ وہ خلیفہ تھے مجھے بلانے آیا اور وہ مجھے نہایت تیزی کے ساتھ ان کے قصر میں لایا میں اندر آیا میں نے دیکھا کہ ابراہیم بن المہدی کو بھی میری طرح اسی وقت طلب کیا گیا ہے اور وہ اور میں ایک ساتھ دربار میں حاضر ہوئے تھے وہ قصر کے صحن میں آنے والے دروازے پر آیا ہم نے دیکھا کہ تمام صحن میں خصوصی چراغ روشن ہیں اور ان کی روشنی سے رات دن بنی ہوئی ہے خود امین ایک برجی میں جلوہ افروز ہیں اور تمام محل لونڈیوں اور خدمت گاروں سے بھرا ہوا ہے۔ بھانڈ نقلیں اتار رہے ہیں اور امین اس برجی میں سب کے بیچ میں کھڑے ہوئی ناچ رہے ہیں ہم سے خدمت گار نے کہا کہ امیر المومنین فرماتے ہیں کہ تم اسی مقام پر اس دروازے میں صحن سے متصل کھڑے ہو جاؤ اور میری آواز کے ساتھ شہنائی بجاؤ چنانچہ ہماری شہنائی لونڈیوں اور بھانڈوں کی آواز میں یکسانی پیدا ہوگئی یہ نظم تھی جو ہم سب گارہے تھے، **هذی دنانیر فنسانی واذکرها** (یہ دینار مجھے بھلا دیتے ہیں مگر میں ان کو یاد کرتا ہوں) میں اور ابراہیم دونوں اپنے حلق بھاڑ بھاڑ کر اس نفیری کے گیت کو صبح تک گاتے رہے اور امین اسی طرح کسی تھکاوٹ اور محنت محسوس کئے بغیر اپنے دیوان میں ناچتے رہے ناچتے ناچتے کبھی وہ ہمارے اتنے قریب آجاتے کہ ہم ان کو دیکھ لیتے تھے اور کبھی ہمارے اور ان کے درمیان باندیاں اور خدمتگار حائل ہو جاتے تھے اسی طرح صبح ہوگئی۔

خمس کی شرط پر جہاد کیلئے روانگی کا واقعہ

حسین بن فراس بنی ہاشم کا مولیٰ بیان کرتا ہے کہ امین کے دور میں مجاہد اس شرط پر جہاد کے لئے گئے کہ ان کو مال غنیمت کا خمس دیا جائے گا چنانچہ جب خمس تقسیم ہوا تو ایک غازی کے حصے میں چھ چھ دینار آئے یہ اس زمانے کے اعتبار سے بڑی رقم تھی۔

ابونواس پر زندیق ہونے کا الزام

ابن الاعرابی کہتا ہے کہ جب حسن بن ہانی (ابونواس) فضل بن الربیع کے سامنے پیش کیا گیا میں وہاں موجود تھا فضل نے کہا امیر المومنین سے شکایت کی گئی ہے کہ تم زندیق ہو اور وہ اس الزام سے قسمیں کھا کر اپنی برأت کرنے لگا مگر فضل بار بار اس سے کہتا جاتا تھا کہ میں کیا کروں امیر المومنین سے تمہاری اس قسم کی شکایت ہوئی ہے۔ ابونواس نے اس سے درخواست کی کہ آپ امیر المومنین سے میری سفارش کریں فضل نے اس کی سفارش کی اور امین نے اسے رہا کر دیا۔ اس رہائی پر اس نے فضل کی تعریف میں کچھ شعر کہے مگر ابوحبیب الموشی کہتا ہے کہا ایک دن میں مونس بن عمران کے ساتھ فضل کے پاس جا رہا تھا راستہ میں مونس نے مجھ سے کہا چلو ذرا ابونواس سے ملتے چلتے ہیں ہم دونوں جیل میں اس کے پاس آئے اس نے مونس سے پوچھا اے ابوعمران کہاں کا ارادہ ہے اس نے کہا میں ابوالعباس فضل بن الربیع کے پاس جا رہا ہوں ابونواس نے کہا کیا میرا یہ رقعہ تم ان کو پہنچا دو گے اس نے کہا ہاں میں لے جاتا ہوں ابونواس نے اس رقعہ میں چند شعر لکھ کر اسے دیئے اور یہی اشعار اس کی رہائی کا سبب بنے۔

جب امین نے ابونواس کا یہ شعر

الا ســقــنــی خــمــراً

وقــل لــی هــی الــخــمــرُ

سنا اور نیز دوسرے وہ اشعار جس میں اس نے شراب کی مدح اور آرزو کی تھی سنے

اســقــنــهــا یــا ذفــافــه

مُــزّة الــطــعــم ســلافــه

ذل عــنــدی مــن قــلاهــا

لــرجــاءٍ او ضــحــافــه

مثــل مــا ذل رضــاعــت

بــعــد هــارون الــخــلافــه

(ترجمہ) اے ذفافہ تو مجھے خالص تیز و تند اور تلخ شراب پلا میرے نزدیک ہر وہ شخص جو کسی طمع یا خوف کی وجہ سے شراب کو برا سمجھتا ہے ایسا ہی ذلیل خوار ہے جس طرح ہارون کے بعد خلافت ذلیل و خوار ہو گئی۔

اور پھر یہ شعر سنا

فــجــاء بــهــا زیــنــیــة هــبــلــیّة

فــلــم نــسـتـطـع دون الــسـجـود لـهـا صـبـرا

(ترجمہ) وہ ایسی سنہرے رنگ کی دمکتی شراب لایا کہ ہم کو مجبوراً اسے سجدہ کرنا ہی پڑا۔

انھوں نے ابونواس کو قید کر دیا اور اس سے کہا بلاشبہ تو کافر اور زندیق ہے اس موقع پر ابونواس نے فضل بن الربیع کو ایک منظوم درخواست لکھ کر بھیجی اس میں اپنی برأت ظاہر کی اور اس کی خوشامد کی تا کہ وہ امین سے اس کی سفارش کرے۔

خلافت مامون عبداللہ بن ہارون

بغاوت کا واقعہ

اس سال امین اور مامون کی لڑائی بالکل ختم ہوگئی اور تمام مشرق، عراق اور حجاز نے مامون کی اطاعت قبول کر لی، اس سال ذوالحجہ کے مہینے میں ہرش نے نچلے درجے کے لوگوں اور دیہاتیوں کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ حکومت کے خلاف بغاوت کردی اور اپنے زعم میں آل محمدؐ میں سے کسی بہتر شخص کے انتخاب کے لئے دعوت دی، یہ نیل آیا وہاں اس نے مالگزاری وصول کی تاجروں پر حملہ کیا دیہات کو لوٹ لیا اور مویشی ہنکا کر لے گیا۔

فضل کا گورنر بننا

امین کے قتل اور تمام لوگوں کے مطیع ہو جانے کے بعد اس سال مامون نے اسے تمام جبال، فارس، اہواز، بصرے، کوفے، حجاز اور یمن کے علاقوں پر جن کو طاہر نے فتح کیا تھا فضل بن سہل کے بھائی حسن بن سہل کو والی مقرر کیا۔ اور طاہر کو جو اس وقت بغداد میں مقیم تھا حکم بھیجا کہ وہ اپنے تمام زیر اقتدار علاقوں کو حسن بن سہل کے نائبوں کے حوالے کر دے اور خود رقہ جا کر نصر بن شبت سے لڑے اور اس کے بجائے ہم تمہیں موصل، جزیرہ، شام اور تمام ممالک مغربی کا والی مقرر کرتے ہیں چنانچہ حسن کا نائب علی بن سعید عراق کا والی خراج مقرر ہو کر عراق آ گیا مگر جب تک طاہر نے فوج کی تمام معاش ادا نہ کردی محکمہ خراج کو اس کے حوالے نہیں کیا البتہ ادائی معاش کے بعد اس نے اسے جائزہ دے دیا۔

اس سال مامون نے ہرثمہ کو خراسان بلا بھیجا۔ اس سال عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا۔

۱۹۹ھ ہجری شروع ہوا

اس سال حسن بن سہل عراق کا گورنر بن کر بغداد آیا اور یہاں آ کر اس نے تمام اضلاع اور شہروں میں اپنے عامل اور عہدیدار مقرر کئے، اس سال جمادی الاولیٰ میں طاہر رقہ روانہ ہوا، عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد بھی اس کے ہمراہ رقہ روانہ ہوا۔ اور اسی سال ہرثمہ خراسان روانہ ہوا۔ اس سال ازہر بن زہیر بن المسیب ہرش کے مقابلے کے لئے گیا اور اس نے محرم کے مہینہ میں اسے قتل کر دیا۔ اس سال محمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن بن حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب نے جمعرات کے دن ۱۵ جمادی الآخر کو کوفہ میں خروج کیا اور آل محمد میں سے بہتر شخص کو خلیفہ منتخب کرنے اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دی، اسی کو ابن طباطبا کہا جاتا ہے، ابوالسرایا السری بن منصور جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ہانی بن قبیصہ بن ہانی بن مسعود بن عامر بن عمرو بن ابی ربیعہ بن ذہل بن شیبان کی اولاد میں تھا ابن طباطبا کی اس تحریک کا اصلی محرک اس کا وزیر باتدبیر اور اس کی فوج کا سپہ سالار تھا۔

محمد بن ابراہیم ابن طباطبا کا خروج

خروج کی وجہ

اس کے خروج کی وجہ میں ارباب سیر کا اختلاف ہے بعضوں نے یہ بات بیان کی ہے کہ جب مامون نے اسے طاہر کے فتح کردہ علاقوں کی ولایت سے معزول کر کے حسن بن سہل کو گورنر مقرر کیا تو عراق میں یہ بات مشہور ہوئی کہ فضل بن سہل نے مامون پر بالکل قبضہ کر لیا ہے اور اس نے مامون کو ایک قصر میں نظر بند کر دیا ہے اور کسی کو ان سے ملنے نہیں دیتا چاہے عوام ہوں یا خاص امرا اور قریبی اعزا۔ اور ان کی رائے، خواہش اور مشورہ کے بغیر وہی تمام امور سلطنت کو اپنی ذاتی رائے سے سرانجام دے رہا ہے، اس خبر سے عراق کے بنی ہاشم اور دوسرے عمائد میں ایک جوش پیدا ہو گیا اور انھوں نے فضل بن سہل کے اس طرح مامون پر قابو پا جانے کو بہت ہی برا سمجھا اسی وجہ سے یہ سب کے سب حسن بن سہل پر چیرہ دستی کرنے لگے عراق کے تمام شہروں میں فساد برپا ہو گیا، اس سلسلہ میں سب سے پہلے ابن طباطبا نے کوفے میں خروج کیا۔

دوسری روایت

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ابوالسرایا ہرثمہ کے تحتانی عمال میں تھا اس نے اس کی معاش دینے میں دیر لگائی اور اسے مؤخر کر دیا اس بنا پر ابوالسرایا ہرثمہ سے بگڑ کر کوفہ آ گیا یہاں اس نے محمد بن ابراہیم کے ہاتھ پر بیعت کی، کوفہ پر قبضہ کر لیا تمام کوفہ والوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی محمد بن ابراہیم نے کوفہ میں مستقل اقامت اختیار کی کوفہ کے اردگرد رہنے والے اور بدوی وغیرہ اس کی حمایت کے لئے اس کے پاس آئے۔

ابن طباطبا کا حملہ

اس سال حسن بن سہل نے زہیر بن المسیب کو اس کی جماعت کے ساتھ کوفہ روانہ کیا، جب ابن طباطبا کوفہ میں داخل ہوا ہے اس وقت سلیمان بن ابی جعفر المنصور، حسن بن سہل کی جانب سے وہاں کا عامل تھا مگر وہ خود تو کوفہ میں تھا نہیں البتہ اس کا نائب خالد بن محجل الضبی اس کی جگہ کوفہ پر متعین تھا جب اس کی اطلاع حسن بن سہل کو ہوئی وہ سلیمان پر بہت ناراض ہوا اور بگڑا حسن نے اسے بزدل ٹھہرایا اور اب اس نے زہیر بن المسیب کو دس ہزار فوج کے ساتھ جس میں سوار اور پیادہ دونوں طرح کی فوجیں تھیں کوفہ بھیجا، جب یہ فوج کوفہ کی طرف بڑھی اور اس کی پیش قدمی کی خبر باغیوں کو ہوئی تو وہ پہلے تو کوفے سے نکل کو مقابلے کے لئے آمادہ ہوئے مگر جب اس کی اپنے میں طاقت نہ پائی تو شہر ہی میں ٹھہرے رہے البتہ جب زہیر قریہ شاہی پہنچ گیا تو اب کوفے والے بھی شہر سے نکل کا آگے بڑھے اور پھر ٹھہر گئے قنطرہ پہنچ کر زہیر نے ان کے سامنے آ کر منگل کی شام کو صعب پر پڑاؤ کیا دوسرے دن علی الصباح اس نے کوفہ والوں پر حملہ کر دیا مگر انھوں نے اسے بری طرح شکست دی اس کی قیام گاہ میں جس قدر روپیہ، اسلحہ، جانور اور دوسرا اسباب و سامان زہیر کے ساتھ تھا اس سب پر قبضہ کر لیا۔

ابن طباطبا کا انتقال

یہ بدھ کے دن کا واقعہ ہے، اس کے دوسرے ہی دن یعنی جمعرات کیم رجب ۱۹۹ ہجری کو محمد بن ابراہیم ابن طباطبا نے اچانک انتقال کیا اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ابوالسرایا نے اسے زہر دے دیا اور اسے زہر دینے کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ جب ابن طباطبا نے زہیر کی قیام گاہ کی ہر شے پر قبضہ کرلیا تو اس نے ابوالسرایا کو اس میں تصرف کرنے سے روک دیا تمام فوج ابن طباطبا کی مطیع تھی اس طرز عمل سے ابوالسرایا پر یہ بات واضح ہوگئی کہ ابن طباطبا کو زہر دے دیا اس کے مرنے کے بعد ابوالسرایا نے ایک بے ریش کمسن لڑکے محمد بن محمد بن زید بن علی بن الحسینؓ بن علی بن ابی طالب کو اس کی جگہ بٹھا دیا اس طرح اب اس دعوت کا اصل کارفرما اور مختار کل ابوالسرایا ہوگیا وہی احکام نافذ کرتا تھا وہی عزل و نصب کرتا اور سارے اختیارات اسی کو حاصل تھے۔

عبدوس پر حملہ

جس روز زہیر کو شکست ہوئی اسی دن وہ قصر ابن ہبیرہ واپس آ کر ٹھہرا، اس کے کوفہ روانہ ہو جانے کے بعد ہی حسب بن سہل نے عبدوس بن محمد بن خالد المروذی کو نیل بھیج دیا مگر زہیر کی شکست کے بعد عبدوس حسن بن سہل کے حکم سے کوفہ کے ارادے سے آگے بڑھا جب یہ اپنی فوج کے ساتھ جامع پہنچا اس وقت زہیر قصر میں موجود تھا خود ابوالسرایا عبدوس کی طرف بڑھا اور اختتام رجب سے تیرہ روز قبل اتوار کے دن اس نے خود جامع پر پیش قدمی کر کے عبدوس پر حملہ کر دیا اسے قتل کر دیا ہارون بن محمد بن ابی خالد کو گرفتار کرلیا اور اس کی فرودگاہ کو لوٹ لیا، بیان کیا گیا ہے کہ اس موقع پر عبدوس کے ساتھ چار ہزار شہ سوار تھے مگر ان میں سے کوئی بھی بچ کر بھاگ نہ سکا، مارے گئے یا گرفتار کر لئے گئے، اس کامیابی کے بعد طالبین تمام شہروں میں پھیل گئے ابوالسرایا نے کوفہ میں درہم تیار کرائے ان پر یہ آیت کندہ کی

ان الله يحب الذين يقاتلون فی سبيله صفا كأنهم بنيان مرصوص O

زہیر ابوالسرایا کے مقابلہ میں

محل میں مقیم زہیر کو جب معلوم ہوا کہ ابوالسرایا نے عبدوس کو قتل کر دیا ہے وہ اپنی تمام جماعت کو سمیٹ کر نہر الملک چلا آیا اس کے بعد خود ابوالسرایا اپنے مقام سے بڑھ کر قصر ابن ہبیرہ میں اپنی فوج سمیت چلا آیا اس کے طلائع کوثی اور نہر الملک تک دیکھ بھال کرنے آتے تھے، پھر ابوالسرایا نے اپنی فوجیں بصرے اور واسط روانہ کیں اور وہ ان میں داخل ہوگئیں، عبیداللہ بن سعید الحرشی جو حسن بن سہل کی جانب سے واسط میں عامل تھا اس وقت واسط کے قریب کسی جگہ مقیم تھا، ابوالسرایا کے جیش نے واسط کے بالکل قریب اس کا مقابلہ کیا اور اسے مار بھگایا یہ بغداد واپس آ گیا اس کی فوج کے بہت سے آدمی مارے گئے اور بہت سے گرفتار ہوئے۔

ہرثمہ کا مقابلہ کرنا

جب حسن بن سہل نے دیکھا کہ کسی شخص کی ابوالسرایا کے مقابلہ میں فتح نہیں ہو رہی، جو فوج بھی اس کے مقابلہ پر گئی اس نے اسے تباہ اور برباد کر دیا اور اب کوئی سپہ سالار یہاں ایسا نہیں ہے جو کامیابی سے اس کا مقابلہ کر سکے تو

فوراً اس کی نظر ہرثمہ پر گئی مگر ہرثمہ کے ساتھ یہ واقعہ ہوا تھا کہ جب حسن بن سہل مامون کی جانب سے عراق کا والی مقرر ہو کر آیا تھا ہرثمہ نے اپنے تمام سرکاری کام اس کے حوالے کر دیئے اور خود حسن سے بگڑ کر خراسان چلا گیا۔ یہ ابھی حلوان پہنچا تھا کہ حسن نے سندی اور صالح صاحب المسلی کو اس کے پاس بھیجا تاکہ وہ اسے ابوالسرایا سے لڑنے کے لئے بغداد واپس لے آئیں مگر ہرثمہ نے آنے سے مکمل طور پر انکار کر دیا۔ حسن کے وکیل نے واپس آ کر اس کے انکار کی اسے اطلاع کر دی مگر اس نے دوبارہ سندی کو ایک نہایت لجاجت آمیز اور خوشامدانہ خط دے کر ہرثمہ کے پاس بھیجا۔

ہرثمہ کی کوفہ جانے کی تیاری

اس خط کے پڑھنے کے بعد ہرثمہ اس سال کے ماہ شعبان میں بغداد چلا آیا اور اب اس نے کوفہ جانے کی تیاری کی، حسن بن سہل نے علی بن ابی سعید کو حکم دیا کہ تم مدائن، واسط اور بصرہ کی سمت جاؤ۔ یہ اس کے لئے تیار ہو گئے ابو السرایا کو بھی جو اس وقت قصر ابن ہبیرہ میں مقیم تھا اس نقل و حرکت کی اطلاع ہوئی وہ خود مدائن کی طرف بڑھا اور رمضان میں اس کی فوجیں مدائن میں داخل ہو گئیں البتہ وہ خود اپنی جماعت کے ساتھ بڑھتا ہوا رمضان میں نہر صرصر پر کوفے کے راستے سے متصل فروکش ہوا جب پہلی مرتبہ ہرثمہ نے حسن کے پاس بغداد آنے سے انکار کیا تو اس وقت حسن نے منصور بن المہدی کو حکم دیا تھا کہ وہ فوج کے ساتھ بغداد سے چل کر ہرثمہ کے آنے تک یاسریہ جا کر ٹھہرا رہے، منصور نے اس کے مطابق عمل کیا اس کے بعد جب ہرثمہ آ گیا تو وہ بگداد سے چل کر سفیلین آیا اور یہاں اس نے منصور کے سامنے پڑاؤ کیا پھر یہاں سے بھی بڑھ کر اس نے نہر صرصر پر ابوالسرایا کے مقابل پڑاؤ کیا صرف یہ نہر ان دونوں کے درمیان تھی، علی بن سعید اس وقت کلواذی میں مقیم تھا، عید الفطر کے دوسرے دن منگل کو وہ اپنی قیام گاہ سے جنگ کے لئے ظاہر ہوا اس نے اپنے مقدمۃ الجیش کو مدائن بھیج دیا اور وہاں اس کی ابوالسرایا کی فوج سے جمعرات کے دن صبح سے شام تک نہایت شدید لڑائی ہوئی دوسرے دن صبح سویرے ہرثمہ اور اس کی فوج پھر جنگ کے لئے مستعد ہو کر میدان جنگ میں آئے اور جنگ شروع ہوئی ابوالسرایا کی فوج مقابلہ سے بھاگ گئی ابن ابی سعید نے مدائن پر قبضہ کر لیا۔

ابوالسرایا کو شکست

اس کی اطلاع ابوالسرایا کو ہوئی وہ ۵ شوال شب اتوار میں اپنے نہر صرصر کے پڑاؤ سے پھر قصر ابی ہبیرہ میں واپس چلا آیا اور وہیں اتر پڑا، دوسرے دن صبح کو ہرثمہ کو اس کے جانے کی اطلاع ہوئی وہ تیزی سے اس کے تعاقب میں چلا اور راستہ ہی میں ابوالسرایا کی فوج کی ایک بڑی جماعت اس کے ہاتھ لگ گئی اس نے ان سب کو قتل کر کے ان کے سر حسن بن سہل کو بھیج دئے۔

اس کے بعد ہرثمہ قصر ابن ہبیرہ پہنچا اور وہاں اس کے اور ابوالسرایا کے درمیان ایک نہایت خونریز معرکہ پیش آیا جس میں ابوالسرایا کے بے شمار آدمی کام آئے وہاں سے ابوالسرایا چپکے سے نکل کر کوفہ چلا گیا، کوفہ میں محمد بن محمد اور اس کے ساتھی شیعوں نے عباسیوں اور ان کے موالی اور شاگرد پیشہ لوگوں کے مکانات پر اچانک حملہ کر کے ان کو تخت و تاراج کر دیا اور اپنے دشمنوں کو وہاں سے نہایت شقاوت قلب اور ظالمانہ طریقہ پر خارج کر دیا عباسیوں کو جو دولت اور مال لوگوں کے پاس امانت تھا اس کو دریافت کر کے ضبط کر لیا اس موقع پر ہرثمہ نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ اس نے لوگوں سے کہا کہ اس سال میں حج کا ارادہ رکھتا ہوں اس بہانے سے خراسان جبال جزیرہ اور بغداد کے جو حاجی حج کے لئے

جاتے ہوئے اس کے پاس سے گزرتے وہ ان کو وہیں روک دیتا کیونکہ اسے امید تھی کہ وہ بہت جلد کوفہ پر قبضہ کر لے گا ابوالسرایا نے مکہ اور مدینہ پر قبضہ کرنے اور امارت حج کے لئے اپنے آدمیوں کو پہلے سے بھیج دیا تھا۔

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ پر حملے کا خطرہ

اس وقت داؤد بن عیسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن العباس حرمین کا والی تھا۔ اس نے حسین بن الافطس بن علی بن حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب کو مکہ مکرمہ اور محمد بن سلیمان بن داؤد بن الحسن بن الحسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب کو مدینہ بھیجا تھا محمد کسی مزاحمت کے بغیر مدینے میں داخل ہو گیا اور حسین بن حسن مکہ مکرمہ گیا مکہ مکرمہ کے قریب پہنچ کر وہ اہل مکہ کی مزاحمت کی وجہ سے کچھ دیر وہاں رکا اس کی وجہ یہ تھی کہ جب داؤد بن عیسیٰ کو معلوم ہوا کہ ابوالسرایا نے حسین بن حسن کو امارت حج کے لئے مکہ مکرمہ بھیجا ہے اس نے بنی العباس کے موالیوں اور ان کے شاگرد پیشوں کو جمع کیا اس سال ہارون کا مشہور خدمت گار مسرور الکبیر بھی اپنے دو سو شہ سواروں کے ساتھ حج میں شریک تھا وہ اس بات کے لئے بالکل آمادہ ہو گیا کہ جو کوئی بھی زبردستی مکہ مکرمہ میں داخل ہو اس سے لڑے اور شہر کو طالبین کے قبضے سے بچائے اس نے داؤد بن عیسیٰ سے کہا کہ تم خود ورنہ تمہارا کوئی لڑکا میرے ساتھ آمادہ ہو جائے پھر میں دیکھ لیتا ہوں مگر داؤد نے اس سے کہا کہ حرم میں کسی طرح قتال جائز نہیں ایک راستے سے اگر وہ آئیں گے میں اس دوسرے راستے سے ان کو نکال دوں گا۔ مسرور نے کہا یہ تم کیا کرتے ہو اپنی حکومت اور سلطنت اپنے ایسے دشمن کے سپرد کرنا چاہتے ہو کہ جو تمہارے مذہب تمہاری عزت اور مال کو تباہ و برباد کر دے گا اور اس بارے میں کسی معترض کے اعتراض کی بھی پروا نہیں کرے گا، داؤد نے کہا میری حکومت!! مجھے اس سے کیا جب تک کہ میں بالکل بوڑھا نہ ہو گیا میرے خاندان والوں نے کسی ملک کی ولایت مجھے نہیں دی اس اب بڑھاپے میں البتہ انھوں نے اس حجاز کی حکومت مجھے دی ہے جس سے میں صرف اپنا پیٹ پالتا ہوں یہاں اور کیا رکھا ہے اصل میں تو اس حکومت کے مالک تم اور تمہارے ایسے اور اشخاص ہیں تمہارا جی چاہے تم لڑ دیا نہ لڑو۔

داؤد بن عیسیٰ کی عراق روانگی

اب داؤد تو مکہ چھوڑ کر مشاش چلا آیا اس نے اپنا سامان اونٹوں پر لدوا کر عراق روانہ کر دیا اور مامون کی جانب سے ایک فرضی خط اپنے بیٹے محمد بن داؤد کے امارت حج پر تقرر کا لکھ کر اسے دے دیا اور کہا کہ تم حج کرانے جاؤ ظہر اور عصر کی نماز منیٰ میں پڑھانا پھر مغرب اور عشاء کی نماز بھی وہیں پڑھا کر سواریوں پر سوار ہونا اور وہاں سے چل کر عرفہ کے راستے میں اتر پڑنا وہاں سے اپنی بائیں جانب عمرو کے درے کے راستے مشاش کے راستے آنا پھر بستان ابن عامر میں مجھ سے آملنا، اس کے بیٹے محمد نے اسی تجویز پر عمل کیا، داؤد کی اس علیحدگی کی وجہ سے بنی عباس کے موالیوں اور شاگرد پیشوں کی جو جماعت مکے میں اس کے ساتھ تھی وہ منتشر ہو گئی خود مسرور کے حوصلے پست ہو گئے اسے یہ خوف ہوا کہ اگر اس نے دشمن کا مقابلہ کیا تو خود اس کے اکثر ساتھی اس سے جا ملیں گے اس اندیشہ سے وہ بھی عراق واپس جانے کے ارادے سے داؤد کے پیچھے ہی چل کھڑا ہوا۔

امام کے بغیر حج کی ادائیگی

اب صرف حاجی عرفات میں رہ گئے جب ظہر کا وقت آیا بہت سے مکے والوں نے امامت سے پہلو تہی کی،

مسجد حرام کے مؤذن، امام اور قاضی احمد بن محمد نے دیکھا کہ والیوں میں سے کوئی موجود نہیں ہے اُنھوں نے قاضی مکہ محمد بن عبدالرحمٰن المخزومی سے کہا کہ آپ قاضی شہر ہیں آپ آگے بڑھیں حج کا خطبہ پڑھیں اور دونوں نمازیں پڑھائیں انھوں نے کہا کہ نائب امام بھاگ گیا اور یہ باغی جماعت زبردستی مکہ مکرمہ میں داخل ہونے پر تلی ہوئی ہے میں کس کے نام کا خطبہ پڑھوں۔ انھوں نے کہا کہ دعا میں آپ کسی کا نام ہی نہ لیں محمد نے کہا مناسب یہ ہے کہ آپ امامت کریں خطبہ پڑھیں اور نماز پڑھادیں مگر انہوں نے اس سے انکار کیا آخر کار سب نے مل کر اہل مکہ کے ایک باہر والے شخص کو آگے بڑھایا اور اس نے بغیر خطبہ ظہر اور عصر کی نماز پڑھائی اس کے بعد تمام حاجی وہاں سے چل کر عرفہ کے موقف میں آئے اور غروب آفتاب تک سب نے وہاں وقوف کیا مغرب کے بعد سب لوگ امام کے بغیر عرفہ سے مزدلفہ آئے اور یہاں بھی ایک باہر والے نے مغرب اور عشا کی نماز پڑھائی۔ اس دوران حسن بن حسن سَرَف میں اس خوف سے ٹھہرا ہوا تھا کہ اگر وہ مکہ میں داخل ہوگیا تو اس کی مزاحمت کی جائیگی اور لڑائی ہوگی مگر جب مکہ کے بعض لوگوں نے جو طالبین کی جانب مائل تھے اور عباسیوں سے ڈرتے تھے اس سے جا کر کہا کہ مکہ، منیٰ اور عرفہ سلطنت کے گورنروں سے بالکل خالی ہو گیا ہے وہ سب کے سب ان مقامات کو چھوڑ کر عراق چلے گئے ہیں تو اب حسین بن حسن عرفہ کے دن مغرب سے پہلے مکہ میں داخل ہوا اس وقت اس کے ساتھ پورے دس آدمی بھی نہ تھے اس جماعت نے پہلے بیت اللہ کا طواف کیا صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی اور رات میں عرفہ چلے گئے وہاں کچھ رات گئے تک وقوف کیا پھر مزدلفہ آکر حسین نے صبح کی نماز پڑھائی اور اس نے قزح پر وقوف کیا وہاں سے وہ حاجیوں کو لے کر چلا ایام حج میں اس نے منی میں قیام کیا بلکہ ۱۹۹ ہجری کے ختم ہونے تک وہ خود منی ہی میں ٹھہرا رہا محمد بن سلیمان بن داؤد الطالبی بھی اس سال مدینے میں مقیم رہا اب تمام حاجی اور وہ لوگ جو حج میں آئے تھے واپس چلے گئے اس مرتبہ اتنی بات البتہ ہوئی تھی کہ حاجی عرفہ سے امام کے بغیر چلے آئے۔

ہرثمہ اور ابوالسرایا کی جنگ

جب ہرثمہ کو خوف ہوا کہ اس لیت ولعل میں تو اس سال کا حج جاتا رہے گا۔ اس نے ابوالسرایا اور اس کی فوج پر اسی مقام پر حملہ کر دیا دن کے ابتدائی حصہ میں ہرثمہ کو شکست ہوئی مگر دن کے آخر میں ابوالسرایا کی فوج نے شکست کھائی۔ جب ہرثمہ نے محسوس کیا کہ وہ بات پوری نہ ہوسکی جو وہ چاہتا تھا وہ قریہ شاہی میں رہ پڑا اس نے حاجیوں کو واپس بھیج دیا منصور بن المہدی کو اپنے پاس قریہ شاہی میں بلا بھیجا اس کے آنے کے بعد اس نے کوفے کے اکابر اور امراء سے خط وکتابت شروع کی اور علی بن ابی سعید مدائن پر قبضہ کر کے واسط آیا اور اسے اپنے قبضہ میں لے کر بصرہ کی طرف بڑھا مگر اس سال وہ اس پر قبضہ نہ کر سکا اور ۱۹۹ ہجری ختم ہوگیا۔

۲۰۰ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال ابوالسرایا کوفہ سے بھاگ گیا اور ہرثمہ وہاں داخل ہوا۔ بیان کیا گیا ہے کہ ابوالسرایا اور اس کے ساتھی طالبین محرم ۲۰۰ ہجری کے اختتام سے چودہ روز قبل اتوار کی رات کوفہ سے بھاگ کر قادسیہ آئے اس رات کی صبح کو منصور بن المہدی اور ہرثمہ کوفے میں داخل ہو گئے انہوں نے عام امان کا اعلان کر دیا کسی سے کوئی تعرض نہیں کیا اس دن عصر تک وہ کوفہ میں ٹھہر کر پھر اپنی قیام گاہوں میں واپس آ گئے اور کوفہ میں انھوں نے اپنے ایک شخص غسان بن ابی الفرج ابوابراہیم بن غسان والی خراسان کی فوج خاصہ کے سردار کو اپنا جانشین بنا دیا یہ اس محل میں ٹھہر گیا جس میں محمد بن محمد اور ابو السرایا ٹھہرے ہوئے تھے۔ ابوالسرایا اور اس کے ساتھی قادسیہ کو بھی چھوڑ کر واسط کی ایک سمت میں چلے آئے اس وقت علی بن ابی سعید واسط میں موجود تھا البتہ بصرہ اب تک علویوں کے قبضے میں تھا۔ ابوالسرایا واسط سے نیچے دجلہ کو عبور کر کے عیدیٰ آیا۔ یہاں ان کو بہت سا مال جو اہواز سے آیا تھا ہاتھ لگ گیا اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور وہاں سے چل کر سوس آیا یہاں اس نے اور اس کی جماعت نے پڑاؤ کیا چار دن وہ یہاں ٹھہرا اس نے سوار کو ایک ہزار اور پیادے کو پانچ سو دیئے۔ چوتھے دن حسن بن علی الباذغیسی جو مامونی کے نام سے مشہور ہے اس جماعت کے پاس آیا اور اس نے ان کی طرف پیغام بھیجا کہ میں تم سے لڑنا نہیں چاہتا جہاں تم چاہو چلے جاؤ جب تم میرے علاقے سے نکل جاؤ گے تو پھر میں تمہارا تعاقب بھی نہیں کروں گا مگر ابوالسرایا نے یہ بات نہ مانی اور لڑنے کے لئے اڑ گیا حسن نے ان سے جنگ کی ان کو مار بھگایا ان کی قیام گاہ کو تباہ کر دیا۔

ابوالسرایا کا قتل

اس لڑائی میں ابوالسرایا بہت سخت زخمی ہو گیا تھا وہ بھاگا اور پھر وہ محمد بن محمد اور ابوالشوک اکٹھا ہو گئے ان کے تمام دوسرے ساتھی ان کا ساتھ چھوڑ کر متفرق ہو گئے صرف یہ تینوں جزیرہ کے راستے سے ابوالسرایا کے مکان راس العین آنے کے ارادہ سے روانہ ہو گئے یہ بھاگتے بھاگتے جلولا پہنچے تھے کہ ان کے گھوڑوں نے تھک کر ان کو گرا دیا حماد الکندغوش وہاں پہنچ گیا اور وہ ان کو گرفتار کر کے حسن بن سہل کے پاس جو نہروان میں حربیہ جماعت کا نکالا ہوا پڑا ہوا تھا لے آیا جس نے سب سے پہلے ۱۰ ربیع الاول جمعرات کے دن ابوالسرایا کی گردن ماردی۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس کے قتل کے لئے ہارون بن محمد بن ابی خالد کو جو ابوالسرایا کے ہاتھوں گرفتار ہو چکا تھا متعین کیا گیا تھا اور اسی نے اس کو قتل کیا۔

ابوسرایا کے سر کی تشہیر

ارباب سیر نے بیان کیا ہے کہ قتل کے وقت جس قدر جزع فزع ابوالسرایا نے کیا اس کی مثال نہیں ملتی قتل کے وقت اس نے بہت ہی بے چینی سے ہاتھ پاؤں مارنے شروع کئے اور چیخنے چلانے لگا۔ اس کے سر میں رسی باندھی گئی اب وہ بہت ہی چلاتا ہاتھ پاؤں مارتا اور پیچ وتاب کھا رہا تھا اسی حالت میں اس کو قتل کر دیا گیا۔ اس کے سر کو حسن بن سہل

کی چھاؤنی میں پھرایا گیا اور اس کا جسم بغداد بھیج دیا گیا وہاں اس کے دو حصے کر کے پل کے دونوں سروں پر ایک ایک حصہ سولی پر لٹکا دیا گیا کوفہ میں اس کے خروج اور پھر قتل میں دس ماہ کی مدت گزری تھی۔

زید النار کا بصرہ میں ظلم وتشدد

جب ابوالسرایا نے دجلہ کو عبور کیا تھا علی بن ابی سعید اس کی طرف بڑھا تھا مگر جب وہ اس کی دسترس سے نکل گیا تو علی بصرہ آیا اس نے بصرہ کو فتح کیا طالبین میں سے بصرہ میں زید بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب جسے زید النار کہتے ہیں اپنے خاندان والوں کی ایک جماعت کے ساتھ موجود تھا۔ زید النار اس کو اس لئے کہنے لگے کہ اس نے بنی عباس اور ان کے طرفداروں کے اکثر مکانات کو بصرہ میں جلا دیا تھا۔ نیز موجودہ جماعت کا جو شخص اس کے پاس پیش کیا جاتا اوکو وہ یہی سزا دیتا کہ آگ میں جلا ڈالتا۔ ان لوگوں نے بصرہ میں بہت سی دولت زبردستی جمع کی تھی علی بن ابی سعید نے زید النار کو زندہ گرفتار کر لیا یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس نے علی سے امن کی درخواست کی اور علی نے اسے امن دے دی اس کے بعد علی نے اپنے ساتھ کے سپہ سالاروں میں سے عیسیٰ بن یزید الجلو دی، ورقا بن جمیل، حمدویہ بن علی بن عیسیٰ بن ماہان اور ہارون بن المسیب کو مکہ، مدینہ اور یمن روانہ کیا تا کہ وہ ان طالبین سے جو وہاں ہیں لڑیں۔

ابوالسرایا کو قتل کر کے حسن بن سہل نے محمد بن محمد کو مامون کے پاس خراسان بھیج دیا۔ اس سال ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب نے یمن میں خروج کیا۔

ابراہیم بن موسیٰ العلوی کا یمن میں خروج

یہ اپنے خاندان کے کچھ لوگوں کے ساتھ مکہ میں رہتا تھا جب اسے طالبین کے لئے ابوالسرایا کے عراق میں خروج کرنے کی اطلاع ملی تو یہ بھی اپنے خاندان والوں کی ایک جماعت کے ساتھ مکہ مکرمہ سے یمن کے ارادے سے روانہ ہوا اس وقت مامون کی جانب سے اسحٰق بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس یمن کا والی تھا جب اسے ابراہیم کی یمن کی جانب پیش قدمی اور صنعا کے قریب آ جانے کی اطلاع ملی تو وہ اپنی تمام سوار اور پیدل فوج لے کر یمن کو ابراہیم سے خالی کر کے نجد یہ کی طرف پلٹ آیا اور وہ ابراہیم کے مقابلے سے بھاگ گیا اس کے اس طرز عمل کی بڑی وجہ یہ ہوئی کہ اس کا چچا داؤد بن عیسیٰ کا حرمین سے مقابلہ کے بغیر چلا آیا تھا اور اس نے بھی اسی کی اقتدا کی۔ یہ مکہ مکرمہ کے ارادے سے مشاش آیا۔

اسحٰق بن موسیٰ کا مشاش میں قیام

وہاں اس نے باقاعدہ چھاؤنی قائم کی اور اب مکہ مکرمہ میں داخل ہونا چاہا مگر علویوں نے جو مکے میں تھے اسے روک دیا اس کی ماں مکہ میں علویوں سے روپوش تھی وہ اس کی تلاش میں تھے اس وجہ سے وہ ان سے روپوش ہو گئی تھی اسحٰق بن موسیٰ بہت مدت تک مشاش میں ٹھہرا رہا۔ عباس کے جو طرفدار مکہ میں چھپے ہوئے اقامت گزیں تھے وہ پہاڑوں کی چوٹی سے گزرتے ہوئے ایک ایک اس کے پاس آنے لگے اور اسی طرح خفیہ طور پر وہ اسحٰق کی ماں کو بھی اس کے بیٹے کے پاس لے آئے، اس ابراہیم بن موسیٰ کو جزار کہتے ہیں کیونکہ اس نے یمن میں ہزار ہا آدمیوں کو قتل کیا تھا ان کو لونڈی

غلام بنالیا تھا اوران کے مال کو غصب کرلیا تھا۔

حسن کا غلاف کعبہ اتروانا

اس سال کی پہلی محرم کو جب کی حاجی مکہ مکرمہ سے چلے گئے حسین بن حسن الفطس مقام کے عقب میں ایک گدے پر جسے دہرا کر کے بچھایا گیا تھا بیٹھ گیا تھا۔اوراس نے غلاف کعبہ اتارنے کا حکم دیا چنانچہ کعبہ پر جس قدر غلاف تھے وہ سب اتار لئے گئے اوراب صرف ننگا پتھر رہ گیا اس کے بعد حسن نے دووہ ریشمیں غلاف جن کو ابوالسرایا نے اس کے ہاتھ اسی لئے بھیجا تھا کعبہ پر چڑھادئے ان پر لکھا ہوا تھا،''یہ اصغر بن الاصغر ابع السرایا داعی آل محمد کے حکم سے بنائے گئے ہیں تاکہ بیت اللہ الحرام پر ڈالے جائیں اور عباسیوں کا سیاہ غلاف کعبہ سے اتار دیا جائے تاکہ کعبہ ان کے غلاف سے پاک ہوجائے،،یہ تحریر ۱۹۹ھ ہجری میں لکھی گئی۔

حسین کا عباسیوں کی اشیاء واملاک پر قبضہ

جو غلاف اتارے گئے تھے ان کو حسین نے اپنے ہمراہی علویوں اور اپنے پیروؤں میں ان کے مراتب کے مطابق تقسیم کرادیا، کعبہ میں جس قدر روپیہ تھا اس سب پر قبضہ کرلیا جس کے متعلق اسے معلوم ہوا کہ اس کے پاس عباسیوں یا ان کے پیروؤں کی کوئی امانت ہے اس نے اچانک اس کے مکان پر دھاوا کردیا اگر وہاں کوئی شے جس کی نشاندہی کی گئی تھی دستیاب ہوگئی حسین نے اسے اپنے قبضے میں لے لیا اوراس امین کو کچھ سزا دے دی اوراگر کوئی چیز اس کے پاس سے برآمد نہ ہوئی تو حسین نے اسے قید کر کے سخت عذاب دینا شروع کیا البتہ جب اس نے اپنی ہمت کے بقدر اپنی جان کا فدیہ ادا کردیا تو اس سے سب کے سامنے اس بات کا اقرار کرالیا کہ جو شے اس کے ہاں سے ملی ہے، وہ اصل میں عباسیوں یا ان کے کسی آدمی کی ہے اس قسم کی حرکت اس نے بہت سے لوگوں کے ساتھ کی۔

حرم کی بے حرمتی

اس طرح زبردستی مال وصول کرنے کے پر سزا دینے کے لئے کوفہ کا ایک شخص محمد بن مسلمہ حسین کی طرف سے مقرر کیا گیا تھا یہ حنا طبیب کے محلہ میں خالصہ کے مکان میں قیام پذیر تھا اس کی وجہ سے اس مکان کو لوگ دارالعذاب کہتے تھے، اس کے مظالم اور تشدد سے تنگ آکر اکثر خوشحال لوگ شہر چھوڑ کر چلے گئے اس کی اس نے یہ سزادی کہ ان کے مکان گرادیئے اس طرح حرم کی بے حرمتی اور شرفازادوں کی اس دار وگیر سے ایک قیامت برپا ہوگئی، حسین کے ساتھیوں نے مسجد کے ستونوں کے سروں پر سونے کا جو ہلکا پتر چڑھا ہوا تھا اسے نکالنا شروع کیا بڑی محنت وکاوش کے بعد بقدر ایک مثقال کے وہاں سے سونا دستیاب ہوتا تھا مسجد کے اکثر ستونوں کا سونا اسی طرح اکھیڑ لیا گیا، انھوں نے زمزم کی جالیوں پر جو فولاد چڑھا ہوا تھا اسے بھی نکال لیا نیز ساگوان کی لکڑی بھی اتاری، اوران سب کو بہت ہی معمولی قیمت پر فروخت کر دیا۔

محمد بن جعفر کی بیعت

جب حسین بن حسن اوراس کے ساتھ موجود علویوں نے محسوس کیا کہ ہمارے ان مظالم سے لوگ تنگ آکر

ہمارے مخالف ہو گئے ہیں اوران کو یہ بھی معلوم ہوا کہ ابوالسرایا قتل کر دیا گیا ہے اور کوفہ، بصرہ اور تمام صوبہ عراق میں جس قدر طالبیین تھے وہ سب وہاں سے نکال دیئے گئے اور اب پھر بنی عباس کی حکومت بحال ہو گئی ہے وہ سب کے سب محمد بن جعفر بن محمد بن علی بن حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب کے پاس آئے، یہ ایک عابد وزاہد شیخ تھے سب ان کی عزت کرتے تھے وہ اپنے خاندان والوں کے بُرے چلن سے متنفر اور علیحدہ تھے وہ ایک بڑے عالم دین تھے جس کو وہ اپنے اگلوں سے روایت کرتے تھے اور پھر ان سے دوسرے لوگ ان باتوں کو ضبط تحریر میں لے آتے تھے، حسین بن حسن اور اس کے دوسرے علویوں نے ان سے کہا کہ تمام لوگوں میں آپ کی جس قدر عظمت و وقعت ہے اس سے آپ واقف ہیں آپ برآمد ہوں ہم آپ کو خلیفہ بناتے ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ اگر آپ اس کے لئے آمادہ ہو گئے تو پھر کوئی شخص بھی اس بارے میں اختلاف نہیں کرے گا، انھوں نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا مگر ایک ان کے بیٹے علی بن محمد بن جعفر اور دوسرے حسین بن حسن الافطس نے اتنا اصرار کیے اور ان پر اسقدر دباؤ ڈالا کہ آخر کار وہ اپنی رائے کے خلاف ان کے کہنے میں آ گئے اور خلافت قبول کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔

۶ ربیع الآخر جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد سب نے ان کو بیعت کے لئے کھڑا کیا پہلے ان سب نے ان کی بیعت کی پھر تمام اہل مکہ اور مجاورین حرم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کی بیعت کی امیر المومنین ان کو خطاب دیا، چند ماہ اس طرح گزرے برائے نام وہ امیر المومنین تھے مگر اصل ان کا بیٹا علی حسین بن حسن الافطس اور ان کے خاندان کی ایک جماعت حکمران تھی جو نہایت ہی بداخلاق ظالم اور بدکردار تھی۔

ناشائستہ حرکات کا وقوع

ایک مرتبہ حسین بن حسن قریش کے خاندان بنی فہر کی ایک عورت پر جو ایک مخزومی کی بیوی اور نہایت ہی حسین وجمیل تھی فریفتہ ہو گیا اس نے اسے بلوایا مگر اس نے آنے سے انکار کیا۔ حسین نے اس کے شوہر کو دھمکی دی اور اس کی گرفتاری کا حکم دے دیا وہ روپوش ہو گیا حسین نے رات کے وقت اپنی ایک جماعت اس کے گھر بھیجی وہ دروازہ توڑ کر اس کے گھر میں داخل ہوئے اور زبردستی اس عورت کو حسین کے پاس لے آئے۔ یہ اس کے مکے سے چلے جانے کے قریب زمانے تک اس کے پاس رہی پھر موقع پا کر وہ بھاگ اور اپنے گھر چلی آئی یہ اس وقت ہوا جبکہ حسین وغیرہ مکہ میں جنگ میں مصروف تھے۔

علی بن محمد کی ناشائستہ حرکت

اسی طرح علی بن جعفر بن محمد بن جعفر ایک قریشی لڑکے پر جو قاضی مکہ کا نہایت ہی حسین وجمیل نوعمر لڑکا اسحٰق بن محمد تھا فریفتہ ہوا اور دن کے وقت خود اس کے مکان میں گھس گیا۔ یہ مکان مسعیٰ کے منظر پر صفا میں تھا اور پھر اپنے گھوڑے پر اس طرح اسے سوار کر کے کہ اسے تو زین پر بٹھایا اور خود اس کے پیچھے گھوڑے کے پٹھے پر بیٹھ کر نہایت تیزی سے گھوڑا دوڑاتا ہوا بیر میمون لے آیا یہ خود داؤد بن عیسیٰ کے محل میں جو منیٰ کی راہ میں واقع تھا رہتا تھا۔

ان ناشائستہ حرکتوں کو دیکھ کر تمام اہل مکہ اور مجاورین اپنے اپنے گھروں سے نکل کر مسجد حرام میں جمع ہوئے تمام دکانیں بند کر دی گئیں اور کعبہ کے گرد جو لوگ آباد ہیں وہ بھی ان کے ساتھ ہو کر محمد بن جعفر بن محمد کے پاس جو اس وقت داؤد کے محل میں موجود تھے آئے اور کہا کہ اس بچے کو جسے تمھارے صاحبزادے علی الاعلان بھگا کر لے گئے ہیں

اس کو ہمارے حوالے کرو ورنہ بخدا ہم تمھیں خلافت سے علیحدہ کر دیں گے اور قتل کر دیں گے۔ ان کے اس ہجوم سے ڈر کر انھوں نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا اور اس کھڑکی کی جالی سے جو مسجد کے راستے میں کھلتی تھی ان سے گفتگو کی اور کہا کہ بخدا میں اس واقعے سے مکمل طور پر ناواقف ہوں پھر انھوں نے حسین بن حسن کو بلا کر اس سے کہا کہ تم میرے بیٹے علی کے پاس ابھی جاؤ اور اس لڑکے کو جو اس کے پاس ہے لا آؤ۔ حسین نے جانے سے انکار کیا اور کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ میری آپ کے بیٹے پر کچھ نہیں چلتی اگر میں اس کے پاس گیا بھی تو وہ اپنے آدمیوں سے میرا مقابلہ کرے گا اور مجھ سے لڑ پڑے گا۔ محمد نے اہل مکہ سے کہا آپ مجھے امان دیں میں خود اس کے پاس جاتا ہوں اور اس لڑکے کو چھڑائے لاتا ہوں اہل مکہ نے ان کو جانے کی اجازت دی وہ خود سوار ہو کر اپنے بیٹے کے پاس آئے اور اس لڑکے کو اس سے چھڑا کر اسے اسکے اولیاء کے حوالے کیا۔

اسحٰق اور علویوں کا مقابلہ

اس واقعے کو تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ اسحٰق بن موسیٰ بن عیسیٰ العباسی یمن سے مکہ آنے کے لئے مشاش آ کر ٹھہرا تمام علوی محمد بن جعفر بن محمد کے پاس جمع ہوئے اور انھوں نے اس سے کہا کہ امیر المومنین اسحٰق بن موسیٰ ایک زبردست فوج کے ساتھ ہماری طرف بڑھتا چلا آتا ہے۔ ہماری یہ رائے ہے کہ ہم مکہ کے بلند حصہ شہر میں خندق تیار کر کے اس کا مقابلہ کریں آپ بھی ہمارے ساتھ باہر آئیں تاکہ تمام لوگ آپ کو دیکھ سکیں اور آپ کے ساتھ ہو کر لڑیں، اس کے علاوہ انھوں نے مکے کے قرب وجوار کے دیہاتیوں کو جنگ کے لئے اپنے پاس بلا لیا ان کی تنخواہیں مقرر کر دیں اور مکے کے آگے اسحٰق بن موسیٰ سے لڑنے کے لئے خندق بنالی چند روز تک وہ ان سے لڑتا رہا مگر پھر جنگ اور خونریزی کو برا سمجھ کر اپنے مقام کو خود چھوڑ کر عراق روانہ ہو گیا۔ راستہ میں ورقا بن جمیل خود اپنی جمعیت اور جلودی کے ان سپاہیوں کے ساتھ جو اب اس کے ہمراہ تھے اسحٰق سے ملا ان سب نے اس سے کہا کہ تم ہمارے ساتھ مکہ مکرمہ واپس چلو ہم تمھاری حمایت میں لڑتے ہیں، اس بھروسہ پر اب اسحٰق ان کے ساتھ پلٹ آیا اور مکہ آ کر ان سب نے پھر مشاش پر پڑاؤ کیا۔

معرکہ بیر میمون

شہر کے عوام، فوج کے حبشی اور تنخواہ دار بدوی محمد بن جعفر کے پاس جمع ہوئے انھوں نے بیر میمون پر ان کی جنگ کے لئے مرتب کیا اب اسحٰق بن موسیٰ اور ورقا بن جمیل اپنے دوسرے فوجی افسروں اور فوج کے ساتھ ان کے مقابلہ میں آئے بیر میمون پر فریقین میں لڑائی ہوئی۔ جس میں ان کے بہت سے آدمی زخمی ہوئے اور کام آئے اسحٰق اور ورقا اپنی قیام گاہوں کو واپس چلے گئے اس واقعہ کے ایک دن بعد وہ دونوں پھر لڑنے آئے لڑے مگر اس مرتبہ محمد بن جعفر اور ان کے ساتھیوں کو شکست ہوئی اس ناکامی پر محمد بن جعفر نے قریش کے عمائد کو جن میں قاضی مکہ بھی تھے فاتحین کے پاس اپنے سب کے لئے اس وعدہ پر امان کی درخواست کی کہ ہم مکہ چھوڑ کر جہاں چاہیں چلے جاتے ہیں۔ اسحٰق اور ورقا نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور تین دن کی علویوں کو مہلت دی تیسرے دن جمادی الآخر میں وہ دونوں مکہ میں داخل ہوئے ورقا جلودی کے نائب کی حیثیت سے والی مکہ تھا طالبین نے مکہ چھوڑ دیا اور ہر جماعت اپنی اپنی راہ چلدی۔

ہارون اور محمد کی چند لڑائیاں

محمد بن جعفر نے جدہ کی راہ لی، وہاں سے وہ جحفہ جانے لگے۔ محمد بن حکیم بن مروان نے جو بنی عباس کے موالیوں میں تھا جس کے مکان کو مکے میں طالبین نے تاخت وتاراج کر دیا تھا جس پر نہایت سخت مظالم کئے تھے اور جو مکے میں بعض عباسیوں کی جائداد کا جو جعفر بن سلیمان کی اولاد میں تھا مختار تھا عباسیوں کے غلاموں کی شاگرد پیشہ جماعت کو اپنے ساتھ لے کر محمد بن جعفر کا تعاقب کیا اور جدہ اور عسفان کے درمیان ان کو ملا لیا جو کچھ وہ مکے سے لے کے نکلے تھے اس سب کو لوٹ لیا ان کے کپڑے تک اتار لئے صرف ایک پائجامہ رہنے دیا۔ وہ تو چاہتا تھا کہ قتل ہی کر دے مگر پھر کچھ سوچ کر اس نے قمیص، عمامہ ردا اور معدودے چند درہم زادراہ کے لئے ان کو بہت حقارت سے دے دیئے۔

محمد بن جعفر اور ہارون بن مسیب کی جھڑپیں

محمد بن جعفر ساحل سمندر پر بلاد جہینیہ میں چلے آئے وہ موسم حج کے گزرنے تک وہاں مقیم رہے اس دوران قیام میں انھوں نے لوگوں کو جمع کرنا شروع کیا شجرہ وغیرہ کے قریب ان کے اور ہارون بن المسیب والی مدینہ کے درمیان کئی لڑائیاں اس وجہ سے ہوئیں کہ ہارون نے اپنے آدمی ان کی گرفتاری کے لئے بھیجے اس وجہ سے وہ اپنے ان لوگوں کے ساتھ جو وہاں ان کے پاس جمع ہو گئے تھے ہارون کے مقابلے کے لئے بڑھ کر شجرہ آئے ہارون نے ان کا مقابلہ کیا محمد بن جعفر کو شکست ہوئی تیر سے ان کی ایک آنکھ جاتی رہی ان کے ساتھیوں میں سے بہت سے آدمی مارے گئے میدان جنگ سے پلٹ کر پھر وہ اپنے سابقہ مقام میں آ گئے اور یہاں ٹھہر کر حج کے نتیجہ کا انتظار کرنے لگے مگر جنہوں نے ان کے پاس آنے کا وعدہ کیا تھا ان میں سے ایک بھی نہیں آیا۔

اس بے وفائی کو انھوں نے محسوس کیا اور اسی وجہ سے جب حج کا زمانہ ختم ہو گیا انھوں نے جلودی اور فضل بن سہل کے چچازاد بھائی رجاء سے امان کی درخواست کی رجاء نے مامون اور فضل بن سہل کی جانب سے اس بات کی ان سے ضمانت کی کہ اب ان کو نہ ستایا جائے گا اور جو وعدہ امان ان سے لیا جاتا ہے اس کا ایفا کیا جائے گا۔ محمد نے اس وعدہ کو مان لیا اور ان کو بالکل اطمینان ہو گیا اب نفر آخر کے آٹھ روز بعد اتوار کے دن جبکہ ماہ ذی الحجہ کے ختم ہونے میں دس راتیں باقی تھیں رجاء ان کو مکہ میں لایا عیسیٰ بن یزید الجلودی اور رجاء بن ضحاک اور فضل بن سہل کے عم زاد بھائی نے رکن اور مقام کے درمیان اسی جگہ جہاں محمد بن جعفر کے لئے بیعت لی گئی تھی منبر رکھوایا تمام قریشی وغیرہ پہلے سے جمع تھے جلودی منبر کے سب سے اعلیٰ درجہ پر چڑھ گیا اور محمد بن جعفر اس سے ایک درجہ نیچے کھڑے ہوئے اس وقت وہ عباسیوں کا سیاہ لباس پہنے ہوئے تھے قبا بھی سیاہ تھی ٹوپی بھی سیاہ تھی کوئی تلوار ان کے پاس نہ تھی تاکہ اب وہ خود اپنی خلافت سے علیحدگی کا اعلان کریں۔

محمد کا اعلان

محمد نے کھڑے ہو کر کہا ''حضرات جو مجھے پہلے سے پہچانتا ہے وہ تو جانتا ہی ہے اور جو نہیں جانتا اسے میں خود بتاتا ہوں کہ میں محمد بن جعفر بن محمد بن علی بن حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب ہوں۔ میں نے اپنی خوشی سے عبداللہ

امیر المومنین کی اطاعت کا عہد و پیمان اپنے ذمے لیا تھا میں بھی ان لوگوں میں تھا جن کے سامنے ہارون الرشید نے اپنے دونوں بیٹوں محمد معزول اور عبداللہ المامون امیر المومنین کی اپنے بعد جانشینی کے لئے کعبہ میں عہد نامے مرتب کئے تھے۔ مگر بدقسمتی سے ایک ایسا فتنہ عام برپا ہو گیا کہ اس میں ہم اور دوسرے سب ہی شامل ہو گئے بات یہ ہوئی کہ مجھ سے یہ بیان کیا گیا کہ امیر المومنین عبداللہ المامون کا انتقال ہو گیا ہے اس وجہ سے میں اس بات کے لئے آمادہ ہو گیا کہ خلافت کے لئے اپنے کو پیش کروں سب نے میری بیعت کر لی اور اسی وجہ سے کہ عبداللہ الامام المامون کی اطاعت اور فرمانبرداری کا میں نے عہد واثق کیا تھا انکے مرنے کی خبر کے بعد میں نے اپنی بیعت کو جائز قرار دیا تم نے اور دوسرے بہت سے لوگوں نے میری بیعت کی مگر اب میں تم سے کہتا ہوں کہ یہ بات مجھے صحیح طور پر معلوم ہوئی ہے کہ مامون زندہ اور تندرست ہیں اب میں اللہ سے اپنی خلافت کی دعوت سے استغفار کرتا ہوں اور جو بیعت تم نے میری کی تھی اس سے اپنے کو اس طرح علیحدہ کرتا ہوں جس طرح کہ اس انگوٹھی کو میں اپنی انگلی سے اتار کر علیحدہ کر دیتا ہوں اب میں بھی عام مسلمانوں کی طرح ایک فرد ہوں اب میری بیعت کی ذمہ داری ان کی گردنوں پر نہیں رہی اور خود میں نے اپنے کو اس سے مکمل طور پر خارج کر لیا۔ اب اللہ نے امیر المومنین عبداللہ المامون کا حق ان کو واپس دے دیا ہے۔ وَالحمدُ اللہِ رَب العَالمیِن و الصلوٰۃ علیٰ محمدٍخَاتَمِ النَبِین وَ السلامُ علیکم ایُّھا المُسلِمُون۔،،

اس تقریر کے بعد وہ منبر سے اتر گئے عیسیٰ بن یزید الجلودی ان کو لے کر عراق روانہ ہوا اور اس نے اپنے بیٹے محمد بن عیسیٰ کو ۲۰۰ ہجری میں مکہ مکرمہ پر اپنا قائم مقام بنا دیا۔ عیسیٰ اور محمد بن جعفر عراق روانہ ہوئے عراق پہنچ کر عیسیٰ نے ان کو حسن بن سہل کے حوالے کر دیا اس نے ان کو رجا ابن ابی الضحاک کے ساتھ مامون کی خدمت میں مرو بھیج دیا۔

حج

اس سال ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر بن محمد الطالبی نے عقیل بن ابی طالب کی اولاد میں سے ایک شخص کو بہت بڑی فوج کے ساتھ یمن سے مکہ بھیجا تا کہ یہ ہی حج میں امارت کرے مگر اس عقیلی سے جنگ کی گئی جس میں اس نے شکست کھائی اور وہ مکہ مکرمہ میں داخل ہی نہ ہونے پایا۔

ابراہیم اور عقیلی کی سرگزشت

بیان کیا گیا ہے کہ ۲۰۰ ہجری میں ابواسحٰق بن ہارون الرشید کی امارت میں حج ہوا، یہ عراق سے مکہ مکرمہ آیا اس کے ساتھ اس سفر میں بہت فوجی افسر تھے جن میں حمدویہ بن علی بن عیسیٰ بن ماہان بھی تھا جسے حسن بن سہل نے یمن کا والی مقرر کر کے بھیجا تھا یہ تمام جماعت مکہ مکرمہ آئی اس وقت جلودی اپنی فوج اور فوجی افسروں کے ساتھ وہاں موجود تھا ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر بن محمد العلوی نے عقیلؓ بن ابی طالب کی اولاد میں سے ایک شخص کو یمن سے مکہ مکرمہ بھیجا۔ تا کہ اس سال اس کی امارت میں حج ادا ہو جب یہ بُستان ابن عامر آ گیا اسے معلوم ہوا کہ اس سال تو ابواسحٰق بن ہارون الرشید امیر حج مقرر ہو کر آیا ہے اور اس کے ہمراہ اس قدر فوج اور فوجی افسر ہیں کہ یہ ان میں سے کسی ایک کا بھی مقابلہ کامیابی کے ساتھ نہیں کر سکتا اس پریشانی کو محسوس کر کے وہ بستان ابن عامر ہی میں ٹھہر رہا وہاں سے حجاج اور تاجروں کا ایک قافلہ گزرا اس میں خانہ کعبہ کا غلاف اور خوشبودار چیزیں تھیں عقیلی نے تاجروں کے مال اور غلاف وغیرہ ہر شے کو لوٹ لیا اور اب حاجی تاجر لٹے لٹائے مکہ مکرمہ پہنچے، ابواسحٰق کو جو مکہ میں شیش محل میں مقیم تھا اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تمام امراء کے مشورہ کے

لئے اس کے پاس آئے۔

جلودی نے اس سے کہا یہ ترویہ سے دو یا تین دن پہلے کی بات ہے کہ میں اس کی خبر لیتا ہوں آپ بالکل اطمینان رکھیں میں چاہتا ہوں کہ پچاس منتخب شہ سوار میں اپنی فوج میں سے اور پچاس دوسرے تمام امراء کی فوج میں سے منتخب کر کے لے جاؤں اور پھر اسے سزا دوں سب نے اس مشورہ کو قبول کر لیا اب جلودی صرف سو سواروں کو لے کر چلا اور علی الصباح اس نے بستان ابی عامر آ کر عقیلی اور اس کی فوج پر چھاپہ مارا اور ہر طرف سے ان کو گھیر لیا۔ ان میں سے اکثر کو اس نے پکڑ لیا اور بہت سے اپنے پاؤں بھاگ گئے اس نے پورے غلاف کعبہ پر قبضہ کر لیا البتہ اسے میں سے ایک آدھ چیز نہیں ملی کیونکہ اس واقعہ سے ایک دن قبل کوئی شخص اسے لے کر بھاگ گیا تھا۔ نیز اس نے خوشبودار مسالوں اور تاجروں اور حاجیوں کے مقبوضہ مال پر بھی قبضہ کر کے اسے مکہ بھیج دیا۔ اس کے بعد اس نے اسیران جنگ کو طلب کر کے ہر شخص کے دس کوڑے لگوائے اور کہا کہ اے دوزخ کے کتو جہاں چاہو اپنا منہ کالا کرو نہ تمھارے قتل کرنے میں کچھ دشواری کہ مزا آئے اور نہ تم کو قید کرنے میں کوئی خوبی، جلودی نے اس سب کو رہا کر دیا وہ راستے میں بھیک مانگتے ہوئے یمن چلے مگر بہت سے تو بھوک اور مشقتِ سفر کی وجہ سے راستے ہی میں ہلاک ہو گئے۔

حسن بن سہیل اور ابن سعید میں کشیدگی

اس سال ابن ابی سعید حسن بن سہل کا مخالف ہو گیا جب مامون کو اس کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے اپنے خاص خدمت گار سراج کو عراق بھیجا اور ہدایت کی کہ اگر علی حسن سے صلح صفائی کر لے یا چپکے سے مرو روانہ ہو جائے تو خیر ورنہ اسی وقت اسے قتل کر دینا علی ہرثمہ بن اعین کے ساتھ مرو چلا گیا۔ اس سال ماہ ربیع الاول میں ہرثمہ اپنی چھاؤنی سے مامون کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے مرو روانہ ہوا۔

ہرثمہ کا مامون کے پاس خراسان روانہ ہونا اور اس کے سفر کے واقعات

ہرثمہ کا ارادہ

ابوالسرایا اور محمد بن العلوی کے معاملے سے فارغ ہو کر ہرثمہ کوفہ آیا اور یہاں وہ اپنی چھاؤنی میں ربیع الاول تک مقیم رہا ربیع الاول کا چاند دیکھ کر وہ اپنے مقام سے روانہ ہوا اور نہر صرصر آیا لوگ یہ سمجھتے رہے کہ یہ حسن بن سہل کے پاس مدائن جا رہا ہے مگر نہر صرصر پہنچ کر وہ عقرقوف کی سمت ہو گیا وہاں سے بردان ہوتا ہوا نہروان آیا اور یہاں سے اس نے سیدھی خراسان کی راہ لی ایک سے زیادہ اس کے پڑاؤ میں مامون کے کئی خط اسے موصول ہوئے جن میں اس سے خواہش کی گئی تھی کہ وہ عراق واپس چلا جائے اور شام اور حجاز میں جس جگہ کو وہ پسند کرے وہاں کا گورنر مقرر کر دیا جائے گا مگر چونکہ ہرثمہ مامون اور ان کے آباء کا سچا خیر خواہ رہا تھا اس وجہ سے اسے مامون پر ناز تھا اس نے ان کی بات نہ مانی اور کہنے لگا کہ اب جب تک میں امیر المومنین سے مل نہ لوں گا واپس نہ جاؤں گا اور اس بات پر وہ اس لئے اصرار کر رہا تھا کہ وہ چاہتا تھا کہ ان کے علم اور منشاء کے بغیر فضل بن سہل جس طرح حکومت کر رہا ہے اس جس طرح وہ خبروں کو ان تک پہنچنے نہیں دیتا اس سے ان کو آگاہ کرے اس کا ارادہ یہ بھی تھا کہ جب تک وہ مامون کو بغداد جو ان کے آباؤ اجداد کا دارالخلافہ اور دارالسلطنت ہے لے نہ آئے گا تا کہ ان کی حکومت ایک وسطی مقام میں آ جائے اور وہاں سے ملک کی

تمام اطراف پر آسانی سے نگرانی کر سکیں ان کے پیچھا نہ چھوڑے گا۔

مامون کے پاس ہرثمہ کی شکایت

فضل کو اس کے ارادے کا علم ہو گیا اس نے مامون سے ہرثمہ کی شکایت کی کہ اسی نے تمام ممالک اور رعایا میں آپ کے خلاف فتنہ وہ فساد برپا کیا ہے اس نے آپ کے مقابلے میں آپ کے دشمن کی مدد کی ہے اور یہ آپ کے دوستوں کا دشمن ہے اسی نے ابوالسرایا کو شہ دے کر بغاوت پر آمادہ کیا وہ اس کی فوج کا ایک معمولی سپاہی تھا اگر ہرثمہ چاہتا تو اسے بغاوت ہی نہیں کرنے دیتا مگر جو کچھ ابوالسرایا نے کیا ہے وہ سب اس کے اشارے سے کیا۔ جناب والا نے اسے کئی خط بھی لکھے کہ وہ واپس چلا جائے اور اسے شام یا حجاز کی ولایت دے دی جاتی ہے مگر اس نے امیرالمومنین کے حکم کو نہ مانا اور اب وہ امیرالمومنین کی مرضی کے خلاف اور ان کے حکم کو پس پشت ڈال کر امیرالمومنین کے آستانے پر آیا ہے وہ امیرالمومنین کی شان میں بہت ہی بے ہودہ الفاظ استعمال کرتا ہے اور دھمکی دیتا ہے کہ اگر اس کی بات نہ چلی تو عظیم الشان فتنہ برپا کر دے گا، جناب والا اگر اسے یوں ہی چھوڑ دیا گیا اور اس سے کوئی باز پرس نہ کی گئی تو وہ ضرور کسی دوسرے کی خلافت کے لئے بہت بڑا فتنہ کھڑا کر دے گا۔

ہرثمہ کی گرفتاری اور قتل

فضل کی اس گفتگو سے مامون کے دل میں ہرثمہ کی جانب سے گرہ بیٹھ گئی ہرثمہ نے بھی آنے میں دیر کی اور وہ ذیقعدۃ تک خراسان نہ پہنچا مرو پہنچ کر اسے اندیشہ ہوا کہ مامون کو اس کے آنے کی اطلاع ہی نہ دی جائے گی اس نے اپنے وہاں پہنچنے کے اعلان کے لئے نقارے بجائے تا کہ مامون بھی سن لیں، نقارے کی آواز پر مامون نے دریافت کیا یہ کیا ہے لوگوں نے کہا ہرثمہ اس جاہ و جلال کے ساتھ نقاروں کی آواز سے زمین اور آسمان کو گونجتا ہوا آیا ہے۔ ہرثمہ کو اپنی جگہ یہ اعتماد تھا کہ جو بات وہ کہے گا مامون اُسے بالکل صحیح سمجھ کر مان لیں گے، مامون نے اسے بلایا مگر ان کے دل میں اس کی طرف سے پہلے ہی گرہ بیٹھ گئی تھی کہنے لگے تو نے اہل کوفہ اور علویوں سے سازش کی تو نے ابوالسرایا کو بغاوت پر اکسایا اور تیرے ہی اشارے سے اس نے یہ سب حرکتیں کیں۔ حالانکہ وہ تیری فوج کا ایک معمولی سپاہی تھا اگر تو چاہتا تو ان سب کو گرفتار کر لیتا مگر تو نے جان بوجھ کر ان کو بغاوت کرنے کا موقع دیا اور ان کی رسی ڈھیلی چھوڑ دی۔

ہرثمہ ان الزاموں سے اپنی برات کرنے لگا مگر انھوں نے ایک نہ مانی اسے پٹوایا اس کی ناک پر گھونسے لگوائے اس کے پیٹ پر لوگوں کو کدوایا اور ان کے سامنے سے لوگ اسے گھسیٹ کر لے گئے اس کے لئے فضل نے چوبداروں وغیرہ کو پہلے ہی اشارہ کر دیا تھا کہ جب مامون حکم دیں تو تم خوب اسے مارنا اور ذلیل کرنا۔ اس مار کے بعد اسے قید کر دیا گیا چند ہی روز وہ قید رہا پھر اس کے مخالفوں نے خفیہ طور پر اسے قید کر میں قتل کرا دیا اور ظاہر یہ کر دیا کہ وہ اپنی موت مرا ہے۔

اس سال بغداد میں حربیہ اور حسن بن سہل کے درمیان ایک ہنگامہ برپا ہوا اس کی تفصیل یہ ہے۔

بغداد کا ہنگامہ

بیان کیا گیا ہے کہ جب ہرثمہ بغداد سے روانہ ہوا اس وقت حسن بن سہل مدائن میں مقیم تھا یہ بدستور یہیں مقیم

تھا کہ اہل بغداد اور حربیہ کو اس حرکت کا علم ہوا جو خراسان میں ہرثمہ کے ساتھ کی گئی اس سے ان کے اندر بے چینی پیدا ہوئی۔ حسن نے علی بن ہشام بغداد کے گورنر کی طرف پیغام بھیجا کہ حربیہ اور بغدادیوں کی فوج کو تم کچھ نہ دو محض وعدے کرتے رہو حالانکہ اس سے پہلے حسن نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ان کی معاش ان کو دے دے گا ہرثمہ کے خراسان جاتے ہی حربیہ نے ہنگامہ برپا کر دیا اور وہ کہنے لگے کہ جب تک ہم حسن بن سہل کو بغداد سے نکال نہ دیں گے دم نہ لیں گے۔ اس وقت بغداد میں حسن کے عمالوں میں محمد بن ابی خالد اور اسد بن ابی الاسد موجود تھے حربیہ نے ان پر حملہ کر کے ان کو بغداد سے نکال باہر کیا اور اسحٰق بن موسیٰ بن المہدی کو مامون کے خلیفہ کی حیثیت سے بغداد پر امیر بنالیا اس بات پر بغداد کے دونوں سمت کے باشندوں نے اتفاق کیا اور سب نے اسحٰق کو اس منصب کے لئے پسند کیا، حسب بن سہل نے اپنے جاسوس ان کے پاس بھیجے اور ان کے امراء سے ساز باز کی چنانچہ ان کی ایک جماعت عسکر مہدی کی سمت سے ان کا ساتھ چھوڑ کر علیحدہ ہوگئی حسن اب فوج کو چھ ماہ کی تنخواہ قسطوں کی صورت میں ادا کرنے لگا حربیہ نے اسحٰق کو اپنے پاس منتقل کر کے اسے دجیل پر ٹھہرایا۔

باب الکرخ پر حملہ

دوسری جانب سے زہیر بن المسیب عسکر مہدی میں آ کر ٹھہرے۔ احسن بن علی بن ہشام کو بھی بغداد بھیج دیا یہ دوسرے جانب سے آ کر نہر صرصر پر اتر پڑا پھر یہ محمد بن ابی خالد اور ان کے دوسرے سردار رات کے وقت بغداد میں در آئے علی بن ہشام ۸ شعبان کو عباس بن جعفر بن محمد بن الاشعث الخزاعی کے مکان میں باب الحول پر ٹھہرا، اس سے قبل کے یہ واقعہ ہوا کہ جب حربیہ کو معلوم ہوا کہ اہل کرخ زہیر اور علی بن ہشام کو اپنی سمت سے بغداد میں داخل کر دینا چاہتے ہیں انھوں نے باب الکرخ پر حملہ کر کے اسے آگ لگادی اور منگل کے دن کرخ کو قصر الوضاح کی حد سے لے کر اندرون کرخ میں کاغذیوں تک کے علاقے کو تباہ کر دیا جس رات یہ واقعہ ہوا اس کی صبح کو علی بن ہشام بغداد میں گھس آیا۔ حربیہ تین دن تک اس سے صراۃ کے پرانے اور نئے پل اور پن چکیوں کے پاس لڑتے رہے اس کے بعد حربیہ سے وعدہ کیا کہ جب مال گزاری وصول ہوگی میں تم کو چھ ماہ کی تنخواہ اکٹھی دے دوں گا۔ انھوں نے کہا کہ چونکہ ماہ صیام سر پر آ رہا ہے اس لئے اس کے خرچ کے لئے پچاس درہم فی کس فوراً دے جائیں۔

زید بن موسیٰ کا خروج

علی نے اس درخواست کو مان لیا اور اب وہ ان کو یہ رقم دینے لگا مگر ابھی تک وہ سب کو بے باق بھی نہیں کرنے پایا تھا کہ زید بن موسیٰ بن محمد بن علی بن حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب نے جو زید النار کے نام سے مشہور ہے بصرہ میں خروج کر دیا، یہ علی بن ابی سعید کی نگرانی میں قید تھا اس قید سے کسی طرح نکل کر اس نیا علانیہ بغاوت کر دی اس نے ذوالقعدہ ۲۰۰ ہجری میں انبار کی ایک سمت میں خروج کیا تھا ابوالسرایا کا بھائی بھی اس کے ساتھ تھا بغداد سے اس کی گرفتاری کے لئے فوجیں روانہ کی گئیں۔

علی کا بغداد سے بھاگنا

وہ اسے علی بن ہشام کے پاس پکڑ لائیں مگر علی صرف ایک جمعہ بغداد میں رہ سکا اس کے بعد وہ حربیہ کے پاس

سے بھاگ کر نہر صرصر چلا آیا اس کے اس طرح بھاگ آنے کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک طرف تو اس نے پچاس درہم فی کس ادا کرے یا جو وعدہ کیا تھا اسے پورا نہیں کیا اور اسی لیت ولعل میں رمضان گزر کر ذی الحجہ آ گیا دوسرے یہ کہ ہرثمہ کی اس درگت کی اطلاع ملی جو اس کے دشمنوں نے خراسان میں اس کی بنائی۔ اس جوش میں انھوں نے علی پر حملہ کر کے اسے شہر سے نکال دیا اس وقت اس تحریک اور لڑائی کا اصلی کارکن محمد ابی خالد تھا یہ اس لئے شریک ہوا تھا کہ بغداد میں آ جانے کے بعد علی بن ہشام اس کی اس کے شایان شان تعظیم وتوقیر نہیں کرتا تھا جس کی بنا پر جب محمد بن ابی خالد اور زہیر بن المسیب میں کسی بات پر جھگڑا ہوا تو زہیر کو یہ جسارت ہوئی کہ اس نے محمد کو مارنے کے لئے کوڑا اٹھایا محمد کو اس پر بہت غصہ آیا وہ ذی قعدہ میں حربیہ کے ساتھ شامل ہو کر اپنے دشمنوں سے لڑنے کے لئے باقاعدہ میدان جنگ میں آ گیا ہزار ہا آدمی اس کے ساتھ ہو گئے علی بن ہشام وغیرہ اس کا کچھ نہ کر سکے محمد نے ان کو نہ صرف بغداد سے خارج کر دیا بلکہ باہر نکل کر بھی اس کا تعاقب کیا اور نہر صرصر سے بھی ان کو مار بھگایا۔

دیگر مختصر واقعات

اس سال مامون نے رجا بن ابی الضحاک اور اپنے خدمت گار فرناس کو خراسان بھیجا کہ وہ علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد اور محمد بن جعفر کو ان کی خدمت میں لے کر آئیں۔ اس سال عباسؓ کی اولاد کا شمار کیا گیا ان کی تعداد ۳۳ ہزار ثابت ہوئی جس میں مرد اور عورتیں دونوں شریک تھے، اس سال رومیوں نے اپنے بادشاہ لیون کو جس نے سات سال چھ ماہ ان پر بادشاہت کی تھی قتل کر کے دوسرے مرتبہ میخائیل بن جور جس کو اپنا بادشاہ بنایا۔ اس سال مامون نے یحییٰ بن عامر بن اسماعیل کو اس گستاخی کی پاداش میں کہ اس نے ان کے منہ پر ان کو امیر الکافرین کہا تھا اپنے سامنے قتل کرا دیا اس سال ابو اسحق بن الرشید کی امارت میں حج ہوا۔

۲۰۱ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال اہل بغداد نے منصور بن المہدی کو خلافت قبول کرنے کے لئے بہت پھسلایا مگر اس نے نہ مانا جب خلیفہ بننے سے اس نے مکمل طور پر انکار کر دیا تو اب انھوں نے اس کی خواہش کی کہ آپ ہمارے امیر ہو جائیں اور خلیفہ مامون ہی کو تسلیم کریں اس تجویز کو اس نے قبول کر لیا۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔

منصور المہدی کی بغداد میں آمد

ہم اہل بغداد کے علی بن ہشام کو بغداد سے نکالنے کا سبب بیان کر آئے ہیں۔ جب حسن بن سہل کو جو اس وقت مدائن میں تھا اس واقعہ کی اطلاع ملی تو وہ خود بخود ڈر کر ۲۰۱ھ ہجری کے شروع میں مدائن سے پسپا ہو کر واسط چلا گیا۔

علی کے بغداد سے نکلنے کی وجہ

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اہل بغداد نے علی بن ہشام کو اس وجہ سے بغداد سے نکالا ہے کہ جب ابو السرایا کے

قتل کے بعد حسن بن سہل نے محمد بن ابی خالد المروروذی کو بغداد بھیجا محمد بن ابی خالد اس کا مخالف ہو گیا۔ حسن نے علی بن ہشام کو بغداد کی جانب غربی اور زہیر بن المسیب کو مشرقی جانب کا گورنر مقرر کر دیا اور خود وہ خیزرانیہ میں مقیم رہا نیز اسی زمانے میں حسن نے عبداللہ بن علی بن عیسیٰ بن ماہان کو کوڑوں سے حد لگائی۔ اس پر جماعت انبار بگڑ گئی اور ساری فوج میں ہلچل مچ گیا حسن بھاگ کر بربخا آیا اور پھر باسلاما پہنچا۔ اس نے حکم دیا کہ عسکر مہدی کے سپاہیوں کو تنخواہیں دے دی جائیں مگر اہل غربی کو نہ دی جائیں اس وجہ سے دونوں سمت والے لڑ پڑے محمد بن ابی خالد نے حربیہ جماعت کو بہت سی دولت دے کر اپنا کر لیا علی بن ہشام مقابلہ سے بھاگا اس کے بھاگنے کی وجہ سے خود حسن بن سہل بھی اپنے مقام سے بھاگ کر واسط چلا گیا محمد بن ابی خالد بن الہندوان نے اُس کیا علانیہ مخالف کی طرح اس کا تعاقب کیا اور اب یہی اس باغی جماعت کا سرغنہ اور کارفرما ہو گیا تھا اس نے سعید بن الحسن بن قحطبہ کو بغداد کی جانب غربی کا اور نصر بن حمزہ بن مالک کو مشرقی جانب کا گورنر مقرر کیا منصور بن المہدی، خزیمہ بن خازم اور فضل بن الربیع بغداد میں اس کی حمایت کے لئے آمادہ ہو گئے۔

دوسری روایت

ان واقعات کے سلسلے میں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس سال عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد جو طاہر بن الحسین کے ساتھ رقہ سے عراق آیا اس نے اور اس کے باپ نے حسن سے لڑنے کی ٹھان لی۔ یہ بغداد سے حربیہ اور اہل بغداد کی فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ پر بڑھے اور واسط کے قریب ابوقریش کے قریہ تک پہنچ گئے ان کی شوکت کا یہ حال تھا کہ جس مقام پر حسن کی کوئی فوج متعین تھی اور یہ وہاں گئے اور ان سے اس کی جنگ ہوئی ہمیشہ حسن ہی کی فوج کو شکست ہوئی، دیر عاقول پہنچ کر محمد بن ابی خالد نے تین دن یہاں قیام کیا اس وقت زہیر بن المسیب جو حسن کی طرف سے جوخی کا عامل تھا اپنے علاقے میں بنی الجنید کے اسکاف میں ٹھہرا ہوا تھا اور یہاں سے وہ بغداد کے امراء اور سرداروں سے خفیہ طور پر خط و کتابت کرتا تھا اس نے اپنے بیٹے ازہر کو بغداد بھیجا وہ اسکاف سے چل کر نہر نہوان پہنچا تھا کہ یہاں محمد بن ابی خالد سے اس کا مقابلہ ہو گیا محمد اس کی طرف لپکا اور اس نے اسکاف جا کر اسے ہر طرف سے گھیر لیا پھر اسے امان دے کر قید کر لیا اور اسے اپنے دیر العاقول کے پڑاؤ میں لے آیا محمد نے اس کے تمام مال و متاع پر اور ہر اس تھوڑی بہت چیز پر جو زہیر کی اسے ملی قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد وہ خود تو واسط کی سمت بڑھا اور زہیر کو اس نے بغداد بھیج کر اپنے چند بیٹے جعفر کے پاس قید کر دیا۔

حسن بن سہیل کی واسط روانگی

اب تک حسن جرجرایا میں ٹھہرا ہوا تھا جب اسے معلوم ہوا کہ زہیر محمد بن ابی خالد کے ہاتھ میں گرفتار ہو گیا ہے وہ اپنے اس مقام سے چل کر واسط آیا اور یہاں وہ صلح کے دہانے پر ٹھہرا۔ محمد نے دیر العاقول سے اپنے بیٹے ہارون کو نیل بھیجا یہاں سعید بن الساجور الکوفی موجود تھا ہارون نے اسے شکست دی اور اس کا تعاقب کرتا ہوا کوفہ میں گھس گیا اور اس پر قابض ہو گیا، اسی زمانے میں عیسیٰ بن یزید الجلودی محمد بن جعفر کے لے کر مکہ سے کوفہ آیا تھا ہارون کے قابض ہو جانے کی وجہ سے اب یہ سب کے سب خشکی کے راستے سے واسط چلے ہارون بھی اپنے باپ کے پاس پلٹ گیا اور وہ دونوں واسط کے شہر پر قبضہ کرنے کے لئے جہاں حسن بن سہل مقیم تھا قریہ ابوقریش میں پھر اکٹھا ہو گئے ان کے مقابلے کے لئے

خود حسن اپنے پڑاؤ سے چل کر واسط کے عقب میں اس کے اطراف میں کسی مقام پر ٹھہرا، امین معزول کے قتل کے بعد سے فضل بن الربیع روپوش تھا جب اسے معلوم ہوا کہ محمد بن ابی خالد واسط پہنچ گیا ہے اس نے محمد سے امان کی درخواست کی محمد نے اسے امان دیدی اور اب وہ ظاہر ہو گیا۔

محمد اور عیسیٰ کی فوجوں میں لڑائی

اب محمد بن ابی خالد لڑائی کے لئے بالکل آمادہ ہو گیا چنانچہ وہ اور اس کا بیٹا عیسیٰ اپنی فوجوں کو لے کر واسط سے صرف دو میل کے فاصلہ پر آ گئے حسن نے اپنی فوج اور سرداروں کو ان کے مقابلہ کے لئے آگے بڑھایا شہر واسط کے مکانات کے قریب فریقین میں نہایت ہی شدید خونریز لڑائی ہوئی عصر کے بعد غبار اور ہوا کا اس قدر شدید طوفان آیا کہ دونوں فریق ایک دوسرے میں گڈمڈ ہو گئے محمد بن ابی خالد کی فوج کو شکست ہوئی صرف وہ تنہا مقابلہ پر جمارہا جب بہت سخت زخمی ہو گیا تو وہ بھی بھاگا اور اب اس کی فوج کو نہایت ہی بری طرح شکست ہوئی حسن کی فوج نے یہ شکست اسے اتوار کے دن ربیع الاول ۲۰۱ھ کے ختم ہونے سے سات روز پہلے دی۔

محمد بن ابی خالد کی پسپائی

محمد بھاگ کر جب صلح کے دہانے پہنچا حسن کی فوج اس کے مقابلہ کے لئے چلی ان سے جنگ کرنے کے لئے محمد نے صف آراستہ کی مگر رات ہوتے ہی وہ اپنی فوج کو لے کر مقابلہ سے ہٹ گیا اور مبارک پہنچ کر اس نے پڑاؤ دوسرے دن صبح کو حسن کی فوجیں پھر سامنے آئیں محمد نے ان کا مقابلہ کیا اور تمام دن لڑائی ہوتی رہی رات ہوتے ہی وہ یہاں سے بھی چل دیئے اور جبل آئے یہاں محمد نے قیام کیا اور اپنے بیٹے ہارون کو نیل بھیج دیا وہ نیل پہنچ کر ٹھہر گیا اور خود محمد جرجرایا میں ٹھہرایا۔ مگر جب اس کے زخم زیادہ خراب ہوئے اس نے اپنے دوسرے سرداروں کو اپنے پڑاؤ میں چھوڑا اور اس کو اس کا بیٹا ابوزنبیل ۶ ربیع الآخر دوشنبہ کی رات کو بغداد میں لے آیا مگر اسی رات محمد بن ابی خالد نے اپنے زخموں کی وجہ سے بغداد میں انتقال کیا اور وہ اپنے ہی گھر میں خفیہ طور پر دفن کر دیا گیا زہیر بن المسیب جعفر بن محمد بن ابی خالد کے پاس قید تھا بغداد آ کر ابوزنبیل پیر کے دن ۸ ربیع الآخر کو خزیمہ بن خازم کے پاس آیا اور اس سے اپنے باپ کا واقعہ بیان کیا خزیمہ نے بنی ہاشم اور دوسرے امراء کو بلا کر اس کی اطلاع دی۔

زہیر کا قتل

اور عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کا وہ خط پڑھ کر سنایا جس میں اس نے لکھا تھا کہ اب اپنے باپ کے بجائے میں آپ کی حمایت میں آپ کے دشمنوں سے نمٹ لیتا ہوں، حاضرین نے اس کی امارت پسند کر لی اور اب عیسیٰ اپنے باپ کی جگہ سپہ سالار ہو گیا ابوزنبیل خزیمہ کے پاس سے پلٹ کر زہیر بن المسیب کے پاس آیا اور اسے قید خانے سے نکال کر قتل کر دیا۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے بہت ہی بے رحمی سے اسے ذبح کر کے اس کے سر کو کاٹ کر عیسیٰ کے پاس اس کی قیام گاہ میں بھیج دیا عیسیٰ نے اسے ایک بانس پر لٹکا دیا۔ لوگوں نے اس کے جسم کو لے کر اس کے دونوں پاؤں میں رسی باندھی اور پھر تمام بغداد میں اسے گشت کرایا خود اسکے اور اس کے خاندان والوں کے مکانات پر جو باب الکوفہ میں

تھے اسے رکھنے کے لئے لائے پھر کرخ میں اسے گشت کرایا۔ جب شام ہوئی تو اسے باب الشام واپس لے آئے اور اسی رات کو اس کے جسم کو دجلہ میں ڈال دیا۔

ابوزنبیل سے لڑائی

یہ واقعہ ۸ ربیع الآخر دوشنبہ کے دن ہوا اس کارروائی کے بعد ابوزنبیل پھر اپنے بھائی عیسیٰ کے پاس چلا آیا عیسیٰ نے اسے صراۃ کے دہانے بھیج دیا حسن بن سہل کو محمد بن ابی خالد کے مرنے کی اطلاع ہوئی وہ واسط سے چل کر مبارک آیا اور یہاں ٹھہر گیا۔ جمادی الآخر میں اس نے حمید بن عبدالحمید الطوسی کو جس کے ہمراہ عرا کو الاعرابی، سعید بن الساجور، ابوالبط محمد بن ابراہیم الافریقی اور دوسرے کئی نامی شہ سوار تھے ابوزنبیل سے لڑنے بھیجا صراۃ کے دہانے پر اُن کی لڑائی ہوئی انھوں نے اسے شکست دی یہاں سے پسپا ہو کر وہ اپنے بھائی ہارون کے پاس نیل چلا آیا مگر یہاں بھی حسن کی فوجوں نے اُسے آلیا اور نیل کے گھروں کے قریب ہی فریقین میں لڑائی ہونے لگی تھوڑی دیر تک جم کر مقابلہ ہوتا رہا مگر پھر ہارون اور ابوزنبیل کی فوجوں نے شکست کھائی اور وہ بھاگتے ہوئے مدائن آئے یہ جنگ بروز پیر جمادی الثانی کے اختتام سے پہلے ہوئی۔ حمید اور اس کے ساتھیوں نے نیل میں گھس کر تین دن مسلسل سے خوب ہی لوٹا اہل نیل کے تمام مال و متاع پر انھوں نے قبضہ کر لیا نیز آس پاس کے گاؤں بھی تاراج کر دئے۔

خلافت کے مسئلہ پر گفتگو

محمد بن ابی خالد کے مرنے کے بعد بنوہاشم اور بغداد کے امراء نے خلافت کے مسئلہ پر بھی گفتگو کی تھی ان کی رائے تھی کہ ہمارے آپس ہی میں سے ہم کیوں نہ کسی شخص کو خلیفہ بنالیں اور مامون کو خلافت سے علیحدہ کر دیں۔ ابھی وہ اس کے فیصلہ کے لئے ایک دوسرے کو تیار کر رہے تھے کہ ان کو ہارون اور ابوزنبیل کی شکست کی اطلاع ملی۔ اب انھوں نے منصور بن المہدی کی بہت خوشامد کی کہ تم خلیفہ ہو جاؤ۔ اس نے اس سے انکار کر دیا مگر وہ لوگ برابر اس سے اصرار کرتے رہے آخر کار انھوں نے اسے بغداد اور عراق کا امیر مامون کے نائب کی حیثیت سے بنا ہی لیا اس موقع پر انھوں نے کہا کہ ہم مجوسی اور مجوسی زادے حسن بن سہل کی اطاعت ہرگز قبول نہیں کرتے ہم اسے یہاں سے نکالے دیتے ہیں وہ خراسان واپس جائے۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب بغداد والے حسن بن سہل سے لڑنے کے لئے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کے ساتھ ہو گئے تو حسن بن سہل کو محسوس ہوا کہ وہ اب عیسیٰ کا مقابلہ نہیں کر سکتا اس نے وہب بن سعید الکاتب کو عیسیٰ کے پاس بھیجا اور یہ پیغام بھیجا کہ میں تمھارے ہاں رشتہ کرنے کے لئے تیار ہوں ایک لاکھ دینار دوں گا تمھیں تمھارے خاندان والوں اور اہل بغداد کو امان دوں گا اور جہاں کی ولایت پسند کرو وہ تم کو دے دی جائے گی عیسیٰ نے اس کے جواب میں یہ مطالبہ کیا کہ ان مواعید کے لئے مامون کا اپنا لکھا ہوا خط بھیجا جائے حسن نے وہب کو دوبارہ عیسیٰ کے پاس بھیجا اور اقرار کیا کہ میں تمھارے اس مطالبہ کو بھی تسلیم کرتا ہوں مگر وہب مبارک اور جبل کے درمیان ہی غرق ہو گیا اس کے بعد عیسیٰ نے اہل بغداد کو لکھا کہ جنگ میں مصروفیت کی وجہ سے میں خراج وصول نہیں کر سکتا تم بنی ہاشم کے کسی شخص کو والی بنالو انھوں نے منصور بن المہدی کو اپنا والی مقرر کر لیا اس نے کلواذی میں اپنی چھاؤنی ڈالی اہل بغداد نے تو یہ خواہش کی تھی کہ وہ خلافت قبول کرے مگر اسے اس نے نہ مانا اور کہا کہ میں امیر المومنین کا صرف اس وقت تک کے لئے نائب ہوں جب

تک کہ وہ خود تشریف لائیں یا کسی دوسرے کو والی مقرر کر کے بھیجیں، بنو ہاشم، امراء اور فوج اس بات ہی پر راضی ہو گئی اس تمام معاملہ کو خزیمہ بن خازم نے سرانجام دیا منصور نے ہر سمت اپنے عمال بھیج دیئے۔

غسان بن آباد کی گرفتاری

عین اسی زمانے میں حُمید الطوسی بنو محمد کی تلاش میں بغداد آتا ہوا مدائن پہنچا ایک دن وہاں قیام کر کے پھر وہ نیل کی طرف پلٹ گیا اس کی پیش قدمی کی اطلاع منصور کو ہوئی وہ بغداد سے چل کر کلواذی میں فروکش ہوا اور یحییٰ بن علی بن عیسیٰ بن ماہان مدائن کی طرف بڑھا پھر منصور نے اسحٰق بن العباس بن محمد الہاشمی کو دوسری جانب سے روانہ کیا اس نے نہر صرصر پر پڑاؤ کیا اور غسان بن عباد بن ابی الفرج ابو ابراہیم بن غسان فرمانروائے خراسان کے صاحب جرس کو کوفہ کی سمت روانہ کیا۔ یہ وہاں سے بڑھ کر قصر ابن ہبیرہ آ کر وہاں مقیم ہو گیا۔ جب اس کے آنے کی اطلاع حمید کو ہوئی اس نے دفعۃً غسان کی بے خبری میں وہاں پہنچ کر قصر کا محاصرہ کر لیا غسان کو گرفتار کیا، اس کی فوج کی وردی اور اسلحہ لے لئے اور بہت سوں کو قتل کر دیا۔ یہ ۴ رجب دوشنبہ کا واقعہ ہے۔ اس کے بعد ہر جماعت اپنی اپنی قیام گاہ میں مقیم رہی کسی نے کوئی حرکت نہیں کی البتہ محمد بن یقطین بن موسیٰ جواب تک حسن بن سہل کے ساتھ تھا اس کے پاس سے بھاگ کر عیسیٰ سے جا ملا عیسیٰ نے اسے منصور کے پاس بھیج دیا منصور نے اسے حمید کی سمت روانہ کر دیا اس وقت خود حمید تو نیل میں مقیم تھا البتہ اس کا دستہ قصر میں تھا۔ ابن یقطین ۲ شعبان ہفتہ کے دن بغداد سے روانہ ہو کر کوثی آیا حمید کو اس کی خبر ہوئی اس نے اور اس کی فوج نے وہیں اسے بے خبری میں آلیا حمید اس سے لڑ پڑا اور اس نے اُسے مار بھگایا۔ اس کے بہت سے سپاہیوں کو قتل کر دیا اور قید کر لیا اس کے علاوہ ایک بہت بڑی تعداد غرق ہو گئی حمید اور اس کی سپاہ نے کوثی کے قرب وجوار کے تمام دیہات تاخت وتاراج کر دیئے گائے، بکری، گدھوں کو لوٹ لیا اس کے علاوہ زیور اور ہر قسم کے دوسرے سامان کو جس پر دسترس ہو سکی لوٹ لیا اس واقعہ کو ختم کر کے حمید پھر نیل چلا آیا اور ابن یقطین پسپا ہو کر نہر صرصر آ گیا۔

عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کی چھاؤنی کی مردم شماری

عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد نے اپنی چھاؤنی کی مردم شماری کی ایک لاکھ پچیس ہزار فوج تھی جس میں سوار اور پیادے دونوں شامل تھے۔ اس نے سوار کو چالیس اور پیادے کو بیس درہم کے حساب سے معاش دی۔

اس سال بغداد کے فاسقوں کی سرکوبی کے لئے رضا کاروں کی ایک جماعت اٹھ کھڑی ہوئی خالد الدریوش اور ابو حاتم سہل بن سلامۃ الانصاری الخراسانی اس جماعت کے رئیس تھے۔

بغداد کے رضا کاروں کا خروج

خروج کی وجہ

اس جماعت کے خروج کا سبب یہ ہوا کہ حربیہ کے فساق اور بغداد اور کرخ کے شاطر دوسرے لوگوں کو بہت سخت ایذا دینے لگے وہ علانیہ طور پر بدکاری کرتے تھے راہگیروں کو لوٹ لیتے تھے اور سب کے سامنے راستوں پر سے عورتوں اور لڑکوں کو اٹھا لے جاتے تھے وہ اتنے نڈر ہو گئے تھے کہ جماعت بنا کر کسی کے پاس جاتے اور زبردستی اس کے

بیٹے کو اٹھا لے جاتے اور وہ ان کی کوئی مزاحمت نہیں کر سکتا، لوگوں سے قرض اور صلے کے طور پر دولت طلب کرتے کوئی انکار نہیں کر سکتا ان کی جماعتیں دیہات جاتیں وہاں پہلے تو خوب دعوتیں کھاتے اور پھر جس قدر مال یا نقد پر ان کی دسترس ہوتی اس کو زبردستی وصول کر لیتے نہ حکومت ان و روکتی تھی اور نہ اس کا ان پر کوئی زور ہی رہا تھا کیونکہ اس وقت حکومت خود ان کی امداد پر جی رہی تھی اور وہی اندرونی طور پر اس کے یار و مددگار تھے اسی وجہ سے ان کی بری سے بری حرکت کو بھی وہ نہیں روک سکتی تھی وہ تاجروں سے چاہے وہ شاہراہوں پر ہوں کشتیوں میں ہوں اور سواریوں پر سوار ہوں لگان وصول کرتے تھے، یہ باغوں کی پاسبانی کرتے اور اس کا حصہ بٹاتے تھے اعلانیہ ڈاکے ڈالتے تھے اور کوئی شخص ان پر ہاتھ نہیں اٹھاتا تھا ان کی وجہ سے تمام مخلوق سخت مصیبت میں مبتلا تھی ان کی جرات یہاں تک بڑھی کہ انھوں نے قُطر بُل کو دن دیہاڑے لوٹ لیا۔ مال و متاع، سونا چاندی، بکریاں گائے اور گدھے وغیرہ لوٹ کر بغداد لائے اور یہاں ان کو سر بازار بیچنا شروع کیا۔

اہل قُطر بُل نے بغداد آ کر حکومت سے استغاثہ کیا مگر کسی کو یہ ہمت نہیں ہوئی کہ وہ ان مظلوموں کی مدد کرتا نہ حکومت نے ان کے مقبوضہ مال میں سے کوئی چیز ان کو واپس دلائی یہ واقعہ آ کر شعبان میں ہوا، جب لوگوں نے یہ کیفیت دیکھی کہ حکومت کو کوئی پروا نہیں اور بدمعاش لوگوں کا اس قدر مال لوٹ لا کر اعلانیہ بیچ رہے ہیں اور خود ان کے بازاروں میں یہ معاملہ ہو رہا ہے اور انھوں نے تمام ملک میں فتنہ و فساد ظلم و زیادتی اور لوٹ مار مچا رکھی ہے اور اس کے باوجود، حکومت ان سے کوئی باز پرس نہیں کرتی ہر محلہ اور کوچہ کے صلحاء اس کی روک تھام کے لئے کھڑے ہوئی وہ ایک دوسرے سے جا کر ملے اور کہنے لگے کہ اس کوچے میں ایک یا دو فاسق رہتے ہیں زیادہ سے زیادہ تعداد دس تک ہے بڑے افسوس کی بات ہے کہ اس مٹھی بھر جماعت نے آپ لوگوں پر باوجودیکہ آپ ان سے کہیں زیادہ ہیں یہ چیرہ دستی کر رکھی ہے اگر آپ لوگ سب پوری طرح اتفاق کر لیں اور پھر ان کا مقابلہ کریں تو آپ ان کا قلع قمع کر دیں گے اور پھر ان کی یہ جرات نہ ہوگی کہ وہ آپ کے بیچ میں یہ ناشائستہ حرکات کریں، خالد الدریوش وانبار کی سڑک کی ایک سمت میں بود و باش رکھتا تھا کھڑا ہوا اس نے اپنے پڑوسیوں گھر والوں اور اہل محلہ کو دعوت دی کہ آپ نیکی کی اشاعت اور برائی کے روکنے میں میری مدد کریں ان لوگوں نے اس کی دعوت پر لبیک کہا اب اس جماعت نے اپنی قریب کے فاسقوں اور شاطروں پر حملہ کر کے ان کو ان کی بدکرداریوں سے روکا مگر وہ نہ مانے بلکہ اس سے لڑنے کے لئے تیار ہو گئے خالد ان سے لڑا اس نے ان کو مار بھگایا اور بعض کو پکڑ کر خوب پیٹا اور پھر قید کر کے سرکار میں پیش کر دیا اس نے یہ سب کچھ تو کیا مگر اس سے حکومت کی مخالفت قطعی مقصود نہ تھی۔

حربیہ کے شخص کی بیعت اور قوانین

اس کے بعد اہل حربیہ کا ایک شخص ابو حاتم سہل بن سلامۃ الانصاری خراسان کا باشندہ کھڑا ہوا اس نے بھی لوگوں کو نیکی کی تعلیم بدی سے ممانعت اور قرآن اور سنت پر عمل پیرا ہونے کے لئے دعوت دی اپنے گلے میں کلام پاک لٹکایا پھر سب سے پہلے اپنے پڑوسی اور ہم محلہ لوگوں کو پند و نصیحت شروع کی انھوں نے اس کی بات مانی پھر اس نے تمام لوگوں کو شریف، کمین بنی ہاشم اور ان کے ماسوا دوسرے تمام لوگوں کو اس مقصد کے لئے دعوت دی اس کے لئے ایک دیوان بنایا جو شخص اس مقصد کے لئے اس کے پاس آ کر بیعت کرتا اور اقرار کرتا کہ جو شخص چاہے اب ہو یا آئندہ اس کی

یا اس کی تحریک کی مخالفت کرے گا میں اس سے لڑونگا اس شخص کا نام دیوان میں ثبت کرلیا جاتا ہزار ہا آدمیوں نے آکر اس کی بیعت کی اس نے تمام شہر بغداد میں اس کے بازاروں، مضافات اور شاہراہوں پر گشت کی اور ممانعت کردی کہ آئندہ سے کوئی شخص پھلوں کی تقسیم پر باغوں کی نگرانی اپنے ذمہ نہ لے کیونکہ اس قسم کا معاملہ اسلام میں ناجائز ہے اسی طرح کوئی شخص غلے کے تاجروں اور مسافروں سے کوئی لگان نہ لے اس نے کہا کہ خفارہ اسلام میں جائز نہیں خفارہ کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص باغ کے مالک سے آکر کہتا ہے کہ تیرا باغ پکنے کے قریب ہے جو اسے نقصان پہنچانے کی کوشش کریگا میں اسے روک دوں گا اور تم کو اس کے عوض میں ہر ماہ اس قدر درہم دینا پڑینگے، چارو ناچار باغ کے مالک کو یہ مطالبہ ماننا ہی پڑتا تھا سہل نے اس معاملہ کو بھی اپنے ذمے لے لیا تھا مگر درویش نے سہل کی مخالفت کی اور اس نے کہا کہ میں حکومت پر کوئی الزام عائد نہیں کرنا چاہتا نہ میں اس سے کسی قسم کی باز پرس کروں گا نہ لڑوں گا نہ کسی بات کا حکم دوں گا اور نہ کسی بات سے روکوں گا سہل نے کہا مگر میں تو ہر اس شخص سے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کی مخالفت کرے گا چاہے وہ حکومت ہو یا کوئی اور ضرور لڑوں گا حق سب کے لئے برابر ہے اور اسی وجہ سے اس کی حمایت بھی سب پر فرض ہے جو اس ارادے سے میرے ہاتھ پر بیعت کرے اسے میں قبول کروں گا اور جو ان شرائط کو نہ مانے میں اس سے بھی لڑوں گا، ۴ رمضان ۲۰۱ ہجری جمعرات کے دن سہل اپنی اس دعوت کے اعلان کے لئے طاہر بن الحسین کی اس مسجد میں جسے اس نے حربیہ میں بنایا تھا کھڑا ہوا، اس سے دو یا تین دن پہلے خالد الدریوش اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

منصور کی بغداد آمد

اس زمانے میں منصور بن المہدی اپنی کلبل کی چھاؤنی میں ٹھہرا ہوا تھا جب سہل بن سلامہ اور اس کے پیرو اعلانیہ کھڑے ہوگئے اور اس کی اطلاع منصور اور عیسیٰ کو ہوئی تو چونکہ ان کی فوجوں میں اکثر اسی قسم کے بدمعاش آوارہ گرد اور بدکردار آدمی بھرے ہوئے تھے ان کی ہمتیں ٹوٹ گئیں منصور بغداد چلا آیا، اور عیسیٰ نے جو پہلے سے حسن بن سہل سے رابطہ رکھتا تھا بغداد کے اس ہنگامے کی خبر پاتے ہی اس سے اپنے گھر والوں اور ساتھیوں کے لئے امان کی درخواست کی اور یہ بھی شرط کی کہ جب حسن کو بتائی وصول ہوا سکے ساتھیوں، اس کی سپاہ اور اہل بغداد کو چھ مہینے کی معاش دے، حسن نے یہ درخواست منظور کرلی عیسیٰ اپنی چھاؤنی سے اٹھ کر ۱۳ شوال دوشنبہ کے دن بغداد چلی آئیں عیسیٰ نے ان کو بتادیا کہ میں نے ان شرائط کے ساتھ سب کے لئے صلح کرلی ہے اسے سب نے پسند کیا اب وہ مدائن چلا آیا، یہاں یحییٰ بن عبداللہ، حسن بن سہل کا چچیرا بھائی اس کے پاس آیا اور ہدیرالعاقول ٹھہرا سب نے اسے سواد کا والی بنالیا مگر عیسیٰ کو بھی انھوں نے اس کی ولایت میں اس طرح شریک کردیا کہ پرگنات اور بغداد کے علاقوں کو ان میں تقسیم کردیا کچھ ایک کے تحت اور کچھ دوسرے کے تحت کردیے گئے۔ جب عیسیٰ حسن بن سہل سے ساز باز کرکے اس طرح اس کے ساتھ ہوگیا اور عسکر مہدی والے اس کے پہلے بھی مخالف تھے اب مطلب بن عبداللہ بن مالک الخزاعی سہل بن سلامۃ کے مقابل اٹھا اس نے مامون اور سہل کے بیٹے فضل اور حسن کے لئے دعوت دی، سہل نے اسے اس سے روکا اور کہا کہ اس لئے تو تم نے میری بیعت نہیں کی۔

سہل کے لئے بیعت اور جنگ

منصور بن المہدی، خزیمہ بن خازم اور فضل بن الربیع شہر کے اندر چلے آئے اور اسی دن انھوں نے سہل بن

سلامہ کی دعوت پر اس کی بیعت کی اور مطلب سے بھاگ کر حربیہ میں قیام پذیر ہوئی، سہل بن سلامہ، حسن بن سہل کی طرف آیا اس نے مطلب کو اپنے پاس بلا بھیجا اور کہا کہ تم نے اس لئے تو میرے ہاتھ پر بیعت نہیں کی تھی مگر مطلب نے اس کا کہا نہ مانا اور اُس کے پاس آنے سے انکار کر دیا دو یا تین دن تک سہل کی اس سے نہایت ہی سخت اور خونریز لڑائی ہوئی پھر عیسیٰ اور مطلب نے صلح کر لی اور عیسیٰ نے سہل کو دھوکے سے قتل کرا دینے کے لئے اپنا ایک آدمی مقرر کر دیا اس نے موقع پا کر تلوار کا وار کیا سہل پر اس کی ضرب کا کچھ اثر نہ ہوا مگر اس کے بعد وہ اس معاملہ کو چھوڑ کر اپنے مکان چلا آیا اور اب صرف عیسیٰ اس جماعت کا کارفرما رہ گیا اور لوگ لڑائی سے رک گئے۔

حمید کی کوفہ آمد

اس زمانے میں حمید بن عبدالحمید نیل میں مقیم تھا جب اسے اس ہنگامے کی خبر ملی وہ کوفہ آ کر چند روز وہاں مقیم رہا پھر کوفہ سے قصر ابن ہبیرہ آ گیا اور یہیں اس نے اقامت اختیار کی مکان بنایا اس کے گرد فصیل اور خندق بنائی یہ ذی قعدہ کے آخر کا واقعہ ہے۔

عیسیٰ بغداد میں قیام پذیر رہا اس دوران وہ غلہ کے انتظار میں فوج کا معائنہ اور ان کی صحت کرتا رہا نیز اس نے پھر سہل بن سلامہ سے اپنے کیے کی معافی مانگی اور اس سے کہا کہ آپ پھر نکلیں اور حسب سابق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کریں اس کے لئے میں آپ کا حامی اور مددگار رہوں چنانچہ سہل اب پھر حسب سابق کتاب اور سنت پر عمل کی دعوت دینے لگا۔

اس سال مامون نے علی بن موسیٰ بن جعفر بن علی بن حسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب کو مسلمانوں کا ولی عہد اور اپنے بعد ان کا خلیفہ مقرر کر کے رضائے آل محمد ان کا نام رکھا فوج کو حکم دیا کہ سیاہ لباس چھوڑ کر سبز لباس اختیار کرے اس کے لئے انھوں نے تمام علاقوں میں احکام نافذ کر دیئے۔

علی الرضا کی ولایت عہد

عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد اپنی چھاؤنی سے بغداد آ کر اپنی فوج کے معائنہ ہی میں مصروف تھا کہ اس کے پاس حسن بن سہل کا خط آیا جس میں اس نے عیسیٰ کو اطلاع دی تھی کہ امیر المومنین مامون نے علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد کو اپنے بعد اپنا ولی عہد مقرر کیا ہے اس انتخاب سے پہلے انھوں نے بنی عباس اور بنی علی کے ہر شخص پر غور کیا مگر اس سے بہتر، زیادہ متقی پرہیزگار اور عالم دین ان کو دوسرا نظر نہیں آیا انھوں نے اس لقب ''رضائے آل محمد'' رکھا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں سیاہ لباس ترک کر کے اب سبز لباس اختیار کرلوں، یہ خط عیسیٰ کو ۲ رمضان ۲۰۱ ہجری منگل کے دن ملا۔ اپنے اس خط میں حسن بن سہل نے اسے یہی حکم دیا کہ اپنے پاس والوں سپاہ افسر اور بنی ہاشم کو حکم دے کہ وہ علی الرضائے کے لئے بیعت کریں اور تمام پوشاک قبا، کلاہ اور عمامہ سبز پہنا کریں اور تمام بغداد والوں سے اس حکم پر عمل کرایا جائے۔

بنی عباس کا ردعمل

عیسیٰ نے اطلاع ملتے ہی اہل بغداد کو اس حکم کی بجا آوری کی ہدایت کی اور وعدہ کیا کہ ایک ماہ کی تنخواہ میں ابھی دے دیتا ہوں باقی غلہ آنے پر بے باق کر دی جائیگی اس پر بعض نے اس حکم کے ماننے سے انکار کر دیا اور انھوں نے

کہا کہ ہم ہرگز حکومت کو بنی عباس سے نہیں نکلنے دیں گے اس میں فضل بن سہل کی گہری چال معلوم ہوتی ہے، چند روز اسی اختلاف میں گزرے بنی عباس اس تجویز پر بہت برہم ہوئے اور آپس میں مشورہ کر کے انھوں نے یہ طے کیا کہ ہم اپنے ہی میں سے ایک شخص کو اپنا خلیفہ بناتے ہیں اور مامون کو خلافت سے علیحدہ کرتے ہیں مہدی کے بیٹے ابراہیم اور منصور اس مخالفت میں سب سے زیادہ نمایاں تھے چنانچہ اسی سال اہل بغداد نے مامون کو چھوڑ کر ابراہیم بن المہدی کو اپنا خلیفہ بنایا۔

ابراہیم بن المہدی کی بیعت کا ذکر

ہم بغداد کے عباسیوں کی مامون سے ناراضگی کا سبب پہلے بیان کر چکے ہیں اور ان لوگوں کا بھی ذکر کر چکے ہیں جو حسن بن سہل سے لڑنے کے لئے آمادہ اور متحد ہو گئے جس کی بنا پر حسن بغداد چھوڑ کر چلا گیا اس کے بعد مامون نے علی الرضا کو اپنا ولی عہد مقرر کر لیا اور لوگوں کو سبز لباس پہننے کا حکم دیا اور حسن بن سہل نے اس کے متعلق عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو لکھا کہ وہ اہل بغداد سے اس حکم کی بجا آوری کرائے اس نے بروز منگل ذی الحجہ کے اختتام سے پانچ روز قبل اہل بغداد سے ان احکام کی بجا آوری کروائی اس موقع پر عباسیوں نے یہ ظاہر کیا کہ ہم نے تو ابراہیم بن المہدی کو اپنا خلیفہ بنا لیا ہے ان کے بعد ان کے بھتیجے اسحٰق بن موسیٰ المہدی کو ولی عہد مقرر کر لیا ہے اور ہم نے مامون کو خلافت سے علیحدہ کر دیا ہے۔ ہم آئندہ سال کی پہلی محرم کو ہر اس شخص کو دس دینار دیں گے جو ہمارے ساتھ ہوگا۔

اس دعوت کو بعض لوگوں نے قبول کیا اور بعض لوگوں نے کہا کہ جب تک ہمیں یہ رقم مل نہ جائے ہم اسے نہیں مانتے جمعے کے دن جب لوگ نماز کے لئے تیار ہوئے انھوں نے چاہا کہ خود مستقل خلیفہ تو ہے نہیں البتہ منصور کے بجائے ابراہیم کو مامون کا نائب بنالیں انھوں نے ایک شخص کو اس بات پر متعین کر دیا کہ جب مؤذن اذان دے چکے تو وہ اس بات کا اعلان کرے کہ ہم چاہتے ہیں کہ مامون کے لئے دعوت دیں اور اس کے بعد ابراہیم کو خلیفہ بنائیں نیز عباسیوں نے یہ بھی سازش کی کہ ایک جماعت کو اس بات پر آمادہ کر دیا کہ جب یہ شخص مامون کی دعوت کا ذکر کرے تم سب کھڑے ہو کر کہنا کہ ہم اس تجویز کو نہیں مانتے ہونا یہ چاہیے کہ تم سب اس وقت ابراہیم کی خلافت کے لئے بیعت کرو اور ان کے بعد اسحٰق کے لئے اور مامون کو خلافت سے بالکل علیحدہ کر دو کیونکہ ہم نہیں چاہتے کہ وہ ہماری املاک کو اس طرح غصب کرے۔ جس طرح منصور نے کہا عباسیوں نے ان لوگوں سے کہا کہ بس اس قدر کہہ کر تم اپنے گھروں میں خاموش بیٹھ جانا اس کے آگے ہم دیکھ لیں گے چنانچہ اذان کے بعد جب اس مقرر کردہ شخص نے مامون کی بیعت کی دعوت دی تو اس جماعت نے حسب قرارداد اس کو جواب دے دیا اس اختلاف کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس روز نماز جمعہ ہی غائب ہو گئی نہ خطبہ ہوا اور نہ جمعہ کی نماز البتہ سب نے ظہر کی نماز کے چار فرض پڑھے اور اپنے اپنے گھروں کو چلے گئے یہ اس جمعہ کا ذکر ہے جبکہ ماہ ذی الحجہ ۲۰۱ھ ہجری کے اختتام میں دو روز باقی تھے۔

اس سال عبداللہ بن خرداذبہ والی طبرستان نے دیلم کے شہر لارز اور شرز کو فتح کر کے بلاد اسلام میں شامل کر لیا اس نے طبرستان کے پہاڑ بھی مسخر کر لئے اور شہر یار یں شروین کو اس کے پہاڑی جگہ سے بے دخل کر دیا، اس نے مازیار بن قارن کو سر تسلیم خم کرنے کے لئے مامون کی خدمت میں روانہ کر دیا اور ابو لیلیٰ شاہ دیلم کو کسی عہد کے بغیر قید کر لیا۔

دیگر مختصر واقعات

اس سال ابوالسرایا کے صاحب محمد بن محمد نے انتقال کیا، اس سال بابک الخرمی نے جاویدانی بن سہل صاحب البذ کی جماعت جاویدانیہ کے ساتھ شورش برپا کی بابک نے یہ دعویٰ کیا کہ جاویدان کی روح اس میں حلول کر آئی ہے اس نے ایک عام ہنگامہ اور فساد برپا کر دیا۔ اس سال خراسان رے اور اصفہان میں سخت قحط ہوا، اشیائے خوراک بہت ہی مہنگی ہو گئیں اور بہت سی اموات ہوئیں، اس سال اسحٰق بن موسیٰ بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی کی امارت میں حج ہوا۔

آغاز ۲۰۲ھ ہجری

ابراہیم کے لئے بیعت

اس سال اہل بغداد نے ابراہیم بن المہدی کو خلیفہ بنایا اور مبارک اس کا لقب قرار دیا بیان کیا گیا ہے کہ اہل بغداد نے اس سال کی پہلی محرم کو ابراہیم کی بیعت کی اور مامون سے علیحدگی اختیار کی، جمعہ کے دن ابراہیم منبر پر چڑھا سب سے پہلے عبیداللہ بن العباس بن محمد الہاشمی نے بیعت کی اس کے بعد منصور بن المہدی نے اس کے بعد تمام بنی ہاشم نے پھر دوسرے فوجی امرا نے بیعت کی بیعت لینا کا کام المطلب بن عبداللہ بن مالک کے سپرد تھا اسی نے اس معاملہ میں بہت کوشش کی تھی اسی کے ساتھ سندی صالح صاحب المصلی، منجاب اور نصیر خدمت گار اور دوسرے تمام موالی بھی اس معاملہ میں شریک اور اس کے منتظم تھے مگر یہ تمام امراء اور روسا چونکہ مامون سے اس بات پر ناراض تھے کہ انھوں نے کیوں خلافت کا وارث اپنے بعد بنی عباس کے علاوہ دوسرے خاندان کے شخص کو بنا دیا اور کیوں اپنے آباء کا سیاہ لباس ترک کر کے سبز لباس اختیار کیا صرف اس لئے وہ بھی اس تحریک میں شریک ہو گئے تھے۔

ابراہیم بن مہدی کا کوفہ اور علاقہ سواد پر قبضہ

بیعت ہو جانے کے بعد ابراہیم نے فوج سے چھ ماہ کی معاش دینے کا وعدہ کیا وہ بہت روز تک ان کو یوں ہی ٹالتا رہا مگر جب انھوں نے دیکھا کہ یہ تو کچھ بھی نہیں دیتے وہ اس سے بگڑ گئے مجبوراً ابراہیم نے ہر سپاہی کو دو دو سو درہم نقد دیئے اور بعضوں کو بقیہ مطالبہ کی ادائیگی کے لئے پروانے لکھ کر دیئے کہ سواد جا کر نقد واجب الادا کے معاوضہ میں اتنی قیمت کا گیہوں اور جو لے لیں یہ لوگ پروانے لے کر وصولیابی کے لئے نکلے جس چیز پر ان کو قابو ہوا اسے اپنے قبضہ میں کر لیا اس طرح انھوں نے زمینداروں سے دونوں حصے خود وطن داروں کا اور حکومت کے لے لئے۔ ابراہیم نے اہل بغداد کے ساتھ اہل کوفہ اور تمام سواد کے علاقہ پر قبضہ کر لیا اس نے مدائن پر اپنا پڑاؤ ڈالا۔

ابراہیم کا گورنر مقرر کرنا

عباس بن موسیٰ الہادی کو بغداد کی مشرقی اور اسحٰق بن موسیٰ الہادی کو مغربی سمت کا والی مقرر کر دیا اس موقع پر اس نے یہ شعر کہا۔

الــم تــعــلــمــو یــا آل فھــر بــانــنــی
شــریــت بــنــفــســی دونــکــم فــی الــمــھــالــک

کیا آل فہر تم اس بات کو نہیں جانتے کہ تم میں سے
صرف میں نے اپنی جان جوکھوں میں ڈالی ہے۔

اس سال مہدی بن علوان الحروری نے بزر جابور میں خارجیوں کا شعار بلند کر کے خروج کیا اس نے وہاں کے کئی پرگنوں نہر بوق اور راذ اتین پر قبضہ کرلیا۔

مہدی سے جنگ

بیان کیا گیا ہے کہ اس نے ۲۰۳ ہجری کے ماہ شوال میں خروج کیا تھا بہر حال ابراہیم نے ابواسحٰق بن الرشید کو کئی سپہ سالاروں کے ساتھ جن میں ابوالبط اور سعید بن الساجور بھی تھے مہدی سے لڑنے کے لئے بھیجا۔ ابواسحٰق کے ساتھ اس مہم میں اس کے کئی ترک غلام بھی تھے شبیل صاحب السلبہ نے بیان کیا ہے کہ میں اس وقت نوعمر تھا اور ابواسحٰق کے ساتھ تھا خارجیوں سے ہمارا مقابلہ ہوا ایک اعرابی نے ابواسحٰق کو نیزہ مارا مگر ایک ترک غلام نے اسے بچالیا اور اس نے کہا اشناس مرا۔ مجھے جانتے ہو اسی روز سے ابواسحٰق نے میرا نام ہی اشناش رکھ دیا یہ ہی ابوجعفر اشناس ہے، اس لڑائی میں مہدی شکست کھا کر حولایا کی طرف پسپا ہو گیا۔

المطلب کی شکست

بعض ارباب سیر نے اس واقعہ کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ ابراہیم نے مہدی بن علوان بن الدھقان الحروری کے مقابلہ کے لئے مطلب کو بھیجا تھا جب یہ اس کے قریب پہنچا تو اس نے اقذیٰ نامی ایک خارجی کو پکڑ کر قتل کر دیا جو جنگ سے کنارہ کش تھا۔ اس انتقام کے لئے بہت سے دیہاتی جمع ہو گئے اور المطلب سے لڑے اسے شکست دی اور تعاقب کرتے ہوئے اسے بغداد میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔

اس سال ابوالسرایا کے بھائی نے کوفہ میں بغاوت کر دی اور سفید لباس اختیار کیا، ایک جماعت اس کے ساتھ ہو گئی مگر ماہ رجب میں غسان بن ابی الفرج اس سے لڑا اور اسے قتل کر کے اس کے سر کو اس نے ابراہیم بن المہدی کے پاس بھیج دیا۔

ابوالسرایا کے بھائی کی کوفہ میں بغاوت

مامون کا حسن کے نام پیغام

حسن بن سہل مقام مبارک پر اپنی چھاؤنی میں ٹھہرا ہوا تھا کہ اسے مامون کا حکم موصول ہوا کہ تم سبز لباس اختیار کرو اور ہمارے بعد علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد کی ولایت عہد کے لئے بیعت کرو اور بغداد جا کر اس کا محاصرہ کرلو، اس حکم کی بجا آوری کے لئے حسن اپنے مقام سے روانہ ہو کر سمر آیا اور حمید بن عبدالحمید کو لکھا کہ تم بغداد جا کر دوسری سمت سے اس کا محاصرہ کرلو اور سبز لباس اختیار کرو، حمید نے حکم کی بجا آوری کی۔

حمید کی قیام گاہ پر حملہ

سعید بن الساجور، ابوالبط، غسان بن ابی الفرج محمد بن ابراہیم الافریقی اور حمید کے چند سرداروں نے ابراہیم بن المہدی سے اس وعدے پر ساز باز کر لی تھی کہ وہ قصر ابن ہبیرہ کو اس کے لئے فتح کریں گے۔ اور چونکہ ان کے اور حمید کے تعلقات بہت خراب تھے اس وجہ سے اسی کے ساتھ وہ حسن بن سہل سے بھی خط و کتابت رکھتے تھے اور اسے یہ بتاتے رہتے تھے کہ حمید اندرونی طور پر ابراہیم سے سازش کر رہا ہے اس کے برعکس حمید حسن کو ان کی اسی قسم کی شکایت لکھا کرتا تھا حسن نے کئی مرتبہ حمید کو لکھا کہ تم میرے پاس آؤ، مگر وہ اس ڈر سے حسن کے پاس نہیں گیا کہ میرے بعد میرے مخالف میری قیام گاہ پر قبضہ کر لیں گے۔

اس پر اس کے مخالفوں کو یہ لکھنے کا موقع مل گیا کہ وہ آپ کے پاس صرف اس وجہ سے نہیں آتا ہے کہ وہ آپ کا مخالف ہو چکا ہے اس نے تو صراۃ اور سورا کے درمیان اور سواد میں جائداد خرید لی ہے، جب حسن نے زیادہ اصرار سے حمید کو بلایا تو آخر کار وہ ۵ ربیع الآخر جمعرات کے دن اس کے پاس آنے کے لئے اپنی قیام گاہ سے روانہ ہوا اس کے جاتے ہی سعید اور اس کے دوستوں نے ابراہیم کو اس کی اطلاع دے دی اور درخواست کی کہ آپ عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو یہاں بھیج دیں تا کہ ہم قصر اور حمید کی قیام گاہ کو اس کے حوالے کر دیں، ابراہیم منگل کے دن بغداد سے مدائن کے ارادے سے روانہ ہوا تھا اور اس نے کلواذی میں مقام کیا تھا جب اسے یہ خط ملا اس نے عیسیٰ کو ان کے پاس بھیج دیا حمید کے پڑاؤ والوں کو جب عیسیٰ کی اس پیش قدمی اور اس کے قصر سے ایک فرسخ قریۃ الاعراب پر آکر ٹھہرنے کی اطلاع ہوئی انھوں نے بھاگنے کی تیاری کی یہ منگل کی رات کا واقعہ ہے۔

ان کے اس ارادے کے ساتھ ہی سعید، ابوالبط اور فضل بن الصباح الکندی الکوفی نے حُمید کی قیام گاہ پر اچانک حملہ کر کے اسے تباہ کر دیا، اس لوٹ میں خود حُمید کی سوتھیلیاں اور دوسرا سب سامان ہاتھ لگا۔ حمید کا ایک لڑکا اور معاذ بن عبداللہ بچ کر بھاگ گئے بعض نے کوفہ کی راہ اختیار کی دوسروں نے نیل کا رخ کیا حمید کا لڑکا اپنے باپ کی باندیوں کو لے کر کوفہ آیا وہاں اس نے خچر کرایہ پر لئے اور پھر شاہراہ سے حسن کی چھاؤنی میں اپنے باپ کے پاس آیا سعید اور اس کے دوستوں نے قصر ابن ہبیرہ کو عیسیٰ کے حوالے کر دیا عیسیٰ قصر میں داخل ہوا اور منگل کے دن ۱۰ ربیع الثانی کو اس نے قصر کو ان سے اپنے قبضہ میں لے لیا۔

حسن اور حمید کی گفتگو

حسن کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی حمید اس کے پاس تھا۔ اس نے کہا کہ میں نے پہلے ہی آپ کو اس کی اطلاع دے دی تھی مگر آپ نے میری بات نہ مانی اور اس طرح دھوکہ کھایا یہ کہہ کر وہ حسن کے پاس کوفہ آیا یہاں اس کا جس قدر مال اور دوسرا سامان واسباب تھا اسے اس نے اپنے قبضے میں کیا اور عباس بن موسیٰ بن جعفر العلوی کو کوفہ کا گورنر مقرر کیا اور حکم دیا کہ تم بھی سبز لباس پہنو مامون کی خلافت اور ان کے بعد اپنے بھائی علی بن موسیٰ کی ولی عہدی کے لئے دعوت دو، حمید نے ایک لاکھ درہم سے اس کی اعانت کی اور کہا کہ اپنے بھائی کے حق کے لئے لڑو چونکہ کوفہ والے تمھاری بات مانتے ہیں اس لئے تم کو آسانی سے کامیابی ہوگی اور یوں تو میں بھی تمھارے ساتھ ہوں مگر رات کے ہوتے ہی حُمید، عباس کو چھوڑ کر کوفہ سے چل دیا۔

نیل میں جنگ

اس ہنگامے کی اطلاع موصول ہوتے ہی حسن نے حکیم الحارثی کو نیل بھیج دیا تھا۔ عیسیٰ کو حکیم کے آنے کی اطلاع اس وقت ملی جب وہ اپنے محل میں تھا وہ اپنی فوج کو لے کر اس کے مقابلے کے لئے نیل روانہ ہوا بروز ہفتہ ۱۴ ربیع الآخر کی رات میں آسمان پر ایک سرخی نمودار ہوئی بعد میں سرخی تو جاتی رہی مگر دو سرخ عمود آخر شب تک بھی آسمان پر باقی رہے۔ بروز ہفتہ عیسیٰ اپنی فوج کو لے کر قصر سے نکل کر نیل کی طرف بڑھا۔ نیل پہنچ کر حکیم نے دشمن پر حملہ کر دیا ابھی جنگ ہو رہی تھی کہ اتنے میں عیسیٰ اور سعید حکیم پر آپڑے وہ شکست کھا کر بھاگا یہ نیل میں داخل ہو گئے وہاں ان کو عباس بن موسیٰ بن جعفر العلوی کی کاروائی کی اطلاع ہوئی کہ وہ تو یہ دعوت دے رہا ہے اور بہت سے لوگوں نے تو اس کی دعوت کو قبول کر لیا ہے اور دوسروں نے یہ کہا ہے کہ اگر تم اس وقت مامون کی خلافت اور ان کے بعد اپنے بھائی کی ولایت عہد کے لئے دعوت دیتے ہو تو ہم کو تمھاری کوئی ضرورت نہیں ہاں البتہ اگر تم اسی وقت اپنے بھائی یا اپنے کسی اور خاندان والے یا خود اپنی خلافت کے مدعی ہو تو ہم تمھارے ساتھ ہیں مگر عباس نے یہی کہا کہ میں اس وقت مامون کی خلافت اور ان کے بعد اپنے بھائی کیلئے دعوت دیتا ہوں اس پر جو غالی رافضی تھے ان سب نے اور شیعوں میں سے بھی اکثر نے اس کا ساتھ نہیں دیا۔

معرکہ قنطرہ

عباس یہ ظاہر کرتا تھا کہ حمید میری مدد اور کمک کے لئے آتا ہے اور حسن نے بھی میری مدد کے لئے بہت سے لوگوں کو بھیج دیا ہے مگر ان میں سے کوئی بھی اس کے پاس نہ آیا سعید اور ابوالبط نیل سے کوفہ کی طرف چلے دیرالاعور پہنچ کر انھوں نے وہ راہ اختیار کی جو قریہ شاہی کے پاس ان کو ہرثمہ کی قیام گاہ میں پہنچا دے۔

جب عباس کا لشکر جمع ہو گیا تو اب یہ لوگ ۲ جمادی الاولیٰ بروز پیر کوفہ سے دشمن کے مقابلہ کے لئے چلے۔ پل کے قریب آ کر علی بن محمد بن جعفر العلوی جو مامون کے ولی عہد علی الرضا کا بیٹا مکہ میں رہا کرتا تھا اور ابوالسرایا کے بھائی ابوعبداللہ ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ جسے اس کے چچا کے بیٹے عباس بن موسیٰ بن جعفر امیر کوفہ نے اس کے ساتھ کیا تھا دشمن کے مقابلہ کے لئے میدان جنگ میں آئے۔ تھوڑی دیر تک ان سے لڑے علی اور اس کی فوج کو شکست ہوئی وہ پسپا ہو کر کوفہ چلے آئے سعید اور اس کے ساتھی بڑھ کر حیرہ میں ٹھہرے۔

منگل کے دن صبح سویرے یہ اپنے حریف سے لڑنے آئے۔ عیسیٰ بن موسیٰ کے مکان کے قریب حریفوں میں جنگ شروع ہوئی اس موقع پر کوفہ میں جو عباسی اور ان کے موالی تھے وہ بھی کوفہ سے نکل کر اپنے حامیوں کے پاس چلے آئے، رات تک دونوں فریق خوب لڑے عباسیوں کا شعار'' **یا ابراھیم یا منصور لا طاعة للمامون**،، تھا اور وہ سیاہ پوش تھے عباس اور اسکے کوفی سبز پوش تھے، بدھ کے دن اسی مقام پر پھر لڑائی ہونے لگی۔ جس فریق کا جس مقام پر قبضہ ہوتا وہ اسے جلا دیتا، یہ دیکھ کر کوفے کے رؤسا سعید اور اس کے دوستوں کے پاس آئے اور انھوں نے عباس بن موسیٰ بن جعفر اور اس کے طرفداروں کے لئے اس شرط پر امان کی درخواست دی کہ وہ کوفہ چلے جائیں گے۔ ان لوگوں نے ان کی درخواست مان لی اس کے بعد یہ لوگ عباس کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ نہایت ادنیٰ درجہ کے عوام اور اراذل تمھارے ساتھ ہیں کوئی با اعتماد آدمی نہیں ہے اسی کے ساتھ تمھاری وجہ سے مخلوق خدا کو قتل و غارت اور آگ کی جو مصیبت

ہو رہی ہے وہ تمھارے سامنے ہے ہم کو تم سے کوئی سروکار نہیں بہتر ہے کہ تم ہمارے ہاں سے چلے جاؤ۔

وعدۂ امان کے بعد حملہ

عباس نے ان کی بات مان لی اسے یہ بھی خوف ہوا کہ یہ مجھے دشمن کے حوالے کر دیں گے اس لئے وہ اپنے کناسہ کی قیام گاہ سے بھی اسی وقت دوسری جگہ منتقل ہو گیا اس سمجھوتہ کی عباس نے اپنے ساتھیوں کو اطلاع نہیں دی۔ سعید اپنی فوج کو لے کر حیرہ واپس لوٹ گیا اس کے جانے کے بعد عباس والوں نے سعید اور عیسیٰ بن موسیٰ العباسی کے ان موالیوں اور سپاہیوں پر حملہ کر دیا جو معرکہ میں باقی رہ گئے تھے اور ان کو مار کر خندق میں دھکیل دیا۔ انھوں نے عیسیٰ بن موسیٰ کے موضع کو لوٹ کر وہاں کے تمام گھروں کو جلا دیا اور جو وہاں نمودار ہوا اسے قتل کر دیا۔ عباسیوں اور ان کے موالیوں نے اس واقعہ کی سعید کو خبر کی اور بتایا کہ عباس معاہدۂ امان سے پھر گیا ہے سعید ابوالبط اور ان کے ساتھی عشاء کے وقت کوفہ آئے جس کسی کو لوٹ مار کرتے دیکھا انھوں نے اسے قتل کر دیا اور عباس کے طرفداروں کی جس چیز پر ان کی دسترس ہوئی انھوں نے اسے جلا ڈالا اسی طرح قتل کرتے اور جلاتے ہوئے یہ کناسہ آئے ساری رات وہیں بسر کی، پھر کوفہ کے اکابر نے ان سے آکر اصل حقیقت بیان کی کہ یہ سب عوام کا کیا دھرا ہے عباس اس سے بری الذمہ ہے وہ ہرگز اپنے کسی وعدے سے نہیں پھرا ہے اس اطمینان دلانے پر سعید وغیرہ وہاں سے چلے آئے ۵، جمادی الاولیٰ جمعرات کے دن صبح کو سعید اور ابوالبط کوفہ میں داخل ہوئے اور انھوں نے سفید پوش اور سیاہ پوش سب کے لئے عام معافی کا اعلان کر دیا اور کسی شخص سے بھلائی کے علاوہ کوئی معاملہ نہیں کیا۔ انھوں نے فضل بن محمد بن الصباح الکندی کو جو کوفہ کا باشندہ تھا کوفہ کا والی مقرر کر دیا، ابراہیم نے ان کو لکھا کہ تم واسط کی طرف بڑھو اور سعید کو یہ لکھا کہ چونکہ کندی اپنے شہر والوں سے میل کی وجہ سے ان کی جانب داری کرتا ہے اس لئے تم کوفہ پر اس کے علاوہ کسی اور کو گورنر مقرر کر دو، سعید نے غسان بن ابی الفرح کو کوفے کا والی مقرر کیا پھر ابوالسرایا کے بھائی ابوعبداللہ کو قتل کر دینے کے بعد اس نے غسان کو ولایت کوفہ سے برطرف کر کے اس کی جگہ اپنے بھتیجے ہول کو وہاں کا گورنر مقرر کیا یہ حمید بن عبدالحمید کے کوفہ آنے تک کوفہ کا گورنر رہا اس کے آنے کے بعد ہول کوفہ سے بھاگ گیا۔

عیسیٰ کو شکست

ابراہیم بن المہدی نے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو نیل کے راستے واسط جانے کا حکم دیا اور اس نے ابن عائشۃ الہاشمی اور نعیم بن خازم کو حکم دیا کہ وہ دونوں ساتھ ساتھ جائیں یہ دونوں حسب الحکم جوخی کے قریب سے بڑھے۔ یہ جمادی الاولیٰ کا واقعہ ہے سعید ابوالبط اور افریقی بھی ان دونوں سے آملے ان سب نے واسط کے قریب صیادہ پر پڑاؤ ڈالا اور سب ایک ہی جگہ اکٹھا ہو گئے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد ان سب کا سپہ سالار تھا اپنے اس پڑاؤ سے یہ سب سردار جنگ کے لئے تیار ہو کر روزانہ حسن اور اس کی فوج کے مقابلہ کے لئے واسط آتے مگر اس کی فوج میں سے کوئی بھی ان کے مقابلہ پر نہیں نکلتا وہ سب واسط میں قلعہ بند ہو کر پڑے ہوئے تھے آخر کار ایک دن حسن نے اپنی فوج کو حصار سے نکل کر دشمن سے مقابلہ کا حکم دیا۔ رجب کے اختتام سے چار روز قبل ہفتہ کے دن حسن کی فوج واسط سے باہر نکل کر دشمن سے نبرد آزما ہوئی ظہر کے قریب تک نہایت شدید جنگ ہوئی مگر اب عیسیٰ اور اس کے ساتھیوں نے شکست کھائی اور وہ بھاگ کر طرنایا اور نیل چلے آئے حسن کی فوجوں نے ان کی قیام گاہ میں جس قدر اسلحہ اور مویشی وغیرہ ان کو ملے ان پر

قبضہ کر لیا۔

اس سال ابراہیم بن المہدی نے سہل بن سلامۃ المطوعی کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور اسے سزا دی۔

سہل بن سلامہ کی گرفتاری

یہ بغداد میں مقیم تھا لوگوں کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتا تھا بغداد کے اکثر باشندے اس کے پاس جمع ہو گئے تھے اور دہیں ٹھہر گئے تھے وہ لوگ جو بالکل اس کے ہم خیال اور ہم رائے تھے اور خود اسی کے مکان میں مقیم تھے وہ ان کے علاوہ تھے مذکورہ بالا جنگ سے پہلے ہی ابراہیم نے سہل سے لڑنا چاہا مگر پھر وہ کسی مصلحت کی وجہ سے اپنے ارادے سے رک گیا مگر اس جنگ کے بعد جب اس میں عیسیٰ اور اس کے ساتھیوں کو شکست ہو گئی تو اس نے سہل کے خلاف کاروائی شروع کی اور جن لوگوں نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل کرنے اور خالق کی معصیت میں کسی مخلوق کی اطاعت نہ کرنے کی شرط پر اس کی بیعت کی تھی ان سے اس نے سازش کر لی جو شخص ان شرائط پر بیعت کر لیتا پھر وہ اپنے گھر کے دروازے پر اینٹ اور گچ کا ایک برج بناتا اس پر کلام پاک اور اسلحہ لٹکا دیتا تھا رفتہ رفتہ اس کے پیرو کار بڑھتے بڑھتے باب الشام کے قریب تک آ گئے اہل کرخ اور دوسرے تمام لوگ ان کے علاوہ تھے جس کا ہم نے ذکر کیا ہے یہ تو صرف وہ لوگ تھے جن کے مکانات باہم اس کے مکان سے ملے چلے گئے تھے۔

سہل بن سلامہ پر حملہ

جب عیسیٰ حسن کے مقابلہ میں شکست کھا کر بغداد آیا تو وہ اس کے بھائی اور کچھ اور اس کے ساتھی سہل بن سلامہ کی طرف بڑھے واقعہ یہ تھا کہ سہل عیسیٰ وغیرہ کی بہت برائیاں کرتا تھا ہمیشہ ان کے نہایت ہی شنیع اور قبیح افعال کو لوگوں کے سامنے بیان کرتا اور صرف فاسقوں کے نام سے ان کو یاد کرتا یہ لوگ کئی دن اس سے لڑتے رہے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد نے ہی اس سے لڑنے کا بیڑا اٹھایا تھا یہ جب سہل کی قریب والی گلیوں میں پہنچا تو اس نے ناکے والوں کو کہیں ایک اور کہیں دو ہزار درہم اس شرط پر دیئے کہ وہ اس کو راستہ دے دیں انہوں نے اس بات کو مان لیا اس رقم میں سے ان لوگوں کے ایک ایک شخص کے حصے میں ایک درہم دو درہم یا اس کے قریب ہی فی کس آئے تھے۔ شعبان کے اختتام سے پانچ روز قبل بروز ہفتہ حملہ آوروں نے ہر سمت سے اسے آ گھیرا ناکے والوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا حملہ آور بڑھتے ہوئے طاہر بن الحسین کی مسجد اور خود اس کے مکان تک پہنچ گئے جو مسجد کے متصل ہی تھا انکے وہاں تک آنے کے ساتھ ہی سہل روپوش ہو گیا اس نے ہتھیار اتار دیئے تماشائیوں میں مل گیا اور عورتوں میں جا ملا حملہ آور اس کے مکان میں گھس گئے مگر جب وہ نہ ملا تو انھوں نے خفیہ پولیس متعین کر دی رات کو ان لوگوں نے اسے اس کے مکان کے قریب والی گلی میں پکڑ لیا اور اسے اسحٰق بن موسیٰ الہادی کے پاس لے کر آئے جو اپنے چچا ابراہیم بن المہدی کے بعد ولی عہد خلافت تھا اور وہی مدینۃ السلام میں موجود تھا۔

سہل اور اسحٰق کی گرفتاری

اس نے اس سے خوب مباحثہ اور مکالمہ کیا اسحٰق نے اس کے سامنے اس کے متبعین کو دربار عام میں جمع کر کے اس سے کہا کہ تو نے ہماری حکومت پر عیب زنی کی اور لوگوں کو ہمارے خلاف بھڑکایا سہل نے کہا میں نے بنی عباس سے

بغاوت نہیں کی بلکہ میری دعوت انھیں کے لئے تھی البتہ میں نے لوگوں کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت ضرور دی ہے اور آج بھی میں اس دعوت پر قائم ہوں مگر بنی عباس نے اس کی بات نہ مانی اور کہا کہ تم سب کے سامنے علی الاعلان اس بات کو کہو کہ جو دعوت میں تمھیں دے رہا ہوں وہ بالکل باطل ہے۔

سہل نے مطلوبہ اعلان کرنے سے انکار کر دیا

اس غرض سے یہ لوگوں کے سامنے لایا گیا مگر اس نے کہا کہ میں تم کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پر عمل پیرا ہونے کی دعوت دیتا رہا ہوں اور اب بھی میں تم کو اسی کی دعوت دے رہا ہوں جب اس نے لوگوں کے سامنے یہ تقریر کی تو عباسیوں نے اس کی ناک اور منہ پر تھپڑ مارے سہل نے اس موقع پر کہا اے حربیہ والو تمہاری وجہ سے اس مغرور کو اس قدر جسارت ہوئی ہے اسے پکڑ کر پھر اسحٰق کے پاس لائے اسحٰق نے اسے قید کر دیا یہ اتوار کے دن کا واقعہ ہے پیر کی رات اسے ابراہیم کے پاس مدائن لے گئے یہاں ابراہیم سے وہ سوال کیا جو اسحٰق نے کیا تھا اور سہل نے بھی وہی جواب دیا جو اس نے اسحٰق کو دیا تھا۔

سہل کی گرفتاری اور قتل

اس سے پہلے عباسیوں نے سہل کے ایک پیرو محمد الروائی کو گرفتار کر لیا تھا ابراہیم نے اسے خوب پٹوایا اس کی داڑھی نچوا کر اسے بیڑیاں پہنائیں اور قید کر دیا تھا جب سہل گرفتار ہوا تو اسے بھی انھوں نے قید کر دیا اور کہہ دیا کہ ہم نے تو اسے عیسیٰ کے حوالے کر دیا تھا عیسیٰ نے اسے قتل کر دیا یہ خبر اس وجہ سے شائع کی گئی کہ ان کو خوف تھا کہ اگر لوگوں کو اس کے مقام کا پتہ چل گیا تو وہ اسے چھڑا لے جائیں گے، سہل کے خروج سے گرفتاری اور قید تک بارہ ماہ گزرے تھے۔

اس سال مامون عراق آنے کے لئے مرو سے روانہ ہوئے

مامون کی مرو سے واپسی اور مامون کو حالات کی اطلاع

بیان کیا گیا ہے کہ علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد العلوی نے مامون کو اس فتنہ وفساد اور جنگ وجدال سے مطلع کیا جس میں کہ سب لوگ ان کے بھائی امین کے قتل کے بعد سے اب تک مبتلا تھے اور یہ بھی کہا کہ فضل بن سہل نے کبھی آپ کو ملک کے اصلی حالات سے مطلع نہیں کیا بلکہ ہمیشہ ان کو آپ سے چھپایا ہے خود آپ کے خاندان والے بعض باتوں کی وجہ سے آپ سے ناراض ہیں اور آپ کے متعلق کہتے ہیں کہ آپ مسحور ہو گئے ہیں اور مجنون ہو گئے ہیں آپ کی اس بے خبری کو دیکھ کر انھوں نے آپ کے چچا ابراہیم کو اپنا خلیفہ مقرر کر لیا ہے مامون نے کہاں جہاں تک مجھے معلوم ہے انھوں نے ابراہیم کو خلیفہ نہیں بلکہ حکومت چلانے اور انتظام قائم رکھنے کے لئے محض اپنا امیر بنا لیا ہے فضل نے مجھ سے یہی بات کہی ہے، علی الرضا نے کہا کہ فضل نے آپ سے جھوٹ بولا ہے اور اس نے آپ کو دھوکہ دیا ہے ابراہیم اور حسن بن سہل کے درمیان عرصے سے لڑائی جاری ہے اور وہ لوگ آپ سے اسی وجہ سے ناراض ہیں کہ آپ نے فضل اور اس کے بھائی کو اتنا رسوخ اور معاملات سلطنت میں اتنا دخل کیوں دے رکھا ہے نیز مجھ سے جو آپ کے خاص تعلقات ہیں اور آپ نے اپنے بعد مجھے اپنا ولی عہد بنایا ہے یہ بات بھی ان کو سخت ناگوار ہے۔

مامون کا وعدہ امان دینا

مامون نے پوچھا کہ میرے ہاں کن کن لوگوں کو ان واقعات کا علم ہے انہوں نے کہا یحییٰ بن معاذ، عبدالعزیز بن عمران اور چند اور فوجی امراء ان حالات سے واقف ہیں، مامون نے کہا کہ آپ ان کو میرے پاس لے آئیں تا کہ میں ان سے وہ واقعات معلوم کروں جو آپ نے بیان کئے ہیں علی الرضا نے یحییٰ بن معاذ، عبدالعزیز بن عمران، موسیٰ، علی بن ابی سعید فضل کا بھانجا اور خلف المصر ی ک مامون کی خدمت میں پیش کیا مامون نے ان سے علی الرضا کے بیان کی تصدیق چاہی انھوں نے کہا کہ جب تک ہم سے یہ وعدہ نہ کیا جائے کہ ہمیں اپنے بیان کی وجہ سے فضل کے ہاتھوں کوئی گزند نہیں پہنچے گا ہم ایک لفظ نہیں کہہ سکتے مامون نے اس بات کا اقرار کیا اور ہر شخص کو اپنے ہاتھ سے وعدہ امان لکھ کر دے دیا تب انھوں نے ان تمام فتنوں سے جو ملک میں برپا تھے ان کو پوری طرح مطلع کیا اور بتایا کہ اس وجہ سے آپ کے خاندان والے، موالی اور دوسرے امراء آپ سے ناراض ہیں ان لوگوں نے مامون کو بتایا کہ کس طرح فضل نے ہرثمہ کی جھوٹی بے بنیاد شکایت کر کے اسے نقصان پہنچایا اور ہرثمہ تو اصل میں آپ کو آپ کی بھلائی کے لئے مخلصانہ مشورہ دینے آیا تھا اب اگر آپ نے ان حالات کا فوراً تدراک نہیں کیا تو یہ خلافت نہ صرف آپ کے ہاتھ سے نکل جائے گی بلکہ آپ کے خاندان ہی سے نکل جائے گی فضل نے ہرثمہ کی شکایت ہی پر اکتفا نہیں کی بلکہ اسے خفیہ طور پر قتل کرا دیا حالانکہ اس کا مقصد آپ کی بھلائی اور خیر خواہی تھا۔

اس کے علاوہ طاہر بن الحسین نے آپ کے لئے جو بیش بہا خدمات انجام دی ہیں وہ سب پر ظاہر ہیں جو فتوحات اس نے کیں اور جس طرح اس خلافت کو بالکل قابو کر کے وہ آپ کے پاس لے آیا اسے سب جانتے ہیں مگر جب تمام معاملات درست ہو گئے تو اسے خلافت کے معاملات سے بالکل علیحدہ کر کے الگ تھلگ رقہ کے ایک گوشہ میں ڈال دیا گیا، جس کی وجہ سے اس کی شوکت و طاقت کمزور ہو گئی خود اس کی سپاہ اسکے تابع فرمان نہیں رہی اگر وہ بغداد میں آپ کی خلافت کے استحکام و انتظام کے لئے ہوتا تو وہ تمام ملک کو ہموار کر لیتا اور کسی شخص کو اس کے خلاف ایسی جرات نہ ہوتی جیسی کہ اب حسن بن سہل کے خلاف لوگوں کو ہو گئی ہے تمام عالم میں ہر طرف ہنگامہ ہی ہنگامہ برپا ہے محمد کے قتل کے بعد سے باہر بن الحسین کو رقہ میں متعین کر کے اسے کئی سال سے بالکل بھلا دیا گیا ہے جو لڑائیاں اب ہو رہی ہیں ان میں کسی میں بھی اس سے کوئی مدد نہیں کی گئی ہے، حالانکہ جو اس سے کہیں ادنیٰ درجے کے لوگ تھے ان کو شریک کیا گیا۔

مامون سے بغداد جانے کی درخواست

ان لوگوں نے مامون سے یہ بھی درخواست کی کہ آپ بغداد چلیں کیونکہ بنی ہاشم، موالی، امراء اور سپاہ جب آپ کی شان و شوکت کو دیکھیں گے تو فوراً ٹھنڈے پڑ جائیں گے اور آپ کی اطاعت کے لئے سر تسلیم خم کریں گے جب ان سب باتوں کی مامون کو تحقیق ہو گئی انھوں نے بغداد کے کوچ کا حکم دے دیا۔ فضل کو اس ملاقات کی کچھ خبر ہو گئی اس نے ان لوگوں کی خوب خبر لی، بعضوں کو کوڑوں سے پٹوایا بعض کو قید کر دیا اور بعض کی داڑھی نچوائی، علی الرضا نے دوبارہ مامون سے ان کا واقعہ بیان کیا اور کہا کہ آپ نے ان کو امان دی تھی مامون نے کہا میں اس کا تدارک کروں گیا۔

قاتلوں کی گرفتاری اور قتل

جب مرو سے چل کر مامون سرخس آ گئے تو چند آدمیوں نے فضل بن سہل پر جبکہ وہ حمام میں تھا حملہ کر دیا اور تلواروں سے مار مار کر اس کا کام تمام کر دیا۔ یہ جمعہ ۲ شعبان ۲۰۲ ہجری کا واقعہ ہے۔ قاتل گرفتار کر لئے گئے یہ چار آدمی غالب المسعو دی الاسود، قسطنطین الرومی فرج الدیلمی اور موفق الصقلبی خود مامون کے خدمت گار تھے قتل کے وقت فضل کی عمر ساٹھ سال تھی۔ قاتل بھاگے مامون نے ان کی گرفتاری کا حکم دیا اور دس ہزار دینار ان کے پکڑنے والے کا انعام مقرر کیا عباس بن الہیثم بن بزرجمہر الدینوری ان کو گرفتار کر کے مامون کے پاس لایا قاتلوں نے مامون سے کہا کہ آپ ہی نے ہمیں اس کے قتل کا حکم دیا تھا، مامون نے ان کے قتل کا حکم دے دیا اور ان کی گردنیں ماردی گئیں۔

فضل بن سہل کے قاتلوں کی گرفتاری وقتل

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ فضل کے قاتل جب پکڑ کر لائے گئے اور مامون نے ان سے پوچھا کہ تم نے یہ کیوں کیا تو ان میں سے کسی نے کہا کہ فضل کے بھانجے علی بن ابی سعید نے ہمیں مقرر کیا تھا دوسروں نے اس سے انکار کیا مامون کے حکم سے ان کو قتل کر دیا گیا پھر مامون نے عبدالعزیز بن عمران علی، موسیٰ اور خلف کو بلا کر ان سے پوچھا انھوں نے اس واقعے سے اپنی برأت اور بے خبری کا اظہار کیا مگر مامون نے ان کے انکار کو تسلیم نہیں کیا اور ان کو بھی قتل کرا کے ان کے سر حسن بن سہل کے پاس واسط بھیج دیئے اور اسے لکھا کہ فضل کے قتل کی وجہ سے میں ایک بڑی مصیبت میں پڑ گیا ہوں میں نے اب تم کو فضل کی جگہ مقرر کر دیا ہے، مامون کے یہ خط حسن کو رمضان میں موصول ہوا، حسن اور اس کی فوج بدستور غلہ آنے اور خراج وصول ہونے تک واسط میں قیام پذیر رہی۔

جنگ میں مطلب کا طرز عمل

عیدالفطر کے دن مامون سرخس سے عراق چلے اس وقت ابراہیم بن المہدی مدائن میں تھا اور عیسیٰ، ابوالبط، اور سعید نیل اور طرنایا میں فروکش تھے اور یہ روزانہ صبح وشام اس سے لڑا کرتے تھے، المطلب بن عبداللہ بن مالک بن عبد اللہ مدائن سے بغداد آ گیا تھا مگر اس نے بہانہ کر دیا کہ میں بیمار ہوں اس وجہ سے اس نے لڑائی میں کوئی حصہ نہیں لیا تھا اب اس نے خفیہ طور پر مامون کے لئے دعوت دینا شروع کی اور لوگوں کو بتایا کہ منصور بن المہدی عراق میں مامون کا نائب ہے، آپ ابراہیم کی خلافت سے علیحدہ ہو جائیں، منصور، خزیمہ بن خازم اور سمت مشرقی کے بہت سے امراء نے اس کی دعوت کو قبول کیا اس نے حمید اور علی بن ہشام کو لکھا کہ تم بغداد آؤ حمید نہر صرصر پر آ کر ٹھہرا اور علی النہروان پر، جب ابراہیم کو اس تحریک کی محقق خبر ہوئی وہ مدائن سے بغداد آنے کے لئے روانہ ہوا اور ۱۴ صفر بروز ہفتہ زندورد آ کر ٹھہرا اور اس نے المطلب منصور اور خزیمہ کو اپنے پاس بلا بھیجا انھوں نے اسے ٹال دیا اور نہ گئے اب ابراہیم نے عیسیٰ بن محمد بن خالد اور اس کے بھائیوں کو ان کے پاس بھیجا ان میں سے منصور اور خزیمہ نے تو اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دیا مگر المطلب کے موالیوں اور جمعیت والوں نے اس کے مکان کا دفاع کیا اور لڑے مگر اب کثیر التعداد حملہ آور ان پر چڑھ آئے ابراہیم نے منادی کرا دی کہ جو لوٹ میں شریک ہونا چاہے وہ المطلب کے گھر آ جائے، ظہر کے وقت ہزار ہا آدمی اس کے گھر پہنچ گئے اور جو کچھ وہاں تھا اس سب کو لوٹ لیا اس کے مکان کے علاوہ ان لوگوں نے اس کے خاندان والوں کے تمام

مکانات بھی لوٹ لئے اسے تلاش کیا مگر وہ نہ ملا۔ یہ واقعہ صفر کے اختتام سے تیرہ روز قبل بروز منگل پیش آیا۔

مدائن پر قبضہ

جب حمید اور علی بن ہشام کو اس واقعہ کی خبر ہوئی حمید نے اپنے ایک سردار کو روانہ کیا اس نے مدائن پر قبضہ کر کیا اور پل کو توڑ ڈالا اور پھر وہ مدائن ہی میں ٹھہر گیا۔ علی بن ہشام نے اپنے ایک سردار کو بھیجا وہ مدائن میں ٹھہر کر نہر دیالی آیا اسے اس نے توڑ دیا اب یہ سب مدائن میں مقیم ہو گئے، پھر اپنی اس کاروائی پر جو ابراہیم نے المطلب کے ساتھ کی اسے ندامت ہوئی اور المطلب اس کے ہاتھ بھی نہیں آیا۔

شادی

اس سال مامون نے حسن بن سہل کی بیٹی بُوران سے شادی کی، نیز انھوں نے اپنی بیٹی امّ حبیب کی شادی علی الرضا سے اور دوسری بیٹی امّ الفضل کی شادی محمد بن علی بن موسیٰ سے کی۔

حج

اس سال ابراہیم بن محمد بن جعفر بن محمد کی امارت میں حج ہوا اس نے مامون کے بعد اپنے بھائی کی ولایت عہد کے لئے دعوت دی، حسن بن سہل نے عیسیٰ بن یزید الجلودی کو جو بصرہ میں تھا حکم بھیجا تھا کہ اس سال وہ حج میں شریک ہو چنانچہ یہ اپنی جمعیت کے ساتھ مکہ مکرمہ آیا اور حج میں شریک ہوا اور پھر اپنے مستقر واپس آ گیا۔ چونکہ حمدویہ بن علی بن عیسیٰ بن ماہان نے یمن پر قبضہ کر کے اپنی خودمختاری کا اعلان کر دیا تھا اس لئے حج کر کے ابراہیم بن موسیٰ مکہ مکرمہ سے یمن گیا۔

۲۰۳ھ ہجری شروع ہوا
اس سال کے واقعات

علی الرضا کی وفات

سرخس سے روانہ ہو کر مامون طوس آئے یہاں آ کر اپنے باپ کی قبر پر چند روز قیام پذیر ہوئے علی الرضا نے انگور کھائے اس سے ان کو ہیضہ ہوا اور دفعۃً ان کا انتقال ہو گیا یہ ماہ صفر کے آخر کا واقعہ ہے، مامون کے حکم سے وہ رشید کے قریب ہی دفن کیے گئے مامون نے ربیع الاول میں حسن بن سہل کو ان کی موت کی اطلاع دی اور اپنے انتہائی رنج وغم کا اظہار کیا۔

مامون کے خطوط

مامون نے بنی العباس، موالیوں اور اہل بغداد کو بھی علی الرضا کی موت کی اطلاع دی اور لکھا کہ آپ حضرات صرف ان کی ولی عہدی سے ناراض تھے اب ان کا انتقال ہو گیا ہے آپ میری اطاعت وفرمانبرداری قبول کریں اس کے

جواب میں انہوں نے مامون اور حسن کو ایسے سخت خطوط لکھے جو کسی کو نہ لکھے جائیں مامون نے علی الرضا کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔

مامون کی بغداد آمد

اس سال وہ طوس سے بغداد آنے کے ارادے سے روانہ ہو کر جب رے آئے تو یہاں انھوں نے اس رقم میں سے بیس لاکھ درہم کم کر دیئے جو رے سے بارگاہ خلافت کے لئے سالانہ مقرر تھی۔

حسن کی بیماری

اس سال حسن بن سہل مرض سودا میں مبتلا ہوا اور مرض نے اس قدر شدت اختیار کی کہ اس سے وہ بالکل دیوانہ ہو گیا آخر کار زنجیروں میں باندھ کر ایک کوٹھڑی میں اسے بند کر دیا گیا اس کے عہدہ داروں نے مامون کو اس کی اس حالت سے مطلع کیا مامون نے جواب دیا کہ دینار بن عبداللہ اس کے بجائے چھاؤنی کا سپہ سالار مقرر کیا جاتا ہے اور میں خود بہت جلد وہاں آتا ہوں۔

اس سال ابراہیم بن المہدی نے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو پٹوا کر قید کر دیا اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

عیسیٰ کی گرفتاری اور مامون کو حالات کی اطلاع

بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد، حمید اور حسن سے محمد بن محمد المعبدی الہاشمی کے ذریعہ اندرونی طور پر مراسلت کرتا تھا، اور ظاہر میں ابراہیم کا مطیع اور مخلص بنا ہوا تھا مگر نہ وہ حمید سے لڑتا تھا اور نہ وہ اس کی کسی بات یا کام میں تعرض کرتا تھا جب کبھی ابراہیم اس سے کہتا کہ حمید سے لڑنے جاؤ وہ کبھی یہ بہانے بنا دیتا کہ فوج اپنی تنخواہ کا مطالبہ کر رہی ہے اور کبھی کہہ دیتا کہ غلہ آ جائے تو جاؤں یہ اسی طرح کے حیلے بہانے کرتا رہا البتہ جب اس کے اور حسن اور حمید کے درمیان اس کے اطمینان کے مطابق خفیہ قرارداد ہو گئی تو وہ یہ اقرار کر کے کہ میں ابراہیم بن المہدی کو جمعہ کے دن جو شوال کا آخری دن ہو گا ان کے حوالے کر دوں گا ان سے مل کر چلا آیا، اس سازش کی اطلاع ابراہیم کو بھی ہو گئی، جمعرات کے دن عیسیٰ باب الجسر آیا اور اس نے لوگوں سے کہا کہ میں نے حمید سے صلح کر لی ہے اور اقرار کیا ہے کہ میں اس کے عمل میں دخل نہ دوں گا اس نے بھی یہ اقرار کیا ہے کہ وہ میرے کسی عمل میں دخل نہ دے گا۔

اب اس نے باب الجسر اور باب الشام پر خندق بنوائی، ان واقعات کی ابراہیم کو اطلاع ہوئی اس سے پہلے عیسیٰ نے ابراہیم سے کہا تھا کہ شہر میں جمعہ کی نماز آپ ہی پڑھائیں اس نے اس کا اقرار کر لیا تھا مگر جب اسے معلوم ہوا کہ عیسیٰ نے اس کے متعلق ایسا خیال ظاہر کیا ہے اور وہ تو اسے گرفتار کر لینا چاہتا ہے ابراہیم ہوشیار ہو گیا اور جمعہ کی نماز کے لئے نہیں گیا۔

عیسیٰ مامون کے دربار میں

بیان کیا گیا ہے کہ خود عیسیٰ کے بھائی ہارون نے ابراہیم کو عیسیٰ کے ارادوں اور منصوبوں کی اطلاع دی تھی اس اطلاع کے بعد ابراہیم نے عیسیٰ کو اپنے پاس بلا بھیجا تا کہ بعض معاملات میں اس سے گفتگو کرے مگر اس نے نہ آنے کا

کوئی بہانہ بنا دیا اور نہ آیا ابراہیم نے مسلسل کئی آدمی اس کے بلانے کے لئے بھیجے آخرکار مجبور ہو کر اسے آنا پڑا اور وہ ابراہیم سے ملنے اس کے رصافہ کے قصر آیا اس کے پاس پہنچتے ہی تمام لوگوں کو مجلس سے اٹھا دیا گیا اور صرف ابراہیم اور عیسیٰ وہاں رہ گئے۔

عیسیٰ کی گرفتاری

ابراہیم نے اس پر اپنا عتاب شروع کیا عیسیٰ معذرت کرنے لگا کہ جس وجہ سے آپ مجھ پر عتاب کر رہے ہیں یہ بالکل بے بنیاد ہیں، براہیم کوئی الزام اس پر لگاتا وہ اس کی تردید کر دیتا مگر جب بعض باتوں کا اس نے اس سے اقرار ہی کرالیا تو اب اسکے حکم سے عیسیٰ کو پیٹا گیا پھر اسے قید کر دیا گیا ابراہیم نے اس کی جمعیت کے چند سرداروں کو بھی پکڑ کر قید کر دیا اس نے اپنے آدمی عیسیٰ کے مکان بھیج دئے وہاں سے اس کی ایک امّ ولد اور چند بالکل چھوٹے بچے گرفتار کر کے لائے گئے ان کو بھی ابراہیم نے قید کر دیا۔ یہ واقعہ شوال کے اختتام سے ایک روز قبل بروز جمعرات کو پیش آیا۔

گرفتاری کے بعد بغداد کے حالات

ابراہیم نے عیسیٰ کے نائب عباس کی تلاش کی مگر وہ روپوش ہو گیا جب عیسیٰ کی گرفتاری کی اطلاع اس کے خاندان والوں اور دوستوں کو ہوئی وہ مشورے کے لئے ایک دوسرے سے جا کر ملے اس کے خاندان والوں اور بھائیوں نے عوام کو ابراہیم کے خلاف بھڑکایا اور اب وہ عیسیٰ کے خلیفہ عباس کی قیادت میں ابراہیم کے مقابلہ کے لئے اکٹھا ہوئے انھوں نے ابراہیم کے کارکن پر جو جسر پر متعین تھا حملہ کر کے اسے اس کے مقام سے نکال دیا اس نے جا کر ابرہیم کو اس حملے کی اطلاع دی ابراہیم نے حکم دیا کہ پل توڑ دیا جائے بلوائیوں نے ان تمام عہدے داروں کو جو ابراہیم کی طرف سے کرخ وغیرہ میں متعین تھے وہاں سے نکال دیا اب چور اچکے اور بدمعاش پھر علانیہ طور پر نمودار ہوئے اور اب وہ پولیس کی چوکیوں پر بیٹھ گئے، عباس نے حمید کو لکھا کہ آپ آیئے میں بغداد آپ کو دیئے دیتا ہوں، دوسرے دن جمعہ تھا اس ہنگامے کی وجہ سے شہر کی مسجد جامع میں بغیر خطبہ کے مؤذن نے ظہر کے چار فرض پڑھا دئے جمعہ کی نماز نہ ہو سکی، اس سال اہل بغداد نے ابراہیم بن المہدی کو خلافت سے علیحدہ کر کے مامون کی خلافت کے لئے دعوت دی۔

ابراہیم کی خلافت سے علیحدگی

حُمید کو اہل بغداد کا دعوت نامہ ملا اس میں یہ شرط تھی کہ وہ ہر شخص کو پچاس درہم دے اس نے اسے منظور کیا اور اتوار کے دن کوفہ کے راستے بڑھ کر نہر صرصر پر ٹھہرا یہاں دوسرے دن پیر کی صبح کو عباس اور بغداد کے امراء اس کی خدمت میں حاضر ہوئے حمید نے ان سے وعدے کئے ان کو امیدیں دلائیں انہوں نے اس کی بات پر اعتماد کیا حمید نے وعدہ کیا کہ اگر آئندہ جمعہ کی نماز میں تم ابراہیم کو خلافت سے علیحدہ کر کے مامون کے لئے دعوت دو تو ہفتہ کے دن یا سریہ میں تمہیں میں عطا تقسیم کر دوں گا انھوں نے یہ بات مان لی ابراہیم کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے عیسیٰ اور اس کے بھائیوں کو قید سے اپنے پاس بلایا اور کہا کہ میں تم کو رہائی دیتا ہوں تم اپنے مکان جاؤ اور اپنی سمت سے میرے لئے دشمن کی مدافعت کرو، مگر اس نے نہ مانا جمعہ کے دن عباس نے محمد بن ابی رجا الفقیہ کو بلا بھیجا۔ اس نے جمعہ کی نماز پڑھائی اور مامون کے لئے دعا مانگی۔

بغدادی فوج میں عطا کی تقسیم

ہفتہ کے روز حمید یاسریہ آیا وہاں اس نے اہل بغداد کی فوج کا معائنہ کیا اور جب اس نے ہر شخص کو پچاس پچاس درہم دیئے انھوں کہا کہ پچاس میں سے دس دس کم کر کے آپ ہمیں چالیس دیں کیونکہ اس عدد کو ہم اس وجہ سے منحوس خیال کرتے ہیں کہ علی بن ہشام نے ہمیں پچاس پچاس دیئے تھے مگر پھر اس نے ہمارے ساتھ بدعہدی کی اور ہماری تنخواہ بند کر دی حمید نے کہا میں بجائے دس کم کرنے کے دس کا اضافہ کر کے ہر شخص کو ساٹھ دیئے دیتا ہوں اس کی اطلاع ابراہیم کو ہوئی اس نے عیسیٰ کو طلب کر کے اس سے درخواست کی کہ تم میری حمایت میں حمید سے لڑو اس مرتبہ اس نے اسے منظور کر لیا ابراہیم نے اسے رہا کر دیا اور اس سے چند آدمیوں کی ضمانت لے لی عیسیٰ نے فوج سے کہا کہ ہم بھی تمھیں اسی قدر دیئے دیتے ہیں جو تمھیں حمید نے دیا ہے تم ہمارے ساتھ ہو جاؤ فوج نے انکار کر دیا، پیر کے روز عیسیٰ اپنے بھائی بندوں اور سمت شرقی کے سرداروں کے ساتھ دجلہ کو عبور کر کے ان کے پاس آیا اور اس نے غربی والوں سے کہا کہ جو عطا حمید نے تم کو دی ہے ہم اس سے زیادہ دینے کے لئے آمادہ ہیں انھوں نے عیسیٰ اور اس کے ساتھیوں کو خوب گالیاں دیں اور کہا کہ ہم ابراہیم کو نہیں چاہتے عیسیٰ اور اسکے ساتھیوں نے شہر کے اندر آ کر دروازے بند کر لئے اور فصیل پر چڑھ کر وہ ان لوگوں سے کچھ دیر تک لڑتے رہے مگر جب ان کو ایک بہت بڑی جماعت نے آلیا تو وہ مقابلہ سے پلٹ کر باب خراسان آئے اور کشتیوں میں سوار ہو گئے، صرف عیسیٰ ان کو چھوڑ کر پلٹ آیا معلوم ہوتا تھا کہ وہ دشمن سے لڑنے کے لئے جا رہا ہے مگر پھر اس نے کچھ ایسی تدبیر کی کہ وہ خود بخود دشمن کے ہاتھوں میں قیدی کی طرح پڑ گیا خود اسی کے ایک سردار نے اس کو گرفتار کر لیا اور اُسے اس کے مکان پر لے آیا باقی ابراہیم کے پاس چلے گئے اور انھوں نے سارا واقعہ ابراہیم کو سنایا اس سے وہ نہایت سخت رنجیدہ ہوا المطلب بن عبداللہ بن مالک پہلے ہی ابراہیم کا ساتھ چھوڑ کر روپوش ہو چکا تھا جب حمید آیا تو وہ دریا کو عبور کر کے اس کے پاس جانے لگا مگر معبد نے اسے گرفتار کر کے ابرہیم کے پاس پیش کر دیا ابراہیم نے تین یا چار دن اسے قید رکھا پھر یکم ذی الحجہ پیر کی رات اسے چھوڑ دیا۔

اس سال ابرہیم بن المہدی حمید سے جنگ شروع ہو جانے اور سہل بن سلامہ کو اپنی قید سے رہا کرنے کے بعد روپوش ہو گیا۔

ابراہیم کی روپوشی

سہل بن سلامہ کے متعلق لوگوں کا بیان تھا کہ وہ قتل ہو چکا ہے حالانکہ وہ ابراہیم کے پاس قید تھا، حمید کے بغداد میں داخلہ کے بعد ابراہیم نے سہل بن سلامہ کو قید سے نکالا اس نے حسب عادت مسجد رضافہ میں اپنی دعوت شروع کی رات کے وقت اسے پھر قید کر دیا جاتا چند دن یوں ہی گزرے اس کے بعد اس کے سابقہ ساتھ اس کا ساتھ دینے کے لئے آئے مگر اس نے ان سے کہا کہ ابھی تم اپنے گھروں میں جا کر بیٹھو میں ابراہیم سے ملتا ہوں چنانچہ یکم ذی الحجہ پیر کی رات اس نے سہل کو چھوڑ دیا وہ چلا گیا اور روپوش ہو گیا۔

ابراہیم بن مہدی اور حمید کی جنگ

جب ابراہیم کے امراء اور فوج نے دیکھا کہ حمید عبداللہ بن مالک کی چکیوں میں آ کر ٹھہرا ہوا ہے ان میں سے

اکثر اس سے جاملے اور انھوں نے مدائن پر اس کے لئے قبضہ کرلیا جب ابراہیم نے یہ رنگ ڈھنگ دیکھا اس نے اپنی تمام جمعیت کو دشمن کے مقابلہ پر بڑھایا نہر دیالی کے پل پر فریقین میں خوب لڑائی ہوئی حمید نے ان کو شکست دی وہ پل کو عبور کر کے بھاگنے لگے حمید کی فوج نے ان کا تعاقب کیا اور ان کو بغداد کے گھروں میں گھس جانے پر مجبور کردیا یہ جمعرات ماہ ذیقعدہ کے اختتام کا واقعہ ہے۔

ابراہیم بن مہدی کا تلاش

بقرعید کے دن ابراہیم نے قاضی کو حکم دیا کہ وہ عیساباد میں عید کی نماز پڑھائے چنانچہ قاضی کی امامت میں لوگوں نے عید کی نماز پڑھی اور پھر اپنے اپنے گھروں کو واپس آئے۔

فضل بن الربیع جو روپوش ہوگیا تھا وہ بھی حمید سے جاملا اسی طرح علی بن ریطہ بھی حمید کے پڑاؤ میں چلا گیا۔ ہاشمی اور دوسرے فوجی امراء ایک ایک کر کے حمید کے پاس جانے لگے، یہ صورت حال محسوس کر کے ابراہیم کی ہمت پست ہوگئی اور اب کوئی تدبیر اسے بجھائی نہیں دیتی تھی المطلب نے حمید سے سازش کر لی تھی کہ میں بغداد کی مشرقی سمت پر تمھارے لئے قبضہ کئے لیتا ہوں ابوالبط، عبدویہ اور ان کے چند اور ساتھی سرداروں نے علی بن ہشام سے یہ وعدہ کیا کہ ہم ابراہیم کو پکڑ کر تمھارے حوالے کردیتے ہیں جب ابراہیم کو ان تمام حالات کا علم ہوا اور معلوم ہوا کہ یہ سب غدار اور خائن ہیں اور انھوں نے ہر طرف سے اسے گھیر لیا ہے وہ دن بھر ان کی مدارات کرتا رہا اور رات ہوتے ہی روپوش ہوگیا یہ واقعہ بروز بدھ ذوالحجہ ۲۰۳ ہجری کے اختتام سے تیرہ روز قبل پیش آیا۔

ابراہیم کی روپوشی

المطلب نے حمید کو لکھا کہ میں نے اور میری جماعت نے ابراہیم کے مکان کو ہر طرف سے گھیر لیا ہے اگر تم اسے گرفتار کرنا چاہتے ہو تو آؤ ابن الساجور اور اس کے ساتھیوں نے علی بن ہشام کو اسی قسم کی اطلاع دی۔ حمید اطلاع پاتے ہی چل پڑا یہ عبداللہ کی چکیوں میں موجود تھا وہاں سے باب الجسر آیا دوسری طرف سے علی بن ہشام نہر میں آ کر ٹھہر گیا اور یہاں سے مسجد کوثر بڑھ آیا ابن الساجور اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کی خدمت میں حاضر ہوگیا اور المطلب نے باب الجسر آ کر حمید کا استقبال کیا اور وہیں اس سے ملاقات کی حمید نے اسے تقرب دیا اس نے حسن سلوک کے وعدے کئے اور کہا میں تمھاری کارگزاری کی اطلاع مامون کو کروں گا اب سے سب مل کر ابراہیم کے مکان آئے اسے تلاش کیا مگر وہ وہاں نہ ملا۔ مامون کے بغداد آنے تک ابراہیم برابر روپوش رہا ان کے آنے کے بعد پھر اس کے ساتھ جو معاملہ ہوا اسے سب ہی جانتے ہیں۔

سہل کو نصائح کرنے کی اجازت

سہل بن سلامہ جو روپوش ہو کر اپنے گھر چلا گیا تھا ظاہر ہوگیا، حمید نے اسے اپنے پاس بلایا اسے تقرب دیا، اپنے قریب بلایا ایک خچر اسے دیا اور پھر عزت واحترام کے ساتھ اسے اس کے گھر بھیج دیا۔ یہ بھی مامون کے وہاں آنے تک اپنے گھر بیٹھا رہا ان کے آنے کے بعد یہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا مامون نے اسے خلعت اور انعام سے سرفراز کر کے اپنے مکان میں پند و وعظ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔

سورج گرہن

اس سال اتوار کے دن ذوالحجہ کے اختتام سے دوروز پہلے سورج گرہن ہوا آفتاب کی روشنی بالکل جاتی رہی اس کی ٹکیہ کا دوتہائی سے زیادہ حصہ غائب ہوگیا، دن چڑھے سے گہن شروع ہوا تھا ظہر کے قریب تک یہی کیفیت رہی اس کے بعد آفتاب صاف ہوگیا۔

حج

ابراہیم کی کل مدت خلافت ایک سال گیارہ ماہ اور بارہ دن رہی۔ علی بن ہشام نے بغداد کے شرقی حصے پر اور حمید نے غربی حصے پر قبضہ کرلیا، آخر ذی الحجہ میں مامون ہمدان آگئے تھے۔ اس سال سلیمان بن عبداللہ بن سلیمان بن علی کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۲۰۴ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال مامون عراق آگئے اور اب بغداد میں تمام فتنے فساد ختم ہوگئے۔

عراق میں مامون کی آمد

جرجان پہنچ کر مامون نے ایک ماہ قیام کیا یہاں سے چل کر ذی الحجہ میں وہ رے آئے یہاں چند روز قیام کیا وہاں سے روانہ ہوکر پھر مسلسل منزلیں کرنے لگے۔ اب صرف ایک دن یا دو دن وہ قیام کرتے تھے ہفتہ کے روز نہروان آئے یہاں آٹھ روز تک مقیم رہے ان کے خاندان والے امراء اور دوسرے عمائد ان کے استقبال کے لئے نہروان آئے اور ان کو سلام کیا، انھوں نے سفر کے دوران طاہر بن الحسین کو رقعہ لکھا کہ تم مجھ سے نہروان آکر ملو چنانچہ وہ ان کی خدمت میں یہیں حاضر ہوا۔ دوسرے ہفتہ کو جبکہ ماہ صفر سنہ ۲۰۴ ہجری کے ختم ہونے میں چودہ راتیں باقی تھیں دن چڑھے وہ بغداد میں داخل ہوئے اس وقت وہ اور ان کے تمام ساتھی سبز لباس میں تھے۔ قبائیں، ٹوپیاں، کشتیاں اور علَم سب ہی سبز تھے بغداد آکر رصافے میں ٹھہرے طاہر بھی ان کے ہمراہ وہاں آیا اسے اور اس کے ساتھیوں کو انھوں نے خیرزانیہ میں ٹھہرنے کا حکم دیا پھر مامون رصافہ میں منتقل ہوکر اپنے قصر میں جو دجلہ کے کنارے واقع تھا چلا آیا۔ انھوں نے حمید بن عبدالحمید بن ہشام اور ہرامیر کو حکم دیا کہ وہ اپنی اپنی چھاؤنیوں میں فروکش رہیں یہ امراء روزانہ مامون کے محل آتے تھے کوئی شخص بغیر سبز لباس پہنے ان کی خدمت میں باریاب نہیں ہوتا تھا تمام اہل بغداد اور بنی ہاشم نے یہی سبز لباس اختیار کر لیا تھا، سرکاری ملازم جس شخص کو سیاہ لباس پہنے دیکھتے اس کے لباس کو پھاڑ ڈالتے کبھی کبھی کوئی شخص ڈرتے ڈرتے سیاہ کلاہ تو پہن سکتا تھا مگر قبا اور علَم کے متعلق کسی کو یہ جرات نہ ہوتی کہ وہ سیاہ اختیار کرے اور نہ سرکار اسے معاف کرتی۔

آٹھ روز یہی حالت رہی پھر بنی ہاشم اور خاص کر بنی عباس نے اس معاملہ پر ان سے گفتگو کی اور کہا کہ

امیر المومنین آپ نے اپنے آباؤ اپنے خاندان اور سلطنت کا مقررہ رنگ چھوڑ کر سبز لباس اختیار کیا ہے یہ مناسب نہیں ہے اہل خراسان کے امراء نے بھی اس معاملہ کے متعلق مامون کو عرضداشت بھیجی تھی، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مامون نے طاہر سے کہا کہ جس بات کی تمھیں ضرورت ہو مجھ سے بیان کرو اس نے موقع پاتے ہی سب سے پہلے یہی درخواست کی کہ آپ اس سبز لباس کو اتار کر سیاہ لباس پہنیں جو آپ کے آباء کی دولت کا لباس ہے، مامون نے جب دیکھا کہ اگر چہ ان کے حکم کی اطاعت میں سب لوگوں نے سبز لباس تو اختیار کر لیا ہے مگر وہ اسے ناپسند کرتے ہیں ہفتہ کے روز انہوں نے دربار کیا اس وقت بھی وہ سبز لباس پہنے تھے جب سب جمع ہو گئے تو انھوں نے سیاہ لباس منگوایا اور اسے پہنا پھر سیاہ خلعت منگوا کر طاہر کو پہنایا پھر انھوں نے اور چند امراء کو پاس بلا کر ان سب کو سیاہ قبائیں اور سیاہ ٹوپیاں پہنادیں جب یہ امراء دربار خلافت سے سیاہ لباس پہن کر باہر آئے تو تمام دوسرے عہدہ داروں اور سپاہیوں نے سبز لباس اتار دیا اور اس کے بجائے سیاہ پہن لیا۔ یہ واقعہ بروز ہفتہ صفر کے اختتام سے سات روز قبل پیش آیا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ بغداد آنے کے بعد مامون نے ستائیس دن سبز لباس پہنا اور پھر اسے پھاڑ ڈالا۔ بیان کیا گیا ہے کہ بغداد آ کر جب تک کہ ان کے پہلے محل کے قریب دجلہ کے کنارے اور بستان موسیٰ میں اور مکانات تیار ہوں وہ رصافہ ہی میں قیام پذیر تھے۔

مامون اور احمد کی گفتگو

احمد بن ابی خالد الاحولی بیان کرتا ہے کہ جب ہم مامون کے ساتھ خراسان سے آتے ہوئے حلوان کی گھاٹی پہنچے اس وقت میں ان کے ساتھ دوسری طرف سوار تھا مامون کہنے لگے احمد مجھے عراق کی خوشبو آ رہی ہے مگر میں نے یہ جواب دیا کہ جناب والا میں ایسا نہیں سمجھتا کہنے لگے میری بات کا یہ جواب تو نہیں ہوا معلوم ہوتا ہے کہ تمھیں غلطی ہوئی ہے یہ تم کسی اور بات کو سوچ رہے ہو اس لئے تمھارا ذہن اس طرف منتقل نہیں ہوا میں نے عرض کیا امیر المومنین واقعہ تو یہی ہے پوچھا کیا سوچ رہے ہو میں نے عرض کیا میں اس بات پر غور کر رہا ہوں کہ ہم اہل بغداد کے پاس جا رہے ہیں مگر ہمارے پاس اس وقت صرف پچاس ہزار درہم ہیں، اس کے علاوہ وہاں فتنہ برپا ہے اور لوٹ مار کی وجہ سے اہل بغداد کو فتنہ وفساد مرغوب ہے اب اگر اس وقت کوئی اٹھ کھڑا ہوا اور ہنگامہ کر دے تو ہمارا کیا بنے گا۔ یہ سن کر مامون دیر تک سر نیچا کئے غور کرتے رہے پھر کہا احمد تم ٹھیک کہتے ہو تمہاری فکر بہت خوب ہے مگر میں تمھیں بتاتا ہوں کہ اس شہر میں باشندوں کے تین طبقے ہیں، ظالم مظلوم اور ایک وہ جو نہ ظالم ہے اور نہ مظلوم۔ ظالم کی ساری توقع ہم سے صرف یہ ہوگی کہ ہم اسے معاف کر دیں اور اس سے کچھ نہ بولیں، مظلوم صرف یہ چاہے گا کہ ہم اس کا انصاف کریں اور حمایت کریں اور جو شخص نہ ظالم ہوگا اور نہ مظلوم وہ اپنے گھر بیٹھا رہے گا اور کوئی حرکت نہیں کرے گا بخدا مامون کا کہنا حرف بحرف صحیح ہوا۔

اس سال مامون نے حکم دیا کہ اہل سواد سے مالگزاری میں دوخمس لئے جائیں اس سے پہلے نصف لیا جاتا تھا مامون نے قفیز ملجم کو جو جھکی ہوئی تول سے دس مکا کیک (ہارونی مکوک کے حساب سے) کے برابر تھا سرکاری تول پیمانہ مقرر کیا۔

اس سال یحییٰ بن معاذ کی بابک سے لڑائی ہوئی مگر کسی کو اپنے حریف پر کامیابی نہیں ہوئی۔

اس سل مامون نے صالح بن الرشید کو بصرے کا والی مقرر کیا اور عبیداللہ بن الحسن بن عبیداللہ بن العباس بن

علیؑ بن ابی طالب کو حرمین کا والی مقرر کیا عبید اللہ بن الحسن کی امارت میں اس سال حج ہوا۔

۲۰۵ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال مامون نے طاہر کو مدینۃ السلام سے لے کر انتہائے مشرق تک کے علاقے کا ناظم مقرر کر دیا اس سے پہلے انہوں نے اسے جزیرہ کا کوتوالی، بغداد کے دونوں حصوں کا والی مقرر کیا تھا نیز حسب ضرورت سواد کی اعانت بھی اس کے ذمہ کر دی تھی، اب مامون دربار کرنے لگے۔

طاہر کا مشرقی علاقوں کا گورنر بننا

محمد اور علی کا مناظرہ

بشر بن غیاث المریسی بیان کرتا ہے کہ میں، ثمامہ، محمد بن ابی العباس اور علی بن الہیثم عبد اللہ المامون کی خدمت میں حاضر تھے تشیع پر مناظرہ ہونے لگا، محمد بن ابی العباس نے امامت کی تائید کی اور علی بن الہیثم نے زیدیہ کی تائید کی دونوں میں اس قدر بحث ہوئی کہ محمد نے غصے میں علی سے کہا اے نبطی گنوار میں تجھ سے بات نہیں کرتا۔ مامون جو تکئے کے سہارے بیٹھے ہوئے تھے سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور انھوں نے کہا گالی گلوچ پر اتر آنا ہارنے کی علامت ہے اور یہ بہت بُری بات ہے ہم نے اس بحث اور مباحثہ کو صرف اس لئے شروع کیا تھا کہ جو حق بات کہے گا ہم اس کی تعریف کریں گے اور جو اس سے انکار کرے گا ہم اسے سمجھ جائیں گے اور جو شخص ان دونوں مابہ البحث باتوں سے انکار کرے گا اس وقت جو مناسب ہوگا ہم اس کے بارے میں فیصلہ کریں گے جو اصل بات ہے اس پر دونوں قائم رہو اور کلام تو فروعی ہے یہ میں اس لئے کہتا ہوں کہ جب تم فروع میں پڑ جاؤ تو اصل کے متعین ہونے کی وجہ سے تم آسانی سے پھر اس کی طرف لوٹ سکو محمد نے کہا تو ہم کہتے ہیں کہ اللہ واحد لاشریک ہے، محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں اور اسلام کے یہ فرائض اور قوانین ہیں۔

محمد بن ابی العباس اور علی بن الہیثم میں تلخ کلامی

اس کے بعد اب پھر ان دونوں میں مناظرہ شروع ہوا محمد نے علی کو پھر وہی سخت الفاظ کہے جو اس نے پہلے کہے تھے علی نے کہا اگر امیر المومنین یہاں تشریف نہ رکھتے ہوتے اور ان کی نرم مزاجی اور ممانعت کا خیال نہ ہوتا تو میں سر توڑ دیتا کیا تو اس بات کو بھول گیا کہ تو مدینہ میں منبر کو دھویا کرتا تھا۔ مامون جو تکیے کے سہارے تھے اب پھر سیدھے ہو بیٹھے اور کہنے لگے کہ اس منبر کے غسل کا کیا مطلب ہے مجھ سے تیرے معاملہ میں کوئی کوتاہی ہوئی یا منصور نے تیرے باپ کے معاملے میں کوئی کمی اٹھا رکھی، بخدا اگر خلیفہ اس بات سے حیا نہ کرتے کہ وہ اپنے وعدہ سے انحراف کریں تو میں ابھی تجھے قتل کرا دیتا کہ تیرا سر زمین پر تڑپتا نظر آتا اٹھ یہاں سے اب نہ آنا۔

طاہر بن حسین کا امارت پر تقرر

محمد بن ابی العباس دربار سے اٹھ کر سیدھا طاہر بن الحسین اپنے بہنوئی کے پاس آیا اور اس نے اپنے سارا قصہ بیان کیا، دربار کا یہ دستور تھا کہ جب مامون نبیذ پیتے تو اس وقت فتح نامی خدمت گار دربانی کرتا، یاسر توشہ خانہ کا داروغہ تھا، حسین ساقی تھا اور ابو مریم سعید الجوہری کا غلام ہرکارہ تھا۔

طاہر مامون کے دربار میں

طاہر اسی وقت محل میں آیا فتح نے مامون سے جا کر عرض کی کہ طاہر ملنے کے لئے حاضر ہے کہنے لگے یہ تو اس کے آنے کا وقت نہیں ہے اچھا آنے دو طاہر نے آ کر سلام کیا مامون نے سلام کا جواب دیا۔ مامون نے حکم دیا کہ اسے ایک رطل پلاؤ، طاہر نے نبیذ کو اپنے دست راست میں لے لیا مامون نے کہا کہ بیٹھ جاؤ مگر طاہر آیا یہاں اس نے وہ نبیذ پی لی اور پھر ان کی خدمت میں حاضر ہوا اسی دوران وہ دوسرا رطل پی چکے تھے اس کے آنے کے بعد مامون نے حکم دیا کہ اسے دوبارہ اسی قدر پلاؤ طاہر نے اس مرتبہ بھی وہی کیا جو وہ پہلے کر چکا تھا اور پھر ان کی خدمت میں حاضر ہوا مامون نے کہا بیٹھ جاؤ اس نے کہا امیر المومنین فوج خاصہ کے سردار کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ اپنے آقا کے سامنے بیٹھے۔ مامون نے کہا یہ آئین دربار عام کا ہے دربار خاص کا نہیں، یہاں آزادی ہے، اتنے میں مامون رو پڑے انکی دونوں آنکھیں اشکوں سے ڈبڈبا گئیں طاہر نے پوچھا امیر المومنین آپ کیوں روتے ہیں خدا نہ کرے کہ کبھی آپ کو رونا نصیب ہو تمام ممالک۔ اور رعایا آپ کی مطیع اور فرمانبردار ہو چکی ہے اور جو کچھ آپ نے چاہا اللہ نے اسے آپ کے لئے پورا کر دیا اب رونے کی کیا بات ہے، مامون نے کہا میں ایسی بات کے لئے روتا ہوں جس کا اظہار ذلت اور جس کا چھپانا غم کا باعث ہے اور بھلا ایسا بھی کوئی انسان ہے جسے کوئی غم نہ ہو اچھا تم اپنے آنے کی غرض بیان کرو، طاہر نے کہا محمد بن ابی العباس سے خطا اور لغزش ہو گئی ہے آپ اسے معاف کر دیں اور اس سے خوش ہو جائیں مامون نے کہا میں ان سے خوش ہو گیا، اور میں نے حکم دیا ہے کہ اسے صلہ دیا جائے اور پھر اسے اس کے مرتبے پر بحال کر دیا جائے اور چونکہ وہ ہمارے بے تکلف مونسوں میں نہیں ہے اس لئے ہم اسے اسی وقت یہاں نہیں بلاتے ورنہ بلا بھی لیتے۔

طاہر نے واپس جا کر ابن العباس کو اس کی اطلاع دی اور ہارون بن جیغویہ کو اپنے پاس بلا کر کہا کہ اہل قلم مزے میں ہیں خراسانی ایک دوسرے سے جلتے ہیں تم تین لاکھ درہم لے جاؤ دو لاکھ حسین خدمت گار کو دو اور ایک لاکھ محمد بن ہارون مامون کے کاتب کو دینا اور اس سے کہنا کہ وہ مامون سے ان کے رونے کی وجہ کسی موقع سے دریافت کرے۔ ہارون نے حکم کے مطابق عمل کیا۔

طاہر کے آنے پر مامون کے رونے کی وجہ

جب مامون صبح کا کھانا کھا چکے تو انھوں نے حسین سے پانی مانگا اس نے کہا بخدا میں اس وقت تک آپ کو پانی نہ پلاؤں گا جب تک کہ آپ یہ نہ بتائیں کہ طاہر کے آنے کے بعد آپ کیوں روئے تھے انھوں نے پوچھا کیوں تم کو اس کی کیا فکر ہوئی اس نے کہا مجھے آپ کو روتا دیکھ کر سخت رنج ہوا اس وجہ سے میں پوچھتا ہوں مامون نے کہا یہ ایک ایسی بات ہے کہ اگر کبھی تم نے اسے بیان کر دیا تو میں تم کو قتل ہی کر دوں گا اس نے کہا جناب والا میں نے کب آپ کے کسی راز کو

ظاہر کیا جواب کروں گا۔ مامون نے کہا اس وقت مجھے اپنا بھائی امین یاد آ گیا اور جو ذلت ان کی ہوئی وہ مجھے یاد آ ئی پہلے تو میں نے بہت ضبط کیا مگر جب مجبور ہو گیا تو رو کر میں نے اپنا جی ہلکا کر لیا۔ میں طاہر کو اس کی سزا دے کر چھوڑوں گا۔

طاہر کا والیٔ خراسان بننا

حسین نے طاہر کو اس کی اطلاع دے دی طاہر احمد بن خالد کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ میرا کسی کی خوشامد کرنا معمولی بات نہیں ہے اور میرے ساتھ جو بھلائی کی جائے وہ کبھی رائگاں نہیں جاتی تم کسی ترکیب سے مجھے مامون کے سامنے سے علیحدہ بھجوا دو، احمد نے کہا اچھا میں اس کام کو کرتا ہوں تم کل صبح سویرے میرے پاس آنا ابن ابی خالد مامون کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے کہا کہ آج ساری رات میں نہیں سویا انھوں نے پوچھا کیوں؟ احمد نے کہا اس وجہ سے کہ آپ نے غسان کو خراسان کا والی مقرر کیا ہے حالانکہ وہ اور اس کے ساتھی ایک لقمے کی حیثیت رکھتے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ اگر کسی ترک نے ان پر یورش کر دی تو ان کے پرخچے اڑا دے گا مامون نے کہا میں بھی اسی معاملہ پر غور کرتا رہا ہوں تو پھر تمھاری رائے میں کیسے کیا جائے، احمد نے کہا طاہر بن الحسین کو مامون کہنے لگے احمد یہ کیا کہتے ہو بخدا وہ ضرور بغاوت کر دے گا احمد نے کہا میں اس کے لئے اس کی طرف سے ضامن ہوں کہ وہ ہرگز ایسا نہیں کرے گا، مامون نے کہا اگر ایسا ہے تو بہتر ہے اسی کو بھیج دو۔

مامون نے اسی وقت طاہر کو بلایا اور خراسان کی ولایت کا فرمان لکھ دیا، طاہر اسی وقت بغداد سے چل کر خلیل بن ہشام کے باغ میں آ کر ٹھہر گیا جب تک طاہر وہاں مقیم رہا اسے روزانہ ایک لاکھ درہم ارسال ہوتے تھے وہ ایک ماہ وہاں مقیم رہا پھر کروڑ درہم جو والی خراسان کو ارسال ہوتے تھے اسے دے دیے گئے۔

ابوحسان الزیادی کہتا ہے کہ طاہر جبال اور حلوان سے لے کر خراسان تک کے علاقے کا ناظم اعلیٰ مقرر کیا گیا تھے یہ ذی القعدہ ۲۰۵ ہجری کے اختتام سے ایک یوم قبل بروز جمعہ بغداد سے روانہ ہوا اس سے دو ماہ پہلے ہی اس نے اپنی چھاؤنی علیحدہ قائم کر لی تھی اور اسی دوران وہ اپنی چھاؤنی میں مقیم رہا، ان راوی کے بیان کے مطابق اس کی ولایت کا سبب یہ ہوا کہ سب لوگوں نے اس سے کہا کہ عبدالرحمٰن المطوعی نے والی خراسان کے حکم اور اجازت کے بغیر خارجیوں سے لڑنے کے لئے نیشاپور میں ایک بڑی جمعیت اکٹھی کر لی ہے اندیشہ یہ ہے کہ شاید یہ تحریک اندرونی طور پر خود اصل خلافت ہی کے خلاف کی جارہی ہو، اس وقت فضل بن سہل کا چچازاد بھائی غسان بن عباد، حسن بن سہل کی جانب سے اس کے قائم مقام کی حیثیت سے خراسان کا والی تھا۔

طاہر بن حسین اور حسن بن سہل میں مخاصمت

علی بن ہارون بیان کرتا ہے کہ طاہر کے والی خراسان مقرر ہونے اور وہاں جانے سے پہلے حسن بن سہل نے اسے نصر بن شبث سے لڑنے کے لئے جانے کا حکم دیا تھا یہ بات طاہر کو ناگوار معلوم ہوئی کہنے لگا ایک خلیفہ سے میں لڑا دوسرے کو خلافت دی اور اب مجھے اس قسم کا حکم دیا جاتا ہے ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ میرے تحت سرداروں میں سے کسی کو اس کام کے لئے بھیجا جاتا۔ اس واقعے سے حسن اور طاہر کے تعلقات خراب ہو گئے اور وہ ایک دوسرے کی کاٹ میں لگ گئے۔ خراسان کا والی مقرر ہو کر وہاں جانے تک طاہر حسن سے کلام نہیں کرتا تھا کسی نے حسن کو اس پر توجہ دلائی مگر اس نے کہا کہ ہمارے باہمی جھگڑے کے دوران جو بات اس نے کی ہے اب میں اس کی صفائی نہیں کرنا چاہتا۔

اس سال عبداللہ بن طاہر رقہ سے بغداد چلا آیا۔ اس کے باپ نے اسے وہاں اپنا خلیفہ بنایا تھا اور حکم دیا تھا کہ وہ نصر بن شبث سے لڑے۔ اس سال یحییٰ بن معاذ بغداد آیا مامون نے اسے جزیرہ کا والی مقرر کر دیا مامون نے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو آرمینیا اور آذربائیجان کا والی مقرر کیا اور اسے بابک سے جنگ کرنے کا حکم دیا اس سال السری بن الحکم والی مصر نے مصر میں انتقال کیا، اس سال داؤد بن یزید سندھ کا عامل مقرر کر دیا کہ وہ سالانہ دس لاکھ درہم دربار خلافت میں بھیجتا رہے، اس سال انھوں نے عیسیٰ بن یزید الجلودی کو زُط سے لڑنے کے لئے سپہ سالار مقرر کیا، اس سال کے ماہ ذی القعدہ میں طاہر بن الحسین خراسان روانہ ہوا، یہ دو ماہ اپنی چھاؤنی میں فروکش رہا البتہ جب اسے عبدالرحمٰن النیسابوری المطوعی کے نیشاپور میں خروج کی اطلاع ملی تو یہ خراسان روانہ ہوگیا اور اسی سال اشروسنہ کے قریب تغزغزنیہ پہنچ گیا۔ اس سال فرج الرخجی نے عبدالرحمٰن النیساپوری کو پکڑ لیا۔ اس سال حرمین کے گورنر عبیداللہ بن الحسن کی امارت میں حج ہوا۔

آغاز ۲۰۶ ہجری

اس سال کے واقعات

اس سال مامون نے داؤد بن ماسجور کو زط سے لڑنے کے لئے بھیجا اور صوبہ بصرہ، ضلع دجلہ یمامہ اور بحرین اس کے تحت دے دیئے۔ اس سال دریا میں پانی اتنا بلند ہوا کہ اس کی وجہ سے تمام سواد کس کر، امام جعفر کی جاگیر اور عباس کی جاگیر غرق ہوگئیں۔ اور ان کا اکثر حصہ دریا برد ہوگیا اس سال بابک نے عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد کو زک دی، اس سال مامون نے عبداللہ بن طاہر کو رقہ کا والی مقرر کیا اور اسے نصر بن شبث اور بنی مضر سے لڑنے پر مقرر کیا۔

عبداللہ بن طاہر کی ولایت رقہ

مامون نے یحییٰ بن معاذ کو جزیرہ کا والی مقرر کیا تھا اس سال اس کا انتقال ہوگیا اس نے اپنے بیٹے احمد کو اپنے کام پر اپنا جانشین بنا دیا تھا۔

عبداللہ بن طاہر مامون کے دربار میں

یحییٰ بن الحسن بن عبدالخالق بیان کرتا ہے کہ رمضان میں مامون نے عبداللہ بن طاہر کو اپنے پاس بلایا کسی نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ مامون نے اسے ۲۰۵ ہجری میں طلب کیا تھا بعض نے ۲۰۶ اور بعض نے ۲۰۷ ہجری بھی بیان کیا ہے، جب عبداللہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا مامون نے کہا میں ایک مہینے سے اللہ سے استخارہ کر رہا ہوں اور مجھے امید ہے کہ اللہ میرے لئے خیر ہی کرے گا، میں لوگوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ اپنے بیٹوں کو ترقی دلانے کے لئے باپ ہونے کی وجہ سے ان کی تعریف میں بہت مبالغہ کیا کرتے ہیں مگر میں نے تمھیں اس سے زیادہ اعلیٰ پایا جیسا تمھارے باپ نے تمھارے متعلق کہا تھا، یحییٰ بن معاذ کا انتقال ہوگیا ہے اس نے اپنے بیٹے احمد بن یحییٰ کو اپنا جانشین بنا دیا تھا مگر وہ کچھ نہ نکلا میں چاہتا ہوں کہ تم کو بنی مضر اور نصر بن شبث سے لڑنے کے لئے متعین کر دوں، عبداللہ نے کہا میں بسر و چشم اس کے لئے حاضر ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ اس میں اللہ امیر المومنین اور تمام مسلمانوں کے لئے بھلائی کرے گا۔

عبداللہ کا گورنر بننا

مامون نے اس کو گورنر بنا کر جھنڈا دے دیا اور پھر حکم دیا کہ جس راستے یا اپنے گھر جائے وہاں دھوبیوں کی جو ڈوریاں بندھی ہوں وہ کاٹ دی جائیں نیز سایہ دار مسقف راستوں سے بھی اس علم کو نہ لے جایا جائے تا کہ اس کی راہ میں کوئی ایسا حائل نہ رہے جس کی وجہ سے وہ واپس آئے اس کے بعد انھوں نے اس کے لئے جھنڈا بنوایا جس پر زردی سے معمولی سی عبارت لکھی ہوئی تھی جو عام طور پر جھنڈوں پر لکھی جاتی تھی مگر مامون نے اس میں یہ زیادتی کی کہ اس پر ''یا منصور،، بھی لکھوایا۔

عبداللہ کا فضل سے مشورہ لینا

عبداللہ جھنڈا لے کر دربار سے چلا، بہت سے آدمی اس کے ہمراہ تھے اسی جلوس کے ساتھ اپنے گھر آیا دوسرے دن بہت سے لوگ اس سے ملنے اور مبارکبادی دینے آئے فضل بن الربیع بھی اس کے پاس آیا اور شام تک وہاں ٹھہرا رہا جب رات ہونے لگی وہ اپنے گھر جانے کے لئے اٹھا عبداللہ نے کہا اے ابوالعباس تم نے مجھ پر احسان اور فضل کیا ہے میرے باپ نے جو آپ کے بھائی ہیں مجھے نصیحت کی ہے کہ میں آپ کے مشورے کے بغیر کوئی کام نہ کروں میں چاہتا ہوں کہ آپ کی رائے اور قیمتی مشورے سے مستفید ہوں اگر آپ مناسب سمجھیں تو افطار تک اور میرے پاس ٹھہریں، اس نے کہا میں مجبور ہوں میرے بعض حالات ایسے ہیں کہ ان کی وجہ سے میں یہاں افطار نہیں کر سکتا، عبداللہ نے کہا کہ اگر آپ ہم خراسانیوں کے ساتھ کھانے کو ناپسند کرتے ہوں تو اپنے باورچی خانے سے خاصہ طلب فرمالیجیے اس نے کہا یہ بات نہیں بلکہ میں رات کے کھانے اور عشاء کی نماز کے درمیان نفل پڑھا کرتا ہوں عبداللہ نے کہا اچھا خدا حافظ تشریف لے جایئے وہ خود بھی ان کے ساتھ چلنے کے لئے اپنے مکان کے صحن تک خاص خاص امور میں مشورہ لیتا ہوا آیا۔

طاہر کا عبداللہ کے نام خط

بیان کیا جاتا ہے کہ اپنے باپ کے خراسان جانے کے چھ ماہ بعد عبداللہ نصر بن شبث سے لڑنے بنی مضر کی طرف روانہ ہوا تھا جب طاہر نے اپنے بیٹے کو دیار ربیعہ کا والی مقرر کیا تھا اس وقت اس نے جو خط اسے لکھا تھا وہ یہاں نقل کیا جاتا ہے۔

> ''ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہنا اس کا دھیان رکھنا اس کی ناخوشی سے بچنا، اپنی رعایا کا خیال رکھنا، جب تم کو اطمینان ہو آخرت کو یاد رکھنا کہ تم کو آخر میں وہیں جانا ہے اور وہیں ٹھہر کر پھر اپنے اعمال کی جوابدہی کرنا پڑیگی، اور اس حالت میں تم ہمیشہ ایسے نیک اعمال کرنا جن کی وجہ سے تم قیامت کے دن اللہ کی گرفت اور اس کے عذاب سے بچ جاؤ، چونکہ اللہ نے تم پر احسان کیا ہے لہٰذا تم اس کے ان بندوں پر جن کو اللہ نے تمہاری حفاظت میں سونپا ہے عنایت اور عدل کو اپنے اوپر لازم قرار دو اور ان میں اللہ کے حقوق اور حدود کو جاری کرو، ان کی حفاظت کرو ان کے گھر اور در کی حفاظت کرنا۔ ان کا خون نہ بہانا۔ ان کی راہوں کو ان کے لئے مامون رکھنا ان کی

بسر اوقات میں ان کو راحت پہنچانا اور اس کے لئے وہ باتیں اختیار کرنا جو تم پر فرض کی گئی ہیں جس کے لئے تم متعین کئے گئے ہو جن کے متعلق تم سے باز پرس بھی ہوگی اور اس کا ثواب بھی تم کو ملے گا، چاہے کر چکے ہو یا اب کرو ان امور پر ہمیشہ اچھی طرح غور وخوض کرتے رہنا ایسا نہ ہو کہ کسی اور وجہ سے یا مشغلہ میں پڑ کر تم اپنے اس فرض کو بھول جاؤ کیونکہ اسی فرض شناسی پر تمہاری ہر جگہ کی کامیابی کا مدار ہے اس کے لئے سب سے پہلے تم خود اپنے فرائض پر عمل کرنا پانچوں وقت کی نماز با جماعت ادا کرنا اور وہ مسنون طریقہ پر ہو کہ پہلے با قاعدہ وضو کرنا پھر اللہ اکبر کہہ کر قرآن پڑھنا ،رکوع وسجود اور تشہد میں اطمینان سے کام لینا، اللہ کے لئے خلوص نیت کے ساتھ نماز ادا کرنا اور جو لوگ تمہارے ساتھ یا تمہارے ماتحت ہوں ان کو بھی نماز کی تلقین وتاکید کرنا تاکہ اللہ کا یہ حکم کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر تم عمل کرنا تم سے ادا ہو فرض کے بعد سنن اور نوافل ادا کرنا۔

جب کوئی معاملہ درپیش ہو اس میں اللہ سے استخارہ کرنا اس سے ڈرتے رہنا، اس معاملہ کے متعلق اللہ نے اپنی کتاب میں جو حکم دے ہو اس پر عمل کرنا اور جو ممانعت کردی ہو اس سے اجتناب کرنا اس کے حلال وحرام کا خیال رکھنا پھر اس کے متعلق رسول اللہ صلعم کے جو آثار ملیں اس پر عمل کرنا، انصاف کرنے سے کبھی تنگ نہ ہونا چاہے تمہارا دل چاہتا ہو یا نہیں اور عدل کے بارے میں اپنے تعلقات کی قربت یا بعد کا خیال مت کرنا فقہ، فقہاء، علمائے دین کتاب اللہ اور اس پر عمل کرنے والوں کی اقتدا کرنا کیونکہ انسان کی سب سے بڑی زینت یہ ہے کہ اسے اللہ کے دین میں سمجھ حاصل ہو وہ اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرے اس پر دوسروں کو ترغیب دے اور خود دین کی وہ معرفت حاصل کرے جس سے اسے اللہ کا قرب نصیب ہو کیونکہ جسے اللہ کے دین کی معرفت حاصل ہوگی اس سے صرف بھلائی سرزد ہوگی وہی اس پر دوسروں کو کاربند کرا سکے گا وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر سکے گا اور تمام مہلکات سے لوگوں کو بچائے گا جسے دین کی معرفت حاصل ہوگی اللہ اسے اپنی معرفت کی توفیق عطا فرمائے گا تاکہ آخرت میں وہ اس کی اور منزلت بڑھائے اور بلند مراتب پر فائز کرے اور خود دنیا میں بھی ایسے شخص کو یہ فضیلت حاصل ہو گی اس کے احکام کی توقیر ہوگی، اس کی حکومت کا دبدبہ رہے گا، لوگ اس سے مانوس رہیں گے۔ اور اس کے عدل پر پورا اعتماد کریں گے اپنے تمام کاموں میں میانہ روی اختیار کرنا کیونکہ میانہ روی سے زیادہ نہ کوئی شے سودمند ہے اور نہ مامون اس میں تمام فضائل جمع ہیں اور یہ رشد کی طرف رہبری کرتی ہے رشد توفیق تک پہنچاتی ہے اور توفیق سے سعادت حاصل ہوتی ہے اور ایمان مضبوط ہوتا ہے تمام دنیاوی امور میں وہ طریقے اختیار کرنا جو میانہ روی کی طرف راہنمائی کرتے ہوں، آخرت، اجر، اعمال صالحہ سنن معروف اور معالم رشد کی طلب میں کبھی کمی نہ کرنا کیونکہ ایسی نیکی کے لئے جس سے محض اللہ کی خوشنودی اور جنت میں اس کے اولیاء کی صحبت مقصود ہو کوئی شخص جتنی بھی کوشش کرے وہ کم ہے۔

جان لو کہ دنیاوی معاملات میں جس قدر میانہ روی اختیار کرو گے اسی قدر تمہاری

عزت بڑھے گی اور معاصی سے بچو گے، اس سے بہتر اور کوئی طریقہ اپنے نفس کو اور اپنے متعلقین کے نفس کو برائیوں سے بچانے اور اپنے معاملات کو روبہ اصلاح کرنے کا نہیں ہے اس لئے تم میانہ روی اختیار کرنا تمھارے تمام کام بنتے چلے جائیں گے تمہاری قدرت میں اضافہ ہوگا اور خاص وعام تمھارے سچے وفادار اور مطیع رہیں گے۔

اللہ عزوجل کے متعلق ہمیشہ حسن ظن رکھنا تمہاری رعیت تمہاری فرمانبردار رہے گی تمام معاملات میں اللہ کے دربار میں وسیلہ اختیار کرنا تمہارا اقبال قائم رہے گا، کسی شخص کو تولیت کے بعد جب تک اس پر کوئی الزام ثابت نہ ہو جائے علیحدہ نہ کرنا کیونکہ ناکردہ گناہوں پر تہمت لگانا یا ان کے متعلق برا گمان قائم کرنا گناہ ہے ہمیشہ اپنے دوستوں کے ساتھ حسن ظن رکھنا اس طرح وہ تمھارے اور زیادہ خیر خواہ اور مخلص بن جائیں گے، دشمن خدا شیطان کو کبھی اپنے معاملہ میں شریک نہ ہونے دینا کیونکہ اگر تم نے اسے ذرا سا بھی موقع دے دیا تو پھر وہی تم پر حاوی اور غالب ہو جائے گا اور تمھارے خیالات میں سوئے ظن پیدا کر کے تم کو ایسا غمگین کر دے گا کہ تمہاری زندگی تلخ ہو جائے گی، حسن ظن میں قوت اور راحت ہے اور اس کے ساتھ تمھارے وہ تمام کام جن کو تم کرانا چاہتے ہو بخیر وخوبی انجام پذیر ہوں گے اور اس طرح لوگ خود تمہاری طرف کھچیں گے اور حکومت میں پائداری ہوگی مگر اس حسن ظن کی وجہ سے یہ نہ کرنا نہ تم خود معاملات کو سرانجام نہ دینے لگے یا اپنی رعایا اور عہدے داروں کی حالت سے بے خبر ہو جاؤ اور کبھی اسے پوچھو نہیں بلکہ اس کے برخلاف اپنے عہدہ داروں کی حالت کی ہر وقت دیکھ بھال اور رعایا کی ضروریات سے واقفیت اور پھر ان ذمہ داریوں کی برداشت کرنا اور باتوں کے علاوہ تمہارا سب سے ضروری فرض ہونا چاہیے اس سے شریعت کا قیام اور سنت کا احیاء ہے۔

ان تمام باتوں میں اپنی نیت خالص رکھنا اپنے نفس کو اس شخص کی طرح قابو اور قبضہ میں رکھنا جو یہ اچھی طرح سمجھتا ہے کہ اسے تمام اعمال کا جواب دینا پڑے گا جو اچھے ہوں گے ان کی جزا ملے گی اور جو برے ہوں گے ان کی سزا ملے گی اللہ نے دین کو ذریعہ حفاظت اور عزت بنایا ہے جس نے اس کی اتباع کی اللہ نے اس کی قدر و منزلت بڑھادی لہٰذا تم اپنی زندگی میں ہمیشہ دین اور ہدایت کے طریقے پر چلنا۔

مجرموں پر اللہ کے حدود کو جاری کرنا اس میں ان کی حیثیتوں کو پیش نظر رکھنا اور حسب استحقاق سزا دینا اس میں کمی کوتاہی یا تساہل نہ کرنا، مستوجب سزا کو سزا دینے میں تاخیر نہ کرنا ورنہ اس سے تمھاری نیک نامی میں فرق آ جائے گا اس بارے میں ہمیشہ معروف طریقے اختیار کرنا شک وشبہ سے دور رہنا اس سے تمہارا ایمان اور اخلاق پائدار ہوگا، جب عہد کرو تو اسے پورا کرنا جب کسی خیر کا وعدہ کرو تو اسے پورا کرنا، حسن خدمت کو تسلیم کر کے اس کا انعام دینا اپنی رعیت میں سے کسی کا عیب اگر تم کو معلوم بھی ہو جائے تو اس سے چشم پوشی کرنا، کبھی جھوٹ نہ بولنا اور جھوٹ بولنے والوں کو برا جاننا، چغل خوروں کو اپنے سے دور رکھنا کیونکہ جب تم جھوٹوں کو اپنے ہاں درخور

دو گے تو تمہارے تمام موجودہ اور آئندہ معاملات بگڑنے شروع ہو جائیں گے، جھوٹ برائیوں کی جڑ ہے اور بہتان بازی اور چغلخوری جھوٹ کی مہریں ہیں جو شخص دوسروں کی برائیاں کرتا ہے اس سے سننے والا بھی نہیں بچتا اور نہ اس کا اب کوئی کام درست رہ سکتا ہے۔

سچے اور متقی لوگوں سے دوستی رکھنا حق کے ساتھ اشراف کی اعانت کرنا۔ ضعفا کی مدد کرتے رہنا اعزا سے صلہ رحمی کرنا اور یہ سب کچھ محض بوجہ اللہ اور اس کے حکم کی اتباع میں کرنا اور اس کا مقصد صرف یہ ہو کہ اللہ اس کا ثواب اور دار آخرت دے گا۔ بُری خواہشوں اور ظلم سے بچنا اور ان دونوں برائیوں سے اپنی رعایا کے سامنے قطعی برات ظاہر کرنا حق اور عدل کے ساتھ حکمرانی کرنا اور اس معرفت کے ساتھ حکومت کرنا جو تم کو ہدایت کے راستے پر لے جائے، غصے کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھنا اور وقار اور حلم کو اپنے لئے لازم کرنا کبھی خود کو حالت غضب میں بے قابو ہونے دینا کیونکہ جو کچھ تم کرو گے وہ اللہ کے لئے ہوگا تمہارے نفس کا اس میں کوئی دخل نہ ہونا چاہیے۔ یہ کبھی مت کہنا کہ میں اس بات پر مسلط ہوں کہ جو چاہوں کر گزروں اس سے تمہاری رائے کا نقص اور خدائے واحد پر ایمان کی کمی ظاہر ہوگی اللہ پر پورا یقین کر کے اس سے سچا اندرونی تعلق قائم کرنا اور یہ سمجھ لو کہ ملک اللہ کا ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے۔

حکومت کے وہ اکابر و اعیان جو اس سے سب سے زیادہ بہرہ مند ہوتے ہیں جب وہ اللہ کی نعمتوں اور اس کے احسان کی ناشکری اور ناقدری کرتے ہیں تو سب سے پہلے اور فوراً وہی نحوست میں گرفتار کر دیئے جاتے ہیں اور ان کا سارا ترفہ فلاکت و نکبت سے بدل دیا جاتا ہے، حرص اور بے اعتدالی سے دور رہنا بجائے مال و متاع کے نیکی اور تقویٰ کا ذخیرہ جمع کرنا، اعتدال اختیار کرنا رعیت کی عام خوشحالی، علاقوں کی آبادی ان کے معاملات کی نگرانی مصائب میں ان کی حفاظت اور مظلوم کی اعانت اپنا شیوہ قرار دینا۔ یاد رکھو کہ جب دولت بہت ہو جاتی ہے اور وہ خزانوں میں جمع کی جاتی ہے تو وہ بیکار ہو جاتی ہے اس سے کوئی فائدہ مرتب نہیں ہوتا ہاں البتہ اگر وہی روپیہ رعایا کی اصلاح، اسکے حقوق کی ادائیگی اور اس کے مصائب کم کرنے کے لئے خرچ کیا جائے تو وہ اور بڑھتا ہے اور اس میں اضافہ ہوتا ہے عوام مطمئن رہتے ہیں اور عہدہ داروں کی شان و شوکت بڑھ جاتی ہے وہ زمانہ فارغ البالی اور خوشحالی کا عہد بن جاتا ہے اور اس سے حکومت کی عزت اور قوت بڑھتی ہے اس لئے بجائے اس کے کہ تم خزانے جمع کرو تم اس دولت کو اسلام اور مسلمانوں کی خوشحالی اور تقویت میں صرف کرو امیر المومنین کے جو خاص لوگ تمہارے ہاں ہوں ان اس دولت میں سے ان کے تمام حقوق پوری طرح ادا کر، اور اپنی رعایا کے جو حصے ہوں وہ دو پھر رفاہ عام کے کاموں میں صرف کرو تا کہ اس طرح اللہ کی نعمت تمہارے لئے مستقل ہو جائے اور تم اور زیادہ اس کی نعمت کے مستحق بن جاؤ نیز اس طرح تم کو خراج کے وصول کرنے اور اپنی رعایا اور علاقے کی مال کو جمع کرنے میں زیادہ سہولت ہو جائے گی تمہارے عدل و احسان کی

وجہ سے تمہاری تمام رعایا اور ماتحت علاقہ بخوشی تمہارا مطیع اور فرمانبردار ہو جائے گا اور پھر تم ان سے جس بات کو چاہو گے وہ بخوشی اسے قبول کریں گے، اس معاملہ میں جو کچھ میں نے تم کو لکھا ہے اس کی بجا آوری میں سعی بلیغ کرنا اور اس طرح خود اپنی ذاتی شرافت وعزت کو بڑھانا وہی دولت باقی رہتی ہے جو اپنے صحیح مصرف میں خرچ کی جائے۔

جو لوگ شکر گزار ہوں ان کو اس کا معاوضہ دینا ایسا نہ ہونے پائے کہ دنیا کے مزے تم کو آخرت کے خوف سے بے خطر کردیں اور پھر تم اپنے فرائض وحقوق کو بے وقعت سمجھنے لگو جو ایسا کرتا ہے وہ پھر بالکل ان کو چھوڑ دیتا ہے اور تباہ وبرباد ہو جاتا ہے جو کچھ نیک کام کرو وہ صرف اللہ کے لئے اور اللہ کی راہ میں ہو اور اسی کے ثواب کی توقع کرو جب اللہ نے اس دنیا میں تم پر اتنا احسان اور فضل کیا ہے تو اب اگر تم اس کا اظہار اور شکر ادا کرو گے تو تم کو اعتماد رکھنا چاہیے کہ اللہ تمہارے ساتھ اور بھلائی اور احسان کرے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ سپاس گزاروں کے شکر اور نیکوں کی نیکی کی مناسبت سے ثواب دیتا ہے کسی جرم کی حقیر مت سمجھنا۔ کسی حاسد سے میل نہ کرنا، کسی فاجر پر ترس نہ کھانا، ناشکر کو صلہ نہ دینا دشمن کی خوشامد نہ کرنا۔ چغل خور کو کبھی سچا نہ سمجھنا۔ کسی غدار کو امان نہ دینا۔ کسی فاسق کو اپنا دوست نہ بنانا، کسی گمراہ کی اتباع نہ کرنا، کسی بدنیت کی تعریف نہ کرنا، کسی انسان کی تحقیر نہ کرنا کسی سائل یا فقیر کو سوکھا جواب نہ دینا، جھوٹ کو کبھی نہ ماننا، ہنسی کی بات کی طرف آنکھ بھی نہ اٹھانا، وعدے کی خلاف ورزی نہ کرنا، بدکاروں سے نہ ڈرنا غصے سے کام نہ لینا، ابتداں کے پاس نہ آنا، اترا کر نہ چلنا، بے وقوفی کو اختیار نہ کرنا طلب آخرت میں کوتاہی نہ کرنا، وقتی مطلب پرستی نہ کرنا۔ ظالم کے خوف یا رعب سے کبھی چشم پوشی نہ کرنا اور دنیا کو ثواب آخرت کا ذریعہ نہ بنانا ہر وقت فقہا سے مشورہ لیتے رہنا، اپنے نفس کو حلم کا عادی بنانا، ہمیشہ تجربہ کار فریس اور حکما سے عمدہ باتوں کو حاصل کرتے رہنا۔ کبھی تنگ نظر بخیلوں کو اپنا مشیر نہ بنانا انکی کسی بات کو نہ ماننا ان کا ضرران کے نفع سے کہیں زیادہ ہے رعایا کو اپنے سے برگشتہ اور آمادہ فساد کرنے کے لئے بخل سے بڑھ کر زود اثر کوئی بات نہیں ہے، یہ بھی سمجھ لو کہ جب تمھاری حرص بہت بڑھی ہوئی ہوگی تو تم لوگے زیادہ اور دو گے کم نتیجہ یہ ہوگا کہ چند روز بھی تمھاری حکومت نہ چل سکے گی رعایا اسی وقت تم سے محبت کرے گی جب تم انکے مال سے اپنا ہاتھ روکے رکھو گے اور ان پر ظلم نہ رو گے اسی طرح تمھارے خاص احباب اور مصاحب بھی اسی وقت تک تمھارے بے ریا جاں نثار رہیں گے جب تک کہ تم ان پر انعام کرتے رہو گے اس لئے بخل سے ہمیشہ دور رہنا اور سمجھ لو کہ یہ سب پہلا گناہ ہے جس کا ارتکاب انسان نے اپنے رب سے کیا ہے اور گناہگار کو ہمیشہ ذلت ورسوائی اٹھانا پڑتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَ مَن یوُق شح نفسه فاو لائک هُمُ المُفلحونO

(ترجمہ) اور جو لوگ بخل نفس سے بچائے گئے وہی کامیاب ہیں۔

اس لئے حق کے مطابق سخاوت کی راہ آسان کر دینا اور تمہاری نیت یہ ہو کہ تمہاری

سخاوت میں تمام مسلمان برابر کے شریک ہیں یقین جانو کہ سخاوت بندوں کے اعمال میں سب سے افضل ہے اس لئے سخاوت کو اپنی سرشت اپنا مذہب اور اپنا عمل بنالو۔

فوج کے دفاتر اور دیوانوں کی ہمیشہ جانچ کی پڑتال کرتے رہوان کو باقاعدہ تنخواہ ادا کرو، ہو سکے تو ان کی معاشوں میں ان کی تنگ دستی کو دور کرنے کے لئے اضافہ کرتے رہو اس طرح وہ تمھارے سچے اطاعت گزار اور مخلص جان نثار ہو جائیں گے، حکمران کی سب سے بڑی سعادت یہ ہے کہ وہ اپنی فوج اور رعایا پر انصاف کرنے میں، انتظام سیاست میں اور عنایت میں باعث رحمت ہو۔

یاد رکھو کہ قضا کو اللہ نے وہ اہمیت دی ہے جو کسی اور بات کو نہیں دی اس لئے کہ قضا اللہ کی وہ ترازو ہے جس پر اس عالم کے معاملات تولے جاتے ہیں۔ جھگڑوں کے فیصلوں میں ہمیشہ عدل پر عمل پیرا ہونے سے رعایا درست رہتی ہے، راستے مامون ہو جاتے ہیں، مظلوم کی دادرسی ہوتی ہے، لوگوں کے حقوق دلائے جاتے ہیں، زندگی بہتر ہو جاتی ہے، طاعت کا پورا حق ادا ہوتا ہے، اس کی وجہ سے اللہ سلامتی اور عافیت عطا کرتا ہے، دین برقرار ہوتا ہے سنتیں جاری ہوتی ہیں اور قوانین چلتے ہیں اور قضاء میں حق وانصاف برمحل اور باموقع ادا کئے جاتے ہیں۔

اللہ کے حکم نافذ کرنے میں شدت کرنا، زبان کو فضول گوئی سے بچانا، حدود کو فوراً جاری کرا دینا، زیادہ جلدی نہ کرنا۔ دل گرفتگی اور افسوس نہ آنے دینا، قسم نہ کھانا ایسی کوشش کرنا کہ تمہاری دھاک بندھی رہے اور تمہارا اقبال پائدار ہو، اپنے تجربہ سے نفع اٹھانا خاموشی میں بیدار رہنا اور گویائی میں اعتدال رکھنا، اپنے حریف سے بھی انصاف کرنا شبہ پر تامل کرنا، پکی حجت قائم کرنا، اپنی رعیت کے بارے میں ذاتی تعلق حمایت کا خیال یا کسی معترض کے اعتراض سے کبھی متاثر نہ ہونا، ہر معاملہ پر بہت استقلال کے ساتھ اچھی طرح غور وخوض کرنا، اپنے رب کے سامنے نہایت عاجزی اختیار کرنا، تمام رعایا کے ساتھ مہربانی سے پیش آنے، حق کو اپنے اوپر مسلط کر لینا کبھی خونریزی میں جلدی نہ کرنا کیونکہ بلاوجہ خونریزی کا ارتکاب اللہ کے ہاں سخت قابل مواخذہ ہے۔

اس خراج کا جس پر رعایا کی بہبودی قائم ہے اور جسے اللہ نے اسلام کے لئے باعث شوکت ورفعت، مسلمانوں کے لئے باعث خوشحالی اور طاقت، اور اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں کے لئے باعث رنج وتکلیف اور کفار کے لئے ان کے معاہدہ تادیہ کی وجہ سے باعث ذلت وحقارت بنایا ہے بہت زیادہ خیال رکھنا، خراج کو حق وانصاف کے ساتھ اعلیٰ السویہ سب مستحقین پر تقسیم کرنا کسی شریف کو اس کی شرافت کی بنا پر کسی دولت مند کو اس کی دولت کی بنا پر اپنے کسی کاتب یا متعلقین خاص کو کبھی خراج معاف نہ کرنا اور نہ کسی سے اس کی استطاعت سے زیادہ وصول نہ کرنا ایسا حکم کبھی نہ دینا جو باعث تکلیف ہو تمام لوگوں کو حق پر چلنے کی ہدایت کرنا اس سے ان میں الفت رہے گی اور سب لوگ تم سے خوش رہیں گے۔

یہ سمجھ لو کہ تم اپنی ولایت کی وجہ سے امین محافظ اور نگران بنائے گئے ہو چونکہ تم اپنے تحت کے علاقے کے باشندوں کے راعی اور نگران ہو اسی بناء پر ان کو تمہاری رعیت کہا جاتا ہے لہٰذا حسب استطاعت اور سہولت جو کچھ تمہیں دیں تم وہ لے لینا اور اسے انھیں کی صلاح و ترقی اور ان کی حالت کی درست اور استقامت میں خرچ کرنا اپنی رعایا پر اپنے عمل اقتدار میں ایسے لوگوں کو عامل مقرر کرنا جو ذی رائے صاحب تدبیر و تجربہ ہوں اور سیاست سے علمی اور عملی طور پر واقفیت رکھتے ہوں اور پرہیزگار ہوں ان کی معقول تنخواہیں مقرر کرنا کیونکہ یہ بھی تمہارے عہدہ کے فرائض میں ہے کبھی ایسا نہ ہونے پائے کہ کوئی اور شغل تم کو اپنے فرائض کی طرف سے بے خبر کردے یاد رکھو جب تک تم اپنے فرض منصبی کو پورے انہماک اور ذہانت سے سرانجام دیتے رہو گے اللہ کی جانب سے تمہارے مراتب میں اور اضافہ ہوگا تمہاری نیک نامی میں دن دگنی رات چوگنی ترقی ہوگی رعایا تمہاری مخلص و فرماں بردار رہے گی اور تمہارے تمام کام بنتے رہیں گے، لہٰذا اپنے شہر میں خوب خیر و خیرات کرنا اپنے علاقے کو آباد کرنا اپنے ملک کو سرسبز بنانا اس طرح تمہاری آمدنی میں اضافہ ہوگا اور پھر تمہاری فوج بھی تمہارے ہر حکم کی بجا آوری کے لئے آمادہ ہو گی اور جب تم خود ان کی تنخواہیں باقاعدہ دیا کرو گے تو رعایا بھی فوج سے خوش رہے گی اور اس کے خلاف اسے کوئی شکایت پیدا نہ ہوگی، سب لوگ تمہاری جہاں بانی کی تعریف کریں گے اور خود تمہارا دشمن تمہاری اس معدلت گستری اور حق پروری کی داد دینے پر مجبور ہوگا، ہر کام میں تم عادل، قوی مستعد اور ذی حیثیت رہو گے لہٰذا اس مرتبہ کے حاصل کرنے میں خوب ذوق و شوق سے کام لو اور کسی اور بات کو اس خیال پر ترجیح نہ دو انشاء اللہ بالآخر سب لوگ تمہاری تعریف کریں گے۔

اپنے علاقہ کے ہر ایک ضلع میں ایک راست باز وقائع نویس مقرر کرنا جو تمہارے عہدہ داروں کی تمام خبریں، ان کی ذاتی سیرت اور اعمال تم کو لکھتا رہے اور تم اس طرح باخبر رہو کہ گویا تم خود اس کے ساتھ وہاں نگران موجود ہو، اگر کسی بات کے لئے حکم دینا چاہو تو پہلے اس کے انجام پر پوری طرح غور و خوض کر لینا اگر اس میں سلامتی اور عافیت نظر آئے اور اس سے سلطنت کا استحکام اور بھلائے اور خیر خواہی متوقع ہو تو اسے کر گزرنا ورنہ توقف کرنا اور اس کے متعلق صاحب بصیرت علماء سے مشورہ کر لینا اس کے بعد اس کی تیاری کرنا بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان اپنے معاملہ پر غور کر کے کسی فیصلے پر پہنچ جاتا ہے اور چونکہ وہ فیصلہ اس کی خواہش کے عین مطابق ہوتا ہے اس لئے اسے اس کی صحیح ہونے کا یقین آ جاتا ہے اور وہ اپنے خیال سے متاثر ہو کر اسے پسند کر لیتا ہے ایسی صورت میں اگر وہ شخص اس معاملہ کے نتائج پر اچھی طرح غور نہیں کر لیتا تو وہ بات اسے ہلاک کر دیتی ہے اور اس کا سارا کام بگڑ جاتا ہے لہٰذا ہر ارادے میں احتیاط کرنا اور پھر اللہ کی قوت کی مدد کے ساتھ کرنا۔ اپنے تمام کاموں میں اکثر اپنے رب سے استخارہ کرتے رہنا۔ آج کا کام آج کر لینا کل پر نہ چھوڑنا اور زیادہ تمام سرکاری کام خود ہی انجام

دینا اور یہ یاد رکھو کہ اگر آج کا کام کل پر چھوڑ دو گے تو ممکن ہے کہ کل اور بہت سے ایسے اہم کام پیش آ جائیں جو آج کے بقیہ کام کی طرف توجہ ہی نہ ہونے دیں، یہ سمجھ لو کہ جو دن چلا گیا وہ اپنی ہر شے کو لے گیا لہٰذا جب تم آج کا کام کل پر موخر کر دو گے تو تم پر دو دن کا کام جمع ہو جائے گا جو تم سے ہو نہ سکے گا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم کچھ نہ کرو گے اگر اس کے بجائے تم روز کا کام روز پورا کیا کرو گے تو اس سے تمھارا دل بھی خوش رہے گا اور تمھارے جسم کو بھی راحت ملے گی اور تمہاری حکومت پائدار ہوتی جائے گی۔

شرفا اور ذی اخلاق لوگوں کا خاص طور پر خیال رکھنا جب تم دیکھ لو کہ تمھارے ساتھ ان کی نیت اور دوستی پاک و صاف ہے اور وہ مخلصانہ طور پر تمہاری حکومت میں تمہاری امداد کر رہے ہیں تم بھی ان کو اپنا مخلص دوست بنا لینا اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہنا ان پرانے شرفا کے خاندان والوں سے جواب حاجتمند ہو گئے ہیں ملتے رہنا ان کی ضرورت کو پورا کرنا اور ان کی حالت کی ایسی صلاح کرنا کہ پھر ان کو اپنی پریشان حالی کا خیال نہ آئے۔ تم خود فقرا، مساکین اور ان کمزوروں کے حال پر نظر رکھنا جو تمھارے پاس آ کر اپنے کسی ظلم کی فریاد بھی نہیں کر سکتے یا اس قدر بے بس اور دبے ہوئے ہیں کہ ان کو یہ معلوم ہی نہیں کہ ان کا حق کیا ہے تم بالکل راز میں ان سے ان کی شکایت پوچھنا اور پھر اپنی رعایا میں جو نیک لوگ ہوں ان کو اس کام پر متعین کرنا کہ وہ ان کمزوروں اور ناواقفوں کی ضروریات اور حالات تم سے کہتے رہیں تا کہ پھر تم انکے متعلق ایسا انتظام کر دو جس سے اللہ ان کی حالت درست کر دے اسی طرح لڑائیوں میں جن لوگوں نے بہادری دکھائی ان سے ان کے یتیموں اور بیواؤں کی خبر کرنا اور پھر امیر المومنین کی اقتدا میں ازراہ مہربانی اور صلہ ان کی معاش بیت المال سے مقرر کرنا تا کہ اس طرح وہ آرام سے زندگی بسر کر سکیں اور اللہ تمھیں اس کی برکت دے۔ اندھوں کے لئے بیت المال سے وظیفہ مقرر کرنا۔ ان میں جو حافظ قرآن اور قاری ہوں ان کا وظیفہ دوسروں سے زیادہ مقرر کرنا۔ مسلمان مریضوں کے لئے شفا خانے قائم کرنا ان کی خدمت کے لئے ملازم مقرر کرنا اور علاج کے لئے طبیب متعین کرنا اور جہاں تک بیت المال کی دولت میں اسراف کی نوبت نہ آئے وہاں تک مریضوں کی خواہشات کو پورا کرنا، مگر یہ بات پیش نظر رکھو کہ جب لوگوں کو ان کے حقوق دئے جاتے ہیں اور ان کی توقعات پوری کر دیجاتی ہیں تو وہ اس پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ اپنے والیوں سے جا کر اپنی لمبی چوڑی ضروریات بیان کرتے ہیں تا کہ ان کو اور ملے اور ان کے ساتھ مزید مہربانی کی جائے اس کی وجہ سے بسا اوقات جو شخص لوگوں کے معاملات کی پوچھ گچھ کرتا ہے وہ اس قسم کی درخواستوں کی کثرت کی وجہ سے تند خو اور سخت دل ہو جاتا ہے اور اس کی قوت فکر اور دماغ پر بہت بار پڑ جاتا ہے جس سے اسے تکلیف ہوتی ہے اور جو شخص اس لئے عدل کرتا ہے کہ اس دنیا میں اسے شہرت ہو اور آخرت میں ثواب ملے وہ اس شخص کے برابر نہیں ہو سکتا جو یہ کام محض اللہ کے تقرب اور اسکی رحمت کے لئے کرتا ہے۔

کثرت سے لوگوں کو اپنے پاس آنے کی اجازت دینا اپنا چہرہ ان کے سامنے کرنا۔
اپنے محافظ سپاہیوں کو حکم دینا کہ وہ لوگوں کو آنے سے نہ روکیں۔ ان کے ساتھ نہایت مہربانی سے پیش آنا، ان کے سامنے ہنس مکھ رہنا ان سے گفتگو کرنے اور سوالات کرنے میں نرمی برتنا پھر ان پر اپنی سخاوت اور فضل سے عنایت کرنا اور جب تم دینے پر آؤ تو کشادہ دستی اور فراخ دلی سے دینا۔ دل تنگی ظاہر کرنا اور نہ احسان جتانا جو عطیہ دل تنگی اور احسان جتلائے بغیر دیا جاتا ہے وہ ایسی تجارت ہے جس میں انشاء اللہ بہت فائدہ ہوگا۔

دنیا میں اس وقت جو واقعات ہو رہے ہیں ان سے اور تم سے پہلے گزشتہ زمانے میں اور فنا شدہ اقوام میں جو سلاطین اور رؤسا گزر چکے ہیں ان کے واقعات سے عبرت لینا چاہیے اور اپنے تمام معاملات میں اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیے اس کی محبت کے لئے لگاتار کوشاں رہنا چاہیے اس کی شریعت اور قوانین پر عمل کرنا چاہیے اس کے دین اور اس کی کتاب کو قائم کرنا چاہیے اور ہر اس بات سے جو ان کے مخالف ہو اور جس سے اللہ کی ناراضگی ہوتی ہے اجتناب کرنا چاہیے، تمہارے عمال جو مال جمع کرتے ہوں یا خرچ کرتے ہوں اس سے تم کو باخبر رہنا چاہیے، خود تم کو چاہیے کہ کبھی حرام مال کو جمع نہ کرو اور نہ خرچ کرنے میں اسراف کرو، زیادہ تر علما کے ساتھ ہم نشین رہنا ان سے مشورہ کرتے رہنا اور ان سے اختلاط رکھنا اپنے خاص اور بے تکلف دوستوں میں سے سب سے زیادہ تم اس کی عزت و توقیر کرنا کہ جو اگر تم میں کوئی عیب دیکھے تو تمہارے رعب سے متاثر نہ ہو اور پھر علیحدہ تنہائی میں وہ تم کو اس عیب پر متنبہ کر دے اور اس کے نقص کو کو ظاہر کر دے تمہارے تمام دوستوں اور مددگاروں میں یہ شخص سب سے زیادہ مخلص اور خیر خواہ ہوگا۔

تمہارے جو عمال اور کاتب تمہارے پاس ہوں ان کی اچھی طرح نگرانی رکھنا روزانہ ہر عامل کے لئے ایک خاص وقت مقرر کر دینا کہ وہ اس وقت اپنے تمام کاغذات اور امثلہ لیکر حاضر رہے اور پھر وہ تم سے تمہارے عمال ملک اور رعیت کی ضروریات بیان کر کے حسب ضرورت احکام لے مگر پہلے تم اس کی تمام باتوں کو پورے انہماک اور توجہ سے سننا اور اچھی طرح معاملے کے تمام پہلوؤں پر بار بار غور کر کے وہ تجویز کرنا جو احتیاط اور حق کے موافق ہو اس کے بعد اسے نافذ کر دینا، اس کے لئے اللہ سے استخارہ کرنا اگر استخارہ اس کے مخالف آئے تو ملتوی کر کے اس پر مزید غور و فکر کرنا۔

اپنی رعایا ہو یا کوئی اور جس کے ساتھ تم کوئی نیکی کرو اس کا اس پر احسان نہ رکھنا، ہر شخص سے صرف یہ چاہنا کہ وہ سچا وفادار پکا اطاعت گزار اور امیر المومنین کے کاموں میں مددگار ہو جو لوگ ایسے ہوں صرف انھیں کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرنا۔

میرے اس خط کو اچھی طرح سمجھ لو اکثر اسے دیکھتے رہنا اس پر عمل کرنا اپنے تمام کاموں میں اللہ سے اعانت اور طلب خیر کرتے رہنا یاد رکھو اللہ ہمیشہ نیکی اور نیکوں کا ساتھ دیتا ہے تمہاری سب سے بڑی خواہش اور سیرت یہ ہو کہ اللہ کی خوشنودی حاصل ہو، اس کے دین کا

نظام قائم رہے مسلمانوں کو عزت اور شوکت حاصل ہو اور ذمیوں اور مومنین میں عدل اور بھلائی رائج ہو، میں اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ تمھاری مدد کرے تمھیں توفیق اور ہدایت عطا کرے اپنی حفاظت میں رکھے اور تم پر اپنا ایسا مکمل فضل اور رحمت نازل فرمائے جو تمھارے لئے عزت و شرافت کا باعث ہوتا کہ اس وجہ سے تم اپنے ہمسروں میں با اعتبار نصیب یاوری اور اس کی نعمتوں سے بہرہ ور ہونے کی وجہ سے نیک نامی اور حکومت میں سب سے بہتر ہو جائے تمھارا دشمن اور معاند ہلاک ہو، تمھاری رعایا امن و سکون کے ساتھ تمھاری فرمانبردار رہے شیطان اور اس کے وسوسے تم سے کوسوں دور ہوں اور تمھارا بول بالا رہے اللہ اپنی توفیق اور قوت سے تم کو اقبال مند رکھے وہ قریب ہے اور وہی دعا کو قبول کرتا ہے۔،،

بیان کیا گیا ہے کہ جب طاہر نے اپنے بیٹے عبداللہ کو یہ عہد لکھ کر دیا تو لوگوں میں اس کا بڑا چرچا ہوا اور ہر شخص نے اس کے حاصل کرنے کی کوشش کی اس کی نقلیں لیں اسے ایک دوسرے کو پڑھ کر سمجھا اور سمجھایا اس کی شہرت اتنی پھیلی کہ مامون کو بھی اس کی اطلاع ہوئی انھوں نے اس عہد کو منگوا کر سنا کہنے لگے ابوالطیب نے دین و دنیا کی کوئی بات ایسی نہیں چھوڑی جو اس میں نہ لکھ دی ہو اسی طرح اس نے تدبیر ملک، سیاست مدن، اصلاح ملک و رعیت، حفاظت وطن، خلفاء کی اطاعت اور خلافت کے استحکام و بقا کی جس قدر مفید باتیں ہو سکتی تھیں وہ سب اس تحریر میں نہایت وضاحت سے لکھ دی ہیں اور ان پر عمل پیرا ہونے کی تلقین و تاکید کر دی ہے لہٰذا اس کی نقلیں ملک کے تمام عہدداروں کی طرف بھیج دی جائیں۔

اس عہد کو لے کر عبداللہ اپنے مستقر چلا گیا اور وہاں اس نے ان ہدایات پر پورا عمل کیا۔

اس سال عبداللہ بن طاہر نے نصر بن شبث سے لڑنے کے لئے رقہ جاتے ہوئے اسحاق بن ابراہیم کو بغداد کے دونوں پلوں کا نگران مقرر کر کے نیز فوج خاصہ کی سرداری اور علاقۂ بغداد کی اس نیابت پر جس پر اس کے باپ طاہر نے اسے خلیفہ بنایا تھا، اپنا قائم مقام بنایا۔ اس سال عبیداللہ بن الحسن والی الحرمین کی امارت میں حج ہوا۔

۲۰۷ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال عبدالرحمٰن بن احمد بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علیؓ بن ابی طالب نے یمن کے بلادعک میں خروج کیا اور آل محمد میں سے خلیفہ کے انتخاب کی تحریک چلائی۔

عبدالرحمٰن العلوی کا خروج

اس کے خروج کی وجہ یہ ہوئی کہ جب یمن کے سرکاری عمال نے بری روش اختیار کی تو لوگوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی مامون کو اس کی اطلاع ہوئی انھوں نے دینار بن عبداللہ کو ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ پر بھیجا اور اس کے ساتھ عبدالرحمٰن کے لئے فرمان معافی بھی لکھ کر بھیج دیا، دینار بن عبداللہ حج کے زمانے میں مکہ مکرمہ آیا حج سے فارغ ہو کر یمن روانہ ہوا اور عبدالرحمٰن کے پاس پہنچا مامون نے اس کے لئے جو امان نامہ لکھا تھا وہ اسے دے دیا عبدالرحمٰن نے امان مان لی مامون کی اطاعت قبول کی اور دینار کے ہاتھ پر مامون کی بیعت کر لی دینار نے اسے مامون کے پاس بھجوا دیا اس موقع پر مامون نے آل طالب کا دربار بند کر دیا اور ان کو بھی سیاہ لباس پہننے پر مجبور کیا یہ جمعرات ذی قعدہ کی آخری شب کا واقعہ ہے۔

طاہر کی موت

اس سال طاہر نے انتقال کیا۔ مطہر بیان کرتا ہے کہ ذوالیمینین کو لو لگ گئی تھی وہ اپنے بستر پر مردہ پائے گئے ان کے دونوں چچا علی بن مصعب اور احمد بن مصعب ان کی عیادت کو گئے خدمت گار سے کیفیت پوچھی ان کی یہ عادت تھی کہ نماز صبح بہت اندھیرے میں پڑھتے تھے خدمت گار نے کہا سوتے ہیں ابھی بیدار نہیں ہوئے کچھ دیر وہ دونوں ان کا انتظار کرتے رہے مگر جب بالکل صبح ہو گئی اور معمول کے مطابق نماز کا وقت بھی آخر ہوا اور اب بھی انھوں نے جنبش نہیں کی تو اب یہ دونوں پریشان ہوئے کہ کیا بات ہے اور انھوں نے خادم سے کہا کہ ان کو جگا دو اس نے کہا میری یہ جسارت نہیں انھوں نے کہا کہ ہمیں ان کے پاس لے چلو دونوں اندر گئے دیکھا رضائی لپیٹے پڑے ہیں اسے اپنے نیچے دبا رکھا ہے اور سر اور پاؤں ڈھکے ہوئے ہیں انھوں نے ان کو ہلایا مگر وہاں جنبش نہ ہوئی تب ان کا منہ کھول کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ مر چکے ہیں یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ کس وقت موت واقع ہوئی کسی خدمت گار کو بھی یہ معلوم نہ تھا کہ کب انتقال ہو گیا انھوں نے خدمت گار سے پوچھا کہ آخر تم نے ان کو کس حال میں چھوڑا تھا اور کب تک کی تم کو واقفیت ہے اس نے کہا میرے سامنے انھوں نے مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی اور پھر رضائی اوڑھ لی اور پھر فارسی میں کہا درمرگ نیز مردی باید جس کے معنی یہ ہیں کہ انسان کو موت کے وقت بھی مردانگی کی ضرورت ہوتی ہے۔

کلثوم بن ثابت کا بیان

کلثوم بن ثابت بن ابی سعد جس کی کنیت ابوسعدہ تھی بیان کرتا ہے کہ میں خراسان کا عامل ڈاک تھا اور جمعہ کے دن ہمیشہ منبر کی جڑ میں بیٹھا کرتا تھا ۲۰۷ ہجری میں طاہر کی ولایت کو دو سال گزرے تھے جمعہ آیا طاہر نے منبر پر خطبہ پڑھا جب خلیفہ کا نام آیا تو بجائے اس کے کہ وہ ان کے لئے دعا مانگتا چپ ہوگیا اور اس نے کہا اے اللہ تو اُمت محمد کی حالت کی اصلاح اس طرح کر جس طرح تو نے اپنے اولیا کی حالت درست کی ہے ان کے اختلافات کو اتحاد سے بدل دے ان کی جانیں محفوظ رکھ ان کے آپس کے تعلقات درست کر دے تا کہ کسی شخص کو یہ جرأت نہ ہو سکے کہ وہ ان میں فساد پیدا کرے یا ان پر حملہ کرنے کے لئے فوج جمع کرے۔

طاہر کے رویہ کے متعلق مامون کو اطلاع

میں نے اپنے دل میں کہا چونکہ اس واقعہ کو میں نہیں چھپاؤں گا اس لئے سب سے پہلے میں قتل کیا جاؤں گا، میں نے گھر آ کر میت کا غسل کیا موتی کی ازار پہنی اس پر سے قمیص اور چادر پہنی اس طرح پورا کفن پہن لیا اور سیاہ لباس اتار پھینکا اور مامون کو اس واقع کی اطلاع لکھ بھیجی، نماز عصر پڑھ کر طاہر نے مجھے بلا بھیجا اس کی آنکھ کے پپوٹے اور کوے میں کوئی تکلیف پیدا ہوئی جس سے وہ مردہ زمین پر گر پڑا میں اس کے پاس سے چلا آیا آنے کے بعد طلحہ بن طاہر نے باہر نکل کر کہا اسے واپس لاؤ لوگ مجھے واپس لے گئے، طلحہ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم نے جو واقعہ گزرا تھا اس کی اطلاع لکھ دی ہے میں نے کہا ہاں اس نے کہ تو اب تم اس کی وفات کی اطلاع لکھ دو، طلحہ نے مجھے پانچ لاکھ درہم اور دو سو پارچے عطا کئے میں نے بارگاہ خلافت میں طاہر کی موت اور اس کے بجائے طلحہ کی قیادت جیش کی اطلاع لکھ دی میرے وہ معروضہ جس میں میں نے طاہر کی خود مختاری کی اطلاع دی تھی صبح کے وقت مامون کو ملا انھوں نے اسی وقت ابن ابی خالد کو بلا کر کہا کہ ابھی خراسان جاؤ اور حسب وعدہ اور ضمانت اسے میری خدمت میں حاضر کرو، ابن ابی خالد نے کہا آج رات میں بسر کر لوں مامون نے کہا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا تم کو سواری پر شب گزارنا پڑے گی مگر ابن ابی خالد نے اس قدر منت وسماجت کی کہ بالآخر انھوں نے ایک رات بسر کرنے کی مہلت دے دی رات کو ان کو وہ خریطہ ملا جس میں اس کی موت کی اطلاع تھی انھوں نے پھر ابن ابی خالد کو بلایا اور کہا کہ طاہر کا انتقال ہوگیا اب کون اس کا جانشین ہو اس نے کہا ان کا بیٹا طلحہ اس کا صحیح جانشین ہوگا مامون نے کہا بالکل درست ہے اچھا اس کی ولایت کا فرمان لکھ دو، ابن ابی خالد نے باضابطہ اس کی صوبہ داری کا فرمان نافذ کر دے اور یہ طلحہ طاہر کے بعد مامون کے عہد میں سات سال مسلسل خراسان کا والی رہا پھر اس کی بھی انتقال ہوگیا اراب اس کی جگہ اس کا بھائی عبداللہ خراسان کا والی مقرر کیا گیا، اس زمانے میں چونکہ یہ بابک کے مقابلہ میں متعین تھا اس وجہ سے وہ دینور میں مقیم تھا اور وہاں سے اپنی فوجیں بابک سے مقابلہ پر بھیجا کرتا تھا، جب مامون کو طلحہ کے مرنے کی اطلاع ملی انھوں نے یحیٰی بن اکثم کو عبداللہ کے پاس بھیجا تا کہ وہ اس کے بھائی کی موت پر اس کی تعزیت کرے اور خود اس کے خراسان کا صوبہ دار مقرر ہونے پر مبارک باد دے، مامون نے عبداللہ کی جگہ علی بن ہشام کو بابک کے مقابلہ پر مقرر کر دیا۔

عباس کہتا ہے کہ جس وقت طاہر کی موت کی خبر مامون کو موصول ہوئی میں ان کے پاس موجود تھا کہنے لگے خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ ہم سے پہلے اسے موت آ گئی۔

طاہری فوج میں شورش

اپنے باپ طاہر کے مرنے کے بعد طلحہ کے والی خراسان مقرر ہونے کے متعلق مذکورہ بالا بیان کے علاوہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ جمادی الاولیٰ میں جب طاہر نے انتقال کیا فوج نے ہنگامہ برپا کر دیا انھوں نے اس کے کچھ خزانے بھی لوٹ لئے سلام الابرش الخصی نے ان کے معاملہ کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اس کے حکم سے ان کو چھ ماہ کی تنخواہ دے دی گئی اس کے بعد مامون نے تاہر کو تمام حکومت طلحہ کو بحیثیت قائم مقام عبداللہ بن طاہر کے سپرد کر دی کیونکہ اس بیان کے راویوں کے قول کے مطابق مامون نے طاہر کے مرنے کے بعد عبداللہ بن طاہر کو طاہر کے تمام علاقہ کی ولایت پر سرفراز کیا تھا اور وہ اس وقت رقہ میں نصر بن شبث سے لڑ رہا تھا خراسان کے ساتھ مامون نے شام کو بھی عبداللہ کے تحت دے دیا تھا اور وہیں اس کی ولایت خراسان اور اس کے باپ کی تمام خدمات پر سرفراز کئے جانے کا فرمان بھیج دیا۔ عبداللہ نے اپنے بھائی طلحہ کو خراسان بھیج دیا۔ اور اسحٰق بن ابراہیم کو مدینۃ السلام میں اپنا قائم مقام مقرر کیا مگر طلحہ نے خراسان سے خود اپنے نام سے مامون سے مراسلت شروع کی مامون نے احمد بن ابی خالد کو طلحہ کے معاملہ کی صلاح کے لئے خراسان بھیجا احمد نے ماوراالنہر جا کر اشروسنہ فتح کیا اور کاوس بن خاراخرہ اور اس کے بیٹے فضل کو پکڑ کر دونوں کو مامون کی خدمت میں بھیج دیا۔ طلحہ نے ابن ابی خالد کو تین لاکھ درہم نقد دیئے اور بیس لاکھ کا سامان دیا نیز اس نے احمد بن ابی خالد کے کاتب ابراہیم بن العباس کو پانچ لاکھ درہم دیئے۔

متفرق حالات

اس سال بغداد، بصرہ اور کوفہ میں قحط پڑا جس کی وجہ سے ایک قفیز (ہارونی ملجم) گیہوں کی قیمت چالیس سے پچاس درہم ہوگئی، اس سال موسیٰ بن حفص طبرستان، رویان اور دیناوند کا والی مقرر کیا گیا۔ اس سال ابوعیسیٰ بن الرشید کی امارت میں حج ہوا۔

آغاز ۲۰۸ ہجری

اس سال کے واقعات

اس سال حسن بن الحسین بن مصعب حکومت کی مخالفت پر آمادہ ہو کر خراسان سے کرمان چلا آیا اور یہاں اس نے اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ احمد بن ابی خالد اس کے پاس گیا اور اسے پکڑ کر مامون کے پاس لے آیا مامون نے اسے معاف کر دیا۔

اس سال محرم کے مہینہ میں مامون نے محمد بن عبدالرحمٰن المخزومی کو عسکر مہدی کی قضا پر مقرر کیا اس سال محمد بن سماعۃ القاضی نے قضا سے استعفیٰ دے دیا جو منظور کر لیا گیا اور ان کی جگہ اسماعیل بن حماد ابن ابی حنیفہ قاضی مقرر ہوئی، اسی سال ربیع الاول کے مہینہ میں قاضی مقرر ہونے کے بعد محمد بن عبدالرحمٰن قضاء سے علیحدہ کر دیئے گئے اور ان کی جگہ بشر بن الولید الکندی قاضی مقرر ہوئے محمد کی شکایت میں کسی شخص نے کچھ شعر بھی کہا، اس سال کے ماہ شعبان میں امین کے

لڑکے موسیٰ کا انتقال ہوا اور فضل بن الربیع نے ذی قعدہ میں وفات پائی۔ اس سال صالح بن الرشید کی امارت میں حج ہوا

۲۰۹ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

محاصرہ

اس سال عبداللہ بن طاہر نے نصر بن شبث کو محاصرہ میں لے کر اس قدر عاجز کر دیا کہ اسے امان مانگنا پڑی۔

جعفر اور مامون کی باہمی گفتگو

جعفر بن محمد العامری کہتا ہے کہ مامون نے ثمامہ سے کہا کہ مجھے اہل جزیرہ میں سے کوئی ایسا شخص بتاؤ جو عقل مند ہو خوش بیان ہو اور تمام معاملات سیاسی کی پوری معرفت رکھتا ہو کہ جو پیغام میں اس کے ذریعہ نصر بن شبث کو بھیجوں وہ اسے بعینہ اسے پہنچا دے، ثمامہ نے کہا جناب وال بنی عامر کا ایک شخص جعفر بن محمد اس کا اہل ہے مامون نے کہا اسے میرے پاس پیش کرو جعفر کہتا ہے ثمامہ نے مجھے ان کی خدمت میں پیش کیا انھوں نے مجھ سے بہت باتیں کیں اور حکم دیا کہ میں ان کا پیغام نصر بن شبث کو پہنچا دوں میں نصر کے پاس آیا جو اس وقت سروج کے علاقہ میں مقام کفر غرون میں مقیم تھا۔ میں نے مامون کا پیغام اسے پہنچا دیا نصر نے ان کی اطاعت قبول کر لی مگر چند شرطیں لگائیں ان میں سے ایک یہ تھی کہ میں ان کے سامنے نہیں جاؤں گا، میں نے مامون سے آ کر سارا ماجرا بیان کیا وہ کہنے لگے کہ میں اس شرط کو کبھی منظور نہیں کروں گا کہ وہ میرے پاس نہ آئے چاہے اس میں میری یہ نوبت ہی کیوں نہ ہو کہ مجھے اپنی قمیص تک بیچنا پڑے وہ مجھ سے کیوں بھاگتا ہے اور وہ کیوں اس قدر خائف ہے؟ میں نے کہا اپنے جرم کی وجہ سے جو وہ کر چکا ہے کہنے لگے یہ کیا بات ہے کیا تم سمجھتے ہو کہ میرے نزدیک وہ فضل بن الربیع اور عیسیٰ بن ابی خالد سے زیادہ مجرم ہے ایسا نہیں ہے۔ تمھیں معلوم ہے کہ فضل میرے امراء، فوج، اسلحہ اور تمام ان چیزوں کو جو میرے باپ مجھے دے گئے تھے لے کر میرے بھائی کے پاس چلا گیا اور مجھے مرو میں یک و تنہا بے یار و مددگار چھوڑ آیا پھر اسی نے میرے بھائی کو میرا مخالف بنایا اور اس کے بعد جو کچھ ہوا سے سب جانتے ہیں جس کا مجھے نہایت ہی سخت رنج اور افسوس ہے، تم کو معلوم ہے عیسیٰ بن ابی خالد نے میرے ساتھ کیا کیا اس نے میرے مختار عام کو میرے اور میرے آباء کے شہر سے نکال دیا میرے خراج اور میری فئی پر قابض ہو گیا اس نے میرے ممالک کو میرے خلاف برانگیختہ کر دیا اور اسی نے میرے بجائے ابراہیم کو خلیفہ بنا کر بٹھایا اور میرے لقب سے اسے مخاطب کیا۔

مامون کا نصر بن شبث کی حاضری پر اصرار

میں نے عرض کیا اجازت ہو تو میں بھی کچھ کہوں فرمایا کہو میں نے کہا امیر المومنین فضل بن الربیع آپ کا دودھ شریک اور مولیٰ تھا آپ کے اور اس کے اسلاف کا ایک حال تھا اس لئے جو آپ کریں گے وہ بھی کرے گا تقریباً یہی حال عیسیٰ بن ابی خالد کا ہے کہ وہ آپ کے خاندان کے خاص لوگوں میں ہے اس کے پیشرو آپ کے پیشروں کے خاص

اعوان و انصار تھے لہٰذا اسے بھی اس بات کا گھمنڈ ہے مگر یہ تو ایسا شخص ہے کہ اس نے کبھی آپ کی کوئی خدمت نہیں کہ اور نہ اس کے اسلاف نے آپکے اسلاف کی کوئی مدد کی ہے کہ ان خدمات سابقہ کی وجہ سے اس کے اس بغاوت کے جرم کو محمول کیا جا سکے یہ تو بنی امیہ کے سپاہی ہمیشہ سے چلے آتے ہیں، مامون نے کہا اگر ایسا ہی ہے جیسا کہ تم کہتے ہو تو پھر غصہ اور جذبۂ انتقام و عداوت کا کیا موقع ہے مگر بہر حال اس وقت تک اس کا پیچھا نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ وہ یہاں میرے دربار میں حاضر ہو کر سلام نہ کرے۔ میں نصر کے پاس آیا اور میں نے اسے پوری بات سنا دی اس نے اپنے رسالہ کو ایک للکار سنائی جسے سنکر وہ جولانی کرنے لگے اس نے کہا ''مجھے ان پر افسوس آتا ہے کہ ان چار سو مینڈکوں یعنی جاٹوں پر جو ان کے زیر بازو ہیں انکا اب تک قابو نہیں چلا بھلا وہ عرب کے ان شہسواروں پر قابو پا سکتے ہیں،،

محاصرہ میں سختی

عبداللہ بن طاہر نے جب زیادہ سختی سے اس سے جنگ کی اور اس کا محاصرہ کر کے اسے عاجز کر دیا تو اس نے امن کی درخواست کی جسے اس نے مان لیا اور وہ اپنا پڑاؤ چھوڑ کر ۲۰۹ھ ہجری میں عبداللہ بن طاہر کے پاس رقہ چلا آیا۔ اس سے پہلے جبکہ عبداللہ اس کی افواج کو شکست دے چکا تھا مامون نے اسے ایک خط لکھا تھا جس میں اسے اپنی اطاعت کے قبول کرنے اور اس سرکشی سے باز آ جانے کی دعوت دی تھی مگر اس نے نہ مانا عبداللہ نے اس کی اطلاع مامون کو لکھ بھیجی مامون نے جو خط نصر کو لکھا تھا وہ یہ ہے۔

مامون کا نصر کے نام خط

''یہ خط مامون کی جانب سے ہے جسے عمرو بن مسعدہ نے لکھا ہے۔

اما بعد! اے نصر بن شبث تم طاعت کے فوائد اس کے اعزاز اس کے سایہ ٹھنڈک اور اس کی چراگاہ کے لطف سے واقف ہو اس کے برخلاف بغاوت میں جو ندامت اور خسارہ ہوتا ہے اس سے بھی واقف ہو اگر چہ اللہ نے تمہاری گرفت میں مہلت دی ہے مگر یہ ڈھیل اس شخص کی خاطر ہے جو اس بات کا خواہش مند ہے کہ تمھارے خلاف پوری طرح حجت قائم ہو جائے تا کہ پھر ایسی سزا تم کو دی جائے جو نافرمان باغیوں کے لئے ان کی بغاوت پر اصرار اور استحقاق کی وجہ سے دوسروں کے لئے باعث عبرت ہو، مگر میں نے مناسب سمجھے کہ تمھیں سمجھاؤں کیونکہ میرا یہ خیال ہے کہ جو کچھ میں تمھیں لکھ رہا ہوں اس کو تم ایک موقع سمجھ کر اس سے فائدہ اٹھاؤ گے صدق صدق ہے اور باطل باطل ہے اور باتیں انہی سے کہی جاتی ہے جن کو اس کا اہل سمجھا جاتا ہے امیر المومنین کے کسی ایسے عامل سے تمہارا معاملہ نہ پڑا ہو گا جو تمھاری جان و مال و عزت و آبرو کے لئے ہم سے زیادہ تمھارے لئے سود مند اور مفید ہو یا وہ تم کو اس مصیبت سے نکالنے اور تمہاری خطا کو در گزر کرنے کے لئے ہم سے زیادہ نچین اور خواہشمند ہو۔

میں تم سے پوچھتا ہوں کہ میں نے تمھارے ساتھ پہلے یا بعد یا بیچ میں کونسی بات ایسی کی ہے کہ اس کی وجہ سے تم نے میری مخالفت پر اقدام کیا میرے مال پر قبضہ کیا اور جس ملک کی حکومت اللہ نے مجھے دی ہے اس پر تم حاکم بن بیٹھے اس دیدہ دلیری کے ساتھ اب تم یہ بھی چاہتے

ہو کہ عیش و آرام اور اطمینان کے ساتھ زندگی بسر کرو، یہ نہیں ہو سکتا اس ذات پاک کی قسم جو ظاہر و باطن کا جاننے والا ہے کہ اگر تم نے پھر میری اطاعت قبول نہ کی تو تم کو اس کا تلخ خمیازہ بھگتنا پڑے گا اور میں تمام دوسرے کاموں کو چھوڑ کر سب سے پہلے اپنی پوری طاقت اور شوکت کے ساتھ تم کو اور تمہارے اوباش و بدمعاش اور بد کردار ذلیل لوگوں کو سخت سزا دوں گا کیونکہ اگر فوراً شیطان کے پیروں کا قلع قمع نہ کر دیا جائے تو دنیا میں بڑا سخت فتنہ و فساد برپا ہو جائے۔ بہر حال اب بھی موقع ہے اور جس شخص نے عواقب لابد سے ڈر کر تنبہ اختیار کیا اس نے گویا اپنے سر سے الزام دور کر دیا والسلام،،

نصر کے لئے عہد امان

بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ بن طاہر پانچ سال تک نصر سے لڑتا رہا آخر کار اسے امان طلب کرنا پڑی عبداللہ نے مامون کو لکھا کہ میں نے نصر کا محاصرہ کر کے اسے بالکل تنگ کر دیا اور اس کے ہمراہیوں کے روساء کو قتل کر دیا ہے لہٰذا اب اس نے امان کی درخواست کی ہے کیا حکم ہوتا ہے مامون نے حکم دیا کہ اس کی درخواست کے مطابق معاہدۂ معافی لکھ دیا جائے عبداللہ نے یہ امان اسے لکھدیا۔

عہد امان کا مضمون

''امابعد! حق کے تسلیم کرنے کا موقع دینا یہ اللہ کا وہ طریقہ ہے جس میں ہمیشہ کامیابی ہوتی ہے اور انصاف کے اتھ کسی کے خلاف کاروائی کرنا اللہ کا معاملہ ہو جاتا ہے جو غالب ہو کر رہتا ہے لہٰذا جو ایسا کرتا ہے اللہ اپنی تائید کے دروازے اس کے لئے کھول دیتا ہے اور تمام قدرت کے اسباب اس کے لئے مہیا کر دیتا ہے، تم نے جو فتنہ و فساد کی آگ روشن کی ہے اس میں ان تین اغراض میں سے ایک غرض تمہاری ضرور ہو گی، اس میں تمہاری غرض یا دین ہو گا یا دنیا یا محض جوش تہور میں ظالمانہ طور پر قوت و اقتدار حاصل کرنے کے لئے تم نے یہ کام کیا ہو گا اگر اس شورش سے تمہاری غرض طلب دین ہے تو بہتر ہے کہ تم اس بات کو خود امیر المومنین پر واضح کر دو اگر تمہاری بات حق ہو گی تو وہ خوشی سے اسے قبول کریں گے کیونکہ اس دنیا میں ان کی سب سے بڑی خواہش اور تمنا یہی ہے کہ وہ حق و انصاف کے ساتھ رہیں، اور اگر تمہاری یہ کوشش دنیا طلبی کے لئے ہے تو امیر المومنین سے اپنی حاجت بیان کرو کہ تم کیا چاہتے ہو اور کس بات کے مستحق ہو اگر تم نے اپنا استحقاق ثابت کر دیا اور اس کا پورا کرنا امیر المومنین کے امکان میں ہوا تو وہ ضرور اسے پورا کر دینگے کیونکہ میں اپنی جان کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ کبھی اس بات کو جائز نہیں رکھتے کہ کسی کو بھی اس کے حق سے محروم کر دیں اگر چہ وہ بات کتنی بڑی ہی کیوں نہ ہو، اور اگر تم نے اپنی سرکشی کے اظہار کے لئے یہ ہنگامہ برپا کیا ہے تو یاد رکھو کہ خود اللہ امیر المومنین کے لئے تمہاری اس ساری شوکت و سطوت کو خاک میں ملا دے گا اور تم کو بھی اسی طرح تمہارے کیفر کردار تک پہنچائے گا جس طرح اس نے تم سے اگلوں کو سخت سزا دی ہے جو تم سے بہت زیادہ طاقتور اور

بہت زیادہ فوج اور سپاہ کے مالک اور ساز و سامان اور مال و متاع سے بہرہ ور تھے مگر اللہ نے ان کو بالکل ہلاک و برباد کر کے وہ سزا دی جو ظالموں اور بدنصیبوں کو دی جاتی ہے، امیر المومنین اپنے اس خط کو اس شہادت پر ختم کرتے ہیں لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشھدُ انّ محمد اً عبدہ و رسولہ صلعم اور تمھارے لئے اس بات کا عہد واثق کرتے ہیں اور ضامن ہوتے ہیں کہ تمھاری تمام گزشتہ خطائیں معاف کی جائیں گی ان کے متعلق کوئی باز پرس نہ کی جائے گی تمھارے ساتھ تمھارے شایان سلوک کیا جائے گا اور تمھاری عزت کی جائے گی انشاءاللہ بشرطیکہ تم پھر ہماری اطاعت قبول کر کے ہماری طاعت میں داخل ہو جاؤ۔ والسلام،،

اس امان کے بعد جب نصر بن شبث عبداللہ بن طاہر کے پاس جانے کے لئے اپنے مقام سے چلا تو اس نے کیسوم کو منہدم کر کے برباد کر دیا۔

دیگر واقعات

اس سال مامون نے صدقہ بن علی کو جو زریق کے نام سے مشہور ہے آرمینیا اور آذربائیجان کا والی مقرر کیا اور اسی کو بابک سے لڑنے کے لئے متعین کیا نیز اس نے اپنے بجائے ولایت ملکی کا کام انجام دینے کے لئے احمد بن الجنید بن فرزندی الاسکافی کو مقرر کر دیا مگر پھر یہ بغداد چلا آیا مگر پھر خرمیہ جماعت کے مقابلہ پر پلٹ کر آ گیا اس مرتبہ بابک نے اسے گرفتار کر لیا اور اب انھوں نے آذربائیجان پر ابراہیم بن اللیث بن الفضل الحی کو والی مقرر کیا۔

اس سال صالح بن العباس بن محمد بن علی والی مکہ کی امارت میں حج ہوا، اس سال شہنشاہ روم میخائیل بن جورجس مر گیا اس نے نو سال حکومت کی رومیوں نے اس کے بیٹے توفیل بن میخائیل کو اپنا بادشاہ بنا لیا۔

آغاز ۲۱۰ھ ہجری

اس سال کے واقعات

نصر کا مامون کی خدمت میں آنا

اس سال عبداللہ بن طاہر نے نصر کو مامون کی خدمت میں بھیجا اور بروز پیر ۷ صفر کو بغداد میں آیا مدینہ ابو جعفر میں اتارا گیا اور اس کی نگرانی کے لئے عہدہ دار مقرر کئے گئے۔

گرفتاریاں

اس سال مامون نے ابراہیم بن محمد بن عبدالوہاب بن ابراہیم الامام، ابن عائشہ کو، محمد بن ابراہیم الافریقی، مالک بن شاہی فرج البغوازی اور دوسرے ان اشخاص کو جنھوں نے ابراہیم بن المہدی کی بیعت لینے میں بہت کوشش کی تھی عمران الفطربلی کی نشاندہی پر پکڑ لیا ان کا پتہ

پاتے ہی مامون نے بروز ہفتہ ۵ صفر کو اپنے آدمی بھیج کر ان سب کو گرفتار کرا لیا ابراہیم ابن عائشہ کے متعلق انھوں نے حکم

دیا کہ یہ ہمارے محل کے دروازے پر دھوپ میں تین دن مسلسل کھڑا رکھا جائے پھر منگل کے دن کوڑوں سے اسے خوب پیٹا گیا اور پھر مجلس میں قید کر دیا گیا اس کے بعد مالک بن شاہی اور اس کے ساتھیوں کو درے لگائے گئے اگر چہ پتہ دینے والوں نے ان تمام فوجی امراء سپاہی اور لوگوں کے نام لکھ کر مامون کو دے دیے تھے جنھوں نے اس کاروائی میں حصہ لیا تھا مگر مامون نے ان میں سے کسی سے بھی اس وجہ سے تعارض نہیں کیا کہ شاید لوگوں نے ناکردہ گناہوں کو ذاتی عداوت کی وجہ سے اس جرم میں ملوث کر دیا ہو، ان لوگوں کا یہ بھی ارادہ تھا کہ جب فوج نصر بن شبث کے استقبال کے لیے جائے تو یہ پل کو توڑ ڈالیں مگر اس کی عین وقت پر مخبری کر دی گئی اور یہ سب گرفتار کر لئے گئے اس کے بعد نصر بن شبث تنہا بغداد میں داخل ہوا کوئی سپاہی اس کے استقبال کے لئے نہیں بھیجا گیا یہ پہلے اسحٰق بن ابراہیم کے پاس ٹھہرایا گیا اور پھر مدینہ ابوجعفر میں منتقل کر دیا گیا۔

ابراہیم بن مہدی کی گرفتاری

اس سال ۱۳ ربیع الاول اتوار کی رات میں ابراہیم بن المہدی گرفتار کر لیا گیا یہ نقاب ڈالے دو عورتوں کے ساتھ زنانے لباس میں رات کے وقت کہیں جا رہا تھا ایک حبشی کوتوالی کے جوان نے اسے پکڑ لیا اور پوچھا تم کون ہو اور اس وقت کہاں جا رہی ہو ابراہیم نے اس لئے کہ وہ ان کو جانے دے اور کوئی بات دریافت نہ کرے یاقوت کی ایک بیش بہا انگوٹھی جو اس کے ہاتھ میں تھی اس سپاہی کو دی جسے دیکھ کر وہ ان کی طرف سے مشتبہ ہو گیا اور اس نے اپنے جی میں کہا کہ ضرور اس انگوٹھی کا مالک کوئی خاص اہمیت والا شخص ہے وہ ان کو تھانہ دار کے پاس لے کر آیا تھانہ دار نے ان کو منہ کھولنے کا حکم دیا ابراہیم نے اس سے انکار کیا تھانہ دار نے خود نقاب الٹ دی اور اب ابراہیم کی داڑھی نمایاں ہو گئی وہ اسے پل کے نگران کے پاس لایا جس نے اسے شناخت کر لیا اب وہ اسے مامون کے دربار پر لے گیا اور ان کو ابراہیم کی گرفتاری کی اطلاع دی مامون نے حکم دیا کہ محل ہی میں اسے بحفاظت رکھا جائے۔

رہائی

اتوار کے دن صبح کو اسے مامون کے قصر میں بٹھایا گیا تا کہ بنو ہاشم، فوجی افسر اور فوج اسے دیکھ لے، درباری ملازمین نے اس کی چادر اس کی گردن میں لپیٹ دی جسے اس نے اپنے چہرے کی نقاب بنایا تھا۔ نیز اس برقع کو جو اس نے اوڑھ رکھا تھا اس کے سینے پر ڈال دیا تھا تا کہ لوگ دیکھیں کہ کس شان سے اسے گرفتار کیا گیا ہے، جمعرات کے دن مامون نے اسے احمد بن ابی خالد کے مکان میں منتقل کر کے اسی کے پاس اسے قید کر دیا اس کے بعد جب وہ حسن بن سہل کے پاس واسط گئے تو انھوں نے ابراہیم کو احمد کے ہاں سے نکالا اس پر لوگوں کا یہ خیال ہے کہ غالباً حسن بن سہل نے اس کی سفارش کی اس وجہ سے انھوں نے اس کی خطا معاف کر کے اسے آزاد کر دیا البتہ اب بھی اسے احمد بن ابی خالد کی نگرانی میں دے دیا اور اس کے ساتھ ابن یحییٰ بن معاذ اور خالد بن یزید بن مزید کو بھی اس کی نگرانی پر مقرر کر دیا البتہ اس کے ساتھ یہ رعایت کی کہ اس کی ماں اور اہل و عیال کو اسی کے پاس رہنے کی اجازت دی وہ سوار ہو کر مامون کے محل کی طرف آتا تھا مگر یہ نگران اس کی حفاظت کے لئے ہمیشہ اس کے ساتھ ہوتے تھے۔

اس سال مامون نے ابراہیم بن عائشہ کو قتل کر کے اسے سولی دے دی۔

ابراہیم بن عائشہ کا قتل

مامون نے ابن عائشہ، محمد بن ابراہیم الافریقی دو شاطروں کو جن میں ایک کا نام ابو مسمار اور دوسرے کا عمار تھا فرج البغوازی مالک بن شاہی اور ان کے اور بہت سے ساتھی جنھوں نے ابراہیم کے لئے بیعت لینے میں کوشش کی تھی درے لگوا کر جیل خانے میں قید کر دیا تھا ان میں سے صرف عمار کو اس لئے چھوڑ دیا گیا تھا کہ اس نے جیل خانے میں اپنے ساتھیوں کے خلاف شہادت دی تھی کہ یہ لوگ اس معاملہ میں شریک جرم تھے چند روز کے بعد جیل کے ایک عہدہ دار نے ان کے متعلق یہ شکایت کی کہ یہ جماعت جیل کے اندر ہنگامہ برپا کر کے جیل توڑنا چاہتی ہے اس سے ایک دن قبل انھوں نے یہ کیا کہ اندر سے جیل کے دروازے کو بند کر دیا اور کسی شخص کو اندر نہ آنے دیا جب رات ہوئی اور ان کا شور وشغب جیل کے محافظوں نے سنا انھوں نے مامون کو اس کی اطلاع دی مامون اسی وقت بذات خود وہاں آئے اور انھوں نے ان چاروں کو بلا کر بے بس کر کے انکی گردنیں ماردیں اس موقع پر ابن عائشہ نے مامون کو خوب فحش گالیاں سنائیں صبح کو یہ چاروں پل زیریں پر سولی چڑھا دئے گئے بدھ کے دن صبح ابراہیم بن عائشہ کو سولی سے اتار کر کفن پہنایا گیا اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور قریش کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا، ابن الافریقی کو سولی سے اتار کر خیزران کے مقبرے میں دفن کر دیا گیا دوسروں کو اسی طرح سولی پر چھوڑ دیا گیا۔

مامون کا ابراہیم کو معاف کرنا

بیان کیا گیا ہے کہ ابراہیم کو گرفتار کر کے ابو اسحٰق بن الرشید کے مکان لائے ابو اسحٰق اس وقت مامون کے پاس تھا اس وجہ سے ابراہیم کو فرج الترکی کے پیچھے سوار کیا گیا اور جب وہ مامون کے سامنے پیش ہوا تو انھوں نے کہا آؤ ابراہیم اس نے کہا امیر المومنین صرف مقتول کے ولی کو قصاص کا اختیار ہے معافی عین تقویٰ ہے اور جو شخص بدبختی کے اسباب کا شکار ہوا اس نے تو خود اپنے کو زمانے کی دشمنی کے حوالے کر دیا ہے اللہ نے آپ کو ہر مجرم پر اسی طرح فوقیت دی ہے جس طرح اس نے ہر مجرم کو آپ سے پست کیا ہے۔

اگر آپ سزا دیں تو یہ آپ کا حق ہے اور اگر آپ معاف فرما دیں تو آپ کا فضل و احسان ہے، مامون نے کہا ابراہیم ہم نے تمھیں معاف کر دیا ابراہیم نے اللہ اکبر کہا اور سجدہ شکر میں گر پڑا۔

ابراہیم کی معافی کی دوسری روایت

بیان کیا گیا ہے کہ اس مضمون کو ابراہیم نے روپوشی کے زمانے میں لکھ کر مامون کی خدمت میں بھیجا تھا مامون نے رقعہ کے حاشیے پر اپنے قلم سے یہ لکھا "قدرت جوش انتقام کو ٹھنڈا کر دیتی ہے، ندامت توبہ ہے اور ان دونوں کی وجہ سے اللہ کی معافی حاصل ہوتی ہے اور وہ ہماری تمام درخواستوں سے زیادہ بڑی اور اہم ہے، ابراہیم نے مامون کی تعریف میں ایک قصیدہ لکھا اور جب اسے مامون کو سنایا تو انھوں نے کہا کہ میں اس موقع پر وہی کہتا ہوں جو حضرت یوسف نے اپنے بھائیوں سے کہا تھا۔

لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الرحمین O

ترجمہ:- آج تم کو کوئی بری بات نہیں کہی جاتی اللہ تمھاری خطا معاف کر دے گا اور وہ بہت ہی مہربان ہے۔

اس سال کے رمضان میں مامون نے بوران بنت الحسن بن سہل کو اپنے حرم میں داخل کیا۔

مامون کا بوران سے بیاہ

مامون حسن کے پاس

بیان کیا گیا ہے کہ جب مامون حسن بن سہل کی چھاؤنی کی طرف آنے کے لئے فم الصلح روانہ ہوئے تو انھوں نے ابراہیم بن المہدی کو بھی اپنے ساتھ لے لیا۔ مامون بغداد سے بوران کو بیاہنے کے لیے ایک کشتی میں سوار ہو کر چلے اور حسن کے دروازے پر انھوں نے لنگر ڈالا عباس بن مامون اپنے باپ سے پہلے خشکی کے راستے وہاں آ چکا تھا حسن اپنی قیام گاہ سے بڑھ کر دجلہ کے کنارے ایک مقام میں جہاں اس کے لئے ایک محل بنایا گیا تھا اس کا استقبال کیا اسے دیکھتے ہی عباس گھوڑے سے اترنے لگا مگر حسن نے اسے قسم دے کر روک دیا جب وہ دونوں برابر آ گئے تو اب حسن اس کی تعظیم کے لئے سواری سے اترنے لگا مگر اس مرتبہ عباس نے امیر المومنین کے حق کا واسطہ دے کر اس سے کہا کہ آپ ایسا نہ کریں مگر حسن نے نہ مانا وہ اتر پڑا اور اس نے عباس کو سواری کی حالت میں گلے سے لگا لیا پھر اپنا گھوڑا طلب کیا اور اب وہ دونوں ایک ساتھ حسن کے مکان آئے۔

افطار کے بعد شراب نوشی

مامون اس سال ۲۱۰ ہجری کے ماہ رمضان میں مغرب کے وقت حسن کے ہاں پہنچے اور یہاں انھوں نے اور حسن اور عباس نے افطار کیا دینار بن عبداللہ اپنے قدموں کھڑا رہا افطار سے فارغ ہو کر انھوں نے اپنے ہاتھ دھوئے اور مامون نے شراب منگوائی ایک سنہری جام پیش کیا گیا اس میں شراب ڈالی گئی مامون نے پہلے خود پی پھر شراب کا ایک جام اپنے ہاتھ سے حسن کی طرف بڑھایا حسن نے اس کے لینے سے انکار کیا کیونکہ اس سے پہلے اس نے کبھی شراب نہیں پی تھی دینار بن عبداللہ نے حسن کو آنکھ کا اشارہ کیا اس پر حسن نے کہا امیر المومنین میں آپ کے حکم اور اجازت کی وجہ سے پیے لیتا ہوں مامون نے کہا اگر میرا حکم نہ ہوتا تو میں کیوں تمھاری طرف ہاتھ بڑھاتا، حسن نے جام اپنے ہاتھ میں لیا اور اسے پی گیا۔

شادی

دوسری رات میں محمد بن فضل بن سہل اور عباسہ بنت الفضل ذی الریاستین کی شادی ہو گئی۔ تیسری رات مامون بوران کے پاس آئے اس وقت اس کے پاس حمدونہ، ام جعفر، اور بوران کی دادی بھی موجود تھیں جب مامون رسم جلوہ کے لئے مسند پر اس کے پاس بیٹھے اس کی دادی نے ایک ہزار موتی جو سونے کی کشتی میں رکھے تھے ان پر نچھاور کئے مامون نے حکم دیا کہ ان کو جمع کر لیا جائے اور بوران کی دادی سے پوچھا کہ یہ کتنے تھے اس نے کہا ایک ہزار، جمع کئے جانے کے بعد انھوں نے ان کو شمار کرایا تو دس کم نکلے مامون نے کہا جس نے لئے ہوں وہ دے دے لوگوں نے کہا حسین

زجلہ نے لئے ہیں مامون نے اسے حکم دیا کہ واپس کر دے مگر اس نے کہا امیر المومنین یہ تو نثار ہی اس لئے کئے گئے ہیں کہ ہم ان کو لوٹ لیں مامون نے کہا ہاں معلوم ہے مگر تم اس وقت دے دو ہم اس کا معاوضہ دیں گے۔ اس نے واپس لا دیئے مامون نے ان کو پھر اسی طرح کشتی میں جمادیا جس طرح کہ وہ نچھاور سے پہلے تھے اور اب اس کشتی سے بوران کی گود بھر گئی مامون نے کہا لو یہ تمھارا مہر ہے اس کے علاوہ اور جو چاہتی ہو کہو وہ تو خاموش رہی اس کی دادی نے اس سے کہا کہ جب تمھارے آقا تمھیں حکم دیتے ہیں کہ تم اپنی ضروریات ان سے بیان کرو تو کیوں نہیں کہتیں۔ اس نے مامون سے درخواست کی کہ ابراہیم بن المہدی کی خطا معاف کر دیں تو مامون نے کہا میں نے ان کو معاف کیا اب اس نے کہا کہ آپ ام جعفر کو حج کی اجازت دیں مامون نے اسے اجازت دے دی، ام جعفر نے بوران کو ایک اموی بگلوس پہنایا اسی رات مامون بوران کے ہاں شب باش ہوئے۔

مامون اور ابراہیم کی ملاقات

اس رات عنبر کی اتنی بڑی شمع روشن کی گئی کہ جس کے سنہری توڑے میں چالیس من عنبر تھی مامون نے اس پر اعتراض کیا کہ یہ فضول خرچی ہے صبح کو انھوں نے ابراہیم بن المہدی کو بلایا وہ دجلے کے کنارے کنارے پیدل چل کر ایک موٹا لبادہ پہنے اور منڈاسا باندھے دربار خلافت آیا جب پردہ اٹھا اور مامون باہر آئے تو ابراہیم زمین پر گر پڑا مامون چلائے چچا جان آپ متردد نہ ہوں میں نے آپ کو معاف کر دیا۔ ابراہیم ان کے پاس آیا اور اب وہ خلافت کی تسلیمات بجا لایا اور اس نے ان کے ہاتھ پر بوسہ دیا اور اپنا قصیدہ سنایا۔ مامون نے خلعت منگوائی اسے دوسرے مرتبہ خلعت سرفرازی سواری دی اور تلوار حمائل میں ڈالی ابراہیم ان کے پاس سے چلا آیا اور باہر آ کر اس نے سب کو سلام کیا اور پھر وہ اپنے مقام کو واپس بھیج دیا گیا۔

حسین کا مال تقسیم کرنا

مامون سترہ دن حسن کے مہمان رہے اس دوران روزانہ ان کے تمام مصاحبین کے لئے جملہ ضروریات حسن کی طرف سے مہیا کی جاتی تھیں جس نے تمام امراء کو ان کے درجے اور مرتبے کے مناسب خلعت اور صلے دیے اس میں اس کے پانچ کروڑ درہم خرچ ہوئے، وہاں سے واپس ہوتے ہوتے مامون نے غسان بن عباد کو حکم دیا کہ وہ فارس کی آمدنی سے ایک کروڑ نقد حسین کو دے اس کے علاوہ انھوں نے صلح کو اس کی جاگیر میں دے دیا، یہ رقم چونکہ غسان کے پاس موجود تھی اس نے وہیں اسے حسن کے حوالے کر دیا حسن نے دربار بلایا اور اس میں اس رقم کو اس نے اپنے امراء عہدہ داروں، مصاحبین اور خدام حشم میں تقسیم کر دیا۔ مامون جب بغداد جانے لگے حسن نے دور تک ان کے ساتھ چلتا رہا اور پھر وہ صلح کے دہانے سے چلا آیا۔

احمد بن الحسین بن سہل بیان کرتا ہے کہ ہمارے گھر کے لوگ کہا کرتے تھے کہ اس شادی کے موقع پر حسن بن سہل نے بہت سے رقعوں پر اپنی زمینوں اور املاک کے نام لکھ کر ان کو امراء اور بنی ہاشم میں نثار کر دیا جس کے ہاتھ جو رقعہ آیا اس نے وہ جائداد اسے دے دی۔

ام جعفر کی تعریف

ابوالحسن علی بن الحسین بن عبدالاعلیٰ کاتب بیان کرتا ہے کہ ایک دن حسن بن سہل نے مجھ سے ام جعفر کی چند باتیں بیان کیں، اس نے اس کی عقل وفراست کی بہت تعریف کی اور کہا کہ ایک دن مامون نے فم الصلح کے مقام پر جبکہ وہ ہمارے ہاں آئے تھے اس سے اور حمدونہ بنت عضیض سے دریافت کیا گیا کہ بوران پر تم نے کس قدر خرچ کیا حمدونہ نے کہا میں نے ڈھائی کروڑ خرچ کئے ام جعفر نے اس سے کہا کہ تم نے تو کچھ بھی خرچ نہیں کیا اس کی شادی میں میں نے تین کرڑ پچاس لاکھ سے تین کروڑ ستر لاکھ تک خرچ کئے،، پھر حسن بن سہل نے کہا ہم نے مامون کے لئے عنبر کی دو شمعیں تیار کی تھیں جس رات کو مامون بوران کے پاس آئے وہ شمعیں روشن کی گئیں ان میں سے بے حد دھواں نکلا مامون نے کہا کہ اس دھوئیں سے ہمیں تکلیف ہورہی ہے ان کو اٹھادو اور دوسری شمع لائے جائے۔

اس روز ام جعفر نے صلح کو بوران کی جاگیر میں دے دیا اور اطرح یہ مقام پھر میری ملکیت میں آگیا اس سے پہلے بھی یہ میرا تھا مگر ایک روز یہ واقعہ ہوا کہ حمید الطوسی نے مجھے آکر چار شعر ذوالریاستین کی مدح میں سنائے میں نے اس سے کہا کہ میں اس قصیدے کو ان کی طرف بھیجے دیتا ہوں اور وہاں سے تمہاری مدح کے صلہ آنے تک اپنی طرف سے سر دست یہ صلح تم کو جاگیر میں دے دیتا ہوں چنانچہ میں نے یہ جگہ حمید کو دے دی مگر پھر مامون نے ام جعفر کو دے دی اور اب اس شادی کے موقع پر ام جعفر نے اسے ہدیۃً بوران کو دے دیا۔

حسن کا صبح کے وقت کا معمول

یہی راوی بیان کرتا ہے کہ آفتاب کے طلوع ہونے تک نہ حسن بن سہل کے ہاں پردے اٹھائے جاتے تھے اور نہ اس کے سامنے سے شمع ہٹائی جاتی تھی البتہ جب وہ آفتاب کو دیکھ لیتا تھا تب شمع کو اپنے سامنے سے اٹھوا دیتا تھا۔ وہ بہت ہی توہم پرست تھا اس لئے روزانہ صبح کے وقت شگون لیتا تھا اس بات کو پسند کرتا تھا کہ صبح کو جو اس کے پاس جائے وہ یہ کہے کہ ہم نے رات بڑی فرحت اور سرور میں بسر کی ہے اور جنازہ یا کسی کی موت کی خبر کو ناپسند کرتا تھا۔ ایک دن میں اس کے پاس گیا تو کسی نے اس سے کہا کہ علی بن الحسین نے آج اپنے بیٹے کو کاتبوں میں داخل کر دیا ہے اس نے مجھے آواز دی میں اپنے گھر پلٹ آیا میں نے دیکھا کہ میرے گھر میں بیس ہزار درہم نقد موجود ہیں جو بطور ہبہ حسن کو بھیجے گئے تھے اور اسی کی ساتھ بیس ہزار درہم کا وثیقہ بھی ہے اس کے علاوہ اس نے اپنی بصرے کی زمین میں سے اتنی زمین مجھے دی تھی جس کی قیمت پچاس ہزار دینار اندازہ کی گئی تھی بعد میں یہ زمین بغا الکبیر نے مجھ سے چھین کر اپنی زمین میں شامل کر لی۔

متفرق واقعات

ابوحسان الزیادی بیان کرتا ہے کہ جب مامون حسن کے ہاں آئے تو بوران سے شادی کرنے کے بعد کئی دن تک مقیم رہے اس تمام سفر اور قیام میں چالیس دن صرف ہوئے ۱۱ شوال جمعرات کے دن وہ بغداد واپس آئے۔

محمد بن موسیٰ الخوارزمی کہتا ہے کہ ۸ رمضان کو مامون فم الصلح حسن کے ہاں آئے اور جب شوال ۲۱۰ ہجری کے اختتام میں نوروز باقی تھے وہاں سے واپس ہوئے۔

اس سال یوم الفطر میں حمید بن عبدالحمید نے انتقال کیا اس کی جاریہ عزل نے اس کا درد آمیز مرثیہ لکھا۔
اس سال عبداللہ بن طاہر نے مصر فتح کیا اور عبداللہ بن السری بن الحکم اس کی امان میں آ گیا۔

عبداللہ بن طاہر کی فتح مصر اور عبیداللہ کی امان طلبی

جب عبداللہ بن طاہر کو نصر بن شبث العقیلی سے فراغت ہوئی اور اس نے اس کو مامون کی خدمت میں بغداد بھیج دیا اور وہ وہاں پہنچ گیا تو اب اسے مامون کے کئی خط موصول ہوئے جن میں اسے مصر جانے کا حکم دیا گیا تھا۔

ابن السر سے لڑائی

احمد بن محمد بن مخلد نے جو ان دنوں مصر میں تھا بیان کیا ہے کہ عبداللہ نے مصر کے قریب پہنچ کر ایک منزل سے اپنے ایک سردار کو اس لئے مصر کی طرف بھیجا کہ وہ اس کی قیام گاہ کے لئے کوئی مناسب مقام تلاش کرے ابن السری نے مصر کے گرد خندق بنائی تھی۔ جب اسے عبداللہ کے سردار کے آنے کی اطلاع ہوئی وہ اپنی فوج کی ایک ایسی جمعیت کو لے کر جس نے اس کے مقابلہ پر جانے کی آمادگی ظاہر کی اس سردار کے مقابلے کے لئے بڑھا دونوں کا مقابلہ ہوا ۔عبداللہ کے سردار کے ساتھ اس موقع پر چونکہ بہت کم جمعیت تھی اس لئے عارضی طور پر وہ پسپا ہو گئے انھوں نے ڈاک کے ذریعہ عبداللہ کو اطلاع دی عبداللہ نے اپنے پیادہ کو خچروں پر سوار کیا ایک خچر پر دو دو آدمی بٹھائے اور ان کو رسالہ کے پہلو بہ پہلو مقابلہ پر روانہ کیا۔ یہ فوج نہایت تیزی سے بڑھتی ہوئی اپنے سردار اور ابن السری کے پاس پہنچ گئی اس کے صرف ایک حملہ سے ابن السری کے بیشتر آدمی خندق میں گر پڑے اور اس طرح خندق میں ایک دوسرے پر گرنے کی وجہ سے اس سے کہیں زیادہ ہلاک ہو گئے جتنے کہ تلوار سے قتل ہوئے تھے۔ ابن السری شکست کھا کر فسطاط میں چلا آیا یہاں وہ قلعہ بند ہو کر بیٹھ رہا عبداللہ نے اس کا محاصرہ کر لیا اور پھر اس کے ہتھیار رکھنے تک اس نے کوئی لڑائی عبداللہ سے نہیں لڑی۔

ابن السری کا امان طلب کرنا

ابن ذی القلمین کہتا ہے کہ جب عبداللہ مصر آیا اور ابن السری نے اسے داخل ہونے سے روکا اس وقت اس نے ایک رات ایک ہزار خادم اور لڑکیاں جن میں سے ہر ایک خادم کے ساتھ ایک ہزار دینار ریشمی تھیلیوں میں تھے عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیجیں، مگر عبداللہ نے اس رشوت کو رد کر دیا اور لکھا کہ اگر میں تمھارے اس ہدیہ کو دن کے وقت قبول کر سکتا تو رات کے وقت بھی قبول کر لیتا اور اس کے ساتھ ہی کلام پاک کی یہ آیت لکھ دی

بل انتم بهديتكم تفرحون O ارجع اليهم فلناْ تينهم بجنودٍ لا قبل لهم و لنخرجنهم منها اذلة و هم صاغرونO

ترجمہ:۔تم اپنے تحائف پر اتراتے ہو ان کے پاس واپس جاؤ ہم ایسی فوجوں سے ان پر حملہ کریں گے جن کے مقابلہ کی طاقت ان میں نہ ہوگی اور اس شہر (سبا) سے ان کو ذلیل کر کے نکال دیں گے۔

یہ تحریر پڑھ کر ابن السری نے اب اس سے امان طلب کی اور اس کے پاس چلا آیا۔

قیافہ شناس سے ملاقات

ابوالسمر ابیان کرتا ہے کہ ہم امیر عبداللہ بن طاہر کے ساتھ مصر جا رہے تھے جب ہم رملہ اور دمشق کے درمیان تھے کہ ایک بوڑھا اعرابی جو اسلاف کی یادگار تھا اور ایک فاختئی رنگ کے اونٹ پر سوار تھا اچانک ہمارے سامنے آیا اس نے ہمیں سلام کیا اور ہم نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ میں اسحٰق بن ابراہیم الرافقی اور اسحٰق بن ابی ربعی امیر کے ساتھ ساتھ چلے جا رہے تھے اس روز ہمارے گھوڑے بھی امیر کے گھوڑے سے بہتر تھے اور ہم نے لباس بھی ان سے زیادہ اچھا پہن رکھا تھا وہ اعرابی غور سے ہمارے چہرے دیکھنے لگا میں نے اس سے کہا اے بوڑھے تم نے اس قدر غور سے جو ہمارے چہروں کو دیکھا تو کیا دیکھا کچھ پہچانا کوئی بری بات نظر پڑی اس نے کہا ہرگز نہیں یہ میں نے آج سے پہلے تمھیں دیکھا تھا نہ کسی بدنظری سے میں نے تمھیں دیکھا ہے مگر میں نہایت عمدہ قیافہ شناس ہوں اور لوگوں کی خصوصیات کو خوب جانتا ہوں میں نے اسحاق بن ابی ربعی کی طرف اشارہ کر کے کہا اچھا اس کے بارے میں تمھاری رائے کیا ہے۔ اس نے کہا

ارى كــاتبــاً واهــى الــكــتــابــه بيّــن
عــلــيــه و تــاديــب الــعــراق مــنــيــر
لــه حــركــاتٌ، قــد بشــاهــدن انــه
عــلــيــمٌ، بتــقــســيــطــالــخــراج بــصــيــر

ترجمہ:- میں ایک کاتب کو دیکھ رہا ہوں
جس پر اہلکار نہ چالاکی اور عراق کی تادیب
نمایاں ہے اس کی حرکات بتاتی ہیں کہ خراج
کے معاملات سے بہت واقف ہے۔

اسکے بعد اس نے اسحٰق بن ابراہیم الرافقی کو دیکھا اور یہ شعر کہے۔

و مــظــهــر تشــك مــا عــلــيــه ضــمــيــر
يُــحــب الهــدايــا بــالــرجــال مــكــور
اخــال بــه جبــنــاً و نــجــراً و شــيــه
تــخــبــر عــنــه انــه لــو زبــر

ترجمہ:- ظاہر میں یہ متقی نظر آتا ہے
مگر بد نیت ہے چاہتا ہے کہ لوگ تحائف اسے دیا کریں
نہایت چالاک ہے میرا خیال ہے کہ اس کی بزدلی بخل
اور بد خلقی اس بات کا پتہ دیتی ہے کہ یہ ضرور وزیر ہے۔

پھر اس نے مجھے دیکھا اور یہ شعر کہے۔

و هــذا نــديــم لا ميــر و مــونــس

یکون لہ بالقرب منہ سرور
اخالہ للاشعار و العلم راویا
فبعض ندیم مرۃ و سمیر

ترجمہ:- اور یہ شخص امیر کا ندیم اور دوست ہے
جس کی قربت سے سرور ملتا ہے میرا خیال ہے کہ
یہ اشعار اور علم کا راوی ہے اور بعض مرتبہ ایک ہی شخص
ندیم ہوتا ہے اور افسانہ گو۔

پھر اس نے امیر کو دیکھ کر یہ شعر پڑھے۔

و ھذا الامیر المرتجیٰ شعب کفہ
فما ان لہ فیمن رائیتُ نظیر

ترجمہ:- یہ ایسا امیر ہے جس سے سب بھلائی کی
امید رکھتے ہیں میری نظر اب تک اس کی نظیر سے نہیں گزری۔

علیہ و امن جمال وھیبۃ
ووجہ بادراک النجاح بشیر

ترجمہ:- وہ حسین اور بارعب ہے
اس کا چہرہ کامیابی کا مخبر ہے۔

لقد غُصَم الاسلام منہ بداید
بہ عاش معروف و مات نکیر

ترجمہ :- ابتدا سے اسلام کو اس نے بچایا ہے
اس کی وجہ سے نیکی زندہ اور بدی مردہ ہوئی۔

الا انما عبداللہ بن طاھر
لنا والد بر بنا و امیر

ترجمہ:-ہو نہ ہو یہ عبداللہ بن طاہر ہے جو
باپ کی طرح ہم پر مہربان ہے اور ہمارا فرمانروا ہے ۔

اس کلام کو سن کر عبداللہ بن طاہر بہت خوش ہوا اسے پانچ سو دینار دلوائے اور اپنے ساتھ چلنے کا حکم دیا۔

شاعر سے ملاقات

حسن بن یحییٰ الفہری کہتا ہے کہ جب ہم عبداللہ کے ساتھ سَلَمیہ اور حمص کے درمیان جا رہے تھے ہمیں بُطین الحمصی شاعر ملا اور اس نے راستے پر ٹھہر کر عبداللہ بن طاہر کی مدح میں ایک قصیدہ سنایا اس نے پوچھا تو کون ہے اس نے اپنا نام بتایا عبداللہ نے غلام کو حکم دیا دیکھو اس نے کتنے شعر کہے ہیں اس نے کہا سات عبداللہ نے اسے سات ہزار درہم یا

سات سو دینار دلوادے یہ بھی اس کے ساتھ ہو گیا مصر اور اسکندریہ میں بھی ساتھ تھا مگر اسکندریہ میں وہ اور اس کا گھوڑا ایک بدرو میں گر پڑے اور وہ وہیں مر گیا۔

اس سال عبداللہ بن طاہر نے اسکندریہ فتح کیا اور جن اہل اندلس نے اس پر قبضہ کر لیا تھا اس نے ان کو وہاں سے بے دخل کر کے نکال دیا یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عبداللہ نے ۲۱۱ ہجری میں اسکندریہ فتح کیا تھا۔

فتح اسکندریہ

مصر کے کئی شخصوں نے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ جبکہ مصر میں تمام لوگ جروی اور ابن السری کے ہنگاموں میں مصروف تھے اہل اندلس کی ایک بڑی جماعت جس کا رئیس ابوحفص تھا جہازوں پر سوار ہو کر بحر روم کے راستہ سے اسکندریہ آئی اور وہاں لنگر انداز ہو گئی اور عبداللہ بن طاہر کے مصر آنے تک بدستور اسکندریہ میں مقیم رہی۔

یونس بن عبدالاعلیٰ کہتا ہے مشرق سے ایک بہادر جواں مرد یعنی عبداللہ بن طاہر اس وقت ہمارے پاس مصر آیا جبکہ ہمارے ہاں ہر طرف فتنہ و فساد برپا تھا ہمارے ہر علاقے پر کسی ایک نے قبضہ کر رکھا تھا ہر طرف طوائف الملو کی پھیلی ہوئی تھی جس کی وجہ سے تمام لوگ سخت تکلیف و مصیبت میں تھے اس جواں مرد نے یہاں آ کر ہر طرف امن و امان قائم کیا بے خطا کو اطمینان اور خطا کار کو سزا دی اور پھر سب نے اس کے سامنے سر اطاعت خم کر دیا۔

عبداللہ بن وہب کہتا ہے کہ مجھ سے عبداللہ بن لہیعہ نے یہ حدیث بیان کی مگر اسی کے ساتھ کہا کہ مجھے تو یاد نہیں کہ اس سے پہلے اس نے یہ بات مجھ سے کہی تھی یا نہیں کیونکہ جو کتابیں ہم نے پڑھی ہیں اس میں تو ہمیں یہ حدیث نہیں ملی وہ یہ ہے کہ مشرق میں اللہ کی فوج رہتی ہے جو شخص بھی اللہ کی مخلوق میں سے اس کے خلاف سرکشی کرتا ہے اللہ اس فوج کو بھیج کر اپنا انتقام اس سے لے لیتا ہے۔

عبداللہ بن وہب راوی کہتا ہے کہ وہ حدیث لفظاً یہی تھی یا اس کے ہم معنی۔

عبداللہ بن طاہر نے مصر آ کر اندلسیوں اور دوسرے ان لوگوں کو جن ان کے ستھ جا ملے تھے مقابلہ کا دعوت نامی بھیجا کہ اگر اطاعت قبول نہیں کرتے تو جنگ کے لئے آمادہ ہو جاؤ مگر انھوں نے اس کی شرط مان لی اور اس شرط پر امان کی درخواست کی کہ وہ اسکندریہ چھوڑ کر کسی رومی علاقے میں جو اسلامی ممالک میں نہ ہو گا چلے جاتے ہیں عبداللہ بن طاہر نے اس درخواست کو مان لیا اور وہ اسکندریہ کو چھوڑ کر جزیرہ کریٹ آ گئے اسی کو انھوں نے اپنا وطن بنا لیا اور وہیں مستقل طور پر مقیم ہو گئے ان کی اولاد آج تک وہاں باقی ہے۔

اس سال اہل قم نے سرکار سے بغاوت کر کے زر مالگزاری دینے سے انکار کر دیا۔

اہل قم کی بغاوت

اس بغاوت کی وجہ یہ ہوئی کہ انھوں نے مقرر کردہ خراج کی رقم (بیس لاکھ) کو بہت زیادہ خیال کیا اور اس کا باعث یہ واقعہ ہوا کہ مامون جب خراسان سے عراق آتے ہوئے رے ٹھہرے تو انھوں نے اہل رے کا خراج بہت کم کر دیا جسے ہم پہلے بیان کر آئے ہیں اس بنا پر اہل قم کی بھی یہ خواہش ہوئی کہ ان کی مالگزاری رے کی طرح کم کی جائے انھوں نے اس کے لئے مامون کی خدمت میں عرضداشت پیش کی اور شکایت کی کہ یہ مال گزاری بہت زیادہ ہے مامون نے ان کی درخواست نہیں مانی انھوں نے زرلگان دینے سے انکار کر دیا۔ مامون نے علی بن ہشام کو ان کی سرکوبی کے

لئے بھیجا پھر عجیف بن عنبسہ کو اس کی امداد کے لئے روانہ کیا حمید کا ایک سردار محمد بن یوسف الکلخ خراسان سے آتے ہوئے قوص آیا تھا کہ مامون نے اسے بھی لکھ دیا کہ تم بھی علی بن ہشام کے ساتھ جا کر اہل قم سے لڑو علی ان سے لڑا اور ان پر اسے فتح ہوئی اس نے یحییٰ بن عمران کو قتل کر دیا قم کی فصیل گرادی اور جبکہ وہ بیس لاکھ ہی سے نالاں تھے ان پر ستر لاکھ خراج عائد کیا۔

اس سال شہریار بن شروین مرگیا اس کا بیٹا سابور اس کا جانشین ہوا مگر مازیار بن قارن نے اس کی جانشینی کو نہ مانا اور اس سے نزاع کر کے قید کر دیا اور پھر قتل کر دیا اس طرح جبال مازیار بن قارن کے ہاتھ آ گیا۔

اس سال صالح بن العباس بن محمد والی مکہ مکرمہ کی امارت میں حج ہوا۔

۲۱۱ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

عبداللہ بن طاہر مصر میں

اس سال عبیداللہ بن السری امان لے کر عبداللہ بن طاہر کے پاس چلا آیا اور وہ مصر میں داخل ہوا یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یہ واقعات ۲۱۰ ہجری میں پیش آئے۔

کسی نے یہ بیان کیا ہے کہ ابن السری صفر ۲۱۱ ہجری کے اختتام سے پانچ روز قبل بروز ہفتہ عبداللہ بن طاہر کے پاس آیا اور رجب ۲۱۱ ہجری کے اختتام سے سات روز قبل بغداد لایا گیا اور مدینہ ابوجعفر میں اتارا گیا اور عبداللہ بن طاہر مصر میں وہاں کی والی کی حیثیت سے رہا وہ تمام شام اور جزیرہ کا بھی والی تھا۔

مامون کا عبداللہ کے نام خط

طاہر بن خالد بن نزار الغسانی کہتا ہے کہ جب عبداللہ بن طاہر نے مصر فتح کیا مامون نے اسے ایک خط لکھا اور اس کے نیچے یہ شعر لکھے،

اخی انت و مولائی
و من اشکر نعماہ
تم میرے بھائی اور دوست ہو اور تمہارے
احسانات کا میں شکر گزار ہوں۔
فما احببت من امرٍ
فانی الدھر اھوہ
تم جس بات کو پسند کرو زندگی
بھر میں بھی وہی چاہوں گا۔
وما ذکرہ من شیٍ

فـــــانـــــی لســـــتُ ارضـــــاہ

اور جس بات کو تم ناپسند کرو میں
بھی اسے کبھی پسند نہیں کروں گا۔

لک الـــلـــــہ عـــلـــــی ذالک

لک الـــلـــــہ لک الـــلـــــہ

اور میں اس بات کا عہد اللہ کے سامنے کرتا ہوں
اور اس کو ضامن قرار دیتا ہوں۔

جاسوس کے ذریعہ عبداللہ بن طاہر کے خیالات سے آگاہ

عطا صاحب المظالم سے روایت ہے کہ مامون کے بھائیوں میں ایک شخص نے ان سے کہا کہ امیر المومنین یہ عبداللہ بن طاہر بھی اپنے باپ کی طرح اولادِ ابی طالب کی طرف میلان رکھتا ہے مامون نے کہا کہ ایسا نہیں ہے مگر اس شخص نے دوبارہ وہی بات کہی اب مامون نے ایک شخص کو اپنا جاسوس بنا کر عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیجا اور اسے حکم دے کہ تم قراء اور زاہدوں کی ہیت بنا کر مصر جائے اور وہاں کے سرداروں کو قاسم بن ابراہیم بن طباطبا کی خلافت کے لئے دعوت دو اس کے مناقب علم اور فضائل بیان کرو اس کے بعد عبداللہ بن طاہر کے کسی ہمراز تک رسائی پیدا کر کے اس سے ملو اور اسے بھی اپنی دعوت میں شرکت کی دعوت دو اس کے لئے اسے ترغیب وتحریص دلاؤ اور اس طرح اس کی دلی نیت ومنشا سے آگاہی حاصل کر کے مجھے اس کی اطلاع دو۔

مامون کے جاسوس کی عبداللہ بن طاہر سے ملاقات

اس شخص نے حکم کے مطابق عمل کیا اور جب اس نے مصر کے اکابر اور رؤسا کو اپنی دعوت پہنچا دی اس کے بعد ایک دن وہ عبداللہ بن السری سے ملنے گیا ہوا تھا جب وہ واپس آیا تو یہ شخص اٹھ کر اس کے قریب آیا اور اپنی آستین سے ایک رقعہ نکال کر عبداللہ بن طاہر کو دیا اس نے اپنے ہاتھ میں لے لیا اور اندر جاتے ہی حاجب کو بھیجا کہ اس شخص کو بلا کر لائے یہ اس کے پاس آیا عبداللہ بن طاہر اس وقت اپنی مسند پر بیٹھا تھا اس کے اور زمین کے درمیان سوائے اس جاسوس کے اور کوئی نہ تھا عبداللہ نے اپنے دونوں پاؤں پھیلا رکھے تھے اور وہ موزے پہنے تھا اس نے کہا تمھارے رقعے کے مضمون سے میں آگاہ ہو گیا ہوں اب جو کچھ اور تمھیں زبانی کہنا ہو بیان کرو اس نے کہا اس شرط پر کہ آپ اللہ کے سامنے مجھ سے امان کا وعدہ کریں عبداللہ نے کہا ہاں میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ تمھیں تکلیف نہیں دی جائے گی۔ اب اس نے اپنے آنے کی اصلی غرض اس سے بیان کی اسے قاسم کے لئے دعوت دی اس کے فضائل علم اور زہد کا ذکر کیا عبداللہ نے کہا تم میری بات بھی سنو گے اس نے کہا ضرور عبداللہ نے کہا کیا اللہ کے شکر بندوں پر واجب نہیں، اس نے کہا ہے، عبداللہ نے کہا کیا بندے اگر ایک دوسرے کے ساتھ احسان واکرام کریں اس کا شکر واجب نہیں اس نے کہ ہے، عبداللہ نے کہا تو پھر تم کیوں اس دعوت کو لے کر میرے پاس آئے ہو تم نہیں دیکھتے کہ میں کس قدر ترفہ اور نعمتوں میں غرق ہوں میرا حکم مشرق ومغرب میں نافذ ہے کوئی اس سے سرتابی نہیں کر سکتا ہر جگہ میرا بول بالا ہے پھر اپنے چاروں طرف جدھر میری نظر پڑتی ہے میں ہر سمت ایک شخص کے انعام سے اپنے کو محصور پاتا ہوں میری گردن اس کے احسان سے زیر بار

ہے اس کی سخاوت اور کرم کے کرشمے میرے اور پر نمایاں اور درخشاں ہیں تم مجھے اس نعمت اور احسان کی ناسپاس گزاری کی دعوت دینے آئے ہو اور مجھ سے یہ خواہش رکھتے ہو کہ میں اس شخص سے بدعہدی کروں جس کا اول و آخر سب کرم ہی کرم ہے خلافت کے طوق کو اس کی گردن سے اتارنے کی کوشش کروں اور اسی کا خون بہاؤں، تم نے کیا سمجھا ہے اگر تم مجھے جنت کی دعوت دو جہاں سے میں اسے خود دیکھ لوں کیا اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہوگی کہ میں اپنے ایسے محسن اور مشفق کے ساتھ بدعہدی کروں اس کے احسانات کی ناشکری کروں اور اس کی بیعت کو توڑ دوں یہ ہرگز نہیں ہوسکتا، یہ جواب سنکر وہ شخص خاموش ہی رہ گیا۔ عبداللہ نے اس سے کہا مجھے تمھارے معاملہ سے پوری واقفیت ہو چکی ہے مجھے تمھاری جان کا خطرہ ہے فوراً یہاں سے چلے جاؤ کیونکہ اگر سلطان الاعظم کو تمھاری دعوت کی خبر معلوم ہوگئی جس کا مجھے اندیشہ ہے کہ ہوگی تو اس سے نہ صرف تمھارے لئے بلکہ دوسروں کے لئے بھی خطرہ ہے۔

اس کی طرف سے مکمل طور پر مایوس ہو کر وہ شخص مامون کے پاس چلا آیا اور تمام واقعہ سنا دیا، مامون بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کیوں نہ ہو یہ وہ درخت ہے جو میں نے اپنے ہاتھوں سے بویا تھا اور اس کی آبیاری اور پرورش کی ہے، انھوں نے یہ واقعہ کسی سے بیان نہیں کیا اور خود عبداللہ بن طاہر کو بھی اس راز سے آگاہی نہیں ہوئی۔

احمد بن یوسف کا عبداللہ بن طاہر کے نام خط

عبداللہ بن احمد بن یوسف کہتا ہے کہ جب عبداللہ بن السری امان لیکر عبداللہ بن طاہر کے پاس چلا آیا تو میرے باپ نے عبداللہ بن طاہر کو اس فتح پر حسب ذیل مبارکباد کا خط لکھا۔

"اللہ نے جو کامیابی اور فتح آپ کو عطا کی ہے اس کی اطلاع ہمیں ہوئی اور معلوم ہوا کہ ابن السری آپ سے امان لے کر آپ کے پاس چلا آیا ہے اس نصرت پر اس خدا کا شکر ہے جو اپنے دین کا ناصر اور اپنے اس خلیفہ کی جسے اس نے اپنے بندوں پر اپنا جانشین مقرر کیا ہے دولت کو غلبہ دینے والا ہے، جس نے خلیفہ، اس کے حق اور اطاعت سے روگردانی کی اللہ نے اس کو ذلیل کر دیا، ہم اللہ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنی نعمتوں سے مسلسل ان کو سرفراز کرتا رہے ان کے ذریعہ ممالک شرک کو فتح کرائے اس خدا کا شکر ہے جس نے آپ کو اس سفر پر جانے سے لے کر اب تک برابر کامیابی عطا فرمائی ہے ہم اور جو لوگ یہاں ہیں سب کے سب برابر آپ کے حسن اخلاق کا چاہے جنگ کی حالت ہو یا امان کی برابر تذکرہ کرتے رہے ہیں اللہ نے سختی اور نرمی کے ان کے مواقع پر اظہار کی جو توفیق آپ کو عطا کی ہے اس پر خوش ہو کر تعجب کرتے رہے ہیں ہمارے علم میں کوئی دوسرا فوجی یا ملکی امیر ایسا نہیں جس نے اپنی فوج یا رعایا کے ساتھ وہ عدل کے ہو جو آپ نے کیا ہے یا جس نے ایسے اشخاص کو جنھوں نے اپنے جرائم اور اصرار سے مایوس کر دیا ہو قابو پا کر اس طرح معافی دی ہو جیسے کہ آپ نے اپنے دشمنوں اور مخالفوں کے ساتھ کیا ہے۔

ہماری نظر سے آپ کے سوا کوئی دوسرا شریف زادہ ایسا نہیں گزرا کہ جس نے محض اپنے آبا کی کمائی اور عزت و شہرت پر بھروسہ کر کے قوائے عمل کو معطل نہ کر دیا ہو یا جسے اس قدر

اعتماد، حکومت اور اقتدار عملی حاصل ہوا اور پھر وہ اپنی موجودہ حالت پر اکتفا کر کے اترانہ گیا ہو، آپ کے علاوہ ہمیں کوئی دوسرا فوجی سردار ایسا نہیں ملتا جس کی کامیابیوں کی بنیاد اس کے حسن اخلاق پر اس طرح ہوئی ہو اور اس طرح اس نے اپنے پیروکاروں کو ظلم و زیادتی سے روک کر اپنے قابو میں رکھا ہو جس طرح کہ آپ نے کیا ہے، یہاں ہم جس قدر اعیان دولت ہیں ہم میں سے کوئی اس بات کو جائز نہیں رکھتا کہ وہ کسی آڑے وقت یا مشکل کے پیش آنے کے وقت آپ پر کسی دوسرے کو ترجیح دے سکے اس لئے اللہ کا یہ اور مزید احسان آپ کو مبارک ہو اور یہ اللہ کی نعمت آپ کو گوارا ہو اور آپ بدستور اپنے امام اور آقا اور ہم تمام مسلمانوں کے آقا کی اطاعت کے سلسلے کو مضبوطی سے تھامے رہیں اور خدا کرے کہ ان کی لمبی زندگی سے ہم اور آپ زندگی کے مزے حاصل کرتے رہیں آپ خود جانتے ہیں کہ ہم تو ہمیشہ آپ کو مکرم اور معظم سمجھتے رہے ہیں مگر اب اللہ نے آپ کی عزت اور وقعت کو خاص و عام کی نظروں میں بہت بڑھا دیا ہے اس لئے ان کو آپ کی طرف سے خود اپنے لئے بہت سی توقعات پیدا ہو گئی ہیں نیز مصائب و حوادث کے پیش آنے کی صورت میں آپ ہی پر ان کی نظریں جمی ہوئی ہیں، میں اللہ سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ وہ آپ کو اسی طرح آئندہ اپنے پسندیدہ امور کو سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائے گا جس طرح اس نے اب تک اپنے احسان و انعام سے آپ کو سرفراز کیا ہے اور یہ اس وجہ سے کہ اس کی ان نعمتوں پر آپ اترائے نہیں بلکہ آپ کی انکساری اور تواضع اور بڑھ گئی اللہ نے جو خوبیاں آپ کو دی ہیں اور جو انعام و اکرام آپ کے ساتھ کیا ہے اس پر اس کا ہزار ہزار شکر ہے والسلام،،

دیگر واقعات

اس سال عبداللہ بن طاہر مغرب سے مدینۃ السلام آیا، عباس بن مامون، ابواسحٰق المعتصم اور تمام دوسرے لوگوں نے اس کا استقبال کیا وہ اپنے ساتھ ان لوگوں کو بھی لے کر آیا جنھوں نے بغاوت کر کے شام میں علیحدہ ریاستیں قائم کر لی تھیں، جیسے ابن السرج ابن ابی الجمل اور ابن ابی الصقر۔

اس سال موسیٰ بن حفص مر گیا اس کا بیٹا محمد بن موسیٰ اس کی جگہ طبرستان کا والی مقرر کیا گیا۔

اس سال حاجب بن صالح ہندوستان کا والی مقرر کیا گیا مگر بشر بن داؤد نے اسے وہاں سے مار بھگایا اور اس لئے وہ وہاں سے ہٹ کر کرمان آ گیا۔

اس سال مامون نے اعلان کرا دیا کہ آج سے جو شخص معاویہؓ کا ذکر خیر کرے گا یا ان کو کسی صحابی رسول پر فضیلت دے گا اس کے تمام حقوق سلب ہو جائیں گے۔

اس سال صالح بن العباس والی مکہ کی امارت میں حج ہوا۔

اس سال مشہور شاعر ابوالعتاہیہ کا انتقال ہوا۔

۲۱۲ھ ہجری شروع ہوا

خودسر امراء کی گرفتاری

مامون نے محمد بن حمید الطوسی کو بابک سے لڑنے کے لئے موصل کے راستے روانہ کیا اوراس کی مدد کے لئے اور بھی فوجیں بھیجیں محمد بن حمید نے یعلیٰ بن مُرّہ اور اس جیسے دوسرے خودسر امرا کو گرفتار کر کے مامون کے پاس بھیج دیا جنھوں نے تمام آذربائیجان پر قبضہ کر لیا تھا۔

اس سال احمد بن محمد العمری نے جوحمر العین کے لقب سے مشہور ہے یمن میں بغاوت کی۔

اس سال مامون نے محمد بن عبدالحمید کو جوابوالرازی کی کنیت سے مشہور ہے یمن کا والی مقرر کیا۔

عقیدہ خلقِ قرآن

اس سال مامون نے اپنا یہ عقیدہ ظاہر کیا کہ قرآن مخلوق ہے اور علیؓ بن ابی طالب رسول اللہؐ کے بعد افضل الناس ہیں۔ یہ اس سال کے ماہ ربیع الاول کا واقعہ ہے، اس سال عبداللہ بن عبیداللہ بن العباس بن محمد کی امارت میں حج ہوا۔

۲۱۳ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال مصر میں عبدالسلام اور ابن جلیس قیسی اور یمانی عربوں کے ساتھ خلافت عباسیہ سے انحراف کر کے اپنی آزادی کا اعلان کر دیا اور دونوں نے مصر میں ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔

اس سال طلحہ بن طاہر نے خراسان میں انتقال کیا۔

مامون نے اپنے بھائی ابواسحٰق کو شام اور مصر کا اور اپنے بیٹے عباس کو جزیرہ، سرحدی علاقے اور سرحدی چھاؤنیوں کا والی مقرر کیا ان دونوں کو اور عبداللہ بن طاہر کو پانچ پانچ لاکھ دینار نقد دئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ انھوں نے کسی ایک دن میں اتنی بڑی رقم نہیں خرچ کی تھی۔

اس سال مامون نے غسان بن عباد کو سندھ کا والی مقرر کیا۔

غسان بن عباد کی ولایت سندھ

سندھ کا گورنر بشیر بن داؤد ویزید مامون کے خلاف ہو گیا جس قدر خراج اس نے وہاں وصول کیا اس میں سے کچھ بھی اس نے مامون کو نہیں بھیجا اس وجہ سے مامون نے ایک دن اپنے مصاحبوں سے پوچھا کہ غسان کے متعلق تمھاری کیا رائے ہے میں اس کو ایک اہم خدمت دینے والا ہوں وہ اس سے پہلے ہی بشیر بن داؤد کی وجہ سے اسے سندھ

کا گورنر بنانے کا فیصلہ کر چکے تھے، حاضرین دربار نے اس کی خوب تعریفیں کیں مامون نے احمد بن یوسف کو خاموش دیکھا اور کہا احمد تمھاری کیا رائے ہے اس نے کہا امیر المومنین یہ وہ شخص ہے جس کی خوبیاں اس کی برائیوں سے زیادہ ہیں جس طبقہ کے ساتھ آپ اس کا مقابلہ کریں گے وہ پورا اترے گا اگر آپ کو اس کے آئندہ طرز عمل کے متعلق کچھ اندیشہ ہے تو میں آپ کو اطمینان دلاتا ہوں کہ وہ ہرگز کوئی ایسا کام نہیں کرے گا جس کی بعد میں اسے معذرت کرنا پڑے فضل کے عہد میں اس نے اپنے ایام کو اس طرح تقسیم کیا تھا کہ ہر شخص کو ملاقات کی نوبت ملے جب آپ اس کے ذاتی صفات پر غور فرمائیں گے تو آپ اس کی فراست فطری علمی قابلیت اور تہذیب نفس سے بہت خوش ہوں گے مامون کہنے لگے تم نے اس کی مخالفت کے باوجود اس کی اس قدر تعریف کی احمدؒ نے کہا جو کچھ میں نے کہا اس پر کسی شاعر کا یہ شعر صادق آتا ہے۔

کفی شکرا بما اسدیت الی
مذحتک فی الصدیق و فی عدالی

ترجمہ:۔تو نے جو میرے خلاف سازش کی ہے اس کا میں نے یہ معاوضہ
کیا کہ اپنے دوست اور دشمن میں تیری تعریف ہی کی۔

مامون اس کی گفتگو سے بہت خوش اور متعجب ہوئے اور انھوں نے احمد کے اس اخلاق کی داد دی۔

اس سال عبداللہ بن عبیداللہ بن العباس بن محمد کی امارت میں حج ہوا۔

۲۱۴ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے اہم واقعات

اس سال بابک نے ربیع الاول کے اختتام سے پانچ روز قبل بروز ہفتہ مقام مشتادسر میں محمد بن حمید الطوسی کو قتل کر دیا اس کی قیام گاہ کو توڑ پھوڑ دیا اور اس کے بہت سے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔

اس سال ابوالرازی یمن میں قتل کر دیا گیا، اس سال عمیر بن الولید الباذغیسی جو ابواسحاق بن الرشید کی جانب سے مصر کا عامل تھا ماہ ربیع الاول میں حوف میں قتل کر دیا گیا ابواسحٰق حوف آئے اسے فتح کیا اور عبدالسلام اور ابن جلیس پر قابو پا کر دونوں کو قتل کر دیا اسکے بعد مامون نے ابن الحروری کو مارا اور پھر اسے مصر واپس بھیج دیا۔

بلال الضبابی کا خروج اور قتل

اس سال بلال انضبابی الشاری نے خروج کیا مامون علث گئے مگر پھر بغداد چلے آئے اور اپنے بیٹے عباس کو کئی سرداروں کے ساتھ جن میں علی بن ہشام، عُجیف اور ہارون بن محمد بن ابی خالد تھے اس کے مقابلہ کے لئے بھیجا ہارون نے بلال کو قتل کر دیا۔

اس سال عبداللہ بن طاہر دینور روانہ ہوا مامون نے اسحاق بن ابراہیم اور یحییٰ بن اکثم کو اس کے پاس بھیجا تاکہ یہ اسے ان کی جانب سے اس بات کا اختیار دیں کہ چاہے وہ خراسان اور جبال کی ولایت قبول کر لے چاہے آمینیا

اور آذر بائیجان کی ولایت قبول کرے بابک سے لڑنے جائے مگر عبداللہ بن طاہر نے خراسان پسند کیا اور وہیں چلا گیا۔

اس سال جعفر بن داؤد القمی نے شورش برپا کی عبداللہ بن طاہر کے مولیٰ نے اسے پکڑ لیا وہ مصر سے بھاگ آیا تھا پھر وہیں بھیج دیا گیا۔

اس سال علی بن ہشام جبل، قم، اصبہان اور آذر بائیجان کا والی مقرر کیا گیا۔

اس سال اسحاق بن العباس بن محمد کی امارت میں حج ہوا۔

۲۱۵ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال ماہ محرم کے اختتام سے تین روز قبل بروز ہفتہ مامون روم سے جہاد کرنے روانہ ہوئے بیان کیا گیا ہے کہ اس سے پہلے وہ محرم کے اختتام سے چھ روز قبل بروز جمعرات نماز ظہر کے بعد شماسیہ سے بردان چلے گئے تھے، مدینۃ السلام سے روانہ ہوتے وقت انھوں نے اسحٰق بن ابراہیم بن مصعب کو وہاں اپنا قائم مقام بنا دیا تھا اور مدینۃ السلام کے ساتھ سواد، حلوان اور دجلہ بھی اسے کے تحت کر آئے تھے۔

جب مامون تکریت پہنچے تو یہاں اس سال کے صفر میں جمعہ کی رات کو محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب مدینہ سے ان کی خدمت میں آئے اور یہیں وہ ان سے ملے مامون نے ان کو بیش بہا سامان دیا اور اپنی بیٹی اُم الفضل کو جس کے ساتھ پہلے وہ ان کا نکاح کر چکے تھے ان کے پاس خلوت کے لئے بھیج دیا چنانچہ وہ احمد بن یوسف کے اس مکان میں جو دجلہ کے کنارے واقع ہے اُم الفضل کے ساتھ شب باش ہوئے اور پھر وہیں ٹھہر گئے جب حج کا زمانہ آیا تو وہ اپنے اہل و عیال کو لے کر مکہ ہوتے ہوئے پھر مدینہ منورہ اپنے گھر چلے آئے اور وہیں رہنے لگے۔

قلعہ قرہ کی فتح

مامون موصل کے راستہ منبج آئے پھر دابق اور انطاکیہ ہوتے ہوئے مصیصہ آئے اور یہاں سے طرسوس روانہ ہوئے اور نصف جمادی الاولیٰ میں طرسوس کے رومی علاقے میں داخل ہوئے، عباس بن مامون ملطیہ سے روانہ ہو گیا، مامون نے قرہ نام ایک قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور اسے بزور شمشیر فتح کر کے گرا دیا یہ واقعہ جمادی الاولیٰ کے اختتام سے چار روز قبل اتوار کے روز پیش آیا۔ اس سے پہلے بھی ماجدہ نامی ایک قلعہ فتح کر کے اس کے باشندوں کی جاں بخشی کر چکے تھے بیان کیا گیا ہے کہ جب انھوں نے قرہ کا محاصرہ کر لیا تو قلعے والوں نے ان سے لڑنا شروع کیا مگر پھر امان کی درخواست کی جسے انھوں نے قبول کر لیا اس کے بعد انھوں نے اشناس کو قلعہ سندس بھیجا آشناس وہاں کے رئیس کو بارگاہ خلافت میں لے آیا۔ اسی طرح انھوں نے عجیف اور جعفر الخیاط کو قلعہ اسنان کے رئیس کے پاس بھیجا اس نے امیر المومنین

کی دعوت کو قبول کر کے ان کی اطاعت مان لی۔

متفرق واقعات

اس سال ابواسحق بن الرشید مصر سے پلٹ آئے اور مامون کے موصل میں داخلہ سے پہلے ان سے آملے منویل اور مامون کا بیٹا عباس راس العین میں ان کی خدمت میں حاضر ہو گئے تھے۔

اس سال مامون رومی علاقے سے نکل کر دمشق روانہ ہوئے، اس سال عبداللہ بن عبیداللہ بن العباس بن محمد کی امارت میں حج ہوا۔

۲۱۶ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

مامون کا روم آنا

اس سال مامون دوبارہ رومی علاقے میں آئے اس دوبارہ آنے کی وجہ یہ بیان کی گئی کہ ان کو معلوم ہوا کہ بادشاہ روم نے طرسوس اور مصیصہ کے سولہ سو آدمیوں کو قتل کر دیا ہے اس اطلاع پر وہ اپنے مستقر سے چلے اور جمادی الاولی کے اختتام سے گیارہ روز قبل بروز پیر رومی علاقے میں داخل ہو گئے اور پھر نصف شعبان تک وہیں مقیم رہے۔

اس دوبارہ آنے کی وجہ یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ توفیل بن میخائیل نے ان کو خط لکھا تھا اور اس خط کی ابتدا اپنے نام سے کی تھی مامون اسے پڑھے بغیر روم چل دیے۔ اذہ میں توفیل کے سفیر ان کی خدمت میں حاضر ہوئے، نیز اس نے پانچ سو مسلمان قیدی ان کو بھیجے تھے۔

مختلف علاقوں کی فتح اور صلح

رومی علاقے میں داخل ہو کر انھوں نے انطیغوا کا محاصرہ کر لیا مگر قلعہ والے صلح کر کے ان کی خدمت میں حاضر ہو گئے اب وہ ہرقلہ آئے یہاں کے باشندے بھی صلح کر کے ان کے پاس آ گئے، انھوں نے اپنے بھائی ابواسحق کو آگے بھیجا انھوں نے تیس قلعے اور ایک غلہ کا گودام فتح کیا، مامون نے یحییٰ بن اکثم کو طوانیہ سے جہاد کے لئے بھیجا۔ اس نے رومی علاقے میں خوب قتل وغارت گری کی آگ لگائی اور لونڈی غلام حاصل کر کے خلیفہ کے پڑاؤ میں واپس آیا اس کے بعد مامون کیسوم روانہ ہوئے اور وہاں پر دو یا تین دن قیام کر کے دمشق کر روانہ ہوئے۔

بغاوت

اس سال عبدوس الفہری نے بغاوت کر دی اور ابواسحق کے عاملوں پر اچانک کر کے ان میں سے بعض کو قتل کر

دیا۔ یہ واقعہ شعبان میں ذوالحجہ کے اختتام سے چودہ روز قبل بروز بدھ پیش آیا، مامون دمشق سے مصر روانہ ہوئے۔

نماز کے بعد تکبیر کا حکم

اس سال افشین برقہ سے پلٹ آیا اور مصر میں ٹھہر گیا، اس سال مامون نے اسحٰق بن ابراہیم کو بغداد حکم بھیجا کہ وہ فوج کو حکم دے کہ نماز کے بعد تکبیر کہا کریں چنانچہ سب سے پہلے جمعہ کے دن جب رمضان المبارک کے ختم ہونے میں چودہ روز باقی تھے نماز جمعہ کے بعد شہر اور رصافہ کی مسجد میں اس کی صورت یہ تھی کہ نماز کے بعد فوج نے کھڑے ہو کر تین مرتبہ تکبیر کہی اس کے بعد پھر فرض نماز کے بعد تکبیر ہونے لگی۔

دیگر واقعات

اس سال مامون علی بن ہشام سے ناراض ہو گئے انھوں نے عجیف بن عنبسہ اور احمد بن ہشام کو اس کے پاس بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ اس کی تمام املاک اور اسلحہ ضبط کر لیں۔

اس سال ماہ جمادی الاولیٰ میں اُمّ جعفر نے بغداد میں انتقال کیا۔

اس سال غسان بن عباد سندھ سے واپس آیا بشیر بن داؤد المہلبی اطاعت قبول کر کے اس کی امان میں آ گیا تھا غسان نے سندھ کی حالت درست کر دی اور عمران بن موسیٰ البرمکی کو وہاں کا عامل مقرر کر دیا تھا، غسان مامون کے پاس پلٹ آیا۔ اس سال جعفر بن داؤد القمی بھاگ کر قم چلا گیا اور وہاں اس نے بغاوت کر دی، اس سال نہایت شدید سردی ہوئی۔

بعض راویوں کے بیان کے مطابق اس سال سلیمان بن عبداللہ بن سلیمان بن علی بن عبداللہؓ بن عباسؓ کی امارت میں جس کو مامون نے یمن اور ہر اس شہر کا جہاں وہ یمن پہنچنے تک اثنائے راہ میں داخل ہوا ہو والی مقرر کر دیا تھا حج ہوا۔ یہ دمشق سے چل کر بغداد آیا یہاں اس نے عید الفطر کی نماز پڑھائی اور پھر وہ بغداد سے یکم ذی القعدہ بروز پیر روانہ ہوا اور اسی کی امارت میں سب نے اس سال حج ادا کیا۔

آغاز ۲۱۷ھ ہجری

اس سال کے واقعات

"بیما"، کی فتح

اس سال مصر کے علاقہ بیما میں افشین کو فتح حاصل ہوئی وہاں کے باشندوں نے مامون کے حکم پر اپنے آپ کو افشین کے حوالے کر دیا۔ اس مضمون کا ایک عہد نامہ پڑھ کر ان کو سنا دیا گیا افشین نے اس مقام کو ربیع الآخر کی آخری تاریخ میں فتح کیا۔

عبدوس کا قتل

اس سال ماہ محرم میں مامون مصر آئے عبدوس الفہری ان کے سامنے پیش کیا گیا مامون نے اسے قتل کر دیا اس کے بعد وہ شام پلٹ گئے۔

اس سال انھوں نے جمادی الاولیٰ میں ہشام کے بیٹے علی اور حسین کو اذنہ میں قتل کر دیا۔

علی بن ہشام اور حسین بن ہشام کا قتل

مامون نے علی کو جبال کا والی مقرر کیا تھا انہیں معلوم ہوا کہ وہ اپنی رعایا پر ظلم کرتا ہے، اس نے بہت لوگوں کو قتل کر دیا اور لوگوں کے مال کو غصب کر لیا ہے انھوں نے عجیف کو اس کے پاس بھیجا علی چاہتا تھا کہ اسے اچانک قتل کر کے بابک کے پاس چلا جائے مگر خود عجیف کا اس پر قابو چل گیا اور وہ اسے مامون کی خدمت میں لے آیا۔ جمادی الاولیٰ کے اختتام سے چودہ روز قبل بروز بدھ مامون کے حکم سے ابن الجلیل نے اذنہ میں علی کو اور اس کے بھتیجے محمد بن یوسف نے حسین بن ہشام کو قتل کر دیا، مامون نے علی کے سر کو بغداد اور خراسان بھیج دیا جہاں وہ سب میں گشت کرایا گیا وہاں سے پھر وہ سر شام اور جزیرے کے ایک ایک ضلع میں پھرایا گیا۔ ذی الحجہ میں دمشق لایا گیا پھر اسے مصر لے گئے اور وہاں گشت کے بعد اسے سمندر میں ڈال دیا گیا۔

علی کے سر پر رقعہ باندھا گیا

علی کو قتل کر کے مامون نے حکم دیا کہ ایک رقعہ لکھ کر اس کے سر پر باندھ دیا جائے تا کہ سب لوگ اسے پڑھ لیں اس کا مضمون یہ تھا "امابعد! امیر المومنین نے امین معزول کے دور میں دوسرے خراسانیوں کے ساتھ علی بن ہشام کو بھی اپنی امداد اور حمایت حق کے لئے دعوت دی چنانچہ اس نے بھی دوسروں کے ساتھ سب سے پہلے ان کی دعوت پر لبیک کہا اور ان کے حق کے لئے اعانت کی اور پورا حق اعانت ادا کیا اس بنا پر امیر المومنین نے بھی اس کی ان خدمات کو ہمیشہ پیش نظر رکھ کر اس کے ساتھ عمدہ سلوک کیا اور اسے اپنا خاص آدمی بنایا امیر المومنین یہ سمجھتے رہے کہ اگر ہم کوئی کام اس کے سپرد کریں گے تو وہ اپنے اختیارات پر عمل کرانے اور اپنی نیت کو پاک وصاف رکھنے میں اللہ سے ڈرتا رہے گا اس کی اطاعت کرے گا اور امیر المومنین کے حکم سے تجاوز نہ کرے گا، امیر المومنین نے اس پر احسان کیا کہ اسے کئی اہم خدمات پر سرفراز کیا، اسے بڑی بڑی رقمیں صلے اور انعام میں دیں جس کی مقدار پانچ کروڑ درہم سے زیادہ ہے مگر اس کے باوجود پھر بھی اس نے امانت میں خیانت کی امیر المومنین نے اس سے اپنے تعلقات قطع کر لیے اور اسے اپنے سے دور کر دیا مگر پھر انھوں نے اس کی لغزش معاف کر دی اور اسے اس شرط وعہد پر کہ اب وہ پھر اپنی سابقہ خطاؤں کا ارتکاب نہیں کرے گا جبل، آذر بائیجان اور ضلع آرمینیا کا والی مقرر کر دیا تا کہ دشمنان خدا خرمیہ جماعت سے برسرپیکار ہو مگر اس مرتبہ وہ پھر حسب سابق اللہ اور اس کے دین کے لئے عمل کرنے کے بجائے دینار و درہم کو جمع کرنے لگا اس نے اپنے طرز سیاست کو خراب کر لیا رعایا پر ظلم کیا اور بلاوجہ لوگوں کو قتل کیا۔

امیر المومنین نے عجیف بن عنبسہ کو اس کے پاس بھیجا تا کہ وہ خود اس کے حالات کو دیکھ کر اسے پچھلی غلطیوں کی تلافی کرنے کی دعوت دے مگر الٹا اس نے عجیف کو قتل کرنے کے لئے اچانک اس پر حملہ کر دیا وہ تو اللہ نے عجیف کو

امیر المومنین کی ذات کے ساتھ مخلصانہ عقیدت مندی کی وجہ سے قوت عطا فرمائی اور اس نے علی کے قاتلانہ حملہ سے اپنے کو بچالیا ورنہ اگر وہ اسے قتل کرنے میں کامیاب ہو جاتا تو یہ سلطنت کے لئے نا قابل تلافی نقصان کا باعث ہوتا مگر جس کام کا ارادہ اللہ کرتا ہے وہ بہر حال پورا ہوتا ہے، عجیف نے اسے پکڑ لیا۔ جب امیر المومنین نے اللہ کے حکم کو علی پر نافذ کر دیا تو انھوں نے اس بات کو مناسب نہیں سمجھا کہ اس کے جرم کا مواخذہ اس کی اولاد سے بھی کریں اس وجہ سے انھوں نے حکم دیا کہ جو وظائف اور معاش علی کی حیات میں اس کی اولاد یا اعزا کو ملتی تھی وہ بدستور اس کے بعد بھی جاری رہے، اگر علی بن ہشام نے عجیف پر قاتلانہ حملہ نہ کیا ہوتا تو اس کے پاس اتنی فوج تھی کی اس کی قوت وشوکت بھی عیسیٰ بن منصور اور اس جیسے دوسرے خائن باغیوں کی ہوتی۔ والسلام،،

رومیوں کا مطیع ہونا

اس سال مامون سلطنت روم میں داخل ہوئے اور سو۱۰۰ دن تک لولوۃ کا محاصرہ کر کے عجیف کو وہاں چھوڑ کر خود چلے گئے اس مقام کے باشندوں نے عجیف کو دھوکہ دے کر قید کر لیا یہ آٹھ روز تک قید میں رہا پھر انھوں نے اسے قید سے رہائی دی اب خود توفیل لولوہ آیا اور اس نے عجیف کا محاصرہ کر لیا مامون نے اپنی فوجیں اس کے مقابلہ پر بھیجیں مگر توفیل ان کے وہاں تک پہنچنے سے قبل ہی لولوہ سے کوچ کر گیا اور اس کے باشندے امان لے کر عجیف کے مطیع ہو گئے۔

توفیل کا مامون کے نام خط

اس سال روم کے بادشاہ توفیل نے مامون کو صلح کے لئے ایک خط لکھا اور اس کی ابتدا اپنے نام سے کی توفیل کا وزیر اس اہم خط کو لے کر مامون کے پاس پہنچا۔ اس خط میں اس نے صلح کی درخواست اور فدیہ کا اقرار کیا تھا۔ توفیل کا خط یہ ہے۔

''امابعد! دو مختلف اشخاص کا اپنے اپنے حصہ پر اکتفا کرنا اس جھگڑے سے اچھا ہے جس کا نتیجہ ضرر ہو تمھارے لئے یہ کسی طرح زیبا نہیں کہ تم دوسرے کے حصے کو اپنے حصے میں شامل کرنے کا دعویٰ کرو۔ اور تم ایسا کر بھی نہیں سکتے اس کو تم خود جانتے ہو بتانے کی ضرورت نہیں میں تم کو صلح کی دعوت دیتا ہوں کیونکہ میں امن اور صلح کو پسند کرتا ہوں تاکہ لڑائی ختم ہو جائے اور ہم دونوں ایک دوسرے کے مددگار اور معاون بنیں، اس کے علاوہ اور بھی فوائد تمھیں اس سے حاصل ہوں گے، تجارت کھل جائے گی، قیدی رہا کر دیے جائیں گے راستے اور علاقے مامون ہو جائیں گے۔

اگر تم میری دعوت کو رد کر دو تو میں بحفاظت ہوش وحواس اور کسی مبالغہ کے بغیر تمھیں آگاہ کرتا ہوں کہ میں خود پھر تمھارے مقابلہ پر پوری تیاری کے ساتھ فوج و پیدل کو لے کر دریا کی طرح امڈ آؤں گا اور اگر تم اس دعوت کو قبول کرتے ہو تو میں نے تو پہلے ہی معذرت کر لی ہے اور اپنے اور تمھارے درمیان علم حجت قائم کر دیا ہے۔ والسلام،،

مامون کا جواب

مامون نے اسے لکھا۔ ''امابعد! مجھے تمھارا وہ خط ملا جس میں تم نے آشتی اور مصالحت کی درخواست کی ہے اور اس میں نرم و گرم لہجہ کو گڈمڈ کر دیا ہے اور تجارے کے کھل جانے، فوائد کے حصول، قیدیوں کی رہائی اور کشت وخون کی بندش کی لالچ دلایا ہے اگر میں خود امن وصلح کا خواہاں نہ ہوتا تو تمھارے اس خط کا جواب ایسے بہادر، دلیر اور صاحب بصیرت شہ سواروں سے دیتا جو تمھیں تمھاری ماؤں سے جدا کر دیتے اور تمھارے قتل کو اللہ کے قرب کا ذریعہ بناتے اور اللہ کی خاطر وہ تمھاری شوکت کے مقابلہ میں ثابت قدم رہتے پھر میں ان کی امداد میں اور کمک بھیجتا جس کی تعداد اور سازوسامان میں کوئی کوتاہی نہ کرتا۔

واضح رہے کہ ہمارے مجاہد تمھارے مقابلہ میں موت کے زیادہ تشنہ وطالب ہیں حالانکہ تم ان کی چیرہ دستی کے خوف سے بچاؤ چاہتے ہو اور یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان مجاہدین سے دو نیکیوں کا سچا وعدہ کیا ہے دنیا میں غلبہ اور آخرت میں بہترین مقام مگر پھر بھی میں نے مناسب سمجھا کہ پہلے تم کو نصیحت کر دیکھوں تا کہ اللہ کے نزدیک تمھارے مقابلہ میں حجت قطعی قائم ہو جائے کہ اب میں تم کو اور تمھارے ساتھیوں کو وحدانیت اور شریعت حنیفہ کی دعوت دیتا ہوں کہ تم اسے قبول کر و اگر اسے قبول نہیں کرتے تو فدیہ منظور کرتا کہ پھر ہم پر تمھاری ذمہ قائم ہو جائے اور تم سے کوئی تعرض نہ کیا جائے اور اگر تم اسے بھی نہ مانو گے تو یقین جانو کہ ہمارے تیز رفتار شہ سوار زبانی باتوں کے بجائے خود اپنا لوہا تم سے منوالیں گے، والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔،،

اس سال مامون سلغوس سے آئے، اس سال علی بن عیسیٰ القمی نے جعفر بن داؤد القمی کو گرفتار کر کے بھیجا ابو اسحٰق بن الرشید نے اس کی گردن ماردی۔

اس سال سلیمان بن عبداللہ بن سلیمان بن علی کی امارت میں حج ہوا۔

۲۱۸ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال مامون سلغوس سے رقہ آئے اور یہاں انھوں نے ابن الداری کو قتل کیا، اس سال انھوں نے رافقہ کے خالی کرنے کا حکم دیا تھا تا کہ ان کے خدم وحشم وہاں ٹھہر سکیں اس حکم سے رافقہ کے باشندوں کو بہت تکلیف ہوئی جس کا انھوں نے اظہار کیا مامون نے پھر ان کو معاف کر دیا۔

اس سال مامون نے اپنے بیٹے عباس کو روم کے علاقے میں بھیجا اور حکم دیا کہ طوانہ میں ٹھہرے اور اس کی تعمیر کرے اس کام کے لئے انھوں نے پہلے ہی معماروں اور بیگاریوں کو وہاں بھیج دیا تھا، سب سے پہلے عباس نے اسی کی تعمیر شروع کی ایک میل مربع اسے بنایا تین فرسنگ طویل فصیل بنائی اس کے چار دروازے قائم کئے اور ہر دروازے پر ایک ایک قلعہ تعمیر کیا، مامون نے اپنے بیٹے عباس کو اس کام کے لئے یکم جمادی میں بھیجا۔

جبری فوج کی طلبی

مامون نے اپنے بھائی ابو اسحٰق بن الرشید کو لکھا کہ میں نے دمشق، حمص، اردن اور فلسطین کی فوج پر چار ہزار افراد مقرر کیے ہیں ان میں سوار کو سو درہم اور پیادے کو چالیس درہم ماہانہ دیئے جائیں انھوں نے مصر سے بھی جبراً فوج طلب کی تھی جو جبری فوج انھوں نے قنسرین اور جزیرے پر عائد کی تھی اس کے متعلق انھوں نے عباس کو لکھا اور بغداد کی جبری سپاہ کے متعلق اسحٰق بن ابراہیم کو احکام بھیجے۔ ان کی تعداد دو ہزار تھی ان میں سے کچھ وہاں سے چل کر طوانہ آگئے اور وہ بھی عباس کے ہمراہ وہیں ٹھہرے۔

خلق قرآن کے معاملہ میں قاضیوں اور محدثین کا امتحان

اس سال مامون نے اسحٰق بن ابراہیم کو قاضیوں اور محدثین کے امتحان کا حکم بھیجا اور لکھا کہ ان کی ایک جماعت کو ہمارے پاس رقہ بھیجا جائے۔ ذیل میں پہلا خط نقل کیا جارہا ہے جو اس معاملہ کے متعلق مامون نے لکھا۔

''امابعد! مسلمانوں کے آئمہ اور خلفاء پر اللہ کا یہ حق ہے کہ وہ اس دین کے قائم کرنے میں اجتہاد سے کام لیں جسے اللہ نے ان کی حفاظت میں دیا ہے اور ان مواریث نبوت کے قیام میں جن کا اللہ نے ان کو وارث بنایا ہے اور اس علم کے اظہار کے لئے جو ان کو ودیعت کیا ہے اور اپنی رعایا میں حق وصداقت کے ساتھ عمل کرنے اور ان کو اللہ کی طاعت پر آمادہ کرنے کے لئے امیر المومنین اللہ سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ ان کے فرائض کی بجا آوری میں اپنی رحمت سے ان کو توفیق اور عزم صحیح عطا فرمائے۔

امیر المومنین کو معلوم ہوا ہے کہ عوام الناس کا ایک بڑا گروہ جسے نہ سمجھ ہے نہ عقل ہے نہ ان کو اللہ کی ہدایت معلوم ہے اور نہ علم کی روشنی اور نہ برہان سے وہ مستفید ہوئی ہیں تمام اطراف واکناف میں اللہ سے بالکل ناواقف ہیں انھیں اس کی کچھ خبر نہیں نہ وہ اس کے دین کی حقیقت سے واقف ہیں نہ توحید اور ایمان کو جانتے ہیں اس کی کھلی ہوئی نشانیوں سے بے خبر اور اس کے بدیہی راستے سے ناواقف ہیں وہ اللہ کو اس کی قدر کے مطابق اندازہ کرنے سے اور اس کی اصلی معرفت سے قاصر ہیں اپنی کم عقلی کوتاہ فہمی اور پوری طرح تفکر نہ کرنے کی وجہ سے وہ اللہ اور اس کی مخلوق میں فرق نہیں کر سکتے اسی وجہ سے انھوں نے اللہ اور اس کے نازل کردہ قرآن کو مساوی قرار دیا ہے اور سوچے سمجھے بغیر سب نے بالاتفاق اس بات کا دعویٰ کیا ہے کہ قرآن قدیم ہے، اول ہے نہ اللہ نے اسے پیدا کیا ہے نہ اسے ایجاد کیا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ کلام پاک میں فرماتا ہے **انا جعلناہ قرآناً عربیاً** اور جس شے کو اللہ نے جعل کیا ہے اسے خلق کیا ہے اور فرماتا ہے **الحمدُ للہ الذی خلق السموات والارض و جعل الظلمات والنور**، اور کہتا ہے **کذالک نقص علیک من انباء ما قد سبق** اس آیت میں خود اللہ تعالیٰ نے یہ بات بتادی کہ کلام پاک میں ان واقعات کو بیان کیا گیا ہے لہٰذا وہ واقعات پہلے ہیں اور قرآن ان کے بعد میں۔ پھر کہتا ہے **الر O کتاب احکمت آیاتہ ثم فصلت من لدن حکیم خبیر O** اور جو شے محکم مفصل ہوتی ہے اس کا کوئی محکم اور مفصل ہونا چاہیے چنانچہ خود اللہ اپنی کتاب کا محکم اور مفصل ہے اس لئے وہ اس کا خالق اور پیدا کرنے والا ہے۔

اس کے علاوہ ان لوگوں نے باطل کو اپنا شعار قرار دے کر لوگوں کو اپنے مسلک کی دعوت دی اور دعویٰ یہ کیا کہ وہ سنت کے پیرو ہیں حالانکہ کلام اللہ کی ہر فصل میں قرون اولیٰ کے قصص بیان کئے گئے ہیں جب کے پڑھنے سے ان

کے مسلک کا بطلان ہو جاتا ہے اور ان کے دعویٰ کی تکذیب ہوتی ہے مگر پھر بھی یہ لوگ ظاہر کرتے ہیں کہ صرف وہ اہل حق، پیروان مذہب اور اہل جماعت ہیں ان کے سوا سب اہل کفر و باطل اور فرقے والے ہیں عرصہ تک لوگوں کو اس خیال کی تعلیم دینے کا یہ اثر ہوا ہے کہ جہلا ان کے دھوکے میں آ گئے یہاں تک کہ ایسے لوگ بھی جو جھوٹے متقی غیر اللہ کے سامنے جھکنے والے اور غیر دین میں متعصب واقع ہوئے تھے ان کے ہم خیال اور ہم رائے اس لئے ہو گئے ہیں کہ اس طرح اس جماعت میں ان کی خاص عزت وحرمت ہو گی ان کو ریاست اور عدالت مل جائے گی اس لئے انھوں نے اس کے باطل کے لئے اللہ کے حق کو چھوڑ دیا اور اللہ کو چھوڑ کر ضلالت میں جا کر شریک ہوئے ان کے ظاہری تقویٰ کی وجہ سے ان کی شہادت کو لوگوں نے مان لیا اور اب ان کے ذریعہ سے کتاب اللہ کے احکام نافذ ہونے لگے حالانکہ نہ ان کا ایمان درست ہے اور نہ نسب ان کی نیتیں فاسد ان کا یقین مجروح ان کی غرض وغایت بھی یہی تھی کہ اس دھوکہ سے ایک فتنہ وفساد پیدا کر دیا جائے انھوں نے اپنے مولیٰ رب پر افترا اور بہتان عائد کیا ہے حالانکہ کلام پاک میں ان سے عہد واثق لیا گیا ہے کہ وہ اللہ کے مقابلہ میں صرف حق بات بیان کریں گے مگر انھوں نے اس تعلیم کو مٹا دیا انھیں کے لئے اللہ تعالیٰ کلام پاک میں فرماتا ہے:- **اصمھم اللہ واعمیٰ ابصارھم افلا یتدبرون القرآن ام علیٰ قلوب اقفالھاO**

ترجمہ:- اللہ نے ان کو بہرا کر دیا اور ان کی بصارت کو باطل کر دیا وہ کیوں قرآن میں تدبر نہیں کرتے؟ کیا قلوب پر قفل پڑے ہوئے ہیں۔

امیر المومنین نے محسوس کیا کہ یہ لوگ امت کے لئے شر اور ضلالت کی جڑ ہیں انھوں نے توحید اور ایمان میں کمی بیشی کر دی ہے یہ جاہل اور جھوٹے ہیں شیطان ان کی زبان سے بول رہا ہے ان کی سچائی متروک اور شہادت مردود ہونے کے قابل ہے ان کے کسی قول وعمل پر اس لئے اعتماد نہیں کیا جا سکتا کہ عمل یقین کے بعد ہے اور یقین اس وقت تک ہو نہیں سکتا جب تک کہ کوئی حقیقت اسلام سے پوری طرح واقفیت نہ رکھتا ہو اور توحید کا سچا ماننے والا نہ ہو اور جو ان حقائق سے اندھا ہے وہ اپنے عمل اور شہادت میں اور بھی زیادہ اندھا اور گمراہ ہو گا، لہٰذا جو تمھارے ہاں قاضی ہو ان کو بلا کر ہمارا یہ خط ان کو سنا دو ان کے عقاید کا امتحان لو اور دریافت کر کہ وہ قرآن کو اللہ کی پیدا کردہ شے سمجھتے ہیں یا کیا؟ اور یہ بتا دو کہ جس شخص کا ایمان اور توحید کے متعلق اس کا اعتقاد پکا اور سچا نہ ہو گا امیر المومنین آئندہ اس سے کوئی خدمت نہ لیں گے اگر وہ خلق قرآن کو تسلیم کریں تو بہت اچھا ہے اور پھر تم ان کو حکم دینا کہ وہ لوگوں کے سامنے اپنے عقیدے کو بیان کر دیں اور جو اس بات کو تسلیم نہ کرے کہ قرآن مخلوق اور محدث ہے اس کی شہادت ترک کر دی جائے اس کے علاوہ تم اپنے علاقے کے تمام قاضیوں سے اس مسئلہ کے متعلق معلوم کر و اور ان کو ہمارا حکم پہنچاؤ اور ان کے حال کی نگرانی رکھو تا کہ جب تک وہ اپنے دین وایمان میں پکے اور سچے نہ ثابت ہوں وہ احکام الٰہی نافذ نہ کرنے پائیں، میرے اس حکم کا جو اثر ہو اس سے تم مجھے اطلاع دینا، یہ خط ربیع الاول ۲۱۸ ہجری میں لکھا گیا۔

مامون نے ابراہیم کو لکھا کہ ان سات اشخاص محمد بن کاتب الواقدی، ابو مسلم مستملی یزید بن ہارون، یحییٰ بن معین، زہیر بن حرب ابو خیثمہ، اسماعیل بن داؤد، اسماعیل بن ابی داؤد، اور احمد بن الدورقی کو ہمارے پاس بھیج دو اسحٰق نے ان کو بھیج دیا مامون نے خلق قرآن کو ان سے دریافت کیا اب سے نے اس بات کو تسلیم کیا کہ قرآن مخلوق ہے مامون نے ان کو مدینۃ السلام واپس بھیج دیا اب اسحٰق بن ابراہیم نے ان لوگوں کو اپنے ہاں طلب کر کے تمام فقہا اور محدثین کے

روبرو ان کا عقیدہ بیان کیا اس وقت بھی ان سب نے قرآن کے مخلوق ہونے کا اسی طرح اقرار کیا جس طرح کہ وہ مامون کے سامنے کر آئے تھے، اسحٰق نے ان کو چھوڑ دیا اس نے یہ کاروائی مامون کے حکم سے کی تھی۔

مامون کا اسحٰق کے نام خط

''امابعد! اللہ نے جب لوگوں کو اپنی زمین میں اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے اور ان امینوں پر جن کو اس نے اپنے بندوں کے لئے اختیار کیا ہے تا کہ وہ اس کے دن کو قائم کریں، اور جن لوگوں پر اس نے اپنی مخلوق کی نگرانی عائد کی ہے، اپنے احکام اور قوانین کا نفاذ اور اپنی مخلوق میں اپنے عدل کو بروئے کار لانے کا فرض عطا کیا ہے ان پر اللہ کا یہ حق ہے کہ وہ پوری طرح اس کا حق ادا کریں اپنے فرائض کی بجا آوری میں اس سے خلوص برتیں اور اس علم اور معرفت کی وجہ سے جو اللہ نے ان کو دیا ہے لوگوں کو حق پر چلائیں جو اس سے بھٹک جائے یا بچھڑ جائے اسے پھر راہ راست بتائیں اپنی رعایا کو نجات کی راہیں بتائیں ان کو اصول اور حدود ایمان سمجھائیں اور وہ راستہ بتائیں جس کے ذریعہ سے وہ کامیابی حاصل کر سکیں اور مہلکات سے محفوظ رہ سکیں جو امور دینی پوشیدہ اور مشتبہ ہوں ان کو صاف کر دیں تا کہ شک جاتا رہے اور دلیل کی روشنی سب کے لئے اضح ہو جائے یہ کام ان کو خود ہی انجام دینا چاہیے کیونکہ یہ خدمت تمام خدمات کی جامع ہے اس میں رعایا کے دینی اور دنیاوی فوائد مشتمل ہیں اور ان باتوں کو اپنی رعایا کو یاد دلائیں جن کے متعلق اللہ نے ان سے اپنی خلافت کا عظیم منصب دیتے ہوئے یہ توقع کی ہے کہ وہ اپنے سے پہلوں کی طرح بدستور اس خدمت کو انجام دیں گے اس بارے میں امیر المومنین صرف اللہ واحد سے توفیق کی درخواست کرتے ہیں اور وہی ان کے لئے بالکل کافی وافی ہے۔

قرآن کے متعلق جو عقیدہ پیدا ہوا ہے اس پر بہت غور وفکر کرنے کے بعد امیر المومنین کو یہ بات واضح نظر آ رہی ہے کہ یہ ایک بہت بڑا خطرہ ہے جس کا اثر دین اسلام اور مسلمان دونوں پر نہایت مضر ہو گا کیونکہ قرآن کو اللہ نے ہمارا امام بنایا ہے اور یہی رسول اللہ صلعم کا ہمارے لئے اثر باقی ہے یہ بات بہت سے لوگوں پر مشتبہ ہو گئی ہے یہاں تک کہ ان کی عقلوں نے یہ بات بتائی کہ یہ مخلوق ہی نہیں ہے اس طرح انھوں نے اللہ کی صفت خلق سے جس کی وجہ سے وہ اپنی تمام مخلوقات کے مقابلہ میں نمایاں طور پر علیحدہ اور منفرد ہے کیونکہ اس نے صرف اپنی حکمت اور قدرت سے بغیر کسی ابتدا اور تقدم کے ہر شے کو خلق اور ایجا کیا ہے انکار کیا ہے حالانکہ ما سوا اللہ ہر شے مخلوق اور محدث ہے جس کا خالق اور محدث خود اللہ ہے اس پر تو خود قرآن ناطق اور دال ہے اور اس نے ہمیشہ کے لئے اس باب میں جتنے اختلافات تھے ان کو مٹایا ہے معلوم ہوتا ہے خلق قرآن کے مسئلہ میں ان مدعیوں نے نصاریٰ کی تقلید کی ہے کیونکہ نصاریٰ کا دعویٰ ہے کہ چونکہ حضرت عیسیٰ حکمت اللہ ہیں اس لئے وہ مخلوق نہیں حالانکہ اس کے برخلاف اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''انا جعلنا ہ قرانا عربیا،، اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے اسے پیدا کیا ہے جس طرح کہ

اللہ تعالیٰ ایک دوسرے مقام پر فرماتا ہے و جعل منها زوجها ليسكن اليها یہاں جَعَل خلق کے معنی میں ہے اور فرماتا ہے و جعلنا الليل لباساً و جعلنا النهار معاشا و جعلنا من الماء كل شي حيٍّ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کو بھی دوسری مخلوقات کے مساوی کر دیا ہے جن کی صفت تخلیق کو اس نے یہاں بیان کیا ہے اور بتایا ہے کہ صرف وہی ان کا خالق ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انه لقران مجيد في لوح محفوظ یہاں بتایا ہے کہ لوح قرآن کو احاطہ کئے ہوئے اور محیط مخلوق ہوتا ہے لہٰذا قرآن بھی مخلوق ہوا۔ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلعم سے کہتا ہے لا تحرك به لسانك لتعجل به اور فرماتا ہے ومن أظلم ممن افترىٰ علىٰ الله كذبا ۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو جھوٹا کہ کر مذموم قرار دیا ہے جنھوں نے کہا تھا ما انزل الله علىٰ بشر من شئی اور پھر اپنے رسول ہی کی زبان سے ان کی تکذیب کرائی اور فرمایا قل من انزل الكتاب الذی جاءبه موسیٰ (جواب دو کہ وہ کتاب جو موسیٰ لائے تھے کس نے نازل کی تھی) ان تمام آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ نے قرآن کو قرآن ۔ ذکر، ایمان، نور، ہدیٰ، مبارکاً، عربیاً اور قصصاً کہا ہے دیکھو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے نحن نقص عليك احسن القصص بما اوحينا اليك هذاالقران اور فرماتا ہے قل لئن اجتمعت الانس والجن علي ان ياتوا بمثل هذاالقرآن لا ياتون بمثله اور کہتا ہے قل فاتوا لعبثر سور مثله مفتريات اور کہتا ہے لا ياتيه الباطل من بين يديه ولا من خلف ہ، ان آیات سے معلوم ہوا کہ اللہ نے قرآن کے لئے اول اور آخر بنایا ہے اس سے یہ بات صاف ہوگئی کہ وہ محدود اور مخلوق ہے ان جاہلوں نے قرآن کے متعلق ایک خاص عقیدہ کا اظہار کر کے اپنے ایمان اور امانت میں بڑا رخنہ ڈال دیا ہے اور اس طرح اسلام کے دشمنوں کے لئے راستہ صاف کر دیا ہے کہ وہ اس پر حملہ کریں اس عقیدے کو ظاہر کر کے انھوں نے اپنے تبدیل مذہب اور الحاد کا اقرار کیا ہے کہ اللہ کی ایک مخلوق شے کو اس صفت سے موصوف کیا جو صرف اسی کے لئے مختص ہے قرآن کو اللہ سے تشبیہ دی حالانکہ تشبیہ اس کے مخلوقات کے لئے زیبا ہے۔

امیر المومنین خوب جانتے ہیں کہ جو لوگ اس عقیدے کے قائل ہیں وہ دین، ایمان اور یقین سے بالکل بے بہرہ ہیں اور ایسے لوگوں کے لئے وہ اس بات کو جائز نہیں رکھتے کہ ان کی اب امانت عدالت یا شہادت اور قول اور حکایت پر اعتماد کیا جا سکے وہ اس قابل نہیں رہے کہ ان سے رعایا کی کوئی بھی سرکاری خدمت لی جائے اگر چہ ان میں سے بعض بہت ہی نیک چلن ہیں مگر فروع سے کیا ہوتا ہے اصل تو عقائد ہیں ان کی بھلائی اور برائی پر مدح ہوتی اور ذم ہوتی ہے جو شخص کہ اصل اصول ایمان یعنی توحید سے مکمل طور پر واقف نہ ہو وہ اور احکام اور اصول سے بدرجۂ اولیٰ جاہل ہوگا تم میرے اس خط کو جعفر بن عیسیٰ اور قاضی عبدالرحمٰن بن اسحٰق کو سنا دو اور دریافت کرو کہ قرآن کے متعلق ان کا عقیدہ کیا ہے اور یہ

کہہ دو کہ جس شخص کی توحید اور ایمان پر ہمیں بھروسہ نہ ہوگا ہم اس سے کوئی سرکاری خدمت نہ لیں گے۔ اور کسی شخص کا عقیدہ توحید اس وقت تک درست نہیں جب تک کہ وہ قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل نہ ہو اگر وہ ہماری بات مان لیں تو ان کو حکم دو کہ جھگڑوں کے فیصلے کے وقت جب لوگ اپنے دعوؤں کے ثبوت میں شہادت پیش کریں تو ان سے پہلے اس عقیدے کو دریافت کر لیا کریں جو کوئی خلق قرآن کو نہ مانتا ہو اس کی شہادت نامقبول سمجھی جائے اور اس کی بات پر بالکل فیصلہ نہ دیں اگرچہ وہ کیسا ہی نیک معاش معقول اور متقی آدمی ہو۔ تمہارے تحت کے علاقے میں جس قدر قاضی ہوں ان سب کو یہی ہدایت کر دی جائے اور اس کے نتیجے سے ہمیں مطلع کیا جائے،،

علماء اسحٰق کے دربار میں

اس غرض کے لئے اسحٰق بن ابراہیم نے فقہا، حکام اور محدثین کی ایک جماعت کو بلایا اور ابوحسان الزیادی، بشر بن الولید الکندی، علی بن ابی مقاتل، فضل بن غانم، ذیال بن الہیثم، سجادہ، قواریری، احمد بن حنبل، قتیبہ، سعدویہ الواسطی، علی بن الجعد، اسحٰق بن ابی اسرائیل، ابن الہرش، ابن علیہ الاکبر، یحییٰ بن عبدالرحمٰن العمری، اور عمرؓ بن الخطاب کی اولاد میں سے ایک اور شیخ کو جو رقہ کے قاضی تھے۔ ابوالنصر التمار، ابومعمر القطیعی، محمد بن حاتم بن میمون، محمد بن نوح المضروب، ابن الفرحان اور ایک اور جماعت کو جس میں النصر بن شمیل، ابن علی بن عاصم، ابعالعوام البزاز، ابن شجاع اور عبدالرحمٰن بن اسحٰق تھے اپنے پاس بلایا دو مرتبہ مامون کا خط ان کو پڑھ کر سنایا تا کہ وہ سمجھ لیں۔

خلق قرآن کے متعلق بشیر اور اسحٰق کی گفتگو

اس کے بعد اس نے بشیر بن الولید سے پوچھا کہ قرآن کے بارے میں تم کیا کہتے ہو اس نے کہا میں نے ایک سے زیادہ مرتبہ اپنا خیال امیر المومنین سے بیان کر دیا ہے۔ اسحٰق نے کہا ہاں یہ بات سچ ہوگی مگر اب تو امیر المومنین کے خط کی وجہ سے یہ معاملہ از سر نو زیر بحث آگیا ہے لہٰذا اب بتاؤ کہ کیا کہتے ہو اس نے کہا میں کہتا ہوں کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اسحٰق نے کہا میرا سوال یہ نہیں ہے بلکہ یہ بتاؤ کہ آیا قرآن مخلوق ہے یا کیا؟ اس نے کہا اللہ ہر شے کا خالق ہے اسحٰق نے پوچھا تو قرآن کیا شے ہے اس نے کہا ہاں اسحٰق نے کہا تو وہ مخلوق ہے اس نے کہا خالق نہیں ہے اسحٰق نے کہا میں یہ نہیں پوچھتا یہ بتاؤ کہ آیا وہ مخلوق ہے اس نے کہا بس جو میں نے تم سے کہہ دیا ہے اس پر میں اضافہ نہیں کر سکتا اور میں تو امیر المومنین کے سامنے عہد کر چکا ہوں کہ اس مسئلے پر میں گفتگو ہی نہیں کروں گا جو کچھ میں کہہ چکا ہوں اس کے علاوہ میں کچھ اور نہیں جانتا۔

اسحٰق نے اپنے سامنے رکھے ہوئے ایک رقعہ کو اٹھایا اور اس کے مضمون کو سنا کر پوچھا کیا تم اس سے موافقت کرتے ہو کہ اللہ واحد یکتا کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں نہ اس سے پہلے کچھ تھا نہ اس کے بعد کچھ ہے اس کی مخلوقات میں سے کوئی شے کسی طرح کبھی اس کے مشابہ نہیں بشر نے کہا ہاں میں اسے بالکل تسلیم کرتا ہوں اور میں تو ان لوگوں کو مارا کرتا تھا جو اس اصولی عقیدے میں ذرا بھی کمی کرتے۔ اسحٰق نے منشی سے کہا جو کچھ اس نے کہا ہے لکھ لو۔

دیگر علماء سے گفتگو

اس کے بعد اسحٰق نے علی بن مقاتل سے پوچھا تم کیا کہتے ہو، اس نے کہا اس مسئلہ کے متعلق میں اپنے خیال کو بارہا امیر المومنین سے بیان کر چکا ہوں اور وہی اب بھی کہتا ہوں۔ اسحٰق نے اس رقعے کے مضمون کے متعلق پوچھا اسے تسلیم کرتے ہو اس نے کہا جی ہاں پھر پوچھا تو قرآن مخلوق ہے اس نے کہا قرآن اللہ کا کلام ہے اس نے کہا میں یہ نہیں پوچھتا، علی نے کہا قرآن اللہ کا کلام ہے اور اگر امیر المومنین ہمیں کسی بات کا حکم دیں گے تو ہم بسر و چشم اسی کو تسلیم کر لیں گے، اسحٰق نے منشی سے کہا اس کی گفتگو لکھ لو۔

اس کے بعد اسحٰق نے ابوالحسن الزیادی سے پوچھا تم کیا کہتے ہو۔ اس نے کہا آپ جو چاہیں پوچھیں۔ اسحٰق نے وہ رقعہ پڑھ کر سنایا اور دریافت کیا کہ کیا تم کو اس سے اتفاق ہے اس نے کہا ہاں میں اس کا اقرار کرتا ہوں۔ اس کے بعد یہ بھی کہا کہ جو اس عقیدہ کو نہیں مانتا میرے نزدیک وہ کافر ہے۔ اسحٰق نے کہا کہ تو قرآن مخلوق ہے اس نے کہا قرآن اللہ کا کلام ہے اور اللہ ہر شے کا خالق ہے اور اس کے سوا ہر شے مخلوق ہے۔ امیر المومنین ہمارے امام ہیں۔ انھیں کی وجہ سے یہ تمام علم ہمیں پہنچا ہے وہ جو کچھ سن چکے ہیں ہم نے اسے نہیں سنا اور جس قدر ان کو علم ہے اتنا ہمیں نہیں اللہ نے ہماری باگ ان کے سپرد کی ہے وہ حج اور نماز میں ہماری امامت کرتے ہیں۔ ہم اپنے مال کی زکواۃ لے جا کر دیتے ہیں اور ان کی معیت میں جہاد کرتے ہیں ان کی امامت کو برحق سمجھتے ہیں جو وہ حکم دیں گے ہم اس پر کاربند ہوں گے جس بات کی وہ ممانعت کر دیں گے ہم اس سے رک جائیں گے اگر کسی بات کے لئے وہ ہمیں دعوت دیں گے ہم اس پر لبیک کہیں گے۔

اسحٰق نے کہا یہ سب صحیح ہے یہ بتاؤ قرآن مخلوق ہے۔ اسکے جواب میں ابوحسان نے پھر وہی کہا جو وہ پہلے کہ چکا تھا۔ اسحٰق نے کہا مگر امیر المومنین کا تو یہ عقیدہ ہے ابوحسان نے کہا ہوگا مگر اس کا انھوں نے حکم نہیں دیا اور نہ اس کی دعوت دی ہے ہاں اگر تم مجھ سے یہ کہو کہ امیر المومنین نے تمھیں یہ حکم دے ہے کہ میں بھی قرآن کے بارے میں یہی کہوں تو جب تم مجھے حکم دو گے اسی کے مطابق میں اپنا عقیدہ کہ دوں گا، میں تم پر پورا اعتماد رکھتا ہوں کہ تم صرف وہی کہو گے جس کا تمھیں حکم دیا گیا ہے لہٰذا اگر تم مجھے کوئی ایسا حکم دیتے تو میں ضرور اس کی بجا آوری کرتا۔ اسحٰق نے کہا بے شک مجھے اس قسم کا کوئی حکم نہیں دیا گیا ہے کہ میں کوئی بات ان کی طرف سے تم سے کہوں۔

علی بن مقاتل نے کہا امیر المومنین کا ذاتی خیال ایسا ہی ہے جیسا کہ صحابہ رسول اللہ کا اختلاف میراث کے مسائل میں ہے مگر اس کا اقرار دوسروں پر فرض نہیں کیا گیا۔ ابوحسان نے کہا جو کچھ ہو میں تو ان کے ہر حکم کی بسر و چشم بجا آوری کے لئے تیار ہوں آپ مجھے حکم دیں میں حکم کے مطابق عمل کروں گا۔ اسحٰق نے کہا امیر المومنین نے مجھے یہ حکم نہیں دیا کہ میں کسی بات کے قبول کرنے کا تم کو حکم دوں صرف اس بات کا حکم دیا ہے کہ میں تمھارا خیال دریافت کروں۔

امام احمد بن حنبل سے خلق قرآن کے متعلق استفسار

اس کے بعد اسحٰق نے احمد بن حنبل سے مخاطب ہو کر پوچھا کہ قرآن کے بارے میں کیا کہتے ہو انھوں نے کہا للہ کا کلام ہے، اسحٰق نے پوچھا وہ مخلوق ہے انھوں نے کہا وہ اللہ کا کلام ہے اور میں کچھ نہیں کہتا۔ اب اس نے اس رقعے کے مضمون پر ان کی موافقت چاہی اور اس مقام پر پہنچا لیس کمثلہ شی و هو السمیع البصیر اور اس جملہ پر وہ

خاموش رہے کہ لا یشبہ شیء من خلقہ فی معنی من المعانی ولا وجہ الوجوہ (اس کی مخلوق میں سے کوئی شے کسی حیثیت سے اور کسی طرح بھی اس کے مشابہ نہیں) ابن البکاء الاصغر نے ان پر اعتراض کیا اور اسحٰق سے کہا جناب والا ان کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ کان سے سنتا ہے اور آنکھ سے دیکھتا ہے اس نے احمد بن حنبل سے پوچھا سمیع وبصیر کے کیا معنی ہیں۔ انھوں نے کہا وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے خود اپنا وصف بیان کیا ہے اس نے کہا اس کے معنی کیا ہیں انھوں نے کہا میں نہیں جانتا، بس وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اس نے خود اپنے کو بیان کیا ہے۔

اس کے بعد اس نے الگ الگ ہر ایک سے دریافت کیا سب نے یہی جواب دیا کہ قرآن اللہ کا کلام ہے سوائے ان لوگوں کے قتیبہ، عبیداللہ بن محمد بن الحسن، ابن علیۃ الاکبر، ابن البکاء عبدالمنعم بن ادریس بنت وہب بن المنبہ، المظفر بن مرجا، اور ایک اور شخص کے جو بہت ہی ضعیف اور نابینا تھا اور فقیہ بھی نہ تھا نہ وہ کوئی ایسا مشہور صاحب علم تھا مگر کسی نہ کسی طرح وہ بھی ان علما کی مجلس میں پہنچ گیا تھا۔ اور ایک شخص جو عمرؓ بن الخطاب کی اولاد میں تھا اور رقہ کا قاضی تھا اور ابن الاحمر۔

ابن البکاء نے یہ کہا ہے کہ قرآن مجعول ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انا جعلنا ہ قرانًا عربیًا اور قرآن محدث ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے ما یاتیھم من ذکر من ربھم محدث، اسحٰق نے اس سے پوچھا تو مجعول مخلوق ہے اس نے کہا جی ہاں اسحٰق نے کہا تو قرآن مخلوق ہے اس نے کہا میں یہ تو نہیں کہتا۔ ہاں یہ کہتا ہو کہ قرآن مجعول ہے۔ اسحٰق نے اس کا بیان لکھ لیا۔ جب وہ اس جماعت کا امتحان لے چکا اور ان سب کے اقوال قلمبند کر چکا تو ابن البکاء الاصغر نے یہ تجویز پیش کی کہ ان دونوں قاضیوں کو جو کہ امام ہیں آپ حکم دیں کہ یہ اس مسئلے پر اپنے خیالات کا اظہار کریں اسحٰق نے اس سے کہا کہ یہ وہ اشخاص ہیں جو ضرور امیر المومنین کے قول کو ثابت کریں گے۔ اس نے کہا تو بہتر ہے کہ آپ ان دونوں کو حکم دیں کہ وہ اپنے خیالات ہم سے بیان کر دیں تا کہ ہم پھر یہ بات دوسروں سے بیان کریں اسحٰق نے کہا اگر تم کبھی ان کے روبرو شہادت دینے جاؤ گے تو تمھیں اس مسئلے میں ان کے عقائد کا حال معلوم ہو جائے گا۔

اس مجلس سے فارغ ہو کر اسحٰق نے اس تمام جماعت کے الگ الگ اقوال لکھ کر مامون کے پاس بھیج دیے۔ نو دن کے بعد اس نے ان سب کو دوبارہ اس وقت طلب کیا جبکہ ان کے بارے میں اس کے خط کے جواب میں مامون کا خط اسے مل گیا۔ مامون کا وہ خط یہ ہے۔

مامون کا اسحٰق کے نام خط

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اما بعد! امیر المومنین نے جو خط تمھیں قرآن کے متعلق ایک خاص اور انوکھا عقیدہ رکھنے والوں کے امتحان کے بارے میں لکھا تھا اس کا جواب موصول ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے خط کے موصول ہونے کے بعد تم نے جعفر بن عیسیٰ، اور عبدالرحمٰن بن اسحٰق کی موجودگی میں بغداد کے فقہاء، محدثین اور مفتیوں کو طلب کر کے ہمارا خط سب کو سنایا اور پھر ان سے قرآن کے بارے میں ان کا عقیدہ پوچھا اور یہ معلوم کیا کہ کون اس بات کا قائل ہے کہ کوئی شے بھی کسی طرح اللہ تعالیٰ کے مشابہ نہیں اور قرآن کے بارے میں ان کا عقیدہ پوچھا اور یہ معلوم کیا کہ کون اس بات کا قائل ہے کہ کوئی شے بھی کسی طرح اللہ تعالیٰ کے مشابہ نہیں اور

قرآن کے متعلق ان کے خیالات میں کیا اختلاف ہے اور یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ جو شخص خلق قرآن کا قائل نہیں ہے تم نے اسے ممانعت کر دی کہ وہ نہ علانیہ طور پر اور نہ خفیہ طور پر حدیث کا درس دے یا فتویٰ لکھے۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ تم نے دونوں قاضیوں کی طرح سندی اور عباس مولیٰ کو امیر المومنین کی ہدایت کے مطابق ان لوگوں کو یہ حکم دے دیا کہ جو گواہ ان کے سامنے پیش ہو اس سے وہ اس مسئلے کے متعلق اطمینان کر لیا کریں نیز یہ کہ تم نے اپنے علاقے کے تمام قاضیوں کو اپنے پاس بلایا ہے تا کہ تم امیر المومنین کی ہدایات کے مطابق ان کا بھی اس مسئلے میں امتحان لو، خط کے آخر میں تم نے اپنے وہاں کے تمام نام اور اقوال لکھ دیئے ہیں۔

ہم تمھارے خط کے مضمون سے پوری طرح آگاہ ہوئے اس تمام کارروائی پر ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں اور اس سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنی رحمت اپنے بندے اور رسول محمدؐ صلعم پر نازل فرمائے اور ہماری یہ تمنا ہے کہ اللہ اپنی طاعت کی توفیق عطا فرمائے اور اپنی رحمت سے سلامتی نیت کے ساتھ ہماری مدد کرے۔

علماء کے متعلق مامون کی ہدایت

جن لوگوں کے نام تم نے اپنے خط میں لکھے ہیں کہ ان سے تم نے اس مسئلے کے بارے میں دریافت کیا اور ان کے بیانات لکھے ہیں ہم نے ان کے معاملے پر غور کیا اس کے متعلق یہ ہے کہ مغرور بشر بن الولید نے نفی تشبیہ میں جو کچھ کہا مگر قرآن کے مخلوق ہونے پر وہ خاموش ہو گیا اور اس کے متعلق اس نے گفتگو کرنے سے انکار کر دیا اور دعویٰ یہ کیا کہ وہ اس کے متعلق امیرِ المومنین کے سامنے عہد کر چکا ہے تو اس کا یہ دعویٰ بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔ اس مسئلہ یا کسی دوسرے مسئلہ میں اس قسم کی کوئی گفتگو یا عہد اس کے اور امیر المومنین کے درمیان نہیں ہوا اور نہ کوئی مناظرہ ہوا اس کے علاوہ اس نے بار ہا ہمارے سامنے کلمۂ اخلاص پر اپنے اعتقاد کو بیان کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ قرآن مخلوق ہے اس لئے تم اسے بلاؤ اور جو کچھ ہم نے لکھا ہے اس کی اسے اطلاع دو اور قرآن کے متعلق اس کا صاف صاف اعتقاد دریافت کرو اور اس سے توبہ کرواؤ کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ جو قرآن کے متعلق کچھ اور عقیدہ رکھتا ہے وہ سراسر کفر اور شرک ہے اس لئے اس عقیدے سے توبہ کرانا ضروری ہے اگر وہ توبہ کر لے تو تم اس بات کا اعلان کر دینا اور چھوڑ دینا اگر وہ اپنے عقیدے پر اصرار کرے اور قرآن کے مخلوق ہونے سے انکار کرے تو اس کے اس کفر اور الحاد کی سزا میں تم اس کی گردن مار دینا اور اس کے سر کو ہمارے پاس بھیج دینا۔

یہی معاملہ ابراہیم بن المہدی کا ہے بشر کی طرح تم اس کا بھی امتحان لو کیونکہ وہ بھی بشر کی طرح امیر المومنین کے متعلق کہا کرتا ہے اور ہمیں معلوم ہے کہ وہ بالکل جھوٹا ہے لہٰذا اگر وہ قرآن کے مخلوق ہونے کو تسلیم کرے تو تم اس کے عقیدے کا اعلان کرنا اور اسے چھوڑ دینا ورنہ اسے بھی قتل کر کے اس کے سر کو ہمارے پاس بھیج دینا۔

علی بن مقاتل سے کہنا کیا تو نے امیر المومنین سے یہ بات نہیں کی کہ تو حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر دیتا ہے اور کیا تو نے ہم سے قرآن کے متعلق وہی عقیدہ اپنا بیان نہیں کیا جو ہم نے اس سے اپنا بیان کیا تھا اور اس بات کو سب ہی جانتے ہیں۔

ذیال بن الہیثم سے کہنا کہ انبار میں تو کھانا چرایا کرتا تھا اور مدینہ امیر المومنین ابو العباس کی جو خدمت اس کو سپرد تھی کیا صرف وہ مشغلے اس کے لئے کافی نہ تھے جو وہ اس اہم اصولی مسئلے میں دخل دے رہا ہے اگر ایسا ہی وہ اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے والا ہوتا تو کبھی ایمان کے بعد شرک میں نہ پڑتا۔

احمد بن یزید ابو العوام سے کہنا جس نے قرآن کے متعلق جواب دینا مناسب نہیں سمجھا کہ بزرگی بعقل است نہ بسال، یعنی بزرگی عقل سے ہوتی ہے، عمر سے نہیں۔ قرآن کے متعلق اس نے جواب دینا مناسب نہیں سمجھا مگر جب اس کو سزا ملے گی تب وہ جواب دے گا۔ اچھا اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کا بھی کام تمام کر دینا۔

احمد بن حنبل کے متعلق جو کچھ تم نے لکھا ہے ہم نے پڑھا اس سے کہہ دو کہ امیر المومنین اس کے قول کے مفہوم سے پوری طرح آگاہ ہوئے ان کو اس مسئلہ میں اس کا عقیدہ معلوم ہوا جو اس کی جہالت پر دلالت کرتا ہے اور اس کا خمیازہ اسے اٹھانا پڑے گا۔

فضل بن غانم سے کہو کہ ایک سال سے بھی کم مدت میں تو نے مصر میں جس قدر سرکاری روپیہ ناجائز طریقے پر کمایا ہے اس کی وجہ سے تجھے امیر المومنین کا خوف نہیں آیا۔ جو اب یہ مزید جرأت کر رہا ہے حالانکہ اس بات پر مطلب بن عبداللہ سے تیرا جھگڑا بھی ہوا تھا جو شخص ایسا چور اور بد دیانت ہو اور دینار و درہم کا اس قدر طمع کرنے والا ہو اس سے کچھ بعید نہیں کہ وہ اپنا ایمان دولت اور دنیا کے عارضی نفع کی خاطر بیچ ڈالے۔ علاوہ ازیں اس نے علی بن ہشام سے اپنا جو عقیدہ بیان کیا تھا وہ اس سے بالکل خلاف تھا جو وہ اب کہہ رہا ہے لہٰذا اس سے پوچھو کہ اس تبدیلیٔ خیال کی کیا وجہ ہے؟

زیادی سے کہو کہ کیوں نہ ہو تو اس کی اولاد میں ہے، جس کے متعلق رسول اللہؐ کے حکم میں سب سے پہلے اختلاف کیا گیا تو ظاہر ہے کہ تو اپنے باپ ہی کے مسلک پر چلے گا جھوٹا مدعی نسب تھا اسی وجہ سے ابو حسان نے زیاد کا موٰلی بننا قبول نہیں کیا اور کسی شخص نے بھی اس کی ولایت قبول نہیں کی (بیان کیا گیا ہے کہ یہ شخص ایک خاص وجہ سے زیاد سے منسوب کیا گیا تھا)

جو شخص ابو نصر التمار کے نام سے مشہور ہے اس سے کہہ دو کہ امیر المومنین کے نزدیک جیسا ذلیل اس کا کاروبار ہے ویسی ہی اس کی عقل خفیف اور رکیک ہے۔

فضل بن الفرخان سے کہنا کہ قرآن کے متعلق اس کے عقیدے کو تو نے اس لئے قبول کیا ہے کہ تو ان امانتوں پر جو عبدالرحمٰن بن اسحٰق وغیرہ نے تیرے پاس رکھوائی ہیں ہضم کرنا چاہتا ہے اور اس لئے چاہتا ہیں کہ جن کی امانتیں اس کے پاس جمع ہیں وہ کسی طرح ختم ہوں تو

میں اس تمام مال پر قبضہ کروں مگر وہ چونکہ بہت عمر رسیدہ اور بوڑھا ہے اس لئے تم اس کے خلاف کوئی کاروائی تو نہ کرو البتہ عبدالرحمٰن بن الحق سے کہو کہ اللہ تجھے جزائے خیر نہ دے کہ تو نے ایسے شخص کی مدد کی اور اپنی امانت رکھوائی جو توحید کا منکر اور مشرک ہے۔

محمد بن حاتم، اور ابن نوح ابو معمر سے کہو کہ تم سود خور بھلا تم توحید کو کیا سمجھو اللہ نے تو محض سود خوری کی وجہ سے ان ایسے سود خوروں سے جہاد کا حکم دیا ہے چہ جائیکہ انھوں نے سود کے ساتھ شرک کو بھی اپنا شعار بنالیا ہے اور اس طرح اب وہ نصاریٰ کے مثل ہیں۔

احمد بن شجاع سے کہنا کہ کل کی بات ہے کہ علی بن ہشام کے مال میں سے ناجائز طور پر تو نے بھی ابو معمر کے ساتھ حصہ بٹایا تھا۔ تو معلوم ہوا کہ صرف دینار و درہم تیرا مذہب ہے۔

سعدویہ الواسطی سے کہنا کہ اللہ اس شخص کا برا کرے کہ جو ایک طرف ہر وقت حدیث کی دھن میں لگا رہتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس فن میں سب سے بڑھ جائے اور امتحان کے وقت اسی وجہ سے انکار بھی کرتا ہے اور پھر درس حدیث بھی دیتا ہے۔

اس شخص سے جو سجادہ مشہور ہے اور جس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس نے اپنے جنس محدثین اور فقہاء سے کبھی یہ نہیں سنا کہ قرآن مخلوق ہے کہو تو کھجور کی گٹھلیوں کے شمار اپنے مصلّٰی کی اصلاح کے لئے رگڑنے اور ان امانتوں میں جو علی بن یحییٰ وغیرہ نے اس کے پاس رکھوائی ہیں اس قدر مشغول ہے کہ تو نے توحید کو بالکل ہی بھلا دیا ہے اس سے پوچھو کہ اگر تو یوسف بن ابی یوسف اور محمد بن الحسن کی صحبت میں شریک رہا تو بتا کہ اس مسئلے میں انھوں نے اپنے کیا خیال تجھ سے ظاہر کیا تھا۔

قواریری کا یہ حال ہے کہ جب اس کے حالات کی تفتیش کی گئی تو معلوم ہوا کہ اس نے رشوت لی ہے اور ایسے کام کیے ہیں جس سے اس کی بداخلاقی اور ایمان اور عقل کمزور ثابت ہو چکی ہے۔ ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ وہ جعفر بن عیسیٰ الحسنی کے معاملات کا مختار اور وکیل ہے تم جعفر سے کہہ دو کہ وہ اس سے قطع تعلق کرے نہ اس پر اعتماد کرے اور نہ اپنا امین بنائے۔

یحییٰ بن عبدالرحمٰن العمری اگر وہ دراصل عمرؓ بن الخطاب کی اولاد میں ہے تو اس کا جواب تو معروف اور مشہور ہے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

محمد بن الحسن بن علی بن عاصم سے کہنا کہ اگر تم اپنے اسلاف کے نقش قدم پر ہوتے تو تم کبھی اس مذہب کو اختیار نہ کرتے مگر ابھی چونکہ کم سن ہے اس لئے اس کو تعلیم کی ضرورت ہے۔

ہم تمھارے پاس ابو مسہر کو بھیجتے ہیں ہم نے قرآن کے متعلق اس کا امتحان لیا پہلے تو وہ جواب دینے سے رکا اور اسے ٹالنا چاہا مگر جب ہم نے اس کے لئے تلوار طلب کی تو اس نے بہت ہی ذلت سے پھر اقرار کر لیا تم اس سے پوچھنا اگر وہ اپنے اقرار پر قائم ہے تو پھر اس کے عقیدے کا اعلان کر دینا۔

جن لوگوں کے نام تم نے اپنے خط میں ہماری طرف لکھے ہیں یا جن کے نام ہم نے تم

کو لکھے ہیں یا جن کے نام تم نے نہیں لکھے اگر وہ اپنے شرک سے باز نہ آئیں اور قرآن کے مخلوق ہونے کا اقرار نہ کریں تو بشر بن الولید اور ابراہیم بن المہدی کو چھوڑ کر ان سب کو بیڑیاں ڈال کر سرکاری محافظین کے ساتھ ہمارے محل کو روانہ کر دو تاکہ ہم خود ان کا امتحان لیں اور اگر وہ اپنے عقیدے سے باز آ کر توبہ نہ کریں تو پھر انشاءاللہ ہم سب کو تہ تیغ کر دیں گے۔

ہم یہ مراسلہ دوسرے سرکاری مراسلات کے جمع ہونے کا انتظار کئے بغیر بطور خاص علیحدہ فرض خداوندی سمجھ کر اور اس کے ثواب عظیم کی تمنا میں تمھیں بھیجتے ہیں اور اس وجہ سے تمھیں ہدایت کرتے ہیں کہ اس کا نفاذ فوراً کر دینا اور اس کا جواب بھی اس طرح علیحدہ بطور خاص ہمیں فوراً لکھ دینا تاکہ ہمیں معلوم ہو کہ تم نے کیا کاروائی کی یہ خط ۲۱۸ ہجری میں لکھا گیا۔

چار میں سے دو علماء کا رجوع

اس مراسلے کا نتیجہ یہ ہوا کہ احمد بن حنبل، سجادہ، قواریری، اور محمد بن نوح المضروب کے علاوہ باقی دوسرے لوگوں نے اس بات کا اقرار کر لیا کہ قرآن مخلوق ہے۔ اسحق بن ابراہیم کے حکم سے یہ لوگ فولادی بیڑیوں میں جکڑ دیئے گئے اسی حالت میں ان کو دوسرے دن پھر طلب کیا گیا اور اب پھر اس مسئلہ میں ان کا امتحان لیا گیا سجادہ نے قرآن کے مخلوق ہونے کا اقرار کر لیا لہٰذا اسے رہا کر دیا گیا مگر دوسرے بدستور اپنے قول پر مصر رہے اس کے بعد دوسرے دن پھر ان کو اسی طرح طلب کر کے ان کا امتحان لیا گیا آج قواریری نے قرآن کے مخلوق ہونے کا اقرار کیا لہٰذا وہ بھی چھوڑ دیا گیا البتہ احمد بن حنبل اور محمد بن نوح بدستور اپنی رائے پر جمے رہے لہٰذا ان دونوں کو لوہے کی بیڑیاں پہنا کر ایک خط کے ساتھ طرسوس روانہ کیا گیا۔ اس کے علاوہ اس تمام کاروائی کی اطلاع ایک علیحدہ خط کے ذریعے مامون کو بھیج دی گئی۔

مامون کی دوبارہ ہدایت

چند روز کے بعد پھر ان سب کو طلب کیا گیا اس وقت اسحق بن ابراہیم کے پاس مامون کا خط پہنچا جس میں لکھا ہوا تھا کہ جن لوگوں نے ہماری بات مان لی ان کی اطلاع ہمیں ہوئی۔ سلیمان بن یعقوب ہمارے وقائع نگار نے یہ لکھا ہے کہ بشر بن الولید نے اس آیت الا من اکرہ و قلبه مطمعن بالایمان کی جو اللہ تعالیٰ نے عمار بن یاسر کی شان میں نازل فرمائی ہے۔ اپنے لئے تاویل کی ہے اس نے یہ غلط تاویل کی ہے کیونکہ اس آیت سے اللہ کا مقصود مومن مظہر شرک ہے نہ کہ مشرک مظہر ایمان۔ لہٰذا اس سے اسے فائدہ نہیں ہو سکتا سب کو طرسوس بھیج دو اور ہمارے بلاد روم سے واپس آنے تک وہاں ٹھہرے رہیں۔

بہت سے علماء کی طرسوس روانگی

اسحق بن ابراہیم نے ان سب سے اس بات کے لئے کفیل اور ضامن لے کر کہ یہ طرسوس پہنچ جائیں گے۔ ابو حسان، بشر بن الولید، فضل بن غانم، علی بن ابی مقاتل، ذیال بن الہیثم، یحییٰ بن عبدالرحمٰن العمری، علی بن الجعد، ابو القوام، سجادہ، قواریری، ابن الحسن بن علی بن عاصم، اسحق بن ابی اسرائیل، النضر بن شمیل، ابو النصر التمار، سعدویہ الواسطی، محمد بن حاتم بن میمون، ابو معمر، ابن الہرش، ابن الفرخان، احمد بن شجاع اور ابو ہارون بن البکاء کو طرسوس روانہ کر دیا۔

جب یہ لوگ رقہ پہنچے تو یہاں ان کو مامون کی وفات کی اطلاع ملی۔ عنبسہ بن اسحٰق والی رقہ نے ان کو رقہ جانے کا حکم دیا پھر ان کو اسی سرکاری وکیل کے ساتھ جو مدینۃ السلام سے ان کے ساتھ آیا تھا پھر اسحٰق بن ابراہیم کے پاس مدینۃ السلام واپس بھیج دیا۔ اس نے بغداد آ کر ان کو اسحٰق کے حوالے کر دیا اسحٰق نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے اپنے گھر میں رہیں اور کہیں باہر نہ جائیں مگر اس کے بعد اس حکم میں اس نے نرمی کر دی اور باہر نکلنے کی اجازت دے دی۔ مگر چونکہ بشر بن الولید، ذیال، ابوالعام اور علی بن مقاتل بغیر اجازت لئے پہلے چلے آئے تھے لہٰذا جب وہ بغداد آ گئے تو اسحٰق بن ابراہیم نے اس کی پاداش میں ان کو سزا دی اور دوسرے چونکہ اس کے وکیل کے ہمراہ آئے اس نے ان کو رہا کر دیا۔

فرمان شاہی

اس سال مامون کا فرمان تمام عاملوں کو بھیجا گیا۔ اس کے عنوان یہ تھا، ''یہ فرمان عبداللہ عبداللہ الامام مامون امیرالمومنین کی جانب سے اور ان کے بعد خلیفہ ابواسحٰق بن امیرالمومنین رشید کی جانب سے لکھا جاتا ہے''

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خود مامون نے اس طرح نہیں لکھا تھا مگر جب اس مرض میں جو ان کو بدندون میں لاحق ہوا غشی کے بعد اب کو افاقہ ہوا تو انھوں نے عباس بن المامون، اسحٰق اور عبداللہ بن طاہر کو اس کا حکم دیا اور کہا کہ اگر اس مرض سے میں جانبر نہ ہو سکوں تو میرے بعد ابواسحٰق بن امیرالمومنین رشید خلیفہ ہوں اس بناء پر محمد بن داؤد نے یہ الفاظ بھی لکھے اور مہر ثبت کر کے یہ فرامین نافذ کر دیئے اور پھر ابواسحٰق نے عمال کو لکھا ''یہ ابواسحٰق امیرالمومنین حال کے بھائی اور ان کے بعد خلیفہ کی طرف سے لکھا جاتا ہے۔

> ''چنانچہ ابواسحٰق محمد بن ہارون الرشید کا خط جو اسحٰق بن یحییٰ بن معاذ دمشق کی چھاؤنی کے عامل کے پاس ۱۳ رجب اتوار کے دن پہنچا اس کا عنوان تھا'' یہ خط عبداللہ عبداللہ الامام المامون امیرالمومنین کی جانب سے اور ان کے بعد ہونے والے خلیفہ ابواسحٰق بن امیرالمومنین رشید کی جانب سے لکھا جاتا ہے اما بعد ہم نے حکم دیا کہ تم کو یہ فرمان لکھا جائے کہ تم اپنے تحت کے عملوں کو ہدایت کرو کہ وہ حکومت میں حسن سیرت اختیار کریں لوگوں پر سختی کرنے سے گریز کریں اپنے تحت کے لوگوں کو نہ ستائیں، اپنے تمام عاملوں کو اس کے لئے شدید احکام دو کہ اس پر عمل کریں اور مال کے عمال کو بھی یہی ہدایات کی جائیں۔

شام کی تمام چھاؤنیوں حمص اردن اور فلسطین کی چھاؤنیوں کو اسی مضمون کے فرامین لکھے۔ رجب کے اختتام سے گیارہ روز قبل بروز جمعہ اسحٰق بن یحییٰ بن معاذ نے جامع دمشق میں نماز جمعہ پڑھی اور خطبہ میں امیرالمومنین کے لئے دعا کرنے کے بعد کہا اے اللہ تو امیر، امیرالمومنین کے بھائی اور ان کے بعد خلیفہ ابواسحٰق بن امیرالمومنین رشید کو نیک صلاح دے۔

اس سال مامون نے وفات پائی۔

مامون کی وفات

سعید العلاف القاری بیان کرتا ہے کہ اپنے بلاد روم میں قیام کے وقت مامون نے مجھے طلب کیا وہ جماوی

الاولیٰ کے اختتام سے تیرہ روز قبل بروز بدھ طرسوس داخل ہوئے تھے جب میں ان کے پاس بھیجا گیا۔ وہ بدندون میں مقیم تھے وہ مجھ سے اکثر قرآن کی قرآت سنا کرتے تھے ایک دن مجھے بلایا میں حاضر خدمت ہوا وہ بدندون کے کنارے بیٹھے تھے اور ابو اسحٰق المعتصم ان کے داہنے بیٹھے تھے مجھے بھی بیٹھنے کا حکم دے میں ان کے سامنے بیٹھ گیا میں نے دیکھا کہ وہ اور ابو اسحٰق دونوں اپنے پاؤں بدبدون کے پانی میں ڈالے ہوئی ہیں مجھ سے کہا کہ سعید تم بھی اس پانی میں پاؤں لٹکاؤ اور اسے چکھو دیکھو یہ کس قدر لذیذ ہے میں نے تو آج تک ایسا شیریں، صاف اور ٹھنڈا پانی نہیں دیکھا میں نے حکم کی بجا آوری کی اور کہا بے شک آپ صحیح فرماتے ہیں مجھے بھی آج تک ایسا پانی پینے کا اتفاق نہیں ہوا تھا کہنے لگے اچھا بتاؤ کہ سب سے بہتر کون سی چیز ہوگی جو کھائی جائے اور پھر اس پر یہ پانی پیا جائے میں نے کہا امیر المومنین زیادہ جانتے ہیں میں کیا عرض کروں کہنے لگے رطب آزاذ۔

یہ الفاظ وہ ختم نہ کرنے پائے تھے کہ ڈاک کے جانوروں کی لگاموں کے گرنے کی آواز آئی انھوں نے پلٹ کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ ڈاک کے خچر ہیں جب کے پٹھوں پر گونے بار ہیں جن میں میوے ہیں خدمتگار سے کہا جا کر دیکھو ان میوں میں کھجور ہیں اگر ہوں تو دیکھنا کہ رطب آزاذ ہیں اگر آزاذ ہوں تو لے کر آؤ۔ اتنے میں وہ انھیں کھجوروں کی دو ٹوکریاں لئے ہوئے دوڑتا ہوا آیا کھجور اس قدر تازہ تھے معلوم ہوتا تھا کہ ابھی ڈالی سے توڑے گئے ہیں۔ مامون نے خدا کا شکر ادا کیا ہمیں ان پر بڑا تعجب ہوا کہ کس قدر جلد ان کی خواہش پوری ہوئی فرمایا قریب آجاؤ اور کھاؤ۔ چنانچہ وہ کھجور انھوں نے ابو اسحٰق نے اور میں نے کھائے اس کے اوپر ہم سب نے اس ندی کا پانی پیا وہاں سے اٹھتے ہی ہم سب بخار میں مبتلا ہو گئے۔ اور اسی مرض سے مامون کی وفات ہوئی ابو اسحٰق عراق میں داخلہ تک برابر علیل رہا اور میں بھی بیمار رہا البتہ عراق کے قریب میں صحت یاب ہو گیا۔

جب مامون کے مرض نے شدت اختیار کی تو انھوں نے اپنے بیٹے عباس کو طلب کیا ان کا خیال تھا کہ وہ ان کی زندگی میں ان کے پاس نہ آسکے گا مگر وہ آ گیا اس وقت وہ بہت سخت علیل تھے ہوش و حواس بھی درست نہ رہے تھے اس سے پہلے ہی ابو اسحٰق بن الرشید کی خلافت کے لئے مراسلے نافذ ہو چکے تھے عباس اپنے باپ کے پاس چند روز مقیم رہا اس سے پہلے وہ اپنے بھائی ابو اسحٰق کو وصیت کر چکے تھے، یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ انھوں نے اسی وقت وصیت کی ہے جب کہ عباس، قضاۃ فقہا، امرا، اور کاتب بھی موجود تھے ان کی وصیت یہ ہے۔

مامون کی وصیت

''یہ وہ وصیت ہے جس کا اعلان عبداللہ بن ہارون امیر المومنین نے حاضرین کے روبرو کیا ہے اور انھوں نے اس پر ان سب کو گواہ بنایا ہے وہ اور جو لوگ ان کے پاس موجود ہیں اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ اللہ ایک ہے اس کی حکومت میں کوئی اس کا شریک نہیں اور اس کے علاوہ اور کوئی دوسرا اس کی حکومت کا شریک نہیں وہ خالق ہے اس کے علاوہ ہر شے مخلوق ہے جس سے قرآن بھی مستثنیٰ نہیں کیونکہ قرآن بھی ایک شے ہے جس کی مثل موجود ہے حالانکہ خود خداوند تبارک وتعالیٰ کی کوئی مثل نہیں، موت کا آنا یقینی ہے اور پھر زندہ ہونا یقینی ہے اور آخرت کا حساب کتاب یقینی ہے نیکوں کا صلہ جنت اور بدوں کا عذاب آتش دوزخ ہے، محمد صلعم نے اپنے رب کی جانب سے اس کے دین کے قوانین اور اصول پہنچا دیئے اور امت کے ساتھ پورا حق خلوص ادا کر دیا، اللہ نے ان کو اپنے پاس بلا لیا اللہ کی ان پر اس سے بھی

افضل رحمت نازل ہو جو اس نے اپنے ملائکہ، مقربین یا انبیائے مرسلین میں سے کسی پر نازل کی ہو۔ میں اپنے جرائم کا معترف ہوں امیدوار بھی ہوں اور خائف بھی مگر جب میں اللہ کے عفو کو یاد کرتا ہوں تو امیدوار ہو جاتا ہوں، جب میں مر جاؤں تو تم مجھے چت لٹا دینا میری آنکھیں بند کر دینا مجھے اچھی طرح غسل دینا پورا کفن پہنانا پھر حمد و ثنا کرتے ہوئے مجھے تابوت پر لٹا دینا پھر مجھے جلد قبرستان لے جانے اور جب تم میری میت کو نماز کے لئے رکھو تو وہ شخص نماز کے لئے آگے بڑھے جو نسب میں مجھ سے قریب تر ہو اور تم میں سب سے بڑا ہو وہ پانچ تکبیریں کہے پہلی تکبیر میں پہلے حمد و ثنا کے بعد تمام مسلمانوں کے لئے چاہے وہ زندہ ہوں یا مر چکے ہوں دعا مانگے پھر سابقین مومنین کے لیے دعا مانگے اس کے بعد چوتھی تکبیر کہے اس میں الحمد اللہ، لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہے پانچویں تکبیر میں سلام پھیرے پھر تم مجھے اٹھا کر لے چلنا اور میری قبر پر پہنچانا اور وہاں جو مجھے سب سے زیادہ نسب میں قریب اور مجھ سے محبت کرنے والا ہو وہ قبر میں اترے اس اثناء میں تم برابر اللہ کی حمد اور اس کا ذکر کرتے رہنا اس کے بعد مجھے قبر کی داہنے شق میں لٹا دینا مجھے قبلہ رو کر دینا کفن سے میرا سر اور میرے پاؤں باہر کرنا پھر لحد کو اینٹوں سے بند کر کے مٹی ڈالنا اور مجھے میرے اعمال کے ساتھ چھوڑ کر چلے جانا، کیونکہ اس وقت سوائے میرے اعمال کے تم میں سے کوئی میرے کام نہیں آسکتا اور نہ کسی نقصان کو دور کر سکتا ہے پھر سب مل کر قبر پر ٹھہرنا اگر میری بھلائی کا تم کو علم ہو تو اسے یاد کرنا اور دعا کرنا اور اگر میری کسی برائی کو تم جانتے ہو تو اس کے ذکر سے خاموش رہنا کیونکہ جیسا خیال تم اس وقت میرے متعلق ظاہر کرو گے اسی کے حساب سے مجھ سے اچھا یا برا برتاؤ کیا جائے گا کسی رونے والے کو وہاں رونے نہ دینا کیونکہ جس پر نوحہ کیا جاتا ہے وہ عذاب پاتا ہے اللہ اس شخص پر رحم کرتا ہے جس نے موت سے یقینی عبرت حاصل کی۔

لہٰذا تمام تعریفیں اس خدا کے لئے ہیں صرف جسے بقائے دوام حاصل ہے اور جس نے اپنی تمام مخلوق کے لئے فنا مقدر کر دی ہے، اس کے بعد تم کو چاہیے کہ تم اس بات پر فکر کرو کہ مجھے خلافت کی کیا عزت و شوکت حاصل تھی مگر جب اللہ کا حکم نازل ہوا تو مجھے اس سے قطعی کوئی فائدہ نہ ہوا بلکہ الٹا اس کی وجہ سے محاسبہ دو چند ہو گیا کاش کہ میں بشر کیا مخلوق ہی نہ ہوتا اے ابو اسحق میرے پاس آؤ اور میری اس بے کسی سے عبرت حاصل کرو قرآن کے متعلق تم میرے طرز عمل پر گامزن ہونا اور جب اللہ تمہیں یہ منصب خلافت عطا فرما دے تو تم اللہ کے مطیع اور فرمانبردار رہنا اس کے عذاب سے ڈرنا اللہ کے حلم اور ڈھیل سے دھوکہ نہ کھانا اور یہ سمجھنا کہ موت ہر وقت سر پر ہے۔ رعایا اور اس میں بھی عوام الناس کے معاملات سے غفلت نہ برتنا کیونکہ حکومت انھیں سے قائم ہے ہر وقت مسلمانوں کے نفع کا خیال رکھنا اپنی رعایا اور دوسرے مسلمانوں کے بارے میں ہر وقت اللہ سے ڈرتے رہنا جو معاملہ تمھارے سامنے ایسا آئے جس میں مسلمانوں کی صلاح و فلاح ہو اسے اپنی خواہشات پر ہمیشہ مقدم رکھنا ان میں جو قوی ہوں ان سے کمزوروں کا حق دلانا ان پر خلاف حق کوئی بار نہ ڈالنا، ان کے درمیان میں عدل کرنا ان کو اپنے سے قریب کرنا اور فوراً یہاں سے دارالسلطنت عراق چلے جانا جو لوگ وہاں ہیں ان سے کسی وقت غافل نہ رہنا۔ خرمیہ جماعت سے حزم و احتیاط اور شجاعت کے ساتھ جہاد کرنا ان کے مقابلہ کے لئے مال اسلحہ اور سوار اور پیادہ فوج بھیجتے رہنا اگر ان سے لڑائی طول کھینچے تو پھر تم خود اپنے اعیان و انصار کو لے کر اللہ کے ثواب کی نیت کر کے مقابلہ پر جانا اور یہ سمجھ لو کہ جب نصیحت کا حق پوری طرح ادا کر دیا جاتا ہے تو اس کے سننے والے اور مخاطب پر اللہ کی حجت قائم ہو جاتی ہے لہٰذا تم اپنے ہر معاملہ میں اللہ سے ڈرتے رہنا ایسا نہ ہو کہ بھول جاؤ۔

ابواسحق کو ہدایات

کچھ دیر بعد جب درد زیادہ شدید ہونے لگا اور وہ سمجھے کہ وقت آ گیا ہے انھوں نے پھر ابواسحق کو بلایا اور کہا اے ابواسحق میں تم پر اللہ اور رسول صلعم کا یہ عہد و پیمان عائد کرتا ہوں کہ تم اس کے بندوں میں اللہ کا حق قائم کرو گے اور اس کی معصیت کے بجائے اسکی اطاعت اختیار کرو گے۔ میں تم سے یہ عہد اس لئے لے رہا ہوں کہ میں نے یہ خلافت دوسرے سے منتقل کر کے تم کو دی ہے۔ ابواسحق نے کہا اے اللہ میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں مامون نے کہا اچھا یاد رکھو جن لوگوں کے متعلق تم سن چکے ہو کہ میں ان کو تقدیم دیتا رہا ہوں تم ان کو اور زیادہ مقدم کرنا عبداللہ بن طاہر کو اسکی جگہ برقرار رکھنا اس کی اہانت نہ کرنا چونکہ میری حیات اور موجودگی میں تم دونوں میں جو مناقشہ ہو گیا تھا وہ مجھے یاد ہے اس لئے میں بطور خاص تم کو یہ وصیت کرتا ہوں کہ تم اپنے دل میں اسے جگہ دو اور اپنی خاص عنایت مبذول رکھو تم جانتے ہو کہ اس نے میری کیسی مخلصانہ خدمات کی ہیں۔ اسحق بن ابراہیم کے ساتھ بھی ایسا ہی تعلق خاطر رکھنا کیونکہ وہ اس کا مستحق اور تمھارا عزیز قریب ہے تم کو معلوم ہے کہ تمھارے خاندان والوں میں کوئی محبت ورحم نہیں رہا ہے اگر ان میں سے کوئی اس سے مستثنیٰ ہوا تو کیا ان میں سے عبدالوہاب کو سب پر مقدم کرنا خاندان کے معاملات اسی کے سپرد کرنا، اسی طرح عبداللہ بن ابی داؤد کو اپنا مصاحب خاص بنانا اپنے ہر معاملہ میں اس سے مشورہ لینا کیونکہ وہ اس کا اہل ہے میرے بعد تم کسی کو اپنا وزیر نہ بنانا یحییٰ بن اکثم کی لوگوں کے ساتھ بدمعاملگی اور بری سیرت کا جو تلخ تجربہ مجھے ہوا ہے اس سے تم کو سبق لینا چاہیے۔ مجھے تو بہر حال اللہ نے اس کے حالات معلوم کرا دیئے اور سب باتیں ظاہر کر دیں کہ میں نے ناراض ہو کر اسے اپنے سے جدا اور خدمت سے علیحدہ کر دیا اس نے اللہ کے مال اور صدقات کی رقم میں بہت کچھ خورد برد کیا تھا اللہ اس کا اسلام کی طرف سے اس سے بدلہ لے۔

اپنے ان چچا زاد بھائیوں یعنی اولاد امیر المومنین علیؓ بن ابی طالب کے ساتھ حسن سلوک کرنا ان کو اپنی مصاحبت میں شریک کرنا ان کے کسی شخص سے کوئی خطا ہو اسے معاف کرنا اور جو کوئی اچھا کام کرے اس کا انعام اسے دینا ان کے وظائف سالانہ ادا کرتے رہنا کئی وجوہ سے ان کے حقوق کی حفاظت اور ادائیگی ضروری ہے سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتے رہنا اور اسلام پر مرنا اللہ سے ڈرو، اس کے لئے عمل کرو اپنے ہر کام میں اس سے ڈرتے رہنا۔ میں تم کو اور خود کو اس کے سپرد کرتا ہوں گزشتہ کی اللہ سے معافی چاہتا ہوں اور جو خطا اور قصور مجھ سے سرزد ہوا ہو اس کی مغفرت مانگتا ہوں کیونکہ وہ مطلقاً معاف کرنے والا ہے کیونکہ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ میں اپنے اعمال پر کس قدر نادم و پشیمان ہوں میں اپنے معاصی عظیم کے مقابلہ میں صرف اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں طاقت صرف اسی کو حاصل ہے اللہ میرے لئے کافی ہے اور وہ کیا اچھا وکیل ہے اللہ کی رحمت محمدؐ پر جو ہدایت اور رحمت کے مخبر ہیں، نازل ہو۔"

مامون کی وفات کا وقت، مدفن نماز جنازہ کی امام

ان کی وفات کے وقت میں اختلاف بیانات ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ بروز جمعرات ۲۱۸ ہجری کو فوت ہوئے جبکہ رجب کے اختتام میں بارہ روز باقی تھے۔ دوسرے کہتے ہیں کہ انھوں نے اسی دن ظہر کے وقت انتقال کیا، مرنے

کے بعد ان کے بیٹے عباس اور بھائی ابواسحٰق محمد بن الرشید انھیں اٹھا کر طرسوس لائے اور انھوں نے ان کو خاقان رشید کے خدمت گار کے گھر میں دفن کر دیا ابواسحٰق نے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔ اور ان کی حفاظت کے لئے اہل طرسوس وغیرہ کے سو آدمی قبر پر متعین کر دئے اور ان میں ہر شخص کی نوے درہم تنخواہ مقرر کر دی۔

مدت خلافت

۲۰ سال ۵ ماہ ۲۳ دن مدت خلافت ہے یہ مدت دو سالوں کے علاوہ ہے جبکہ مکہ میں ان کے لئے بطور خلیفہ دعا کی جاتی تھی اور ان کے بھائی امین محمد بن الرشید بغداد میں محصور تھے، مامون نصف ربیع الاول ۱۷۰ ہجری میں پیدا ہوئے تھے ابن الکلبی کے بیان کے مطابق ابوالعباس ان کی کنیت تھی یہ چوڑے چکلے گورے رنگ کے خوبصورت آدمی تھے لمبی داڑھی تھی جس میں سفید بال آگئے تھے۔ بیان کیا گیا ہے کہ ان کا رنگ سانولا مائل بہ زردی تھا خمیدہ قامت، بڑی آنکھ والے لمبی داڑھی والے تھے جس کا باریک حصہ سفید تھا، پیشانی تنگ تھی رخسار پر سیاہ تل تھا، جمعرات کے دن محرم کے اختتام سے پانچ روز قبل خلیفہ بنے تھے۔

مامون کی سیرت اور حالات زندگی

سفر دمشق سے پہلے ابراہیم اور مامون کی گفتگو

ابراہیم بن عیسیٰ بن بریہہ ابن المنصور نے بیان کیا کہ جب مامون دمشق جانے لگے تو میں نے دو تین دن کی کاوش فکر کے بعد ایک تقریر تیار کی جب میں ان کے سامنے پہنچا تو میں نے کہا "امیر المومنین کو عزت و کرامت کے ساتھ تادیر قائم رکھے اور مجھے ان پر فدا کر دے میں صبح و شام اللہ کا اس بات پر شکر ادا کرتا ہوں کہ امیر المومنین میرے متعلق اچھی رائے رکھتے ہیں اور میری مصاحبت کو اچھا سمجھتے ہیں اس لیے اگر میں اس بات کی تمنا کروں تو کچھ بے جا نہ ہوگا کہ امیر المومنین مجھے اپنی خدمت گزاری کی نعمت سے اسی طرح فائدہ اٹھانے دیں تاکہ میں اس پر اللہ اور امیر المومنین کا، اللہ ان کی عمر دراز کرے، شکر ادا کروں۔ جبکہ خود امیر المومنین سفر کی مشکلات برداشت کرتے ہیں تو میں بھی یہ نہیں چاہتا کہ ان کی وجہ سے ان کی خدمت گزاری سے آرام و راحت کی خاطر پہلو تہی کروں بلکہ چونکہ میں اپنے متعلق ان کی جس رائے سے واقف ہوں اور ان کا دل سے مطیع و مرید ہوں اس لئے میں اس بات کا زیادہ مستحق ہوں کہ ان کی خدمت کے لئے ہمسفر بنوں اگر امیر المومنین میری معیت کو مناسب سمجھیں تو اس کا حکم دے دیں۔

مامون نے غور و فکر کئے بغیر اس کا یہ جواب دیا کہ ہمارا ارادہ ایسا نہیں ہے اگر تمھارے گھر سے کسی شخص کو ہم اپنی معیت میں لیتے تو بے شک سب سے پہلے تم کو ساتھ لیتے اور تم ان کے اس تمام سفر میں ان کے ساتھ ہوتے اور اب اگر وہ تم کو اپنے ساتھ نہیں لے جا رہے ہیں تو اس کی وجہ ناخوشی نہیں ہے بلکہ تمھاری یہیں ضرورت ہے۔

راوی کہتا ہے کہ انھوں نے میری پہلے سے سوچی ہوئی تقریر کا بے ساختہ جواب دے دیا وہ اس سے زیادہ جامع و مانع تھا۔

شامیوں کی شکایت کا جواب

محمد بن علی بن صالح السرخسی بیان کرتا ہے کہ مامون کے شام کے قیام کے دوران ایک شخص کئی مرتبہ ان کے سامنے آیا اور اس نے کہا امیر المومنین آپ شام کے عربوں پر بھی وہی نظر عنایت رکھیں جو آپ خراسان کے عجم پر رکھتے ہیں کہنے لگے اے شامی تم نے کئی مرتبہ یہ بات مجھ سے کہی ہے اس کا جواب سنو جب کبھی میں نے قیس کو اپنے رسالے میں شریک کیا میرا سارا خزانہ خالی ہو گیا، یمن سے نہ مجھے محبت ہے نہ وہ مجھے اچھا سمجھتے ہیں بنی قضاوہ کا یہ حال ہے کہ ان کے عمائد سفیانی کے خروج کے منتظر ہیں تاکہ اس کے ساتھ ہو جائیں، رہے ربعیہ تو وہ اللہ سے اس لئے ناراض چلے آتے ہیں کہ اللہ نے اپنی نبی کو بنی مضر میں سے مبعوث کیوں فرمایا جب کبھی دو آدمیوں نے خروج کیا ہے ان میں ایک خارجی ضرور ہوتا ہے۔ اب میرے سامنے نہ آنا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خط کو چومنا

سعید بن زیاد سے روایت ہے کہ دمشق آ کر مامون نے مجھ سے کہا کہ وہ خط دکھاؤ جو رسول اللہ صلعم نے تمھارے لئے لکھا تھا میں نے وہ خط دکھایا مامون نے کہا میں چاہتا ہوں کہ یہ بات مجھے معلوم ہو جائے کہ اس مہر پر یہ پر داسا کیا پڑا ہے ابواسحٰق نے کہا آپ اس عقدے کو کھول دیجیے پھر خود بخود معلوم ہو جائے گا کہ کیا ہے مامون نے کہا چونکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ اس گرہ کو خود رسول اللہ نے لگایا تھا لہٰذا میری یہ مجال نہیں کہ میں اسے کھولوں پھر واثق سے کہا کہ اسے اپنی آنکھ پر رکھو شاید اللہ اس کی برکت سے تمھیں شفا دے دے، خود مامون کی یہ کیفیت ہوئی کہ وہ اسے آنکھوں سے لگاتے جاتے تھے اور روتے تھے۔

دولت تقسیم کرنے کا واقعہ

اسحٰق بن ابراہیم کا دوست عیشی بیان کرتا ہے کہ میں دمشق میں مامون کے ہمراہ تھا دولت میں کمی واقع ہوئی جس کی وجہ سے وہ تنگ دست ہو گئے انھوں نے ابواسحٰق المعتصم سے اس کی شکایت کی انھوں نے جواب دیا امیر المومنین آپ پریشان نہ ہوں جمعہ کے بعد رقم آ جائے گی، یہ بات انھوں نے اس اعتماد پر کہی تھی کہ ان کے تحت کے علاقے سے تین کروڑ درہم زرلگان ان کے پاس روانہ ہو چکا تھا جب یہ رقم وہاں پہنچی تو مامون نے یحییٰ بن اکثم سے کہا کہ ذرا چلو اسے دیکھیں دونوں شہر سے چل کر صحرا آئے اور مال کی آمد دیکھنے کو کھڑے ہو گئے رقم بڑے تکلف اور دھوم دھوم سے لائی جا رہی تھی۔ تمام اونٹ آراستہ تھے ان پر کار چوب کی زینیں رکھی تھیں اور رنگی ہوئی جھولیں پڑی ہوئی تھیں سوتی ڈوریاں تھیں سرخ سبز، زرد چینی ریشم کی تھیلیوں میں روپیہ رکھا تھا اور ان کے منہ پر کام کیا گیا تھا یہ منظر مامون کو بہت بلا معلوم ہوا اور اس کی کثرت اور عظمت ان کی نگاہوں میں کھب گئی لوگ ان کو دیکھنے کے لئے وہاں جمع ہو گئے اور انہیں تعجب سے دیکھنے لگے مامون نے یحییٰ سے مخاطب ہو کر کہا اے ابو محمد کیا یہ زیبا ہے کہ ہمارے اپنے آدمی جو یہاں ہیں وہ تو خالی ہاتھ اپنے گھر جائیں اور اس تمام خزانے کو ہم لے جائیں جس پر ان کو چھوڑ کر ہم نے قبضہ کر لیا ہے اگر ہم ایسا کریں تو ہم کمینے لوگ ہوئے اس کے بعد انھوں نے محمد بن یزداد کو بلایا اور حکم دیا کہ آل فلاں کے لئے ایک لاکھ کا چک لکھ دو آل فلاں کے لئے اسی قدر اور آل فلاں کے لئے بھی اسی قدر اسی طرح کرتے کرتے انھوں نے وہیں دو کروڑ چالیس لاکھ تو تقسیم کر

دیے اور یہ کام انھوں نے کھڑے کھڑے کیا کہ پاؤں رکاب ہی میں تھا سوار بھی نہ ہونے پائے تھے پھر کہا کہ باقی رقم معلٰی کے حوالے کر دی جائے کہ وہ ہماری فوج میں تقسیم کر دے۔

راوی کہتا ہے کہ یہ دیکھ کر میرے منہ میں پانی بھر آیا میں ان کے بالکل سامنے آ کر کھڑا ہو گیا اور اور ٹکٹکی باندھ کر للچائی ہوئی نگاہوں سے دولت کو دیکھنے لگا مجھے اس حالت میں دیکھ کر مامون نے کہا اے ابو محمد ان ساٹھ لاکھ میں سے پچاس ہزار اسے بھی دلوا دو یہ میری نگاہ سے نہیں ہٹتا بصرف دو راتیں گزری تھیں کہ یہ رقم مجھے وصول ہو گئی۔

اشعار پر انعام دینے کا واقعہ

محمد بن ایوب بن جعفر بن سلیمان کہتا ہے کہ بصرے میں بنی تمیم کا ایک خبیث پھکڑ شاعر تھا اور میں بصرے کا والی تھا میں اسے اپنی مجلس میں بلاتا رہتا تھا اور اس کی شاعری سے لطف اٹھاتا تھا میرا خیال ہوا کہ اس کو چکمہ دیا جائے اور اس کی ذرا کرکری کر دی جائے اس ارادے سے میں نے ایک مرتبہ اس سے کہا کہ تم بڑے شاعر اور ظریف ہو اور مامون امنڈ آنے والی گھٹا اور تند و تیز آندھی سے زیادہ سخی ہیں تم ان کے پاس کیوں نہیں جاتے، اس نے کہا میرے پاس سفر کا خرچ نہیں ہے میں نے کہا اس کا بندوبست میں کر دیتا ہوں ایک بہت تیز رفتار اونٹ دیتا ہوں اور سفر کے لئے کافی رقم بھی دوں گا تم ان کی شان میں قصیدہ لکھ کر چلے جاؤ اگر تم ان کی خدمت میں پہنچ گئے تو ضرور تمھاری مراد پوری ہو گی، اس نے کہا اے امیر آپ کی رائے درست معلوم ہوتی ہے بہتر ہے کہ آپ حسب وعدہ میرے سفر کا انتظام کر دیں۔

میں نے ایک تیز رفتار اونٹ اس کے لئے منگوا کر دیا اور کہا کہ اس پر سوار ہو جاؤ اس نے کہا کہ آپ کے دو وعدوں میں سے ایک کا ایفا تو یہ ہے مگر دوسرے کے متعلق کیا۔ میں نے تین سو درہم منگوا کر اسے دے دیئے اور کہا کہ لو یہ سفر خرچ ہے اس پر وہ کہنے لگا کہ یہ رقم کم ہے میں نے کہا نہیں کافی تو ہے مگر اسراف نہیں اس نے کہا کہ میں نے سعد کے اکابر میں کبھی وسعت ظرفی نہیں دیکھی تو آپ ایسے میں کہاں ہوگی، بہر حال ان پر قبضہ کر کے اس نے مامون کی مدح میں ایک چھوٹا سا قطعہ لکھا اور مجھے سنایا مگر اس میں میرا ذکر اور مدح کو اس نے بالکل نظر انداز کر دیا تھا اور یہ بھی وہ متمرد تھا میں نے کہا یہ تو تم نے کچھ بھی نہیں کیا اس نے پوچھا کیوں میں نے کہا تم امیر المومنین کے پاس جا رہے ہو مگر خود اپنے امیر کی تعریف میں تم نے کچھ بھی نہیں کہا، اس نے کہا جناب والا آپ نے وہاں پہنچ کر مجھے نقصان پہنچانا چاہا تھا مگر میں آپ کے چکمے میں نہیں آیا آپ نے یہ مثل سنی ہے کہ جو جنگلی گدھے کو لات مارتا ہے وہ ایسے کو لات مارتا ہے جو نہایت سخت دولاتیں مارنے والا ہے، بخدا میری کرامت اور نفع رسانی کی خاطر تم نے ہرگز نہ یہ اونٹ مجھے دیا ہے اور نہ دولت مگر یاد رکھو جو اس طرح کا دھوکہ دینا چاہتا ہے اللہ اسے پشیمان کر کے اس کا سر نیچا کر دیتا ہے مگر خیر میں خلیفہ کے سامنے تمھارا ذکر خیر اور تعریف بھی کروں گا میں نے کہا تو جو کچھ تم نے ان کے لئے کہا ہے وہ مجھے سناؤ۔ وہ اس نے مجھے سنایا اور رخصت ہو کر شام پہنچا۔ مامون اس وقت سلغوس میں تھے۔

اس نے مجھ سے بیان کیا کہ میں قرہ کے مجاہدین میں پہنچا اور درباری لباس پہنکر اپنے اسی اونٹ پر سوار چھاؤنی میں گھوم رہا تھا کہ ایک ادھیڑ عمر شخص سے جو ایک نہایت شوخ شنگ تیز رفتار خچر پر سوار تھا اور جس کی چال کو کوئی پا نہ سکتا وہ بالکل میرے سامنے ہی آ گیا اس وقت میں اپنے مدحیہ قطعہ کو دہرا رہا تھا اس نے نہایت ہی بلند آواز میں کہا السلام علیکم میں نے کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اس نے کہا جی چاہے تو ٹھہر جا میں ٹھہر گیا اور مجھے عنبر اور مشک کی خوشبو اس

سے آئے اس نے پوچھا تم کون ہو میں نے کہا بنی مضر سے ہوں اس نے کہا ہم بھی مضر ہیں مضر کے کس قبیلہ سے ہو میں نے کہا بنی تمیم اس نے کہا اور میں بنی سعد سے تعلق رکھتا ہوں۔ اس نے کہا خوب اچھا یہاں کیوں آئے ہو میں نے کہا اس بادشاہ کے پاس آیا ہوں جس کے متعلق میں نے سنا ہے کہ نہ اس سے بڑھ کر کوئی فیاض ہے اور نہ با اخلاق اور وسیع ظرف والا۔ اس نے پوچھا کیا لے کر اس کے پاس آئے ہو، میں نے کہا چند شعر لایا ہوں جس کی شیرینی کا چٹخارہ زبان لے اور لوگ ان کو یاد کر کے پڑھتے پھریں، اور سننے والوں کے کانوں میں ان کی حلاوت رہے، اس نے کہا مجھے سناؤ اس پر میں نے برہم ہو کر کہا اے نفرے میں نے پہلے ہی تجھ سے کہا ہے کہ میں خلیفہ کی مدح میں شعر کہہ کر لایا ہوں اور تو ان کو سننے کا خواہشمند ہے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔

اس جواب سے تھوڑا سا تغافل برتنے اور سنبھلنے کے بعد اس نے کہا ان سے کیا امید لگائی ہے میں نے کہا ان کی سخاوت و مروت کی جو تعریف مجھ سے کی گئی ہے اگر وہ سچ ہے تو ہزار دینار کی توقع ہے اس نے کہا تم مجھے اپنے شعر سناؤ اگر وہ عمدہ اور شیریں ہوئے تو میں یہ رقم تمھیں دے دوں گا اس طرح تم تکلیف اور ان کے پاس بار بار جانے کی زحمت سے بچ جاؤ گے کیونکہ تمھارے لئے ان تک رسائی ہونا بہت دشوار معلوم ہوتا ہے دس ہزار نیزہ بردار اور قادر انداز تمھارے اور ان کے بیچ میں حائل ہیں میں نے کہا اچھا اللہ کے سامنے یہ عہد کرو کہ اس وعدہ کو پورا کرو گے اس نے کہا ہاں میں اللہ کو ضامن بناتا ہوں کہ یہ رقم تمھیں دے دوں گا میں نے کہا تمھارے پاس کیا موجود ہے اس نے کہا یہ میرا خچر ضمانت میں موجود ہے اس کی قیمت ہزار دینار سے زیادہ ہے یہ تو میں اسی وقت تمھارے حوالے کر دوں گا اس پر مجھے اور طیش آیا اور بنی سعد کی کم عقلی اور تہور مجھ پر طاری ہو گیا اور میں نے کہا کہ یہ خچر میرے اس اونٹ کے مساوی تو ہے نہیں۔ اس نے کہا اچھا اسے جانے دو میں اللہ کے سامنے اس بات کا عہد واثق کرتا ہوں کہ تم کو اسی وقت ایک ہزار دینار دے دوں گا۔

اب میں نے ان کو اپنا مدحیہ قطعہ سنایا۔ بخدا ابھی میں اس کو ختم نہیں کر چکا تھا کہ تقریباً دس ہزار شہ سوار جن سے افق آسمان چھپ گیا ایک دم وہاں السلام علیکم یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتے ہوئے آ گئے ان کو دیکھ کر میں ڈر گیا اس نے مجھے اس حالت میں دیکھ کر کہا ڈرو مت، میں نے کہا امیر المومنین میں آپ پر نثار آپ عربوں کی مختلف زبانوں سے واقف ہوں گے انھوں نے فرمایا ہاں میں نے پوچھا کس نے قاف کی جگہ کاف استعمال کیا ہے انھوں نے کہا حمیر اس طرح بولتے ہیں میں نے کہا ان پر اللہ کی لعنت ہو یہ سن کر وہ ہنس پڑے اور سمجھ گئے کہ میرا مطلب کیا ہے اپنے خدمت گار کی طرف جو پہلو میں کھڑا تھا متوجہ ہوئے اور کہا کہ جو کچھ اب تیرے ساتھ ہے وہ اسے دے دے اس نے ایک تھیلی مجھے دی جس میں تین ہزار دینار تھے۔ مجھ سے کہا یہ لو اور کہا السلام علیکم اور چلے گئے۔ یہ میری ان سے آخری ملاقات تھی۔

ابو سعید المخزومی نے ان کے مرثیے میں یہ شعر لکھے۔

هل رايت النجوم اغنت عن الما
مون شيئاً او ملكه الماسوس
خلفوه بعرصتي طرسوس
مثل ما خلفوا اباه بطوس

تم نے دیکھا ستارے یا اس کی مستحکم حکومت مامون کے کام آئے۔
لوگ اسے طرسوس کے میدان میں اسی طرح تنہا چھوڑ آئے

جس طرح اس کے باپ کو طوس میں چھوڑ آئے تھے۔
علی بن عبیدہ الریحانی نے کہا

ما اقل الدموع للمامون
لست ارضى الا رما من جفونی
اگر چہ میرے اشکوں سے مامون کے لیے کوئی کوتاہی نہیں کی۔
میرا دل تو اسوقت ٹھنڈا ہوگا جب ان کی موت پر بجائے
اشک کے میری آنکھوں سے کون بہے

مصاحب کی تلاش

علی بن صالح نے بیان کیا کہ ایک دن مامون نے مجھ سے کہا اہل شام میں سے کوئی تعلیم یافتہ اور شائستہ شخص میری مصاحبت کے لئے تلاش کر کے لاؤ، مجھے تلاش سے ایسا شخص معلوم ہو گیا میں نے اسے بلایا اور کہا کہ میں تمھیں امیر المومنین کی خدمت میں لا جانا چاہتا ہوں۔ جب تک کہ وہ خود ابتدا نہ کریں تم ان سے کوئی بات دریافت نہ کرنا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم شامیوں کو سوالات کرنے کی بہت عادت ہوتی ہے اس نے کہا آپ نے جیسا حکم مجھے دیا ہے میں اس سے ہرگز تجاوز نہ کروں گا اطمینان رکھیے۔

میں ان کے پاس آیا اور میں نے کہا کہ میں نے آپ کی مراد کے مطابق آدمی تلاش کر لیا ہے۔ انھوں نے فرمایا لاؤ، وہ سامنے آیا اور اس نے سلام کیا۔ مامون نے اسے اور نزدیک بلایا۔ اس وقت وہ شراب کے دور میں مشغول تھے اس سے کہنے لگے کہ میں چاہتا ہوں کہ تم کو اپنا مصاحب اور ندیم بناؤ، شامی نے کہا امیر المومنین جب ایک ہم نشیں کے کپڑے دوسرے ہم نشیں کے کپڑوں سے کمتر درجے کے ہوتے ہیں تو اس سے اس میں حقارت پیدا ہوتی ہے مامون نے حکم دیا کہ اسے خلعت سے سرفراز کیا جائے، اس کے اس سوال سے غصے کی وجہ سے میری حالت ناگفتہ بہ ہوگئی۔ خلعت پہن کر وہ اپنی جگہ آ بیٹھا اور اس نے کہا امیر المومنین کہ میرا دل اپنے اہل وعیال کی زبوں حالی کی وجہ سے شکستہ ہو رہا ہے آپ کو میری باتوں سے کوئی لطف حاصل نہ ہوگا، مامون نے حکم دے کہ پچاس ہزار درہم اس کے گھر پہنچا دیے جائیں، اس کے بعد اس نے کہا ایک سوال اور بھی ہے، مامون نے پوچھا کیا۔ اس نے کہا آپ نے وہ شے طلب کی ہے جو انسان کے ارادے اور عقل میں حائل ہو جاتی ہے۔ لہٰذا اگر اس حالت میں مجھ سے کوئی گستاخی ہو جائے تو جناب والا اسے معاف فرمائیں۔ مامون نے کہا ہاں میں اس کا وعدہ کرتا ہوں، راوی کہتا ہے کہ اس کے اس تیسرے سوال سے میرا غصہ جاتا رہا۔

قاضی کی معزولی اور بحالی

ابو حشیشہ محمد بن علی بن امیہ بن عمرو بیان کرتا ہے کہ ہم دمشق میں امیر المومنین کی خدمت میں پیش تھے کہ علویہ نے یہ شعر گائے۔

بـرئـت مـن الاسلام ان کـان ذالـذی

اتـــاک بـــہ الـــواشـــون عـنـــی کـمـــا قـــالـــو
و الـــکـــنـہـــم لـــمـــا رائـــوک ســـریـعـــہ
الـــی تـــواصـــو بـــالـــنـمـیـمـۃ واخـــتـــالـــوا
اگر میری وہ شکایت جو چغلخوروں نے تجھ سے کی ہے حقیقت پر مبنی ہو تو
میں اسلام سے بری ہوں۔ بات یہ ہے کہ جب انھوں نے جان بوجھ کر
تجھے میرے پاس آتے دیکھا تو اور تو ان سے کچھ نہ بن پڑا۔
البتہ میری غلط شکایت کر کے تجھے میری طرف سے
بدظن کردینے کی تدبیر کی۔

مامون نے علویہ سے پوچھا یہ کس کے شعر ہیں۔ اس نے کہا قاضی صاحب کے انھوں نے پوچھا کون قاضی، اس نے کہا دمشق کے، مامون نے کہا اسے فوراً برطرف کردو۔ ابواسحٰق نے کہا میں نے برطرف کردیا۔ مامون نے کہا اسے ابھی حاضر کیا جائے چنانچہ ایک چھوٹے قد والا بوڑھا آدمی حاضر کیا گیا۔ مامون نے پوچھا کیا نام ہے۔ اس نے پورا نام اور نسب بتایا، مامون نے پوچھا شعر کہتا ہے، جی ہاں کبھی کہا کرتا تھا۔ مامون نے علویہ سے کہا اسے وہ شعر سناؤ۔ اس نے سنا دیئے۔ مامون نے پوچھا یہ تمھارے ہیں۔ اس نے کہا جی ہاں مگر امیر المومنین اگر اس گزرے ہوئے تیس سال کے زمانے میں میں نے زہد اور دوست کی نصیحت کے علاوہ کسی اور مضمون میں کوئی شعر کہا ہو تو میری بیویاں مطلقہ اور میرا تمام مال اللہ کی راہ میں وقت ہو مگر مامون نے کہا ابواسحٰق اسے علیحدہ ہی کردو کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ ایسے شخص کو مسلمانوں کا قاضی بناؤں جو اپنے رندانہ کلام کی ابتدا ہی اسلام کی برات سے کرتا ہے، پھر انھوں نے حکم دیا کہ اسے پلاؤ، شراب کا ایک بڑا پیالہ لایا گیا اس نے اسے کانپتے ہوئے ہاتھ میں لیا اور عرض کیا امیر المومنین میں نے کبھی اسے چکھا نہیں۔ مامون نے کہا شاید تو دوسری قسم کی شراب چاہتا ہے۔ اس نے کہا جناب والا میں نے کبھی شراب کو زبان پر ہی نہیں رکھا مجھے اس کا مزا یا فرق کیا معلوم۔ مامون نے کہا کیا یہ حرام ہے اس نے کہا بے شک حرام ہے۔ مامون نے کہا تم اس کی وجہ سے بچ گئے اچھا جاؤ اور پھر علویہ سے کہا ان اشعار میں برئت من الاسلام کے بجائے یہ کہو،

حُـــرمـــتُ مـــنـــای مـــنـــک ان کـــان ذالـــذی
اتـــاک بـــہ الـــواشـــون عـنـــی کـمـــا قـــالـــو
میری جو شکایت لوگوں نے تجھ سے کی ہے
اگر وہ سچ ہو تو میں اپنی تمنا سے محروم کر دیا جاؤں۔

علویہ پر ناراضگی

یہی راوی بیان کرتا ہے کہ ہم دمشق میں مامون کے ساتھ تھے ایک روز وہ جبل الثلج کے ارادے سے نکلے۔ راستہ میں بنی امیہ کے بنائے ہوئے تالابوں میں سے ایک بڑے تالاب پر آئے جس کے اطراف چار سرو کے درخت نصب تھے ایک طرف سے بہتا ہوا پانی ان میں آتا تھا اور دوسری طرف خارج ہو جاتا تھا وہ مقام ان کو بہت بھلا معلوم ہوا۔ انھوں نے ناشتہ اور شراب طلب کی اور بنی امیہ کو یاد کر کے ان کی مذمت اور منقصت کرنے لگے۔ علویہ نے عود لیا اور

اس پر یہ شعر لگایا۔

اُلئک قومی بعد عز و ثروة
تفانوا فالا اذرف العین الکمدا
یہ میری قوم والے تھے جو عزت و دولت کے بعد فنا ہو گئے
ان پر روتے روتے کیوں میں آنکھیں بے نور نہ کرلوں۔

یہ شعر سن کر مامون کو سخت غصہ آیا انھوں نے کھانے کو ٹھکرا دیا کھڑے ہو گئے اور اس سے کہا اے رنڈی کے بچے اسی وقت تجھ کو اپنے آقاؤں کا تذکرہ کرنا تھا۔ اس نے کہا جناب والا آپ کا آزاد کردہ غلام زریاب میرے آقاؤں کے وہاں سو غلاموں کے ساتھ باہر نکلتا ہے اور میں آپ کے ہاں بھوکا مر رہا ہوں، مامون بیس دن تک اس سے ناراض رہے پھر اس سے خوش ہو گئے، راوی کہتا ہے کہ مہدی کا غلام زریاب شام سے ہو کر بنی امیہ کے پاس مغرب چلا گیا تھا۔

شاعری میں اعلیٰ مقام

عمارہ بن عقیل نے بیان کیا کہ میں نے اپنا مامون کی تعریف میں لکھا ہوا سو اشعار پر مشتمل قصیدہ انھیں سنایا جب پہلا مصرع پڑھتا تھا تو دوسرا مصرع وہ خود پڑھ دیتے تھے، میں نے حیرت سے کہا کہ جناب والا میں نے اپنے اس قصیدے کو اب تک کسی کو نہیں سنایا مامون نے کہا ہاں ایسا ہی ہونا چاہیے پھر خود کہنے لگے نہیں کہ عمر بن ابی ربیعہ نے جب عبداللہ بن العباس کو اپنا قصیدہ جس کا مصرع اول تشط غداً دارُ جیر اننا ہے سنانا شروع کیا تو اس کا دوسرا مصرع خود انھوں نے وللدار بعد غدٍ بعدا خود ہی پڑھ دیا اور اسی طرح انھوں نے اس کے تمام قصیدے کا ثانی مصرع خود ہی سنا دیئے تو میں انھیں کا تو بیٹا ہوں۔

مامون کے اشعار

ابو مروان کازر بن ہارون نے بیان کیا کہ مامون نے یہ شعر کہے۔

بعثتک مرتاداً ففزت بنظرلا
واغفلتنی حتی اسات بک الظنا
میں نے تجھے دریافت کرنے کے لئے بھیجا تھا اس وجہ سے تجھے دیدار
محبوب نصیب ہو گیا، تو نے مجھ سے غفلت برتی اس
وجہ سے مجھے تیری طرف سے بدگمانی ہو گئی۔
فناجیت من اھویٰ و کنتُ مباعداً
فیالیت شعری عن دُنوک ما اغنی
تو نے میری محبوبہ سے سرگوشی کی جبکہ میں بہت دور تھا
کاش میں جان لیتا کہ اس قرب سے تجھے کیا فائدہ ہوا؟
اری الر امنہ بعینیک بینأ

لقد اخذت عنباک من عینه حسنا
میں تیری آنکھوں میں اس کا اثر نمایاں دیکھ رہا ہوں
کیونکہ اس کی آنکھ کے حسن کو تیری آنکھوں نے لے لیا ہے۔

ابومروان کہتا ہے کہ مامون نے اس مضمون کو اپنے اشعار میں عباس بن احنف کے اشعار سے لیا ہے۔ سب سے پہلے اس نے یہ مضمون باندھا ہے چنانچہ وہ کہتا ہے۔

ان تشق عینی بها فقد سعدت
عینُ رسولی بها و فزت بالخبر
اگر میری آنکھوں نے اسے نہیں دیکھا، نہیں دیکھا مگر میرے قاصد کی آنکھیں تو اس کے دیدار سے نصیبہ ور ہوئیں اور مجھے اس کی خبر تو مل گئی۔

و کل جانی الرسول لها
رددت عمداً فی طرفه نظری
جب کبھی اس کا قاصد میرے پاس آیا ہے میں نے عمداً کئی کئی مرتبہ غور اس کی آنکھیں دیکھی ہیں۔

بظهر فی وجهه محاسنها
قد الرت فیه احسن الاثر
اس کے چہرے پر حسن محبوبہ کا اثر پوری طرح واضح تھا۔

خُذ مقلتی با رسول عارية
فانظر بها واحتکم علی بصری
اے قاصد تو میری آنکھ عاریۃً لے جا اور اس سے میری محبوبہ کو دیکھ اور خود مجھے اندھا کرتا جا۔

ابوالعتاہیہ کا مناسب حال شعر

ابوالعتاہیہ نے بیان کیا ہے کہ ایک دن مامون نے مجھے بلا بھیجا میں حاضر خدمت ہوا دیکھا کہ متفکر بیٹھے ہیں اس حال میں قریب جانا میں نے مناسب نہ سمجھا وہیں ٹھہر گیا۔ پھر انھوں نے سر اٹھایا مجھے دیکھا اور قریب آنے کا اشارہ کیا میں قریب گیا پھر انھوں نے سر اٹھایا مجھے دیکھا اور قریب آنے کا اشارہ کیا میں قریب گیا مگر اب بھی وہ بہت دیر تک سر نیچا کیے غور کرتے رہے پھر سر اٹھا کر مجھ سے کہا اے ابواسحٰق نفس کی فطرت یہ ہے کہ وہ ایک حالت سے مطمئن نہیں ہوتا وہ ہمیشہ تبدیلی چاہتا ہے کبھی وہ اسی طرح تنہائی چاہتا ہے جس طرح کہ کبھی وہ محبت احباب چاہتا ہے، میں نے کہا امیر المومنین سچ کہتے ہیں اسی مضمون کا میرا ایک شعر ہے انھوں نے کہا سناؤ میں نے یہ شعر پڑھا۔

لا یصلح النفس اذ کانت مقسّمة
الا التنقلُ من حال الی حال

جب دل بٹا ہوا ہو تو اس کے سوا کہ ایک حالت سے دوسرے حالت کی
طرف انتقال کیا جائے کوئی بات اسے بھلی بھی نہیں معلوم ہوتی۔

اشعار کی طرف سے انعام

ابو نزار بن نصر یہ شاعر کہتا ہے کہ مجھ سے علی بن جبلہ نے بیان کیا کہ میں نے عبدالحمید سے کہا کہ ابو غانم میں نے امیر المومنین کی مدح میں ایسا قصیدہ کہا ہے کہ روئے زمین پر اس کا جواب نہ ہوگا آپ میرا ان سے ذکر کریں۔ اس نے کہا مجھے سناؤ میں نے سنایا اس نے کہا بے شک تمہارا دعویٰ سچا ہے اس نے اس مدح کو مامون کی خدمت میں پیش کیا انھوں نے کہا ابو غانم اس کا جواب خود اسی میں موجود ہے ہم چاہیں تو اسے معافی دے دیں اور یہی اس کا صلہ ہوا اور یا ہم ان اشعار کو جو اس نے تمھاری شان میں اور ابو دلف قاسم بن عیسیٰ کی شان میں کہے ہیں ان اشعار سے مقابلہ کر کے دیکھیں اگر وہ اشعار جو اس نے تمھاری تعریف اور ابو دلف کی مدح میں کہے ان اشعار سے جو اس نے ہماری تعریف میں کہے ہیں بہتر ہوں تو پھر ہم پٹوائیں اور اس کی قید کی میعاد بڑھا دیں اور اگر ہماری مدح بہتر ہو تو میں اس کے ہر شعر کے عوض میں ایک ہزار درہم دوں اور یا اسے معافی دے دوں۔ میں نے کہا اے میرے آقا بھلا میری اور ابو دلف کی کیا حقیقت ہے کہ اس نے ہماری مدح میں ایسے اشعار کہے ہوں جو جناب والا کی مدح سے بہتر ہوں، مامون نے کہا یہ کیا کہہ رہے ہو ہمارے سوال کا یہ جواب نہیں ہے تم جاؤ اور اس سے کہو کہ وہ اس کے مقابلے کے لئے آمادہ ہے۔

علی بن جبلہ نے بیان کیا کہ حمید نے مجھ سے آکر پوچھا کیا کہتے ہو میں نے کہا میں معافی کو ترجیح دیتا ہوں مامون کو اس کی اطلاع ہوئی انھوں نے کہا وہ اپنے فائدے کو بہتر جانتا ہے حمید کہتا ہے میں نے علی بن جبلہ سے دریافت کیا کہ ابو دلف اور میری مدح میں کس بات کی طرف ان کا ذہن منتقل ہوا اس نے کہا میں نے ابو دلف کی مدح میں جو یہ شعر کہے۔

انما الدنیا ابو دلف
بین معزاه و محتضره
فاذا ولّی ابو دُلفِ
ولت الدنیا علی اثره

ترجمہ:- ابو دلف دنیا ہے ہر شخص وہیں جاتا ہے جدھر وہ پھرتا ہے دنیا اس کے ساتھ پھر جاتی ہے، اور میں نے تمھاری مدح میں جو شعر یہ کہے۔

لو لا حمید، لم یکن
حسب، یُعد ولا نسب
یا واحد العرب الذی
عزت بعزته العرب

ترجمہ:- اگر حمید نہ ہوتا تو حسب نسب کچھ نہ ہوتا۔ اے یکتائے عرب تیری عزت سے تمام عرب کی عزت ہے
حمید نے تھوڑی دیر سوچ کر کہا اے ابوالحسن امیر المومنین نے بہت عمدہ تنقید کی ہے اس نے مجھے دس ہزار درہم

دو جانور اور خلعت اور ایک خادم دیا ابودلف کو جب اس صلے کی اطلاع ہوئی اس نے مجھے اس سے دوگنا عطیہ دیا یہ عطایا ان دونوں نے راز میں دیے تھے آج تک کسی کو اس کا علم نہ ہوا تھا البتہ ابونزار اب میں نے تم سے یہ واقعہ بیان کر دیا ہے ابونزار کہتا ہے کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ علی بن جبلہ نے ابودلف کی مدح میں جو یہ شعر کہا تھا اس کی وجہ سے ان کے دل میں اس کی جانب سے گرہ پڑ گئی وہ شعر یہ ہے۔

تحدر ما الجود من صلب آدم
فاثبته الرحمان فی صلب قاسم

ترجمہ:- صلب آدم سے سخاوت کا مادہ منتقل ہوتا رہا اور پھر اسے اللہ نے قاسم کی صلب میں ٹھیرا دیا۔

ابوعباد کی ہجو

دعبل کا بھتیجا سلیمان بن ذرین الخزاعی بیان کرتا ہے کہ دعبل نے مامون کی ہجو کی اور مامون کو اس کی اطلاع ہوئی انھوں نے کہا میں نے اس میں مامون کی ہجو نہیں کی بلکہ ابوعباد کی ہجو کی ہے۔ جب عباد مامون کے پاس آتا وہ اکثر اسے دیکھ کر ہنستے اور کہا کرتے دعبل نے تیرے لئے جو یہ شعر کہا ہے اس کا کیا مطلب ہے۔

وکانہ من دیر ھزقل مفلت'
خرد' یجر سلاسل الاقیاد

ترجمہ:- جب وہ دیر ہزقل سے بھاگ کر آ رہا تھا تو معلوم ہوتا تھا کہ وہ بھگوڑا ہے جس کے پاؤں میں قیدیوں کی بیڑیاں پڑی ہیں۔

جب کبھی ابراہیم بن شکلہ ان کی خدمت میں جاتا وہ اس سے کہتے کہ دعبل نے تیری ہجو کر کے تجھے بہت ذلیل کیا ہے اور وہ اشعار بھی سناتے۔

یزیدی کا مال لینے کا طریقہ

ایک مرتبہ یزیدی نے مامون سے اپنی پریشان حالی، غربت اور قرض کے بوجھ کی شکایت کی، مامون نے کہا مگر آج کل ہمارے پاس اتنا نہیں کہ اگر ہم دیں تو اس سے تمھاری حاجت پوری ہو سکے اس نے کہا مگر اے امیرالمومنین میں نہایت ہی تنگ ہوں قرضخواہوں نے مجھے تنگ کر دیا ہے صبر نہیں کر سکتا انھوں نے کہا اپنے لئے خود ہی کوئی ترکیب سوچو۔ اس نے کہا آپ کے بہت سے ندیم ہیں ان میں سے کسی ایک کو بھی اگر متاثر کر دیا تو اس سے مجھے مطلوبہ مال مل جائے گا آپ مجھے اجازت دے دیں کہ میں ان کو گانٹھنے کی ترکیب کروں مامون نے کہا بتاؤ کیا ترکیب سوچی اس نے کہا جب وہ سب آپ کے وہاں جمع ہو جائیں تو میں حاضر نہ ہوں گا آپ فلاں خدمتگار سے کہہ دیجیے گا کہ وہ میرا رقعہ آپ کو اس وقت لیجا کر دے دے اسے پڑھ کر آپ کہلا بھیجئے گا کہ اس وقت میں کسی طرح نہیں مل سکتا البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ جس کو کہو تمھارے پاس بھیجدوں۔

چنانچہ اس نے یہی ترکیب کی کہ جب اسے معلوم ہوا کہ آج امیرالمومنین کے مجلس گرم ہے اور سب ندیم جمع ہیں اور سب کے سب شراب سے بدمست ہو چکے ہیں وہ آستانے پر حاضر ہوا اور اس نے اسی خدمتگار کو اپنا رقعہ دیا مامون نے اسے پڑھا یہ اشعار تھے۔

یا خیر خوانی و اصحابی
ھذا لطفیلی لذاالباب

ترجمہ:-اے میرے بہترین عزیز اور دوست یہ طفیلی بھی دروازے پر حاضر ہے۔

خبّران القوم فی لذّۃ
یصبو الیھا کُل اواب

ترجمہ:-مجھے معلوم ہوا ہے کہ سب احباب ایسی لذت میں منہمک ہیں کہ بڑے بڑے تو بہ کرنے والے بھی اس کی طرف مائل ہیں۔

فصیرونی واحداً منکم
اواخرجو الی بعض اترابی

ترجمہ:-مجھے بھی اپنے میں شریک کیجیے یا میرے دوستوں میں سے کسی ایک کو میرے پاس بھیج دیجیے۔

مامون نے رقعہ پڑھ کر اپنے سب شربوں کو وہ سنایا اور کہا کہ اس طفیلی کا ہمارے پاس اس حالت میں یہاں آنا کسی طرح مناسب نہیں انھوں نے خدمتگار سے کہا کہ جا کہدے کہ اس وقت تمھیں آنے کی اجازت نہیں ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ تم جسے چاہو اپنی ملاقات کے لئے کہد و تو اسے بھیج دیا جائے گا۔ اس نے کہا میں عبداللہ بن طاہر کے سوا کسی کو نہیں چاہتا مامون نے عبداللہ سے کہا کہ سنو اس نے تمھیں اختیار کیا ہے جاؤ عبداللہ نے کہ امیر المومنین بھلا میں طفیلی کا شریک بنوں انھوں نے کہا ابومحمد کی دونوں باتوں کو رد نہیں کیا جا سکتا تمھارا جی چاہے تو اس کے پاس چلے جاؤ ورنہ اس کا معاوضہ دو، عبداللہ نے کہا میں دس ہزار درہم دیتا ہوں مامون نے کہا میں نہیں سمجھتا کہ اس رقم پر وہ تمھاری مجلس کے ترک پر راضی ہو جائے گا۔ اب وہ دس دس ہزار بڑھاتا رہا اور مامون کہتے رہے کہ وہ اس رقم پر راضی نہ ہوگا یہاں تک کہ اس نے ایک لاکھ درہم تک کہ دیے مامون نے کہا تو یہ رقم اسے فوراً بھیج دی جائے عبداللہ بن طاہر نے اپنے وکیل کے نام وثیقہ لکھ دیا کہ یہ رقم اسے دے دی جائے اور خود اپنا ایک آدمی اس کے ہمراہ بھیج دیا مامون نے اسے کہلا کر بھیجا کہ اس رقم پر قبضہ کر لو یہ تمھارے لئے اس کی اسی حالت میں تین مرتبہ مجالست سے زیادہ نافع اور مفید ہے۔

مامون کی تعریف میں دو اشعار

صالح بن الرشید کہتا ہے کہ ایک دن میں حسین بن ضحاک کے دو شعر لیے ہوئے مامون کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے ان سے درخواست کی کہ میں آپ کو دو شعر سنانا چاہتا ہوں انھوں نے کہا سناؤ میں نے یہ شعر سنائے۔

حمدنا اللہ شکراً انجانا
بنصرک یا امیر المومنینا
فانت خلیفۃ الرحمان حقاً
جمعت سماحۃ و جمعت دینا

ترجمہ:-اے امیر المومنین ہم اظہار شکر میں کہ اس نے آپ کی نصرت کی
اللہ کی تعریف کرتے ہیں کیونکہ آپ اللہ کے
خلیفہ ہیں جن میں مروت اور تقویٰ دونوں جمع ہیں۔

مامون نے ان اشعار کو پسند کیا اور پوچھا کس کے ہیں مہلب نے کہا آپ کے غلام حسین بن ضحاک کے کہنے لگے اس نے بہت خوب کہا ہے میں نے عرض کیا امیر المومنین اس نے اس سے بہتر بھی کہا ہے پوچھا کیا ہے میں نے یہ شعر سنائے۔

ایبخل فرد الحسن فرد صفاته
علی و قد افردته بهوٰ فرد

ترجمہ:-کیا یکتائے حسن کو یہ زیبا ہے وہ اپنی سب سے بہتر صفت کا مجھ سے بخل کرے حالانکہ میں نے اپنے عشق یکتا سے تمام عالم میں صرف اسی کو اختیار کیا ہے۔

راٗ الله عبدالله خیر عباده
فملکه و الله اعلم بالعبد

ترجمہ:-اللہ نے عبداللہ (مامون) کو اپنے بندوں میں سب سے بہتر سمجھا اور اسی وجہ سے ان کی حکومت دی اور بے شک اللہ ہی اپنے بندے کو سب سے بہتر جانتا ہے۔

شعر کی غلطی

عمارہ بن عقیل بیان کرتا ہے کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی السمط نے ایک دن کہا تم جانتے ہو مامون شعر نہیں سمجھتے میں نے کہا ان سے بہتر شعروں کا نقاد کون ہوسکتا ہے تم نے خود دیکھا ہے کہ ادھر ہم نے شعر سنانے شروع کیے اور ہم سے پہلے انھوں نے آخر تک سنا دیئے۔ اس نے کہا ہاں یہ ہے میں نے ایک نہایت عمدہ شعر ان کو سنایا مگر اس کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوا میں نے پوچھا کیا شعر سنایا تھا اس نے یہ شعر پڑھا۔

اضحی امام الهدیٰ المامون مشتغلا
بالدین و الناس بالدنیا مشاغیل

ترجمہ:-جب تمام عالم دنیا میں مشغول ہے مامون جو امام ہدایت ہیں دین میں مشغول ہیں

میں نے کہا بخدا اس میں تم نے کیا کمال کیا ہے یہ تو کچھ بھی نہیں اس شعر میں تم نے ان کو ایک بوڑھی عورت بنا دیا ہے جو تسبیح لئے محراب میں بیٹھی ہے تو اب بتاؤ کہ اس کے باوجود کہ وہ خلیفہ ہے اس دنیا کے معاملات کون سنبھالے ہوئے ہے وہ تو اس سے غافل ہی ہیں۔ ان کے متعلق تم نے وہی مضمون کیوں نہ کہا جو تمھارے چچا جریر نے عبدالعزیز بن ولید کے لئے کہا تھا وہ شعر یہ ہے۔

فلا هو فی الدنیا مضیع نصیبه
ولا عرض الدنیا عن الدین شاغله

ترجمہ:- یہ وہ اپنا حصہ دنیا میں ضائع کر رہا ہے اور نہ دنیا کے لوازم نے اسے دین سے غافل کیا ہے۔
راوی کہتا ہے کہ اس توجیہ سے اب اس نے اپنی غلطی کا اعتراف کرلیا۔

عتابی اور اسحٰق کا مناظرہ

محمد بن ابراہیم السیاری کہتا ہے کہ جب العتابی مدینۃ السلام میں مامون کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت اسحٰق بن ابراہیم الموصلی بھی ان کی خدمت میں حاضر تھا۔ العتابی ایک جلیل القدر شیخ تھا اس نے ان کے سامنے آ کر سلام کیا مامون نے سلام کا جواب دیا اور اپنے پاس بلایا اس نے قریب جا کر ان کے ہاتھ چومے اسکے بعد مامون نے اسے بیٹھنے کا حکم دیا وہ بیٹھ گیا۔ مامون اس کا حال دریافت کرنے لگے جس کا جواب وہ اپنی تیز وطرار زبان سے دیتا رہا مامون اس کی چرب زبانی سے خوش ہوئے اور اب اس سے مذاق شروع کر دیا جس کو اس نے اپنی خفت پر محمول کیا اور اس نے کہا امیر المومنین بے تکلفی سے پہلے اتنا دینا چاہیے کہ لینے والا بس کہہ دے لفظ "ابساس،، کے پورے معنی پوری طرح مامون نہ سمجھ سکے انھوں نے اسحٰق بن ابراہیم کی طرف دیکھا مگر پھر خود ہی سمجھ گئے اور غلام سے کہا کہ ایک ہزار دینار لاؤ یہ رقم آ گئی اور العتابی کے سامنے ڈال دی گئی۔ اس کے بعد وہ مختلف مباحث اور حدیث کے متعلق سوال و جواب کرنے لگے اور ساتھ ہی اسحٰق کو آنکھ کے اشارے سے کہا کہ ذرا اس کی خبر لینا۔ چنانچہ جس مسئلے پر العتابی گفتگو کرتا اسحٰق اس کے جواب میں اس سے کہیں زیادہ اس بارے میں اپنی معلومات بیان کر دیتا جس سے وہ دنگ ہو گیا اس نے مامون سے کہا کہ جناب والا مجھے اجازت دیں کہ میں اس بزرگ سے اس کا نام پوچھوں انھوں نے کہا پوچھ لو العتابی نے اسحٰق سے پوچھا اے شیخ! جناب کا اسم گرامی کیا ہے اور آپ کون ہیں؟ اس نے کہا میں انسان ہوں اور میرا نام "کل بصل،، ہے العتابی نے کہا نسبت کو تو سب جانتے ہیں کہ آپ انسان ہیں مگر یہ نام آج ہی سننے میں آیا ہے کل بصل تو کوئی نام نہیں اسحٰق نے کہا آپ نے ٹھیک بات نہیں کہی آپ کا اعتراض مناسب نہیں "کل ثوم،، کیا نام ہے پیاز تو بہر حال لہسن سے اچھا ہی ہے اس جواب پر العتابی نے اس کی تعریف کی اور کہا امیر المومنین مجھے ایسا قابل آدمی آج تک اور کوئی نظر نہیں آیا اگر آپ اجازت دیں تو جو صلہ آپ نے مجھے دیا ہے وہ ان کے نذر کر دوں کیونکہ انصاف یہ ہے کہ وہ مجھ پر فوقیت لے گئے ہیں مامون نے کہا یہ صلہ تو آپ کو دیا گیا ہے ہم اسی قدر ان کو دیے دیتے ہیں اب اسحٰق نے العتابی سے کہا کہ جب آپ نے میری فضیلت کا اعتراف کرلیا ہے تو اب غور کیجئے کہ میں کون ہو سکتا ہوں اس نے کہا ہوں نہ ہوں آپ وہی فاضل اجل ہیں جن کی شہرت عراق سے ہم کو پہنچتی رہی ہے اور جو ابن الموصلی کے نام سے مشہور ہیں۔ اس نے کہا آپ کا قیاس بالکل درست ہے میں وہی ہوں العتابی نے اب اس سے ملاقات کے لئے سلام کیا اور دعا دی، چونکہ سلسلہ کلام کو بہت دیر ہو چکی تھی اس وجہ سے مامون نے کہا کہ جب آپ دونوں میں صلح اور دوستی ہو گئی ہے تو اب آپ تشریف لے جائیے۔ چنانچہ دونوں باتیں کرتے ہوئے دربار سے اٹھ آئے اور العتابی اسحٰق کے گھر آ گیا اور اسی کے ہاں مقیم رہا۔

عمارہ پر مامون کی تنقید اور اس کا جواب

عمارہ بن عقیل کہتا ہے کہ ایک دن جبکہ میں مامون کے ہاں شراب پی رہا تھا انھوں نے مجھ سے کہا" اے بدوی

تو کس قدر خبیث ہے میں نے کہا امیر المومنین آپ نے یہ گمان میرے لئے کیوں کیا ہے انھوں نے کہا تم نے ان اشعار میں یہ کیا کہا ہے۔

قالت مفدّاۃُ لمّا ان رات ارقی
والھم یعتادُنی من طیفہ لم

ترجمہ:- میری جان نثار محبوبہ نے جب دیکھا کہ میں بیدار ہوں اور غم کا میرے اوپر ہجوم ہے اس نے کہا

نھبتمالک فی الذین اصرۃً
وفی الا باعد حتی خصّک العدم

ترجمہ:- تم نے اپنے قریبی رشتہ داروں اور دور کے تعلق والوں میں اپنا تمام مال لٹا دیا اور اس کی وجہ سے بالکل تہی دست ہو گئے۔

فاطالب الیھم تریٰ ما کنتُ من حسنٍ
تُسدی الیھم فقد باتت لھم صرمُ

ترجمہ:- جو دولت تم ان کے لے جا کر دیا کرتے تھے اب وہ اسے ذرا طلب کرو کیونکہ اب تو خود تم ان کے لئے اپنی تنگ دستی اور کثرت عیال کی وجہ سے پریشان ہو گئے ہو۔

فقلتُ عذلک قد اکثرت لائمتی
ولم یمت حاتم، ھزلا ولا ھرمُ

ترجمہ:- میں نے اس سے کہا بہت ملامت کر چکی اب بس کر حاتم اور ہرم یوں ہی مذاق میں نہیں مر گئے۔

مامون نے مجھ سے کہا تم نے اپنے کو ہرم بن سنان سردار عرب اور حاتم الطائی سے مشابہت دی ہے کہاں وہ اور کہاں تم۔ انھوں نے یہ کیا اور یہ کیا۔ مامون نے اس کے فضائل کی مجھ پر بھر مار کر دی میں نے عرض کیا امیر المومنین میں ان دونوں سے بہتر مسلمان ہوں وہ کافر تھے اور میں بھی عرب ہوں۔

تین مختلف قسم کے اشعار مامون نے محمد بن الجہم سے کہا کہ مجھے تم تین شعر مدح، ہجو اور مرثیہ میں سناؤ میں ہر شعر کے عوض میں ایک پرگنہ تم کو دوں گا اس نے مدح میں یہ شعر پڑھا۔

یجودُ بالنفس اذضنّ الجوادُبھا
والجودُ بالنفس اقصی غایۃ الجود

ترجمہ:- میرا ممدوح اس وقت اپنی جان دے ڈالتا ہے جب بڑے بڑے سخی اس کے دینے میں بخل کرتے ہیں اور جان کا دے دینا سخاوت کی انتہائی حد ہے۔

ہجو میں یہ شعر سنایا

قبحت مناظرهم فحين خيرتهم
حَسُنت مناظرهم لقبح المخبر

ترجمہ:۔ان کے چہرے بہت برے ہیں مگر صرف جب تو ان کو غور سے دیکھے تو قباحت کے باوجود وہ خوش ہو جاتے ہیں۔

مرثیہ میں یہ سنایا۔

ارادوا ليخفوا قبره عن عداوة
فطيب تراب القبر دل على القبر

ترجمہ:۔انھوں نے چاہا تھا کہ اس کی قبر اس کے دشمن کو نہ معلوم ہو سکے مگر قبر کی مٹی کی خوشبو نے قبر کا پتہ دے ہی دیا۔

ناگوار شعر

علویہ کہتا ہے کہ ایک موقع مجھ پر ایسا گزرا کہ اگر مامون رحم نہ کرتے تو میں اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا تھا ایک مرتبہ انھوں نے مجھے طلب کیا اور جب نبیذ سے وہ سرشار و بدمست ہو گئے تو مجھ سے گانے کی فرمائش کی اس سے پہلے کہ میں شروع کرتا مخارق نے جریر کے بعض شعر ابن سریج کی لے میں گانے شروع کر دیئے۔اب میری باری آئی وہ رومی سرحد جانے کے ارادے سے دمشق جانے کی تیاری کر چکے تھے اس وقت مجھ سے یہی شعر گانے بن پڑا۔

الحينُ ساق الى دمشق وَمَا
كانت دمشقُ لاهلها بلدا

ترجمہ:۔اب وہ دمشق روانہ ہوا ہے حالانکہ دمشق کبھی اپنوں کے لئے مناسب نہیں رہا۔

یہ شعر سنکر پیالہ زمین پر دے مارا اور کہا خدا کی لعنت تجھ پر ہو یہ کیا سنایا پھر غلام کو حکم دیا کہ تین ہزار درہم مخارق کو لا کر دے دے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے دربار سے اٹھا دیا گیا اس وقت ان کی دونوں آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے اور وہ معتصم سے کہہ رہے تھے کہ بخدا میرا یہ آخری سفر ہے میں نہیں سمجھتا کہ اب دوبارہ کبھی میں عراق کو دیکھوں گا اور واقعہ بھی یہی ہوا کہ اس سفر سے ان کو عراق آنا نصیب ہی نہ ہو سکا اور انتقال ہو گیا۔

ابو اسحٰق المعتصم محمد بن ہارون الرشید کی خلافت

اس سال رجب ۲۱۸ ہجری کے اختتام سے بارہ روز قبل جمعرات کے دن ابو اسحٰق محمد بن ہارون الرشید بن محمد المہدی بن عبداللہ المنصور کی بحیثیت خلیفہ بیعت کی گئی لوگوں کو یہ اندیشہ تھا کہ اس بارے میں عباس بن المامون ان سے جھگڑا کرے گا مگر اس کی نوبت نہ آئے۔فوج نے تو پہلے ان کی خلافت کے خلاف شور و غوغا برپا کر دیا تھا اور مطالبہ کیا تھا کہ عباس کو خلیفہ بنایا جائے مگر ابو اسحٰق نے عباس کو بلایا وہ حاضر ہوا اس نے ان کی بیعت کی پھر فوج سے آ کر کہا تمھاری اس جھوٹی محبت سے کیا ہوتا ہے میں نے اپنی خوشی سے اپنے چچا کی بیعت کر کے خلافت کو ان کے سپرد کر دیا ہے، اس بات سے تمام فوج مطمئن ہو گئے۔

مامون نے طوانہ کی جس قلعہ بندی کا حکم دیا تھا معتصم نے اس سال اس کے گرا دینے کا حکم دے دیا اس وجہ سے وہاں جس قدر اسلحہ اور دوسرا ساز وسامان جمع کیا گیا تھا اس میں سے جو بوجھ ڈال کر لایا جا سکا وہ لے آیا گیا اور باقی کو جلا دیا گیا اور جن لوگوں کو مامون نے وہاں بسایا تھا ان کو اپنے اپنے وطن جانے کی اجازت دے دی گئی۔

اس سال معتصم بغداد آئے عباس بن المامون بھی ہمراہ تھا وہ ہفتہ کے دن بغداد پہنچے اور اسی دن انھوں نے رمضان کا چاند یہاں آ کر دیکھا۔

اس سال اصبہان، ہمدان اور ماسبذان اور مہر جانقذق کے ہزار ہا پہاڑی باشندے بابک خرمی کے مذہب میں داخل ہو گئے اور سب نے جمع ہو کر ہمذان کے علاقہ میں بغاوت کر دی۔ معتصم نے ان کے مقابلہ کے لئے بہت سی فوجیں بھیجیں آخری فوج انھوں نے اسحٰق بن ابراہیم بن مصعب کی امارت میں اس سال کے ماہ شوال میں روانہ کی تھی اور اسحٰق بن ابراہیم کو تمام جبال کا علاقہ کا امیر بھی مقرر کیا تھا۔ اسحٰق ماہ ذی القعدہ میں اس جماعت کے مقابلہ پر روانہ ہوا اور آٹھویں ذی الحجہ کو فتح کی خوشخبری پر مشتمل ان کا خط بغداد میں پڑھا گیا صرف ہمدان کے علاقہ میں اس نے ساٹھ ہزار کو قتل کر دیا تھا باقی رومی علاقے میں بھاگ گئے۔

اس سال صالح بن عباس بن محمد کی امارت میں حج ہوا۔ اہل مکہ جمعہ کے دن اور اہل بغداد نے ہفتہ کے دن قربانی کی۔

۲۱۹ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

محمد بن القاسم کی گرفتاری

اس سال محمد بن القاسم بن عمر بن علیؓ بن الحسینؓ بن علیؓ بن ابی طالب نے خراسان کے شہر طالقان میں ظہور کیا اور آل محمد صلعم میں سے خلیفہ کے اختیار کی دعوت دی بہت سے لوگ اس کے ساتھ ہو گئے طالقان اور اس کے پہاڑوں میں اس کی عبداللہ بن طاہر کے امراء سے کئی لڑائیاں ہوئیں آخر میں اسے اور اس کی فوج کو شکست ہوئی وہ خراسان کے اس مقام کی طرف بھاگ رہا تھا جہاں کے باشندوں نے اس سے مراسلت کے ذریعے سازش کر لی تھی۔ جب شہر نسا پہنچا تو اس کے ایک ساتھی کا باپ وہاں رہتا تھا وہ شخص اپنے والد سے ملنے اور اس کے سلام کے لئے اس کے پاس گیا اس کے والد نے لڑائی کی خبر پوچھی اس نے سارا واقعہ بیان کر دیا اور کہا کہ اب ہم فلاں مقام کی طرف جا رہے ہیں اس شخص نے عامل نسا سے جا کر محمد بن القاسم کی خبر کر دی عامل نے اسے دس ہزار درہم دیئے کہ تو مجھے اس کا پتہ بتا دے اس نے بتا دیا عامل نے ہواں آ کر محمد بن القاسم کو گرفتار کر کے اس سے ضمانت لی اور اسے عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیج دیا اس نے اسے معتصم کے پاس بھیج دیا یہ بدھ کے دن ۱۴ ربیع الآخر کو معتصم کی خدمت میں پیش کر دیا گیا انھوں نے اسے مسرور الکبیر رشید کے خدمتگار کے پاس سامرا میں قید کر دیا۔

قید سے بھاگنا

جس جگہ قید کیا گیا تھا وہ نہایت ہی تنگ تھی جس کی وسعت شائد تین گز لمبی اور دوگز چوڑی تھی۔ تین وہ اسی کوٹھڑی میں قید رہا اس کے بعد اسے اس سے زیادہ وسیع حجرے میں منتقل کر دیا گیا اور کھانا بھی جاری کر دیا گیا نیز پہرہ بٹھا دیا گیا۔ عیدالفطر کی رات میں تمام لوگ عید اور تہنیت عید میں مشغول تھے وہ کسی ترکیب سے قید سے نکل بھاگا،۔ بیان کیا گیا ہے کہ رات کے وقت وہ روشن دان کی رسی کے ذریعہ روشن دان تک چڑھ کر اس سے نکل گیا جب لوگ اس کے لئے صبح کا کھانا لیکر وہاں آئے تو وہ موجود نہ تھا اگرچہ اس کی نشاندہی کے لئے ایک لاکھ درہم کا عام اعلان کر دیا گیا اور اس کے لئے منادی کرنے والے نے منادی کر دی مگر اس کا بالکل پتہ نہ چلا۔

خرمیوں کا قتل عام

اس سال ۱۱ جمادی الاولیٰ اتوار کے دن اسحٰق بن ابراہیم علاقہ جبال سے خرمی اور دوسرے امان حاصل کردہ قیدیوں کے ساتھ بغداد آیا بیان کیا گیا ہے کہ عورتوں اور بچوں کو چھوڑ کر اسحٰق بن ابراہیم کی اس تمام لڑائیوں میں تقریباً ایک لاکھ آدمی قتل کیے گئے۔

عجیف صافیہ گاؤں میں

اس سال جمادی الثانی میں معتصم نے عجیف بن عنبسہ کو اُن زط گروہوں سے لڑنے بھیجا جنھوں نے بصرہ کے راستے میں سر اٹھا رکھا تھا راستہ بند کر رکھا تھا مسافروں کو لوٹ لیتے تھے اور کسکر اور اس سے ملے ہوئے بصرہ کے علاقہ کے کھلیانوں سے غلہ اٹھا لے جاتے تھے ان کے خوف سے لوگوں نے اس راستے پر چلنا چھوڑ دیا تھا اپنے آپ کو روزانہ کی خبروں سے باخبر رکھنے کے لئے معتصم نے ڈاک کی چوکیوں پر سوار متعین کر دیئے تھے اپنے آپ کو روز کی خبروں سے باخبر رکھنے کے لئے معتصم نے ڈاک کی چوکیوں پر سوار متعین کر دئے تھے جو روز کی خبریں فوراً پہنچا دیتے تھے جو خبر عجیف کے ہاں سے نکلتی وہ اسی دن معتصم کو مل جاتی معتصم کی جانب سے محمد بن منصور ابراہیم بن البختری کا کاتب عجیف کا بخشی تھا، واسط آ کر عجیف نے اس کے نیچے صافیہ نام ایک گاؤں میں پانچ ہزار فوج کے ساتھ اپنا پڑاؤ ڈالا اور خود وہ وہاں سے چل کر بردودا نام دجلہ کی ایک نہر پر آ گیا اور اسے بند کرنے تک وہاں مقیم رہا۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ عجیف نے واسط کے نیچے نجیدنا می ایک جگہ پر اپنا پڑاؤ قائم کیا اور یہاں سے اس نے ہارون بن نعیم بن الوضاح خراسانی سپہ سالار کو پانچ ہزار فوج کے ساتھ صافیہ نامی مقام کی طرف وہاں ٹھہرا رہا اس کے علاوہ اس نے دوسری اور نہریں بھی جو دجلہ سے نکلتیں یا اس میں ملتی تھیں بند کر دیں اس طرح اس نے زط کو ہر طرف سے محاصرہ میں لے لیا جن نہروں کو اس نے بند کیا تھا ان میں ایک نہر عروس نامی تھی۔ اس کی ناکہ بندی کے بعد اب اس نے ان پر حملہ کر کے پانچ سو کو گرفتار اور جنگ میں تین سو کو ہلاک کر دیا قیدیوں کو قتل کر کے ان کے سر دربار پر بھیجد یئے، اس کے بعد عجیف پندرہ دن تک زط کے مقابلہ پر جم کر لڑتا رہا اور اس میں اس نے ان کی ایک بڑی جماعت کو قتل کر دیا اور قید کر لیا۔ اس قوم کا سردار محمد بن عثمان نامی ایک شخص تھا اور اس کا مددگار اور سپہ سالار سملق تھا۔ عجیف نو ماہ تک ان سے لڑتا رہا۔

اس سال صالح بن العباس کی امارت میں حج ہوا۔

۲۲۰ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

عجیف کا زط پر غلبہ

اس سال عجیف نے زط پر پورا غلبہ پالیا اس نے ان کو اس قدر عاجز کر دیا کہ وہ امان مانگنے پر مجبور ہوئے عجیف نے ان کو امان دی۔ وہ ذی الحجہ ۲۱۹ھ ہجری میں بغداد لے کر آیا ان کی کل تعداد ۲۷ ہزار تھی جن میں ۱۲ ہزار جنگجو مرد تھے عجیف نے ان کو شمار کیا تو مرد، عورت اور بچے سب ملا کر ۲۷ ہزار تھے یہ ان کو کشتیوں میں سوار کر کے بغداد روانہ ہوا زعفرانیہ آ کر اس نے اپنے ہر سپاہی کو حسن کارگزاری کے انعام میں دو دو ہزار انعام دیا ایک دن وہاں ٹھہرا پھر جنگی ترتیب کے ساتھ ان بیڑوں میں سوار ہو کر یوم عاشورہ ۲۲۰ھ ہجری کو بغداد آیا ان کے ساتھ بگل بھی تھے معتصم اس وقت اپنی کشتی الزو میں سوار شماسیہ میں تھے زُط بگل بجاتے ہوئے ان کے پاس سے گزرے ان کے اگلے قفص اور آخری شماسیہ کے مقابل تھے تین دن تک وہ اپنی کشتیوں میں مقیم رہے پھر ان کو بغداد کی مشرقی جانب عبور کرالایا گیا اور وہ بشر بن السمیدع کے حوالے کر دیئے گئے۔ وہ ان کو خانقین لایا اور یہاں سے ان کو سرحد کی طرف عین زربہ منتقل کیا گیا اور رومیوں نے ان پر غارت گری کر کے ان کو بالکل برباد کر دیا ان میں سے کوئی بھی نہ بچ سکا۔

اس سال معتصم نے افشین حیدر بن کاؤس کو جبال کا والی مقرر کر کے بابک کے مقابلہ پر روانہ کیا ۲ جمادی الآخر کو افشین اس مہم پر بغداد سے روانہ ہوا اس نے بغداد کی عیدگاہ میں اپنا پڑاؤ ڈالا پھر وہاں سے برزند آیا۔

بابک کا خروج

اس نے ۲۰۱ء ہجری میں خروج کیا تھا بذ اس کا مرکز تھا سلطنت کی بہت سی فوجوں کو اس نے شکست دی تھی اور فوجی سرداروں کو قتل کر چکا تھا جب معتصم خلیفہ بنے تو انھوں نے ابوسعید محمد بن یوسف کو اردبیل بھیجا اور حکم دیا کہ زنجان اور اردبیل کے درمیان جن قلعوں کا بابک نے گرا دیا ہے یہ ان کو پھر بنائے اور ان قلعوں میں اردبیل سامان معیشت لے جانے والے تاجروں کی حفاظت کے لئے جنگی چوکیاں قائم کرے، ابوسعید اپنے کام پر چلا گیا اور اس نے ان قلعوں کو پھر بنایا جس کو بابک نے خراب کر دیا تھا اپنی غارت گری کے سلسلہ میں بابک نے اسی دوران غارت گری کے لئے معاویہ نامی ایک دستہ فوج ایک شخص کی سرکردگی میں کسی مقام کو بھیجا جب یہ جماعت غارت گری کر کے پلٹ رہی تھی اس کی خبر ابوسعید محمد بن یوسف کو ہوئی اس نے ایک جماعت تیار کر کے ان کے راستہ پر ان کو جالیا اور لڑ پڑا اس جھڑپ میں اس نے ان کے کچھ آدمی قتل کر دیئے اور کچھ قید کر لیے نیز لوٹ کا جو مال وہ لے جا رہے تھے اس پر اس نے قبضہ کر لیا، یہ پہلی ہزیمت تھی جو بابک کی جماعت کو ہوئی۔ ابوسعید نے مقتولین کے سر اور قید معتصم باللہ کی خدمت میں بھیج دیئے۔

اس کے بعد دوسری ہزیمت ان کو محمد بن البعیث نے دی، یہ شخص ایک نہایت مستحکم قلعہ شاہی میں مقیم تھا، اس

قلعہ کو اس نے دجنا بن الرواد سے چھینا تھا۔ تقریباً دو فرسخ اس کا عرض تھا یہ آذربائیجان کے علاقہ میں واقع تھا۔ اس کے قبضہ میں اس علاقے میں ایک اور رقلعہ تبریز بھی تھا مگر یہ قلعہ شاہی دونوں میں زیادہ مستحکم اور نا قابل تسخیر تھا۔ ابن البعیث سے بابک کی مصالحت تھی جب وہ اپنی مہمیں بھیجتا تو وہ فوجیں اس کے پاس آ کر اترتیں یہ ان کی مہمانداری کرتا اور ان کو انعام وصلہ دیتا۔ اس طرح بابک کی فوجیں اس سے مانوس ہوگئی تھیں اور ان کی یہ عادت ہوگئی تھی کہ جب وہ کسی مہم پر جاتیں اس کے ہاں ضرور مہمان ہوتیں، ایک مرتبہ، بابک نے اپنے امراء میں سے عصمہ نامی ایک امیر کی قیادت میں ایک مہم روانہ کی وہ ابن البعیث کے ہاں اترا اس نے حسب عادت بھیڑیں ان کے پاس بھیجیں اور ان کو اپنا مہمان بنایا اور خوب خاطر تواضع کی اور عصمہ سے کہلا بھیجا کہ آپ اپنے خاص مصاحب اور عمائد کے ساتھ قلعہ میں مجھ سے ملنے آئیں۔ یہ اس کے پاس آیا۔ ابن البعیث نے ان کو کھانا کھلایا اور اتنی شراب پلائی کہ وہ بدمست ہوگئے اب اس نے اچانک حملہ کر کے عصمہ کو پکڑ لیا اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔

اس نے عصمہ کا حکم دیا تھا کہ وہ اپنے ایک ایک شخص کا نام بتائے چنانچہ جب وہ اس شخص کا نام لیتا تو وہ قلعہ کی فصیل پر چڑھ کر وہ نام لیکر اس کی گردن مار دیتا۔ یہ منظر دیکھ کر اس کی فوج جو قلعہ کے باہر خیمہ زن تھی بھاگ گئی، ابن البعیث نے عصمہ کو معتصم کے پاس بھیج دیا۔ یہ بعیث ابو محمد بن الرّواد کے لٹیروں میں کا ایک لٹیرا تھا، معتصم نے عصمہ سے بابک کے علاقوں کو دریافت کیا اس نے ان کو وہاں کے سب راستے اور لڑائی کے ڈھنگ بتائے یہ واثق کے عہد تک قید رہا۔

حصن النہر تک لوگوں کو پہنچانے کا طریقۂ کار

برزند آ کر افشین نے پڑاؤ ڈالا اور اس نے ان قلعوں کو جو برزند اور اردبیل کے درمیان تھے درست کرایا اس نے محمد بن یوسف کو خش نامی ایک مقام میں متعین کیا اس نے وہاں خندق بنائی، افشین نے ہیثم الغنوی اہل جزیرہ کے سپہ سالار کو ارشق نامی ایک ہاٹ میں متعین کیا۔ اس نے اس کے قلعہ کی مرمت کی اور اس کے گرد خندق بنائی۔ نیز افشین نے علویہ الاعور ابناء کے ایک امیر کو اردبیل کے متصل حصن النہر نامی ایک قلعہ پر متعین کر دیا جو مسافر اور قافلے اردبیل سے روانہ ہوتے ان کے ساتھ بدرقہ ہوتا جو ان کو حصن النہر تک پہنچا دیتا اس کے بعد پھر حصن النہر کا افسران کو اپنی حفاظت میں لے کر چلتا پھر ان کو ہیثم الغنوی کے سپرد کر دیتا اسی طرح دوسری طرف سے ہیثم اپنی سمت کے لوگوں کو لا کر حصن کے حوالے کر دیتا اور اردبیل سے آنے والوں کا خود بدرقہ بنتا اسی طرح وہ اور حصن النہر کا افسر آدھے راستے پر مل جاتے اور حصن النہر والا اپنے قافلوں کو ہیثم کے سپرد کر دیتا اور ہیثم اپنے اس کے سپرد کر دیتا اور پھر دونوں اپنی اپنی سمت چلے آتے۔

اگر ان میں سے کبھی ایک مقررہ مقام پر موجود دوسرے سے پہلے پہنچ جاتا تو وہ جب تک دوسرا وہاں نہ آ جائے اس مقام سے تجاوز نہ کرتا اور یہاں وہ دونوں اپنے اپنے قافلوں کو دوسرے کے سپرد کر کے ایک اردبیل واپس ہو جاتا اور ہیثم اپنے قافلہ کو افشین کے پڑاؤ کی طرف لے کر چلتا اور اس کی صورت یہ ہوتی کہ وہ اپنے قافلہ کو ابو سعید کے حوالے کرتا، اس کے مقابلہ پر ابو سعید اپنے مستقر سے چل کر نصف راستے پر آ کر ٹھہرتا اور جو لوگ اس کے ساتھ ہوتے ان کو یہاں ہیثم کے حوالے کرتا اور ہیثم اپنے قافلہ کو ابو سعید کے سپرد کر دیتا۔ ابو سعید اپنے قافلہ والوں کے ساتھ خش آتا اور ہیثم اپنے لوگوں کو لے کر ارشق پلٹ جاتا دوسرے دن وہ ان کو علویہ الاعور اور اس کے سپاہیوں کے حوالے کر دیتا تا کہ وہ ان

لوگوں کو وہاں وہاں پہنچا دیں جہاں ان کو جانا ہے۔ ابوسعید اپنے قافلے کر لے کر خش ہوتا ہوا افشین کے پڑاؤ کو آ جاتا راستہ ہی میں اسے افشین کا رسالدار مل جاتا اور وہ اس قافلہ کو اپنی تحویل میں لے کر افشین کے پڑاؤ آ جاتا یہ طریقہ بہت عرصہ تک جاری رہا۔

جب کبھی دشمن کے جاسوس ابوسعید کے پاس یا دوسری کسی جنگی چوکی میں آ جاتے وہ سب ان کو افشین کے پاس بھیج دیتے افشین نہ ان کو قتل کرتا نہ ان کو پٹواتا بلکہ ان کو انعام و اکرام دیتا اور پوچھ لیتا کہ بابک ان کے خدمات کا کیا انعام دیا کرتا ہے جس قدر وہ بتاتے یہ اس سے دوگنی رقم ان کو دے دیتا اور کہتا کہ تم ہمارے جاسوس بن جاؤ۔

اس سال ارشق میں بابک اور افشین میں ایک لڑائی ہوئی جن میں موخر الذکر نے بابک کے بہت سے آدمی قتل کئے گئے جن کے متعلق بیان کیا گیا ہے کہ ایک ہزار سے زیادہ تھے اور بابک وہاں سے بھاگ کر موقان چلا گیا اور پھر اس مقام کو بھی چھوڑ کر بذ نام اپنے اصلی شہر کو چلا گیا۔

افشین اور بابک کی لڑائی

اس واقعہ کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ معتصم نے بغا الکبیر کے ساتھ بہت بڑی رقم اپنی فوج کی تنخواہ اور جنگ کے اخراجات کے لئے افشین کے پاس روانہ کی بغا اس رقم کو لیکر اردبیل آیا۔ بابک اور اس کے آدمیوں کو بغا کی خبر مل گئی۔ انھوں نے اس بات کا ارادہ کیا کہ اس سے پہلے کہ بغا افشین کے پاس پہنچے ہم اسے راستے ہی میں آلیں۔ صالح جاسوس نے افشین سے آ کر بیان کیا کہ بغا رقم لا رہا ہے اور بابک نے تہیہ کیا ہے کہ اس سے پہلے کہ وہ آپ کے پاس پہنچے راستے ہی میں اسے آ لے۔

بیان کیا گیا ہے کہ صالح نے ابوسعید سے آ کر یہ خبر بیان کی تھی اور اس نے اسے افشین کے پاس بھیج دیا۔

اپنے منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے بابک نے کئی مقامات پر کمین متعین کر دی افشین نے ابوسعید کو لکھا کہ اس اطلاع کی تحقیق کر لو۔ وہ ایک جماعت کے ساتھ بھیس بدل کر حقیقت معلوم کرنے کے لئے نکلا اس نے صالح کے نشان زدہ مقامات میں آگ اور الاؤ دیکھے افشین نے بغا کو لکھا کہ میرے آئندہ کے حکم تک تم اردبیل ہی میں قیام کرو۔ ابوسعید نے افشین کو لکھا کہ صالح کی اطلاع درست ہے اس نے صالح سے حسن سلوک کا وعدہ کیا اور اس وقت بھی اسے انعام دیا۔

اب افشین نے بغا کو لکھا کہ تم یہ ظاہر کرو کہ تم گویا سفر کی تیاری کر رہے ہو، اس دولت کو اونٹوں پر ڈالو اور ان کی ایک قطار بنالو اور پھر اردبیل سے روانہ ہو۔ یہ ظاہر کرو کہ گویا تم برزند جا رہے ہو اور جب تم نہر والی جنگی چوکی تک پہنچ جاؤ یا دو فرسخ کے مماثل راستہ طے کر لو تو اونٹوں کی قطار کو وہیں روک دو البتہ وہ لوگ جو اس دولت کے ساتھ ہوں برزند چلے جائیں جب قافلہ چلا جائے تو تم اس دولت کو لے کر اردبیل پلٹ آؤ۔

بغا نے حکم کے مطابق عمل کیا جب اس کا قافلہ اردبیل سے چل کر نہر پر ٹھہرا تو بابک کے جاسوس نے چونکہ خود مال کو بار ہوتے ہوئے دیکھا تھا اس سے جا کر اس کی اطلاع کی اور کہا کہ وہ نہر کے پاس پہنچ چکا ہے۔

بغا مال لے کر اردبیل واپس آ گیا، دوسری طرف سے افشین اس قرارداد کے مطابق جو اس نے بغا سے کی تھی معینہ دن میں عصر کے وقت برزند سے روانہ ہو کر غروب آفتاب کے ساتھ خش آ گیا اور اس نے ابوسعید کی خندق کے باہر

پڑاؤ کیا صبح ہوتے ہی وہ خفیہ طور پر چل کھڑا ہوا نہ اس نے طبل بجایا نہ کوئی نشان بلند کیا بلکہ اس نے اپنی فوج کو حکم دیا تھا کہ جنگی نشانات بندھے رہیں اور سب لوگ بالکل خاموش رہیں اس نے اپنی رفتار بہت تیز رکھی، وہ قافلہ جو اس روز نہر سے ہیثم کی سمت اس لئے چلا تھا کہ یہ اسے راستے میں جا ملے۔ ہیثم کو افشین کی آمد کی اطلاع نہ تھی یہ حسب دستور اپنے قافلہ کو لے کر نہر کے ارادے سے روانہ ہو گیا اب بابک اپنی پیدل اور دوسری فوجوں کو آراستہ کر کے نہر کے راستہ پر آ گیا اسے یقین تھا کہ مال ضرور میرے ہاتھ لگ جائے گا۔ حصن النہر کا قلعہ دار اپنے قافلہ کو لے کر ہیثم کی طرف چلا۔ اس پر بابک کے سواروں نے کمین گاہوں سے نکل کر اس امید پر کہ وہ رقم ضرور اس کے ساتھ ہے حملہ کر دیا۔ نہر کا قلعہ دار ان سے لڑ پڑا مگر انھوں نے اسے اس کی جمعیت اور تمام مسافروں کو قتل کر دیا۔ ان کے تمام مال و متاع کو لوٹ لیا مگر ان کو معلوم ہوا کہ جس دولت کے لالچ میں انھوں نے یہ حملہ کیا تھا وہ ان کی دسترس سے نکل گیا ہے انھوں نے حصن النہر کے قلعہ دار کا جھنڈا لے لیا اور فوج کی وردی زرہیں، بھالے اور دگلے لے کر خود ان کو پہن کر اپنی ہیئت اس لئے بدلی کہ اس طرح بے خبری میں وہ ہیثم الغنوی اور اس کے ساتھیوں کو جا دبوچیں ان کو افشین کی پیش قدمی کی اطلاع نہ تھی، وہ حصن النہر کی سپاہ کی شکل میں آگے آئے اور مقام مقررہ تک چلے آئے چونکہ ان کو صحیح طور پر اس مقام کا علم نہ تھا جہاں قلعہ دار کا نشان نصب ہوتا تھا اس لئے وہ اس سے ہٹ کر دوسری جگہ آ کر ٹھہر گئے ہیثم دوسری طرف سے آ کر اپنے مقررہ مقام پر ٹھہرا اور اپنے مقابل کے مقام کی تبدیلی سے کھٹک گیا۔

اس نے اپنے چچازاد بھائی سے کہا کہ تم اس بدخو کے پاس جا کر پوچھو کہ اس غیر مقام میں کیوں ٹھہرا ہے ہیثم کے بھائی نے اس جماعت کے قریب آ کر دیکھا کہ یہ تو کوئی اور لوگ ہیں۔ اس نے فوراً ہیثم کے پاس واپس آ کر اس سے کہا کہ ان لوگوں کو تو میں نہیں پہچانتا۔ اس نے جھڑک کر کہا اللہ تجھے رسوا کرے تو نہایت بزدل ہے۔ پھر اس نے اپنے پاس سے پانچ سوار دریافت حال کے لئے روانہ کئے۔ جب یہ سوار اپنی جماعت سے علیحدہ ہو کر بابک کے قریب پہنچے وہاں سے دو آدمی نکل کر آئے۔ یہ سوار ان کے پاس گئے اور ان کی ہیئت سے سمجھ گئے کہ یہ تو دشمن ہیں۔ انھوں نے ان سے بھی کہہ دیا کہ ہم نے تم کو پہچان لیا ہے اس کے بعد وہ سوار تیز گھوڑے دوڑاتے ہوئے ہیثم کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ کافر نے علویہ اور اس کی جمعیت کو قتل کر ڈالا ہے اور دھوکہ دینے کے لئے انھیں کے جھنڈے اور لباس کو لے کر خود پہن لیا ہے۔ ہیثم اس خبر کو سنتے ہی اپنے قافلہ کے پاس پلٹ آیا اور اس اندیشہ سے کہ مبادا یہ جماعت دشمن کے ہاتھ لگ جائے اس نے فوراً واپس لوٹنے کا حکم دے دیا۔ اور اب وہ اپنے قافلہ کو دشمن سے بچاتا ہوا عقبی دستہ کی طرح اپنی جمعیت کے ساتھ تھوڑی تھوڑی دور چل کر ٹھہر جاتا یہاں تک کہ قافلہ اس قلعہ میں پہنچ گیا جو ہیثم کا ٹھکانا تھا یعنی ارشق یہاں آ کر اس نے اپنے سپاہیوں سے کہا کہ تم میں جو شخص اپنی خوشی سے اس بات کے لئے آمادہ ہو کہ وہ ہماری حالت امیر کو اور ابو سعید کو فوراً جا کر بتا دے اسے دس ہزار درہم انعام دیا جائے گا اور اگر دوڑ کی وجہ سے اس کا گھوڑا مر جائے تو اسے ویسا ہی دوسرا گھوڑا وہیں دے دیا جائے گا۔ دو شخص اس کام کے لئے آمادہ ہوئے اور وہ بہت عمدہ تیز گھوڑوں پر سوار ہو کر ان کو اڑاتے ہوئے اپنے کام پر چل دیئے۔ ہیثم قلعہ کے اندر آیا۔

لڑائی

بابک اپنی فوج کو لے کر اپنے مقام سے قلعہ پر آیا۔ اس کے لئے کرسی رکھ دی گئی وہ قلعہ کے سامنے ایک

بلندی پر بیٹھ گیا اور اس نے ہیثم کی طرف پیغام بھیجا کہ قلعہ کو چھوڑ کر چلے جاؤ تا کہ میں اسے گرا دوں۔ ہیثم نے اس مطالبہ کو مسترد کر دیا اور لڑائی کے لئے تیار ہوا اس وقت قلعہ میں اس کے ساتھ چھ سو پیدل اور چار سو سوار تھے اور ایک مستحکم خندق بھی اس کے ہاں تھی ان ذرائع کے ساتھ اس نے جنگ شروع کر دی۔ بابک اپنے مصاحبین کے ساتھ ایک جگہ بیٹھ گیا اور پینے کے لئے شراب اس کے سامنے رکھی گئی اب حسب دستور گھسان کی لڑائی ہونے لگی۔

وہ دونوں سوار جو خبریں بھیجنے کے لئے روانہ کئے گئے تھے ارشق سے ایک فرسخ کم فاصلہ پر افشین کے پاس پہنچ گئے۔ ان پر نظر پڑتے ہی افشین نے اپنے مقدمہ کے افسر سے کہا کہ میں دو سواروں کو نہایت تیز دوڑتا ہوا آتا دیکھ رہا ہوں پھر کہا کہ طبل بجاؤ اور جھنڈے بلند کر کے ان دونوں سواروں کی طرف گھوڑوں کو ایڑ لگا دو، اس کی فوج نے حکم کے مطابق عمل کیا اور نہایت تیزی سے روانہ ہوئے۔ افشین نے کہا اور ان دونوں سے بلند آواز میں پکار کر کہہ دو کہ ہم آئے یہ جماعت ایک ہی سانس میں اس قدر تیزی سے گھوڑے دوڑاتی ہوئی کہ ایک ایک پر پلے پڑتے تھے اناً فاناً بابک پر آ پڑی اسے اتنا موقع بھی نہ ملا کہ اپنے مقام سے منتقل ہوتا یا سوار ہو سکتا۔ افشین کا رسالہ اور فوج ایک دم وہاں آ پہنچی اور آتے ہی دشمن سے دست و گریباں ہو گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بابک کی پیادہ فوج میں سے کوئی بھی بچ کر نہ جا سکا البتہ وہ خود چند آدمیوں کے ساتھ بھاگ کر سوقان چلا گیا وہ اپنی تمام جماعت سے بالکل منقطع ہو گیا تھا، افشین وہیں ٹھہر گیا رات وہیں بسر کر کے پھر اپنی برزند کے فوجی پڑاؤ میں پلٹ آیا۔ بابک چند روز موقان میں پڑا رہا پھر اس نے اپنے شہر بذ کو آدمی بھیجے وہاں سے رات کے وقت ایک سپاہ آئی جس میں پیادے تھے وہ ان کے ہمراہ موقان سے چل کر بذ آ گیا۔

بابک کا افشین کے قافلوں پر حملہ

انھیں دنوں میں ایک قافلہ خش سے برزند جانے کے لئے روانہ ہوا اس کے ہمراہ ابوسعید کی طرف سے صالح بہشتی بدرقہ کے لئے ساتھ تھا بابک کے اصبہذ نے کمین گاہ سے نکل کر اس قافلہ پر حملہ کر دیا اور اسے آ لیا، جتنے آدمی قافلے میں تھے اور جس قدر سپاہی صالح کے ساتھ تھے ان سب کو اس نے قتل کر دیا البتہ صالح چند بچنے والوں کے ساتھ ننگے پاؤں وہاں سے بچ کر نکل آیا تمام قافلے والے قتل کر دیئے گئے اور ان کا مال وہ متاع لوٹ لیا گیا اس قافلہ کی بربادی سے جس کے ساتھ سامان خوراک تھا افشین کے پڑاؤ میں قحط پڑ گیا اس نے مراغہ کے حاکم کو حکم بھیجا کہ چونکہ ہمارے ہاں قحط پڑ گیا ہے اور لوگ فاقہ زدہ ہو رہے ہیں اس لئے تم فوراً سامان خوراک کا ایک زبردست قافلہ بھیجو، مراغہ کے حاکم نے اس حکم کی بجا آوری میں سامان خوراک کا ایک زبردست قافلہ جس میں گدھوں اور دوسرے بار برداری کے جانوروں کے علاوہ تقریباً ایک ہزار بیل تھے باقاعدہ فوجی بدرقہ کے ساتھ افشین کو بھیجا راستہ میں اس قافلہ کو بھی بابک کی ایک طوفانی جماعت نے جوطرخان یا آذین کی قیادت میں تھی آ لیا اور اسے پوری طرح لوٹ لیا۔ اس سے لوگوں کو سخت مصیبت پیش آ گئی اب افشین نے شیروان کے حاکم کو لکھا کہ سامان خوراک بھیجا اس نے کثیر مقدار میں آذوقہ روانہ کر دیا اس سال وہ سب لوگ قحط کی تکلیف سے بچ گئے۔

بغا بھی مال اور سپاہ کے ساتھ افشین کے پاس آ پہنچا۔

اس سال ذی القعدہ میں معتصم قاطول روانہ ہوئے۔

معتصم کا سفر قاطول

ابوالوزیر احمد بن خالد بیان کرتا ہے۔ ۲۱۹ ہجری میں معتصم نے مجھے بلایا اور کہا کہ سامرا کے اطراف میں میرے لئے کوئی ایسی مناسب جگہ خرید لو جہاں میں ایک جدید شہر بساؤں، مجھے اندیشہ ہے کہ کسی وقت یہ حربیا والے ایک للکار سے میرے غلاموں کو قتل کر دیں گے تو اگر میں نے وہاں اپنا مقام رکھا تو میں ان سے الگ رہوں گا اگر ان کی طرف سے کسی ہنگامہ کا مجھے خوف ہوا تو میں آسانی کے ساتھ خشکی یا تری کے راستے آ کر ان پر قابو پا سکوں گا، اور یہ ایک لاکھ دینار لے جاؤ۔ میں نے کہا سردست پانچ ہزار لے لیتا ہوں ضرورت ہوگی تو اور منگوا لوں گا انھوں نے کہا مناسب ہے میں اس مقام پر آیا اور میں نے سامرا کو پانچ سو درہم میں دیر والے نصاریٰ سے خرید لیا نیز میں نے بستان الخاقانی کی زمین پانچ ہزار درہم میں خریدی اور بھی چند جگہیں خرید لیں۔ اور جب میں نے اپنے ارادے کی تکمیل کر لی تو میں صکاک میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہ ۲۲۰ ہجری میں اس مقام کو آنے کے لئے روانہ ہوئے جب قاطول کے قریب پہنچے یہاں انکے قیام کے لئے خیمے اور شامیانے نصب کئے گئے اور دوسرے لوگوں نے اپنے جھونپڑے بنائے اس کے بعد جب بھی وہ یہاں آتے ان کے لئے عارضی طور پر بنگلے نصب کر دیئے جاتے۔ یہاں تک کہ ۲۲۱ ہجری میں اس شہر کی تعمیر شروع ہوئی۔

رشید کے خدمتگار مسرور کا کہنا ہے کہ ایک مرتبہ معتصم نے مجھ سے پوچھا کہ جب رشید بغداد کے قیام سے گھبرا جاتے تو کس مقام کو تفریح اور تبدیل کے لئے جاتے۔ میں نے کہا قاطول جایا کرتے تھے وہاں انھوں نے اکے شہر بھی بنایا تھا جس کے آثار اور فصیل اب تک موجود ہیں رشید کو بھی اپنی فوج کی طرف سے اسی قسم کا خوف پیدا ہو گیا تھا جس طرح معتصم کو ہوا مگر جب اہل شام نے شام میں بغاوت برپا کی تو رشید رقہ چلے گئے اور وہیں مقیم ہو گئے اس وجہ سے شہر قاطول نامکمل رہ گیا۔

جب معتصم بغداد سے قاطول چلے تو انھوں نے بغداد میں اپنے بیٹے ہارون الواثق کو اپنا نائب بنایا۔

قاطول جانے کی وجہ

جعفر بن محمد بن بواذہ نے معتصم کے قاطول جانے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ اس کے ترک غلاموں کی یہ حالت تھی کہ یکے بعد دیگرے وہ بغداد کے بازاروں میں مقتول پڑے ہوئے ملتے تھے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ چونکہ یہ نرے اُجڈ سپاہی تھے بغداد کے گلی کوچوں میں بے تحاشا گھوڑے دوڑاتے ہوئے چلے جاتے تھے اور اس طرح مرد عورت بچوں کو ٹکر مار دیتے اور صدمہ پہنچاتے، ابناء ان کو پکڑ کر سواری سے نیچے اتارتے اور بعد کو زخمی کر دیتے جس کی وجہ سے ان میں سے بعض زخموں سے جانبر نہ ہو سکے، ترکوں نے معتصم سے اس کی شکایت کی عوام نے بھی ان کو ستانا شروع کیا، عید قربانی یا عید الفطر کے دن جبکہ معتصم عیدگاہ سے نماز پڑھ کر آ رہے تھے حرشی کے چوک میں ایک بزرگ ان کے سامنے آئے اور کہا اے ابواسحٰق بات سنو سپاہی کو مارنے کے لئے دوڑے مگر معتصم نے ان کو روک دیا اور ان بزرگ سے پوچھا کیا ہے انھوں نے کہا آپ کی ہمسائیگی ہمارے لئے باعث زحمت ہو گئی ہے آپ ان گنواروں کو ہمارے درمیان لا بسایا ہے ان کی وجہ سے ہمارے بچے یتیم اور عورتیں بیوہ ہو گئیں اور ان کے عوض میں آپ نے ہمارے آدمیوں کو قتل بھی کیا ہے۔

معتصم اس تمام گفتگو کو غور سے سنتے رہے اس کے بعد محل میں چلے گئے مگر پھر ایک سال وہ اس طرح شہر میں

سے نہ گزرے البتہ دوسرے سال وہ جلوس کے ساتھ عید گاہ گئے اور عید کی نماز پڑھا کر پھر اپنے بغداد کی محل سرا میں واپس نہ آئے بلکہ وہیں سے انھوں نے اپنے گھوڑے کی باگ قاطول کی طرف پھیر دی اور بغداد سے چلے گئے اور وہاں پلٹ کر نا آئے۔

اس سال معتصم فضل بن مروان سے ناراض ہو گئے اور اسے قید کر دیا۔

معتصم کی فضل بن مروان سے ناراضگی کی وجہ

نیز ان تک اس کی رسائی کی وجہ

پہلی وجہ

فضل اہل بردان میں سے تھا پہلے وہ کسی عامل کے ہاں منشی تھا اس کا خط اچھا تھا۔ اس کے کچھ عرصہ بعد وہ معتصم کے ایک کاتب یحییٰ الجرمقانی کے پاس پہنچ گیا۔ یہ اس کی پیشی میں کام کرتا تھا جرمقانی کے مرنے کے بعد یہ اس کی جگہ مقرر کر دیا گیا اور اب علی بن حسان الانباری خود اس کی پیشی کا اہلکار ہوا عرصے تک یہ اسی خدمت کو انجام دیتا رہا یہاں تک کہ معتصم کو عروج نصیب ہوا فضل ان کا کاتب تھا یہ ان کے ہمراہ مامون کے مستقر کو گیا تھا نیز ان کے ہمراہ مصر بھی گیا تھا وہاں کی تمام آمدنی اسی نے وصول کی یہ مامون کی موت سے پہلے بغداد آ گیا تھا ان کے آنے سے پہلے یہ ان کے احکام یہاں نافذ کرتا اور جو چاہتا ان کی طرف سے لکھ دیتا۔ جب معتصم خلیفہ ہو کر بغداد آئے تو وہ خلافت کا اصلی کارکن اور مالک بن گیا۔ تمام دفاتر اس کے تحت تھے تمام خزانے اور کوٹھے اس کے سپرد تھے، بغداد آ کر معتصم نے داد و دہش شروع کی گویوں اور بھانڈوں کو انعام و اکرام دینے کا حکم دیا مگر اس نے ان کے احکام کی بجا آوری نہیں کی اور اس وجہ سے اب وہ ان سے ناراض ہو گیا۔

دوسری وجہ

ایک مرتبہ معتصم نے ابراہیم الہفتی مشہور، بھانڈ کے لئے فضل کو حکم دیا کہ اسے اس قدر مال دے دیا جائے مگر فضل نے اسے کچھ نہیں دیا، جبکہ معتصم کے لئے بغداد میں ایک محل تعمیر کیا گیا اور اس میں باغ لگا دیا گیا ہفتی ان کی مجلس میں تھا وہ اٹھ کر باغ کی سیر اور گل گشت کرنے لگے، ہفتی بھی ساتھ تھا یہ معتصم کے خلیفہ ہونے سے پہلے بھی ان کی صحبت میں رہا کرتا تھا اور اکثر مذاق کی گفتگو میں ان کو کہہ دیتا تھا "خدا تمھارا بھلا نہ کرے"، یہ چوڑا چکلا اور موٹا تھا اور معتصم دبلے اور ہلکے جسم کے تھے۔ یہ دونوں پیدل باغ کی سیر کر رہے تھے۔ معتصم چال میں اس سے آگے بڑھ جاتے تھے اور جب اسے اپنے ساتھ نہ دیکھتے تو مڑ کر اسے دیکھتے اور کہتے چلا نہیں جاتا آگے آؤ جب اس طرح کئی مرتبہ انھوں نے ہفتی کو حکم دیا تو اس نے مذاق کے پیرایہ میں کہا اللہ آپ کا بھلا کرے میں خلیفہ کے ساتھ ہوں کسی احدے کے ساتھ نہیں ہوں بخدا اب تک تم کو فلاح حاصل نہیں ہوئی معتصم اس کے جواب پر ہنسے اور انھوں نے کہا کیا کہتے ہو۔ کیا اب خلافت ملنے کے بعد بھی کوئی کامیابی اور فلاح باقی ہے جو مجھے حاصل نہیں اس نے کہا کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اب بھی کوئی ذی اقتدار اور کامیاب آدمی ہیں آپ برائے نام خلیفہ ہیں آپ کا حکم صرف آپ ہی سن لیتے ہیں خلیفہ دراصل فضل بن

مروان ہے جس کا حکم نافذ ہے جس وقت وہ کسی بات کو کہے اسی وقت وہ عمل پذیر ہو جاتی ہے معتصم نے کہا تم میرے کسی ایک ایسے حکم کو بتا سکتے ہو جس کا نفاذ نہ ہوا ہو اس نے کہا دو ماہ ہوئے کہ آپ نے مجھے اتنا مال دلانے کا حکم دیا تھا اس میں سے آج تک مجھے ایک حبہ بھی وصول نہیں ہوا، یہ سن کر فضل کی طرف سے ان کے دل میں گرہ بیٹھ گئی یہاں تک کہ رفتہ رفتہ وہ اس سے سخت ناراض ہو گئے اور اس کی بربادی کے درپے ہوئے۔

ردعمل

اس سلسلہ میں پہلی بات انھوں نے یہ کی کہ احمد بن عمار الخراسانی کو صرف خاص کے اخراجات کی حد تک فضل کے اوپر معتمد عام مقرر کر دیا اور نصر بن منصور بن بسام کو خراج اور دوسرے اخراجات کا معتمد عام مقرر کیا عرصے تک یہ انتظام قائم رہا۔

محمد بن عبدالملک الزیات اسی طرح معتصم کے دور میں فراش خانے کا نگران تھا جس طرح کہ اس کا باپ مامون کے عہد میں تھا۔ اس شعبہ میں اس کے ہاتھ جو خرچ ہوتا تھا وہ اسے باقاعدہ دیوان میں درج کر لیتا تھا اس کا یہ قاعدہ تھا کہ سیاہ نیمہ پہنے اور تلوار حمائل کیے محل میں آتا۔ فضل نے اس سے کہا تم تاجر ہو بھلا تم کو سیاہ لباس اور تلوار سے کیا سروکار ہے محمد نے اس روز سے یہ طریقہ چھوڑ دیا۔ اب فضل نے اس سے کہا کہ تم اپنے حسابات جانچ کے لئے ڈلیل بن یعقوب النصرانی کے پاس لے جاؤ اس نے سارا حساب اسے دکھایا ڈلیل نے اس کی بہت تعریف لکھی اور کوئی اعتراض نہیں کیا اس پر محمد نے اسے تحائف پیش کیے مگر اس نے ان میں سے کوئی چیز قبول نہیں کی۔

فضل کی گرفتاری

۲۱۹ھ ہجری یا ۲۲۰ ہجری میں جو میرے نزدیک غلط ہے معتصم قاطول روانہ ہوئے تا کہ سامرا میں شہر بنائیں مگر اس وقت دجلہ میں اس قدر طغیانی تھی کہ اس کی وجہ سے وہ آگے نہ چل سکے اور بغداد پلٹ کر شماسیہ میں چلے آئے اس کے بعد جب وہ دوبارہ قاطول گئے وہاں پہنچ کر ماہ صفر میں وہ فضل بن مروان اور اس کے خاندان سے ناراض ہو گئے اور انھوں نے ان کو حکم دیا کہ جس قدر سرکاری دولت ان کے ہاتھوں خرچ ہوئی ہے اس کا حساب دیں اسی ناراضی کی حالت میں خود فضل سے بھی حساب کا مواخذہ ہوا اور محاسبہ سے فارغ ہوتے ہی معتصم نے بلا تاخیر اس کے قید کرنے کا حکم دے دیا اور کہا کہ اسے اس کے مکان میں جو بغداد کے شارع میدان میں واقع تھا لے جاؤ، انھوں نے اس کے تمام دوستوں کو بھی قید کر دیا اور اس کی جگہ محمد بن عبدالملک الزیات کو مقرر کیا اس نے ڈلیل کر قید کر دیا اور فضل کو ایک گاؤں میں منتقل کر دیا جو موصل کے راستے پر واقع تھا اور جس کا نام مسن تھا۔ یہ پھر وہیں مقیم رہا۔ اور اب محمد بن عبدالملک معتصم کا وزیر اور کاتب ہو گیا سامرا کے دونوں سمت مشرقی اور مغربی میں جس قدر عمارت تعمیر ہوئی، وہ سب اسی کے زیر انتظام بنی یہ متوکل کے خلیفہ ہونے تک اسی درجہ اور مرتبہ پر فائز رہا البتہ متوکل نے اسے قتل کر دیا۔

ناراضگی کی وجہ دوسری روایات میں

بیان کیا گیا ہے کہ جس وقت معتصم نے فضل بن مروان کو اپنے مقرر کیا اس وقت سے وہ اسے اس قدر چاہتے تھے کہ کسی کو بھی اسے آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی بھی جرأت نہ تھی چہ جائیکہ کوئی اس کے احکام اور امور میں اس کی مخالفت کرتا یا

اعتراض کرتا ایک زمانہ تک اس کا بخت عروج پر رہا مگر اقتدار کی نخوت اور ان کی طرف سے اطمینان نے اسے یہ جرأت دی کہ وہ ان کے احکام کی مخالفت کرنے لگا اور اپنے خاص امور میں بھی ان کو رقم کی ضرورت ہوتی تو فضل اسے پورا نہ کرتا۔

ابو داؤد کہتا ہے کہ ''میں معتصم کے دربار میں اکثر حاضر ہوتا تھا میں نے اکثر ان کو فضل سے کہتے سنا کہ اتنا روپیہ لا دو وہ جواب دے دیتا کہ میرے پاس نہیں ہے اس پر معتصم کہتے کہ اس کی دستیابی کی کوئی تدبیر کرو اس کے جواب میں وہ کہتا میں کیا تدبیر کروں اتنی بڑی رقم مجھے کون دیگا، میں کہاں سے لاؤں۔ یہ جواب ان کو برا لگتا جس کا اثر ان کے چہرہ پر نمایاں ہو جاتا۔ جب اکثر مرتبہ ایسا ہوا تو میں ایک دن فضل کے پاس گیا اور تنہائی میں میں نے اس سے کہا اے ابو العباس لوگ میرے اور تمھارے درمیان دراندازی کرتے رہے ہیں جسے میں اور تم دونوں ناپسند کرتے ہیں میں تمھارے حسن اخلاق سے بخوبی واقف ہوں وہ لوگ بھی اس سے واقف ہیں لہٰذا اگر میں آپ کے بارے میں کوئی حق بات کہوں تو آپ اس کا برا نہ مانیں اور باوجود اس کے بھی میں آپ کی خیر خواہی اور اس حق کے ادا کرنے سے جو آپ کا مجھ پر ہے کسی طرح باز نہیں رہ سکتا اکثر میں نے دیکھا ہے کہ آپ امیر المومنین کو سخت جواب دے دیا کرتے ہیں جو ان کو ناگوار خاطر ہوتے ہیں سلاطین ان باتوں کو اپنے بیٹے کے لئے بھی گوارا نہیں کرتے جبکہ وہ بار بار ہوں اور سخت ہوں،، اس نے کہا اے ابو عبداللہ کیا بات ہے، میں نے کہا میں نے اکثر ان کو آپ سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ مجھے فلاں کام میں صرف کرنے کے لئے اس قدر رقم درکار ہے مگر آپ نے یہ جواب دیا کہ مجھے اس قدر رقم کون دے گا جو میں آپ کو دوں۔ یہ ایسا جواب ہے کہ خلفاء اسے برداشت نہیں کرتے، اس نے کہا تو جب وہ مجھ سے ایسا مطالبہ کریں جس پر میں عمل نہیں کر سکتا تو اور کیا کہوں میں نے کہا آپ یہ کریں کہ اس وقت کہیں کہ امیر المومنین میں کوئی تدبیر کرتا ہوں اس طرح چند روز بات کو ٹال دیا کریں اور پھر مطالبہ میں سے تھوڑا بہت جس قدر رہو دستیاب ہو سکے ان کو لے جا کر دے دیں اور باقی کے لئے آئندہ مہلت مانگ لیں اس نے کہا میں آئندہ حکم کے مطابق عمل کروں گا، مگر میرے کہنے کا الٹا اثر ہوا گویا میں نے اس کے جذبات نخوت اور تمکنت کو ٹھیس لگا دی۔ چنانچہ میں نے دیکھا کہ جب بھی معتصم اس سے کوئی سوال کرتے وہ حسب عادت اسی طرح سختی سے جواب دے دیتا۔ کئی مرتبہ جب ایسا ہو چکا تو ایک دن فضل ان کے پاس آیا سامنے نرگس کا گلدستہ رکھا ہوا تھا معتصم نے اسے اٹھا کر کہا آگے بڑھو ابو العباس فضل نے داہنے ہاتھ سے اسے سنبھالا اور انھوں نے اپنے بائیں ہاتھ سے اس کی انگلی سے مہر خلافت اتار لی اور چپکے سے کہا میری مہر مجھے دے دو پھر اسے اس کے ہاتھ سے نکال کر ابن عبدالملک کے ہاتھ میں دے دی،،

اس سال صالح بن العباس کی امارت میں حج ہوا۔

سنہ ۲۲۱ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال ہشتادسر کی سمت میں بابک اور بغا الکبیر کے درمیان جنگ ہوئی جس میں بغا کو شکست ہوئی اور اس کا پڑاؤ تباہ ہو گیا۔ اور اسی سال افشین نے بابک پر حملہ کیا اور اسے مار بھگایا۔

افشین اور بابک کی لڑائی

لڑائی کی وجہ

بغا وہ مال لے کر افشین کے پاس آیا جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے کہ معتصم نے اسے بغا کے ساتھ افشین کو بھیجا تا کہ اسے وہ سرکاری فوج کی تنخواہوں میں جو اس کے ساتھ ہے اور خود اپنے اخراجات اور اس فوج کے اخراجات میں جو بغا کے ہمراہ اسے بھیجی گئی ہے صرف کرے۔ چنانچہ افشین نے اپنی تمام فوج کو تنخواہیں دیں اور نوروز کے بعد جنگ کی تیاری کر کے ایک جماعت کے ساتھ بغا کو آگے روانہ کیا کہ وہ ہشتادسر کے گرد چکر لگا کر محمد بن حمید والی خندق میں جا کر قیام کرے۔ اسے اچھی طرح کھودے اور اس کو مضبوط بنا کر اس میں ٹھہر جائے بغا محمد بن حمید والی خندق کو روانہ ہو کر وہاں پہنچ گیا، افشین برزند سے چلا اور ابوسعید خش سے بابک کے ارادے سے چلا یہ دونوں درروذ نام ایک موضع میں ملاقی ہوئے۔ افشین نے وہاں ایک خندق تیار کی اس کے گرد فصیل بنائی اور وہ اور ابوسعید مع ان رضا کر مجاہدین کے جو وہاں آئے تھے اس خندق میں ٹھہر گئے اس طرح اس کے اور بذ کے درمیان چھ میل کا فاصلہ رہ گیا اس کے بعد بغا افشین کے لکھنے اور حکم کے بغیر جنگ کی تیاری کر کے اور زادراہ لے کر ہشتاسر کے چاروں طرف گھوما۔ یہاں تک کہ وہ قریۂ بذ میں داخل ہو گیا اور اس کے درمیان میں اتر پڑا۔ ایک دن قیام کرنے کے بعد اس نے اپنے ایک ہزار آدمیوں کو جانوروں کے چارہ کے ساتھ بھیجا اس کے مقابلہ پر بابک کی ایک فوج نکلی اور اس نے اس قافلہ کو لوٹ لیا اور جس نے ان کا مقابلہ کیا اسے قتل کر دیا جس پر ان کی دسترس ہوئی اسے پکڑ لیا کچھ قیدی بھی ان کے ہاتھ آئے ان میں سے دو کو ایسے مقام سے جہاں سے افشین قریب تھا افشین کے پاس بھیجا اور ان سے کہا کہ افشین سے جا کر یہ واقعہ بیان کر دو اس کی فوج کی جو حالت ہو چکی ہے اس سے اسے اطلاع دو، وہ دونوں برآمد ہوئے کوہستانی جماعت کے سردار کی نظر ان پر پڑی اس نے نشان پھرایا اسے دیکھتے ہی اہل عسکر نے ''ہتھیار سنبھال لو ہتھیار سنبھال لو،، کا شور بلند کیا اور وہ سب سوار ہو کر بذ کی سمت چلے آگے وہ دونوں آدمی بھی ننگے ان کو مل گئے مقدمۃ الجیش کا سرداران کو افشین کے پاس لایا انھوں نے اپنی سرگزشت بیان کی افشین نے کہا ہم کیا کریں بغا نے جو کاروائی کی ہے ہم نے اسے اس کا حکم نہیں دیا تھا لہٰذا ہم ذمہ دار نہیں۔

بغا کی عسکری مدد

بغا کی شکست خوردہ فوج کی طرح محمد بن حمید کی خندق میں واپس آ گیا اور اس نے افشین کو اس کی اطلاع دی اور مدد کی درخواست کی اور لکھا کہ ہماری فوج شکست کھا چکی ہے، افشین نے اپنے بھائی فضل بن کاؤس، احمد بن خلیل بن ہشام، ابن جوشن، جناح الاعور السکری، اور حسن بن سہل اور ان دو بھائیوں میں سے ایک کو جو کہ فضل بن سہل کے قرابت داروں میں تھے بغا کے پاس بھیجا انھوں نے ہشتاسر کا چکر لگایا جن کو دیکھ کر بغا کی فوج خوش ہو گئی اور اس سے ان کی ہمت بندھ گئی۔

بغا اور افشین کا باہمی معاہدہ

اس کے بعد افشین نے بغا کو لکھا کہ میں فلاں دن بابک سے لڑنے کے لئے نکلوں گا تم بھی خود اسی دن اس کے مقابلہ پر آؤ تا کہ اس طرح ہم دونوں سمتوں سے اس پر حملہ کریں افشین مقررہ دن میں درروز سے بابک کے مقابلہ پر روانہ ہوا دوسرے طرف سے بغا محمد بن حمید کی خندق سے اسی غرض سے نکلا اور ہشتادسر کی سمت چڑھ کر وہاں سے آواز کے فاصلہ پر محمد بن حمید کی قبر کے پہلو میں اتر پڑا یہاں نہایت سرد ہوا اور بارش نے ان کو آلیا جس کی تاب فوج نہ لا سکی اس لئے بغا اپنے اصلی پڑاؤ کو پلٹ آیا۔

بغا کے واپس جانے کے بعد دوسرے دن صبح سویرے افشین نے بابک پر حملہ کر کے اسے شکست دی اس کے پڑاؤ پر قبضہ کر لیا خود اس کا خیمہ اور ایک عورت خود اس کے ساتھ چھاؤنی میں تھی افشین کے ہاتھ آئی اور اب افشین بابک کی قیام گاہ میں ٹھہرا دوسرے دن صبح کو خود بغا بھی جنگ کی تیاری کر کے اپنی چھاؤنی سے نکل کر ہشتادسر پر چڑھا تو اس نے دیکھا کہ وہ فوج جو اس کے مقابل ہشتادسر پر مقیم تھی وہ پلٹ کر بابک کے پاس چلی گئی ہے بغا اس فوج کی قیام گاہ پر آیا یہاں اسے کاٹھ کباڑ ملا ہشتادسر سے اتر کر وہ بذ کے ارادے سے روانہ ہوا ایک شخص اور ایک غلام سوتے ہوئے ملے۔ داؤد سیاہ نے جو اس کے مقدمۃ الجیش پر تھا ان دونوں کو پکڑا اور ان سے سوالات کئے انھوں نے بیان کیا کہ جس رات کو بابک پسپا ہوا اس کے پیامبر نے آ کر ہمیں یہ حکم دیا کہ ہم سب بذ اس کے پاس پہنچ جائیں چونکہ یہ دونوں نشے میں چور تھے وہ بے خبر سو گئے اس کے علاوہ ان کو کوئی بات نہیں معلوم یہ واقعہ نماز عصر سے پہلے کا ہے۔

رات گذارنے کے لئے مشورہ

بغا نے داؤد سیاہ کی طرف پیغام بھیجا کہ ہم اس جگہ پہنچ گئے ہیں جس سے ہم پہلے سے واقف ہیں کیونکہ پہلی مرتبہ میں ہم یہاں ٹھہرے تھے اب شام ہو گئی ہے پیدل تھک گئے ہیں مناسب ہو گا کہ تم کوئی ایسا سخت پہاڑ تلاش کرو جہاں ہماری تمام فوج قیام کر سکے اور رو ہیں ہم رات گذاریں داؤد سیاہ ایسے مقام کی تلاش کے لئے ایک پہاڑی پر چڑھا اور اس کی چوٹی پر پہنچ کر اس نے نیچے نظر ڈالی اسے وہاں سے افشین کے جھنڈے اور اس کی چھاؤنی ایک حلقہ کی شکل میں نظر آئی وہ مقام اسے پسند آیا اس نے کہا کہ رات یہیں بسر کرنا چاہیے صبح کو ہم کافر کے مقابلہ پر یہاں سے اتر جائیں گے انشاء اللہ مگر اس رات برف و بارش اور شدید سردی اور گھٹا نے ان کو آلیا جس کی وجہ سے صبح کے وقت کسی میں بھی یہ تاب نہ تھی کہ پہاڑ سے اتر کر پانی لیتا برف کی کثرت اور سردی کی شدت کی وجہ سے کسی نے اپنے گھوڑے کو پانی نہیں

پلایا اس دن اس قدر اندھیرا ہوا کہ ان کے لئے دن رات ہو گیا تھا البتہ تیسرے دن لوگوں نے بغا سے کہا کہ ہمارے پاس جو کھانے پینے کا سامان وہ ختم ہو چکا ہے اور سردی سے ہم بیمار ہو گئے ہیں جس طرح بھی ہو سکے یہاں سے اترنا چاہیے پھر اپنی قیام گاہ کو واپس چلیں یا کافر کے مقابلہ پر اتریں۔

رات کے وقت حملے

اس کہر کے زمانہ میں ایک مرتبہ بابک افشین پر شب خون مار کر اس کی فوج کو درہم برہم کر چکا تھا اور افشین اس کے سامنے سے ہٹ کر اپنی اصلی قیام کو پلٹ گیا تھا، بغا نے طبل بجایا اور بذ کی سمت اترنے لگا پہاڑ کے دامن میں اتر کر اس نے آسمان کو بالکل صاف اور مطلع کو روشن پایا۔ جس چوٹی پر بغا تھا وہ اب تک بادل اور کہر سے ڈھکی ہوئی تھی۔ نیچے آ کر اس نے اپنی فوج کو جنگی ترتیب پر قائم کیا میمنہ اور میسرہ اور مقدمہ علیحدہ علیحدہ مقرر کئے اور اب وہ بذ کی طرف بڑھا اسے یقین تھا کہ افشین اپنی عارضی چھاؤنی میں موجود ہے یہ اسی ترتیب سے بڑھتا ہوا خود بذ سے ملے ہوئے پہاڑ تک چلا گیا اور اب صرف نصف میل کی چڑھائی اور باقی تھی جہاں سے وہ ایسے مقام پر آ جاتا کہ اسے بذ کے مکان نظر آنے لگتے اس کے مقدمہ میں جو جماعت تھی اس میں ابن البعیث کا ایک غلام بھی تھا جس کی بذ میں قرابت تھی اب بابک کے فوجی ان کے آمنے سامنے میں آئے ان میں سے ایک شخص کو اس غلام نے پہچان لیا اور اس نے پوچھا یہ کون ہے جو یہاں آیا ہے غلام نے اس کے ان رشتہ داروں کے نام لئے جو اس کے ساتھ تھے اس شخص نے کہا قریب آؤ کچھ کہوں غلام اس کے نزدیک چلا گیا اس نے اس سے کہا کہ جا کر اپنے سردار سے کہہ دو کہ واپس چلے جاؤ ہم نے افشین پر رات کے وقت حملہ کیا اسے اپنی خندق میں بھاگ کر پناہ لینا پڑی ہم نے تمہارے مقابلے کے لئے دو فوجیں تیار کر رکھی ہیں سلامتی چاہتے ہو تو فوراً بھاگ جاؤ شاید اس طرح تم بچ سکو، غلام نے اپنی فوج میں آ کر ابن البعیث سے یہ بات بیان کی اور جس نے اس سے یہ کہا تھا اس کا نام بتایا ابن البعیث نے اسے پہچان لیا اور بغا کو اس کی اطلاع دی بغا ٹھہر گیا اس نے اپنے سرداروں سے مشورہ لیا ایک نے کہا یہ محض دھوکہ اور غلط بات ہے جس کی کوئی اصلیت نہیں کوہستانیوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ اس کی تصدیق ابھی ہوئی جاتی ہے پہاڑ کی اس چوٹی سے میں واقف ہوں جو اس پر چڑھ کر دیکھے گا تو اسے افشین کی قیام گاہ نظر آ جائے گی۔

دونوں فریق آمنے سامنے

بغا، فضل بن کاؤس اور بہت سے لوگ جو تازگی کی حالت میں تھے اس بلندی پر چڑھے اور انھوں نے اس مقام کو دیکھا وہاں ان کو افشین کی فوج نہ نظر آئی تو یقین آ گیا کہ وہ یہاں سے ہٹ گیا ہے، انھوں نے مشورہ کیا کہ اب کیا کیا جائے سب نے یہی مناسب سمجھا کہ دن کے پہلے حصے میں رات آنے سے پہلے ہمیں واپس جانا چاہیے بغا نے داؤد سیاہ کو واپسی کا حکم دیا داؤد آگے بڑھا اور اس نے اپنی رفتار بہت تیز کر دی اور اب اس نے وہ راستہ دشوار اور تنگ گھاٹیوں کی وجہ سے اختیار نہیں کیا جس سے وہ ہشتادسر میں داخل ہوئے بلکہ وہ راستہ اختیار کیا جس سے وہ پہلی مرتبہ اس پہاڑ میں آئے تھے اس سے اگر چہ تمام پہاڑ کا چکر کاٹنا پڑتا تھا مگر اس میں ایک مقام کے علاوہ اور کہیں تنگ درہ نہ تھا، اب بغا سب فوج کو لیکر چلا اس نے پیدل لوگوں کو سوار کر لیا انھوں نے اپنے نیزے اور ہتھیار راستے میں پھینک دیے اور سب پر ایک شدید وحشت اور خوف طاری ہو گیا۔ بغا، فضل بن کاؤس اور سرداروں کی جماعت فوج کے ساتھ میں رہی اتنے میں

بابک کے فوجی نظر آئے۔

اب فرار اور طلب کی یہ نوبت ہوئی کہ جس پہاڑ سے یہ جماعت اترتی بابک کے فوجی اس کے چڑھتے کبھی دونوں حریف ایک دوسرے کو دکھائی دیئے لگتے اور کبھی اوجھل ہو جاتے مگر وہ برابر ان کے آثار پر چلے آرہے تھے اندازاً وہ دس سوار تھے چلتے چلتے جب عصر وظہر کا درمیانی وقت ہوا تو بغا وضو کرنے اور نماز کے لئے ٹھہرا بابک کے طلائع بالکل قریب آ گئے فوج ان کے سامنے سینہ سپر ہوگئی بغا نے نماز پڑھی اور ان کے بالکل سامنے کھڑا ہو گیا اور اسے دیکھ کر وہ بھی اپنی جگہ ٹھٹک گئے بغا کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میری فوج پر یہ طلائع اس سمت سے حملہ کریں اور دشمن کی اور جماعت پہاڑ کا چکر کاٹ کر کسی تنگ گھاٹی میں دوسری سمت سے اس پر حملہ آور ہو جائے جو لوگ وہاں موجود تھے ان سے اس نے اس بارے میں مشورہ لیا اور کہا کہ مجھے تو یہ اندیشہ ہے کہ یہ جماعت جو ہمارے سامنے ہے محض اس لئے آئی ہے کہ اس سے الجھ کر ہم آگے نہ بڑھیں اور ان کی دوسری فوج ہم سے آگے نکل کر تنگ گھاٹیوں میں ہماری فوج کو آ کر پکڑ لیں۔

فضل بن کاؤس نے کہا یہ لوگ دن کے مرد نہیں ہیں رات کے بہادر ہیں البتہ رات ہوگئی تو ہمیں اپنی فوج کے لئے اندیشہ ہے، آپ داؤد سیاہ کو حکم دیجیے کہ اور تیز چلو اور جب تک تنگ درے سے ہم نہ گزر جائیں کہیں قیام نہ کرو چاہے اس میں نصف رات ہو جائے ہم یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں جب تک ہمارا ان کا آمنا سامنا ہے یہ آگے نہیں بڑھیں گے ہم ان کا معمولی اور فوری دفاع کرتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ اندھیرا ہو جائے اور جب رات ہو جائے گی تو ان کو ہمارا مقام معلوم نہ ہو سکے گا اس طرح ہماری فوج برابر چلتی رہے گی اور پھر گھاٹی سے ترتیب کے ساتھ نکل جائے گی اور اگر درہ ہمارے لئے بند کر دیا جائے گا تو پھر ہم ہشتادسر کے راستے یا کسی دوسرے راستے سے نکل جائیں گے۔

پہاڑ پر پڑاؤ

کسی اور نے بغا سے یہ کہا کہ فوج درہم برہم ہو چکی ہے ان میں کوئی ترتیب نہیں ہے کہ پچھلے اگلوں کو پا سکیں سپاہیوں نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں رقم اور اسلحہ خچروں کے لئے بوجھ ہے اور اس کے ساتھ کوئی بھی نہیں رہا ہمیں یہ اندیشہ ہے کہ کوئی دشمن اس پر حملہ کر کے مال اور قیدی کو لے جائے گا۔ ابن جویدان کے ہاتھ میں قید تھا ان کا ارادہ تھا کہ اس کے فدیہ میں وہ عبدالرحمن بن حبیب کے اس کاتب کو جسے بابک نے قید کر لیا تھا رہائی دلائیں گے جب بغا کو مال اسلحہ اور قیدی یاد دلائے گئے تو اس نے وہاں ٹھہرنے کا ارادہ کیا اور داؤد سیاہ کی طرف پیغام بھیجا کہ تم کو جہاں کوئی سخت پہاڑ نظر آئے تو تم وہاں اتر پڑنا داؤد ایک بہت ہی ناہموار پہاڑی کی طرف مڑ گیا اس میں اس قدر ڈھلوان تھا کہ لوگ آرام سے بیٹھ بھی ہیں سکتے تھے یہاں اس نے اپنا پڑاؤ ڈالا اور پہاڑ کے پہلو میں ایسے مقام پر جو دیوار کے مشابہ تھا اور جس میں کوئی راستہ نہ تھا اس نے بغا کے لئے خیمہ نصب کیا اس مقام پر آ کر ٹھہر گیا تمام فوج اتر پڑی۔

دشمن کا اچانک حملہ

وہ سب کے سب سفر کی مشقت کی وجہ سے بہت تھک گئے تھے اور خستہ حال تھے کھانے کے لئے کسی کے پاس کچھ نہ رہا تھا رات بھر وہ چوکنے اور باخبر رہے چڑھائی کی سمت کی خوب نگہداشت رکھی مگر دشمن نے ان کو دوسری طرف سے آلیا اور وہ پہاڑ سے چپکے ہوئے بغا کے خیمہ پر جا پہنچے اس خیمہ کو انھوں نے اکھاڑ دیا اور تمام فوج پر شب خون

مارا بغا پیدل وہاں سے بھاگا اور بچ گیا فضل بن کاوس زخمی ہوا، جناح السکری، ابن الجوشن اور فضل بن سہل کے عزیزوں میں سے جو دو بھائی تھے ان میں سے ایک مارے گئے، بغا قیام گاہ سے پیدل ہی نکلا تھا مگر پھر اسے ایک گھوڑا مل گیا وہ اس پر سوار ہو گیا وہ ابن البعیث کے پاس سے گزرا وہ بغا کو ہشتادسر چڑھالے گیا اور پھر وہاں سے دوسری سمت سے اسے محمد بن حمید کی قیام گاہ میں اتار لایا جہاں وہ آدھی رات کو پہنچ گیا، بابک والوں نے دولت، اسلحہ اور قیام گاہ کو لوٹ لیا اور ابن جوید ان کو بھی ان کے ہاتھ میں اسیر تھا چھڑا لے گئے البتہ انھوں نے فوج کا تعاقب نہیں کیا، یہ تمام فوج غیر منظم حالت میں شکست کھا کر بغا کے پاس آ گئی وہ محمد بن حمید کی خندق میں تھا یہاں اس نے اپنی فوج کے ساتھ پندرہ دن قیام کیا اس کے بعد افشین کا خط اسے ملا جس میں اسے حکم دیا گیا تھا کہ تم مراغہ واپس آ جاؤ اور جو کمک میں نے تم کو بھیجی تھی وہ مجھے واپس بھیجدو بغا مراغہ واپس آ گیا اور فضل بن کاوس اور تمام وہ فوج جو اس کے ہمراہ افشین کی چھاؤنی سے بغا کی مدد کو گئی تھی افشین کے پاس آ گئی افشین نے آئندہ سال کے موسم بہار تک کے لئے اپنی تمام فوج کو متفرق کر دیا اور ان کی اجازت دے دی کہ وہ جہاں چاہیں موسم سرما بسر کریں۔

اس سال بابک کا ایک سپہ سالار طرخان قتل کیا گیا۔

بابک کے سردار طرخان کا قتل

اس کی بابک کے ہاں بڑی قدر و منزلت تھی اور یہ اس کے سپہ سالاروں میں تھا، موسم سرما شروع ہونے کے بعد اس نے مراغہ کی سمت واقع اپنے گاؤں میں سردی کا موسم گذارنے کے لئے بابک سے اجازت مانگی، افشین اس کی تلاش میں تھا اور چونکہ بابک اس کی بہت قدر و منزلت کرتا تھا اس لئے افشین کی یہ بڑی خواہش تھی کہ وہ اس پر قابو پائے، بابک نے اس کی درخواست منظور کی یہ ہشتادسر کی سمت میں واقع اپنے گاؤں میں سردی گزارنے چلا آیا۔ افشین نے اسحٰق بن ابراہیم بن مصعب کے ترک غلام کو جو مراغہ میں تھا حکم دیا کہ تم رات کے وقت فلاں گاؤں میں جا کر یا تو طرخان کو قتل کر دو یا اسے پکڑ کر بھیج دو، وہ ترک رات کے وقت طرخان کی طرف چلا اور آدھی رات کے وقت اسے جا لیا اور اسے قتل کر کے اس کا سر افشین کو بھیج دیا۔

دیگر مختصر واقعات

اس سال صول ارتکین اور اس کے ملک والے پابہ زنجیر آئے مگر پھر ان کی بیڑیاں اتار دی گئیں اور ان میں سے تقریباً دو سو آدمیوں کو سواریاں دی گئیں۔

اس سال افشین رجاء الحصاری سے ناراض ہو گیا اور اس نے اسے قید کر کے بارگاہ خلافت میں بھیج دیا۔

اس سال محمد بن داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ بن محمد بن علی بن عبداللہؓ بن عباسؓ والی مکہ کی امارت میں حج ہوا۔

۲۲۲ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال معتصم نے جعفر بن دینار درزی کو افشین کی مدد کے لئے روانہ کیا اس کے بعد پھر ایتاخ کو روانہ کیا اور تین کروڑ درہم فوج کی تنخواہ اور جنگ کے اخراجات کے لئے اس کے ساتھ افشین کی طرف بھیجے۔ اس سال افشین کی فوج اور بابک کے ایک سردار اذین نام میں لڑائی ہوئی جس کی تفصیل یہ ہے۔

افشین اور آذین کی لڑائی

افشین کلاں روز میں

۲۲۱ھ ہجری کا سردی کا موسم ختم ہوا ۲۲۲ھ ہجری کا موسم بہار شروع ہوا معتصم نے افشین کو جو کمک اور دولت بھیجی تھی وہ تمام کی تمام اسے برزند میں موصول ہوگئی، ایتاخ رقم اور امدادی فوج کو جو اس کے ہمراہ بھیجی گئی تھی افشین کے حوالے کر کے واپس آ گیا۔ البتہ جعفر الخیاط ایک مدت تک افشین کے پاس مقیم رہا موسم کے استقلال کے بعد افشین اپنے مقام سے چل کر کلاں روز آیا وہاں اس نے خندق تیار کی اور ابوسعید کو بھی بڑھنے کا حکم بھیجا وہ برزند سے روانہ ہو کر کلاں روز کے جس کے معنی بڑے دریا کے ہیں ہاٹ کے قریب افشین کے برابر آ کر ٹھہر گیا، افشین پندرہ دن یہاں مقیم رہا۔

آذین کا اپنے عیال کو پہاڑ پر بھیجنا

اب اسے معلوم ہوا کہ بابک کا ایک سردار آذین نام اس کے سامنے آ کر اترا ہے اور اس نے اپنے بیوی بچوں کو اس پہاڑ پر بھیج دیا ہے جہاں سے روذ الروذ نظر آتا ہے اور اس نے کہا تھا کہ میں ان یہودیوں یعنی مسلمانوں کے مقابلہ میں نہ خود قلعہ بندی کروں گا اور نہ اپنے اہل وعیال کو ان کے خوف سے کسی قلعہ میں مقیم کروں گا، اور یہ بات اس وقت ہوئی تھی جبکہ بابک نے اسے مشورہ دیا کہ تم اپنے بیوی بچوں کو کسی قلعہ میں ٹھہرا دو اس نے کہا تھا بھلا میں اور یہودیوں کے مقابلہ میں کسی حفاظت کا انتظام کروں خدا کی قسم میں کبھی اپنے اہل وعیال کو کسی قلعہ میں نہیں ٹھہراؤں گا اس خیال سے اس نے ان کو پہاڑ پر بھیج دیا۔

افشین نے ظفر بن العلا السعدی اور حسین بن خالد المدنی ابوسعید کے سرداروں کو شہ سواروں اور پہاڑ پر چلنے والی جماعت کے ساتھ اس پہاڑ پر بھیجا یہ تمام رات کلاں روذ سے چل کر اس درے میں اترے جہاں سے ایک سوار بھی بمشکل گزر سکتا تھا اکثر لوگوں نے یہ کیا کہ گھوڑوں سے اتر کر اسے آگے سے کھینچا اور ایک کے پیچھے ایک ہو کر وہاں سے

گزر گئے۔

آذین کے عیال کی گرفتاری

افشین نے حکم دیا کہ صبح ہونے سے پہلے وہ روذ الروذ پہنچ جائیں اور وہاں سے کوہبانی جماعت پیدل دریا عبور کر کے آگے بڑھے کیونکہ سرزمین کی دشواری کی وجہ سے وہاں سوار چل نہیں سکتا تھا اور پھر پہاڑ پر چڑھے۔ چنانچہ یہ فوج صبح سے پہلے روذ الروذ آ گئی امیر نے حکم دیا کہ سواروں میں سے جو چاہے گھوڑے سے اتر پڑے اور کپڑے بھی اتار دے سواروں میں سے اکثر نے پیدل حالت میں اس دریا کو عبور کیا، اور کوہبانی تمام کی تمام جماعت دریا عبور کر کے پہاڑ پر چڑھی انھوں نے آذین کے عیال کو اور اس کے لڑکوں میں سے بعض کو گرفتار کر لیا اور یہ ان کو لے کر پھر دریا عبور کر آئے آذین کو اس کی خبر ہو گئی۔

جس وقت یہ پیدل فوج اس غرض سے روانہ ہوئی اور پہاڑ کی تنگ گھاٹی میں گھسی تو افشین کو یہ خوف ہوا کہ کہیں واپسی میں اس تنگ گھاٹی میں دشمن انہیں پکڑ نہ لے اس لئے اس نے کوہبانیوں کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنے ساتھ جھنڈے رکھیں اور پہاڑوں کی ایسی بلند چوٹیوں پر رہیں جہاں سے ان کو ظفر بن العلا اور اس کی فوج نظر آتی رہے تاکہ اگر کوئی ایسی جماعت ان کو دکھائی دے جس سے ان کو خوف ہو تو وہ جھنڈیاں ہلا دیں۔

آذین کی جماعت کا حملہ

رات کوہبانوں نے پہاڑوں کی چوٹیوں پر بسر کی جب ابن العلاء اور حسین بن خالد آذین کی گرفتار کردہ عیال کے ساتھ واپس آنے لگے تو راستہ میں پہاڑ کی تنگ گھاٹی میں داخل ہونے سے پہلے آذین کی پیادہ فوج پہاڑ سے ان کے مقابلہ پر اتر آئی اور اس سے پہلے کہ یہ جماعت، گھاٹی میں داخل ہو انھوں نے ان کو پکڑ لیا اور حملہ کر دیا اس حملہ میں اس جماعت کے کئی آدمی مارے گئے اور انھوں نے بعض عورتوں کو بھی ان سے چھین لیا اب اس کوہبانی جماعت کی نظر جن افشین نے خاص خاص مقامات پر متعین کیا تھا دشمن پر پڑی۔ آذین نے اس جماعت کے مقابلہ کے لئے دو فوجیں بھیجی تھیں ایک وہ جو ان سے آ کر مقابلہ کرے اور دوسری وہ جو اس گھاٹی میں ان سے پہلے داخل ہو کر ان کی واپسی کا راستہ بند کر دے۔

امدادی فوج کا پہنچنا

جب کوہبانوں نے حسب ہدایت اپنے جھنڈے ہلائے افشین نے فوراً مظفر بن کیدر کو اس کے اپنے دستہ کے ساتھ اس طرف روانہ کیا یہ دستہ تیزی سے بڑھتا ہوا مقام مقصور کی طرف لپکا، مظفر کے پیچھے افشین نے ابوسعید کو بھیجا اور ان دونوں کے پیچھے اس نے بخارا خذاہ کو روانہ کیا یہ سب وہاں پہنچ گئے آذین کی گھاٹی میں موجود وہ پیادہ فوج ان فوجوں کو دیکھ کر اس مقام کو چھوڑ کر پھر اپنی مرکزی فوج میں جا ملی۔ اور اس طرح ظفر بن العلاء اور حسین بن خالد اور اس کے ساتھی اس خطرناک مقام سے بچ کر چلے آئے اور ان مقتولین کے علاوہ جو پہلے حملہ میں ان کی فوج میں ہوئے اور کسی سپاہی کو نقصان نہ اٹھانا پڑا یہ سب افشین کے پڑاؤ میں ان دو عورتوں کو بھی ساتھ لے کر روانہ ہوئے جو ان کے ہاتھ آئی تھیں۔

اس سال بابک کے شہر بذ کو مسلمانوں نے فتح کیا اور اس میں داخل ہو کر اسے لوٹ لیا، یہ واقعہ اس سال رمضان المبارک کے اختتام سے دس روز قبل بروز جمعہ کو پیش آیا۔

شہر بذ کی فتح اور اس کی تفصیل

فوج کی مستعدی

جب افشین نے کلاں روذ سے بڑھ کر بذ کے قریب پہنچنے کا ارادہ کیا تو گذشتہ معمول کے برعکس اس مرتبہ اس نے جلد جلد منازل طے کرنے کے بجائے آہستہ آہستہ پیش قدمی شروع کی اس مرتبہ وہ صرف چار میل آگے بڑھنے کے بعد کسی مقام میں جو روذ الروذ جانے والی تنگ گھاٹی پر ہوتا پڑاؤ کر دیتا اس پیش قدمی کے بعد میں اگر چہ وہ اپنے پڑاؤ کے گرد خندق نہیں بناتا تھا مگر کانٹوں کی باڑ ضرور لگا لیتا۔ معتصم نے اسے لکھا تھا کہ تم فوج کے دستے بنا کر ان کی باریاں مقرر کر دو اور جس طرح فوج رات کے وقت پہرہ دیتی ہے یہ دستے بھی دیکھ بھال کے لئے گھوڑوں پر سوار رہیں چنانچہ اب فوج کا ایک حصہ پڑاؤ میں آرام سے قیام کرتا اور ایک حصہ رات کی طرح دن میں بھی دشمن کے اچانک حملہ کے خوف سے گھوڑوں پر سوار ہر وقت اصل پڑاؤ سے ایک میل کے فاصلہ پر دیکھ بھال کے لئے تیار رہتا تا کہ اگر کوئی خطرہ ظاہر ہو تو تمام فوج مقابلہ کے لئے آمادہ رہے اور پیدل فوج اصل پڑاؤ میں ہی رہتی۔

فوج کا طویل پڑاؤ سے تنگ آ جانا

ساری فوج مصائب سفر سے تنگ آ گئی اور انھوں نے افشین سے کہا کہ ہم کب تک اس گھاٹی میں پڑے رہیں ہم کھلے میدان میں بیٹھے ہیں اور اگر چہ ہمارے اور دشمن کے درمیان چار فرسخ کا فاصلہ ہے لیکن ہمارے حفاظتی انتظامات اس طرح ہیں کہ گویا دشمن ہمارے سامنے موجود ہے اور جو لوگ ہمارے پاس سے گزرتے ہیں ہمیں ان سے اور جاسوس سے شرم آتی ہے کہ وہ ہمارے متعلق کیا کہتے ہوں گے باوجود دشمن کے چار فرسخ پر ہونے کے ہم خوف سے مرے جاتے ہیں آپ ہمیں لے کر بڑھیں اب چاہے ہمیں فتح ہو یا شکست۔

افشین نے کہا میں خود جانتا ہوں کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو وہ بالکل درست ہے مگر امیر المومنین نے مجھے ایسا ہی حکم دیا ہے اور مجھے حکم پورا کرنے کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے۔

فوج کچھ آگے بڑھی

اس کے چند ہی روز کے بعد معتصم کا خط آیا جس میں اسے حکم دیا گیا تھا کہ اب یہ انتظام اور نگرانی صرف رات میں قائم رہے چند روز اور اسی طرح گزرے اس کے بعد افشین اپنی فوج خاصہ کے ساتھ روذ الروذ کی طرف اترنے لگا اور خود فوج سے آگے بڑھ کر ایسے مقام پر آیا جہاں سے وہ کنواں نظر آتا تھا جہاں گزشتہ سال اس کی اور بابک کی لڑائی ہوئی تھی افشین نے وہاں نظر دوڑائی تو اسے وہاں خرمی فوج کا ایک دستہ نظر آیا۔ مگر وہ نہ اس سے لڑے اور نہ وہ ان سے لڑا اس پر بعض گنواروں نے طعن بھی کیا کہ تمھیں شرم نہیں آتی کہ بڑھ کر آتے ہو اور پھر رک جاتے ہو مگر افشین نے اپنے سپاہیوں کو حکم دے دیا کہ کوئی ان کے سامنے نہ جائے وہ ظہر کے قریب تک ان کے سامنے ٹھہر کر پھر اپنے پڑاؤ پلٹ آیا اور

دو دن وہاں ٹھہر کر پھر پہلی مرتبہ سے زیادہ فوج کے ساتھ روذ الروذ کی طرف اترا۔

نئی جگہ کا انتخاب

اس نے ابو سعید کو حکم دیا کہ جس طرح میں پہلی مرتبہ ان کے سامنے جا کر ٹھہر گیا تھا آج تم وہاں جا کر ٹھہر جاؤ مگر ان سے کوئی چھیڑ چھاڑ نہ کرنا اور نہ ان پر حملہ کرنا۔ خود افشین روذ الروذ پر ٹھہر گیا اور اس نے کوہ بانوں (پہاڑی لوگوں) کو حکم دیا کہ تم ان پہاڑوں پر چڑھ کر جن کو تم نہایت ہی مستحکم اور محفوظ خیال کرتے ہو سب طرف پھر کر دیکھو اور وہاں ایسے مقام تلاش کرو جہاں ہم اپنی پیدل فوج کو محفوظ کر سکیں۔ اس جماعت نے پہاڑوں میں پھر کر تین ایسی پہاڑیاں اس کام کے لئے منتخب کیں جہاں کبھی قلعے تھے اور اب وہ خراب ہو چکے تھے۔ افشین نے ان کے انتخاب کو پسند کر لیا اور ابو سعید کو اس روز واپس بلا بھیجا دو دن کے بعد وہ اپنے پڑاؤ سے روذ الروذ کی طرف اترا اس نے اپنے ساتھ کارندے لئے اور پانی کی مشکیں اور بسکٹ لدوا لئے یہ سب کے سب روذ الروذ پہنچ گئے۔

اس نے ابو سعید کو پہلے دن کی طرح آج بھی حکم دیا کہ تم دشمن کے سامنے کھڑے ہو جاؤ اور اس نے کارندوں کو حکم دیا کہ وہ پتھر لے جائیں اور ان راستوں کی قلعہ بندی کر دیں جو ان پہاڑوں کو جاتے تھے جنھیں پیدل فوج کے قیام کے لئے منتخب کیا گیا تھا اس استحکام سے ان کی صورت قلعوں کی سی ہو گئی نیز افشین کے حکم سے ان پتھروں کے پیچھے ان سب راستوں پر چڑھائی تک خندق بنا دی گئی اور پہاڑ پر چڑھنے کا صرف ایک راستہ کر دیا گیا اس کے بعد اس نے ابو سعید کو واپسی کا حکم دیا وہ پلٹ آیا پھر افشین اپنی قیام گاہ کی طرف چلا آیا۔

نئی ترتیب

جب مہینے کا آٹھواں دن آیا اور محل مضبوط ہو گیا تو افشین نے بسکٹ اور ستو پیدل سپاہ کو اور کھانا اور جو سواروں کے دیئے اور ان کی حفاظت اپنی قیام گاہ میں ایک شخص کے سپرد کر کے اب سب پھر وادی کی طرف چلے اس نے پیدل فوج کو حکم دیا کہ وہ ان پہاڑیوں پر چڑھیں اور اپنے ساتھ پانی اور دوسری ضروریات زندگی لے لیں انھوں نے حکم کے مطابق عمل کیا خود افشین ایک سمت میں ٹھہرا اور ابو سعید کو پھر پہلے کی دشمن کے سامنے جا کر ٹھہرنے کا حکم دیا اور لوگوں سے کہا کہ ہتھیار بند گھوڑوں سے اتر پڑیں مگر زینیں ان پر کسی رہنے دیں پھر اس نے خندق کے لئے نشانہ بازی کی اور مزدوروں کو اس نشان پر خندق کھودنے کا حکم دیا اور ان سے جلد کام کرانے کے لئے نگران متعین کئے اب خود وہ اور تمام شہ سوار سواری سے درختوں کے سایہ میں اتر پڑے اور سایہ میں اپنے گھوڑے چرانے لگے، نماز عصر پڑھ کر افشین نے مزدوروں کو پیدل فوج کے ساتھ ان مضبوط کردہ پہاڑیوں پر چڑھنے کا حکم دیا اور پیدل فوج کو یہ ہدایت کی دی کہ وہ خود نہ سوئیں ایک دوسرے کے لئے پہرہ دیتے رہیں البتہ مزدوروں کو پہاڑوں کے اوپر سونے دیں سورج ڈھلنے کے وقت اس نے شہ سواروں کو پھر سوار ہونے کا حکم دیا اس کے بعد اس نے ان کے کئی دستے بنائے اور اپنے چاروں طرف اس طرح کھڑا کیا کہ ایک ایک دستے کے درمیان ایک تیر کا فاصلہ چھوڑا۔ اور ہر دستے سے یہ کہہ دیا کہ تم دوسرے کی طرف توجہ نہ کرنا بلکہ جو جہاں کھڑا کیا گیا ہے وہ وہیں جما رہے ایسا نہ ہو کہ کسی شور کی وجہ سے اپنی جگہ چھوڑ دے، یہ تمام دستے صبح تک گھوڑوں پر سوار اپنی جگہ کھڑے رہے اور پیدل فوج پہاڑوں کی چوٹیوں پر اپنی نگرانی کرتی رہی اس نے ان سے بھی کہہ دیا تھا کہ اگر رات میں تم کو کسی کی آہٹ ہو تو تم اس کی ہرگز پروا نہ کرنا بلکہ اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہنا اور پہاڑ اور خندق کی

حفاظت کرنا، چنانچہ انھوں نے بھی صبح تک رات اسی طرح بسر کی۔

بابک کے قاصد کو سارا انتظام دکھانا

پھر اس نے رات کے وقت فوج کی تفتیش کرنے والوں کو ان سواروں اور پیدل فوج کی حالت کے خیال رکھنے کا حکم دیا تا کہ وہ دیکھ آئے کہ سب لوگ ہوشیار اور بیدار ہیں دس روز خندق کھودنے میں صرف ہوئے دسویں دن افشین نے خندق کو اپنی فوج میں تقسیم کر دیا اور سرداروں کو حکم دیا کہ وہ اپنے اور اپنی جماعتوں کے سامان واسباب کو آہستہ آہستہ یہاں منگوالیں، اسی دوران بابک کا ایک قاصد اس کے پاس آیا، اس کے ساتھ کھیرے، خربوزے اور ککڑیاں تھیں اس نے بابک کا یہ پیام اسے پہنچایا کہ چونکہ آج کل تم تکلیف میں ہو اور تم اور تمھارے ساتھی بسکٹ اور ستو پر گزر بسر کر رہے ہیں اس لئے میں یہ چیزیں بطور تحفہ تم کو بھیجتا ہوں افشین نے اس قاصد سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ اس سفارت سے میرے دوست کا کیا مقصد ہے وہ چاہتا ہے کہ اس حیلہ سے اسے ہماری چھاؤنی کا سارا حال معلوم ہو جائے مگر میں بخوشی اس کی عنایت کو قبول کرتا ہوں اور ان کے اصلی مقصد کو بھی پورا کر دیتا ہوں بے شک مجھے معاشی پریشانی ہے۔

پھر اس نے بابک کے قاصد سے کہا کہ یہاں کا حال تو تم دیکھ چکے مگر اب تمھیں پہاڑ پر چڑھ کر وہاں کے انتظامات اور وہاں سے ہماری دوسری قیام گاہوں، مورچوں اور استحکامات کو دیکھنا چاہیے۔ اس نے حکم دیا کہ ان کو گھوڑے پر سوار کر کے پہاڑ پر لے جاؤ اور وہاں کی جدید خندق دکھاؤ اور وہ کلاں روذ اور برزند کی خندقیں بھی دیکھ لیں اس طرح ان کو ہماری تینوں خندقیں تفصیل سے دکھادی جائیں کوئی بات نہ چھپائی جائے اور یہ موقع دیا جائے کہ یہ ان کو خوب غور سے اچھی طرح دیکھ لیں تا کہ پھر اپنے سردار کو جا کر اس کی اطلاع دے دیں۔

اس ہدایت کے مطابق بابک کے قاصد کو سب خندقیں دکھائی گئیں وہ برزند تک گیا پھر اسے افشین کے پاس لائے اس نے اسے جانے کی اجازت دے دی اور کہا کہ بابک سے میرا سلام کہنا۔

خرمیہ فوج سے مقابلہ

خرمیہ کی ایک جماعت چھاؤنی میں کھانے کا سامان لانے والوں پر حملہ کرتی تھی دو تین مرتبہ انھوں نے ایسا کیا اس کے بعد خرمیہ تین دستوں میں تقسیم ہو کر افشین کی خندق کی فصیل تک چلے آئے اور یہاں آ کر انھوں نے للکارا مگر افشین نے اپنی فوج کو روک دیا تھا کہ کوئی زبان سے ایک لفظ بھی نہ نکالے دو تین راتوں تک وہ اسی طرح بڑھ بڑھ کر آتے اور فصیل کے پیچھے گھوڑے دوڑاتے رہے جب کئی مرتبہ وہ یہ کر چکے اور اب بے خوف ہو گئے تو افشین نے اپنے پیدل دستے اور سوار فوج کے چار دستے ان کے مقابلہ کے لئے تیار کئے پیدلوں میں صرف تیر انداز تھے اور ان دستوں کو اس نے پہاڑ کی وادیوں میں چھپا دیا اور دشمن کے لئے نگران مقرر کئے وہ حسب دستور اپنے مقررہ وقت پر اپنے مقام سے اتر آئے اور انھوں نے اسی طرح ان کو للکارا اور سواری کرنے لگے عین اس وقت افشین کی متعین کردہ فوجوں نے اپنی قیام گاہوں سے نکل کر عقب سے ان پر حملہ کر دیا اور ان کی واپسی کا راستہ بند کر دیا سامنے سے خود افشین نے آدھی رات میں پیدل کے دو دستے اپنی چھاؤنی سے ان کے مقابلہ پر بڑھائے وہ سمجھ گئے کہ گھاٹی ہمارے لئے بند کر دی گئی ہے لہٰذا اب وہ متفرق راستوں میں ہو لئے اور پہاڑ پر چڑھ گئے اور اس طرح اپنے مرکز کو چلے گئے مگر اس واقعہ کا یہ اثر ہوا کہ اس روز سے انھوں نے یہ کام چھوڑ دیا۔ صبح کی نماز کے وقت اس کا تعاقب کرنے والی فوجیں روذ الروذ کی خندق میں

واپس آ گئیں مگر ان میں کوئی ان کے ہاتھ نہ لگا۔

نیا طریقہ

اس کے بعد افشین نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ وہ ہر ہفتے میں ایک مرتبہ آدھی رات کو نقارے بجواتا اور مشعلیں اور مشعلچیوں کے ساتھ خندق کے دروازے تک آتا چونکہ ہر شخص اپنے دستے سے واقف ہوتا کہ وہ میمنہ میں ہے یا میسرہ میں ہے لہٰذا اس کے باہر آتے ہی تمام چھاؤنی اپنے اپنے موقع اور محل پر کھڑی ہو جاتی اس موقع پر افشین کے ساتھ بارہ بڑے بڑے سیاہ جھنڈے والے خچروں پر سوار ہوتے وہ اس اندیشہ سے کہ گھوڑے چمک جائیں گے علم گھوڑوں کے بجائے صرف خچروں پر سوار کرتا۔ اس کے پاس صرف بڑے نقارے اکیس تھے اور ان بڑے جھنڈوں کے علاوہ تقریباً پانچ سو چھوٹے نشان تھے ایک چوتھائی رات سے اس کی تمام فوج جس میں تمام فرقے شامل ہوتے اپنے اپنے مرتبہ پر صف بستہ ہو جاتی۔ طلوع فجر کے بعد افشین اپنے خیمہ سے برآمد ہوتا موذن اس کے سامنے اذان صبح دیتا وہ نماز پڑھتا اور دوسرے لوگ تاریکی ہی میں نماز پڑھتے نماز کے بعد وہ نقاروں پر چوب لگواتا اور پھر حملہ کی شکل میں چلتا، فوج کی کثرت اور پہاڑوں اور پہاڑی راستوں پر اپنی ترتیب کے مطابق چلنے پھرنے اور قیام کا حکم وہ نقاروں کی آواز اور ان کی خاموشی سے دیتا، پہاڑ سامنے آتا وہ اس پر چڑھ جاتے کوئی گہرائی کی جگہ ہوتی اس میں اتر جاتے البتہ اگر کوئی ایسا پہاڑ سامنے آتا جس پر وہ نہ چڑھ سکتے اور نہ وہاں سے اتر سکتے تو وہاں سے وہ اپنی اصلی فوج اور صف میں پلٹ کر آ جاتے نقاروں کی آواز چلنے کا حکم دیتی اور جب وہ چاہتا کہ سب فوج ٹھہر جائے تو وہ نقاروں کو خاموش کرا دیتا اور اس وقت جو جمعیت یا سپاہی جہاں ہوتا چاہے وہ پہاڑ کی چوٹی پر ہو یا وادی کی گہرائی میں وہیں ٹھہر جاتا۔

افشین کا آگے بڑھنا

افشین آہستہ آہستہ بڑھتا تھا جب کوئی کوہبان کوئی خبر لے کر آتا وہ اسے سننے کے لئے ٹھہر جاتا طلوع فجر سے آفتاب اچھی طرح بلند ہونے تک وہ چھ میل کی مسافت طے کرتا جب اس کنویں پر جہاں گزشتہ سال لڑائی ہوئی تھی چڑھ کر آتا تو بخاراخذہ کو ہزار سوار اور چھ سو پیدل فوجیوں کے ساتھ گھاٹی کے سرے پر اس کی حفاظت کے لئے چھوڑ دیتا تاکہ خرمیہ کی کوئی جماعت اس پر آ کر ان کا راستہ بند نہ کر دے، جب بابک کو معلوم ہوتا کہ حریف کا لشکر اس پر آ رہا ہے تو وہ اس گھاٹی کے جہاں بخاراخذاہ متعین ہوتا نیچے وادی میں اپنی پیدل فوج کو قیام گاہ میں متعین کر دیتا تاکہ جو جماعت وہاں سے بڑھ کر اس پر حملہ کرنا چاہے یہ فوج اسے روکے مگر افشین اس کے مقابلہ پر بخاراخذہ کو اس گھاٹی پر متعین کرتا جس پر افشین کے خلاف قبضہ کرنے کے لئے بابک اپنی جماعت بھیجتا جب افشین اس کنویں تک وادی میں اترتا تو بخاراخذاہ برابر گھاٹی کی حفاظت کرتا رہتا۔

افشین نے بخاراخذاہ کو ہدایت کی تھی کہ اس کے اور بذ کے درمیان والی وادی میں وہ اس طرح ٹھہرا کرے جس طرح خندق میں ٹھہرا جاتا ہے نیز وہ ابوسعید محمد بن یوسف کو حکم دیتا کہ اپنے دستہ کے ساتھ وہ اس وادی کو عبور کر جائے جعفر الخیاط کو حکم دیتا کہ وہ اپنے دستے کے ساتھ وہاں ٹھہرا رہے اور احمد بن خلیل کو حکم دیتا کہ وہ اپنے دستہ کے ساتھ ٹھہرے اس طرح وادی کی اس جانب میں جہاں سے ان کو دشمن کے اچانک حملہ آور ہونے کا اندیشہ تھا تین دستے ہو جاتے، دوسری جانب سے خود بابک آذین کے ہمراہ بذ سے نکل کر ان تینوں دستوں کے مقابل ایک ٹیلہ پر آ کر بیٹھتا تاکہ افشین

کی فوج بذ کے دروازے تک نہ بڑھ سکے اور افشین کا ہمیشہ ارادہ یہی ہوتا کہ وہ بذ کے دروازے تک پہنچے مگر فی الحال وہ اپنی فوج کو صرف یہی حکم دیتا کہ جب وہ وادی کو عبور کر لیں تو پھر آگے نہ بڑھیں وہیں ٹھہر جائیں اور جنگ نہ کریں۔

بابک کا دستور اور افشین کی بے بسی

بابک کو جب معلوم ہوتا کہ افشین کی فوجیں اپنی خندق سے نکل کر اس کی طرف نقل و حرکت کر رہی ہیں وہ فوراً اپنی فوج کو نامعلوم مقامات میں تیار بٹھا دیتا اور اس وجہ سے اس کے پاس بہت تھوڑے آدمی رہ جاتے افشین کو بھی اس کی خبر ہوئی مگر اسے وہ پوشیدہ مقام معلوم نہ تھے ایک مرتبہ اسے معلوم ہوا کہ خرمیہ سب کے سب نکل آئے ہیں اور بابک کے پاس بہت ہی تھوڑی جماعت ہے۔

افشین کا ایک اور دستور

افشین کا ایک معمول تھا کہ وہ جب اس مقام پر چڑھ آتا تو وہاں اس کے لئے چادر بچھا دی جاتی اور ایک کرسی رکھ دی جاتی وہ ایک ایسے بلند ٹیکرے پر آ کر بیٹھتا جہاں سے بذ کا دروازہ سامنے نظر آتا اور تمام اس کی فوج دستوں میں تقسیم ہو کر اپنی اپنی جگہ کھڑی ہوتی ان میں سے جو اس کے ساتھ وادی کی اس جانب ہوتی جدھر افشین ہوتا وہ اس فوج کو گھوڑوں سے اترنے کی اجازت دے دیتا البتہ جو فوجیں ابو سعید، جعفر الخیاط اور احمد بن خلیل کے ہمراہ وادی کی دوسری طرف نکل چکی ہوتیں ان کو دشمن کے خیال سے گھوڑے سے اترنے کی اجازت نہ ہوتی وہ اپنی کوہانی پیدل فوج کو دشمن کے گھاتوں کی تلاش کے لئے پہاڑ کی وادیوں میں پھیلا دیتا کہ شاید کسی قیام گاہ کا پتہ چل جائے۔ یہ تلاش ظہر کے بعد تک جاری رہتی اس دوران خرمیہ بابک کے سامنے بیٹھے ہوئے نبیذ پیتے رہتے اور گھنٹی بجتی رہتی۔

نماز پڑھ کر افشین اپنے مقام سے اٹھ کر روذ الروذ والی خندق کو چل دیتا سب سے پہلے ابو سعید ادھر روانہ ہوتا اس کے بعد احمد بن خلیل پھر جعفر بن دینار اور ان کے بعد افشین پلٹ جاتا اس کے اس آنے جانے سے بابک بہت چڑھ جاتا اور جب وہ پلٹ جانے لگتا تو بابک کی فوج ان کا مذاق کرنے کے لئے چنگ اور بگل بجانے لگتی، جب تک کہ وہ گھاٹی سے نہ ہٹتا سب کے بعد وہ پلٹ کر چلا جاتا۔

بابک اور افشین کے سواروں کا ایک دوسرے پر حملہ

چند روز جب اور اسی طرح لڑائی کے بغیر گزرے تو اس نقل و حرکت اور صف بندی اور تلاش وغیرہ سے تنگ آ گئے تو ایک دن اسی طرح لڑائی کے بغیر افشین حسب عادت واپس ہو گیا اور سب دستے اپنی اپنی ترتیب سے پلٹنے لگے ابو سعید نے وادی کو عبور کر لیا تھا احمد بن خلیل بھی عبور کر آیا تھا اور جعفر کے دستے کے کچھ لوگ عبور کر چکے تھے کہ خرمیہ نے اپنی خندق کا پھاٹک کھولا اس میں سے دس شہ سواروں نے باہر آ کر جعفر کی فوج پر اس جگہ حملہ کر دیا فوج میں ہنگامہ برپا ہوا جعفر خود اپنے دستے کو لے کر پھر مقابلہ پر پلٹ آیا اور اس نے خود ان سواروں پر حملہ کر کے ان کو بذ کے دروازے تک پسپا کر دیا اس کے بعد پھر فوج میں ایک ہنگامہ برپا ہوا اب افشین اور جعفر اور ان کی فوجیں اس طرف سے لڑتی ہوئی پلٹ آئیں اس سے پہلے جعفر کے دستے کے بعض لوگ نکل کر جا چکے تھے خود بابک بھی چند سواروں کے ساتھ لڑنے نکل آیا اس وقت نہ افشین کے پاس پیدل فوج تھی اور نہ بابک کے ساتھ صرف سواری ہی لڑ رہے تھے کبھی یہ ان پر حملہ آور ہوتے

اور کبھی وہ ان پر حملہ آور کرتے بہت سے آدمی طرفین کے زخمی ہوئے افشین پلٹ کر پھر اپنی جگہ واپس آ کر ٹھہر گیا اس کے لئے حسب معمول چمڑا اور کرسی رکھ دی گئی وہ اسی مقام پر جہاں بیٹھا کرتا تھا پھر بیٹھ گیا اور جعفر پر برہم ہونے لگا کہ تم نے میری تمام تیاری اور منصوبے ختم کر دیے۔

جعفر کا افشین سے امداد طلب کرنا

اتنے میں شور سنائی دیا، ابو دلف کے دستے میں بصرہ وغیرہ کے مجاہد رضا کاروں کی ایک جماعت تھی جب انھوں نے جعفر کو جنگ میں مصروف دیکھا تو یہ رضا کار افشین کے حکم کے بغیر وادی میں اتر کر اسے عبور کر کے بذ کی سمت اتر گئے اور خود شہر بذ سے چمٹ کر انھوں نے اسے کچھ نقصان بھی پہنچا دیا بلکہ قریب تھا کہ فصیل پر چڑھ کر بذ میں داخل ہو جائیں، جعفر نے افشین کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ مجھے پانچ سو پیدل تیر انداز بھیج دیں مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ میں بذ میں داخل ہو جاؤں گا کیونکہ میں اپنے سامنے اس آذین کے دستے کے علاوہ جسے آپ بھی دیکھ رہے ہیں اور کوئی فوج مزاحمت کرنے والی نہیں دیکھتا۔

افشین اور جعفر کی گفتگو

افشین نے اسکی طرف پیغام بھیجا کہ تم نے میری تمام تجویز برباد کر دی رفتہ رفتہ تم اس مقام سے اپنے کو اور اپنی فوج کو باہر لے آؤ اور پلٹ آؤ، اسی دوران جب رضا کاروں نے خود پذیر ہو کر یورش کر دی تو ایک شور برپا ہو گیا۔ بابک کی گھات والی فوجوں نے خیال کیا کہ اب تو جنگ پوری طرح شروع ہو چکی ہے انھوں نے نعرے بلند کئے اور بخارا خذاہ کی فوج کے نیچے سے ایک دم وہ برآمد ہوئے اسی طرح سے بابک کی ایک دوسری گھات اس کنویں کے عقب سے نکل آئی جس پر افشین بیٹھا کرتا تھا۔ ان کو دیکھ کر خرمیہ جماعت سب کی سب حرکت میں آ گئی مگر مسلمانوں کی فوجیں اب تک کسی اضطراب اور بے چینی کے بغیر اطمینان کے ساتھ اپنی اپنی جگہ جوں توں کھڑی رہیں یہ دیکھ کر افشین نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس طرح ہمیں دشمن کے چھپنے کے مقامات کا پتہ چل گیا۔ جعفر پلٹ آیا اس کی فوج اور رضا کار بھی واپس آ گئے جعفر افشین کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ میرے آقا امیر المومنین نے مجھے اس جنگ کے لیے بھیجا ہے جس کا موقع آ گیا تھا نہ کہ اس لئے کہ میں آرام سے یہاں بیٹھا رہوں آپ نے عین ضرورت کے وقت میری امداد سے ہاتھ اٹھا لیا اگر آپ صرف پانچ سو پیدل تیر انداز میری طرف بھیج دیتے تو میں نہ صرف بذ بلکہ بابک کے گھر کے اندر داخل ہو جاتا کیونکہ میں دیکھ چکا تھا کہ میرے سامنے بہت تھوڑی فوج مقابلہ کے لئے تھی۔

افشین نے کہا اسے مت دیکھو کہ سامنے کون ہے یہ دیکھو کہ پیچھے کس قدر ہیں کیا تمھیں معلوم نہیں کہ بخارا خذاہ اور اس کی فوج پر دشمن کی ایک چھپی ہوئی فوج نے اپنی گھات سے نکل کر اچانک حملہ کر دیا تھا اس پر فضل بن کاؤس نے جعفر سے کہا اگر اسی لڑائی کا انتظام تمھارے ہاتھ میں ہوتا تو تم سے یہ بھی نہ ہو سکتا کہ تم اس مقام تک چڑھ آتے جہاں تم اب کھڑے ہو یہ کیا باتیں بناتے ہو کہ میں یہ کرتا اور یہ کرتا، جعفر نے کہا یہ جنگ ہے اور جس کا جی چاہے آ جائے ہم اس کے لئے یہاں موجود ہیں فضل نے غصے سے کہا اگر امیر یہاں نہ ہوتے تو میں تمھیں بتاتا کہ تم کون ہو اس پر افشین نے دونوں کو ڈانٹا اور وہ دونوں خاموش ہو گئے۔

ابودلف کو واپسی کا حکم

افشین نے ابودلف کو حکم دیا کہ رضا کاروں کو شہر کی فصیل سے واپس لے آئے اس نے ان کو واپسی کا حکم دیا ان میں سے ایک شخص ایک پتھر لئے ہوئے آیا اور کہنے لگا کہ اب تم ہمیں واپسی کا حکم دیتے ہو جبکہ میں نے خود شہر کی فصیل سے یہ پتھر اکھیڑ لیا ہے، اس نے کہا جس وقت واپس چلو گے تمھیں معلوم ہوگا کہ ہمارے راستے میں کونسا دشمن حائل ہے اس کی مراد بابک کی وہ فوج تھی جس نے بخارا خذاہ کے عقب سے نکل کر اس پر حملہ کیا تھا۔

ابوسعید کے لئے ہدایات

افشین نے ابوسعید سے جعفر کے سامنے کہا اللہ تمھیں اس کی تمھاری اپنی اور امیر المومنین کی خیر خواہی کی جزائے خیر دے میں نہیں جانتا تھا کہ تم جنگی امور اور اس کی سیاست سے اسقدر باخبر ہو کہ ہر عمامہ باندھنے والا اس بات کا مستحق نہیں کہ وہ یہ رائے زنی کرے کہ کس اہم اور ضروری مقام میں محض ٹھہرنا غیر ضروری مقام میں جنگ کرنے سے بہتر ہے یہ کام آسان کام نہیں اس نے اس گھات کی طرف جو پہاڑ کے نیچے تھی اشارہ کر کے کہا کہ بتاؤ اگر یہ فوج ان رضا کاروں پر جو محض کرتے پہنے ہوئے ہیں نکل پڑتی تو ان کی اور ان کے سردار کی کیا حالت ہو جاتی۔ اس خدا کا شکر ہے جس نے ان کو دشمن سے بچا لیا یہاں ٹھہرے رہو اور جب تک یہاں ایک آدمی بھی ہو یہاں سے حرکت نہ کرنا۔

افشین کی واپسی کا معمول

یہ کہہ کر افشین پلٹا اس کی عادت تھی کہ جب وہ واپس آنے لگتا تو پوری فوج کا علم اور خود اس کے سوار اور پیدل واپس ہوتے اس دوران دوسرا دستہ اس کے سامنے کھڑا رہتا اور ان دونوں کے درمیان صرف ایک تیر کا فاصلہ رہتا وہ اس وقت تک اس گھاٹی اور تنگ درے کے قریب نہ جاتا جب تک کہ وہ یہ نہ دیکھ لیتا کہ سامنے جانے والے دستے کے تمام آدمی وہاں سے عبور کر گئے ہیں اور اس کے لئے راستہ صاف کر چکے ہیں اس کے بعد وہ گھاٹی کے قریب جاتا اور پھر وہاں دوسرے فوجی دستہ کہ ساتھ اپنی سوار اور پیادہ جماعت کے ساتھ اس گھاٹی میں اترتا، ہمیشہ اس کے یہی دستور رہا اس نے تمام دستوں کو یہ بتا دیا تھا کہ وہ کس کے پیچھے واپس ہوا کریں اس وجہ سے کوئی دستہ اپنی باری کے بغیر کسی دوسرے سے نہ آگے بڑھتا اور نہ اس سے پیچھے رہتا۔ اور اس طرح جب بخارا خذاہ کے دستہ کے علاوہ اور تمام فوجیں اس گھاٹی سے گزر جاتیں تو اب بخارا خذاہ اس گھاٹی کو چھوڑ کر اپنی خندق کو پلٹتا۔

مجاہدین کی مایوسی

چنانچہ آج بھی وہ اسی ترتیب سے مقام مصاف سے پلٹا۔ ابوسعید سب کے آخر میں تھا ہر فوج جو بخارا خذاہ کے مورچے سے گزرتی اسے وہ گھات نظر آتی جہاں دشمن ان کی تاک میں چھپا ہوا تھا ان کو اب معلوم ہوا کہ ان کو پھانسنے کے لئے کیا جال بچھایا گیا تھا وہ کفار بھی اپنے راستوں پر چلے گئے جو چاہتے تھے کہ اس مقام کو جس کی حفاظت بخارا خذاہ کے ذمے تھی اپنے قبضہ میں کر لیں، چند روز افشین اپنی روذ الروذ والی خندق میں کسی جنگی کاروائی کے بغیر خاموش بیٹھا رہا رضا کاروں نے چارہ کی قلت اور توشہ کی کمی کی اس سے شکایت کی اس نے ان سے کہا جو تم میں صبر کر سکتا ہے وہ صبر

کرے اور جو نہ کرسکتا ہو وہ خوشی سے چلا جائے میرے ساتھ سرکاری فوج ہے وہ بہرحال اپنی معاشوں میں سردی اور گرمی ہر حال میں میرے ساتھ ہیں، برف پڑنے تک میں یہاں سے کہیں نہیں جاؤں گا۔

اس جواب کو سن کر رضا کار اس کا ساتھ چھوڑ کر چلے آئے اور کہنے لگے کہ اگر افشین ہم کو اور جعفر کو ہمارے حال پر چھوڑ دیتا تو ہم نے بذ فتح کرلیا ہوتا یہ تو جنگ میں صرف ٹال مٹول کر رہا ہے، افشین کو بھی اس بات کی اطلاع ہوئی کہ یہ رضا کار اس پر خوب زبان درازیاں کر رہے ہیں اور وہ تو کہتے ہے کہ افشین ان سے لڑنا ہی نہیں چاہتا وہ تو معاملہ کو ٹالنا چاہتا ہے۔

ایک مجاہد کا خواب

یہاں تک کہ کسی نے یہ بھی کہا کہ میں نے رسول اللہ کو خوب میں دیکھا کہ وہ مجھ سے فرماتے ہیں کہ میں افشین سے کہدوں کہ یا تو تم فوراً اس شخص سے پوری مستعدی کے ساتھ لڑائی لڑو ورنہ میں پہاڑوں کو حکم دوں گا کہ وہ تم کو سنگسار کردیں، اس خواب کو لوگوں نے راز سمجھ کر چھاؤنی میں علانیہ طور پر بیان کرنا شروع کردیا افشین نے رضا کاروں کے سرداروں کو اپنے سامنے بلایا اور کہا کہ جس شخص نے یہ خواب دیکھا ہے اسے میرے سامنے پیش کیا جائے کیونکہ اس کی وجہ سے اب دوسروں کو بھی بڑے بڑے خواب نظر آنے لگے ہیں۔

وہ اس شخص کو ایک جماعت کے ساتھ افشین کے پاس لائے افشین نے اسے سلام کیا اور اپنے قریب بلا کر بٹھایا اور کہا تم کسی لحاظ اور ڈر کے بغیر صاف صاف اپنا خواب مجھ سے بیان کردو کیونکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ جو کچھ تم نے دیکھا ہوگا تم وہی کہو گیا اس نے اپنا خواب بیان کردیا افشین نے کہا ہر شخص سے پہلے اللہ ہر بات سے واقف ہے اور وہی اس بات کو جانتا ہے کہ اس مخلوق سے اس کا کیا ارادہ ہے اگر اللہ کا یہ ارادہ ہو کہ وہ پہاڑوں کو سنگ ساری کا حکم دے تو سب سے پہلے وہ اس کافر کو سنگسار کرا کر ہمیں اس کی طرف سے مطمئن کردیتا جب تک میں کافر کی زبان درازی اور تکلیف سے اللہ کو بے فکر نہ کردوں تا کہ اسے پھر اس بات کی ضرورت ہی نہ رہے کہ میں اس سے لڑتا پھروں اس وقت تک وہ مجھے کیوں سنگسار کرنے لگا، اللہ پر کوئی معمولی سے معمولی بات بھی چھپی ہوئی نہیں ہے وہ میرے دل سے واقف ہے اور جانتا ہے کہ اے مساکین میں تمھارے ساتھ کیا کرنا چاہتا ہوں، اس پر ایک دیندار مجاہد نے کہا جناب والا شہادت کا موقع آگیا ہے تو آپ ہمیں اس سے محروم نہ کریں ہم محض اللہ کے ثواب اور اس کی رضا جوئی کے لئے آئے ہیں آپ ہمیں اجازت دیں کہ ہم آگے بڑھیں مگر آپ کی اجازت کے بعد شاید اللہ تعالیٰ ہمیں فتح عطا کردے افشین نے کہا مجھے آپ کی نیت سچی معلوم ہوتی ہے مگر میں سمجھتا ہوں کہ جو بات اللہ آپ کے ساتھ کرنا چاہتا ہے وہ انشاء اللہ بہتر ہوگی آپ بھی جوشیلے ہیں اور سب لوگوں میں جوش موجود ہے، مگر اللہ جانتا ہے کہ میری رائے یہ نہیں تھی جو اس وقت آپ کے کلام سے معلوم ہوئی ہے اب البتہ مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ اس بات کا موقع آگیا ہے کہ یہ جذبہ پورا ہو جائے آپ اللہ کا نام لیکر جس روز چاہیں اس کے لئے تیار ہوں ہم سب چلیں گیا۔'' ولا حول ولا قوۃ الا باللہ، اس گفتگو کے بعد مجاہدین ایک دوسرے کو بشارت دیتے ہوئے اس کے پاس سے اٹھ آئے اور انھوں نے چھاؤنی میں آکر اپنے دوسرے ساتھیوں کو بشارت دی اسے سنکر جو لوگ واپسی کا ارادہ کر چکے تھے وہ ٹھہر گئے اور جو لوگ چھاؤنی سے چل کر چند دن کی مسافت پر چلے گئے تھے وہ بھی اسے سن کر واپس آگئے۔

حملے کی تیاریاں

افشین نے ایک دن کے لئے وعدہ کیا کہ اس روز دشمن کے مقابلہ پر کوچ ہوگا اس نے تمام فوج کو رسالہ، پیدل اور تمام لوگوں کو کوچ کی تیاری کا حکم دیا اور ظاہر کیا کہ وہ اس مرتبہ ضرور دشمن سے لڑے گا۔ چنانچہ اس ارادے سے وہ تمام مال و متاع لے کر اپنی قیام گاہ سے نکلا چھاؤنی میں جس قدر خچر تھے ان پر اس نے زخمیوں کے لئے محمل رکھوائے، طبیبوں کو ساتھ لیا بسکٹ، ستو اور دوسری تمام ضروریات جنگ اور معیشت ساتھ لیں اب سب نے مشترکہ طور پر بذ پر چڑھائی کی۔ اس نے بخارا خذاہ کو گھاٹی پر اسی جگہ جہاں وہ پہلے اسے متعین کرتا تھا متعین کر دیا اس کے بعد اس کے مقررہ مقام پر حسب معمول سابق چمڑہ اور کرسی اس کے لئے بچھا دی گئی اور وہ حسب عادت کرسی پر بیٹھ گیا اس نے ابودلف سے کہا کہ رضا کاروں سے کہا کہ جو ست تم کو سب سے آسان معلوم ہو تم صرف اسی پر اکتفا کرو اور جعفر سے کہا کہ تمام فوج تمھارے سامنے موجود ہے قادر انداز اور آگ لگانے والے بھی تمھارے سامنے ہیں اگر تم کو ان کی ضرورت ہو تو میں تمھیں دے دیتا ہوں تمھاری جو حاجت ہو یا جو کچھ تم چاہو وہ میں پورا کر دیتا ہوں تم اللہ کا نام لیکر جس جگہ سے جانا چاہو بڑھو، جعفر نے کہا میں اس مقام پر پہنچنا چاہتا ہوں۔ جہاں میں متعین ہوتا تھا افشین نے کہا بسم اللہ جائیے۔ اس کے بعد ابوسعید کو بلایا اور کہا کہ تم اور تمھاری فوج میرے سامنے کھڑی رہے اور یہاں سے تم میں سے کوئی اپنی جگہ سے حرکت نہ کرے اس نے احمد بن خلیل کو بھی بلا کر یہی حکم دیا کہ وہ اپنی جگہ پر جما رہے اور جعفر اور اس کی مجاہد جماعت کو وادی عبور کر کے آگے بڑھنے دے خود اپنی جگہ کھڑا رہے تا کہ اگر جعفر کو پیدل فوج یا سواروں کی ضرورت ہو تو ہم ان کو کمک بھیج دیں اس نے ابودلف اور اس کے رضا کار مجاہدین کو پیش قدمی کا حکم دیا یہ وادی میں اتر کر پہلی مرتبہ جس جگہ اور سمت سے چڑھے تھے اس مرتبہ بھی بذ کی فصیل کی طرف چڑھنے لگے۔

سخت حملہ اور محاصرہ

وہاں پہنچ کر حسب سابق فصیل سے جا لپٹے جعفر نے ایک شدید حملہ کر کے اس مرتبہ بھی پہلے حملہ کی طرح شہر کے دروازے پر جا کر ضرب لگائی اور وہیں ٹھہر گیا اچھی خاصی دیر تک کفار بھی وہیں اس کے مقابلہ پر جمے رہے، افشین نے ایک آدمی کے ذریعے دیناروں کی ایک تھیلی یہاں بھیجی اور اس سے کہا کہ تو جعفر کے مجاہدین کے پاس جا اور کہہ کہ جو آگے بڑھے گا اسے ایک مٹھی اشرفیاں دی جائیں گی۔ اس نے اپنے ایک دوسرے آدمی کو ایک اور تھیلی دی اور کہا کہ تم یہ رقم اور کنگن لیکر رضا کاروں کے پاس جاؤ اور ابودلف سے کہا کہ رضا کاروں اور دوسرے مجاہدین میں تم کو جو ایسا نظر آئے جس نے جنگ میں اچھی خدمات انجام دی ہوں اسے جو مناسب سمجھو اس میں سے دو، نیز اس نے کھانے پینے کی اشیاء کے نگران کو بلایا اور حکم دیا کہ ستو اور پانی لیکر عین لڑائی میں فوج سے جا ملو اور جسے ضرورت ہو اسے یہ چیزیں دو تا کہ سپاہیوں کو پیاس کی وجہ سے واپس نہ آنا پڑے، نیز افشین نے جعفر کی جمعیت کو بھی پانی اور ستو مہیا کرا دیا، اس نے کلغریہ فوج کے سردار کو بلا کر اس سے کہا کہ دوران جنگ میں جس رضا کار کے ہاتھ میں تم کو تیر نظر آئے میں اسے پچاس درہم عطا کروں گا اس کے لئے اس نے درہموں کی ایک تھیلی اس کے حوالے کی جعفر کی جمعیت کے ساتھ بھی اس نے اسی سلوک کا حکم دیا اور فوج کے پاس اس نے کلغریہ دستے کو روانہ کیا جن کے پاس تیر تھے، اس نے طوق اور کنگنوں سے بھرا ہوا ایک صندوق جعفر کی طرف بھیجا اور کہا کہ اپنے آدمیوں میں سے جسے چاہو یہ انعام میں دو اس کے علاوہ میں بعد میں

اور بھی انعام واکرام اپنے پاس سے ان کو دوں گا نیز جس کسی سے تم تنخواہ کے اضافہ کا اقرار کرو میں اسے بھی پورا کروں گا اور امیر المومنین کو ان کے نام لکھ بھیجوں گا۔

دوبارہ جنگ ہوئی

بذ کے دروازے پر دیر تک گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی آخر کار خرمیہ دروازہ کھول کر جعفر کی جمعیت پر حملہ آور ہوئے اور ان کو دروازے سے ہٹا دیا نیز انھوں نے ایک دوسری سمت سے رضا کاروں پر حملہ کر کے ان کے دو جھنڈے چھین لیے ان کو فصیل سے دھکیل دیا اور پتھروں سے ان کو اس قدر زخمی کر دیا کہ وہ متاثر ہو کر جنگ سے دور ہٹ کر ٹھہر گئے جعفر نے اپنی جماعت کو للکارا آگے بڑھو ان میں سے تقریباً سو آدمی جھپٹ کر آگے بڑھے اور وہ اپنی ڈھالوں کی آڑ میں گھٹنوں کے بل دشمن کو روک کر کھڑے ہو گئے اب یہ شکل ہوئی کہ نہ یہ ان پر بڑھتے تھے اور نہ وہ ان پر پیش قدمی کرتے تھے نماز ظہر تک لڑائی کی یہی صورت حال رہی افشین عرادے بھی ساتھ لایا تھا اس نے ایک عرادہ جعفر کے مقابل دروازے کے سامنے نصب کیا تھا اور ایک وادی کی جانب سے رضا کاروں کی جمعیت کے قریب نصب کیا تھا جعفر کی سمت والے عرادے کا اس نے پوری طرح دفاع کیا مگر وہ کسی طرح جعفر کی فوج اور خرمیہ کے درمیان جا پڑا اور دیر تک دونوں کے بیچ میں رہا مگر آخر کار جعفر کی جمعیت نے سخت جدوجہد کے بعد اسے دشمن کے نرغے سے نکالا اور پھر اکھاڑ کر اصل قیام گاہ کو واپس کر دیا۔ اب تک دونوں فریق ایک دوسرے کو روکے ہوئے تھے کسی کو پیش قدمی کا موقع نہ ملا البتہ تیر اور پتھر ایک دوسرے پر چلا رہے تھے جعفر کے تیر اور پتھر ان کی فصیل اور دروازے پر پڑتے تھے اور یہ لوگ میدان میں ڈھالوں کی آڑ لیے ہوئے تھے اس کے بعد پھر لڑائی ہونے لگی۔ اس پر افشین کو یہ بات بری معلوم ہوئی کہ دشمن اس کی فوج پر دست آزدراز کرے اب اس نے اس پیدل فوج کو جسے اس نے پہلے سے تیار رکھا تھا اور وہ رضا کاروں کی جگہ مورچہ زن تھے۔ کمک کے لیے بھیجا اور جعفر کی کمک کے لیے ایک پیدل کا دستہ روانہ کیا جعفر نے کہا فوج کی کمی کی وجہ سے مجھ سے یہ حملہ نہیں ہوا ہے میرے ساتھ بڑے چابک دست بہادر ہیں مگر مشکل یہ ہے کہ ان کو آگے بڑھنے کا موقع نہیں مل رہا ہے یہ جگہ اس قدر تنگ ہے کہ یہاں صرف ایک یا دو آدمی اچھی طرح سے نقل و حرکت کر سکتے ہیں۔

افشین کی فوجوں کی واپسی

جنگ رک گئی افشین نے کہلا کر بھیجا کہ واپس آجاؤ جعفر پلٹ آیا، افشین نے اپنے محمل بردار خچر میدان جنگ میں بھیجے وہ زخمیوں کو اور ان لوگوں کو جو پتھروں کی چوٹوں سے خود چلنے سے معذور تھے ان محملوں میں بٹھا کر لے آئے، اب افشین نے ساری فوج کو واپس آنے کا حکم دیا اور یہ سب اپنی روذ الروذ والی خندق میں چلے آئے، لوگ اس سال فتح سے مایوس ہو گئے اور اس وجہ سے رضا کاروں کی ایک بڑی جماعت چھاؤنی سے چلی گئی۔

دوبارہ حملے کی تیاری

دو جمعوں کے بعد افشین نے پھر حملہ کی تیاری کی آدھی رات کے وقت اس نے ایک ہزار پیدل قادر انداز وں کو طلب کر کے ان میں سے ہر ایک کو چھاگل اور بسکٹ دیئے اور ان میں سے بعض کو سیاہ اور دوسرے رنگ کے جھنڈے بھی دیئے اس تیاری کے بعد اس نے اس فوج کو غروب آفتاب کے وقت رہنماؤں کے ساتھ آگے روانہ کیا وہ ساری

رات نہایت دشوار گزار اور مکلف پہاڑوں پر عام راستے سے ہٹ کر چلتے رہے اور اس طرح ان پہاڑوں کو گھوم کر وہ اس بلند پہاڑ کے پیچھے پہنچ گئے جس پر آذین آ کر ٹھہرتا تھا، افشین نے انھیں حکم دیا کہ اس قدر خاموشی سے نقل وحرکت کریں کہ کسی کو ان کی خبر نہ ہونے پائے اور جب ہمارے جھنڈے تم کو نظر آئیں اور تم صبح کی نماز پڑھ چکو اور جنگ بھی ہونے لگے اس وقت تم ان جھنڈوں کو اپنے نیزوں کے سروں پر باندھ کر ہلانا اور اگر تمھیں ہمارے علم نظر نہ آئیں تو تم اپنی جگہ سے اسوقت تک حرکت نہ کرنا جب تک کہ میری اطلاع تمھیں نہ ملے۔

اس جماعت نے حکم کے مطابق عمل کیا وہ طلوع فجر کے ساتھ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے وادی میں سے ان مشکیزوں کو بھر لے گئے اور پہاڑ کی چوٹی پر پہنچے ابھی کچھ رات باقی تھی کہ افشین نے اپنے افسروں کو حکم بھیجا کہ سب مسلح ہو جائیں میں صبح سویرے پیش قدمی کروں گا نیز ابھی رات باقی تھی کہ اس نے بشیر الترکی اور اس کی ساتھی فراغنہ جمعیت کے ایک سردار کو آگے روانہ کیا اور حکم دیا کہ وہ اس وادی کے سب سے نچلے حصے میں جہاں سے لوگوں نے پانی لیا تھا اور جو اس پہاڑ کے نیچے واقع تھی جہاں آذین آ کر ٹھہرتا تھا مسلسل چل کر پہنچ جائیں افشین کو یہ بات پہلے سے معلوم تھی کہ جب کبھی ہماری فوج بابک پر حملہ آور ہوتی ہے وہ ہمیشہ اس مقام میں اپنی فوج کو گھات میں بٹھا دیتا ہے اس ہدایت کے مطابق بشیر اور فراغنہ اس مقام کی طرف رات کے وقت ہی چل پڑے جس کے متعلق معلوم تھا کہ وہاں بابک کی ایک فوج گھات میں بیٹھا کرتی ہے ان کی اس روانگی کا علم خود چھاؤنی کے اکثر لوگوں کو نہ ہو سکا، ان کے جانے کے بعد افشین نے تمام افسروں کو حکم بھیجا کہ وہ مسلح ہو کر سواری کے لئے تیار ہو جائیں کیونکہ میں صبح سویرے پیش قدمی کروں گا، چنانچہ صبح سویرے وہ اور تمام فوج قیام گاہ سے مسلح ہو کر چلی اس نے دستور کے مطابق چراغ اٹھانے والوں کو بھی ساتھ لیا نماز صبح ادا کی اس کے بعد نقارے پر چوٹ پڑی وہ سوار ہو کر اسی جگہ آیا جہاں وہ ہر دفعہ آ کر ٹھہرا کرتا تھا معمول کے مطابق وہاں اس کے لیے کھال اور کرسی رکھ دی گئی بخارا خذہ اپنی عادت کے مطابق اس گھاٹی پر آ کر کھڑا ہوتا جہاں وہ ہر روز کھڑا ہوتا تھا مگر آج افشین نے اسے مقدمۃ الجیش میں ابوسعید، جعفر الخیاط اور احمد بن خلیل کے ساتھ کر دیا ایسے وقت میں اس تبدیلی کو دیکھ کر تمام فوج کو تعجب ہوا افشین نے سب سرداروں کو حکم دیا کہ تم اس ٹیلہ کو جس پر آذین مقیم ہے چاروں طرف سے حلقہ میں لے لو حالانکہ آج سے پہلے وہ ان کو اس بات سے روکا کرتا تھا یہ تمام دستہ اپنے مذکورہ بالا چاروں سرداروں کی قیادت میں بڑھا اور اس نے ٹیلے کو گھیر لیا۔

حملہ

• جعفر الخیاط بذ کے دروازے کے قریب تھا ابوسعید اس سے ملا ہوا تھا اور بخارا خذہ اس سے متصل تھا اور احمد بن خلیل بن ہشام بخارا خذہ کے متصل تھا، اس طرح انھوں نے ٹیلے کو چاروں طرف سے اپنے حلقے میں لے لیا، اتنے میں وادی کی نچلی جانب ایک شور سا اٹھا کیونکہ آذین والے ٹیلے کے نیچے جو گھات تھی اس نے بشیر اور فراغنہ پر اپنی قیام گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا تھا بشیر اور اس کے ساتھی ان سے لڑنے لگے اور تھوڑی دیر تک خوب گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی، اصل فوج نے جب شور سنا تو ان میں اضطراب پیدا ہوا افشین نے حکم دیا کہ منادی کر دی جائے کہ یہ بشیر الترکی اور فراغنہ میں جن کو میں نے ہی اس سمت کو بھیجا ہے اور انھوں نے دشمن کی گھات برآمد کر لی ہے یہ وہی شور ہے لہٰذا تم لوگ اپنی جگہ اطمینان سے رہو، مگر جب ان قادر انداز پیدلوں نے جو پہلے سے پہاڑوں پر بھیج دیئے گئے تھے اس شور کو سنا انھوں نے

ہدایت کے مطابق جھنڈے اکٹھے کر لئے۔ لوگوں نے دیکھا کہ پہاڑ سے سیاہ علم آرہے ہیں اس فوج اور اس پہاڑ کے درمیان تقریباً ایک فرسخ کا فاصلہ تھا، اب ان پیدل قادر اندازوں نے آذین کی سمت اترنا شروع کیا آذین کی فوج والوں کی نظر ان پر پڑی اس نے اپنے ہمراہی بعض خرمی پیادوں کو دریافت حال کے لئے ان کی طرف بھیجا ادھر افشین کی فوج میں ان کو دیکھ کر خوف و اضطراب پیدا ہوا افشین نے اپنی فوج کو اطلاع دی کہ یہ ہمارے اپنے آدمی ہیں ان کو ہم نے آذین پر عقب سے حملہ کرنے کے لئے بھیجا ہے، اب جعفر الخیاط اور اس کی جمعیت نے آذین اور اس کی فوج پر حملہ کر دیا یہ پہاڑ پر چڑھ کر ان پر جا پڑے اور ایسا شدید حملہ کیا کہ آذین اور اس کی فوج کو وادی میں الٹ دیا ابوسعید کی سمت سے ایک شخص معاذ بن محمد یا محمد بن معاذ نے چند آدمیوں کے ساتھ آذین پر حملہ کر دیا۔

حملہ کے دوران ان کو معلوم ہوا کہ ان کے گھوڑوں کے سم کے تلے کنویں کھدے ہوئے ہیں گھوڑوں کے اگلے پاؤں ان میں پڑتے ہی ابوسعید کے شہسوار ان میں گر پڑے افشین نے کلغریہ جماعت کو بھیجا تاکہ دشمنوں کے مکانات کی دیواروں گرا کر ان کنوؤں کو پاٹ دیں کلغریہ نے حکم کے مطابق عمل کیا اور انکے پٹ جانے کے بعد اب تمام فوج نے ملکر ایک دم ان پر حملہ کر دیا پہاڑ کے اوپر حملہ آوروں کے لئے آذین نے ایک چرخ تیار کر رکھا تھا جس پر ایک بہت بڑا پتھر بار تھا جب فوج نے اس پر حملہ کیا اس نے اس چرخی سے وہ پتھر لڑھکایا تمام لوگ اس کا راستہ چھوڑ کر ہٹ گئے یہاں تک کہ وہ پتھر لڑھکتا ہوا گزر گیا اس کے بعد سب نے ہر طرف سے اس پر حملہ کر دیا۔

بابک کی امان طلبی

بابک نے جب دیکھا کہ میری فوج گھر چکی ہے وہ بذ سے افشین کی سمت والے دروازے سے نکلا جہاں سے افشین کا ٹیلہ ایک میل فاصلہ پر رہا ہوگا۔ بابک ایک جماعت کے ساتھ افشین کو دریافت کرتا ہوا سامنے آیا ابودلف کے سپاہیوں نے پوچھا یہ کون ہے جو افشین کو دریافت کرتا ہے خرمیہ نے کہا بابک ہے یہ افشین سے ملنا چاہتے ہیں ابودلف نے افشین کو اس کی اطلاع بھیجی اس نے شناخت کے لئے ایک ایسے شخص کو جو بابک کو پہچانتا تھا اس کے پاس بھیجا اس نے بابک کو دیکھ کر افشین سے آکر کہا کہ بے شک وہ بابک ہے۔ اب افشین گھوڑے پر سوار ہوکر اس کے اس قدر قریب چلا آیا جہاں سے اسے بابک اور اس کے ساتھیوں کی گفتگو سنائی دیتی تھی اس دوران آذین کی سمت میں خوب جنگ ہو رہی تھی۔ بابک نے افشین سے کہا میں امیر المومنین سے امان کی درخواست کرتا ہوں افشین نے کہا جب چاہو میں امان دینے کے لئے تیار ہوں اس نے کہا آپ اسی وقت مجھے امان دیں اور اتنی مہلت بھی دیں کہ میں اپنے اہل و عیال کو سوار کروں اور سفر کی تیاری کرلوں۔ افشین نے کہا میں نے ایک سے زیادہ مرتبہ تمھاری بھلائی کی بات کہی ہے مگر تم نے میری نصیحت آج تک نہیں مانی اور میں اب بھی تمھیں نصیحت کرتا ہوں کہ آج امان لے کر تمھارا یہاں سے چلا جانا اس سے بہتر ہے کہ تم کل جاؤ، بابک نے کہا جناب والا میں نے آپ کی نصیحت قبول کی اور میں اس پر قائم ہوں، افشین نے کہا اچھا تو وہ یرغمال ہمارے پاس بھیج دو جن کا میں نے مطالبہ کیا ہے اس نے کہا بہتر ہے ان میں سے فلاں اور فلاں تو اسی ٹیلے پر موجود ہیں آپ اپنی فوج کو حکم دیں کہ وہ ذرا توقف کرے۔

بذ کے اندر لڑائی

افشین نے فوج کو واپس بلانے کے لئے اپنا آدمی بھیجا مگر جب اس سے کہا گیا کہ فراغنہ کے جھنڈے بذ میں

داخل ہو چکے ہیں اور انھوں نے جھنڈے محلوں پر چڑھا دئے ہیں افشین خود گھوڑے پر سوار ہو کر فوج کو للکارتا ہوا شہر میں داخل ہوا اور تمام فوج شہر کے اندر گھس پڑی اور لوگ جھنڈے لے کر بابک کے محلوں پر چڑھ گئے، بابک نے اپنے ان چار محلوں میں چھ سو آدمی چھپا رکھے تھے حملہ آوروں نے ان کو جا لیا اور اپنے جھنڈے ان محلوں پر بلند کر دیئے بذ کی تمام سڑکیں اور میدان آدمیوں سے بھر گئے اور اب ان لوگوں نے جو ان محلوں میں چھپے بیٹھے تھے ان کے دروازے کھولے اور پیدل نکل کر ان سے لڑنا شروع کیا اس دوران بابک اس وادی میں جو ہشتادسر سے متصل ہے چلا گیا اور افشین اور اس کے تمام دوسرے سردار محلوں کے دروازوں پر لڑنے میں مشغول رہے۔

یہاں خرمیہ نے نہایت شدید مقابلہ اور جنگ کی۔ افشین نے آتش زن طلب کئے انھوں نے آگ برسانا شروع کی اور دوسرے لوگ محل گرانے لگے یہاں تک کہ وہ سب کے سب اس مقام پر قتل کر دیئے گئے ان میں سے کوئی بھی بچ نہ سکا افشین نے بذ میں موجود بابک کی اولاد اور متعلقین کو بھی گرفتار کر لیا اتنے میں شام ہو گئی اس نے فوج کو واپسی کا حکم دیا تمام فوج پلٹ آئی اس وقت خرمیہ جماعت اکثر گھروں میں چھپی بیٹھی رہی افشین نے اپنی روذ الروذ والی خندق میں واپس چلا گیا۔

محلات کو گرانا

بیان کیا گیا ہے کہ بابک اور اس کے ساتھ وادی میں اترنے والے لوگوں کو جب معلوم ہوا کہ افشین اپنی خندق کی طرف واپس چلا گیا ہے وہ بذ میں پلٹ آئے اور یہاں آ کر انھوں نے جس قدر ہو سکا اتنا مال اپنے ساتھ لیا اور پھر ہشتادسر سے ملی ہوئی وادی میں اتر گئے۔

دوسرے دن افشین اپنی خندق سے چل کر بذ آیا اور وہاں ٹھہر گیا اور اس نے تمام محلات کے گرانے کا حکم دیا اس نے اپنے پیادے قریہ کے اطراف میں بیگار پکڑنے کے لئے بھیجا مگر ان کو کوئی گنوار نہ ملا اب افشین نے کلغریہ کو اس کام کے لئے حکم دیا انھوں نے محلات کو گرا کر ان کو جلا دیا تین دن تک وہ اس کام کو کرتے رہے جس سے بابک کے تمام قصر اور دفینے جل کر خاک ہو گئے ان میں ایک حجرہ یا مکان بھی بربادی سے نہ بچا اس کے بعد افشین اپنی قیام گاہ کی طرف واپس آ گیا۔

بابک کی تلاش

افشین کو معلوم ہوا کہ بابک اپنے کچھ آدمیوں کے ساتھ بچ کر نکل گیا ہے اس نے آرمینیا کے رؤساء اور زمینداروں کو لکھا کہ بابک چند آدمیوں کے ساتھ بھاگ گیا ہے اور وہ وادی میں سے ہو کر آرمینیا کی طرف جا رہا ہے ضرور تمہارے قریب سے گزرے گا لہٰذا تم تمام راستوں کی اچھی طرح نگہداشت کرو کسی کو وہاں سے گزرنے نہ دو جو گزرے اسے پکڑ لو اور جب تک شناخت نہ کر و آگے نہ جانے دو، اسی دوران جاسوسوں نے افشین سے آ کر کہا کہ بابک وادی میں فلاں مقام پر موجود ہے اس مقام میں گھاس اور جنگل بہت ہی گھنا تھا اس کا ایک طرف آرمینیا سے اور دوسرا آذربائیجان سے ملا ہوا تھا اور یہ ممکن نہ تھا کہ دستہ وہاں جا سکے نیز وادیوں اور جنگل کی کثرت کی وجہ سے وہاں چھپنے والا نظر بھی نہیں آتا تھا یہ مسلسل ایک جھاڑی تھی جسے غیضہ کہتے تھے۔

افشین نے ہر ایسے مقام پر جہاں سے اس جنگل میں راستہ جاتا تھا یہ جہاں سے اس بات کا امکان تھا کہ اس

سمت سے بابک نکل جائے گا وہاں فوجیوں پر مشتمل دستہ متعین کر دیا جس میں چار سو سے پانچ سو تک جنگجو تھے۔ نیز ان سب کے ساتھ راستہ بتانے کے لئے کوہ بانوں کو بھی متعین کیا۔ اور حکم دیا کہ وہ راستوں پر ٹھہریں اور رات کے وقت ان کی اچھی طرح نگہداشت کرتے رہیں تا کہ وہاں سے کوئی نکلنے نہ پائے، افشین نے ان تمام فوجوں کو اپنی مرکزی قیام گاہ سے کھانے پینے کی ضروری اشیاء مہیا کر دیں۔ یہ پندرہ دستے تھے۔

بابک کے لئے معتصم کی طرف سے امان نامہ

یہ اسی طرح اس جھاڑی کو گھیرے ہوئے پڑے تھے کہ امیر المومنین معتصم کا سونے سے مہر شدہ خط جس میں بابک کے لئے امان تھی۔ افشین کو موصول ہوا اس نے بابک کے ان لوگوں کو جنھوں نے اس کے ہاں پناہ لی تھی اور جس میں بابک کا سب سے بڑا لڑکا بھی تھا اسے اپنے پاس بلایا اور اس سے اور دوسرے قیدیوں سے کہا کہ مجھے تو اس بات کی توقع نہ تھی کہ اس حال میں امیر المومنین اسے اس طرح امان دے دیں گے۔ تم میں سے جو جا سکے اس خط کو لیکر بابک کے پاس جائے۔ اس بات کے لئے ان میں سے کوئی بھی تیار نہ ہوا اور کسی نے کہا جناب والا ہم میں کسی کی یہ جرأت نہیں کہ وہ اس وعدۂ امان کو لے کر اس کے سامنے جائے، افشین نے کہا اس میں کیا ہرج ہے وہ تو اس سے خوش ہوگا انھوں نے کہا جناب والا یہ صرف آپ کہتے ہیں، افشین نے کہا مگر بہر حال تمھیں یہ کام میری خاطر انجام دینا ہوگا چاہے اس میں تمھاری جان جائے یہ سن کر ان میں سے دو شخص کھڑے ہوئے اور انھوں نے افشین سے کہا آپ اس بات کی ضمانت لیں کہ ہمارے بیوی بچوں کی پرورش کریں گے اس نے باقاعدہ اس بات کا وعدہ کیا۔ اب وہ دونوں خط لے کر بابک کی تلاش میں چلے اور اس جنگل میں پھرتے پھرتے کسی نہ کسی طرح بابک کے پاس پہنچ گئے اور وہ خط اسے دے دیا۔

بابک کے لڑکوں کا خط

معتصم کے اس خط کے علاوہ خود بابک کے لڑکے نے بھی ایک خط ان دونوں کے ہاتھ اپنے باپ کو بھیجا تھا جس میں اسے پوری کیفیت سے مطلع کیا تھا اور درخواست کی تھی کہ وہ امان قبول کر کے مقابلہ سے باز آئیں یہ ان کے لئے بہتر ہے، ان دونوں نے اس کے لڑکے کا خط بابک کو دیا بابک نے اسے پڑھا اور پھر ان سے پوچھا کہ اب تک تم کیا کرتے رہے ہو انھوں نے کہا جناب والا آج رات میں ہمارے اہل عیال گرفتار کر لئے گئے ہمیں آپ کا پتہ معلوم نہ تھا کہ خدمت میں حاضر ہو جاتے جب ہم ایسا مقام میں ٹھہر گئے جہاں خود ہمیں اپنے قید ہونے کا اندیشہ ہو گیا تو ہم نے ان سے امان لے لی۔

بابک کا ردعمل

بابک نے اس شخص سے جس کے پاس خط تھا کہا یہ میں کچھ نہیں جانتا مگر یہ بتا کہ تجھے یہ جرأت کیسے ہوئی کہ تو اس فاحشہ زادے کا خط لے کر میرے پاس آیا پھر بابک نے اسے پکڑ کر اسے قتل کرا دیا اور اس خط کو ویسے ہی ہمر زدہ اس کے سینے پر باندھ دیا اسے کھولکر بھی اس نے نہ دیکھا اور اس کے بعد اب اس نے دوسرے سے کہا کہ تو جا اور اس فاحشہ زادے سے جس سے مراد اس کا بیٹا تھا جا کر کہہ دے کہ اب تیری یہ مجال ہوئی کہ تو مجھے لکھنے لگا نیز بابک نے اسے یہ بھی لکھا کہ اگر تو مجھ سے آملتا اور اس تحریک کی اس وقت تک اتباع کرتا جبکہ کسی دن تجھے حکومت ہی مل جاتی تو بے شک تو

میری بیٹا تھا مگر آج مجھے معلوم ہو گیا کہ تیری ماں چھنال تھی اور تو اسی چھنال کی اولاد ہے حرامی ہے ممکن ہے کہ میں کل مر جاؤں تو اس وقت تو ہی رئیس کہلاتا اور جہاں ہوتا یا جہاں تیرا ذکر ہوتا وہاں بادشاہ کے لقب سے پکارا جاتا مگر معلوم ہو گیا کہ تیری اصل ہی ٹھیک نہیں میں اس بات کا اعلان کرتا ہوں کہ تو میرا بیٹا نہیں ہے، ایک دن کی ریاست چالیس سال ذلت کی حالت میں زندگی سے بہتر ہے۔

بابک کی بیوی اور ماں کی گرفتاری

بابک اس کے فوراً بعد اس جگہ سے چلا گیا اس نے تین آدمی اس قاصد کے ساتھ کر دیئے جو اسے بہت سی جگہوں میں سے ایک جگہ چڑھا آئے اور پھر بابک سے آ ملے، جب تک کھانے پینے کا سامان ختم نہ ہو گیا وہ اسی جنگل میں چھپا رہا اس کے بعد اسے مجبوراً وہاں سے سفر کرنا پڑا وہ ایک ایسے راستے کے قریب سے چلا جس پر افشین کا لشکر متعین تھا مگر چونکہ یہ راستہ ایک پہاڑ پر سے گزرتا تھا جہاں پانی بالکل میسر نہیں تھا اس لئے وہ فوج اس مقام سے پانی کے دور ہونے کی وجہ سے وہاں قیام نہ کر سکی اور اسے چھوڑ کر پانی کے قریب ہٹ گئی اس فوج نے اس راستہ کی نگہداشت کے لئے دو کوہبانی اور دو سوار وہاں مقرر کر دیئے اس مقام اور اصل فوج میں تقریباً ڈیڑھ میل کا فاصلہ تھا اور اس کے لئے روزانہ نوبت بدلتی رہتی تھی انہیں ایام میں ایک دن عین دوپہر کے وقت بابک اور اس کی جماعت پناہ گاہ سے نکلی چونکہ یہاں انہیں کوئی نظر نہ آیا اور نہ پہرے کے سوار اور کوہبانی دکھائی دیئے اس لئے انھوں نے خیال کیا کہ یہاں اب کوئی فوج نہیں ہے لہٰذا اب بے خطر وہ اور اس کے بھائی عبداللہ اور معاویہ اس کی ماں اس کی ایک بیوی جسے ابنۃ الکلدانیہ کہتے تھے اس راستے سے باہر آئے اور آرمینیا کی سمت ہو گئے، اب ان پہرہ والوں نے ان کو دیکھا اور اپنی اصل فوج میں جو ابوالساج کی قیادت میں تھی کی طرف پیغام بھیجا کہ ہم نے کچھ سوار جاتے دیکھے ہیں مگر یہ ہم نہیں جانتے کہ وہ کون لوگ ہیں۔

اس خبر کے معلوم ہوتے ہی تمام فوج گھوڑوں پر سوار ہو کر اس سمت چلی اور دور سے انھوں نے ان کو دیکھ لیا وہ اس وقت پانی کے ایک چشمہ پر اترے ہوئے دن کا کھانا کھا رہے تھے جب انھوں نے اس فوج کو دیکھا تو بابک لپک کر فوراً گھوڑے پر سوار ہو گیا اس کے اور ساتھی بھی سوار ہو گئے اور اس طرح وہ بچ کر نکل گیا، البتہ معاویہ، بابک کی ماں اور اس کی بیوی گرفتار کر لی گئیں۔ بابک کے ساتھ صرف ایک غلام رہ گیا ابوالساج نے ان دونوں عورتوں کو چھاؤنی بھیج دیا۔

بابک کا حال معلوم ہو گیا

بابک چلتے چلتے آرمینیا کے پہاڑوں میں داخل ہوا وہ اس تمام سفر میں پہاڑوں میں چھپتا رہتا اب اسے سامان خوراک کی ضرورت ہوئی آرمینیا کے تمام بطریقوں نے اپنے اپنے راستوں اور ناکوں پر پہرے بٹھا دیئے تھے اور تھانوں کو حکم دے دیا تھا کہ جو گزرے اسے گرفتار کر لیا جائے اور جب تک اس کی شناخت نہ ہو جائے اسے قید رکھا جائے ان ہدایات اور احکام کی وجہ سے تمام چوکی دار اور تھانہ دار ہر وقت مستعد اور ہوشیار تھے جب بابک کو سخت بھوک معلوم ہوئی وہ اپنے مسکن سے برآمد ہوا وہاں ایک کسان ایک ترائی میں ہل چلا رہا تھا بابک نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ تو دینار و درہم اپنے ساتھ لے کر اس کسان کے پاس جا اور اگر اس کے پاس روٹی ہو تو اسے لیکر یہ رقم اسے دے دے۔

اس کسان کا ایک دوسرا شریک بھی تھا جو اپنی کسی وجہ سے گیا ہوا تھا، بابک کا غلام اس کسان کے پاس اتر کر آیا اس کے شریک نے بھی دور سے اس غلام کو دیکھ لیا لیکن اپنے ساتھی کے پاس آنے کے بجائے وہ خوف زدہ دور ہی کھڑا رہا اور دیکھتا رہا اور اسے یہ گمان ہوا کہ یہ شخص میرے ساتھی کی روٹی زبردستی غصب کر کے لے گیا ہے اسے اس کی خبر نہ تھی کہ غلام نے اسے کچھ دیا اس خیال کے تحت وہ سیدھا دوڑتا ہوا تھانے آیا اور اس نے آ کر اطلاع دی کہ ایک مسلح شخص نے آ کر ترائی میں میرے شریک کی روٹی چھین لی یہ سنتے ہی تھانے دار گھوڑے پر سوار ہو کر اس سمت لپکا یہ پہاڑ ابن سنباط کے تھے نیز اس نے سہل بن سنباط کو اس واقعہ کی اطلاع بھیجدی وہ خود بھی اپنی فوج کے ساتھ گھوڑوں پر سوار جھپٹتا ہوا اس کسان کے پاس آ گیا اس وقت تک بابک کا غلام وہاں موجود تھا اس نے کسان سے دریافت کیا کیا ہوا اس نے کہا اس غلام نے آ کر مجھ سے روٹی مانگی میں نے اسے روٹی دے دی، ابن سنباط نے غلام سے پوچھا تمھارے مالک کہاں ہیں اس نے ہاتھ کے اشارے سے بتایا کہ وہاں موجود ہیں ابن سنباط اس کے پیچھے چلا آیا اور بابک کے پاس پہنچ گیا۔ اس کی صورت ہی سے اس نے بابک کو پہچان لیا اور اس کے اعزاز میں وہ گھوڑے سے اتر کر اس کے قریب گیا اور اس کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہا کہ اے ہمارے سردار آپ کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں بابک نے کہا کہ میں رومی علاقے میں یا کسی اور مقام کا اس نے نام لے کر کہا کہ میں وہاں جانا چاہتا ہوں۔

بابک ابن سنباط کے پاس

ابن سنباط نے کہا آپ کو کوئی مقام یا کوئی اور شخص ایسا نہ ملے گا جو مجھ سے زیادہ آپ کی خاطر اور حفاظت کر سکے گا میں سرکار کا ماتحت نہیں ہوں اور نہ کوئی سرکاری عہدہ دار میرے ہاں دخل دیتا ہے آپ میری آزاد حالت اور میرے علاقے سے خوب واقف ہیں جتنے بطریق یہاں ہیں وہ سب آپ کے رشتہ دار ہیں ان سے آپ کی اولاد ہوئی ہے، واقعہ یہ تھا کہ بابک کی یہ عادت تھی کہ جب اسے معلوم ہوتا کہ کسی بطریق کی بیٹی یا بہن خوبصورت ہے وہ اسے اس سے طلب کرتا اگر وہ بطریق اس مطالبہ میں عورت کو بھیج دیتا تو خیر تھی ورنہ بابک اس پر اچانک حملہ کر کے اسے زبردستی چھین لیتا نیز اس کے تمام مال وہ متاع کو لوٹ لیتا اور اس طرح غصب کر کے اپنے شہر لے آتا۔

ابن سنباط نے اس سے کہا آپ میرے پاس میرے قلعہ میں قیام کریں وہ آپ ہی کا مکان ہے اور میں آپ کا غلام ہوں سردی تو یہاں بسر کریں اس کے بعد جیسی رائے ہو، چونکہ بابک خود بھی مصائب وشدائد سفر سے کمزور ہو رہا تھا وہ ابن سنباط کی دعوت پر مائل ہو گیا مگر اس نے کہا یہ تو مناسب نہیں کہ میں اور بھائی دونوں ایک جگہ رہیں ممکن ہے کہ ہم میں سے ایک گرفتار ہو جائے تو دوسرا تو باقی رہے میں تمھارے پاس ٹھہر جاتا ہوں اور میرا بھائی عبداللہ ابن اصطفانوس کے پاس چلا جائے ہم نہیں جانتے کہ انجام کیا ہوگا ہمارے بعد والے بھی کچھ ایسے نہیں کہ جو ہماری تحریک کو پھر زندہ کر رکھیں۔ ابن سنباط نے کہا آپ کے تو بہت سی اولاد ہے بابک نے کہا ان میں سے کوئی کار آمد نہیں ہے۔

اب اس نے یہ عزم کر لیا کہ وہ اپنے بھائی کو ابن اصطفانون کے قلعہ میں بھیج دے کیونکہ یہ اس پر پورا اعتماد رکھتا تھا اور خود وہ ابن سنباط کے ساتھ اس کے قلعہ میں رہ گیا دوسرے دن صبح کو عبداللہ ابن اصطفانوس کے قلعہ روانہ ہو گیا اور بابک ابن اسنباط کے ساتھ ٹھہر گیا۔

بابک کی خبر افشین تک پہنچ گئی

ابن اسنباط نے افشین کو بابک کے آنے کی خبر بھیج دی افشین نے اسے لکھا کہ اگر یہ خبر صحیح ہے تو میں خود امیر المومنین تمہیں خوش کر دیں گے اللہ تمہیں اس کی جزائے خیر دے افشین نے بابک کا حلیہ اپنے ایک خاص بااعتماد شخص سے بیان کر کے اسے ابن سنباط کے پاس بھیجا اور اسے لکھا کہ میں اپنے اس بااعتماد شخص کو تمہارے پاس بھیجتا ہوں تاکہ یہ بابک کو خود دیکھ کر مجھے اطلاع دے، ابن سنباط نے اس بات کو نامناسب سمجھا کہ وہ ایک اجنبی کی موجودگی سے بابک کو پریشان کر دے اس لئے اس نے اس شخص سے کہا کہ تم اسے صرف اس وقت دیکھ سکتے ہو جب وہ سر نیچا کئے دن کا کھانا کھا رہا ہو اور یوں اچانک سامنے جانا ممکن نہیں لہٰذا جب ہم کھانا مانگیں تم ہمارے گنواروں اور چیوں کا لباس پہن کر دستر خوان پر سربراہی کے لئے حاضر ہو جانا اور جب وہ کھانے کے لئے جھکے اس وقت بغور اسے دیکھ لینا اور پھر اپنے امیر سے جا کر بیان کر دینا، اس شخص نے کھانے کے وقت اسی کے مطابق عمل کیا بابک نے سر اٹھا کر اسے دیکھا تو اس کے دل میں اس کی طرف سے شبہ ہو گیا اس نے پوچھا یہ کون ہے ابن سنباط نے کہا یہ خراسان کا ایک نصرانی ہے جو عرصہ سے ہمارے ہاں آ کر رہ گیا ہے ابن سنباط نے یہ بات اس اشرونی سے پہلے کہہ دی تھی کہ میں تمہارے متعلق ایسا کہوں گا۔

بابک نے اس شخص سے پوچھا کتنے عرصے سے تم یہاں ہو اس نے کہا فلاں سال سے یہاں ہوں اس نے پوچھا پھر اتنے عرصے سے یہاں کیسے مقیم رہے اس نے کہا میں نے یہاں شادی کر لی ہے، بابک نے کہا تم نے سچ کہا جب کسی سے پوچھا جائے کہ اس کا وطن کہاں ہے اور وہ کہے کہ جہاں میری بیوی ہے وہی میرا مقام ہے تو یہ بات بالکل ٹھیک ہے۔

گرفتاری کی چال

اب اس نے افشین سے آ کر پورا واقعہ بیان کر دیا افشین نے ابو سعید اور بوزبارہ کو اپنے ایک خط کے ساتھ ابن سنباط کے پاس بھیجا اور ہدایت کر دی کہ جب تم ابن سنباط سے کچھ فاصلہ پر رہ جاؤ تو اپنے جانے سے پہلے یہ خط اسے بھجوا دینا اور جو مشورہ اور ہدایت ابن سنباط تم کو دے اس کی ہرگز خلاف ورزی نہ کرنا۔ ان ہدایات کے ساتھ یہ دونوں چلے اور انھوں نے ان پر عمل کیا، ابن سنباط نے ان کو لکھا کہ تم فلاں مقام میں میرے قاصد کے آنے تک قیام کرو چنانچہ یہ دونوں ابن سنباط کے بتائے ہوئے مقام میں ٹھہرے رہے اس نے ان کو سامان وضروریات زندگی اپنے ہاں سے بھجوا دیں، ایک دن بابک کا جی شکار کے لئے چاہا ابن سنباط نے کہا آپ اس قلعہ کی چار دیواری میں پریشان رہتے ہیں باہر ایک نہایت خوش فضا وادی ہے مناسب ہوگا کہ ہم آپ باز اور شاہین اور شکار کی دوسری ضروریات لے کر تفریحاً صبح کے وقت اس وادی میں چلیں اور کھانے کے وقت پر قلعہ میں واپس آ جائیں، بابک نے کہا جب چاہو چلو چنانچہ دوسرے دن صبح کو شکار کرنے کا فیصلہ ہو گیا۔ ابن سنباط نے ابو سعید اور بوزبارہ کو اطلاع دے دی کہ ہم کل شکار کو آئیں گے تم میں سے ایک پہاڑ کی اس جانب سے اور دوسرا دوسری جانب سے اپنی فوجوں کے ساتھ ہمیں آ کر گھیر نے تم لوگ نماز صبح کے ساتھ ہی چھپتے ہوئے چلے آؤ اور جب میرا آدمی تمہارے پاس آئے تم وادی کے اوپر آ جانا اور ہمیں دیکھتے ہی اتر پڑنا۔ چنانچہ جب ابن سنباط اور بابک سورج نکلتے ہی شکار کے لئے قلعہ سے چلے اس نے اپنا ایک آدمی ابو سعید کے پاس اور ایک ابوزیادہ کے پاس بھیج دیا اور ہر ایک سے کہہ دیا کہ جا کر ان سے کہہ دو کہ تم اس مقام پر آ جاؤ اور تم اس مقام پر آؤ اور

پھر ہمارے سامنے برآمد ہونا اور جب تم ہمیں دیکھو تو کہنا یہی ہیں ان کو پکڑ لو اس چال سے اس کا مطلب یہ تھا کہ بابک کو اصل سازش کا راز کبھی بھی معلوم نہ ہو سکے بلکہ ابن سنباط کو یہ کہنے کا موقع ملے کہ ہم کیا کریں فوج نے آ کر ایک دم ہم کو گرفتار کر لیا وہ اپنی بدنامی کی وجہ سے یہ نہ چاہتا تھا کہ خود بابک کو اپنے گھر سے ان کے حوالے کر دیتا اسلئے اس نے یہ تمام جال بچھایا۔

بابک کی گرفتاری

اس کے دونوں قاصد ابوسعید اور بوزبارہ کے پاس پہنچے اور وہی ان کو وادی کے اوپر لے آئے یہاں بابک اور ابن سنباط موجود تھے بابک کو دیکھتے ہی وہ دونوں اپنی جمعیتوں کو لئے ہوئے ایک اس سمت سے اور دوسرا دوسری سمت سے بابک کے لئے وادی میں اترے اور انھوں نے اسے اور ابن سنباط کو گرفتار کر لیا شاہین ان کے ساتھ تھے بابک اس وقت ایک سفید کرتا پہنے اور عمامہ باندھے تھا اور ایک چھوٹا موزہ پہنے تھے، یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ خود بابک کے ہاتھ پر شاہین تھا جب اس نے ان فوجوں کو دیکھا کہ انھوں نے اسے اب گھیر لیا ہے وہ اپنی جگہ ٹھہر گیا اور دونوں امیروں کو غور سے دیکھا انھوں نے کہا اتر و اس نے کہا تم کون ہو ان میں سے ایک نے کہا میں ابوسعید ہوں اور دوسرے نے کہا کہ میں بوزبارہ ہوں اس نے کہا اچھا اور پھر وہ پاؤں موڑ کر گھوڑے سے اتر گیا ابن سنباط اسے دیکھ رہا تھا اس نے ابن سنباط کی طرف دیکھا اور اسے گالیاں دیں اور کہا تو نے مجھے تھوڑے سے مال کے عوض یہودیوں کے ہاتھ بیچ ڈالا اگر تجھے ایسی ہی دولت کی خواہش تھی تو اسے طلب کرتا تو میں تجھے اس سے کہیں زیادہ دیتا جو یہ دینے والے ہوں گے۔

بابک افشین کے دربار میں

ابوسعید نے کہا کھڑا ہو اور گھوڑے پر بیٹھ جا اس نے کہا اچھا چنانچہ یہ اسے اس طرح قید کر کے افشین کے پاس لے آئے جب وہ اس کی قیام گاہ کے قریب آ گیا افشین برزند پر چڑھا وہاں اس کے لئے ایک خیمہ نصب کر دیا گیا اور اس نے تمام فوج کو حاضری کا حکم دیا جو دو صفوں میں مرتب ہو گئی افشین ایک میدان میں بیٹھا اب بابک کو اس کی خدمت میں پیش کیا گیا اس نے اس موقع پر حکم دیا کہ کسی عرب کو دونوں صفوں کے درمیان نہ آنے دیا جائے کہ کہیں ان میں سے کوئی اپنے کسی عزیز کی جان کے بدلے میں یا کسی اور تکلیف کے بدلے میں اسے قتل یا زخمی کر دے۔

اس سے پہلے افشین کے پاس بہت سی عورتیں اور بچے آ گئے تھے اور انھوں نے کہا تھا کہ ہمیں بابک نے قید کر لیا تھا ہم عرب اور مقامی زمینداروں کی شریف زادیاں ہیں افشین نے ان کے لئے ایک علیحدہ باڑہ بنا کر اس میں ان کو ٹھہرا دیا اور ان کا کھانا مقرر کر دیا اور کہا کہ تم اپنے اولیاء کو جہاں ہوں اپنی حالت لکھ بھیجو اس اطلاع کے بعد جو شخص آ کر ان کا دعویٰ کرتا اور دو آدمیوں کی شہادت پیش کرتا کہ وہ اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ یہ عورت یا بچہ یا لونڈی اسی کی ہے یا یہ اس کی محرمات میں ہے یا قرابت دار ہے افشین ان کو اس کے حوالے کر دیتا اس طرح بہت سے آدمی تو اپنے متعلقین کو شناخت کر کے لے جا چکے تھے اور بہت سی اب بھی باقی تھیں جو اپنے اولیاء کے آنے کی منتظر تھیں۔

بابک کے قید کرنے کا حکم

جب یہ دن آیا جس میں افشین نے اپنی فوج کو صف بندی کا حکم دیا اور بابک کے اور اس کے درمیان نصف

میل کا فاصلہ رہ گیا بابک کو گھوڑے سے اتار لیا گیا اور اب وہ پیادہ اپنے کرتے عمامے اور دونوں موزوں میں دونوں صفوں کے بیچ میں چلتا ہوا افشین کے سامنے پیش کیا گیا افشین نے اسے دیکھ کر کہا کہ اسے ہماری قیام گاہ کی طرف لے جاؤ لوگ اسے سوار کر کے وہاں لائے جب ان عورتوں اور بچوں نے جو باڑے میں ٹھہرے ہوئے تھے بابک کو اس حال میں دیکھا انھوں نے اپنے منہ پیٹ لیے اور آہ وبکا کا ایک شور بلند کر دیا اس پر افشین کہنے لگا کہ کل تک تم یہ کہہ رہی تھیں کہ اس نے ہمیں قید کر لیا تھا اور آج اس پر روتی ہو تم پر اللہ کی لعنت ہو انھوں نے کہا وہ ہمارے ساتھ احسان کیا کرتا تھا، افشین نے اس کے قید کر دینے کا حکم دے دیا وہ ایک کوٹھڑی میں ٹھہرا دیا گیا اور کچھ آدمی نگران متعین کر دیے گئے۔

بابک اور اس کا بھائی دونوں قید میں

اس کا بھائی عبداللہ اس کے ابن سنباط کے پاس قیام کے زمانے میں عیسیٰ بن یوسف بن اصطفانوس کے پاس چلا گیا تھا افشین نے اسے لکھا کہ تم عبداللہ کو میرے پاس بھیج دو اس نے اسے بھی افشین کے پاس بھیج دیا جب وہ بھی اس کے قابو میں آ گیا افشین نے اسے بھی بابک کے ساتھ ایک ہی حجرے میں قید کر دیا اور پہرہ بٹھا دیا اس کے بعد اس نے معتصم کو ان دونوں کی گرفتاری کی اطلاع دی معتصم نے لکھا کہ تم دونوں کو لے کر میرے پاس آؤ اور جب افشین نے عراق جانے کا ارادہ کیا تو بابک کو کہلا بھیجا کہ میں تم دونوں کو لے کر جانے والا ہوں لہٰذا علاقۂ آذربائیجان میں جس بات کی آرزو ہو پوری کر لو اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ جانے سے پہلے اپنے شہر کو ایک مرتبہ اور دیکھ لوں افشین نے چاندنی رات میں ایک جماعت کے ساتھ اسے بذ بھیج دیا وہ ساری رات شہر میں پھرتا رہا اور وہاں اس نے مقتولین اور اپنے محلوں کو دیکھا پھر یہ لوگ اسے افشین کے پاس لے آئے، جب پہلے افشین نے اپنے ایک آدمی کو بابک پر متعین کیا تو بابک نے افشین سے درخواست کی کہ آپ اس سے مجھے معاف کر دیں افشین نے پوچھا تم اسے گوارا کیوں نہیں کرتے اس نے کہا یہ میرے پاس آتا ہے اور اس کے ہاتھ چکنائی سے بھرے ہوتے ہیں اور میرے سرہانے سوتا ہے اس کی بدبو سے مجھے تکلیف ہوتی ہے، افشین نے اس کی درخواست کو قبول کیا اور اس شخص کو وہاں متعین نہ رہنے دیا۔

۱۰ شوال کو بابک برزند میں افشین کی خدمت میں حاضر بوزبارہ اور دیوناد اسے اپنے بیچ میں لئے ہوئے تھے ،اس سال محمد بن داؤد کی امارت میں حج ہوا۔

۲۲۳ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

بابک اور اس کا بھائی معتصم کے دربار میں

اس سال افشین ۳ صفر جمعرات کی رات کو بابک اور اس کے بھائی کو لے کر سامرا میں معتصم کی خدمت میں حاضر ہوا، جس وقت سے افشین برزند سے روانہ ہوا تھا اس کے سامرا پہنچنے تک روزانہ ایک گھوڑا اور خلعت فاخرہ اسے

بھیجا کرتے تھے، چونکہ معتصم کو بابک کے معاملہ سے خاص تعلق تھا وہ چاہتے تھے کہ اس کی خبریں ان کو جلد سے جلد معلوم ہو جایا کریں اور برف وغیرہ کی وجہ سے بھی راستہ چونکہ خراب تھا اس لئے انھوں نے سامرا سے حلوان کی گھاٹی تک ہر فرسخ پر تیز رو گھوڑوں کی خبر رسانی کے لئے ڈاک بٹھادی تھی اور ہر منزل پر ایک ہرکارہ مقرر تھا جو خبر کے موصول ہوتے ہی گھوڑے کو اڑاتا ہوا دوسرے ڈاک رسان کو فوری اطلاع دے دیتا تھا اور حلوان کے اس طرف سے آذربائیجان تک خبر رسانی کے لئے پہاڑی گھوڑے مقرر تھے۔ جو ایک دن یا دو دن مسلسل سفر کر کے بدل دیئے جاتے تھے ان پر پہاڑی نوجوان ہر فرسخ پر باری باری سوار ہو کر خبر لے جاتے تھے ان کی حفاظت کے لئے پہاڑوں پر پہرے مقرر کر دیئے گئے تھے جو دن اور رات ہوشیار رہتے اور ان کو یہ حکم تھا کہ جب خبر ان کو ملے وہ نہایت بلند آواز سے پکار دے تاکہ اس آواز کو سن کر دوسری چوکی والا خبر رسانی کے لئے مستعد ہو جائے اور خبر کی نقل میں دیر نہ ہونے پائے چنانچہ ابھی یہ ڈاکیہ دوسری منزل پر نہیں پہنچتا تھا کہ وہاں کا ہرکارہ راستے ہی میں تیار کھڑا ہوتا اور سواری لے کر اپنی دوڑ پر دوڑتا اس انتظام سے افشین کی قیام گاہ سے سامرا میں چار دن یا اس سے بھی کم مدت میں خبر پہنچ جاتی۔

جب افشین حذیفہ کے پلوں کے پاس پہنچا یہاں ہارون بن المعتصم اور معتصم کے کنبے والوں نے اس کا استقبال کیا، بابک کو لے کر سامرا آ جانے کے بعد افشین نے اسے اپنے مطیرہ کے محل میں ٹھہرایا۔ آدھی رات کے وقت احمد بن ابی داؤد ہیئت بدل کر بابک کو دیکھنے آیا اور اس نے جا کر معتصم سے اس کی اطلاع کی اور شکل وصورت بیان کی ان کو صبر نہیں آیا بلکہ وہ خود ہی اسی وقت سوار ہو کر حیر میں دونوں فصیلوں کے درمیان سے گزر کر صورت بدل کر بابک کے پاس آئے اور اسے خوب غور سے دیکھا بابک ان کو پہچانتا نہ تھا، دوسرے دن صبح کو جو پیر یا جمعرات کا دن تھا معتصم نے اس کی حاضری کے لئے دربار بلوایا باب العامہ سے مطیرہ تک تمام لوگ صف بستہ ہوئے۔

بابک کا قتل

معتصم چاہتے تھے کہ اس کی تشہیر کی جائے اور سب لوگ اسے دیکھ لیں انھوں نے اپنے مصاحبین سے پوچھا کہ تشہیر کے لئے مناسب طریقہ کیا ہوگا حزام نے کہا امیر المومنین ہاتھی سے بڑھ کر کوئی شے اس کام کے لئے مناسب نہیں ہے معتصم نے کہا ٹھیک کہتے ہو انھوں نے حکم دیا کہ اس کام کے لئے ایک ہاتھی تیار کیا جائے نیز ان کے حکم سے بابک کو دیبا کی قبا اور سمور کی گول ٹوپی پہنائی گئی مطیرہ سے باب العامہ تک تمام لوگ اس کو دیکھنے کے لئے باہر نکل آئے وہ دربار عام میں امیر المومنین کی خدمت میں پیش کیا گیا ایک قصائی اس کے ہاتھ پاؤں کاٹنے کے لئے بلایا گیا پھر انھوں نے حکم دیا کہ جلاد حاضر کیا جائے حاجب نے باب العامہ سے باہر کر نودنود کو آواز دی بابک کے جلاد کا یہی نام تھا اب نودنود کا ایک شور برپا ہو گیا یہاں تک کہ وہ دربار عام میں حاضر ہو گیا امیر المومنین نے اسے بابک کے ہاتھ پاؤں کاٹنے کا حکم دیا اس نے حکم پر عمل کیا بابک گر پڑا پھر ان کے حکم سے ایک نے اسے ذبح کر کے اس کا پیٹ چاک کر دیا معتصم نے اس کا سر خراسان بھیج دیا اور سامرا میں گھاٹی کے پاس اس کے بدن کو سولی دے دی جہاں اسے سولی دی گئی وہ جگہ مشہور ہے۔

بابک کے بھائی کا قتل

اس کے بھائی عبداللہ کے متعلق انھوں نے حکم دیا کہ اسے ابن الشروین الطبری کی حفاظت میں اسحٰق بن

ابراہیم مدینۃ السلام میں ہمارے نائب کے پاس پہنچا دیا جائے اور وہ اس قتل کردے اور اس کے ساتھ وہی عمل ہو جو اس کے بھائی کے ساتھ کیا گیا ہے اور پھر اسے سولی دے دی جائے جب طبری اسے لے کر بردان آیا تو اس نے اسے وہاں ٹھہرایا عبداللہ نے ابن شروین سے پوچھا تم کون ہو اس نے کہا میں طبرستان کا بادشاہ شروین کا بیٹا ہوں اس پر عبداللہ نے کہا اللہ کا شکر ہے کہ میرا قتل ایک میرے ہم قوم رئیس کے متعلق کیا گیا ہے اس نے کہا یہ نودنو تمھارے قتل کے لئے متعین ہوا ہے اسی نے بابک کو قتل کیا تھا عبداللہ نے کہا یہ تو گنوار ہے مگر میں تو تمھیں کو سمجھتا ہوں اچھا یہ کہو تمھیں اس بات کی ہدایت کی گئی ہے کہ تم مجھے کچھ کھلاؤ اس نے کہا ہاں جو چاہے کھا سکتے ہو اس نے کہا میرے لئے فالودہ بنواؤ شروین کے حکم سے آدھی رات کے وقت فالودہ تیار ہوا جسے اس نے شکم سیر ہو کر کھالیا اور کہا اے ابوفلاں انشاء اللہ کل تمھارے سامنے ثابت ہو جائے گا کہ میں پکا دہقان ہوں پھر اس نے کہا کیا آپ مجھے نبیذ پلا سکتا ہیں اس نے کہا ہاں مگر زیادہ نہیں عبداللہ نے کہا زیادہ تو میں بھی نہیں پیا کرتا چار رطل شراب منگوائی گئی وہ اسے پینے بیٹھ گیا اور وقفہ وقفہ سے صبح ہونے تک سب پی گیا صبح سویرے یہ سب یہاں سے روانہ ہو کر مدینۃ السلام پہنچے اور ابن شروین اسے پل پر لے آیا اسحٰق بن ابراہیم کے حکم سے اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے مگر اس نے آہ تک نہیں کی اور ایک لفظ زبان سے نہیں نکالا پھر اس کے حکم سے دونوں پلوں کے درمیان مدینۃ السلام کی جانب شرقی میں اسے سولی پر لٹکا دیا گیا۔

بابک کی گرفتاری پر ملنے والا انعام

طوق بن احمد کہتا ہے کہ جب بابک بھاگ کر سہل بن سنباط کے پاس پہنچا افشین نے ابوسعید اور بوزبارہ کو اس کے پاس بھیجا انھوں نے بابک کو اس سے چھین لیا، سہل نے بابک کے بیٹے معاویہ کو بھی افشین کے پاس بھیجا افشین نے معاویہ کو ایک لاکھ درہم اور سہل کو دس لاکھ جن کے لئے امیر المومنین سے پہلے ہی اجازت حاصل کر لی تھی ایک جواہر سے مرصع نیکہ اور بطریقوں کا ایک تاج صلہ میں دیا اسی وجہ سے سہل روساء میں شامل ہوا۔ بابک کا بھائی عبداللہ، عیسیٰ بن یوسف رئیس بلقان کا پاس تھا جو ابن اخت اصطفانوس کے نام سے مشہور ہے۔

بابک کا نسب

علی بن مُر کہتا ہے کہ مطر نامی ایک عرب ڈاکو نے مجھ سے کہا کہ ابوالحسن بخدا بابک میرا بیٹا ہے میں نے پوچھا کیسے اس نے کہا ہم ابن الرواد کے ہمراہ تھے اس کی ماں رومیہ کانی اس کی رعایا میں سے تھی، میں اس کے ہاں ٹھہرا کرتا تھا وہ نہایت تنومند تھی میری خدمت کرتی تھی اور میرے کپڑے دھوتی تھی ایک دن میری نظر اس پر پڑی ایک مدت تک سفر میں رہنے اور وطن سے دور ہونے کی وجہ سے میں شہوت کی وجہ سے بے تاب ہو گیا اور اس پر چڑھ بیٹھا جس سے حمل رہ گیا اس کے بعد میں ایک عرصہ تک پھر وہاں نہ رہا پھر جب ہم وہاں آئے تو میں نے دیکھا کہ اس کا زمانہ ولادت قریب ہے میں ایک دوسرے مکان میں ٹھہر گیا وہ ایک دن میرے پاس آئی کہنے لگے مجھے حاملہ کر کے اب تم یہاں ٹھہر گئے اور مجھے چھوڑ بیٹھے اب مجھے معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے حاملہ ہوگئی ہے میں نے کہا اگر میرا نام لیا تو میں مار ڈالوں گا اس دھمکی سے وہ خاموش ہوگئی اس طرح بخدا وہ میرا بیٹا ہے۔

افشین کا انعام

جب تک افشین نے بابک کے مقابلہ پر قیام کیا مراعات اور دوسرے اخراجات کے علاوہ جس روز وہ سوار ہو کر مقابلہ پر بڑھتا سرکار سے دس ہزار درہم یومیہ کے حساب سے دیئے جاتے اور جس روز وہ اپنی قیام گاہ میں مقیم رہتا اس روز پانچ ہزار دیئے جاتے

بابک کے ہاتھوں گرفتار شدگان اور مقتولین

بابک نے اپنی بیس سالہ مدت میں دو لاکھ پچپن ہزار پانچ سو آدمی قتل کیے تھے یحییٰ بن معاذ عیسیٰ بن محمد بن ابی خالد پر اس نے فتح پائی اور احمد بن جنید کو اس نے شکست دی اور قید کر لیا اور زریق بن علی بن صدقہ محمد بن حمید الطوسی اور ابراہیم بن اللیث بھی اس سے مغلوب ہوئے بابک کے ساتھ تین ہزار تین سو نو آدمی قید کیے گئے اور جن مسلمان عورتوں اور ان کے بچوں کو اس کے ہاتھ سے رہائی ملی ان کی تعداد سات ہزار چھ سو تھی۔ بابک کے سترہ بیٹے اور تیئیس ۲۳ بہو بیٹیاں گرفتار ہوئیں۔ معتصم نے حسن خدمت کے سلہ میں افشین کو تاج پہنایا اور دو جواہر بار عطا کیے دو کروڑ درہم نقد انعام دیا اس میں سے ایک کروڑ فوج کو انعام دینے کے لیے اور ایک کروڑ خود اس کی ذات کے لیے مخصوص تھا نیز اسے سندھ کا گورنر مقرر کیا اور شعراء سے کہا کہ وہ جا کر اس کی شان میں قصیدے پڑھیں اور ان کی تعریف کے صلے اپنے پاس سے دیئے۔ یہ ۱۳ ربیع الآخر جمعرات کے دن ہوا۔

شاہ روم پر حملہ

اس سال توفیل بن میخائیل شاہ روم نے اہل زبطرہ پر حملہ کر کے ان کو اسیر کر لیا اور ان کے شہر کو برباد کر ڈالا اور اس کے بعد ہی اس نے فوراً وہاں سے ملطیہ جا کر اس کے باشندوں پر غارت گری کی نیز اس کے علاوہ مسلمانوں کے دوسرے قلعوں میں سے بھی چند قلعوں کے باشندوں پر غارت گری کی، بیان کیا گیا ہے کہ ان حملوں میں ایک ہزار سے زیادہ مسلمان عورتوں کو رومیوں نے لونڈی بنالیا اور جو مسلمان انکے ہاتھ لگے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے، ان کو اندھا کر دیا اور ان کے کان اور ناک کاٹ لیے۔

بادشاہ روم کے اس حملے کے اسباب اور واقعات

بابک کی طرف سے حملہ کی دعوت

جب افشین نے بابک کو ہر طرف سے گھیر کر بالکل تنگ اور مجبور کر دیا اور وہ اسے ہلاکت کے قریب لے آیا اور اب خود بابک کو بھی اس کے مقابلہ میں اپنی کمزوری اور ہلاکت کا یقین آ گیا اس نے توفیل بن میخائیل بن جور جس بادشاہ روم کو لکھا کہ عرب کے بادشاہ نے اپنی تمام فوجیں اور جنگجو میرے مقابلہ پر بھیج دیے ہیں یہاں تک کہ اس نے اپنا درزی جس سے اس کی مراد جعفر بن دینار تھا اور باورچی بھی جس سے اس کی مراد ایتاخ تھا میرے مقابلہ پر بھیج دیا ہے اور اب اس کے دروازے پر کوئی باقی نہیں ہے اس لیے اگر تم اس پر چڑھائی کرنا چاہو تو تمھارے لیے یہ بہت اچھا موقع ہے

کیونکہ کوئی تمھاری مزاحمت کرنے والا نہیں ہے۔

اس خط کے لکھنے کا مقصد یہ تھا کہ اگر روم کے بادشاہ نے اس وقت فوجی نقل وحرکت شروع کی تو اس کے مقابلہ پر جو فوجیں ہیں ان میں سے معتصم بعض کو بادشاہ روم کے مقابلے کے لئے منتقل کر دیں گے اور اس طرح اس پر سے دباؤ کم ہو جائے گا۔

زبطرہ پر حملہ

توفیل ایک لاکھ یا اس سے بھی زیادہ فوج کے ساتھ حملہ کے لئے بڑھا اس فوج میں ستر ہزار سے کچھ زیادہ تو باقاعدہ سپاہی تھے باقی شاگرد پیشہ وغیرہ تھے۔ یہ اس لشکر کے ساتھ زبطرہ آیا اس کے ہمراہ وہ محمرہ جماعت بھی تھی جس نے علاقۂ جبال میں اسلامی حکومت کے خلاف خروج کیا تھا اور جب اسحٰق بن ابراہیم بن مصعب نے ان کو خوب مارا تو وہاں سے بھاگ کر وہ رومی علاقہ میں چلے گئے تھے بارسیس ان کا سردار تھا بادشاہ روم نے ان کے وظائف مقرر کر دیئے تھے اور وہیں انھوں نے شادیاں کر لی تھیں اور ان کو جنگجو سپاہ میں شمار کر کے ان سے اپنے اہم امور میں مدد لیتا تھا، زبطرہ میں داخل ہو کر اس نے وہاں کے مردوں کو قتل کر دیا عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا اور پھر اسے جلا ڈالا۔

معتصم کی طرف امدادی فوج

اس واقعہ کی اطلاع فوراً سامرہ پہنچی نیز اس واقعہ کی اطلاع پر سوائے ان کے جن کے پاس سواری یا اسلحہ نہ تھے شام اور جزیرہ کی سرحدی آبادی اور تمام اہل جزیرہ دشمن کے مقابلہ پر نکل کھڑے ہوئے خود معتصم اس واقعہ سے بہت پریشان ہوئے اور جب ان کو اس کی خبر پہنچی تو انھوں نے اپنے محل میں اس کی آواز دی اور فوراً اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے اور اپنے پیچھے لوہے کی بائگ ڈور لوہے کی میخ اور توبرہ باندھ لیا مگر یہ بات نامناسب معلوم ہوئی کہ وہ پوری تیاری کے بغیر جنگ کے لئے نکل کھڑے ہوں اس لئے انھوں نے اب دربار عام کیا اور اس میں مدینۃ السلام کے دونوں قاضی عبدالرحمٰن بن اسحٰق اور شعیب بن سہل کو طلب کیا نیز ان کے ہمراہ انھوں نے تین سو اڑتیس اہل عدل وورع کو دربار میں بلایا اور ان کو اپنی جائداد اور املاک کے وقف پر گواہ بنایا اس کے تین حصے کئے ایک ثلث اپنی اولاد کو دیا ایک تہائی اللہ کی راہ میں وقف کیا اور ایک تہائی اپنے موالیوں کو دیا اس کے بعد انھوں نے جہاد کے لئے دجلہ کے مغرب میں اپنی چھاؤنی قائم کی۔ یہ ۲ جمادی الاولیٰ دوشنبہ کا دن تھا۔

انھوں نے عجیف بن عنبسہ، عمر الفرغانی اور محمد کوتہ کو دوسرے اور سرداران فوج کے ساتھ زبطرہ کے باشندوں کی مدد کے لئے بھیجا، جب یہ وہاں پہنچے تو انھوں نے دیکھا کہ بادشاہ روم زبطرہ کو تباہ و برباد کر کے اپنے علاقے میں واپس چلا گیا ہے یہ سردار چند روز وہاں ٹھہرے یہاں تک کہ اس علاقے کے باشندے اپنی اپنی جگہوں پر واپس آ گئے اور مطمئن ہو گئے۔

جب معتصم نے بابک کا خاتمہ کر دیا تو انھوں نے پوچھا کہ رومی شہروں میں سب سے زیادہ مستحکم اور ناقابل تسخیر کونسا شہر ہے لوگوں نے عموریہ کا نام لیا اور کہا کہ ابتدائے اسلام سے آج تک کسی مسلمان نے اس شہر سے چھیڑ چھاڑ نہیں کی ہے یہ نصرانیت کی اصل اور جان ہے اور عیسائی اسے قسطنطنیہ سے بھی زیادہ اشرف سمجھتے ہیں۔

اس سال معتصم رومی علاقے میں جہاد کے لئے گئے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ ۲۲۴ ہجری میں سامرا سے روانہ ہوئے اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ ۲۲۲ ہجری میں بابک کے قتل کے بعد جہاد کے لئے گئے۔

معتصم کا جہاد

تیاری

اس جہاد کے لئے جس ساز و سامان، اسلحہ، آلات حرب، پکھالیں، خچر، مشک، چھاگلیں، فولادی آلات اور کثیر فوج کا جو انتظام معتصم نے کیا تھا کسی خلیفہ نے اس سے پہلے نہیں کیا انھوں نے اشناس کو اپنے مقدمہ پر مقرر کیا اس کے پیچھے محمد بن ابراہیم کو کیا اپنے میمنہ پر ایتاخ کو اور میسرہ پر جعفر بن دینار بن عبداللہ الخیاط کو اور قلب میں عجیف بن عنبسہ کو مقرر کیا۔

معتصم نہر اللمس پر

بلاد روم میں داخل ہو کر معتصم نہر اللمس ٹھہر گئے۔ یہ نہر سلوقیہ پر سمندر کے قریب واقع ہے اور اس کے اور طرسوس کے درمیان ایک دن کی مسافت ہے یہ وہی نہر ہے جس پر مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان قیدیوں کا تبادلہ ہوتا تھا، معتصم نے افشین حیدر بن کاؤس کو سروج بھیجا اور حکم دیا کہ تم وہاں سے بڑھ کر درۂ حدث کی راہ فلاں دن رومی علاقے میں داخل ہونا اور اس مسافت کا اندازہ کر کے جو ان دنوں فوجوں اور انقرہ کے درمیان تھی۔ جہاں ان سب کا اجتماع مقصود تھا، انھوں نے افشین اور اشناس کی پیش قدمی کے لئے ایک ایک دن مقرر کر دیا اس کا ارادہ یہ تھا کہ اگر اللہ انقرہ کو فتح کر دے تو پھر وہاں سے سب مل کر عموریہ پر حملہ کریں کیونکہ بلاد روم میں یہ دو شہر اس قدر اہم اور بڑے تھے جن کی تسخیر کو وہ اپنی غرض و غایت بتاتے۔ انھوں نے اشناس کو طرسوس کے درہ سے بڑھنے کا حکم دیا اور ہدایت کر دی کہ وہ صفصماقت میں ان کے انتظار کرے۔ چنانچہ رجب کے اختتام سے آٹھ روز قبل بدھ کے دن اشناس اپنے مقام سے روانہ ہوا، معتصم نے ایک خدمت گار کو اس کے پیچھے اپنے مقدموں پر قائد بنا کر روانہ کیا اور خود رجب کے اختتام سے چھ روز قبل جمعہ کے دن اپنی قیام گاہ سے روانہ ہو گیا۔

اشناس کو معتصم کی ہدایات

اشناس مرج الاسقف پہنچا تھا کہ اسے مطامیر سے معتصم کا خط ملا جس میں اسے اطلاع دی گئی تھی کہ بادشاہ روم میرے سامنے ہے وہ چاہتا ہے کہ جب ہماری تمام فوجیں لمس سے گزر جائیں تو وہ دریا کے گہرے حصے پر ٹھہر کا ایک دم ان پر حملہ کر دے لہٰذا تم مرج الاسقف میں میرا دوسرا حکم ملنے تک ٹھہرے رہو، جعفر بن دینار معتصم کے ساقہ پر متعین تھا انھوں نے اشناس کو یہ بھی اپنے خط میں لکھا کہ وہ فوج کے ساقہ کے آنے کا انتظار کرے کیونکہ سامان، منجنیقیں اور زاد راہ وغیرہ اسی فوج میں ہے اور وہ اب تک درے کے تنگ مقام میں ہے جہاں سے وہ نکل نہیں سکی ہے لہٰذا تم اس وقت تک وہیں ٹھہرے رہو جب تک کہ ساقہ کا سردار اپنے تمام ساتھیوں کے ساتھ درّے کے تنگ مقام سے نکل نہ آئے پھر صحرا کے

راستے بلادِ روم میں داخل ہو۔

اس حکم کی وجہ سے اشناس تین دن تک مرج الاسقف میں ٹھہرا رہا پھر معتصم کا ایک اور خط اسے ملا جس میں اسے حکم دیا تھا کہ وہ اپنے ایک سردار کو تھوڑی جمعیت کے ساتھ ایسے کسی رومی کی تلاش میں بھیجے جس سے وہ بادشاہ روم اور اس کی فوج کی کیفیت دریافت کر سکیں۔ اشناس نے عمرالفرغانی کو دو سو سواروں کے ساتھ اس غرض سے دشمن کے علاقے میں بھیج دیا یہ جماعت ساری رات چل کر حصن قرہ پہنچی اور وہاں انھوں نے قلعہ کے گرد ایسے شخص کی تلاش کی مگر ان کو کامیابی نہ ہوئی اور قلعہ دار ان کو بھانپ گیا وہ قلعہ میں موجود اپنے تمام سواروں کو لے کر مقابلہ کے لئے نکلا اور قرہ اور درہ کے درمیان والے اس بڑے پہاڑ میں جو رستاق قرۃ کو محیط ہے حریف کی تاک میں گھات لگا کر بیٹھ گیا۔ عمرو الفرغانی کو بھی اس بات کا علم ہو گیا کہ دشمن کو ہمارا علم ہو چکا ہے لہٰذا وہ فوراً درہ بڑھ کر وہاں رات بھر قیام گاہ میں بیٹھا رہا علامات صبح نمودار ہوتے ہی اس نے اپنی جمعیت کو تین دستوں میں تقسیم کیا اور انکو حکم دیا کہ تم نہایت تیزی سے اڑے ہوئے جاؤ اور کسی ایسے شخص کو گرفتار کر کے حاضر کرو جس سے بادشاہ روم کی خبر و حالت معلوم ہو سکے اور ان سے کہہ دیا کہ اس کام کو انجام دے کر تم میرے پاس فلاں مقام میں جس کی رہنماؤں نے پہلے نشان دہی کر دی تھی اس سیر کو لے آنا اس نے ہر دستے کے ہمراہ دو راہنما بھی ساتھ کئے۔

رومیوں کی گرفتاری

صبح ہوتے ہی یہ تینوں دستے تین طرف چل دیئے اور انھوں نے اس دوڑ میں کئی آدمی پکڑے جن میں بعض تو خود شاہ روم کی فوج کے آدمی تھے اور بعض ان کے متعلقین میں سے تھے، خود عمرو نے ایک رومی کو گرفتار کیا جو قرہ کے سواروں میں تھا اور اس سے خبر پوچھی اس نے بیان کیا کہ بادشاہ اور اس کی فوج تمہارے قریب ہے وہ لمس کے پیچھے چار فرسخ پر ٹھہرے ہوئے ہیں اور اسی نے یہ بات بھی عمرو سے کہی کہ قرۃ کا قلعہ دار ان کا بھید پا گیا تھا اور وہ ان کی تاک میں اس پہاڑ کی چوٹیوں پر کہیں چھپا بیٹھا ہے۔ عمرو اسی جگہ ٹھہرا رہا جہاں اس نے اپنی دوسری جماعتوں سے آ کر ملنے کا وعدہ کیا تھا اس نے اپنے ہمراہی راہنماؤں کو حکم دیا کہ وہ ان پہاڑوں کی چوٹیوں میں پھیل جائیں اور ان دستوں کو دشمن کی گھات سے باخبر کر دیں تاکہ ایسا نہ ہو کہ قرۃ کا قلعہ دار ان میں سے کسی ایک دستے پر اچانک نکل کر حملہ کر دے، ان راہنماؤں نے انھیں دیکھ لیا اور واپسی کا اشارہ کر دیا وہ سب کے سب عمرو کے پاس چلے آئے مگر عمرو کا یہ وہ مقام نہ تھا جہاں ملنے کا اس نے پہلے وعدہ کیا تھا تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد یہ دستے اپنے اصل مرکز کی طرف چلے گئے خود شاہ روم کی فوج کے کئی آدمی انھوں نے پکڑ لئے تھے۔

یہ ان کو لے کر اشناس کے پاس لمس آئے اشناس نے ان سے خبر پوچھی انھوں نے بتایا کہ بادشاہ تیس دن سے زیادہ ہو گئے ہیں اس انتظار میں ہے کہ معتصم دریا عبور کر کے آگے بڑھیں اور پھر وہ ان پر اچانک حملہ کرے اس کا مقدمہ الجیش لمس میں موجود ہے نیز بادشاہ کو یہ بھی اطلاع ہو چکی ہے کہ آرمینیا سے ایک زبردست فوج اس علاقے میں در آئی ہے اس سے مراد افشین کی فوج تھی اور وہ بادشاہ کے عقب میں پہنچ گئی ہے بادشاہ نے اپنے ماموں زاد بھائی کو اپنی فوج پر اپنا نائب بنایا ہے اور وہ خود اپنی اصل فوج کے ایک دستے کے ساتھ افشین کی سمت چلا گیا ہے۔

معتصم کا افشین کے نام خط

اشناس نے یہ خبر سنتے ہی اس شخص کو معتصم کی خدمت میں بھیج دیا اس نے معتصم کو ساری بات سنادی انھوں نے اپنی فوج کے راہنماؤں سے چند کو اپنا خط دے کر افشین کے پاس بھیجا اور وعدہ کیا کہ اگر یہ خط اسے پہنچ گیا تو میں تم میں سے ہر شخص کو دس ہزار درہم انعام دوں گا۔

معتصم نے اس خط میں افشین کو لکھا کہ میں بھی مقیم ہوں اور تم بھی فی الحال اپنی جگہ ٹھہر جاؤ ان کو اندیشہ یہ تھا کہ مبادا شاہ روم افشین کو اچانک جالے نیز انھوں نے اشناس کو لکھا کہ تم اپنے ان راہنماؤں میں سے ایک ایسا قاصد بھیجو جو پہاڑوں اور راستوں سے واقف ہو اور جو شکل وصورت میں رومیوں سے مشابہت رکھتا ہو اور میں اس بات کا وعدہ کرتا ہوں کہ اگر یہ خط مطلوبہ شخص تک پہنچا دیا گیا تو میں ان میں سے ہر شخص کو دس ہزار انعام دوں گا نیز انھوں نے خود اشناس کو لکھا کہ بادشاہ روم تمھارے قریب آ گیا ہے لہٰذا جب تک ہمارا دوسرا خط تم کو نہ ملے تم وہیں اپنی جگہ ٹھہر جانا۔

قاصد افشین کی طرف چل دئے مگر چونکہ وہ رومی علاقے میں بہت دور تک گھس گیا تھا اس لیے ان میں سے ایک بھی اس کے پاس نہ پہنچ سکا۔

اب معتصم کے تمام آلات حرب اور دوسرا ساز وسامان ساقہ فوج کے افسر کے ساتھ ان کی چھاؤنی میں پہنچ گیا انھوں نے اشناس کو پیش قدمی کا حکم بھیجا وہ آگے بڑھا اس کے پیچھے ایک منزل کے فاصلہ سے معتصم چلے جس مقام میں یہ منزل کرتے اشناس وہاں سے کوچ کر جاتا جب تک کہ وہ انقرہ سے تین منزل نہ رہ گئے ان کو افشین کی کوئی اطلاع نہیں ملی، اس سفر میں ان کی فوج کو پانی اور چارہ کی سخت تکلیف اٹھانا پڑی۔

بوڑھے کے ذریعے ایک لشکر پر حملہ

اپنی پیش قدمی کے دوران اشناس نے چند رومیوں کو گرفتار کیا تھا اس کے حکم سے ان سب کو قتل کر دیا گیا صرف ایک بہت بوڑھا شخص باقی رہا اس نے اشناس سے کہا کہ مجھے مار کر تمھیں کیا فائدہ ہوگا تم خود اس وقت پریشان ہو اور تمھاری فوج کو بھی پانی اور خوراک کی تکلیف ہے، یہاں کچھ لوگ بادشاہ عرب کے حملہ کے خوف سے انقرہ سے چلے آئے ہیں وہ ہمارے قریب ہی ٹھہرے ہوئے ہیں ان کے ساتھ چارہ، اشیائے خوراک اور جو کثرت سے ہے آپ میرے ساتھ کچھ لوگ بھیج دیجیے میں ان کو ان کے حوالے کر دوں گا اور مجھے چھوڑ دیجیے۔

اشناس کے نقیب نے اعلان کیا کہ جو خوشی سے اس کام کے لئے جانا چاہے وہ سوار ہو کر چلے تقریباً پانچ سو شہسوار اس غرض کے لئے روانہ ہوئے، اشناس اپنی فرودگاہ سے چل کر ایک میل فاصلہ پر آیا اس کے ساتھ یہ جماعت بھی روانہ ہوئی وہاں سے اس نے اپنے گھوڑے کو چابک مارا اور تقریباً دو میل تک وہ اسی طرح نہایت تیز دوڑتا ہوا چلا گیا اس کے بعد اس نے ٹھہر کر اپنے پیچھے نظر دوڑائی اور جو سوار اپنی سواری کی کمزوری کی وجہ سے اس کا ساتھ نہ دے سکے اس نے ان کو اصل مرکز میں واپس بھیج دیا اور اب اس قیدی کو اس نے مالک بن کیدر کے حوالے کیا اور کہا جب یہ تمھیں اس قید

ہونے والی جماعت اور کثیر غنیمت دکھادے تم ہمارے وعدہ کے مطابق اسے چھوڑ دینا، وہ بوڑھا اس جماعت کو لے کر عشاء تک چلتا رہا۔ ایک وادی میں لے کر اترا جہاں کثرت سے گھاس تھی لوگوں نے اپنے جانور چرانے کے لئے اس میں چھوڑ دیئے اور وہ خوب شکم سیر ہو گئے خود سواروں نے بھی رات کا کھانا کھالیا اور پانی سے سیراب ہو گئے پھر وہ بوڑھا ان کو اس بیڑے سے لے کر آگے بڑھا دوسری طرف اشناس اپنے مقام سے انقرہ کی طرف چلا اس نے مالک بن کیدر اور اس کے راہنماؤں کو یہ کہہ دیا تھا کہ وہ انقرہ میں اس سے آملیں وہ رومی بوڑھا بقیہ رات انکو پہاڑ میں لئے پھرتا رہا اس پر مالک بن کیدر کے راہنماؤں نے اس کی شکایت بھی کی مالک نے اس سے پوچھا کہ یہ کیا بات ہے میرے راہنما یہ کہتے ہیں اس نے کہا ہاں وہ سچے ہیں بات یہ ہے کہ جس جماعت پر ہم چھاپا مارنا چاہتے ہیں وہ پہاڑ کے باہر ہے مجھے یہ خوف ہے کہ اگر ہم رات ہی میں پہاڑ سے اترے تو ہمارے گھوڑوں کی چٹانوں پر ٹاپوں کی آواز سے وہ بھاگ جائیں گے آپ اطمینان رکھیں اگر پہاڑ سے نکلنے کے بعد ہمیں کوئی دکھائی نہ دے تو آپ مجھے قتل کر دیں میں یہی چاہتا ہوں کہ رات بھر اسی پہاڑ میں آپ کو پھراتا رہوں اور صبح ہوتے ہی یہاں سے نکل کر میں اس جماعت کو دکھا دوں تاکہ میں اپنے قتل سے بچ جاؤں۔ مالک نے کہا تو فضول چکر لگانے سے کیا فائدہ بہتر یہ ہے کہ تم ہمیں اسی پہاڑ میں ٹھہرا دو تاکہ ہم آرام کرلیں اس نے کہا آپ کی مرضی۔

مالک اور اس کی فوج ایک بڑی چٹان پر اتر پڑی اور انھوں نے اپنے گھوڑوں کی لگام تھامے رکھی طلوع فجر کے بعد اس بوڑھے نے کہا دو شخصوں کو بھیجا کہ وہ اس پہاڑ پہ چڑھ کر دیکھیں کہ وہاں کیا ہے اور جو وہاں ہو اسے پکڑ لائیں چار پیدل اس کام کے لئے چڑھے وہاں ان کو ایک مرد اور ایک عورت ملی انھوں نے ان کو نیچے بلا لیا اور اس بوڑھے نے ان سے پوچھا کہ انقرہ والوں نے کس جگہ رات بسر کی انھوں نے وہ مقام بتا دیا اس نے مالک سے کہا کہ چونکہ ہم ان سے معافی کا وعدہ کر چکے ہیں اور اسی بنا پر انھوں نے ہمیں پتہ دیا ہے آپ ان کو چھوڑ دیں مالک نے ان کو چھوڑ دیا۔ اب وہ بوڑھا اس فوج کو لے کر نشان زدہ مقام کی طرف لے کر چلا اور ایسے مقام پر لے آیا جہاں سے انقرہ والوں کا لشکر نظر آ رہا تھا وہ ایک نمک کے کارخانے کے کونے میں مقیم تھے۔

انقرہ کی فوج کا اپنے حالات بیان کرنا

اس فوج کو دیکھتے ہی انھوں نے اپنی عورتوں اور بچوں کو للکارا کہ بھاگو وہ تو کارخانے میں گھس گئیں اور یہ حملہ آوروں کے مقابلہ کے لئے بانس کے ڈنڈے لے کر اس کارخانے کے کنارے کھڑے ہو گئے وہاں نہ پتھر تھے کہ ان سے لڑتے اور نہ میدان تھا کہ رسالہ کام کرتا ان میں سے انھوں نے کئی قیدی گرفتار کیے ان میں ایسے بھی تھے جو پہلے سے زخمی تھے مسلمانوں نے ان سے ان زخموں کو دریافت کیا انھوں نے کہا کہ ہم بادشاہ کے ساتھ افشین کے مقابل نبرد آزما ہوئے تھے اسی لڑائی میں ہمیں زخم آئے ہیں انھوں نے ان سے کہا کہ اس جنگ کی پوری کیفیت تو بیان کرو قیدیوں نے کہا کہ بادشاہ لمس سے چار فرسخ کے فاصلہ پر ٹھہرا ہوا تھا ایک قاصد نے آکر اس سے بیان کیا کہ ارمینیا کی سمت سے ایک زبردست فوج ہمارے علاقے میں آئی ہے بادشاہ نے اپنے ایک عزیز قریب کو اپنی چھاؤنی پر اپنا نائب مقرر کر دیا اور اسے ہدایت کی کہ وہ یہیں ٹھہرا رہے اگر ملک عرب کا مقدمۃ الجیش اس پر حملہ آور ہو تو وہ اس کا مقابلہ کرے تاکہ اس طرح خود بادشاہ بلا مزاحمت اس فوج کے مقابلہ پر جائے جو آرمیناق میں داخل ہو گئی ہے اس سے مراد افشین کی فوج تھی

اس بات کو ہمارے اس سردار نے تسلیم کر لیا میں اس فوج میں جو بادشاہ کے ہمراہ اس مہم پر روانہ ہو گئی تھی تھا نماز صبح کے وقت ہم نے ان کو جا لیا ان کو شکست دی ان کی تمام پیدل فوج کا قتل کر دیا ہماری فوجیں ان کے تعاقب میں غیر مرتب ہو گئیں ظہر کے وقت انکے شہسواروں نے پلٹ کر ہم سے اس قدر شدید جنگ کی کہ ہمارے چھکے چھوٹ گئے انھوں نے ہماری فوج کو چیر کر رکھ دیا اور وہ ہم میں گڈ مڈ ہو گئے ہمیں اب یہ بھی معلوم نہ تھا کہ ہمارا بادشاہ فوج کے کس دستہ میں ہے عصر تک اسی طرح گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی اس کے بعد ہم اس مقام پر پلٹ کر چلے آئے جہاں بادشاہ کی قیام گاہ تھی مگر چونکہ ہم نے اسے یہاں نہ پایا اس لئے ہم اس کی اس چھاؤنی میں آئے جو لس پر تھی مگر یہاں آ کر بھی ہم نے دیکھا کہ چھاؤنی درہم برہم ہو چکی ہے اور تمام لوگ بادشاہ کے اس عزیز کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے ہیں جسے وہ اپنا نائب بنا آیا تھا

اس رات تو ہم وہیں رہے صبح کے وقت خود بادشاہ ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ ہم سے آملا اس نے دیکھا کہ اس کی قیام گاہ بالکل خراب ہو چکی ہے اس نے اپنے نائب کو پکڑا اسے قتل کر دیا اور تمام شہروں اور قلعوں کو حکم بھیج دیا کہ ہماری فوج کا جو مفرور وہاں آئے اسے کوڑوں سے پٹوا کر ہمارے پاس فلاں مقام میں واپس کر دیا جائے اس کے لئے اس نے ایک مقام متعین کر لیا تھا تا کہ سب فوج وہاں جمع ہو جائے اس کے لئے اس نے ایک مقام متعین کر لیا تھا تا کہ سب فوج وہاں جمع ہو جائے اور پھر وہ ان کو لے کر بادشاہ عرب سے لڑے۔ اس کے علاوہ اس نے اپنے ایک خدمت گار کو جو خصی تھا اس لئے انقرہ بھیج دیا کہ اگر ملک العرب اس مقام سے حملہ آور ہو تو یہ وہاں کے باشندوں کی حفاظت کرے اور اس کے لئے وہیں قیام کرے۔

وہ خصی انقرہ آیا ہم بھی اس کے ہمراہ تھے ہم نے آ کر دیکھا کہ باشندوں نے شہر خالی کر دیا ہے اور وہ وہاں سے بھاگ گئے ہیں خصی نے بادشاہ کو اس کی اطلاع دی اس کے جواب میں بادشاہ نے اسے عموریہ چلے جانے کا حکم دیا۔

مالک بن کیدر کہتا ہے کہ میں نے ان قیدیوں سے دریافت کیا کہ انقرہ والے کہاں چلے گئے انھوں نے بتایا کہ وہ نمک کے کارخانے میں چلے آئے چنانچہ ہم نے وہیں ان کو جا لیا میں نے فوج میں منادی کرا دی کہ جتنے آدمی تم نے پکڑے ہیں بس ان کو لے لو اور باقی چھوڑ دو چنانچہ لوگوں نے اپنے غلام چھوڑے اور لڑائی بھی ختم کر دی اور اشناس کے پاس آنے کے لئے وہاں سے پلٹے اور راستے میں سے انھوں نے بہت سی بھیڑ بکریاں اور گائے بیل پکڑ کر اپنے ساتھ لے لئے۔

عموریہ روانگی

اس بوڑھے کو مالک نے رہا کر دیا اور وہ قیدیوں کو لے کر اشناس کی فوج سے آملا اور انقرہ پہنچ گیا۔ ایک دن اشناس نے قیام کیا دوسرے دن معتصم بھی وہاں آ گئے اس نے اس قیدی کے بیان کو معتصم سے نقل کیا وہ سن کر بہت خوش ہوئے تیسرے دن خود افشین کے ہاں سے اس کی خیریت کی اطلاع ان کو مل گئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ خود انقرہ میں ان کی خدمت میں آ رہا ہے۔ اس کے ایک دن کے بعد وہ معتصم کے پاس آ گیا چند روز یہ سب یہیں ٹھہرے رہے اس کے بعد انھوں نے اپنی طاقت کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا میسرہ کی فوج میں اشناس میمنہ میں افشین اور خود معتصم قلب میں رہے ان فوجوں کے درمیان انھوں نے دو دو فرسخ کا فاصلہ قائم رکھا اور خود ان فوجوں کو بھی میمنہ اور میسرہ قائم کرنے کی ہدایت کی اور حکم دیا کہ راستے میں آنے والے تمام دیہات جلا ڈالیں اور ان کو برباد کر دیں اور جو ملے اسے پکڑ کر غلام بنا

لیں، قیام کے دوران تمام دستے اپنے اپنے سرداروں اور قائدوں سے آملیں انقرہ سے عموریہ تک جن کے درمیان سات منزل کا فاصلہ تھا یہی انتظام عمل پذیر رہا اب یہ سب فوجیں عموریہ جا پہنچیں۔

اہل عموریہ کی تیاری

سب سے پہلے اشناس آیا یہ جمعرات کو دن چڑھے وہاں پہنچا یہ عموریہ کے گرد ایک چکر لگا کر اس سے دو میل کے فاصلہ پر ایک ایسے مقام میں جہاں پانی اور چارہ وافر مقدار میں تھا اتر پڑا اس کے تیسرے دن افشین وہاں پہنچا امیرالمومنین نے شہر پر حملہ کے لئے اپنے سرداروں میں تقسیم کر دیا ان کی فوج کی تعداد کو پیش نظر رکھ کر اس کے برج ان کے سپرد کر دیئے اس طرح دو برجوں سے لے کر بیس برجوں تک ایک قائد کے سپرد تھے اہل عموریہ نے بھی قلعبندی کر کے دفاع کی تیاری کی۔

رومی فصیل کا گرنا

اس سے پہلے کا یہ واقعہ ہے کہ اہل عموریہ نے ایک مسلمان کو اسیر بنا لیا تھا اس نے نصرانی ہو کر وہیں شادی کر لی تھی اس موقع پر لڑنے کے بجائے وہ علیحدہ ہو کر چھپ گیا تھا جب امیرالمومنین کو دیکھا وہ نکل کر مسلمانوں میں آملا اور اس نے معتصم سے آ کر بیان کیا کہ شہر کا ایک موقع ایسا ہے کہ جہاں فصیل کو دریا کے ایک مرتبہ شدید سیلاب نے گرا دیا تھا اور بادشاہ نے عامل کو حکم دیا تھا کہ وہ اس کی مرمت کر دے مگر اس نے اس کی دوبارہ تعمیر میں تساہل برتا مگر جب بادشاہ قسطنطنیہ سے چل کر آگے بڑھا تو اب اس عامل کو یہ خوف ہوا کہ ممکن ہے کہ اس کا گزر یہاں بھی ہو اور وہ فصیل کے اس حصہ کو گری ہوئی حالت میں دیکھے اور ناراض ہو جائے اس ڈر سے اس نے خلف معمار کو اس کی فوری تعمیر پر مقرر کیا اس نے باہر کے رخ ایک پتھر کی فصیل تیار کر دی اور شہر کے رخ اس میں ملبہ بھر دیا اور اس فصیل پر اسی طرح کنگرے بنا دیئے جیسے پہلے تھے۔

اس شخص نے معتصم کو فصیل کا وہ حصہ اچھی طرح بتا دیا معتصم نے اسی کے سامنے اپنا خیمہ نصب کرایا اور وہیں منجنیقیں لگا دیں ان کی وجہ سے فصیل کھل گئی یہ دیکھ کر اہل شہر نے وہاں بڑے بڑے شہتیر ایک دوسرے سے آویزاں کر کے نصب کر دیئے جب منجنیق کا پتھر ان پر گرتا اور شہتیر کو توڑ ڈالتا تو دوسرا شہتیر اس کے بجائے رکھ دیتے فصیل کی حفاظت کے لئے انھوں نے شہتیروں پر موٹے موٹے نمدے چڑھائے تھے مگر منجنیقوں کی مسلسل ضرب سے اس مقام کی فصیل آخرکار بالکل پاش پاش ہو گئی۔

خصی کا خط معتصم کے پاس

یاطس اور خصی نے اس کی اطلاع بادشاہ کو لکھی اور اپنا خط ایک رومی غلام اور ایک ایسے شخص کے ہاتھ روانہ کیا جو عربی خوب بولتا تھا ان دونوں کو انھوں نے فصیل سے روانہ کیا یہ خندق کو طے کر کے مسلمانوں کی فوج کے اس مقام میں بڑھے جہاں عمرو الفرغانی کے ساتھ سلاطین زادے تھے جب یہ دونوں خندق سے آگے نکلے۔ انھوں نے ان کو مشتبہ نظروں سے دیکھا اور پوچھا تم کون ہو انھوں نے کہا ہم تمہارے ہی آدمی ہیں انھوں نے پوچھا کس جمعیت سے تعلق ہے چونکہ ان کو مسلمانوں کے کسی سردار کا نام معلوم نہ تھا کہ اس کا نام بتاتے وہ چپ ہو گئے اس پر سمجھ لیا گیا کہ یہ دشمن کی

جماعت کے ہیں ان کو عمرو الفرغانی بن ازنجا کے پاس پیش کیا گیا عمرو نے ان کو اشناس کے پاس بھیجا اور اس نے ان کو معتصم کی خدمت میں بھیج دیا معتصم نے ان سے پوچھا اور ان کی تلاشی لی ان کے پاس وہ خط برآمد ہوا جو یاطس نے بادشاہ روم کو لکھا تھا اور جس میں اسے مطلع کیا تھا کہ دشمن کی ایک کثیر فوج نے شہر کا محاصرہ کرلیا ہے اور اب ہمارے لئے یہ مقام تنگ ہے میرا یہاں آنا ہی غلط تھا بہر حال اب میں نے ارادہ کرلیا ہے کہ خود اور اپنے خاص آدمیوں کو ان گھوڑوں پر جو قلعہ میں ہیں سوار کر کے رات کے وقت چپکے سے قلعہ کے دروازے کھول کر نکلوں اور پھر دشمن کی فوج پر حملہ کردوں اب چاہے اس میں کچھ بھی ہو جائے جو بچ کر نکل جائیں گے وہ بچ جائیں گے اور جو مارے جائیں وہ مارے جائیں اور اس طرح میں محاصرہ سے نکل کر آپ کے پاس آجاؤں گا۔

رومیوں کو راز فاش ہونے کا علم ہو گیا

یہ خط پڑھ کر معتصم نے اس شخص کو جو عربی بولتا تھا اور اس رومی غلام کو جو اس کے ساتھ تھا ایک ایک تھیلی دلوائی وہ دونوں اسلام لے آئے معتصم نے ان کو خلعت سے سرفراز کیا اور طلوع آفتاب کے بعد ان کے حکم سے ان کو عموریہ کے گرد گھمایا گیا انھوں نے اس برج کو بتایا یہاں یاطس رہا کرتا تھا معتصم کے حکم سے اسی برج کے سامنے ان دونوں کو بہت دیر تک ٹھہرا کر رکھا گیا دو آدمی ان درہموں کی تھیلیاں لے کر ان کے ساتھ رہے معتصم کا عطا کردہ خلعت ان کے زیب تن تھا اور یاطس کا خط بھی ان کے ساتھ تھا اس ہیئت سے یاطس اور تمام رومی اصل واقعہ سمجھ گئے کہ راز فاش ہو گیا ہے اس پر فصیل سے انھوں نے ان دونوں کو گالیاں دیں معتصم کے حکم سے وہ اب وہاں سے ہٹا دیئے گئے۔

پہرہ

معتصم نے حکم دیا کہ اس مقام پر رات کے وقت پہرہ متعین کر دیا جائے اس طرح کہ مسلح پہرہ دار گھوڑوں پر سوار ہو کر پہرہ دیں تا کہ ایسا نہ ہو کہ رات کے وقت شہر کا دروازہ کھول کر کوئی بھی شہر سے نکل جائے چنانچہ حکم کے مطابق پہرہ متعین ہو گیا اور لوگ باری باری اسلحہ لگائے گھوڑوں پر زین کے ساتھ رات بھر جاگتے رہتے یہاں تک کہ فصیل کا وہ حصہ جو دونوں برجوں کے درمیان تھا اور جس کی کمزوری کی معتصم کو نشان دہی کی گئی تھی بالکل گر گیا ملبہ کے گرنے کی آواز سے فوج والے سمجھے کہ شاید دشمن نے اچانک شہر سے نکل کر ہمارے کسی دستہ پر حملہ کیا ہے اصل حقیقت سے آگاہ کرنے اور فوج کو مطمئن کرنے کے لئے معتصم نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ تمام چھاؤنی کی گشت کر کے لوگوں کو بتائے کہ یہ فصیل کے گرنے کی آواز تھی یہ معلوم کر کے وہ سب مطمئن ہو گئے۔

خندق پر چڑھنے کی تدبیر

عموریہ آ کر معتصم نے دیکھا کہ اس کی خندق بہت وسیع اور فصیل بہت بڑی ہے راستے میں سے وہ بے شمار بھیڑ بکریاں ساتھ لائے تھے اسلئے انھوں نے اس معاملہ میں یہ تدبیر کی کہ فصیل کی بلندی کے برابر بڑی بڑی منجنیقیں جن میں چار چار آدمی سما سکتے تھے اور جو نہایت درجہ مضبوط اور مستحکم بنائی گئیں تھیں اور پہیے دار تخت پر نصب تھیں وہاں طلب کیں ان بھیڑوں کو تمام فوج میں ہر شخص کو ایک کے حساب سے تقسیم کر دیا اور کہا کہ ذبح کر کے گوشت کھالیں اور اس کی کھال میں مٹی بھر کر لائیں تا کہ ان سے خندق کو پاٹ دیا جائے اور ایسا ہی کیا گیا۔ اسی طرح انھوں نے بڑے بڑے

گھروندے جن میں دس آدمیوں کی گنجائش تھی اور بہت مستحکم بنائے گئے تھے اس کام کے لئے طلب کئے کہ ان کو مٹی بھری کھالوں پر لڑھکایا جائے اور اس طرح خندق پٹ جائے۔

دوسرے دن کی لڑائی

دوسرے دن معتصم نے رومیوں سے اس شگاف پر لڑائی شروع کی آج سب سے پہلے اشناس اور اس کی فوج نے جنگ کی ابتدا کی چونکہ یہ جگہ بہت تنگ تھی اس لئے وہ اچھی طرح یہاں نہ لڑ سکے معتصم نے ان تمام منجنیقوں کو جو فصیل کے گرد مختلف مقامات پر نصب تھیں اسی شگاف پر جمع کیا اور برابر برابر لگا کر حکم دیا کہ اس شگاف پر سنگ باری کی جائے۔

اس کے دوسرے دن افشین اور اس کی فوج کو لڑنا پڑا انھوں نے بہت عمدہ لڑائی لڑی اور کچھ آگے بھی بڑھے معتصم اسی شگاف کے سامنے اپنے گھوڑے پر سوار کھڑے تھے اشناس، افشین اور ان کے دوسرے خاص خاص فوجی سردار بھی وہاں موجود تھے معتصم نے کہا آج کی لڑائی خوب ہوئی اس پر عمرو الفرغانی نے کہا بیشک آج کی لڑائی کل کے مقابلہ میں بہت اچھی لڑی گئی ہے، اس جملہ کو اشناس نے بھی سنا مگر وہ خاموش رہا دوپہر کو معتصم میدان جنگ سے اپنے خیمہ میں چلے آئے اور انھوں نے کھانا کھایا دوسرے سردار بھی کھانے کے لئے اپنے اپنے خیموں میں چلے گئے، جب اشناس اپنے خیمہ کے قریب پہنچا تو حسب معمول تعظیماً تمام سردار اپنی سواریوں سے اتر پڑے ان میں عمرو الفرغانی اور احمد بن خلیل بھی تھے۔

یہ اتر کر حسب عادت اشناس کے آگے آگے خیمہ کے قریب تک چلے اشناس نے ان سے کہا اے حرامزادو آج تو تم اس طرح ادب کے ساتھ میرے سامنے چلتے ہو یہ نہ ہوا کہ کل دل کھول کر جنگ میں کوشش کرتے اور پھر امیر المومنین کی جناب میں حاضری کے وقت کہتے ہو کہ آج لڑائی کل سے بہتر ہوئی ہے گویا کل تمھارے علاوہ کوئی اور لڑنے آیا تھا اپنے خیموں کو جاؤ، وہ دونوں وہاں سے پلٹے ایک دوسرے سے کہنے لگا دیکھا آج اس حرامزادے نے ہمارے ساتھ کیا گستاخی کی ہے کیا ان آج کی گالیوں کے سننے سے یہ بہتر نہیں کہ ہم رومیوں کے علاقے میں جا کر پناہ گزیں ہو جائیں۔

عمرو اور احمد کی گفتگو

عمرو الفرغانی نے جسے راز کی بات معلوم تھی احمد بن خلیل سے کہا کہ عنقریب اللہ اس حالت سے نجات دے گا اطمینان رکھو احمد کو گمان ہوا کہ ضرور عمرو کسی بات سے واقف ہے اس نے اصرار کر کے اس سے پوچھا کہ بتاؤ کیا بات ہے عمرو نے اسے اس سازش کی اطلاع دی جس میں وہ خود شریک تھا اور کہا کہ عباس بن مامون کا معاملہ پختہ ہو چکا ہے ہم عنقریب علانیہ اس کی بیعت کر کے معتصم اور اشناس وغیرہ کو قتل کر دیں گے میں تمھیں مشورہ دیتا ہوں کہ تم پہلے سے عباس سے جا ملو تا کہ تم بھی اس کے اور جانب داروں میں ابھی سے شریک ہو جاؤ، احمد نے کہا میرا خیال ہے کہ اس معاملہ میں کامیابی نہ ہوگی عمرو کہنے لگا ابھی سب کچھ ہو چکا ہے تم ذرا حارث السمرقندی سے تو جا کر ملو یہ سلمہ بن عبید اللہ بن الوضاح کے اقرباء میں تھا اور یہی شخص اس کام پر متعین تھا کہ وہ لوگوں کو عباس کی خدمت میں پیش کر کے اس کے لئے ان سے بیعت لے عمرو نے کہا میں تم کو اس شخص سے ملاتا ہوں تا کہ تم ہماری تحریک میں شامل ہو جاؤ۔ احمد نے کہا اچھی بات ہے میں تمھارے ساتھ ہوں بشرطیکہ یہ معاملہ ہمارے درمیان آج سے دس دن کے اندر مکمل ہو جائے اگر اس مدت

میں یہ بات نہ ہو سکی تو پھر میں بری الذمہ ہوں تمھاری شرکت مجھ پر لازم نہ رہے گی حارث نے عباس سے آ کر کہا کہ عمرو نے احمد سے ہماری تحریک بیان کر دی ہے عباس نے کہا میں نہیں چاہتا کہ وہ ہماری کسی بات سے واقف ہو تم خاموش رہو اور اسے ہرگز اپنے معاملہ میں ذرا سا بھی شریک نہ کرو اور اب اس معاملہ کو انھیں دونوں میں رہنے دو، اس کے بعد انھوں نے احمد سے کوئی بات نہیں کہی۔

تیسرے دن خود امیر المومنین کی فوج خاصہ کو لڑنا پڑا ان کے ساتھ اہل مغرب اور ترک بھی تھے ایتاخ اس فوج کا منتظم تھا انھوں نے خوب ہی بہادری دکھائی اور لڑ کر فصیل کے شگاف کو اور وسیع کر دیا جنگ اسی طرح ہوتی رہی رومیوں کے ہزار ہا آدمی زخمی ہو گئے، معتصم کے عموریہ پر حملہ کرنے کے وقت بادشاہ روم کے سپہ سالاروں نے شہر کے دفاع کے لئے اس کے برج آپس میں بانٹ لئے تھے ایک سردار اور اس کی جمعیت کے سپرد کئی کئی برج تھے جس مقام پر فصیل میں شگاف پڑا تھا وہ مقام وندوا نامی جس کے معنی عربی میں ثور (بیل) کے ہیں ایک رومی سردار کے سپرد تھا اس نے اور اس کی فوج نے دن رات نہایت بہادری اور جانفشانی سے اس مقام پر جنگ کی اور حملہ کا اصل دباؤ اس پر اور اس کی فوج پر ہی تھا نہ یاطس نے اور نہ کسی اور دوسرے رومی سردار نے اس کی کسی قسم کی مدد کی وہ اکیلا لڑتا رہا۔

رومی سردار معتصم کے پاس

جب رات ہو گئی وہ سردار رومیوں کے پاس گیا اور اس نے کہا کہ جنگ کا سارا زور مجھ پر اور میری فوج پر پڑا ہے اب میرے پاس کوئی سپاہی ایسا نہیں رہا جو زخمی نہ ہو چکا ہو لہٰذا تم اپنی فوجوں کو فصیل کے شگاف پر بھیجو۔ تا کہ یہ کچھ دیر پتھر پھینکیں اگر ایسا نہ کیا گیا تو سب رسوار ہو جاؤ گے اور شہر ہاتھ سے نکل جائے گا مگر سب نے اسے صاف صاف جواب دے دیا کہ ہم ایک آدمی بھی تمھاری مدد کو نہیں دیتے اور اس سے کہا کہ ہمارے پاس کی فصیل تو سالم ہے اور ہم اس کے لئے تم سے مدد نہیں مانگتے لہٰذا تم جانو اور تمھارا کام ہم کچھ نہیں کرتے۔

اس کورے جواب پر اس نے اور اس کی جمعیت نے فیصلہ کر لیا کہ وہ امیر المومنین معتصم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی بیوی، بچوں اور متعلقین کے لئے امان لے لے۔ اور اس کے معاوضہ میں قلعہ کی تمام نقد وجنس وہ اسلحہ وغیرہ کے ساتھ ان کے حوالے کر دے، چنانچہ صبح کو اس نے اپنی فوج کو شگاف کے دونوں پہلوؤں پر کھڑا کیا اور خود وہاں سے نکل کر اس نے کہا کہ میں امیر المومنین سے ملنا چاہتا ہوں اور اپنی فوج کو ہدایت کر دی کہ جب تک میں واپس نہ آ جاؤں وہ نہ لڑیں وہ شہر سے نکل کر معتصم کی خدمت میں پہنچا حملہ آور اس شگاف پر بڑھتے تھے رومیوں نے ان کی مدافعت نہیں کی بلکہ ہاتھ کے اشارے سے کہتے تھے کہ آگے نہ آؤ انھوں نے نہ مانا اور اصل فصیل تک جا پہنچے۔

رومی سردار اور معتصم کی گفتگو

اس وقت رومی سردار وندوا معتصم کے سامنے بیٹھا ہوا تھا معتصم نے ایک گھوڑا اس کے لئے منگوایا اسے اس پر سوار کیا اور وہ خود آگے بڑھے یہاں تک کہ تمام فوج ان کے ہمراہ اس شگاف کے کنارے پہنچی عبدالوہاب بن علی معتصم کے آگے آگے تھا اس نے ہاتھ سے لوگوں کو شہر میں داخل ہونے کا اشارہ کیا تمام فوج در آئی وندوا نے مڑ کر دیکھا اور اپنی داڑھی پر ہاتھ مارا معتصم نے کہا کیوں اس نے کہا کہ میں تو آپ سے گفتگو کرنے آیا تھا کہ آپ پہلے میری بات سنتے اور مجھے اس کا جواب دیتے مگر آپ نے میرے ساتھ بدعہدی کی معتصم نے کہا جو تم کہا میں اسے منظور کروں گا کہو کیا چاہتے

ہو میں تمہارے کسی مطالبہ کی مخالفت نہیں کروں گا اس نے کہا جبکہ تمام فوج شہر میں داخل ہوگئی ہے اب میں کیا کہوں اور کس بات کی آپ مخالفت نہ کریں گے معتصم نے کہالاؤ ہاتھ پر ہاتھ رکھو میں وعدہ کرتا ہوں کہ اب بھی جو تم چاہو مجھے منظور ہے میں تمہارے ہر مطالبہ کو قبول کرتا ہوں کہا کیا چاہتے ہو یہ سنکر وہ معتصم کے خیمہ میں ٹھہر گیا۔

کنسیہ پر حملہ

یاطس اپنے ہی برج میں موجود تھا اور رومیوں کی ایک جماعت اسکے پاس تھی اور انکی ایک جماعت ایک بڑے کنسیہ میں موجود تھی یہ کنیسہ جو عموریہ کے ایک زاویہ میں واقع تھا انھوں نے حملہ آوروں کا نہایت سخت مقابلہ کیا اور خوب بہادری سے لڑے مسلمانوں نے اس کنیسہ میں آگ لگادی جس سے وہاں کے تمام لوگ جل مرے، اس دوران یاطس اپنے برج میں رہا اس کی فوج والے اور دوسرے رومی اس کے گرد جمع تھے یہاں مسلمانوں کی تلواریں ان پر بری طرح پڑ رہی تھیں جس سے وہ مقتول اور زخمی ہو رہے تھے۔

یاطس معتصم کے خیمہ میں

اس وقت معتصم خود سوار ہو کر یہاں آئے اور یاطس کے مقابل آکر ٹھہر گئے جواشناس کی فوج کے قریب مقیم تھا لوگوں نے یاطس کو پکارا کہ امیر المومنین تشریف فرما ہیں رومیوں نے برج پر سے کہا کہ یہاں یاطس نہیں ہے حملہ آوروں نے کہا وہ یہیں ہے اس سے جا کر کہدو کہ امیر المومنین یہاں تشریف رکھتے ہیں اس پر پھر رومیوں نے یہی کہا کہ یاطس نہیں ہے یہ سن کر معتصم شدید غصے کی حالت میں آگے بڑھے اور آگے بڑھے ہی تھے کہ اب رومیوں نے شور مچا دیا کہ یاطس ہے یاطس ہے یہ سن کر معتصم پھر اس جگہ پلٹ آئے اور برج کے گرد پہنچ کر کھڑے ہو گئے پھر انھوں نے ان نردبانوں کے لانے کا حکم دیا جو پہلے سے تیار تھیں ایک سیڑھی اٹھا کر لائی گئی اور وہ اسی برج پر رکھی تھی حسن الرومی ابو سعید محمد بن یوسف کا غلام اس پر چڑھا، یاطس نے اس سے باتیں کیں۔ حسن نے اس سے کہا کہ یہ دیکھو امیر المومنین موجود ہیں تم ان کے حکم پر اپنے کو ان کے حوالے کردو نیز حسن نے سیڑھی سے اتر کر معتصم سے کہا کہ میں نے یاطس کو دیکھا اور اس سے باتیں بھی کی ہیں معتصم نے اس سے کہا کہ جا کر کہو کہ ہتھیار رکھ دے، حسن دوبارہ چڑھا۔ یاطس برج کے اندر سے تلوار لگائے ظاہر ہوا معتصم اسے دیکھ رہے تھے اب اس نے اپنی گردن سے تلوار نکال کر حسن کو دے دی اور پھر خود وہاں سے اتر کر معتصم کے سامنے کھڑا ہو گیا معتصم نے کوڑے کو صرف اس کے سر پر اٹھایا اس کے بعد وہ اپنے خیمہ میں چلے آئے اور کہا کہ اسے لے آؤ وہ تھوڑی دور تک پیدل چلا تھا کہ ان کا دوسرا آدمی اس حکم کے ساتھ آیا کہ اسے سواری پر لایا جائے چنانچہ یاطس گھوڑے پر سوار معتصم کے خیمہ میں آ گیا۔

جنگی قیدیوں کی تفریق

اس کے بعد دوسرے مجاہدین اپنے اپنے جنگی قیدیوں اور لونڈی غلاموں کو لے کر ہر سمت سے چھاؤنی میں آنے لگے جس سے پوری چھاؤنی بھر گئی معتصم نے بسیل مترجم کو حکم دیا کہ وہ قیدیوں کو شناخت کرے تا کہ جو ان میں ذی وجاہت اور شریف ہوں۔ ان کو دوسرے رومیوں سے علیحدہ کر دیا جائے بسیل نے اس حکم کی بجا آوری کی اور ان کو شناخت کر کے علیحدہ علیحدہ کر دیا پھر ان کے حکم سے تمام مال واسباب غنیمت ان کے سپہ سالاروں کے سپرد کیا گیا

اشناس، افشین، جعفر الخیاط اور ایتاخ کے سپرد وہ سامان کیا گیا جو ان کی سمت سے برآمد ہوا اور ان کو حکم دیا گیا کہ اسے نیلام کریں احمد بن داؤد کی طرف سے ایک ایک شخص ان سب سپہ سالاروں کے ساتھ اس لئے مقرر کیا گیا کہ وہ تمام سامان و اسباب کا شمار کرے پانچ روز میں جس قدر فروخت ہو سکا وہ بیچ دیا گیا باقی کو آگ لگا دی گئی اس کے بعد معتصم وہاں سے سرزمین طرسوس کی طرف پلٹے۔

مال غنیمت کی نیلامی

معتصم کے روانہ ہونے سے پہلے جو دن ایتاخ کے لئے متعین کیا گیا تھا کہ اس روز وہ مال غنیمت کو فروخت کرے لوگ اس کے مقرر کردہ مال غنیمت کی جگہ پر لوٹنے کے لئے چڑھ دوڑے یہی وہ دن تھا جس دن کے لئے معتصم نے یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم معتصم کو قتل کر دیں گے اس ہنگامہ کو سنکر خود معتصم گھوڑا دوڑاتے ہوئے ننگی تلوار ہاتھ میں لیے ہوئے اس ہنگامے میں آئے لوگ ان کو دیکھ کر ان کے سامنے سے ہٹ گئے اور انھوں نے اس غنیمت گاہ کو لوٹنے سے اپنے ہاتھ روک لئے اس بندوبست کے بعد معتصم اپنے خیمہ میں پلٹ آئے دوسرے دن انھوں نے حکم دیا کہ لونڈی غلاموں کو نیلام کر دیا جائے اور صرف تین آوازیں ان پر کر دی جائیں تین کے بعد جو اضافہ کرے وہ لے لے ورنہ بیع معلق رہے یہ حکم انھوں نے اس لئے دیا تھا کہ بیع میں سہولت اور عجلت ہو چنانچہ پانچویں دن اب اسی طرح خرید و فروخت ہوئی لونڈی غلاموں پر پانچ پانچ اور دس دس بولی ہوتی تھی اور سامان اور اسباب کے بڑے بڑے انبار کو ایک دم نیلام کر دیا جاتا تھا۔

عموریہ کے نمائندے کو اجازت

عموریہ کا محاصرہ کرنے کے ابتدا ہی میں شاہ روم نے اپنا ایک نمائندہ ان کے پاس بھیجا تھا مگر اس سے پہلے کہ وہ ان کے پاس آئے انھوں نے اسے پانی کے اس چشمہ کے کنارے ٹھہرایا تھا جہاں سے ان کی فوج پانی لیتی تھی اور جو عموریہ سے تین میل کے فاصلہ پر تھا اور جب تک انھوں نے شہر فتح نہ کر لیا اسے اپنے پاس آنے کی اجازت نہیں دی اب عموریہ کی فتح کے بعد انھوں نے اسے واپس جانے کی اجازت دی وہ بادشاہ کے پاس چلا گیا۔

سپاہیوں کا قتل

معتصم وہاں سے اپنے سرحدی استحکامات کی طرف پلٹے ان کو اطلاع ملی تھی کہ شاہ روم ان کے تعاقب میں بڑھنا چاہتا ہے یا اس کا ارادہ ہے کہ اگر اس میں کامیابی نہ ہو تو وہ فوج کو تکلیف دے، وہ شاہراہ عام پر صرف ایک منزل طے کر چکے تھے کہ پھر عموریہ پلٹ آئے اور دوسری فوجوں کو مراجعت کا حکم دیا اور اب کی مرتبہ شاہراہ چھوڑ کر وادی الجور کے راستے واپس روانہ ہوئے انھوں نے تمام قیدیوں کو اپنے سپہ سالاروں میں تقسیم کر دیا تھا ان کا ایک ایک گروہ ایک ایک قائد کے حوالے کر دیا تھا تاکہ وہ ان کی حفاظت کرتے رہیں سرداروں نے حفاظت کے لئے ان کو اپنے سپاہیوں کے سپرد کر دیا تھا جس راستے سے یہ تمام فوج واپس آنے لگی اس میں چالیس میل ایسے آئے جہاں پانی میسر نہ تھا پیاس کی شدت سے اس علاقے میں جس قیدی نے پیادہ چلنے سے انکار کر دیا اسے قتل کر دیا گیا اس وادی الجور کے راستے میں یہ تمام فوج ایک ایسے صحرا میں پہنچی جہاں پانی کا نام و نشان نہ تھا آدمی و جانور پیاس کی شدت سے بے تاب ہو کر راستے میں

گر پڑے بلکہ بعض قیدیوں نے اپنے محافظ سپاہیوں کو قتل کر دیا اور بھاگ گئے، معتصم اصل فوج سے کچھ آگے نکل آئے تھے وہ اپنی منزل سے پانی لے کر فوج کے پاس آگے بڑھ کر آئے بہت سے آدمی پیاس سے اس وادی میں ہلاک ہو گئے فوج نے آ کر معتصم سے شکایت کی کہ قیدیوں نے بعض سپاہیوں کو قتل کر دیا ہے معتصم نے بسیل الرومی کو حکم دیا کہ ان میں صاحب قدر و منزلت ہوں وہ علیحدہ کر دئے جائیں چنانچہ وہ علیحدہ کر دئے گئے باقیوں کو ان کے حکم سے پہاڑوں پر چڑھا کر کھڈوں میں دھکیل دیا گیا جس سے وہ سب کے سب جن کی تعداد چھ ہزار تھی ہلاک ہو گئے، ان کو دو جگہ قتل کیا گیا ایک وادی الجور میں اور ایک دوسرے مقام میں۔

معتصم طرسوس میں

یہاں سے چل کر معتصم اپنی سرحد کی طرف چلے اور طرسوس میں داخل ہو گئے یہاں ان کی چھاؤنی کے گرد چمڑے کے حوض لگائے گئے تھے جو پانی سے بھرے ہوئے تھے اور یہ انتظام اب ان کی عموریہ کی قیام گاہ تک کیا گیا تھا جہاں سے سپاہی آزادی سے سیر ہو کر پانی پی لیتے اور اب ان کو پانی کی تلاش میں کوئی وقت اور زحمت باقی نہ رہی۔

افشین اور بادشاہ روم کے درمیان شدید لڑائی

اس سال شعبان کے اختتام سے پانچ روز قبل جمعرات کے دن افشین اور بادشاہ روم میں بڑی سخت لڑائی ہوئی تھی۔ معتصم نے ۶ رمضان کے جمعہ کے دن عموریہ پر حملہ کر کے اس کا محاصرہ کر لیا تھا اور وہ پچپن دن کے بعد اسے فتح کر کے واپس آئے۔ حسین بن الضحاک الباہلی نے اس موقع پر افشین کی مدح میں ایک قصیدہ کہا اور اس میں اس لڑائی کا ذکر کیا ہے جو اس کی بادشاہ روم سے ہوئی تھی۔ اس سال معتصم نے عباس بن مامون کو قید کر دیا اور حکم دیا کہ اس پر لعنت بھیجی جایا کرے۔

معتصم کی عباس بن مامون پر ناراضگی اور اس کی قید

ناراضگی کی وجہ

اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ اسلامی شہر زبطرہ کی بادشاہ روم کے ہاتھوں تباہی اور قتل و غارت کے بعد جب معتصم نے عجیف بن عنبسہ کو رومی علاقے میں عمرو بن اریخا الفرغانی اور محمد کوتہ کے ہمراہ روانہ کیا تو اسے اخراجات جنگ کے صرف کرنے میں وہ آزادی نہ دی تھی جو افشین کو حاصل تھی نیز معتصم کو اس کے اپنے فرائض کی بجا آوری میں کوتاہی بھی نظر آئی اور انھوں نے اس کے افعال کو غیر اطمینان بخش محسوس کیا اس بات کی اطلاع عجیف کو بھی ہو گئی کہ امیر المومنین اس کی طرف سے اب اچھا گمان نہیں رکھتے اس لئے اس نے عباس کو خوب برا بھلا کہا اور اس بات پر ملامت کی کہ کیوں اس نے مامون کی وفات کے وقت ابواسحق کی بیعت کی اور اس بات پر جرأت اور ہمت دلائی کہ وہ اپنے کئے کی تلافی کرے عباس نے یہ بات مان لی اور ایک شخص حارث السمرقندی کو جو عبیداللہ بن الوضاح کے قرابتداروں میں تھا اور

جس سے عباس مانوس تھا اس نے اس کام کے لئے اپنے ساتھ کیا یہ شخص بڑا ادیب، ہوشیار اور با اخلاق اور متواضع تھا عباس نے اس کو فوج کے افسروں سے رابطہ کے لئے اپنا قاصد بنایا یہ چھاؤنی میں گشت کرتا تھا رفتہ رفتہ امراء کی ایک جماعت اس کے ساتھ ہوگئی اور اس کے خاص خاص لوگوں نے اس کی بیعت کرلی۔

عباس نے معتصم کے تمام سرداروں کو ایک ایک کر کے اپنے ان بیعت کرنے والوں دوستوں سے نامزد کر دیا اور سپرد کر دیا اور ہدایت کر دی کہ جب میں حکم دوں تم فوراً اپنے اپنے آدمی کو اچانک قتل کر دینا ان سب نے اس کا عہد کر لیا اور اب بیعت اس طرح لی جاتی کہ بیعت کرنے والے سے یہ اقرار لیا جاتا کہ تم فلاں کو قتل کرو گے جب وہ اس بات کا اقرار کر لیتا تو بیعت کرتا معتصم کے خاص مصاحبین میں سے جس نے عباس کی بیعت کی تھی اس نے اسی کو معتصم کے قتل کا کفیل بنایا اسی طرح افشین کے خاص لوگوں میں سے حسن نے عباس کی بیعت کی عباس نے اسی کو افشین کے قتل کا ذمہ دیا اور اشناس کے ترکوں میں سے جنھوں نے اس کی بیعت کی عباس نے اشناس کے قتل کو انھیں کے سپرد کر دیا۔ ان سب نے اپنے سپرد کردہ کام کا اقرار کر لیا۔

جب تمام فوج انقرہ اور عموریہ آنے کے ارادے سے درے میں داخل ہوئی اور افشین ملطیہ کی سمت سے بلاد روم میں داخل ہوا تو عجیف نے اس موقع پر عباس کو معتصم پر اچانک حملہ کر کے قتل کر دینے کا مشورہ دیا اور کہا کہ اس وقت بہت تھوڑی فوج اس کے ساتھ ہے دوسری تمام فوجیں اس سے دور جا پڑی ہیں یہاں اس کا کام تمام کر کے بغداد پلٹ چلو جہاد سے بچ کر اس واپسی کو تمام فوج خوشی سے قبول کر لے گی عباس نہ مانا اور کہا کہ میں اس جہاد میں فساد نہیں پیدا کرنا چاہتا، سب لوگ رومی علاقے میں داخل ہوئے عموریہ فتح ہو گیا۔ عجیف نے عباس سے اب پھر کہا کب تک پڑے سوتے رہو گے عموریہ فتح ہو چکا ہے اور اب معتصم کو قتل کرنا آسان ہے ایک جماعت کو چپکے سے سمجھا دو کہ وہ اس مال غنیمت کے انبار کو لوٹنے لگیں معتصم اس ہنگامہ کی خبر پانے ہی فوراً یہاں آئیں گے اسی وقت تم ان کو قتل کرا دینا۔ عباس نے اسے بھی نہ مانا اور کہا کہ پھر درے کا موقع آنے دو جب وہاں وہ پھر معمول کے مطابق اکیلے رہ جائیں گے اس وقت ان کا قتل کر دینا یہاں سے زیادہ آسان ہوگا، مگر عجیف نے کچھ لوگ سامان کے انبار کو لوٹنے کے لئے متعین کر دیئے تھے ایتاخ کی چھاؤنی کا کچھ سامان لٹا۔ معتصم گھوڑا دوڑاتے ہوئے وہاں آئے ان کو دیکھ کر سب لوگ ٹھنڈ پڑ گئے جن لوگوں کو ان پر قاتلانہ حملہ کے لئے تیار کیا گیا تھا عباس نے ان کو ان پر ہاتھ اٹھانے کی اجازت نہ دی اس لئے انھوں نے کوئی حرکت نہیں کی اور اس بات کو نامناسب سمجھا کہ عباس کے حکم کے بغیر کچھ کر گزریں۔

عمرو الفرغانی کو آج کے واقعہ کی اطلاع ملی اس کا ایک کم سن نوجوان عزیز معتصم کے ملازمین خاص میں تھا وہ اس کے بیٹوں کے پاس آ کر اس رات شراب پینے لگا اور ان سے کہا کہ آج امیر المومنین اہم کام کی وجہ سے جلد سوار ہو کر باہر آئے میں ان کے آگے آگے دوڑتا ہوا چلا وہ بہت ناراض تھے انھوں نے مجھے حکم دیا کہ تلوار نیام سے باہر نکال لوں اور جو سامنے آئے اسے قتل کر دوں، عمرو نے اس نوجوں کی یہ گفتگو سن لی اور اس ڈر سے کہ کہیں مفت میں نہ مارا جائے اس نے کہا اے میرے بچے تم احمق ہو تم رات میں امیر المومنین کے پاس نہ رہو اس سے اپنے کو علیحدہ کر لو اور اپنے ہی خیمہ میں رات گزارو اور اگر تم کبھی پھر آج کا سا شور و غوغا سنو تو تم چپ چاپ اپنے خیمہ میں بیٹھے رہنا تم ابھی بالکل ناسمجھ نوجوان ہو تم کو اب تک فوجی نقل و حرکت کا حال معلوم نہیں، وہ نوجوان عمرو کی بات کو اچھی طرح سمجھ گیا۔

معتصم عموریہ سے اپنی سرحد کی طرف پلٹے، افشین نے ابن الاقطع کو معتصم کے راستے کے علاوہ دوسرے

راستے پر روانہ کیا اور حکم دیا کہ فلاں جگہ پر غارتگری کر کے تم پھر مجھ سے راستہ میں آملو وہ اپنی مہم پر چل گیا۔ معتصم چلتے چلتے ایک مقام پر آئے جہاں وہ ذرا آرام کرنے کے لئے ٹھہر گئے اور اس لیے بھی ٹھہرے کہ تمام فوج درے کے دشوار گزار حصے سے نکل آئے ابن الاقطع بھیڑ بکریاں لوٹ کر پھر افشین کے ساتھ آملا۔ معتصم کی قیام گاہ علیحدہ تھی اور افشین کی علیحدہ اور دونوں کے درمیان دو میل یا کچھ زیادہ کی مسافت تھی، اشناس بیمار ہو گیا معتصم صبح کی نماز کے وقت خود اس کی عیادت کو اس کے خیمہ آئے اور اس کی مزاج پرسی کی اب تک افشین ان سے آ کر نہ مل سکا تھا۔ یہ واپس جا رہے تھے کہ راستے میں وہ آتا ہوا ملا انھوں نے کہا کیا ابو جعفر کی عیادت کے لیے جاتے ہوئے؟ معتصم جب اشناس کی عیادت کر کے واپس آئے تو عمرو الفرغانی اور احمد بن خلیل افشین کی قیام گاہ کی طرف چلے تا کہ ابن الاقطع کی غنیمت میں لائی ہوئی باندیوں کو دیکھیں اور جو پسند آئے خریدیں یہ دونوں افشین کی قیام گاہ کی طرف جا رہے تھے افشین اشناس کی عیادت کے لئے جا رہا تھا اسے دیکھ کر وہ دونوں گھوڑوں سے اتر پڑے اور سلام کیا اشناس کے حاجب نے ان کو دور ہی سے دیکھ لیا افشین اشناس کے پاس ہو کر چلا گیا وہ دونوں سیدھے اس کی قیام گاہ کی طرف چلے گئے مگر چونکہ اب تک باندیاں باہر نہیں لائی گئی تھیں اس لئے وہ دونوں ایک طرف کو کھڑے ہو گئے کہ جب ان کا نیلام شروع ہو گا تو جو پسند آئے گی خرید لیں گے اشناس کے حاجب نے اس سے جا کر کہا کہ عمرو الفرغانی اور احمد بن خلیل دونوں کا افشین سے آمنا سامنا ہوا وہ اس کی قیام گاہ کو جا رہے تھے مگر اسے دیکھ کر تعظیماً گھوڑوں سے اترے اور سلام کر کے پھر وہاں سے چلے گئے، اشناس نے محمد بن سعید السعدی کو بلا کر حکم دیا کہ تم افشین کے لشکر جاؤ اور دیکھو کہ عمرو الفرغانی اور احمد بن خلیل کہاں ہیں کس کے پاس مقیم ہیں اور کیوں گئے ہیں اس نے دیکھا کہ وہ دونوں اپنے گھوڑوں پر سوار کھڑے ہیں اس نے پوچھا آپ یہاں کیوں ہیں انھوں نے جواب دیا کہ ہم ابن الاقطع کی لائی ہوئی باندیوں کی خریداری کے انتظار میں ٹھہرے ہوئے ہیں اس نے کہا کسی اور شخص کو اس کام پر مقرر کر دیجیے کہ وہ آپ کے لئے خریدے انھوں نے کہا نہیں ہم چاہتے ہیں کہ خود دیکھ کر پسند کر کے خریدیں، محمد بن سعید نے واپس آ کر اشناس سے یہ بات کی اس نے اپنے حاجب سے کہا کہ ان سے جا کر کہدو کہ ادھر ادھر مارے مارے پھرنے سے بہتر یہ ہے کہ تم اپنے لشکر میں رہو حاجب نے جا کر ان کو اس کی اطلاع کر دی جسے سنکر وہ غمگین ہوئے اور دونوں نے یہ تصفیہ کیا کہ صاحب الخبر کے پاس چل کر درخواست کریں کہ وہ ان کو اشناس کی ماتحتی سے نکال دے چنانچہ انھوں نے اس سے جا کر کہا کہ ہم امیر المومنین کے غلام جانثار ہیں وہ ہمیں کسی دوسرے کے ماتحت کر دیں، اس شخص نے ہماری تذلیل کی اور ہمیں گالیاں دیں اور دھمکی دی ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ ہمارے خلاف اقدام کرے گا ہماری درخواست ہے کہ امیر المومنین دوسرے جس شخص کو پسند کریں ہمیں اس کے ماتحت کر دیں۔

صاحب الخبر نے اسی دن یہ اطلاع معتصم کو دے نماز صبح کا وقت کوچ کا متعین تھا اور قاعدہ یہ تھا کہ جب تمام فوج چلتی تو مختلف فوجیں اپنے اپنے دور میں بڑھتیں مگر اشناس، افشین اور دوسرے سپہ سالار خود تو امیر المومنین کی فوج میں ہوتے اور ان کے نائب ان کی فوجوں کی قیادت کرتے افشین میسرہ اور اشناس میمنہ میں ہوتا جب اشناس آج امیر المومنین کے پاس لایا تو انھوں نے اس سے کہا کہ عمر الفرغانی اور احمد بن خلیل کو ذرا ٹھیک کر دو وہ پاگل ہو گئے ہیں اشناس دوڑتا ہوا اپنی قیام گاہ میں آیا اور اس نے دونوں کو دریافت کیا عمرو تو ملا مگر ابن الخلیل میسرہ کے ساتھ رومیوں سے آگے نکل جانے کے لئے جا چکا تھا، لوگ عمرو کو اس کے پاس لائے اس نے کوڑا منگوایا عمرو بہت دیر تک ننگا کھڑا رہا کوئی کوڑا ہی لا کر نہیں دیتا آخر اس کے چچا نے بڑھ کر اشناس سے اس کی سفارش کی اس کا چچا مجمی تھا اس وقت تک عمرو کھڑا

ہوا تھا اس کی سفارش پر اشناس نے حکم دیا کہ اسے لا دلیا جائے اور ایک کرتا پہنا دیا جائے ایک خچر پر قبہ میں اسے سوار کیا گیا اور لشکر کی طرف لے چلے اتنے میں احمد بن الخلیل بھی گھوڑا دوڑاتا ہوا آ پہنچا اشناس نے حکم دیا کہ اسے بھی عمرو کے ساتھ قید کر دو اسے بھی گھوڑے سے اتار کر خچر پر عمرو کے مقابل بٹھا دیا گیا اور دونوں کو محمد بن سعید السعدی کی حفاظت میں دے دیا گیا یہ ان کے لئے میدان میں لشکر سے الگ تھلگ ڈیرہ لگا دیتا اور وہاں ایک حجرہ بنا دیتا دستر خوان لگا دیتا گدے بچھاتا اور پانی کا حوض بنا دیتا اور ان کا اپنا سارا سامان اور غلام خود اصل چھاؤنی میں رہے ان میں سے کسی چیز کو چھیڑا نہیں گیا اسی حالت میں وہ جبل الصفصاف آئے اشناس ساقہ میں تھا اور بغا معتصم کے ساقہ میں تھا صفصاف آ کر اس نوجوان فرغانی کو جو عمرو کا رشتہ دار تھا عمرو کے قید کئے جانے کی خبر ہوئی۔ اس نے معتصم سے وہ گفتگو دہرائی جو اس رات کو جب یہ اس کے ہاں گیا تھا اس کی عمرو سے ہوئی تھی اور اس نے کہا تھا کہ اگر تجھے کوئی شور وغوغا سنائی دے تو اپنے خیمہ میں چپ بیٹھے رہنا باہر نہ نکلنا یہ سن کر معتصم نے بغا سے کہا کہ کل صبح کو تم اس وقت تک کوچ نہ کرنا جب تک کہ اشناس یہاں نہ آ جائے اور اس سے عمرو کو لے کر میرے پاس پیش کرنا یہ حکم صفصاف میں دیا گیا۔ اسی کے مطابق بغا کوچ کے لئے تیار اپنے نشان لئے اشناس کے انتظار میں ٹھہرا رہا محمد بن سعید جس کے ہمراہ عمرو اور احمد بن الخلیل تھے آ گیا بغا نے اشناس سے کہا کہ امیر المومنین نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اسی وقت عمرو کو لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں، وہ خچر سے اتار لیا گیا اور احمد بن الخلیل کے مقابل دوسری طرف ایک اور شخص قبہ میں بٹھا دیا گیا بغا عمرو کو معتصم کے پاس لے چلا احمد بن الخلیل نے اپنے ایک غلام کو عمرو کے پاس بھیجا تاکہ وہ دیکھے کہ اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے اس نے واپس آ کر احمد سے بیان کیا کہ عمرو کو معتصم کے سامنے پیش کیا گیا تھوڑی دیر تک وہ ان کے روبرو کھڑا رہا پھر اسے ایتاخ کے سپرد کیا گیا اس کے آنے کے بعد امیر المومنین نے اس گفتگو کو جو اس کی اس کے نوجوان رشتہ دار سے ہوئی تھی دریافت کیا اس نے انکار کیا اور کہا کہ وہ نشہ میں بالکل سرشار تھا اس لئے وہ میری بات نہیں سمجھا اور میں نے وہ بات نہیں کہی جو اس نے مجھ سے منسوب کی ہے اس پر انھوں نے اسے ایتاخ کے سپرد کر دیا۔

آتے آتے معتصم بدندون کی دشوار گزار گھاٹیوں کے منہ پر آئے تین دن تک اشناس چونکہ ساقہ پر تھا بدندون کی گھاٹی میں اس لئے ٹھہرا کہ امیر المومنین کی تمام فوجیں ان تنگ مقامات سے بحفاظت گزر آئیں۔ احمد بن الخلیل نے اشناس کو ایک پرچہ لکھا کہ مجھے امیر المومنین کی خیر خواہی کی ایک بات معلوم ہے، اشناس اب تک بدندون کی تنگ گھاٹیوں میں ٹھہرا ہوا تھا اس کے جواب میں اس نے احمد بن الخصیب اور ابو سعید محمد بن یوسف کو اس کے پاس بھیجا تاکہ وہ اس بات کو اس سے پوچھ لیں مگر اس نے ان کو بتانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں صرف امیر المومنین ہی سے بیان کروں گا ان دونوں نے اشناس سے آ کر یہ بات کہدی اس نے ان کو پھر اس کے پاس بھیجا اور کہا کہ جا کر کہدو کہ امیر المومنین کی جان کی قسم ہے اگر تم مجھ سے وہ بات بیان نہ کرو گے تو میں اس قدر کوڑوں سے پٹواؤں گا کہ تم مر جاؤ۔ انھوں نے پھر احمد بن الخلیل کو آ کر یہ پیغام سنایا اب اس نے ان سے معتصم کے خلاف سازش کی پوری کیفیت بیان کر دی، عباس کی شرکت اور حارث السمرقندی کی کاروائی تفصیل سے کہہ دی انھوں نے اشناس سے سارا واقعہ بیان کیا اشناس نے لوہار طلب کئے فوج کے لوہار حاضر ہوئے اس نے ان کو لوہا دیا اور کہا کہ تم ابھی ایک بیڑی احمد بن الخلیل کی بیڑی کی طرح اس میں سے بنا دو انھوں نے وہ تیار کر دی۔ رات کے وقت اشناس کا حاجب محمد بن سعید السعدی کے ساتھ احمد بن الخلیل کے پاس رات گذارتا تھا اس رات کو جب عشاء کا وقت ہوا حاجب حارث السمرقندی کے خیمہ میں گیا اور اسے وہاں سے لے کر

اشناس کے پاس لایا اشناس نے اسے اسی وقت مقید کر کے حاجب کو حکم دیا کہ اسے ابھی امیر المومنین کے پاس لے جاؤ حاجب نے اسی کے مطابق عمل کیا دوسرے دن نماز صبح کے وقت اشناس اپنے مقام سے روانہ ہو کر معتصم کی قیام گاہ میں آیا یہاں اسے حارث معتصم کے ایک آدمی کے ہمراہ خلعت پہنے ملا۔ اشناس نے اس سے پوچھا یہ کیا ہوا؟ اس نے کہا جو بیڑی میرے پاؤں میں ڈالی گئی تھی وہ اب عباس کے ڈالدی گئی، واقعہ یہ ہوا تھا کہ جب معتصم کے پاس آیا انھوں نے اس سے اصل واقعہ دریافت کیا اس نے صاف صاف اقرار کر لیا کہ بے شک میں عباس کا مخبر خاص تھا نیز اس نے تمام کاروائی من وعن بیان کر دی اور جن امراء نے اس سازش میں شرکت کی تھی ان سب کے نام ظاہر کر دیئے معتصم نے نہ صرف اسے رہا کر دیا بلکہ خلعت سے بھی سرفراز کیا اسی کے ساتھ چونکہ حارث نے اس قدر کثرت سے امراء اور سرداروں کو اس سازش میں ملوث بتایا تھا کہ محض انکے نام اور کثرت تعداد ہی سے معتصم کو ان کی شرکت کا یقین نہیں آیا وہ عباس کے معاملہ میں حیران ہو گئے کہ کیا کریں درے سے روانہ ہوتے ہی انھوں نے عباس کو بلایا اسے قید سے آزاد کر دیا اسے ممنون کیا اور اسے اشارتاً جتادیا کہ میں نے تمھاری خطا معاف کر دی ہے نیز انھوں نے اسی کے ساتھ کھانا تناول کیا اور اسی کے خیمہ میں بھیجدیا رات کو پھر بلایا اور نبیذ پینے میں شریک کیا اور اس قدر پلادی کہ وہ بالکل بے ہوش ہو گیا اور اب اسے قسم دی کہ وہ اپنی اس سازش کی کوئی بات پوشیدہ نہ رکھے عباس نے پورا واقعہ بیان کر دیا اور ان تمام لوگوں کے نام بتادئے جنھوں نے اس معاملہ میں تگ ودو کی تھی اور یہ بھی بتادیا کس وجہ سے ان میں سے فرداً فرداً ہر شخص اس سازش میں شریک ہوا تھا، معتصم نے اس کے بیان کو قلمبند کر کے محفوظ کر لیا اس کے بعد انھوں نے حارث السمرقندی کو طلب کر کے اس سے اس سازش کے اسباب پوچھے اس نے وہی بیان کیا جو عباس نے کہا تھا اس کے بعد انھوں نے پھر عباس کو قید کرنے کا حکم دیا اور حارث سے کہا کہ میں چاہتا تھا کہ تیری زبان سے کوئی جھوٹ بات نکلے اور پھر میں اس کی سزا میں تجھے قتل کر دوں مگر تو صاف بچ گیا اس نے کہا جناب والا میں کبھی جھوٹ نہیں بولتا، معتصم نے عباس کو افشین کے سپرد کر دیا۔

سازشی سرداروں کی گرفتاری

اب معتصم نے ان سرداروں کا تعاقب شروع کیا جو اس سازش میں شریک تھے اور سب کو پکڑ لا، احمد بن الخلیل کے متعلق حکم دیا کہ اسے ننگی پیٹھ بغیر زین کے خچر پر سوار کیا جائے اور جب مقام ہو اسے بغیر سایہ والی دھوپ میں ڈال دیا جایا کرے اور روزانہ صرف ایک روٹی دی جائے۔ اور سرداروں کے ساتھ عجیف بن عنبسہ بھی گرفتار ہوا یہ انکے ساتھ ایتاخ کے حوالے ہوا اور ابن الخلیل اشناس کے حوالے ہوا عجیف اور اس کے ساتھ تمام دوسرے قیدی سفر کے دوران گدے اور نمدے کی زین کے بغیر خچروں پر لاد دیئے جاتے تھے۔ شاہ بن سہل اور یہی راس بن الراس ہے جو خراسان کے قریہ سجستان کا رہنے والا تھا گرفتار کر کے معتصم کی جناب میں پیش ہوا اس وقت عباس وہاں موجود تھا معتصم نے اس سے کہا اے فاحشہ زادے میں نے تیرے ساتھ احسان اور نیکی کی مگر تو نے اس کا شکر ادا نہیں کیا اس نے کہا اس عباس نے اگر مجھے اجازت دے دی ہوتی تو آج تجھے یہ موقع نہ ملتا کہ اسطرح دربار میں بیٹھ کر مجھے فاحشہ زادے کہتا، معتصم نے اس کے قتل کا حکم دے دیا اس کی گردن ماردی گئی اس سازش میں سب سے پہلے یہی سردار قتل ہوا حالانکہ اس کے ساتھ اس کا ساتھ دینے والے موجود تھے۔

عباس کا انتقال

معتصم نے عجیف کو ایتاخ کے حوالے کر دیا تھا اس نے عجیف کو خوب بیڑیاں پہنا کر محمل کے بغیر خچر پر سوار کر لیا۔ عباس افشین کے ہاتھ میں تھا جب معتصم منبج آئے اس نے بھوکا ہونے کی وجہ سے کھانا مانگا بہت سا کھانا اس کے سامنے رکھا گیا جسے اس نے شکم سیر ہو کر کھایا مگر جب اس نے پانی مانگا تو اس سے انکار کر دیا گیا اور اسے موٹے کمبل میں لپیٹ دیا اور اسی طرح دم گھٹنے سے منبج ہی میں وہ ہلاک ہو گیا اس کے کسی بھائی نے اس کی نماز جنازہ پڑھ دی۔

عمرو کا انجام

عمرو الفرغانی کا یہ حشر ہوا کہ جب معتصم نصیبین کے ایک باغ میں ٹھہرے انھوں نے باغ والے کو بلا کر ہاتھ کے اشارے سے ایک مقام پر آدمی کے قد کے برابر گڑھا کھودنے کا حکم دیا اس نے کھودنا شروع کر دیا اس کے بعد انھوں نے عمرو کو بلایا وہ باغ میں بیٹھے ہوئے تھے اور کئی پیالے نبیذ پی چکے تھے نہ انھوں نے اس سے کوئی بات کی اور نہ عمرو نے کوئی لفظ زبان سے کہا جب یہ ان کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا انھوں نے حکم دیا کہ اسے برہنہ کر دیا جائے اسے برہنہ کیا گیا ترک اسے کوڑے مارنے لگے اسی دوران وہ گڑھا کھودا جا رہا تھا۔ مکمل ہونے کے بعد باغ والے نے معتصم کو اس کی طلاع کی اب انھوں نے حکم دیا کہ اس کے منہ اور بدن پر ڈنڈے مارے جائیں اتنے ڈنڈے لگے کہ وہ گر پڑا پھر حکم دیا کہ اس کی ٹانگ پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے لے جاؤ اور گڑھے میں ڈال دو آج اس تمام واقعہ کے دوران عمرو نے ایک لفظ بھی زبان سے نہیں نکالا وہ مر گیا اور اس گڑھے میں ڈال کر اسے توپ دیا گیا۔

عجیف کا یہ حشر ہوا کہ وہ بلا سے کچھ ہوا پر مقام باغنیا ثا پہنچنے پایا تھا کہ اپنی محل میں مر گیا اسے تھانیدار کے پاس پہنچ دیا گیا اور حکم دیا گیا کہ اسے دفن کر دے اس نے ایک ویرانے کی دیوار کے پہلو میں اسے ڈال دیا اور پھر اسے قبر میں دفن کر دیا گیا۔

علی بن حسین الزیدانی کہتا ہے کہ عجیف، محمد بن ابراہیم بن مصعب کے پاس قید تھا معتصم نے دریافت کیا اور کہا کہ اب تک وہ زندہ ہے محمد نے کہا امیر المومنین آج اس کا خاتمہ ہے وہ اس کے خیمہ میں آیا اور پوچھا ابو صالح کسی چیز کی خواہش ہے اس نے کہا اسفید باج اور حلوائی فالودہ محمد نے حکم دیا کہ یہ دونوں چیزیں تیار کر دی جائیں عجیف نے ان کو کھایا اور پانی مانگا مگر پانی نہ دیا گیا اس کا پیٹ پھول گیا وہ پانی مانگتا ہی رہا آخر اسی حالت میں مر گیا اور باعینا ثا میں دفن کر دیا گیا۔

ترکی کا انجام

ترکی جسے عباس نے اشناس کے قتل کا ضامن بنایا تھا کا انجام یہ ہوا کہ چونکہ اشناس اسکی بہت عزت کرتا تھا اور وہ اس کا خاص ساتھی تھا دن اور رات کسی وقت وقت اس کے لئے روک ٹوک نہ تھی معتصم کے حکم سے اشناس نے اسے اپنے ہی پاس قید کر کے اسے ایک کوٹھڑی میں دروازہ تیغہ کر کے بند کر دیا تھا روزانہ ایک روٹی اور ایک لوٹا پانی کا اوپر سے دے دیا جاتا تھا اسی قید کے دوران اس کا بیٹا ایک دن وہاں آیا اور ترکی نے اس سے دیوار کے پیچھے سے کہا کہ اگر تو مجھے ایک چھری لا کر دے سکے تو میں اس قید سے رہائی پا سکوں گا اس کے بیٹے نے اس کام سے اسے باز رکھنے کی بہت خوشامد

کی مگر اس نے نہ مانا اس کے بیٹے نے ایک چھری اسے پہنچادی جس سے اس نے خودکشی کر لی۔

سندی کی معافی

سندی بن بختاشہ کو معتصم نے اس کے باپ بختاشہ کی وفاداری اور جان نثاری کی وجہ سے معاف کر دیا کیونکہ بختاشہ نے عباس کی سازش میں قطعی شرکت نہیں کی تھی اس لئے معتصم کہنے لگے کہ اس کے بیٹے کی وجہ سے اسے کیوں تکلیف دی جائے لہٰذا انھوں نے اسے رہا کر دیا۔

احمد بن خلیل کا انجام

احمد بن الخلیل کی اشناس نے محمد بن سعید السعدی کے سپرد کیا تھا اس نے سامرا کے جزیرہ میں اس کے لئے ایک گڑھا کھدوایا تھا ایک دن معتصم نے اس کے بارے میں پوچھا اشناس نے کہا وہ محمد بن سعید کے پاس ہے اس نے اسے ایک کنویں میں بند کر رکھا ہے اور اس کے منہ پر صرف اس قدر سوراخ باقی رکھا گیا ہے کہ اس میں سے اسے روٹی اور پانی دے دیا جایا کرے، معتصم نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ اس کے باوجود وہ موٹا ہو گیا ہے اشناس نے محمد بن سعید کو اس کی اطلاع کی محمد نے حکم دیا کہ اس کنویں میں اس قدر پانی ڈالا جائے جس سے وہ مر جائے اور کنواں پانی سے بھر جائے، پانی ڈالا جانے لگا مگر جتنا پانی پڑتا ریت اسے جذب کر لیتی جس سے نہ وہ غرق ہوا اور نہ کنواں پُر ہوا اشناس نے حکم دیا کہ اسے غطریف الجندی کے سپرد کر دیا جائے وہ اس کے حوالے ہوا اور چند روز زندہ رہ کر مر گیا۔

ہرثمہ کا انجام

عباس کے شریک مراغہ کے گورنر ہرثمہ کے متعلق معتصم نے حکم دیا تھا کہ اسے لوہے کی بیڑیاں پہنا کر حاضر کیا جائے مگر افشین نے اس کی سفارش کر کے ان سے اس کے لئے معافی حاصل کر لی اور اسے لکھا کہ امیر المومنین نے تم کو میرے لئے بخش دیا ہے جہاں تمھیں میرا یہ خط ملے وہاں کی ولایت تم کو عطا کی ہے یہ خط عشاء کے وقت اسے دینور میں ملا وہ اس وقت بیڑیوں میں جکڑا ہوا کسی سرائے میں پڑا تھا رات کی تاریکی میں اسے خط ملا اور صبح کو وہ دینور کا والی ہوا۔

باقی لوگوں کا قتل

باقی اور فراغنہ، ترک، اور دوسرے سردار جن کے نام یاد نہیں سب کے سب قتل کر دیئے گئے۔ معتصم صحیح وسالم نہایت اطمینان اور خوشی کے ساتھ سامرا آ گئے اور اسی روز عباس کو لعین کا خطاب دیا گیا مامون کے دو بیٹے جو سندس میں تھے ایتاخ کے حوالے کئے گئے اس نے ان کو اپنے مکان کے سرداب میں قید کر دیا اس کے بعد وہ مر گئے۔

اس سال کے ماہ شوال میں اسحٰق بن ابراہیم اپنے ایک خدمتگار کے ہاتھ سے زخمی ہوا، اس سال محمد بن داؤد کی امارت میں حج ہوا۔

۲۲۴ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال مازیار بن قارن بن وندا ہرمز نے طبرستان میں معتصم کے خلاف بغاوت برپا کردی اور دامن کوہ کے باشندوں اور وہاں کے شہریوں سے جنگ کی۔

مازیار بن قارن کی معتصم سے بغاوت کے اسباب اور واقعات

اس بغاوت کا سبب یہ ہوا کہ مازیار آل طاہر سے نفرت کرتا تھا اور ان کو خراج لا کر نہیں دیتا تھا معتصم اسے لکھتے بھی تھے کہ تم عبداللہ بن طاہر کو خراج لے جا کر دو مگر وہ کہتا تھا کہ میں اس کے پاس لے کر نہیں جاتا امیر المومنین کو دینے کے لئے تیار ہوں۔ چنانچہ جب وہ زر خراج ان کو بھیجتا اور وہ مال ہمدان آجاتا معتصم اس کی وصولی کے لئے کسی کو اپنی طرف سے بھیج دیتے اور وہ ان سے وصول کر کے پھر عبداللہ بن طاہر کے آدمی کو دے دیتا جو اسے خراسان بھیج دیتا ہر سال یہی ہوتا رہا جس کی وجہ سے آل طاہر کے اور اس کے تعلقات نہایت خراب ہو گئے افشین کبھی کبھی معتصم کی زبان سے ایسے الفاظ سنا کرتا جس سے یہ پتہ چلتا کہ وہ آل طاہر کو برطرف کرنا چاہتے ہیں، جب اس نے بابک کو شکست دے کر اسے پکڑ لیا تو اب اس کی وقعت و منزلت معتصم کے ہاں اس قدر بڑھ گئی جو کسی دوسرے کو حاصل نہ تھی اس کے دل میں خراسان کی ولایت کی آرزو پیدا ہوئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مازیار اور آل طاہر کے تعلقات خراب ہیں اس سے اس نے یہ توقع کی کہ شاید اسی وجہ سے عبداللہ بن طاہر برطرف کیا جائے افشین نے خوشامد اور لطف آمیز خط مازیار کو لکھے اور ان میں اپنی مودت جتائی اور لکھا کہ مجھ سے خراسان کی ولایت کا وعدہ ہو چکا ہے اس وجہ سے اب مازیار نے عبداللہ بن طاہر کو خراج ارسال کرنا بھی ترک کر دیا اس نے معتصم کو متواتر کئی خط مازیار کی شکایت میں لکھے جس سے معتصم بہت ہی پریشان ہوئے اور مازیار پر بگڑے اب مازیار نے اعلانیہ بغاوت ہی کردی خراج روک لیا۔ طبرستان کے تمام کوہستان اور اس کے اطراف کے سارے علاقے پر اپنا انتظام قائم کر دیا ان تمام واقعات سے افشین دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا اور اپنے والی خراسان مقرر ہونے کی آرزو کر رہا تھا معتصم نے عبداللہ بن طاہر کو مازیار سے لڑنے کی ہدایت لکھی اور وعدہ کیا کہ معتصم کے ہاں تمام معاملہ کو میں سنبھال لوں گا تم کچھ فکر نہ کرو مازیار نے بھی اس پر اپنی آمادگی اسے لکھ بھیجی جس سے اب افشین کو یقین تھا کہ وہ ضرور عبداللہ کا مقابلہ کرے گا اور پھر مجبوراً معتصم کو اسے یا کسی دوسرے کو اس کے مقابلہ پر بھیجنا پڑے گا۔

محمد بن حفص الثقفی الطبری بیان کرتا ہے کہ جب مازیار نے حکومت سے بغاوت کا عزم کر لیا اس نے تمام لوگوں کو اپنی بیعت کے لئے طلب کیا لوگوں نے بااکراہ بیعت کی اس نے نیک چلنی کے لئے ان سے یرغمال لئے اور ان

کواصبہذ کے برج میں مقید کر دیا اور کاشتکاروں کو حکم دیا کہ تم زمینداروں کو قتل کر کے ان کی تمام املاک پر قبضہ کرلو، اس نے بابک سے بھی رابطہ کیا اور اسے مقابلہ پر جمے رہنے کی ترغیب دی اور امداد کا وعدہ کیا۔ جب معتصم بابک کے قضیہ سے فارغ ہوئے لوگوں نے مشہور کیا کہ وہ قرماسین جا کر افشین کو مازیار سے لڑنے کے لئے بھیج رہے ہیں مازیار کا ان افواہوں کی اطلاع ہوئی اس نے جدید بندوبست کا حکم دیا اور ہدایت کی کہ مستقل کاشتکاروں کے علاوہ دیگر سب پر تیس فیصد لگان بڑھا دیا جائے۔ لہذا جو اس شرح سے کم ادا کرتے تھے ان کے ساتھ کی نہیں کی گئی، اس کے بعد اس نے اپنے عامل خراج شاذان بن الفضل کو یہ خط لکھا۔

مازیار کا عامل کے نام خط

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم. مجھے کئی ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ خراسان اور طبرستان کے جاہل ہمارے متعلق جھوٹی افواہیں مشہور کر رہے ہیں اور اپنی طرف سے بھی خبریں بنا کر ان کو شہرت دیتے ہیں اور منتظر ہیں کہ ہماری حکومت ختم اور ہمارا انتظام بگڑے یہ لوگ فتنہ وفساد کی توقع اور ہماری حالت کے بُرے انقلاب کے لئے ہمارے دشمنوں سے رابطہ کر رہے ہیں اس طرح وہ ہماری نعمتوں کا انکار کر رہے ہیں اور اس امن وسلامتی اور دولت وفراغت کی کچھ بھی قدر نہیں کرتے جو اللہ نے ہماری حکومت کی بدولت ان کو دے رکھی ہے، جو سردار یا مشرف کرتا جاتا ہے یا جو چھوٹا بڑا آدمی ہمارے پاس آتا ہے اس کے آتے ہی یہ لوگ عجیب وغریب خبریں اڑاتے ہیں اور اس کی طرف اپنی گردنیں اٹھاتے ہیں انھوں نے فتنہ برپا کرنے کی بہت کوشش کی مگر اللہ نے بار بار ان کی بری نیتوں اور امیدوں کو ختم کر دیا مگر پھر بھی ان سے یہ نہیں ہوتا کہ وہ ایک مثال سے آئندہ کے لئے سبق لیں اور اللہ سے ڈر کر اور خود اس کے عواقب کے خوف سے آئندہ کے لئے احتراز نہ کریں۔ ہم ان سب باتوں کو طرح دیتے ہیں اور اس کے تلخ جرعے محض اس لئے پیتے جاتے ہیں کہ ہم نہیں چاہتے کہ عام خون ریزی کی جائے بلکہ چاہتے ہیں سب ہی صحیح وسالم امن وامان سے رہیں مگر ہماری اس مروت کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اپنے اس برے طرز عمل پر زیادہ اصرار کر رہے ہیں اور ابھی تک انہیں سزا نہ دینے کا اثر یہ ہوا کہ وہ فساد کرنے کیلئے اور زیادہ تیار ہو گئے اگر ہم ان کی سہولت اور آسانی کی خاطر لگان وصول کرنے میں تاخیر کرتے ہیں تو وہ کہنے لگتے ہیں کہ یہ شخص معزول ہو گیا ہے اور اگر تحصیل میں مستعدی کرتے ہیں تو وہ کہنے لگتے ہیں کہ اس پر کوئی مصیبت نازل ہوئی ہے اس کی وجہ سے یہ خراج وصول کر رہا ہے غرضیکہ سختی ونرمی کسی بات کا ان پر اثر نہیں ہوتا اب ہم اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں اور اسکی طرف اپنے معاملات رجوع کرتے ہیں اسی لئے ہم نے آمل اور رویان کے عہدیداروں کو لکھوا دیا ہے کہ وہ اپنے علاقوں کے خراج کی تشخیص کر کے ختم ماہ تیرہ تک بیباق کر دیں تم بھی اس بات کو سمجھ لو اور اپنے ہاں کی تمام وکمال مالگزاری اس مدت میں وصول کرلو ختم تیرہ تک ایک درہم بقایا نہ رہنے پائے اگر تم نے اس کی خلاف ورزی کی تو ہم تم کو سولی کی سزا دیں گے لہذا اپنی جان کے خیال سے تم نہایت مستعدی کے ساتھ اپنے فرائض کو

سرانجام دو اور اسی کے مطابق تم اب خود عباس کو بھی خط لکھ دو، اس کی بجا آوری میں مشکلات پیش کرنے سے بچنا، اس حکم کی بجا آوری میں مستعدی اور تیزی کا جو اثر نمایاں ہو اس سے اطلاع دینا۔

میں سمجھتا ہوں کہ ان کی ادائیگی کے مشغلہ میں پڑ کر ان لوگوں کو اس رقم کی بری اور جھوٹی افواہیں اڑانے کا موقع نہ ملے جس میں اب تک وہ مصروف رہے ہیں آجکل انھوں نے یہ مشہور کر دیا ہے کہ امیر المومنین اکرم اللہ فرما سین آکر افشین کو رے بھیجنے والے ہیں بخدا اگر وہ ایسا کریں تو یہ ہمارے لیے بڑی خوشی کا باعث ہوگا اور ان کی تشریف آوری باعث اطمینان ہوگی یہ انکی سخاوت وعنایت سے جس کے ہم عادی ہیں ہم کو اور فوائد ہوں گے اور ان کے اور ہمارے دشمنوں کے حوصلے پست ہو جائیں گے اور کسی چغلخور یا جھوٹی خبروں کے اڑانے والے کی وجہ سے جو ان کے عاملوں اور خاص عہدہ داروں کے لئے افواہیں شائع کرتا ہے وہ اپنے علاقوں اور سرحدوں کے انتظام اور تصرف میں کوئی کمی یا سستی گوارہ نہ کریں گے کیونکہ جب وہ کسی اپنی فوج یا امیر کو کسی مہم پر بھیجتے ہیں تو وہ ہمیشہ اسی کے مقابلہ پر بھیجا کرتے ہیں جو ان کا مخالف ہوتا ہے۔

تم یہ خط اُن مالگزاروں کو پڑھ کر سناؤ جو تمہارے پاس موجود ہوں تا کہ وہ دوسروں کو اس سے مطلع کر دیں کہ وہ اپنے تمام واجبات بے باک کر دیں اور جو کل نہ ادا کر سکے وہ اس کی وجہ بیان کر دے تا کہ اس کے ساتھ اللہ کے حکم کے مطابق وہ عمل کیا جا سکے جو اسے ایسے دوسروں کے ساتھ رعایت کی گئی ہے ان کے لئے اہل رے جرجان اور ان کے متعلقہ علاقوں کے باشندوں کی مثال موجود ہے کہ چونکہ خلیفہ کو اہل جبال کی جنگ اور گمراہ دیلموں کے جہاد میں ان سے امداد لینا پڑی اس لئے انھوں نے خراج اور دوسرے ابواب مالگزاری ان کو معاف کر دیئے تھے مگر اب جبکہ یہ تمام لوگ امیر المومنین کے فوجی بن گئے ہیں اس لئے اب اس کی ان کو ضرورت نہیں ہے۔

مالگزاری کی وصولی

مازیار کا یہ خط شاذان بن الفضل اس کے عامل خراج کو موصول ہوا۔ اس نے مالگزاری کی وصولی شروع کی اور دو ماہ میں ایک سال کا پورا لگان وصول کر لیا پہلے یہ قاعدہ تھا کہ چار ماہ میں ایک تہائی وصول کیا جاتا تھا ایسے موقع پر علی بن یزداد العطار جس سے ضمانت میں یرغمال لے لئے گئے تھے مازیار کے علاقے سے بھاگ کر چلا گیا ابو صالح سرخاستان کو جو مازیار کا ساریہ پر نائب تھا اس کی اطلاع دی گئی اس نے شہر ساریہ کے تمام اکابر وسرداروں کو جمع کیا ان کو ڈانٹنے ڈپٹنے لگا اور کہنے لگا کہ حکومت تمہارے سہارے کیسے چل سکتی ہے اور تم پر کس طرح اعتماد کیا جا سکتا ہے یہ دیکھو علی بن یزداد نے دوسروں کی طرح ادائیگی کی قسم اٹھائی تھی بیعت کی تھی اور ضمانت داخل کی تھی مگر پھر بھی اس نے عہد توڑ دیا اور یہاں سے نکل کر بھاگ گیا اس نے اپنے مرہون کو بھی چھوڑا اب بتاؤ ایسی حالت میں ملک کا انتظام کیسے برقرار رہ سکتا ہے گا تم لوگ اپنی قسموں کو پورا نہیں کرتے خلاف ورزی عہد کو برا نہیں جانتے تم پر کیسے اعتماد ہو اور اس حالت میں سلطنت سے جن فوائد کو تم چاہتے ہو وہ کیسے تم کو حاصل ہو سکتے ہیں۔

حسن بن علی کو پھانسی دی گئی

ان میں سے کسی نے کہا ہم اس کے ضامن کو قتل کیے دیتے ہیں تا کہ آئندہ کسی دوسرے کو بھاگنے کی جرات نہ ہو سکے عامل نے کہا کیا واقعی تم اس کے لئے تیار ہو انھوں کہا ہاں اس نے صاحب الرہائن کو لکھا کہ حسن بن علی بن یزداد کو بھیجدو یہ اپنے باپ کا یرغمال تھا جب اسے ساریہ لایا گیا اب اہل ساریہ اپنے اس مشورہ پر نادم ہوا جو انھوں نے ابو صالح کو دیا تھا اور اس شخص کو بُرا بھلا کہنے لگے جس نے اس کے قتل کا مشورہ دیا تھا۔

سرحستان نے ان کو پھر بلایا وہاں وہ یرغمال بھی موجود تھا اس نے شہر والوں سے کہا کہ تم نے ایک بات کی ضمانت کی تھی یہ ضمانت موجود ہے اسے قتل کرو، عبدالکریم بن عبدالرحمٰن الکاتب نے عرض کیا کہ آپ نے ان لوگوں کو جو اس علاقے سے باہر گئے ہیں دو ماہ کی مہلت دی ہے یہ ضمانت آپ کے پاس ہے، ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ اسے بھی دو ماہ کی مہلت دے دیں اگر اس دوران اس کا باپ واپس آجائے تو خیر ورنہ آپ جو چاہیں اس کے ساتھ عمل کریں

اس جواب پر وہ سب ناراض ہوا اس نے اپنے کوتوال رستم بن باروبہ کو حکم دیا کہ اس لڑکے کو سولی پر چڑھا دے اس نے درخواست کی کہ مجھے دو رکعت نماز پڑھنے کی مہلت دینی چاہئے اس کی اجازت ملی اس نے نماز بہت لمبی پڑھی وہ خوف سے کانپ رہا تھا اور سولی کا تختہ اس کے لئے تیار ہو چکا تھا ابھی اس کی نماز نہ ختم ہونے پائی تھی کہ اسے گھسیٹ کر سولی پر چڑھا دیا اس کی گردن اس سے باندھ دی جس سے اس کا دم گھٹا اور وہ مر گیا،

سرحستان نے اہل ساریہ کو حکم دیا کہ تم سب آمل جاؤ اس نے تھانیداروں کو احکام بھیج دیئے تھے کہ خندقوں کے ابناء اور عرب حاضر کیے جائیں چنانچہ وہ سب بھی بلائے گئے سرحستان اہل ساریہ کو لیکر آمل چلا اس نے ان سے کہا تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم کو اہل آمل کا اور ان کو تمہارا شاہد بناؤں اور تمہاری تمام زمینیں اور مال تم کو دے دوں۔ نیز اگر تم وفادار اور سچے خیر خواہ رہو تو تم کو اپنے پاس سے اس سے دو چند دوں جسقدر کہ تم سے ہم نے لیا ہے۔

آمل والوں کی گرفتاری

آمل آ کر اس نے ان سب کو خلیل بن وندا سنجان کے محل میں جمع کیا اہل ساریہ کو دوسروں سے علیحدہ رکھا اور ان کو الکوز جان کے حوالے کر دیا، اس نے تمام آمل والوں کے نام لکھ لیے جس سے وہ ہر شخص سے واقف ہو گیا پھر اس نے ناموں کی ترتیب کے مطابق سب کو طلب کر کے ان کی حاضری لی جب سب ہی آ گئے اور کوئی باقی نہ رہا اس نے مسلح فوج سے ان کو ہر طرف سے گھیر لیا ان کی صف باندھی گئی اور ایک ایک آدمی پر دو مسلح سپاہی متعین کر دیئے اور محافظ کو حکم دیا کہ جو پیدل چلنے سے رہ جائے اس سر کا ساتھ لے لے اب وہ ان کی مشکلیں بندھوا کر ایک پہاڑ پر جس کا نام ہرمزدایاذ تھا اور جو ساریہ اور آمل سی آٹھ آٹھ فرسنگ کے فاصلہ پر واقع تھا لے کر آیا اس نے ان کو بیڑیاں پہنا کر قید کر دیا۔

بیان کیا گیا ہے کہ ان کی تعداد بیس ہزار تھی، محمد بن حفص کے بیان کے مطابق یہ ۲۲۵ ہجری کا واقعہ ہے مگر دوسرے ارباب سیر و تاریخ نے ۲۲۴ کہے ہیں اور ہمارے نزدیک یہ دوسرا بیان زیادہ صحیح ہے کیونکہ مازیار ۲۲۵ ہجری میں قتل کر دیا گیا لہٰذا اس نے اہل طبرستان کے ساتھ کے جو حرکت کی وہ اپنے قتل سے ایک سال قبل کی ہوگی۔

عامل اور ساریہ کی تباہی

محمد بن حفص کے بیان کے مطابق اس نے دُرّی کو لکھا کہ تمہارے ساتھ مرو میں جو انبار اور عرب ہوں ان کے ساتھ بھی یہی سلوک کرو اس نے ان سب کو بیڑیاں ڈلوا کر قید کر دیا اور پہرے مقرر کر دیئے۔ جب اسے پوری طرح تسلط حاصل ہو گیا اور اس نے ان سب کا انتظام کر لیا اس نے اپنے آدمی جمع کئے اور سرخاستان کو آمل کی فصیل کی بربادی کا حکم بھیجا۔ سرخاستان نے علی الاعلان فصیل کی مزامیر کو گرا دیا۔ پھر وہ ساریہ آیا اور اس کے ساتھ بھی اس نے وہی سلوک کیا اس کے بعد مازیار نے اپنے بھائی قوہیار کو شہر طمیس بھیجا طبرستان ہی کے علاقے میں جرجان کی سرحد پر واقع تھا اس نے اس شہر کی فصیل گروا کر شہر کو برباد کر دیا اور اہل شہر کو لوٹ لیا ان میں سے کچھ بھاگ گئے کچھ مارے گئے اس کے بعد سرخاستان طمیس آیا قوہیار وہاں سے اپنے بھائی مازیار کے پاس پلٹ آیا، سرخستان نے طمیس سے سمندر تک بلکہ سمندر کے اندر تک تین میل لمبی فصیل بنوائی اس سے پہلے اس کو اکاسرہ نے اپنے اور ترکیوں درمیان حد فاصل کے طور پر بنایا تھا کیونکہ ان کے عہد میں ترک اہل طبرستان پر اکثر غارت گری کرتے رہتے تھے اس کو بنا کر سرخستان نے طمیس کو اپنی چھاؤنی قرار دیا اس کے گرد مستحکم خندق بنائی اور نگہبانی کے لئے کئی برج بنائے فصیل میں ایک مضبوط دروازہ قائم کیا اور پہرہ بٹھایا۔

اہل جرجان کا مقابلہ

اہل جرجان کو جان و مال کا خطرہ پیدا ہوا اور اندیشہ ہوا کہ ان کے شہر کو بھی برباد کر دیا جائے گا وہاں سے کچھ لوگ بھاگ کر نیسا پور آئے ان کی خبر عبداللہ بن طاہر اور معتصم کو ہوئی عبداللہ نے اپنے چچا حسن بن الحسن مصعب کو اس کے مقابلے کے لئے جرجان کے دفاع کے لئے ایک بڑی زبردست فوج کے ہمراہ روانہ کیا اور ہدایت کی کہ ہمیشہ خندق بنا کر ٹھہرے، حسن بن الحسن نے سرخاستان کی تیار کردہ خندق پر آ کر چھاؤنی ڈالی اور اس طرح دونوں فوجوں میں صرف خندق حائل رہ گئی، نیز عبداللہ بن طاہر نے حیان بن جبلہ کو چار ہزار فوج کے ساتھ قومس بھیجا تاکہ وہ شروین کی پہاڑوں کی حد پر جا کر ٹھہرے۔

معتصم نے اپنے ہاں سے اسحٰق بن ابراہیم کے بھائی محمد بن ابراہیم کو ایک بڑی فوج کے ساتھ اس سمت بھیجا اور سپہ سالار حسن بن اقارن الطبری کو باب میں موجود فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ انھوں نے منصور بن حسن ہار صاحب دنباوند کو رے بھیجا تاکہ وہ رے سے طبرستان میں داخل ہو انہوں نے ابوالساج کو لا زراور دنباوند بھیجا۔

مازیار کا گھراؤ اور اسکی تدبیر

جب لشکر نے ہر سمت سے مازیار کو گھیر لیا اس نے اب ابراہیم بن مہران اپنے کوتوال اور علی بن ابن الکاتب نصرانی کے ذریعہ ان مختلف شہروں کے باشندوں کے پاس جو اس کی قید میں تھے یہ کہلا کر بھیجا کہ لشکر نے مجھے ہر سمت سے آلیا ہے میں نے تو تم کو صرف اس لیے قید کیا تھا کہ معتصم تمہارے بارے میں مجھے کوئی ہدایت دیں گے مگر انھوں نے کوئی ہدایت نہیں بھیجی اور مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حجاج بن یوسف رئیس سندھ ایک مسلمان عورت کے بارے میں جو مسلمانوں کے ہاں سے بھگا کر سندھ کے اندرون میں پہنچا دی گئی تھی ناراض ہوا اور اس نے سندھ پر چڑھائی کر دی اس

کے لئے تمام خزانے خرچ ہو گئے آخر کار اس نے عورت کو چھڑا کر اس کے شہر بجواد یا ایک عورت کی خاطر تو انہوں نے یہ کچھ کیا مگر تم بیس ہزار کی ان کو کچھ پروا نہیں اور نہ اب تک انھوں نے تمہارے بارے میں مجھ سے رابطہ کیا میں تمہارے اپنے ہاں ہونے کی وجہ سے ان کے مقابلہ میں جنگ کی ابتدا نہیں کرنا چاہتا بہتر ہے کہ تم دو سال کا خراج دیدو اور میں تم کو رہا کر دیتا ہوں تم میں جو جوان قوی اور مضبوط ہوگا اس سے لڑائی میں کام لوں گا جو جنگ میں میری وفاداری اور جاں نثاری کا حق ادا کرے گا اس کا تمام مال واپس کر دوں گا اور جو ایسا نہ کرے گا اس مال کو میں اس کا زر فدیہ سمجھ لوں گا جو بوڑھے اور ضعیف ہوں گے اُن سے پہرہ داری اور دربانی کا کام لوں گا۔

موسیٰ بن ہرمز زاہد نے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس نے بیس سال سے پانی نہیں پیا تھا کہا کہ میں دو سال کا خراج تمہیں لائے دیتا ہوں اور اس کی ضمانت دیتا ہوں پہرے کے نگران کے نائب نے احمد بن القیصر سے کہا تم کیوں کچھ نہیں کہتے حالانکہ تمہارا اصبہذ کے ہاں بہت رسوخ ہے اور میں نے تم کو اس کے ساتھ کھانا کھاتے اور مسند لگا کر بیٹھے ہوئے دیکھا ہے اور اس قدر عزت بادشاہ نے تمہارے علاوہ کسی دوسرے کی کبھی نہیں کی تم اس معاملہ کو سر انجام دینے کے لئے موسیٰ سے زیادہ اہلیت رکھتے ہو۔ احمد نے کہا موسیٰ ایک درہم کے وصول کرنے کی بھی قابلیت نہیں رکھتا اس نے نادانی سے اس کا اقرار کر لیا ہے اسے معلوم نہیں کہ اس پر اور ہم سب پر کیا مصیبت آنیوالی ہے اگر تمہارے آقا کو یہ معلوم ہوتا کہ ہمارے پاس ایک درہم بھی ہے تو وہ ہمیں قید ہی نہ کرتا اس نے ہمیں قید اس وقت کیا ہے جب اس نے ہماری تمام املاک اور ذخائر پر قبضہ کر لیا ہے اور اس میں سے کچھ بھی نہیں چھوڑا البتہ اگر وہ اس دولت کے عوض ہماری زمین لینا چاہتے ہیں تو ہم اس کے لیے تیار ہیں کہ دیدیں۔ علی بن ابن نے جو بادشاہ کا پٹواری تھا اس سے کہا کہ تمہارے ساتھ وہ یہ سلوک کرنا نہیں چاہتا۔ ابراہیم بن مہران اس سے کہا اے ابو محمد مناسب تھا کہ تم یہ بات نہ کہتے اس نے کہا میں تو پہلے ہی خاموش تھا مگر کیا کروں اس شخص کی اس بات سے مجھے بھی بولنا پڑا۔ موسیٰ زاہد کی ضمانت کو قبول کر کے بادشاہ کے قاصد اس کے پاس چلے آئے انھوں نے مایار کو اس کی اطلاع دی بہت سے سائل موسیٰ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا کہ فلاں دس ہزار اور فلاں بیس ہزار اور دوسرے اس سے کم یا زیادہ رقم ادا کرنے کے لئے آمادہ ہیں اور اس طرح انھوں نے زمینداروں وغیرہ سے رقموں کا وعدہ لینا شروع کیا اس کے چند روز کے بعد مازیار نے پھر اپنے آدمی موسیٰ الزاہد کی ضمانت کے مطابق رقم کی وصولیابی کے لئے ان کے پاس بھیجے مگر یہاں رقم کی فراہمی کا کوئی پتہ نشان نہ تھا اور معلوم ہو گیا کہ احمد کی بات سچ تھی اس کا الزام موسیٰ پر عائد کیا گیا۔ مازیار کو معلوم ہو گیا کہ ان کے پاس دینے کیلئے کچھ بھی نہیں ہے اور اس ضمانت سے موسیٰ کا مطلب یہ تھا کہ مالگزاروں اور غیر مالگزار تاجر اور دستکاروں میں ایک ہنگامہ برپا کر دیا جائے۔

آمل کے دوسو نوجوان کا قتل

سرخاستان نے اہل آمل کے ان نوجوان امیرزادداں اور دوسرے اصحاب میں سے جو بڑے دلاور اور بہادر تھے اور جن کو اس نے چن چن کر اپنے پاس نظر بند کر رکھا تھا دو سو ساٹھ ایسے جوانمردوں کو جن کے قربت سے وہ خائف تھا اپنے محل میں مناظرہ کے بہانے بلایا نیز دہقانوں میں سے منتخبہ زمینداروں کو بلا بھیجا ان سے کہا کہ اہنا عرب اور مسودہ جماعت سے لگاؤ رکھتے ہیں مجھے اندیشہ ہے کہ دھوکے اور بغاوت کریں گے میں نے ایسے تمام مشتبہ اشخاص کو جن کی قر

بت سے مجھے خوف تھا یہاں بلالیا ہے تم ان سب کو قتل کر دو تا کہ تمہیں چین ملے اور تمہارے ہاں کوئی ایسا نہ رہے جس کی غرض تمہارے خلاف ہو۔ اس نے ان سب مشکیں بندھوا دیں اور رات کے وقت انھیں زمینداروں کے حوالے کر دیا انھوں نے ان کو ایک قنات میں لا کر قتل کر دیا اور اسی قنات کے اندر والے کنوؤں میں ان کی لاشیں ڈالدیں اور چلے آئے، جب انھیں ہوش آئی تو وہ اپنی حرکت نادم ہوئے اور اس کے انجام سے گھبرا گئے۔

مازیار کو جب معلوم ہو گیا کہ اس جماعت کے پاس دینے کو کچھ نہیں ہے اس نے پھر ان زمینداروں کو جو دو سو ساٹھ جوانوں کو قتل کر چکے تھے طلب کیا اور کہا کہ اب ناہندگان میں جو صاحب جائیداد ہیں ان کے مکان اور بیویاں تمہیں دیتا ہوں البتہ ان کی لڑکیوں میں اگر کوئی خوبصورت لڑکی ہوگی وہ بادشاہ کی ملک سمجھی جائے تم جیل جا کر پہلے ان سب زمینداروں کو قتل کر دو اور اس کے ان کے مکانات اور بیویوں پر جو میں تم کو دے چکا ہوں قبضہ کر لو مگر ان میں سے کسی کو اس بات کی جرات نہ ہوسکی وہ خوف زدہ اور متنبہ ہو گئے اور انھوں نے اس حکم پر عمل نہیں کیا۔

سازش کے ذریعہ فصیل میں داخلہ

سرخاستان کے جو سپاہی فصیل کی حفاظت کے لئے متعین تھے وہ رات کو حسن بن الحسن بن مصعب کے سپاہیوں سے باتیں کیا کرتے تھے ان کے درمیان صرف خندق کا فاصلہ تھا اس طرح ان میں سے بعض میں ایک دوسرے سے موانست ہوگئی اور ان سے اور سرخاستان کے آدمیوں سے یہ مشورہ ہو گیا کہ وہ فصیل کو ان کے حوالے کر دیں گے چنانچہ انھوں نے فصیل حوالے کر دی حسن بن الحسن کے سپاہی اس جگہ سے سرخستقان کی قیام گاہ میں داخل ہو گئے اس کی اطلاع اب تک نہ حسن کو تھی اور نہ سرخاستان کو ہونے پائی تھی حسن کی فوج نے جب ایک جماعت کو اندر جاتے دیکھا وہ بھی ان کے ساتھ ہوگئی اور وہاں جا کر جب انھوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو اب حملہ کر دیا حسن کو اس کی خبر ہوئی وہ فوراً وہاں آیا اور اس نے اپنے آدمیوں کو للکارنا شروع کیا اور منع کیا کہ اندر نہ جائیں کہنے لگا مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں تمہاری وہی حالت نہ بنے جو دندان کی جماعت کی ہوئی مگر قیس بن رنجویہ کی جمعیت جو خود حسن کی فوج میں شامل تھی آگے بڑھتی چلی گئی اور انھوں نے سرخستان کی قیام گاہ میں پہنچ کر فصیل پر اپنا جھنڈا نصب ہی کر دیا سرخستان کو معلوم ہوا کہ عرب اچانک فصیل توڑ کر اندر گھس آئیں ہیں بھاگنے کے علاوہ اب اور کسی بات کی اس میں ہمت نہ تھی وہ اس وقت نہار ہا تھا فوج کے داخلہ کا شور سنتے ہی وہ صرف کرتا پہنے حمام سے نکل کر بھاگا، حسن جب اپنی فوج کو واپس نہ لا سکا اس نے دعا مانگی اے اللہ انھوں نے میرے حکم سے سرتابی اور تیرے حکم کی فرماں برداری کی ہے تو ان کو محفوظ رکھ اور ان کی مدد کر۔

حسن کی فوج دشمن کا تعاقب کرتی ہوئی فصیل کے دروازے تک آئی اور اسے توڑ کر کھول دیا اب کیا تھا حملہ آور کسی مزا ت کے بغیر اندر گھس آئے اور انھوں نے سرخاستان کی قیام گاہ پر قبضہ کر لیا ایک جماعت البتہ دشمن کے تعاقب میں چلی گئی۔

شہریار کا قتل

زرارہ بن یوسف السجزی کہتا ہے "میں تعاقب میں چلا ہم چلے جا رہے تھے کہ راستہ کے بائیں جانب ایک مقام پر آیا اس میں چونکہ اندر جانے کا راستہ بنا ہوا تھا اس سے مجھے اندیشہ ہوا کہ یہاں کیا ہوگا اس کے علاوہ کہ مجھے وہاں کوئی نظر آیا ہو میں نے اس میں اپنا نیزہ ڈالا اور اسے ہر طرف پھرایا وہ نیزہ کسی کو لگا میں نے للکارا کون ہے اس پر ایک مو

نا شخص چلا اٹھا زنہار یعنی امان دو میں نے اس پر بڑھ کر اسے پکڑ لیا اور اس کی مشکیں باندھ لیں یہ ابو صالح سرخستان سپہ سالار کا بھائی شہریار تھا میں اس نے اسے اپنے افسر یعقوب بن منصور کے حوالے کر دیا۔ رات آ گئی اس لئے تعاقب چھوڑ کر ہم سب اپنی چھاؤنی میں آئے شہریار کو حسن بن الحسین کے سامنے پیش کیا گیا اس نے اسے قتل کر دیا

ابو صالح کا قتل

ابو صالح اپنی قیام گاہ سے بھاگ کر پانچ فرسنگ فاصلہ پر جا پڑا وہ بیمار تھا اسے سخت پیاس لگی بیچینی محسوس ہونے لگی وہ راستے کے داہنے جانب پہاڑ کے پہلو میں ایک گھنی جھاڑی میں اتر پڑا اس نے اپنا گھوڑا باندھ لیا اور لیٹ گیا اس کے ایک غلام اور ایک اور شخص جعفر بن وندامیر نے اسے دیکھ لیا اور سرخستان نے نیم خوابی کی حالت میں ان سے دیکھا اور کہا جعفر مجھے سخت پیاس ہے پانی پلاؤ جعفر نے کہا میرے پاس کوئی چیز نہیں کہ اس میں یہاں سے پانی لاؤں سرخستان نے کہا میرے ترکش کا ڈھکنا لے جاؤ جعفر کہتا میں اپنے چند ساتھیوں کے پاس آیا اور میں نے ان سے کہا کہ اس شیطان نے ہمیں برباد کیا ہے کیوں نہ ہم اسے پکڑ کر سرکار کے حوالے کر دیں اور اس طرح سرخروی حاصل کر کے اپنے لئے امان لے لیں انھوں نے کہا یہ کیسے ہوگا، میں نے کہا وہ دیکھو وہ سرخستان موجود ہے تم تھوڑی دیر کے لئے میری مدد کرو اور پھر ہم اس پر حملہ کر کے پکڑ لیتے ہیں جعفر نے ایک بہت بڑی شہتیر لیا سرخستان لیٹا ہوا تھا یہ خود اس پر چڑھ گیا اور سب نے اسے قابو میں کر کے اس شہتیر سے اس کی مشکیں باندھ دیں۔

ابو صالح نے ان سے کہا کہ مجھے چھوڑ دو میں اس کے عوض میں ایک لاکھ درہم دیتا ہوں عرب کچھ نہ دیں گے انھوں نے کہا لاؤ اس نے کہا ترازو لاؤ انھوں نے کہا وہ یہاں کہاں اس نے کہا تو پھر رقم یہاں کہاں میرے مکان لے چلو وہاں میں تم کو اس کے متعلق باقاعدہ دستاویز اور تحریر لکھ کر دیتا ہوں کہ یہ بھی دوں گا بلکہ اس سے زیادہ دیدوں گا مگر انھوں نے نہ مانا اور اسے حسن بن الحسین کے پاس لے چلے حسن کے رسالے نے راستہ ہی میں ان کو آ ملایا اور ان کے سروں پر تلواریں مار کر سرخستان کو ان کے ہاتھ سے چھڑا لے گئے جس پر بعد میں ان لوگوں کو بہت رنج ہوا حسن کا رسالہ اسے حسن کے پاس لے آیا جب اس نے ابو صالح کو حسن کے سامنے لا کھڑا کیا اس نے طبرستان کے سرداروں مثلاً محمد بن مغیرہ بن شعبہ الازدی، عبداللہ بن محمد القطقطی الضبی اور الفتح بن قراط وغیرہ کو بلا کر ان سے اسے شناخت کرایا انھوں نے کہا بے شک یہی سرخستان ہے حسن نے محمد بن المغیرہ سے کہا کہ کھڑے ہو اور اپنے بیٹے اور بھائی کے بدلے میں اسے قتل کر دو محمد نے اس کے پاس جا کر اس پر تلوار ماری اس کے بعد ہی اور کئی تلواریں اس پر پڑیں اور وہ قتل کر دیا گیا۔

ابو شاس شاعر کا قصہ

ابو الشاس شاعر جس کا نام الغطریف بن حصین بن حنش اہل عراق سے تھا، اس نے خراسان میں نشوونما پائی تھی یہ ایک سمجھدار اور ادیب آدمی تھا سرخستان نے اسے اپنا مصاحب بنا لیا تھا اور وہ اس سے عربوں کے اخلاق اور آداب معلوم کیا کرتا تھا، جب سرخستان گرفتار ہو کر مارا گیا۔ ابو الشاس اس وقت اس کی قیام گاہ میں تھا اور سواری کے جانور اور مال واسباب اس کے ساتھ تھا، حسن کی فوج کی ایک نجاری جماعت نے اس پر حملہ کر کے اس تمام مال واسباب پر قبضہ کر لیا اس ہنگامے میں اسے بہت سے زخم آئے اس نے اپنے جرہ کو اپنے کندھے پر بٹھایا اور کاسۂ گدائی لے کر پانی مانگتا ہوا دشمن کی آنکھ بچا کر اپنے خیمے سے نکل بھاگا مگر زخمی تھا جب وہ حسن بن الحسین کے کاتب عبداللہ بن محمد بن حمید

القطفطی الطبری کے خیمے کے پاس گذرا ایک غلام نے اسے دیکھ لیا اور عبداللہ بن محمد بن حمید القطفطی الطبری کے خیمہ کے پاس گزرا ایک غلام نے اسے دیکھ لیا اور عبداللہ بن محمد کے خادموں نے اسے پہچان لیا۔ جراہ اس کے شانے پر تھا اور وہ پانی پی رہا تھا یہ خدمتگار اسے اپنے خیمہ میں لے آئے اور انھوں نے اپنے مالک سے جاکر اس کی اطلاع کی وہ اس کے پاس پیش کیا گیا عبداللہ نے اسے سواری دی۔ خلعت دیا اور نہایت درجہ تعظیم وتکریم کی اور حسن بن الحسین نے اس کی تعریف کی اور اس سے کہا کہ تم امیر کی شان میں ایک قصیدہ لکھو ابوشاس نے کہا کہ بخدا خوف کی وجہ سے میں کلام اللہ بھول گیا ہوں شعر کیا کہوں گا۔

حسن نے ابوصالح سرخاستان کے سر کو عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیجدیا مگر وہ خود اپنی قیام میں مقیم رہا۔

حیان بن جبلہ کی ترقی

محمد بن حفص نے بیان کیا ہے کہ عبداللہ بن طاہر کا مولیٰ حیان بن جبلہ حسن بن الحسین کے ہمراہ طمیس کی سمت آیا اس نے اس نے قارن بن شہریار سے رابطہ کیا اور اطاعت قبول کرنے کی ترغیب دی اور اس بات کا وعدہ کیا کہ اس کے باپ دادا کے کوہستان اس کے سپرد کردیئے جائیں گے۔ یہ مازیہ کا بھتیجا اور اس کے سرداروں میں تھا مازیہ نے اسے اپنے بھائی عبداللہ بن قارن کے ساتھ کر کے اپنے کئی با اعتماد سرداروں اور رشتہ داروں کو ان دونوں کے ماتحت کردیا تھا۔

قارن کی دھوکہ دہی

جب حیان نے اسے اپنے ساتھ ملانا چاہا تو قارن نے اس کی بات کی ضمانت کی کہ وہ جرجان کی حد تک جیال اور شہرسار یہ کو حیان کے حوالے کردیگا بشرطیکہ اس کے باپ اور دادا کے کوہستان کے اس قبضہ آجائیں حیان نے یہ تمام معاملہ عبداللہ بن طاہر کو لکھ بھیجا اس نے اس کے لیے باضابطہ عہد نامہ لکھ کر بھیجدیا مگر ساتھ ہی حیان کو لکھا کہ جب قارن کی نیک نیتی کا پورا ثبوت نہ مل جائے۔ تم اپنی جگہ ٹھہرے رہو اور پہاڑوں میں نہ جاؤ شاید قارن نے اس معاملہ میں کوئی چال کی ہو۔ حیان نے اس کی اطلاع قارن کو لکھ بھیجی اس نے مازیار کے بھائی عبداللہ بن قارن کو بلایا اور تمام دوسرے سرداروں کو بھی کھانے دعوت دی، کھانے سے فارغ ہوکر جب انھوں نے ہتھیار اتار دیئے اور مطمئن ہوکر بیٹھ گئے اس وقت اس کے مسلح جوانوں نے ہرطرف سے گھیر کر پکڑ لیا اور مشکیں باندھ لیں قارن ان کو حیان کے پاس بھیجدیا اس نے ان کو بیڑیاں ڈالدیں، اب حیان اپنی فوج کے ساتھ سوار ہوکر قارن کے پہاڑوں میں آیا مازیار کو جب اس تمام واقعہ کی خبر ہوئی اسے بہت رنج ہوا اس کے بھائی قوہیار نے اس سے کہا کہ تمہارے پاس بیس ہزار مسلمان جن میں موچی اور درزی ہیں قید ہیں تم کو ان کی بھی فکر رہتی ہے اب اس وقت تو خود تمہارے گھر والے اور عزیزوں نے تمہارے ساتھ یہ دھوکہ کیا ہے اب ان کو قید میں رکھنے سے کیا ہوگا۔

تمام قیدیوں کی رہائی

مازیار نے حکم دیا کہ جس قدر قیدی ہمارے پاس ہیں وہ سب رہا کردیئے جائیں اس نے اپنے کوتوال ابراہیم بن مہران، اپنے کاتب علی بن ابن النصرانی اپنے افسر خراج شاذان بن الفضل اور میر سامان یحییٰ بن الروز بہار کو جو اہل میدان سے تھا بلا کر کہا کہ تمہاری حرم تمہارے مکان اور زمینیں سب میدان میں واقع ہیں عرب وہاں پہنچ گئے ہیں میں

نہیں چاہتا کہ تم کو مصیبت میں ڈالوں تم اپنے مکان چلے جاؤ اور امان لے لو، اس کے بعد اس نے ان سب کو صلہ دیا اور واپس جانے کی بخوشی اجازت دیدی یہ اپنے اپنے گھر آ گئے اور انھوں نے امان لے لی۔

جب ساریہ کے باشندوں کو معلوم ہوا کہ سرخستان پکڑا گیا اس کی چھاؤنی تباہ ہوئی اور حیان بن جبلہ شروین کے پہاڑوں میں گھس آیا ہے انھوں نے مازیار کے ساریہ کے عامل مہر بستانی بن شہریز پر ایک دم حملہ کر دیا اس نے بھاگ کر جان بچائی، لوگوں نے جیل کا دروازہ کر تمام قیدی چھوڑ دیے اس کے بعد حیان شہر ساریہ آیا، مازیار کے بھائی قوہیار کو معلام ہوا کہ حیان ساریہ پہنچ گیا ہے اس نے محمد بن موسیٰ بن حفص کو جو طبرستان کا عامل اور اس کے پاس قید تھا اپنی قید سے رہا کر کے زین کے ساتھ ایک خچر پر سوار کر کے حیان کے پاس بھیجا تا کہ یہ اس کے لئے اس شرط پر امان لے لے کہ اس کے باپ اور دادا کے پہاڑ اس کے قبضہ میں دیے جائیں گے اور وہ مازیار کو اس کے حوالے کر دے گا اور اس معاہدہ کے ایفا کے لیئے میں محمد بن موسیٰ بن حفص اور احمد بن الصقیر کی ضمانت پیش کرتا ہوں محمد بن موسیٰ نے حیان کو آ کر قوہیار کا یہ پیام پہنچایا حیان نے پوچھا یہ احمد کون ہے اس نے کہا یہ اس تمام علاقہ کا بہت ہی معزز آدمی ہے جسے خلفا اور امیر عبداللہ بن طاہر بھی جانتے ہیں حیان نے اسے بلا بھیجا اور حکم دیا کہ تم محمد بن موسیٰ کے ساتھ خرماباذ کے تھانے جاؤ۔

اسحٰق کا مازیار سے بھاگنا

احمد کا ایک بیٹا اسحٰق تھا وہ مازیار سے بھاگ کر دن میں جنگلوں چھپتا اور رات کو ساوا شریان نام جاگیر میں چلا جاتا جو اس راستے پر واقع تھا جو اصبہذ کے اس احاطہ میں جہاں مازیار کا محل تھا گزرتا تھا یہ اسحٰق بیان کرتا ہے کہ میں اسی جاگیر میں تھا کہ مازیار کے کچھ آدمی جو گھوڑے وغیرہ لے جا رہے تھے میرے پاس سے گزرے میں ان میں سے ایک بہت ہی عمدہ اور تنومند گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر کود سوار ہوا لیا اور اسے شہر ساریہ میں لے آیا یہاں میں نے اس گھوڑے کو اپنے باپ کو دیدیا، جب احمد خرماباذ جانے لگے وہ اسی گھوڑے پر سوار ہو کر چلے حیان کی نظر اس پر پڑی اسے وہ گھوڑا بہت پسند آیا اس نے نور جان سے جو قارن کے ساتھیوں میں تھا مڑ کر کہا یہ شیخ کیسے عمدہ گھوڑے پر سوار ہے بہت کم گھوڑے ایسے عمدہ میری نظروں سے گزرے ہیں اس نے کہا یہ مازیار کا گھوڑا تھا حیان نے احمد کے پاس آدمی بھیجا کہ ذرا دیکھنے کے لئے گھوڑا بھیج دو اس نے بھیج دیا۔ جب اس نے غور اسے دیکھا اس کے خوبصورتی پر نگاہ بصیرت دوڑائی تو اسے اس کے دونوں اگلے پیروں کچھ کمی محسوس ہوئی اس لئے اس نے اسے نہیں لیا بلکہ نور جان کے حوالے کر دیا اور احمد کے آدمی سے کہدیا کہ یہ گھوڑا مازیار کا ہے اور اس کا تمام مال اب امیر المومنین کی ملکیت ہے اس آدمی نے واپس جا کر احمد سے یہ بات کہدی اس بنا پر احمد نور جان سے ناراض ہو گیا اور اسے گالیاں کہلا بھیجیں نور جان نے کہا اس میں میری کوئی خطا نہیں ہے میں کیا کرتا اسنے نہ صرف وہ گھوڑا اسے واپس کر دیا بلکہ دیگر خراسانی اور شہری اسے بھیج دیئے اور اس کے قاصد سے کہا کہ ان کو لیجاؤ اس نے وہ دونوں احمد کو لا کر دیدیئے۔

احمد کی حیان سے ناراضگی

اب احمد کو حیان کی اس حرکت پر غصہ آیا اور کہنے لگا یہ جُلا ہا مجھ ایسے معزز کے ساتھ یہ حرکت کرتا ہے اس نے قوہیار کو لکھا کہ تم کیوں اپنے معاملہ میں غلطی کر رہے ہو کہ براہ راست حسن بن الحسن سے جو امیر عبداللہ بن طاہر کا چچا زاد بھائی سے یہ معاملہ نہیں کرتے اور اس رزیل جُلا ہے کی امان لیتے ہو اور اپنے بھائی کو اس کے حوالے کر کے اپنی اہانت کر

رہے ہو نیز خود حسن بن الحسین کو چھوڑ کر اس کے ایک ادنیٰ ملازم سے تعلقات قائم کر کے اسے بھی اپنا دشمن بناتے ہو تو ہیا
رنے لکھا کیا کروں پہلے ہی مجھ سے غلطی ہو چکی ہے۔ میں نے اس شخص سے وعدہ کر لیا ہے کہ پرسوں اس کے پاس حاضر
ہو جاؤں گا اب اگر اس کی مخالفت کروں تو اندیشہ ہے کہ وہ مجھ پر حملہ کر کے لڑنے لگے اور میرے مکان غارت کر دے
اور تمام مال واملاک کو غصب کر لے اور اگر اس سے لڑوں اور اس کے سپاہیوں کو قتل کر دوں تو باقاعدہ ہم پھر لڑائی شروع
ہو جائے گی اور جس مقصد کے لئے میں نے یہ ساری کوشش کی ہے وہ ضائع ہو جائے گی احمد نے اسے لکھا کہ جو دن مقرر
ہے اس میں تم اپنے ایک رشتہ دار کو اس کے ہاں بھیج دینا اور کہلا بھیجنا کہ میری طبیعت ناساز ہو گئی ہے میں آج نہیں آ سکتا
تین دن تک علاج کروں گا اگر وہ معاف کر دے تو بہت بہتر ہے ورنہ محمل میں سوار ہو کر اس کے پاس جانا اور ہم اس سے
کہیں گے کہ تمہارے عذر کو قبول کرے اور پھر تین دن کے بعد تم اس کے ہاں جاؤ۔

دوسری طرف احمد بن القصیر اور محمد بن موسیٰ بن حفص نے حسن بن الحسین جو طمیس میں اپنی قیام گاہ میں
عبداللہ بن طاہر کے حکم اور اپنے اس خط کے جواب کے انتظار میں جو اس نے سرخاستان کے قتل اور طمیس کی فتح کی اطلا
ع کیلئے مقیم تھا، اسے لکھا کہ تم فوراً ہمارے پاس آ ؤ ہم مازیار اور کوہستان کو تمہارے حوالے کئے دیتے ہیں اگر فوراً یہاں نہ
آ جاؤ گے تو مازیار نکل جائے گا اور پھر ہم کسی بات کے ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

حسن سار یہ میں

انھوں نے یہ خط شاذان بن الفضل کاتب کے ہاتھ روانہ کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ فوراً اسے لے جا کر پہنچا دے
، جب یہ خط حسن کو ملا وہ اسی وقت چل کھڑا ہوا اور تین دن کی مسافت ایک رات میں ختم کر کے ساریہ آیا اور صبح ہو جانے
کے بعد خرماباذ گیا یہ وہ دن تھا جو قوہیار نے اطاعت قبول کرنے کے لئے مقرر کیا تھا، حیان کو حسن کے نقاروں کی آواز آئی
وہ ایک فرسنگ فاصلہ پر اس کے استقبال کے لئے آیا حسن نے اس سے کہا کہ تم یہاں پڑے کیا کر رہے ہو اور کیوں
یہاں تک آئے ہو تم نے شروین کے کوہستانوں کو فتح کیا اور پھر ان کو چھوڑ کر یہاں آ رہے کیا اس بات کا تم کو اندیشہ
نہیں ہے کہ دشمن کے دل میں برائی پیدا ہو اور وہ تمہارے ساتھ بدعہدی کر گزرے اور اس طرح اب تک جو کام تم نے کیا
ہے وہ سب برباد جائے تم پہاڑ کی طرف جاؤ وہاں اس کے اردگرد میں چوکیاں بناؤ اور ایسے بلند مقام پر اپنی فرودگاہ قائم
کرو جہاں سے دشمن نیچے ہو اور نظر آتا ہو تا کہ ادھر اس کے دل میں بدی کا خیال بھی آئے تو وہ اسے بروئے کار نہ لا سکے
، حیان نے کہا میں خود واپس جانیوالا ہوں اور اپنے تمام مال واسباب کو بھی لیجانا چاہتا ہوں اور پیدل فوج کو پہلے کوچ کا
حکم دیتا ہوں حسن نے کہا تم چلے جاؤ اور میں تمہارا مال واسباب اور آدمی تمہارے پیچھے ہی بعد میں بھیجے دیتا ہوں، آج را
ت تم ساریہ میں بسر کرو اور جب وہ سب تمہارے ہاں پہنچ جائیں تم پھر صبح سویرے روانہ ہو جانا، چنانچہ حیان حسن کے
حکم کے مطابق اسی وقت ساریہ روانہ ہو گیا۔

عبداللہ کا حکم

اس کے بعد عبداللہ بن طاہر کا حکم اسے ملا تم لبورہ میں اترو (یہ مقام کوہستان وندا ہرمز میں واقع ہے اور اس تما
م پہاڑی سلسلہ کا سب سے مستحکم اور ناقابل تسخیر مقام ہے مازیار کا اکثر مال یہیں تھا) عبداللہ نے اسے یہ بھی حکم دیا
تھا کہ ان پہاڑوں اور مال میں سے قارن جو چاہے لے اس سے کسی بات کا انکار نہ کیا جائے چنانچہ مازیار کا جس قدر ما

ل وہاں تھا اس سب کو قارن اٹھا لے گیا اسی طرح اسپاندرہ میں مازیار کے جو ذخیرے تھے ان سب پر اس نے قبضہ کرلیا اور مسلمان کے احاطہ میں سرخاستان کا جو کچھ تھا وہ قارن نے اپنے قبضے میں کرلیا اس طرح اس ایک گھوڑے کی وجہ سے حیان کی ساری امیدوں کا خاتمہ ہوگیا۔

حیان کا انتقال

اس کے بعد حیان کا انتقال ہوگیا عبداللہ نے اس کی جگہ محمد بن الحسین بن مصعب کو اس کی فوج کا امیر مقرر کیا اور اسے بھی یہ ہدایت کی کہ وہ قارن کے ہاتھ کو کسی چیز میں نہ روکے۔

حسن اور محمد کی گفتگو

حسن بن الحسین خرماباز آیا محمد بن موسیٰ بن حفص اور احمد بن الصقیر اس کے پاس آئے اور تنہائی میں اس سے ملے اس نے ان کی کاروائی کو سراہا نیز قوہیار کو لکھا کہ مجھ سے آکر ملو وہ خرماباز میں حسن کے پاس آیا حسن نے اس کی بہت تعظیم وتکریم اور خاطر مدارت کی اور جو اس نے سوال کیا اسے منظور کیا ایک دن دونوں کے درمیان طے پا گیا اس نے قوہیار کو پلٹا دیا وہ مازیار کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ میں نے تمہارے لئے امان لے لی ہے اور اس کے پورا کرنے کیلئے پختہ عہد کرالیا ہے، اس کے مقابلہ میں حسن بن قارن نے محمد بن ابراھیم بن مصعب کی سمت سے قوہیار سے رابطہ کیا تھا اور ضمانت کی تھی جو تم چاہو گے اسے امیر المومنین پورا کریں گے قوہیار نے اس کی بات مان لی اور جو اس نے دوسروں سے وعدہ کئے تھے وہی اس سے بھی کرلئے اور اس کی طرف جھک پڑا چنانچہ اس قرارداد کے مطابق محمد بن ابرا ھیم آمل سے روانہ ہوا حسن بن الحسین کو بھی اس معاملہ کی خبر ہوگئی۔

ابراہیم بن مہران کہتا ہے کہ میں ابوالعدی کے ہاں بیٹھا باتیں کررہا تھا جب زوال کا وقت ہوا میں اپنی قیام گاہ کی طرف جانے لگا میرا راستہ حسن کے خیمہ کے دروازے کے سامنے سے گزرتا تھا جب میں اس کے مقابل آیا تو میں نے دیکھا کہ حسن تنہا گھوڑے پر سوار ہوکر جارہا ہے اور اس کے تین ترکی غلاموں کے علاوہ اور کوئی اس کے ساتھ نہیں اسے دیکھ کر میں تعظیماً گھوڑے سے کودا اور میں نے سلام کیا اس نے پوچھا آرام کا راستہ کونسا ہے میں کہا اس وادی پر سے ہے اس نے کہا اچھا تم میرے آگے چلو میں حسب الحکم آگے گیا چلتے چلتے میں درّے پر پہنچا جہاں سے آرم دو میل فاصلہ پر تھا وہاں مجھ پر دہشت طاری ہوئی اور میں نے حسن سے کہا کہ جناب والا یہ بہت ہی خطرناک جگہ ہے یہاں سے صرف ایک ہزار شہسوار گزرتے ہیں مناسب ہے کہ آپ واپس چلیں اور اس کے اندر داخل نہ ہوں اس نے مجھے للکارا آگے بڑھ میں مجبوراً ڈرتا ہوا آگے بڑھا خوف کی وجہ سے میرے حواس گم تھے مگر آرم تک ہمیں راستے میں کوئی بھی نہ ملا وہاں پہنچ کر حسن نے مجھے پوچھا کہ ہرمزآباد کی راہ کونسی ہے میں نے کہا کہ اس پہاڑ پر سے یہ راستہ ہے مجھ سے کہا اُدھر چلو میں نے کہا اللہ امیر کو ہمیشہ غالب ومنصور رکھے آپ اپنی ہمارے اور اس مخلوق کی جانوں کا جو آپ کے ہمراہ ہے کچھ تو لحاظ کیجئے انھوں نے مجھے ڈانٹا کہ اے فاحشہ زادے چل میں نے کہا جناب والا آپ میری گردن کاٹ دیں میں اس بات کو اس پر ترجیح دوں گا کہ مازیار کے ہاتھوں قتل ہوں اور امیر عبداللہ بن طاہر اس تمام واقعہ کی ذمہ داری میرے سر عائد کریں اس نے مجھے بہت ہی سخت ڈانٹا جس سے میں سمجھا کہ زیادہ بولنا ٹھیک نہیں ورنہ مار بیٹھے گا اب میں نہایت خوف زدہ آگے بڑھا اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ ابھی ہم سب پکڑے جائیں گے اور مجھے مازیار کے سامنے پیش کیا جائے گا اور وہ

مجھے دھتکارے گا اور طعنے دے گا کہ میں ہی اس تک پہنچانے کے لئے رہبر بنا میں انہی خیالات میں پریشان تھا کہ دھوپ میں زردی آنے وقت ہم ہرمز آباد پہنچ گئے حسن نے مجھ سے پوچھا وہ جیل کہاں ہے جہاں مسلمان قید تھے میں نے وہ مقام بتا دیا، حسن اتر پڑا اور بیٹھ گیا ہم سب روزے سے تھے سوار یکے اور متفرق جماعتوں میں یکے بعد دیگر وہاں پہنچنے لگے اس بے ترتیبی کی وجہ یہ تھی کہ حسن اطلاع کئے بغیر اکیلا چل کھڑا ہوتھا اس کے آنے کے بعد جیسے جیسے فوج کو معلوم ہوتا گیا وہ اس کی سمت روانہ ہوتی گئی۔

یہاں حسن نے یعقوب بن منصور کو بلا کر اس سے کہا اے ابوطلحہ میں چاہتا ہوں کہ تم طالقانیہ جاؤ اور ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم بن مصعب کے لشکر کو اپنے لطائف الحیل سے دو تین گھنٹے یا زیادہ جس قدر تم سے بن آئے روک لو، حسن اور طالقانیہ کے درمیان دو یا تین فرسنگ کا فاصلہ تھا۔

ہم حسن کے سامنے کھڑے ہوئے تھے اس نے قیس بن رنجو یہ کو بلا کر اسے حکم دیا کہ تم ابھی لبورہ کے درے جاؤ (یہ ایک فرسنگ سے بھی کم فاصلہ پر تھا) اور اپنی فوج کے ساتھ اس کے سامنے کھڑے رہو، جب ہم نے مغرب کی نماز پڑھ لی اور رات آ گئی میں نے دو شہسوار لبورہ کی راہ سے جن کے سامنے مشعلیں روشن تھیں اپنی طرف آتے دیکھے حسن نے مجھ سے پوچھا ابراہیم لبورہ کا راستہ کہاں ہے میں نے کہا اسی راہ سے مجھے شہسوار اور روشنی آتی دکھائی دی ہے، میں اب تک خوف زدہ تھا اور مجھے معلوم نہ تھا کہ دراصل بات کیا ہے اتنے میں وہ مشعلیں پاس آ پہنچیں میں نے دیکھا کہ مازیار اور قوہیار آ رہے ہیں اتنے میں وہ آئے اور اترے مازیار نے بڑھ کر حسن کو امیر کہہ کر سلام کیا مگر حسن نے اس کا جواب نہیں دیا اور طاہر بن ابراہم اور اوس البلخی کو حکم دیا کہ اسے اپنے پاس گرفتار رکھو۔

زمیدوار بن خواہت جیلان کے بھائی نے بیان کیا ہے کہ اس رات کو میں چند آدمیوں کے ہمراہ قوہیار سے جا کر ملا اور میں نے اس سے کہا اللہ سے ڈرو تم نے ہمارے سرداروں کی طرز عمل کو بالکل چھوڑ دیا۔ اگر تم اس کی اجازت دیدو تو میں ابھی ان سب عربوں کو پکڑ لیتا ہوں میری جمعیت انتقام کی بھوکی ہے اور عربوں کو بھاگنے کی کوئی راہ بھی نہیں اگر تم اس کی اجازت دیدو تو عمر بھر تمہارا نام عزت کے ساتھ زندہ رہیگا۔ اس پر ہرگز اعتماد نہ کرو کہ عربوں نے جو وعدے تم سے کئے ہیں اسے وہ پورا کریں گے ان میں وفا نہیں قوہیار نے کہا ایسا نہ کرو معلوم ہوا کہ وہی عربوں کو تیار کر کے ہم پر چڑھا لایا ہے اس نے مازیار اور اس کے متعلقین کو محض اس لئے حسن کے حوالے کر دیا تا کہ کسی کی مخالفت اور جھگڑے کے بغیر ریاست و سرداری تنہا اسی کو مل جائے۔

صبح کے وقت حسن نے مازیار کو طاہر بن ابراہیم اور اوس البلخی کی نگرانی میں خرماباذ روانہ کر دیا اور حکم دیا کہ اسے ساریہ لے جائیں اس کے بعد خود حسن سوار ہو کر وادی بابک کی راہ کانیہ کی سمت چلا تا کہ محمد بن ابراہیم بن مصعب سے اثنائے راہ میں مل لے دونوں کی ملاقات ہوئی محمد ہرمز آباد کے قصد سے جا رہا تھا تا کہ وہاں جا کر مازیار کو قبضہ میں کرے حسن نے اس سے پوچھا اے ابوعبداللہ کہاں اس نے کہا مازیار کے پاس حسن نے کہا وہ تو ساریہ پہنچا وہ میرے پاس آ گیا تھا میں نے اسے ساریہ بھجوا دیا، یہ سن کر محمد حیران ہو گیا واقعہ یہ تھا کہ قوہیار حسن سے غدر کر کے مازیار کو محمد بن ابراہیم کے حوالے کرنا چاہتا تھا مگر اطلاع ہونے کی وجہ سے حسن پہلے آ موجود ہوا اس کے آ جانے کی وجہ سے قوہیار کو بدعہدی کی جرات نہ ہو سکی۔ جب اس نے دیکھا کہ حسن پہاڑ کے درمیان میں آ پہنچا ہے اسے اندیشہ ہوا کہ اگر میں نے اس کی مخالفت کی تو وہ مجھ سے لڑ پڑے گا اس لئے اس نے چپکے سے مازیار کو حسب قرارداد اس کے حوالے کر دیا۔ نیز احمد بن

الصفیر نے قوہیار کو متنبہ کر دیا تھا کہ عبداللہ بن طاہر کے ساتھ بدمعاملگی اور دورخی تمہارے لئے اب مناسب نہیں کیونکہ اس قرارداد کی جو تم سے ہوئی ہے اسے باقاعدہ اطلاع ہو چکی ہے اس بناء پر قوہیار اپنے ارادے سے باز آ گیا اور اس نے مازیار کو حسن ہی کے حوالے کر دیا۔

اس کے بعد محمد بن ابراہیم اور حسن بن الحسین ہرمز آباد میں آئے انھوں نے مازیار کے قصر کو جلا ڈالا اور اس کے مال کو ضبط کر کے وہ دونوں حسن کی خرماباذ کی قیام گاہ میں چلے آئے انھوں نے مازیار کے بھائیوں کو بلا کر دیں مازیار کے محل میں ان سب کو قید کر دیا اور پہرے بٹھا دیئے۔

حسن شہر ساریہ آ کر وہاں ٹھہر گیا اور مازیار اسکے خیمہ کے قریب ہی قید کر دیا گیا۔ حسن نے محمد بن موسیٰ بن حفص سے دریافت کرایا کہ وہ بیڑی کہاں ہے جو مازیار نے تمہیں پہنائی تھی محمد نے وہ بیڑی حسن کو بھیج دی حسن نے وہ مازیار کو ڈلوادی۔

محمد بن ابراہیم ساریہ میں حسن کے پاس آیا تا کہ مازیار کی دولت اور اس کے خاندان کے متعلق دونوں مشورہ کریں انھوں نے اس تمام معاملہ کو عبداللہ بن طاہر کے پاس لکھ کر بھیج دیا اور اس کے حکم کے منتظر رہے عبداللہ نے حسن کو لکھا کہ تم مازیار اس کے بھائیوں اور متعلقین کو محمد بن ابراہیم کے حوالے کر دو تا کہ وہ ان کو امیر المومنین معتصم کی خدمت میں لے جائے عبداللہ نے ان کی دولت کے متعلق کچھ نہیں کہا صرف یہ لکھا کہ تم مازیار کی تمام دولت واملاک کو اپنے قبضہ میں کر لو اور ان کی فرد بنا لو حسن نے مازیار کو طلب کیا اور اس سے پوچھا کہ جو کچھ تمہارے پاس ہو وہ کہہ دو اس نے اہل ساریہ کے دس عمائد اور صلحاء کا نام بتایا کہ میرا روپیہ ان لوگوں کے پاس امانت ہے قوہیار کو طلب کیا گیا۔ ایک تحریر لکھی گئی جس میں قوہیار کو اس بات کا ضامن بتایا گیا کہ وہ اس رقم کو وصول کر کے داخل کر دے گا جس کی نشاندہی مازیار نے کی ہے مازیار نے اس کی ضمانت کی اور تحریر پر دستخط کر دیئے اس کے بعد حسن نے دوسرے گواہوں کو جو وہاں بلائے گئے تھے حکم دیا کہ تم مازیار کے پاس جاؤ اور اس کے سامنے اس کے بیان پر شہادت ثبت کرو ان گواہوں میں سے ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ جب ہم اس کے پاس آئے تو مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ احمد بن الصقیر ضرور اسے برا بھلا کہے گا میں نے احمد سے کہا کہ آپ اس کے خلاف کچھ نہ کہیں اور اس مشورہ کا ذکر نہ کریں جو آپ نے اسے دیا تھا یہ سن کر احمد خاموش رہا۔

مازیار نے کہا آپ سب لوگ گواہ رہیں کہ میرے پاس کل ۹۶ ہزار دینار ہیں سترہ دانے زمرد کے ہیں سولہ دانے یاقوت سرخ کے ہیں اور اٹھارہ چمڑے کے تھیلے ہیں جن میں مختلف قسم کے بیش بہا کپڑے ہیں تاج ہے، تلوار ہے جس پر سونا اور جواہر لگے ہوئے ہیں طلائی مرصع خنجر ہے ایک بڑا پٹارہ ہے اس میں جواہر بھرے ہیں مازیار نے اسے ہمارے سامنے رکھ دیا تھا اور پھر اس نے کہا کہ میں محمد بن الصباح اور قوہیار کے حوالے کرتا ہوں یہ محمد بن الصباح عبداللہ بن طاہر کا خزانچی اور فوج کا وقائع نگار تھا۔ اس معاملہ کی تکمیل کے بعد اب ہم سب پھر حسن کے پاس آئے اس نے پوچھا آپ نے دیکھ لیا ہم نے کہا جی ہاں اس نے کہا میں نے جان بوجھ کر یہ طرز عمل اختیار کیا ہے کیونکہ میں چاہتا تھا کہ اس کی بے قدری مجھے معلوم ہو۔

علی بن ابن النصرانی کاتب نے بیان کیا ہے کہ اس پٹارے میں جس قدر جواہر تھے وہ میں نے مازیار کے لئے اس کے دادا کے لئے اور شروین اور شہریار کے لئے ایک کروڑ اسی لاکھ درہم میں خریدے تھے، مازیار نے یہ سب

حسن بن الحسین کولا کر دیئے۔ تا کہ معلوم ہو جائے کہ وہ امان لے کر اس کے پاس آیا ہے اور حسن نے اسے اس کے مال اور اولاد کو امان دیدی ہے اور اس کے باپ کو کوہستان اسی کے سپرد کیے ہیں مگر حسن نے اس میں بالکل کچھ نہیں لیا، حسن تمام لوگوں میں درہم و دینار کے قبول کرنے میں نہایت درجہ پاکباز تھا۔

صبح کے وقت حسن نے مازیار کو طاہر بن ابراہیم اور علی بن ابراہیم الحربی کی معیت میں عبداللہ بن طاہر کے پاس روانہ کیا مگر عبداللہ بن طاہر نے لکھا کہ اسے یعقوب بن منصور کے ساتھ بھیجا جائے، وہ لوگ مازیار کو لے کر تین منزل نکل گئے تھے حسن نے آدمی بھیج کر اسے واپس بلوایا اور اب یعقوب بن منصور کے ساتھ اسے روانہ کیا۔

حسن نے مازیار کے بھائی قوہیار کو حکم دیا کہ اب تم وہ مال لے کر پیش کرو جس کے تم ضامن ہو اس کے لئے اس نے چھاؤنی سے خچر دیئے اور یہ بھی حکم دیا کہ فوج کا ایک دستہ حفاظت کے لئے ساتھ بھیج دیا جائے مگر قوہیار نے اسے نہ مانا اور کہا کہ مجھے فوج کی ضرورت نہیں ہے وہ اور اس کے غلام خچر لے کر چلے اور پہاڑ میں آ کر انھوں نے خزانے کھول کر مال نکالا ابھی انھوں نے اسے بار کرنے کے لئے آراستہ کیا تھا کہ مازیار کے ویلم غلام جو بارہ سو تھے اس پر حملہ آور ہوئے اور انھوں نے کہا کہ تو نے ہمارے آقا کے ساتھ دھوکہ کیا ان کو عربوں کے حوالے کر دیا اور اب تو ان کا مال لینے آیا ہے انھوں نے اسے پکڑ کر بیڑیوں میں جکڑ لیا اور رات ہونے کے بعد اسے قتل کر کے اس تمام مال اور خچروں کو لوٹ لیا اس کی اطلاع حسن کو ہوئی اس نے قوہیار کے قاتلوں کی سرکوبی کے لئے ایک فوج روانہ کی قارن نے اپنی طرف سے ایک دوسری فوج ان کو گرفتار کرنے کے لئے بھیجی قارن کے سردار نے ان میں سے کئی آدمی پکڑے جن میں مازیار کا چچیرا بھائی شہریار بن المصمغان بھی تھا۔ یہی ان غلاموں کا سرغنہ اور محرک تھا قارن نے اسے عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیج دیا یہ قومس جا کر فوت ہو گیا۔ پہاڑ کے دامن اور جنگل میں پکڑے جانے والے ویلموں کی ایک جماعت ویلم جا رہی تھی۔ محمد بن ابراہیم بن مصعب نے ان کو تاڑ لیا اور اپنے پاس سے طبریہ وغیرہ کی ایک جماعت ان کو روکنے بھیجی انھوں نے راستہ میں آگے بڑھ کر ان کا سامنا کیا اور ان کا راستہ بند کر دیا اس طرح وہ سب کے سب گرفتار کر لئے گئے محمد نے ان کو علی بن ابراہیم کے ساتھ ساریہ بھیجا، محمد بن ابراہیم ان پہاڑوں میں شلنبہ سے اس راستے سے داخل ہوا تھا جو روذبار ہوتا ہوا رویان جاتا ہے۔

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ مازیار کی ہلاکت اور بربادی اس کے ایک چچازاد بھائی کی وجہ سے جو طبرستان کے تمام کوہستان کا مالک تھا واقع ہوئی مازیار کے قبضہ میں کوہستان کے دامن تھے اور یہ تقسیم ان میں مسلسل چلی آتی تھی۔

محمد بن حفص الطبری نے بیان کیا ہے کہ طبرستان میں تین کوہستان ہیں ایک وندا ہرمز کا پہاڑ جو طبرستان کے پہاڑوں کے بالکل درمیان میں واقع ہے ایک اس کے بھائی وندا سنجان بن الانداد بن قارن کا پہاڑ اور تیسرا شروین بن سرخاب بن باب کا پہاڑ۔

جب مازیار کی شوکت وقوت بڑھ گئی اس نے اپنے اسی چچازاد بھائی کو بلا بھیجا جس کے متعلق یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ اصل میں اس کا بھائی قوہیار ہے اور اسے اپنے ہاں نظر بند کر لیا اور اس کے پہاڑ پر اپنی طرف سے دری کو والی بنا دیا۔ جب اسے عبداللہ بن طاہر کے مقابلہ کے لئے فوج کی ضرورت ہوئی اس نے اپنے اسی چچازاد بھائی یا بھائی قوہیار کو بلا کر اس سے کہا کہ تم اپنے پہاڑ سے سب سے زیادہ واقف ہو نیز یہ بھی کہا کہ افشین ہمارے ساتھ ہے اور میرا اس سے رابطہ ہو رہا ہے تم پہاڑ کی کسی سمت میں ہو جاؤ اور میرے لئے اس کی حفاظت کرو، مازیار نے دری کو لکھا کہ میرے پاس

آئے وہ آیا اس نے فوجیں دیکر اسے عبداللہ بن طاہر کے مقابلہ میں بھیج دیا اپنی جگہ اسے بالکل اطمینان تھا کہ پہاڑ کی حفاظت کا میں اپنے چچیرے بھائی یا خود بھائی قوہیار کے ذریعہ پورا بندوبست کر چکا ہوں کیونکہ نہایت تنگ دروں اور گھنے جنگل کی وجہ سے چونکہ وہاں کسی بڑی فوج کی نقل و حرکت ممکن نہ تھی اس لئے یہ خیال تھا کہ اس سمت سے کوئی اس پر کامیاب یورش نہ کر سکے گا، البتہ جن دوسرے مقامات سے دشمن کے حملہ کرنے کا اندیشہ تھا وہاں اس نے دری اور اس کی فوج کو متعین کر کے اس سمت سے اطمینان کر لیا تھا اس نے دری کے پاس دوسرے جنگجو اور خود اپنی قیام گاہ کی فوج بھی بھیج دی۔

عبداللہ بن طاہر نے اپنے چچا حسن بن الحسین بن مصعب کو خراسان سے ایک زبردست فوج کے ساتھ مازیار سے لڑنے کے لئے بھیجا اور معتصم نے محمد بن ابراہیم بن مصعب کو بھیجا اس کے ساتھ انھوں نے ہارون کے مولی یعقوب بن ابراہیم البوشنجی کو جو قوصرہ کے لقب سے مشہور تھا فوج کا وقائع نگار مقرر کر کے ساتھ کیا۔ محمد بن ابراہیم حسن بن الحسین سے آملا اور اب یہ سب فوجیں مازیار کی طرف بڑھیں پیش قدمی کرتے ہوئے یہ اس کے قریب جا پہنچے مگر اب تک وہ اسی اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا کہ میں اس مقام کی حفاظت کا جہاں سے ان کو پہاڑ ملے گا پورا انتظام کر دیا ہے،

مازیار اپنے شہر میں تھوڑی سی جماعت کے ساتھ مقیم تھا اب اس کے چچازاد بھائی کے دل میں اس کینہ اور عداوت کی آگ جو مازیار کی اس کے ساتھ بدسلوکی اور اس کے پہاڑ سے اس کی علیحدگی کی وجہ سے دلی ہوئی تھی پھر روشن ہوئی اس نے حسن بن الحسین سے رابطہ کیا اور مازیار کی فوجوں کی تمام حالت اور حقیقت سے اسے آگاہ کر دیا اور یہ بھی لکھا کہ افشین نے مازیار سے رابطہ کر کے سازباز کی ہے حسن بن الحسین نے وہ خط عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیج دیا اور عبداللہ نے اسے اپنے ایک باعتماد شخص کے ہاتھ معتصم کے پاس بھیج دیا۔ اور عبداللہ اور حسن نے مازیار کے چچازاد بھائی سے جس کے متعلق یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ وہ قوہیار تھا رابطہ کے ذریعہ ایک سمجھوتہ کر لیا اور وعدہ کیا کہ جو وہ چاہے گا اسے منظور کر لیا جائے گا اس نے عبداللہ بن طاہر کو بتایا کہ جس پہاڑ پر وہ اب ٹھہرا ہوا ہے یہ دراصل اس کا اور اس کے آباؤ اجداد کا ہے اور مازیار کی طرف سے ان کو ملا ہے البتہ جب مازیار نے فضل بن سہل کو طبرستان کا والی مقرر کیا اس وقت اس نے اس پہاڑ سے مجھے بے دخل کر کے اپنے ہاں نظر بند کر لیا اور اس طرح میری توہین کی۔ عبداللہ نے اس سے یہ شرط کی کہ اگر وہ کسی ترکیب سے مازیار کو پکڑے تو حسب سابق وہ پہاڑ پھر اسی کو دے دیا جائے گا نیز اس کے علاوہ وہ جو کچھ مانگے گا اس کے دینے میں دریغ نہ کیا جائے گا اور نہ مخالفت کی جائے گی، مازیار کے بھائی نے اسے مان لیا اور اس کی بجا آوری کے لئے اس نے ایک باقاعدہ تحریر عبداللہ بن طاہر کو لکھ دی جس میں اس شرط کو تسلیم کر کے اس کی بجا آوری کا باقاعدہ عہد کر لیا۔

مازیار کے چچازاد بھائی نے حسن بن الحسین اور اس کے آدمیوں سے وعدہ کیا کہ میں تمھیں پہاڑ میں لے جاؤں گا چنانچہ وقت مقررہ پر عبداللہ بن طاہر نے حسن کو دری کے مقابلہ پر پیش قدمی کرنے کا حکم دیا اور ایک بڑی کثیر التعداد فوج اپنے ایک سپہ سالار کی قیادت میں آدھی رات کے وقت اس غرض سے بھیجا کہ یہ سب مازیار کے بھائی کے پاس پہاڑ میں پہنچے اس نے تمام کوہستان ان کے حوالے کر کے ان کو اس میں داخل کر دیا۔ دری اپنے مقابل فوج کے سامنے صف بستہ ہوا مازیار کو اس تمام کاروائی کی اب تک کچھ خبر نہ تھی وہ اطمینان سے اپنے قصر میں مقیم تھا کہ یکا یک فوج اس کے قصر کے دروازے پر آ کر ٹھہری دری دوسری فوج سے مصروف پیکار تھا حملہ آوروں نے مازیار کا محاصرہ کر کے اس سے امیر المومنین معتصم کے فیصلے پر ہتھیار رکھوا لئے اور اس نے خود کو مسلمانوں کے حوالے کر دیا۔

عمرو بن سعید الطبری نے بیان کیا ہے کہ مازیار شکار کھیل رہا تھا اسی حالت میں رسالہ نے اسے جا پکڑا پھر بزور شمشیر ان کے قلعہ میں گھس گئے اور ہر چیز پر جو وہاں تھی پر قبضہ کر لیا اب حسن بن الحسین مازیار کو لے کر چلا اس وقت تک دُرّی اپنی مقابل فوج سے جنگ کر رہا تھا اور اسے معلوم نہ تھا کہ مازیار دشمن کے ہاتھ میں گرفتار ہو چکا ہے وہ لڑائی میں اسی طرح مشغول تھا کہ یکا یک عبداللہ بن طاہر کی فوج اس کے عقب میں پہنچ گئی اس کی وجہ سے دری کی تمام فوجیں درہم برہم ہوگئیں اس نے شکست کھائی وہ جنگ سے دیلم کے علاقے میں جانے کے لئے بھاگا اس کے تمام ساتھی قتل کر دیے گئے خود اس کے تعاقب میں فوج چلی اور انھوں نے اسے جالیا اس وقت اس کے ہمراہ بہت کم آدمی رہ گئے تھے وہ پلٹ کر ان سے لڑنے لگا اور مارا گیا اس کے سر کو کاٹ کر عبداللہ بن طاہر کو بھیج دیا گیا اس سے پہلے ہی مازیار اس کے قبضہ میں آ چکا تھا عبداللہ بن طاہر نے اس سے کہا کہ اگر تم افشین کے خط مجھے دکھا دو تو میں امیر المومنین سے سفارش کروں گا کہ تمھیں معاف کر دیں اور میں اس بات کو بتائے دیتا ہوں کہ مجھے ان خطوں کا علم ہے کہ وہ تمھارے پاس ہیں مازیار نے ان کا اقرار کر لیا تلاش کے بعد وہ مل گئے یہ کئی خط تھے عبداللہ بن طاہر نے ان پر قبضہ کر کے انھیں مازیار کے ساتھ اسحٰق بن ابراہیم کے پاس روانہ کیا اور اسے ہدایت کی کہ سوائے امیر المومنین کے ہاتھ میں دینے کے وہ ان خطوں اور مازیار کو ہرگز اپنے ہاتھ سے نہ جانے دے تاکہ کسی طرح بھی وہ کسی کے ہاتھ نہ پڑ جائیں چنانچہ اسحٰق نے اس کی بہت احتیاط رکھی اور ان خطوں کو خود معتصم کے ہاتھ میں دے دیا انھوں نے مازیار سے ان کی تصدیق چاہی اس نے اقرار نہیں کیا معتصم نے اسے خوب پٹوایا یہاں تک کہ وہ مر گیا اسے بھی بابک کے پہلو میں سولی پر لٹکا دیا گیا۔

مامون جب مازیار کو خط لکھتے تو اس طرح شروع کرتے، یہ خط عبداللہ المامون کی جانب سے جبل جیلان اصبہذ ان بشوار خرشاد محمد بن قارن مولیٰ امیر المومنین کے نام لکھا جاتا ہے۔

درّی کا زوال

بیان کیا گیا ہے کہ درّی کو قوت زوال کی ابتدا یوں ہوئی کہ مازیار کی فوج کے اس کے ساتھ آ ملنے کے بعد اسے معلوم ہوا کہ محمد بن ابراہیم کا لشکر دنباوند پر ٹھہرا ہوا ہے اس نے اپنے بھائی بزرجشنس کو اس سمت بھیجا اور رستم الکلاری کے بیٹے محمد اور جعفر اور بعض اور سرحدی اور اہل رویان والوں کو اس کے ساتھ کیا اور ان کو حکم دیا کہ تم رویان اور رے کی سرحد پر جا کر ٹھہرو اور محمد بن ابراہیم کی فوج کو روکو، حسن بن قارن نے رستم کے بیٹے محمد اور جعفر سے رابطہ کے ذریعے لالچ دلا کر اپنے ساتھ ملا لیا یہ دونوں دُرّی کے خاص امرا میں تھے غرضیکہ جب دری اور محمد بن ابراہیم کی فوجوں کا مقابلہ ہوا یہ دونوں بھائی دونوں سرحدوں والے اور اہل رویان دُرّی کے بھائی بزرجشنس پر پلٹ پڑے۔ اسے پکڑ کر قید کر لیا اور پھر محمد بن ابراہیم کے ساتھ شریک ہو کر اس کے مقدمہ میں متعین ہو گئے اس وقت دُری مرو نام ایک موضع میں اپنے قصر میں اہل و عیال اور پوری فوج کے ساتھ مقیم تھا جب اسے معلوم ہوا کہ خود میرے سرداروں اور فوج نے اس طرح میرے بھائی کے ساتھ دھوکہ کیا اور اسے پکڑ لیا ہے اسے اس کا سخت رنج اور افسوس ہوا۔ اس واقعہ کا اس کی فوج پر بہت ہی برا اثر ہوا انھوں نے ہمت ہار دی اور ان کے دل اس قدر مرعوب اور پست ہوئے کہ وہ سب کے سب اس کا ساتھ چھوڑ کر اپنی جان بچانے کی فکر کرنے کے لئے چلتے بنے، دری نے دیلموں کو بلا بھیجا چار ہزار اس کے دروازے پر اکٹھا ہو گئے اس نے ان کو بہت لالچ دلائی، انعام واکرام دیا اور اب سوار ہو کر چلا رقم بھی ساتھ لا دی اور اس طرح بڑھا کہ معلوم ہو کہ وہ اپنے بھائی کو محمد

کے ہاتھ سے چھڑانے جا رہا ہے حالانکہ دراصل اس کا ارادہ تھا کہ جس طرح ہو سکے ویلم کے علاقے میں چلا آئے اور وہاں ان سے محمد کے خلاف مدد لے مگر خود محمد ہی آگے بڑھ کر اس کے سامنے آ گیا اور یہاں دونوں میں ایک نہایت شدید جنگ ہوئی۔

قیدیوں کا بھاگنا

درّی کے چلے جانے کے بعد جیل کے محافظ بھاگ گئے قیدیوں نے اپنی بیڑیاں توڑیں اور نکل بھاگے اور اپنے اپنے وطن چلے گئے، جس روز اہل ساریہ جو مازیار کی قید میں تھے جیل خانے سے نکلے تھے عین اس دن یہ لوگ جو دری کے ہاں قید تھے نکل گئے یہ واقعہ محمد بن حفص کے بیان کے مطابق ۱۳ شعبان ۲۲۵ ہجری کا ہے دوسرے راویوں نے ۲۲۴ ہجری بتایا ہے۔

ابراہیم اور دری کا مقابلہ

داؤد بن قحذم محمد بن رستم کے حوالے سے بیان کرتا ہے کہ پہاڑ اور جنگل کے درمیان جھیل کے کنارے جو ویلم سے بالکل ملی ہوئی تھی محمد بن ابراہیم اور دری کا مقابلہ ہوا درّی ایک نہایت ہی بہادر شخص تھا وہ بذات خود محمد کی فوج پر اس بے جگری سے حملے کر رہا تھا کہ ان کو اپنے سامنے سے ہٹا دیتا تھا اس کے بعد اس راستے سے ہٹ کر شکست کھائے بغیر اس گھنے جنگل میں گھسنے کے ارادے سے اس نے پھر ان پر حملہ کیا مگر اس مرتبہ محمد بن ابراہیم کے ایک سپاہی فند بن حاجب نے اس پر حملہ کر کے اسے زندہ پکڑ لیا اور پلٹا لایا فوج نے اس کے ساتھیوں کا تعاقب کیا اور جس قدر مال اسباب جانور اور اسلحہ اس کے پاس تھے سب پر قبضہ کر لیا، محمد بن ابراہیم نے دری کے بھائی بزرجشنس کے قتل کا حکم دے دیا۔

دُرّی کا قتل

اس کے بعد دری کو آواز دی گئی اس نے اپنا ہاتھ بڑھایا وہ کہنی سے کاٹ دیا گیا اسی طرح دونوں دوسرے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے اب وہ اپنے چوتڑ پر بیٹھ گیا مگر اس کے ضبط و تحمل کا یہ عالم تھا کہ اعضاء کے کٹنے کے دوران نہ اس نے ایک لفظ زبان سے نکالا اور نہ وہ بے چین و بے قرار نظر آیا، محمد کے حکم سے اس کی گردن مار دی گئی، محمد نے اس کے تمام ساتھیوں کو پکڑ کر ان کے بیڑیاں ڈلوا دیں۔

حسن کی شادی

اس سال جعفر بن دینار یمن کا والی مقرر ہوا، اس سال حسن بن الافشین کی شادی اترنجہ بنت اشناس سے ہوئی اور وہ جمادی الآخر کے آخر میں معتصم کے قصر عمری میں اپنی بیوی کے پاس گیا اترنجہ کی شادی میں سارا کے تمام باشندے مدعو تھے بیان کیا گیا ہے کہ چاندی کے ایک بڑے کڑھاؤ میں غالیہ بھرا ہوا تھا جو تمام براتیوں کے لگایا جاتا تھا خود معتصم مہمانوں کی خاطر عملاً شریک تھے۔

اس سال عبداللہ الورثانی نے ورثان میں حکومت کے مقابلہ میں سرتابی کی۔ نیز اسی سال منکجور الاشروسنی نے جو افشین کا رشتہ دار تھا آذربائیجان میں بغاوت کی۔

منکجور الاشروسنی کی بغاوت

افشین جب بابک کے معاملہ سے فارغ ہو کر جبال سے واپس آیا اس نے آذربائیجان پر جو اس کے تحت تھا اس منکجور کو والی مقرر کیا اسے بابک کے علاقہ میں اس کے ایک مکان میں بہت بڑی دولت ملی جسے اس نے خود ہی رکھ لیا نہ افشین کو اس کی اطلاع کی اور نہ معتصم کو عبداللہ بن عبدالرحمٰن ایک شیعہ آذربائیجان کا عامل ڈپہ تھا اس نے معتصم کو اس مال کی خبر لکھ بھیجی، منکجور نے اس کی تکذیب کی اس طرح اس میں اور عبداللہ بن عبدالرحمٰن میں مناظرہ ہو گیا منکجور نے اسے قتل کر دینا چاہا اس نے اہل اردبیل کے ہاں پناہ لی انھوں نے اس کے دینے سے انکار کر دیا منکجور ان سے لڑ پڑا، معتصم کو اس کی اطلاع ہوئی انھوں نے افشین کو حکم دیا کہ وہ کسی شخص کو بھیج کر اسے برطرف کر دے، افشین نے اپنے ایک سردار کوز بردست فوج کے ساتھ اس غرض سے بھیجا منکجور کو اس فوج کی آمد کا علم ہوا اس نے بغاوت کا اعلان کر دیا اور بہت سے ڈاکو اس کے پاس جمع ہوئے یہ اردبیل سے نکلا تھا کہ ایک سردار نے اسے دیکھ لیا اور فوراً حملہ کر دیا منکجور نے شکست کھائی اور بھاگ کر آذربائیجان کے ایک مضبوط قلعہ میں پناہ لی۔ یہ قلعہ ایک بلند اور دشوار گزار پہاڑ میں واقع تھا اور جسے بابک نے برباد کر دیا تھا۔ اس نے قلعہ کی مرمت کی اسے پھر بنا لیا اور وہیں قلعہ بند ہو گیا۔ ایک ماہ سے کم گزرا تھا کہ خود اسکے ہمراہیوں نے اسے پکڑ کر افشین کے سردار کے حوالے کر دیا وہ اسے سامرا لایا معتصم نے اسے قید کر دیا اس کے معاملہ کی وجہ سے وہ افشین سے بدظن ہو گئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ جس سردار کو اس کے مقابلہ کے لئے بھیجا تھا وہ خود بغا الکبیر تھا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اسے دیکھتے ہی خود منکجور امان لے کر اس کے پاس چلا آیا تھا۔

اس سال یاطس الرومی مر گیا اسے بابک کے پہلو میں سامرا میں سولی پر لٹا دیا گیا اس سال رمضان میں ابراہیم بن المہدی کا انتقال ہوا معتصم نے ان کی نماز جنازہ پڑھی۔ اس سال محمد بن داؤد کی امارت میں حج ہوا۔

۲۲۵ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال محرم میں روثانی امان لے کر معتصم کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اس سال بغا منکجور کو سامرا لے آیا اس سال معتصم سن گئے اور انھوں نے اشناس کو اپنے نائب بنایا۔ اس سال ربیع الاول میں انھوں نے شناس کو ایک کرسی پر بٹھایا خود اس کے روبرو ہوئے اور اپنے ہاتھ سے بکلوس باندھا۔ اس سال غنام المرتد کو جلایا گیا۔ اس سال معتصم جعفر بن دینار سے اس لئے ناراض ہوئے کہ اس نے ان کے ایک خدمتگار پر قاتلانہ حملہ کیا تھا، انھوں نے اسے پندرہ دن اشناس کے ہاں قید رکھا، اسے یمن کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کی جگہ ایتاخ کو والی یمن مقرر کیا مگر پھر انھوں نے جعفر کو معاف کر دیا اور خوش ہو گئے۔

اس سال افشین فوج خاصہ کی امارت سے علیحدہ کر دیا گیا معتصم نے اس منصب پر اسحٰق بن یحییٰ بن معاذ کو مقرر کیا، اس سال عبداللہ بن طاہر نے مازیار کو بارگاہ خلافت میں روانہ کیا اسحٰق بن ابراہیم وشکرہ تک لینے آیا اور شوال میں وہ مازیار کو سامرا میں لے کر آیا، معتصم نے حکم دیا کہ اسے ہاتھی پر سوار کر کے لایا جائے مگر مازیار نے اس پر سوار ہونے

سے انکار کر دیا اور اب وہ خچر پر پالان میں بٹھا کر لایا گیا۔ ۵ ذی قعدہ کو معتصم نے دربار عام کیا اور حکم دیا کہ اسے اور افشین کو ایک وقت حاضر کیا جائے اس سے ایک روز پہلے افشین قید کر دیا گیا تھا مازیار نے اس بات کا اقرار کیا کہ افشین سے میرا رابطہ تھا اور افشین میری اس بغاوت کو حق بجانب ٹھہراتا تھا اور اغوا کرتا تھا افشین کے متعلق معتصم نے حکم دیا کہ اسے پھر اس کے قید خانے میں واپس لے جاؤ اور مازیار کو پٹوایا چار سو پچاس کوڑے اس کے لگے اس نے پانی مانگا اور پلاتے ہی اسی وقت وہ مر گیا اس سال معتصم افشین سے ناراض ہوئے اور انھوں نے اسے قید کر دیا۔

افشین سے معتصم کی ناراضگی کے اسباب اور واقعات

افشین کی عادت کی اطلاع معتصم کے پاس

افشین کی یہ عادت تھی کہ بابک کی جنگ اور اس کے علاقہ میں قیام کے زمانے میں اہل آرمینیہ جو ہدیہ اسے بھیجتے وہ اسے براہ راست اشروسنہ روانہ کر دیتا چونکہ وہ چیزیں عبداللہ بن طاہر کے علاقہ سے گزرتیں اس کو ان کا علم ہو جاتا وہ معتصم کو اس کی اطلاع لکھ بھیجتا۔ معتصم ہدایت کرتے کہ افشین جس قدر ہدایا اشروسنہ بھیجے تم ان سب کو لکھ لو عبداللہ اس پر کار بند ہوا افشین کا یہ طریقہ تھا کہ جب اس کے پاس رقم مہیا ہو جاتی وہ آدمیوں کے برداشت کے بقدر دیناروں کی تھیلیاں بھجواتا اس طرح ایک شخص ایک ہزار یا اس سے زیادہ دینار اپنی کمر میں باندھ کر لے جاتا عبداللہ کو اس کی بھی خبر کر دی گئی انھوں دنوں میں افشین کے قاصد مال لئے ہوئے نیشاپور اترے تھے عبداللہ بن طاہر نے ان کو گرفتار کر کے ان کی جامہ تلاشی لی ان کی کمر میں ہمیانیاں پائیں گئیں۔ عبداللہ بن طاہر نے ان پر قبضہ کر لیا اور پوچھا کہاں سے ملیں انھوں نے کہا یہ افشین کے نذرانے اور اس کا مال ہے عبداللہ نے کہا تم جھوٹ کہتے ہو اگر میرے بھائی افشین اس قدر رقم بھیجنا چاہتے تو وہ مجھے ضرور اس کے متعلق لکھ دیتے تاکہ میں اس کی حفاظت اور بدرقہ کا انتظام کرتا یہ تو بڑی رقم ہے تم چور معلوم ہوتے ہو۔

عبداللہ کا افشین کے نام پیغام

عبداللہ بن طاہر نے وہ رقم لے کر اپنی فوج میں جو اس کے پاس اس وقت تھی تقسیم کر دی اور افشین کو لکھا کہ اس رقم کے متعلق ان لوگوں نے یہ بات کہی ہے کہ وہ تم نے بھیجا ہے میں اس بات کو یقین نہیں کرتا کہ تم اس قدر کثیر رقم اشروسنہ بھیجا اور اس کے متعلق مجھے نہ لکھو اور نہ اس کی حفاظت کے لئے کوئی بدرقہ ساتھ کرو اگر وہ وہ روپیہ تمھارا نہ تھا تو میں نے اسے اس رقم کے بجائے جو سالانہ امیر المومنین مجھے بھیجا کرتے ہیں فوج میں تقسیم کر دیا ہے اگر وہ تمھارا ہے جیسا کہ ان لانے والوں کا بیان ہے تو جب امیر المومنین کے ہاں سے رقم آئے گی میں تم کو واپس کر دوں گا ورنہ اگر اس کے علاوہ کچھ اور بات ہے تو امیر المومنین اس مال کے سب سے زیادہ حق دار ہیں میں نے اسے ان کی فوج کو دے دیا ہے کیونکہ میں اسے ترکوں کو علاقے میں بھیجنا چاہتا ہوں۔

افشین کا جواب

افشین نے جواب میں لکھا کہ میرا اور امیر المومنین کا ایک ہی مال ہے اس میں کچھ فرق نہیں تم ان لوگوں کو چھوڑ

دو کہ وہ اشروسنہ چلے جائے عبداللہ نے ان کو جانے دیا وہ چلے گئے اس واقعہ سے افشین اور عبداللہ کے تعلقات خراب ہو گئے اور اب عبداللہ اس کی کمزوریوں کی تلاش میں لگ گیا۔

افشین کا معتصم کی ناراضگی کو محسوس کرنا اور اسکا ردعمل

افشین کبھی کبھی معتصم کی زبان سے ایسی باتیں سنا کرتا تھا جس سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ آل طاہر سے بدل گئے ہیں اور ان کو خراسان سے علیحدہ کرنا چاہتے ہیں اس سے خود اس کے دل میں خراسان کی ولایت کی طمع پیدا ہوئی اسی منصوبے کی وجہ سے اس نے مازیار سے ساز باز شروع کی اسے حکومت کی مخالفت پر برانگیختہ کیا اور اطمینان دلایا کہ خلیفہ کو میں تمہاری طرف سے ہموار کر کے باز رکھوں گا اس کا خیال یہ تھا کہ اگر مازیار نے بغاوت کر دی تو معتصم مجبوراً اسی کو اس کے مقابلہ کے لئے بھیجیں گے اور عبداللہ بن طاہر کو خراسان کی ولایت سے علیحدہ کر کے اس کو مقرر کر دیں گا مگر مازیار کا جو حشر ہوا وہ گزر چکا ہے منکجور کا آذربائیجان میں جو حشر ہوا اسے بھی ہم بیان کر آئے ہیں ان تمام واقعات سے معتصم کو افشین کی خفیہ سازش مازیار سے رابطہ اور منکجور کا اغوا اچھی طرح ثابت ہو گیا اور ان کو معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ در پردہ افشین کے حکم اور اشارے سے ہوا ہے وہ افشین سے ناراض ہو گئے اسے بھی اس تغیر کا احساس ہوا مگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے کہ کیا کرے آخر کار اس نے ارادہ کر لیا کہ اپنے قصر میں بہت سے پیپے تیار رکھے اور جس دن معتصم اور ان کے امراء مصروف ہوں وہ کسی حیلہ سے موصل کی راہ لے اور دریائے زاب کو ان پیپوں پر عبور کر کے آرمینیا ہوتا ہوا بلاد خزر میں جا پہنچے مگر یہ بات بھی اس سے نہ بن پڑی۔

زہر دینے کی سازش

اسکے بعد اس نے بہت ساز ہر مہیا کیا اور ارادہ کیا کہ معتصم اور ان کے امرا کی کھانے کی دعوت کرے اور پھر ان کو زہر دے دے اور اگر معتصم کھانے کی دعوت قبول نہ کریں تو جس روز وہ شغل میں ہوں اس روز وہ ان سے اجازت لے کر ان کے ترک امراء اشناس اور ایتاخ وغیرہ کو کھانے کی دعوت میں بلائے ان کو کھلا پلا کر زہر دے جب وہ اس کے پاس سے چلے جائیں تو رات کے پہلے حصے میں روانہ ہو اور پیپے اور دریا کو عبور کرنے کے سامان کو جانوروں پر بار کر کے ساتھ لے جائے دریائے زاب پہنچ کر اپنا تمام اسباب وسامان تو ان پیپوں پر عبور کرائے اور ممکن ہو تو سواری کے جانور دریا کو تیر کر عبور کریں پھر ان پیپوں کو آگے بھیجے تاکہ انھیں کے ذریعے وہ دجلہ کو عبور کر سکے اور وہاں سے وہ آرمینیا میں جس کی ولایت اسی کے سپرد تھی داخل ہو اور وہاں سے امان کے کر خزر کے علاقے میں آئے اور وہاں سے گھوم کر بلاد ترک ہوتا ہوا بلاد اشروسنہ پہنچ جائے اور پھر وہ خزر کو مسلمانوں کے خلاف اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرے۔

راز فاش ہو گیا

وہ اس ارادے کی تکمیل میں مصروف رہا مگر اس میں دیر لگی جس کی وجہ سے اس سے یہ بھی نہ ہو سکا، افشین کے سردار حسب معمول باری باری معتصم کے دربار میں حاضر رہتے تھے واجس الاشروسنی اور ایک دوسرے سردار کے درمیان جو افشین کے منصوبہ سے آگاہ تھا اس کے متعلق گفتگو ہوئے اور واجس نے سنکر کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ وہ ایسا کرے گا اور یہ بات پوری نہ ہوگی اس نے واجس کا یہ قول افشین سے جا کر بیان کیا افشین کے ان خدمتگاروں میں سے جو واجس

سے اچھے تعلقات رکھتے تھے ایک شخص نے وہ بات سن لی جو اس نے واجس کے متعلق کہی جب واجس رات میں کسی وقت اپنی نوبت سے گھر واپس آیا افشین کے خدمتگار نے اس کے پاس آ کر اس سے بیان کیا کہ تمھاری بات افشین کو پہنچ گئی ہے واجس کو اپنی جان خطرہ میں نظر آئی وہ اسی وقت سوار ہو کر آدھی رات کے وقت امیر المومنین کے محل آیا معتصم سو چکے تھے وہ ایتاخ کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ میں امیر المومنین کے فائدے کی ایک بات کہنا چاہتا ہوں ایتاخ نے کہا ابھی تو تم یہاں سے گئے ہو امیر المومنین سو چکے ہیں اس نے کہا میں صبح تک انتظار نہیں کر سکتا ایتاخ نے ایک شخص کو دستک دے کر بیدار کیا اس نے واجس کی بات معتصم سے جا کر کہدی معتصم نے کہا واجس سے کہو کہ اب تو وہ گھر جائے صبح سویرے حاضر ہو، واجس نے کہا اگر اب رات کو میں واپس ہوا تو میں قتل ہو جاؤں گا معتصم نے ایتاخ کو حکم بھیجا کہ تم آج رات اسے اپنے پاس سلا لو۔ ایتاخ نے اسے سلا لیا صبح سویرے نماز کے وقت اس نے واجس کو پیش کر دیا۔

افشین کی گرفتاری

اس نے معتصم سے پورا واقعہ بیان کیا انھوں نے محمد بن حماد بن دنقش اپنے کاتب کو افشین کے بلانے کے لئے بھیجا افشین سیاہ لباس پہن کر حاضر ہوا معتصم نے حکم دیا کہ یہ لباس اتار لیا جائے اور اسے قید کر دیا جائے اسے محل میں قید کر دیا گیا پھر محل کے اندر ہی اس کے لئے ایک بلند منزل بنائی گئی لولوہ اس کا نام رکھا جو لولوہ افشین کے نام سے مشہور ہے۔

حسن بن افشین کی گرفتاری

معتصم نے عبداللہ بن طاہر کو لکھا کہ کسی طرح حسن بن الافشین کو گرفتار کر و حسن کے متعدد خط عبداللہ بن طاہر کے پاس آ چکے تھے جس میں اس نے نوح بن اسد کی شکایت کی تھی کہ وہ میری جائداد اور علاقے پر چیرہ دستی کرتا ہے آپ اس کا تدارک کریں عبداللہ نے نوح بن اسد کو حسن کے متعلق امیر المومنین کے منشا سے آگاہ کیا اور حکم دیا کہ تم اپنی تمام جمعیت اکٹھا کر کے تیار رہو جب حسن بن الافشین اپنی ولایت کا پروانہ لے کر آئے اسے گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دو دوسری طرف حسن بن الافشین کو لکھا کہ میں نوح بن اسد کی جگہ تم کو مقرر کرتا ہوں یہ اس کی برطرفی کا خط ہے، حسن اس اطمینان پر صرف چند آدمیوں اور معمولی طور پر مسلح ہو کر نوح بن اسد کے پاس آیا اسے تو یقین تھا کہ اب میں اس علاقے کا گورنر ہوں مگر نوح نے اسے پکڑ کر بیڑیاں ڈال دیں اور عبداللہ بن طاہر کے پاس بھیج دیا اس نے اسے معتصم کے پاس بھجوا دیا۔

افشین کے لئے جو قید خانہ بنایا گیا تھا وہ منارہ سے ملتا جلتا تھا اس کے درمیان میں صرف اتنی وسعت تھی کہ وہ بیٹھ سکے اس کے نیچے سپاہیوں کا پہرہ مقرر تھا جب وہ گھومتا تھا تو پہرہ بدل دیا جاتا تھا۔

افشین سے سوال و جواب

ہارون بن عیسیٰ بن المنصور کہتا ہے کہ میں معتصم کے ہاں آیا وہاں احمد بن ابی داؤد، اسحٰق بن ابراہیم بن مصعب اور محمد بن عبدالملک الزیات موجود تھے افشین کو حاضر کیا گیا جواب بہت سخت قسم کی قید میں نہ تھا، کچھ اکابر و عمائد بلائے گئے تاکہ افشین سے مقابلہ کرایا جائے منصور کے بیٹوں کے علاوہ اہل مراتب میں سے کسی کو محل میں ٹھہرنے نہیں

دیا گیا سب لوگ اٹھا دیئے گئے۔ محمد بن عبدالملک الزیات نے اس سے جواب وسوال شروع کیا۔ جن لوگوں کو تحقیق الزامات کے لئے بلایا گیا تھا ان میں طبرستان کا رئیس مازیار تھا موبذ تھا، مرزبان بن ترکش سغد کا ایک رئیس اور اہل سغد کے دو آدمی تھے۔ محمد بن عبدالملک نے ان آخر الذکر سغدیوں کو آواز دی ان پر روئی کے موٹے لبادے پڑے تھے اس نے پوچھا یہ کیوں پہنے انھوں نے اپنی پیٹھ کھول کر بتائی جس پر بالکل گوشت نہ تھا، محمد نے افشین سے پوچھا ان کو جانتے ہو اس نے کہا ہاں ایک مؤذن ہے اور ایک امام ہے ان دونوں نے اشروسنہ میں ایک مسجد بنائی تھی میں نے ان دونوں کو ہزار ہزار کوڑے لگوائے کیونکہ میرے اور روؤساء سغد کے درمیان یہ معاہدہ ہو چکا تھا کہ کسی کے مذہب میں مداخلت نہ کی جائے جو جس مذہب کا پیرو ہے وہ آزادانہ طریقہ پر اس پر عمل پیرا رہے مگر ان دونوں نے اہل اشروسنہ کے بت خانہ میں گھس کر بتوں کو نکال پھینکا اور اسے مسجد بنا لیا اس قانون اور معاہدہ سے تجاوز اور اہل اشروسنہ کو ان کے بت خانے سے بے دخل کرنے کی سزا دی۔

محمد بن عبدالملک الزیات نے پوچھا وہ کتاب کیا ہے جسے تم نے مذہب اور مرصع کر کے دیباج میں رکھ چھوڑا ہے جس میں اللہ کا انکار ہے، افشین نے کہا یہ کتاب مجھے اپنے باپ سے ورثہ میں ملی ہے اس میں عجم کے آداب میں سے ایک ایک ادب کا ذکر ہے، تم نے کفر کا ذکر کیا ہے تو ہوا کرے میں تو صرف اس کے ادب سے فائدہ حاصل کرتا ہوں مجھے اس کے علاوہ اس سے کیا غرض ہے، جب وہ کتاب مجھے ملی تھی اسی حالت میں ملی تھی مجھے اس کی ضرورت کبھی داعی نہ ہوئی کہ میں اس کی بیش قیمت اشیا کو فروخت کرتا اس لئے جس طرح کلیلہ دمنہ اور مزدک کی کتاب تمھارے مکان میں موجود ہے اسی طرح یہ کتاب میرے پاس رہی میں سمجھتا ہوں کہ اس سے کوئی شخص اسلام سے خارج نہیں ہو جاتا۔

اس کے بعد موبذ آگے بڑھا اس نے کہا کہ یہ گردن مروڑے ہوئے جانور کا گوشت کھایا کرتا تھا اور مجھے بھی اس کے کھانے کی ترغیب دیتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ ذبیحہ سے زیادہ لذیز ہے یہ ہر بدھ کے دن ایک سیاہ بکری مارتا تھا اس کی کمر پر تلوار مار کر اس کے دو حصے کر دیتا اور پھر ان میں چل کر اس کا گوشت کھاتا اس نے ایک دن مجھ سے یہ بات بھی کہا کہ ان مسلمانوں کی وجہ سے میں نے زیتون کھایا اونٹ پر بیٹھا اور جوتا پہنا حالانکہ اب تک نہ میں نے بال مونڈے نہ ختنہ کرائی افشین نے کہا مجھے یہ بتائے کہ جو شخص ان باتوں کو بیان کر رہا ہے کیا وہ اپنے مذہب کی وجہ سے با اعتماد ہے (یہ موبذ مجوسی تھا اس کے بعد متوکل کے ہاتھ پر اسلام لایا اور ان کا ندیم ہوا) لوگوں نے کہا ہم اسے قابل اعتبار نہیں خیال کرتے افشین نے کہا تو پھر اس کی شہادت کے قبول کرنے کا کیا مطلب ہوا جس شخص کو نہ تم قابل اعتماد سمجھتے ہو اور نہ اسے عادل جانتے ہو اس کی شہادت کیوں قبول کرتے ہو اس کے بعد اس نے موبذ کو خطاب کر کے کہا کیا کبھی میرے اور تمھارے گھر کے بیچ میں کوئی دروازہ یا کھڑکی تھی جہاں سے تم میری خانگی زندگی کا مشاہدہ کرتے تھے اس نے کہا نہیں افشین نے کہا کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ میں تمھیں اپنے پاس بلاتا تھا اپنا دلی راز کہتا عجمی مذہب کو بیان کرتا اور اس مذہب اور اہل مذہب سے اپنے میلان طبع کا اظہار کرتا اس نے کہا ہاں افشین نے کہا تو جب تم نے میرے راز کو ظاہر کر دیا جس کا میں نے تم کو امین بنایا تھا تو معلوم ہوا کہ نہ تم اپنے دین میں پکے ہو اور نہ اپنے عہد کے ایفا میں پورے ہو، اس کے بعد موبذ الگ ہو گیا۔

اب مرزبان بن ترکش آگے بڑھا لوگوں نے افشین سے پوچھا اسے جانتے ہو اس نے کہا نہیں مرزبان سے پوچھا گیا تم اسے پہچانتے ہو اس نے کہا ہاں یہ افشین ہے لوگوں نے افشین سے کہا کہ یہ مرزبان ہے مرزبان نے اس

سے کہا اے زمانے بھر کے عیار تو کب تک نفاق اور ظاہر داری برتے گا افشین نے کہا اے دراز ریش کیا کہتا ہے اس نے کہا بتاؤ تمھاری رعایا کس طرح تم کو خطاب کرتی ہے فشین نے کہا اسی القاب و آداب کے ساتھ جس طرح وہ میرے باپ اور دادا کو کرتے تھے مرزبان نے کہا تو بان سے کہا افشین نے کہا میں نہیں کہتا مرزبان نے کہا کیا وہ اشروسنہ زبان میں تم کا اس طرح خطاب نہیں کرتے اس نے کہا ہاں مرزبان نے کہا کیا عربی میں اس کے معنی یہ نہیں ہیں الی الہ الآلھتہ من عبدہ فلان بن فلاں اس نے کہا ہاں محمد بن عبدالملک الزیات نے کہا کہ جب مسلمان اس بات کو گوارا کرنے لگے کہ ان کو یہ الفاظ لکھے جائیں تو اب فرعون کی کیا خطارہ گئی جب اس نے اپنی قوم سے کہا انا ربکم الا اعلی افشین نے کہ میرے باپ دادا کا یہی معمول تھا اور اسلام لانے سے پہلے خود میرا یہی آئین تھا مسلمان ہونے کے بعد میں نے اس بات کو مناسب نہ سمجھا کہ اپنے کو ان کے سامنے فروتن کروں کیونکہ پھر وہ میرے قابو میں نہ رہتے، اسحٰق بن ابراہیم نے اس سے کہا حیدر! جب تمھیں بھی وہی دعویٰ ہے جو فرعون کا تھا تو پھر کیوں تم ہمارے سامنے اللہ کی قسم کھاتے ہو اور ہم کیوں تم کو مسلمان سمجھیں اور تمھاری قسم کو باور کریں۔ افشین نے کہا اے ابوالحسین اسی سورہ کو عجیف نے علی بن ہشام کے سامنے پڑھا تھا آج تم مجھے سنا رہے ہو اب دیکھو کہ کل کون تم کو یہ سناتا ہے۔

اس کے بعد طبرستان کا رئیس مازیار آگے بڑھا افشین سے پوچھا گیا تم اسے پہچانتے ہو اس نے کہا نہیں مازیار سے پوچھا گیا تم اسے جانتے ہو اس نے کہا ہاں یہ افشین ہے اب افشین کو بتایا گیا کہ یہ مازیار ہے افشین نے کہا ہاں اب میں نے اسے پہچانا، افشین سے سوال ہوا کیا تم نے اس سے خط و کتابت کی ہے اس نے کہا نہیں مازیار سے پوچھا گیا کیا اس نے تمھیں خط لکھا تھا اس نے کہا ہاں افشین کے بھائی خاش نے میرے بھائی قوہیار کو یہ بات لکھی تھی کہ اب ہمارے دین بیضا کی مدد میرے، تمھارے اور بابک کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا تھا ہم میں سے بابک تو اپنی حماقت کی وجہ سے مارا گیا حالانکہ میں نے کوشش کی تھی کہ وہ موت سے بچ سکے مگر اس کی حماقت نے نہ مانا اور آخر کار اسی وجہ سے مارا گیا اب اگر تم نے مخالفت کا اعلان کر دیا تو یہ ہمارے دشمن ضرور مجھے تمھارے مقابلہ پر بھیجیں گے میرے ساتھ نہایت بہادر شجاع شہسوار ہیں اگر میں تمھارے پاس چلا آیا تو اب یہاں یہ صرف تین قومیں ہم سے لڑنے کے لئے رہ جائیں گی عرب، مغربی اور ترک عربوں کو میں کتے کے برابر سمجھتا ہوں ہڈی کا ٹکڑا ڈال کر ڈنڈے سے سر کچل دوں گا۔ یہ مکھیاں یعنی مغربی ان کی کیا حقیقت ہے یہ ایک لقمہ ہیں، اب رہے یہ شیاطین کے بچے ترک تو یہ صرف ایک گھڑی کے مرد ہیں جہاں ان کے تیر ختم ہوئے لشکر کے ایک ہی حملہ میں ان کا بالکل صفایا سمجھو پھر ہمارے دین کو وہی عروج حاصل ہو جائے گا جو عجم کے عہد میں تھا۔

افشین نے کہا اس کا دعویٰ اس کے اپنے بھائی اور میرے بھائی پر ہے اس کی ذمہ داری مجھ پر کیسے عائد ہو سکتی ہے اگر خود میں نے بھی یہ خط اسے اس غرض سے لکھا ہوتا کہ وہ میری طرف مائل ہو کر مجھ پر اعتماد کرنے لگے تو اس میں کوئی حرج نہ تھا جبکہ میں نے اپنے زور بازو سے خلیفہ کی مدد کی تو میرے لئے یہ بات بالکل مناسب ہوتی کہ میں اپنے تدبر اور ہوشیاری سے اب بھی ان کی مدد کروں اس طرح میں اس کی گدی پکڑ کر اسے ان کی خدمت میں حاضر کر دیتا اور جس طرح عبداللہ بن طاہر نے اسے گرفتار کر کے خلیفہ کے ہاں اپنی بات بڑھائی ہے میں بھی اپنا رسوخ اور اثر بڑھاتا۔

اب مازیار کو ہٹا دیا گیا۔

ابن ابی داؤد کی ڈانٹ اور سوال وجواب

جب افشین نے مرزبان النزکشی اور اسحٰق بن ابراہیم کو دندان شکن جواب دیئے۔ تو ابن ابی داؤد نے افشین کو ڈانٹا افشین نے اس سے کہا اے ابوعبداللہ جب تم اپنا چوغہ ہاتھ سے اٹھا کر اپنے کندھے پر ڈالتے ہو تو ایک جماعت کو قتل کر دیتے ہو ابن ابی داؤد نے اس سے پوچھا تم مطہر ہو اس نے کہا نہیں ابن ابی داؤد نے پوچھا اب تک تم نے یہ کیوں نہیں کیا حالانکہ اس سے اسلام کی تکمیل ہوتی ہے اور اسی سے نجاست سے کامل طہارت حاصل ہوتی ہے افشین نے کہا کیا اسلام میں تقیہ جاری نہیں اس نے کہا ہاں ہے، افشین نے کہا تو اس وجہ سے مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر میں اپنے اس عضو کو اپنے سے کاٹ دوں گا تو مر جاؤں گا اس نے کہا یوں تو تم نیزہ زنی اور شمشیر زنی کے خوف سے کبھی لڑائی سے باز نہیں رہتے اور محض ایک زائد کھال کے کٹوا دینے سے اس قدر خوفزدہ ہو، افشین نے کہا جنگ ایک ضرورت ہے کہ جب مجھ پڑ جاتی ہے مجھے لامحالہ لڑنا پڑتا ہے اور ختنہ ایسی بات ہے کہ اس کی تکلیف میں خود اپنے ہاتھوں لوں مجھے اندیشہ ہے کہ اس کے ساتھ ہی میری جان نکل جائے گی اور اس بات کا مجھے علم نہیں کہ اگر میں غیر مختون رہوں تو اسلام سے خارج ہو جاؤں گا۔

ابن ابی داؤد نے بغاالکبیر کو آواز دی کہ بغا اب اس کا سارا حال تم پر منکشف ہو چکا ہے تم اسے سنبھالو بغا نے ہاتھ بڑھا کر افشین کا کمر بند کھینچ لیا اس نے کہا مجھے آج سے پہلے سے تمہارے اس سلوک کی امید تھی بغا نے اس کی قبا کا دامن پلٹ کر اس کے سر پر ڈالا قبا کے دونوں حصوں کے ملنے کی جگہ سے اس کی گردن تھامی اور پھر باب الوزیری سے نکال کر اسے اس کے محبس میں لے آئے۔

اس سال عبداللہ بن طاہر نے حسن بن الافشین اور اترنجہ بنت اشناس کو گرفتار کر کے سامرا بھیجا

اس سال محمد بن داؤد کی امارت میں حج ہوا۔

۲۲۶ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

رجاء کا قتل

اس سال علی بن اسحٰق بن یحییٰ بن معاذ نے جو صول ارتکین کی جانب سے دمشق میں ناظم کو توالی تھا اچانک رجاء بن ابی الضحاک پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور پھر پاگل بن گیا۔ احمد بن ابی داؤد نے اس کی سفارش کی اور وہ جیل سے رہا کر دیا گیا حسب بن رجاء سامرا کے راستے میں اسے حالت جنوں میں دیکھا کرتا تھا۔

اس سال محمد بن عبداللہ بن طاہر بن الحسین کا انتقال ہوا محمد کے مکان میں معتصم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔

اس سال افشین مر گیا۔

افشین کی موت کا واقعہ

معتصم کا افشین کے پاس پھل بھیجنا

حمدون بن اسماعیل نے بیان کیا ہے کہ جب نئے پھل آئے معتصم نے فصل کے ان نئے پھلوں کو ایک طباق میں رکھ کر اپنے بیٹے ہارون الواثق سے کہا کہ تم خود ان کو افشین کے پاس لے کر جاؤ اور اسے دو، واثق ان پھلوں کو اٹھوا کر لولوۃ لایا جہاں افشین قید تھا افشین نے طباق دیکھا اس میں پلم یا آلو بخارے میں سے کوئی ایک پھل موجود نہ تھا افشین نے واثق سے کہا کہ طباق تو بہت ہی عمدہ ہے مگر اس میں نہ آلو بخارا ہے اور نہ پلم واثق نے کہا میں اب جا کر وہ بھی بھیج دوں گا۔

افشین اور معتصم کے شخص میں گفتگو

افشین نے ان پھلوں میں سے کسی کو ہاتھ نہ لگایا اور جب وہ جانے لگا افشین نے اس سے کہا کہ آپ میرے آقا کو میرا اسلام کہیں اور عرض کریں کہ وہ اپنے با اعتماد شخص کو میرے پاس بھیج دیں تاکہ جو میں کہوں اسے وہ آپ تک پہنچائے معتصم نے حمدون بن اسماعیل کو حکم دیا کہ تم اس کے پاس جاؤ، یہ حمدون بن اسمٰعیل متوکل کے عہد میں اسی افشین کے محبس میں اسی افشین کے محبس میں سلیمان بن وہب کی نگرانی میں قید ہوا اور قید ہی کے زمانے میں اس نے اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔ حمدون نے بیان کیا کہ معتصم نے مجھے اس کے پاس بھیجا اور کہہ دیا کہ وہ لمبی گفتگو کرے گا تم زیادہ نہ ٹھہرنا۔ میں اس کے پاس آیا پھلوں کا طباق سامنے رکھا تھا ان میں سے اس نے اب تک کسی کو ہاتھ نہ لگایا تھا کھانا تو درکنار رہا مجھ سے کہا بیٹھو میں بیٹھ گیا اب اس نے خوشامدانہ طویل تقریر شروع کی میں نے کہا لمبی بات نہ کرو امیر المومنین نے مجھے ہدایت کی ہے کہ میں زیادہ دیر تک یہاں نہ ٹھہروں جو کہنا ہو مختصراً کہہ دو۔

افشین کا معتصم کے نام پیغام

اس نے کہا امیر المومنین سے کہنا کہ آپ نے میرے اوپر بڑے احسانات کیے میری عزت افزائی کی اور مجھے تمام امراء پر مقدم کیا مگر پھر آپ نے میری شکایت میں جو باتیں آپ سے بیان کی گئیں ان کا بغیر تحقیق کیے یقین کر لیا حالانکہ میں کس طرح ان کا ارتکاب کر سکتا تھا آپ کو یہ بتایا گیا ہے کہ میں نے منکجور کو بغاوت پر اندرونی طور پر ابھارا آپ نے اس پر یقین کر لیا آپ سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ جس سپہ سالار کو میں نے اس کے مقابلہ کے لئے بھیجا تھا اسے ہدایت کر دی تھی کہ وہ منکجور سے جنگ نہ کرے اور کوئی بہانہ کر دے اور یہ کہ اگر ہماری قوم کا کوئی شخص اس کے مقابل آجائے تو وہ اس کے سامنے بغیر لڑے ہوئے خود پسپا ہو جائے۔ آپ خود جنگ کا تجربہ رکھتے ہیں آپ لڑ چکے ہیں آپ نے فوجوں کی قیادت اور سیاست کی ہے کیا کسی سپہ سالار کے لئے یہ ممکن ہے کہ وہ اپنی فوج سے یہ کہہ دے کہ دشمن کے مقابل آتے ہی تم یہ کرنا اور یہ کرنا اور وہ بات ایسی ہو جو کسی سپاہی کو بھی گوارا نہ ہو اور اگر یہ ممکن بھی ہوتا تب بھی اس الزام کو آپ کا میرے دشمن کی زبان سے سن کر جس کے سبب سے آپ واقف ہیں قبول کرنا مناسب نہ تھا آپ میرے مالک اور آقا

ہیں میں آپ کا ادنیٰ غلام اور ساختہ پرداختہ ہوں میری اور آپ کی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے ایک بچھڑا پالا اسے خوب کھلا کر موٹا کیا وہ بڑا ہوا اور اب اس کی حالت بہت عمدہ ہو گئے اس شخص کے دوست بھی تھے جو اس بچھڑے کے گوشت کو کھانا چاہتے تھے انھوں نے اس سے کہا کہ اسے ذبح کر دو مگر اس شخص نے نہ مانا تب ان سب نے آپ میں سازش کر کے ایک دن اس شخص سے کہا کہ آپ اس شیر کو کیوں پال رہے ہیں یہ تو خونخوار درندہ ہے اور درندہ جب بڑا ہو جاتا ہے وہ پھر درندوں میں مل جاتا ہے اس شخص نے کہا یہ کیا کہتے ہو یہ تو بچھڑا ہے درندہ نہیں ہے انھوں نے کہا جناب والا یہ درندہ ہے آپ ہم سے جس سے چاہیں دریافت کر سکتے ہیں اور اس سے پہلے ہی انھوں نے آپ میں ساز باز کر لیا تھا کہ جس سے دریافت کیا جائے وہ اس بچھڑے کو درندہ بتائے۔ چنانچہ اس شخص نے اب جس سے پوچھا کہ دیکھو کیسا خوبصورت بچھڑا ہے اس نے کہا آپ یہ کیا کہتے ہیں یہ تو درندہ ہے شیر ہے آخر کار اس شخص نے اسے ذبح کرا دیا میں وہی بچھڑا ہوں میں شیر کیوں کر ہو سکتا ہوں میں اپنے معاملہ میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ اس پر غور فرمائیں میں نے آپ کے زیر سایہ پرورش پائی ہے آپ میرے آقا اور مالک ہیں میں اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ آپ کے قلب کو میرے لئے نرم کر دے۔

افشین کا انتقال

اس گفتگو کے بعد میں اس کے پاس سے اٹھ کر چلا آیا وہ پھلوں کا ٹوکرا اسی طرح اس کے سامنے رکھا ہوا تھا اس میں سے کسی پھل کو بھی اس نے ہاتھ نہ لگایا تھوڑی ہی دیر بعد کسی نے کہا کہ وہ دم توڑ رہا ہے یا ختم ہو چکا ہے معتصم نے کہا کہ اسے اس کے بیٹے کو دکھا دو اسے قید خانے سے نکال کر اس کے بیٹے کے سامنے رکھا گیا اس نے اس کی داڑھی اور سر کے بال نوچ لئے پھر معتصم کے حکم سے اسے ایتاخ کے مکان میں پہنچا دیا گیا۔

افشین پر غیر مختون ہونے کے الزام کا واقعہ

یہی راوی بیان کرتا ہے اس سے پہلے احمد بن ابی داؤد نے اس کو دیوان عام میں طلب کر کے پوچھا حیدر امیر المومنین کو اطلاع ملی ہے کہ تم اب تک غیر مختون ہو اس نے کہا جی ہاں اس سے ابو احمد بن ابی داؤد کا مقصد یہ تھا کہ اس کے خلاف ایک جرم ثابت کیا جائے اور توہین کی جائے اگر انکار کر کے اپنا ستر کھولے تو اس سے اس کی بے حیائی ظاہر ہو، اور اگر نہ کھولے تو اس کا غیر مختون ہونا ثابت ہو جائے۔ افشین نے جواب دیا کہ ہاں میں غیر مختون ہوں۔ یہ واقعہ پھل پیش کرنے سے قبل کا ہے۔ بعد میں میں نے افشین سے سوال کیا کہ کیا واقعی تم غیر مختون ہو؟ اس نے کہا میں اس وقت اقرار کرنے پر مجبور کیا گیا تھا کیونکہ امراء اور عوام الناس جمع تھے ان کے سامنے مجھ سے یہ سوال ہوا مقصد یہ تھا کہ میری فضیحت ہو اگر میں کہتا کہ میں مختون ہوں تو میری بات مانی نہ جاتی اور کہا جاتا کہ ستر کھول کر بتاؤ اس طرح سب کے سامنے میری ذلت ہوتی اس سے تو موت بہتر ہے کہ میں ایسے مجمع میں ننگا ہوتا البتہ اگر تم دیکھنا چاہتے ہو تو میں برہنہ ہو کر بتا سکتا ہوں کہ میں مختون ہوں۔ مگر میں نے کہا کہ چونکہ میں تمھیں سچا سمجھتا ہوں اس لئے میں نہیں چاہتا کہ تم ستر کھولو۔

اس ملاقات سے واپس آ کر حمدون نے اس کا پیغام معتصم کو پہنچا دیا انھوں نے تھوڑے سے کھانے کے علاوہ اس کا کھانا بند کرا دیا چنانچہ اب روزانہ صرف ایک روٹی اسے دی جاتی تھی اسی حالت میں وہ مر گیا مرنے کے بعد اسے

ایتاخ کے گھر لے گئے وہاں سے اسے باہر لا کر باب العامہ پر سولی پر لٹکا دیا گیا تا کہ سب لوگ دیکھ لیں اس کے بعد سولی کی لکڑی سمیت باب العامہ پر اسے گرا دیا گیا اور اسے جلا کر اس کی راکھ دجلہ میں بہادی گئی۔

افشین کا مال

معتصم نے جب افشین کو قید کر دیا انھوں نے ایک رات سلیمان بن وہب الکاتب کو اس لئے بھیجا کہ وہ افشین کے محل میں موجود مال ومتاع کو لکھے افشین کا محل مطیرہ میں تھا اس کے محل میں انسان کی شکل کا ایک لکڑی کا بت ملا جس پر کثرت سے زیور اور جواہر لدے ہوئے تھے اس کے کانوں میں دو سفید پتھر آویزاں تھے جن پر سونا جڑا تھا، سلیمان کے ساتھیوں میں سے کسی ایک نے ان پتھروں کو جواہر سمجھ کر لے لیا چونکہ رات کا وقت تھا اسے اس کی اصلیت معلوم نہ ہو سکی صبح کو جب اس نے اس پر سے سونے کا پرت اتارا تو اسے سیپ کی قسم کا ایک پتھر ملا جسے جرون کہتے ہیں یہ سیپ کی قسم بوق کا ایک پتھر تھا اس کے مکان سے بھیانک شکل کے پیکر، بت، دوسری مورتیں اور لکڑی کے وہ کٹہرے جن کو اس نے بھاگنے کے لئے تیار کیا تھا برآمد ہوئے، وزیریہ میں اس کا کچھ مال تھا وہاں سے بھی ایک دوسرا بت برآمد ہوا اس کی کتابوں میں مجوسیوں کی مذہبی کتاب زراوۃ برآمد ہوئی نیز اور کئی کتابیں برآمد ہوئیں جب میں وہ عبادت کے طریقے اور منتر درج تھے جس سے وہ اپنے دیوتا کی پوجا کرتا تھا۔ شعبان ۲۲۶ ہجری میں افشین کی موت واقع ہوئی۔

حج

اس سال محمد بن داؤد نے اشناس کے حکم سے حج میں امارت کی اشناس خود اس سال حج کرنے گیا تھا معتصم نے اسے ہر اس شہر کا گورنر مقرر کیا تھا اس وجہ سے سامرا سے حرمین تک جتنی بستیوں سے وہ گزرا وہاں نماز میں منبر پر اس کے لئے دعا مانگی گئی کوفہ میں محمد بن عبدالرحمٰن بن عیسیٰ بن موسیٰ نے اس کے لئے دعا مانگی۔ فید کے منبر پر ہارون بن محمد بن ابی خالد المروروذی نے اس کے لئے دعا مانگی۔ مدینہ کے منبر پر محمد بن ایوب بن جعفر بن سلیمان نے اور مکہ کے منبر پر محمد بن داؤد بن عیسیٰ بن موسیٰ نے اس کے لئے دعا مانگی، اس تمام علاقہ میں امیر کہہ کر اسے سلام کیا گیا یہ ولایت اس کی سامرا واپسی تک تھی۔

۲۲۷ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال ابوحرب البرقع الیمانی نے فلسطین میں خروج کر کے حکومت سے بغاوت کی۔

ابوحرب کی بغاوت

بغاوت کی وجہ

حکومت سے اس کی بغاوت کی وجہ یہ ہوئی کہ اس کی غیر موجودگی میں ایک سپاہی نے اس کے گھر میں اترنا چاہا

مکان میں اس وقت اس کی بیوی کی بہن تھی اس نے سپاہی کو روکا سپاہی نے عورت کے کوڑا مارا اس نے اسے ہاتھ پر روکا اور اس طرح کوڑے کا نشان ہاتھ پر پڑ گیا جب ابوحرب مکان پر آیا عورت روئی اور اس نے اس حرکت کی شکایت کی اور وہ نشان دکھایا ابوحرب اپنی تلوار لے کر اس سپاہی کی طرف چلا وہ اس وقت گھوڑا دوڑا رہا تھا ابوحرب نے اس کا کام تمام کر دیا اور بھاگ گیا نیز شناخت سے بچنے کے لئے اس نے اپنے چہرہ پر برقع ڈال لیا یہ بھاگ کر اردن کے ایک پہاڑ میں گھس گیا اگرچہ حکومت نے اس کو تلاش کیا مگر اس کا پتہ نہ چلا اب اس نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ دن کے وقت وہ اسی پہاڑ پر نقاب ڈالے کسی نمایاں مقام میں بیٹھ جاتا کوئی شخص اسے دیکھ کر اس کے پاس آتا یہ نصیحتیں کرتا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی دعوت دیتا حکومت کی اپنی رعایا کے ساتھ بدسلوکی اور ظلم کی شکایت کر کے ان کو بغاوت پر ابھارتا ایک مدت کی کوشش کے بعد اس علاقہ کے کچھ کاشتکار اور دیہاتی اس کیا ساتھ ہو گئے اس نے اپنے اموی ہونے کا دعویٰ کیا تھا اس وجہ سے اسکے پیروکار کہتے کہ یہی وہ سفیانی ہے جب ادنیٰ درجہ کے لوگوں کی ایک بڑی تعداد اس کے ساتھ ہو گئی تب اس نے اس علاقہ کے شرفا اور اکابر کو اپنے ساتھ شرکت کی دعوت دی بجانی سرداروں کی ایک جماعت اسکے ساتھ ہو گئی ان میں ایک شخص ابن بہیس تھا اس کا یمنیوں پر بڑا اثر اور اقتدار تھا دو شخص اور دمشق کے رہنے والے تھے۔

اس کی اطلاع معتصم کو ہوئی وہ اپنے مرض الموت میں مبتلا تھے انھوں نے رجاء بن ایوب الحصاری کو تقریباً ایک ہزار باقاعدہ فوج کے ساتھ مقابلہ پر بھیجا اس کے پاس پہنچ کر رجاء نے دیکھا کہ ایک خلقت اس کے ساتھ ہے اپنی تعداد کی کمی کی وجہ سے رجاء نے اس بات کو مناسب نہ سمجھا کہ وہ خود اس پر حملہ کرتا مگر وہ اس کے سامنے ٹھہر گیا اور مقابلہ کو ٹالتا رہا جب زمینداروں اور کاشت کاروں کے لئے زراعت کی پہلی فصل آئی تو وہ سب کے سب ابوحرب کا ساتھ چھوڑ کر اپنی کاشت کرنے چلے گئے ابوحرب کے پاس اب تقریباً ایک ہزار یا دو ہزار آدمی رہ گئے اب موقع پا کر رجاء نے اس پر حملہ کیا اور دونوں فوجوں میں لڑائی چھڑ گئی، مڈبھیڑ کے بعد رجاء نے مبرقع کی فوج کو غور سے دیکھا اور پھر اپنی فوج سے مخاطب ہو کر کہا مجھے اس کی تمام فوج میں اس کے سوا اور کوئی بہادر نظر نہیں آتا میں سمجھتا ہوں کہ وہ خود ہی اپنی فوج پر اپنی شجاعت کا سکہ بٹھانے کے لئے کچھ مردانگی دکھائے گا لہٰذا تم لوگ تھوڑی دیر ذرا چپ چاپ رہو اور جلدی میں اس پر حملہ نہ کرو۔

رجاء اور ابوحرب کا آمنا سامنا

رجا کے خیال کے مطابق اب خود ابوحرب نے اس کی فوج پر بڑھ کر حملہ کیا رجاء نے اپنی فوج سے کہا کہ سامنے سے ہٹ جاؤ وہ ہٹ گئے وہ ان کو چیرتا ہوا آگے نکل گیا جب اس نے واپسی میں پھر حملہ کیا تو رجاء نے پھر اپنی فوج سے کہا کہ اسے نہ روکو راستہ دے دو چنانچہ وہ ان سے گزر کر اپنی فوج میں چلا گیا رجاء نے پھر تاخیر کی اور اپنی فوج سے کہا کہ میرا خیال ہے کہ یہ دوبارہ تم پر حملہ کرے گا جب سامنے آئے تو ہٹ جانا اور جب واپس جانے لگے تو راستہ روک لینا اور پکڑ لینا مبرقع نے اس مرتبہ پھر حملہ کیا رجاء کی فوج سامنے سے ہٹ گئی وہ ان سے گزر کر آگے نکل گیا اور واپسی میں حملہ آور ہوا اس مرتبہ رجا کی فوج نے ہر طرف سے اسے گھیر کر پکڑ لیا اور گھوڑے سے اتار لیا۔

رجا کا مقابلہ میں تاخیر کرنا

جب رجاء نے مبرقع سے آتے ہی جنگ شروع نہ کی اور وہ وقت ٹالنے کے لئے اس کے سامنے ٹھہرا تو اس

وقت معتصم نے ایک شخص کو اس کے پاس بھیجا کہ وہ اسے جنگ پر آمادہ کرے مگر رجاء نے اس کی بات نہ مانی بلکہ اسے اپنے پاس قید کر دیا البتہ جب اسے ابوحرب کے مقابلہ میں کامیابی ہوگئی جسے ہم بیان کر چکے ہیں تب اس نے معتصم کے قاصد کو رہائی دی۔

رجاء ابوحرب کو لے کر معتصم کی خدمت میں حاضر ہوا معتصم نے اسے اس سلوک پر جو اس نے ان کے قاصد کے ساتھ کیا تھا ملامت کی رجاء نے کہا امیر المومنین میں آپ پر نثار آپ نے مجھے ایک ہزار فوج کے ساتھ ایک لاکھ کے مقابلہ پر بھیجا تھا میں نے مناسب نہ سمجھا کہ اس حالت میں دشمن سے جنگ چھیڑوں ورنہ میں ہلاک ہو جاتا اور میری فوج بھی ہلاک ہوتی اور اس سے مجھے کوئی فائدہ نہ ہوتا میں نے جان بوجھ کر تاخیر کی جب اس کے ساتھیوں کی تعداد کم ہوگئی تب مجھے اس سے لڑنے کا موقع اور محل نظر آیا میں نے اس پر حملہ کیا اب اس کی طاقت کمزور ہو چکی تھی اور مجھے قوت حاصل تھی اس کا نتیجہ یہ ہے کہ میں اسے قید کر کے آپ کے پاس لے آیا ہوں۔

دوسری روایت

اس واقعہ کے متعلق مذکورہ بالا بیان کے علاوہ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اس نے ۲۲۲ ہجری میں رملہ یا فلسطین میں خروج کیا تھا لوگوں نے کہا یہی سفیانی ہے پچاس ہزار یمنی اور دوسرے قبائل اس کے ساتھ ہو گئے تھے ابن بیہس اور دو اور دمشقیوں نے بھی اس کا ساتھ دیا معتصم نے رجاء الحصاری کو ایک بڑی زبردست فوج کے ساتھ اس کے مقابلہ پر بھیجا اس نے دمشق میں ان پر حملہ کیا ابن بیہس پکڑ لیا گیا اس کے دونوں ساتھی مارے گئے اس کے بعد رجاء نے رملہ میں ابوحرب پر حملہ کیا اس کے تقریباً بیس ہزار آدمی قتل کر دیئے اور ابوحرب کو پکڑ کر سامرا لے آیا ابن بیہس جیل میں قید کر دیا گیا۔

اس سال جعفر بن مہرجش الکردی نے بغاوت کی معتصم نے ماہ محرم میں ایتاخ کو اس کی سرکوبی کے لئے موصل کے پہاڑوں کو بھیجا مگر خود جعفر کے ایک آدمی نے اچانک اسے قتل کر دیا۔

اس سال ماہ ربیع الاول میں بشر بن حارث الحافی نے انتقال کیا ان کا اصل وطن مرو تھا۔

اس سال ۱۸ ربیع الاول جمعرات کے دن دو گھڑی دن چڑھے معتصم کا انتقال ہو گیا۔

معتصم کا مرض الموت، عمر اور سیرت

یکم محرم کو انھوں نے سینگیاں لگوائیں اسی وقت وہ بیمار پڑ گئے، زنام فن موسیقی کے ماہر نے بیان کیا ہے کہ اسی بیماری کے دوران جس میں ان کا انتقال ہوا ایک دن معتصم کی طبیعت ذرا سنبھلی انھوں نے حکم دیا کہ زلال تیار کی جائے ہم کل اس میں سوار ہوں گے وہ اس میں بیٹھے میں بھی ان کے ساتھ ہوا ہم دجلہ میں سیر کرتے ہوئے ان کے محلات کے سامنے سے گزرنے لگے مجھ سے فرمایا کہ یہ اشعار باجے میں ادا کرو۔

یا منزلاً لم تبل اطلالہ
حاشی لاطلالک ان تبلیٰ

اے قیام گاہ جس کے بلند پائے اب تک پرانے نہیں ہوئے
اور خدا کرے کہ کبھی وہ ایسے نہ ہوں۔

لــــم اہک اطـــلا لک لــــکـــنــــی
بـــــکـــیـــــتُ عیشـــــی فیک اذوتـــــیٰ

میں تیرے بلند ٹیلوں پر نہیں رویا بلکہ میں نے اپنے اس عیش پر نوحہ کیا ہے جس کا لطف میں نے تجھ میں اٹھایا ہے اور چونکہ اب وہ گزر گیا۔

والـــعیـــــش اولـــی مـــا بـــکـــاہ الـــفتـــی
لا بُـــدّ لـــلـــمـــحـــزونَ ان یســـلـــیٰ

ایک شریف کو حرف عیش گزشتہ ہی پر رونا زیبا ہے ، مگر اس سے کیا غمگین کو صبر کے سوا چارہ نہیں۔

میں ان کو بجاتا رہا انھوں نے ایک رطیلہ صراحی منگوائی اس میں سے ایک پیالہ پیا میں اب تک برابر وہی گست بجاتا رہا اور بار بارادا کرتا رہا۔ انھوں نے رومال اٹھایا جو سامنے رکھا تھا اب وہ زار و قطار رو رہے تھے اور رومال سے آنسو پونچھتے جاتے تھے اسی حالت میں وہ اپنے مکان کی طرف واپس آ گئے اور اس صراحی کو پورا نہ پی سکے۔

علی بن الجعد کہتا ہے کہ جب معتصم پر نزع کی کیفیت طاری ہوئی تو کہنے لگے کہ بچنے کا کوئی راستہ نہیں رہا یہ کہتے کہتے خاموش ہو گئے۔ اس راوی کے علاوہ دوسرے صاحب نے یہ بیان کیا ہے کہ اس وقت وہ کہہ رہے تھے کہ اس سب مخلوق میں سے مجھی کو لے گیا، خود معتصم سے یہ بات مروی ہے کہ آخر وقت میں انھوں نے کہا اگر میں جانتا کہ میری عمر اس قدر کم ہے تو کبھی میں یہ اور یہ نہ کرتا۔ مرنے کے بعد سامرا میں دفن کئے گئے آٹھ سال آٹھ ماہ دو دن خلافت ہوئی۔

بیان کیا گیا ہے کہ وہ شعبان ۱۸۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ ۱۷۹ھ ہجری میں پیدا ہوئے تھے پہلے بیان کے مطابق ان کی عمر ۴۶ سال ۸ ماہ اور ۱۸ دن ہوئی دوسرے بیان کے مطابق ان کی عمر ۴۷ سال ۲ ماہ اٹھارہ دن ہوئی۔ ان کا رنگ گورا مائل بہ سرخی تھا، سرخ داڑھی تھی اور طویل تھی نیچے سے چوکور تھی۔ خوبصورت آنکھیں تھیں خلد میں پیدا ہوئے۔

ایک راوی کہتا ہے کہ وہ ۱۸۰ھ ہجری میں آٹھویں مہینے پیدا ہوئے تھے وہ خلفائے عباسیہ میں آٹھواں تھے اور عباسؓ کی آٹھویں پشت میں تھے اڑتالیس سال عمر ہوئی، آٹھ بیٹے اور آٹھ بیٹیاں بعد میں چھوڑی اور آٹھ سال آٹھ ماہ خلیفہ رہے۔

محمد بن عبدالملک الزیات اور مروان بن ابی الجنوب ابن ابی حفصہ نے ان کے مرثیے لکھے۔

معتصم کے اخلاق اور سیرت کا بیان

کھجور کھانے کا ذوق

ایک مرتبہ ابن ابی داؤد نے معتصم باللہ کا ذکر شروع کیا پھر دیر تک ان کا ذکر کرتا رہا ان کی بہت تعریف کی، ان کے اعلیٰ اخلاق، شرافت، خوبی مزاج، تواضع اور مروت کی تعریف کی اور کہا کہ جب ہم عموریہ میں تھے انھوں نے مجھ

سے پوچھا اے ابوعبداللہ بھوری کھجوروں کے بارے میں کیا رائے ہے میں نے کہا امیر المومنین ہم رومی علاقے میں ہیں اور نیم پختہ کھجور عراق میں ہیں یہاں کہاں میسر آ سکتا ہے ہیں فرمانے لگے ہاں ٹھیک کہتے ہو میں نے مدینۃ السلام آدمی بھیجے تھے وہ دوٹوکریاں کھجوروں کی لائے ہیں اور میں یہ جانتا تھا کہ تم ان کو بہت شوق سے کھاتے ہوایتاخ ان میں سے ایک ٹوکری لا، ایتاخ ٹوکری لے آیا انھوں نے خود اپنے ہاتھ سے اس میں سے کھجور نکالے اور مجھ سے کہا میں آپ پر نثار آپ ان کو رکھ دیں میں جب جی چاہے گا کھاؤں گا کہنے لگے یہ نہ ہوگا تم کو میرے ہاتھ سے کھانا پڑے گا چنانچہ اب وہ برابر کلائی تک ہاتھ کھولے ہتھیلی پھیلائے رہے میں اس میں سے کھجور لے کر کھاتا رہا اور جب اس میں کوئی کھجور باقی نہ رہی تب انھوں نے ہاتھ اٹھایا۔

ابن ابی داؤد کے ساتھ سفر کرنے کا واقعہ

جب وہ سفر کرتے میں اکثر ان کے ساتھ سواری میں دوسری جانب سوار ہوتا ایک دن میں نے ان سے کہا کہ اگر آپ اپنے کسی غلام یا خاص بے تکلف کو اپنا شریک بنالیں تو مناسب ہو اس طرح کبھی آپ ان کی صحبت سے لطف اندوز ہوں اور کبھی مجھ سے اس سے آپ کا دل بھی خوش ہوگا آپ مسرور ہوں گے اور آپ کو زیادہ آرام ملے گا کہنے لگے سیما الدمشقی آج میرے ساتھ سواری میں شریک ہوگا تمھارے ساتھ کون بیٹھے گا میں نے کہا حسب بن یونس کہنے لگے مناسب ہے۔

میں نے حسن کو بلایا اور وہ میرے ساتھ سواری میں بیٹھ گیا اس روز معتصم خچر پر سوار ہوئے اور اکیلے بیٹھے اب وہ میرے اونٹ کی چال سے چلنے لگے جب مجھ سے کوئی بات کرنا چاہتے تو اپنا سر میری طرف اٹھاتے اور میں ان سے باتیں کرنا چاہتا تو اپنے سر کو جھکا دیتا اسی طرح ہم ایک ندی پر آئے جس کی گہرائی سے ہم واقف نہ تھے فوج کو ہم نے پیچھے چھوڑ دیا تھا معتصم نے مجھ سے کہا اپنی جگہ ٹھہر جاؤ میں آگے جاتا ہوں اور پہلے پانی کی گہرائی معلوم کرتا ہوں تم میرے پیچھے آنا وہ بڑھ کر ندی میں گھسے اور ایسے مقام کو تلاش کرنے لگے جہاں پانی کم ہو کبھی وہ اپنے داہنی طرف مڑتے اور کبھی بائیں طرف اور کبھی سامنے چلتے ہیں ان کے پیچھے پیچھے تھا اسی طرح ہم نے اس ندی کو عبور کیا۔

میں نے ان سے اہل شاش کے لئے بیس لاکھ درہم لئے تا کہ اس نہر کو پھر کھدواؤں جو ابتدائے اسلام میں خراب ہوگئی تھی اور اس کی خرابی سے ان کو تکلیف تھی مجھ سے کہنے لگے اے ابوعبداللہ تمھیں کیا ہو گیا ہے تم اہل شاش اور فرغانہ کے لئے میرا مال لے رہے ہو میں نے کہا امیر المومنین وہ آپ کی رعایا ہیں اور امام کی شفقت بھری نگاہ میں دور اور قریب کے یکساں ہیں۔

غصے کی حالت

ابن ابی داؤد کے علاوہ ایک اور شخص نے بیان کیا ہے کہ جب معتصم کو غصہ آتا تھا اس وقت ان کو بالکل خیال نہ رہتا تھا کہ کس کو انھوں نے قتل کیا یا کیا کام کر گزرے۔

عمارت اور لڑائی کے بارے میں ان کا مزاج

ابوالحسین اسحٰق بن ابراہیم سے مروی ہے کہ ایک دن امیر المومنین نے مجھے بلایا میں حاضر ہوا اس وقت وہ

ایک کام کی ہوئی صدری پہنے تھے سونے کا پٹکہ لگائے تھے اور سرخ جوتا پہنے تھے مجھ سے کہا اسحق میں تمھارے ساتھ چوگان کھیلنا چاہتا ہوں مگر میری زندگی کی قسم ہے تمھیں بھی ایسا ہی لباس پہننا پڑے گا جیسا کہ میں نے پہنا ہوا ہے۔ میں نے اس کے پہننے سے معافی مانگی مگر انھوں نے نہ مانا میں نے ان کا سا لباس پہن لیا ایک گھوڑا جس پر سونے کا زین اور سامان تھا ان کے لئے لایا گیا وہ سوار ہوئے اب ہم دونوں میدان میں کھیلنے آئے۔ تھوڑی دیر کھیلنے کے بعد انھوں نے مجھ سے کہا میں تمھیں سست محسوس کرتا ہوں اور میرا خیال ہے کہ یہ لباس تمھیں پسند نہیں میں نے کہا جی ہاں واقعہ تو یہی ہے یہ سن کر وہ اتر پڑے میرا ہاتھ تھاما اور مجھے ساتھ لے کر حمام کے حجرے میں آئے مجھ سے کہا اسحق میرے کپڑے اتارو میں نے کپڑے اتارے وہ برہنہ ہو گئے پھر مجھے کپڑے اتارنے کا حکم دیا میں نے بھی کپڑے اتارے اب ہم دونوں حمام میں داخل ہوئے ہمارے ساتھ کوئی غلام بھی نہ تھا میں نے ان کا بدن ملا اور پھر انھوں نے اسی طرح میرا بدن ملا اگرچہ میں برابر یہ کہتا رہا کہ آپ ایسا نہ کریں مگر انھوں نے نہ مانا حمام سے نکلے تو میں نے ان کے کپڑے ان کو دیئے اور خود اپنے کپڑے پہن لئے اب پھر انھوں نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور چلے اسی طرح ہم ان کے ایوان میں آئے مجھ سے کہا اسحق مصلیٰ اور دو تکیے لے کر آؤ میں نے لا دیئے وہ تکیے رکھ کر لیٹ گئے پھر مجھ سے کہا ایک مصلیٰ اور دو تکیے اور لے کر آؤ میں لے آیا مجھ سے کہا تکیے رکھ کر میرے برابر تم بھی سو جاؤ میں نے قسم کھا کر کہا کہ یہ مجھ سے نہ ہوگا میں ان کے پاس بیٹھ گیا ایتاخ الترکی اور اشناس آئے معتصم نے ان سے کہا اس وقت یہاں سے جاؤ جب میں آواز دوں تب آ جانا اس کے بعد مجھ سے کہا اسحق میرے دل میں ایک بات ہے میں عرصے سے اس پر غور و فکر کر رہا ہوں آج میں نے تمھیں خوابگاہ میں اسی لئے بلایا ہے کہ تم سے وہ بات کہہ دوں میں نے کہا شوق سے ارشاد فرمایئے میں آپ کا ادنیٰ غلام اور غلام زادہ ہوں انھوں نے کہا میں نے اپنے بھائی مامون کی حالت پر غور کیا انھوں نے جن چار آدمیوں کو خاص طور پر اپنا بنایا تھا وہ اپنی وفاداری میں پورے اترے میں نے بھی چار آدمیوں کو اپنا بنایا مگر ان میں سے ایک بھی کارآمد ثابت نہ ہوا میں نے پوچھا کہ آپ کے بھائی نے کن آدمیوں کو اپنا بنایا تھا کہنے لگے طاہر بن الحسین جسے تم دیکھ چکے ہو اور جس کے حالات سن چکے ہو عبداللہ بن طاہر وہ ایسا شخص ہے جس کی نظیر نہیں ملتی تیسرے سلطان کو تمھارے جیسا انسان نہیں مل سکتا اور تمھارے بھائی محمد بن ابراہیم جس کی نظیر نہیں اس کے مقابلہ میں میں نے افشین کو اپنا بنایا تمھیں اس کا انجام معلوم ہے، اشناس وہ نہایت نکما اور بزدل ہے ایتاخ وہ کچھ نہیں اور وصیف وہ بھی ناکارہ ہے میں نے کہا امیر المومنین میں آپ پر قربان اگر آپ ناراض نہ ہوں تو عرض کروں انھوں نے کہا کہو میں نے کہا امیر المومنین آپ کے بھائی نے اصول کو دیکھا اس سے کام لیا اس کا پھل اچھا ملا آپ نے محض فروع سے کام لیا، چونکہ ان کی اصل اچھی نہ تھی اس لئے وہ بار آور نہ ہو سکے، کہنے لگی اس تمام مدت میں جو تکلیف اس خیال سے مجھے ہوئی وہ بخدا تمھارے اس جواب سے میرے لئے سہل تھی۔

باندی سے گانا سننے کا واقعہ

اسحق بن ابراہیم الموصلی نے بیان کیا کہ ایک دن میں امیر المومنین معتصم باللہ کی خدمت میں حاضر ہوا ایک باندی انکی محبوبہ انہیں گانا سنا رہی تھی میں جب سلام کر کے اپنی جگہ بیٹھ گیا تو اس سے کہا جو پہلے گا رہی تھی پھر سناؤ وہ گانے لگی مجھ سے کہا اسحق اس کا گانا پسند آیا میں نے کہا امیر المومنین کیوں نہیں اس کی آواز سر لگانا نہایت عمدہ ہے۔ وہ ایک سے دوسری راگنی کی طرف ترقی کرتی ہے اس کی آواز کے ٹکڑے مروید دار کے ہار سے خوبصورت جو سینے پر پڑا ہوا زیادہ

خوبصورت اور دلفریب ہیں کہنے لگے اسحق تمھاری تعریف اس سے اور اس کے گانے سے کہیں بہتر ہے پھر اپنے بیٹے ہارون سے کہا اس بات کو غور سے سنو۔

اسحق کا جذبہ خدمت

اسحق بن ابراہیم الموصلی نے بیان کیا کہ میں نے معتصم سے ایک بات کے متعلق کچھ کہا تھا انھوں نے مجھ سے کہا اسحق جب انسان پر خواہش غالب ہوتی ہے اس کی عقل معطل ہو جاتی ہے، میں نے عرض کیا امیر المومنین میں چاہتا تھا کہ کاش میری جوانی ہوتی تو میں آپ کی وہ خدمت کر سکتا جو میں چاہتا ہوں کہنے لگے تم اب بھی اپنی کوشش سے میری خدمت کرتے ہو لہٰذا تمھاری جوانی اور بڑھاپے میں کچھ فرق نہیں۔

معتصم کے والدین

ابوحسان نے بیان کیا ہے کہ ابو اسحق المعتصم کی ماردہ نامی ماں کوفہ میں پیدا ہوئی۔

فضل بن مروان نے بیان کیا ہے کہ ان کی ماں ماردہ سغد یہ تھی اس کے باپ نے جس کا نام غالباً بندنجین تھا سواد میں نشونما پائی تھی ان کے علاوہ ماردہ سے رشید کی اور بھی اولاد تھی ابو اسماعیل اور ام حبیب اور دو اور تھیں جن کے نام معلوم نہیں۔

ابن ابی داؤد نے بیان کیا ہے کہ معتصم نے میرے ہاتھوں اور میرے ذریعے سے صدقے اور صلے میں ایک کروڑ درہم خرچ کیے۔

ابوجعفر ہارون الواثق کی خلافت

معتصم کے انتقال کے دن یعنی بروز بدھ ۸ ربیع الاول ۲۲۷ ہجری ان کے بیٹے ہارون الواثق بن محمد المعتصم کی بیعت خلافت ہوئی ابوجعفر ان کی کنیت تھی، ان کی ماں ایک رومی ام ولد قراطیس نامی تھی۔

اس سال توفیل بادشاہ روم مر گیا بارہ سال اس نے حکومت کی تی، اس کے بعد چونکہ اس کا لڑکا میخائیل بالکل بچہ تھا اس کی بیوی تدورہ روما کی ملکہ بنی۔

اس سال جعفر بن المعتصم کی امارت میں حج ہوا واثق کی ماں بھی حج کے لئے اس کے ہمراہ تھی مگر ۴ ذی القعدہ کو حیرہ میں اس کا انتقال ہو گیا اور وہ کوفہ میں داؤد بن عیسیٰ کے محل میں دفن کر دی گئی۔

۲۲۸ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال کے رمضان میں واثق نے اشناس کی یہ عزت افزائی کی کہ اسے سامنے بٹھا کر دو ہار جواہر کے

پہنائے۔

اس سال ابوالحسن المدائنی کا اسحٰق بن ابراہیم الموصلی کے گھر میں انتقال ہوا نیز اس سال مشہور شاعر حبیب بن اوس ابوتمام الطائی کا انتقال ہوا۔ اس سال عبداللہ بن طاہر نے حج کیا اس سال مکہ کے راستے میں اشیائے خوردونوش بہت مہنگی ہوگئیں ایک رطل روٹی ایک درہم میں اور ایک پانی کی مشک چالیس درہم میں ملنے لگی عرفات میں پہلے نہایت شدید گرمی ہوئی جس سے حاجیوں کو سخت تکلیف برداشت کرنا پڑی، اسی گھڑی پھر شدید بارش اور ژالہ باری ہوئی کہ اس کی نظیر نہ تھی، جمرہ عقبہ میں پہاڑ کے ایک ٹکڑے کے گر جانے سے کئی حاجی ہلاک ہوگئے اس سال محمد بن داؤد کی امارت میں حج ہوا۔

۲۲۹ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال واثق نے اپنے اہلکاروں کو قید کر دیا اور ان کے ذمے بہت سی رقم لگائی، انھوں نے احمد بن اسرائیل کو اسحٰق بن یحیٰی بن معاذ فوج خاصہ کے سردار کے سپرد کیا اور حکم دیا کہ اسے روزانہ دس کوڑے مارے جائیں چنانچہ تقریباً ایک ہزار کوڑے مارے گئے تو اس نے اسی ہزار دینار ادا کئے، سلیمان بن وہب ایتاخ کے میر منشی سے چار لاکھ دینار وصول کئے گئے۔ حسن بن وہب سے چودہ ہزار دینار، احمد بن الخصیب اور اس کے ماتحت اہلکاروں سے دس لاکھ دینار، ابراہیم بن رباح اور اس کے تحت منشیوں سے ایک لاکھ دینار، نجاح سے ساٹھ ہزار دینار اور ابوالوزیر سے سمجھوتہ کے ساتھ ایک لاکھ چالیس ہزار دینار وصول کئے گئے عاملوں سے ان کی خدمت کے نذرانے میں جو وصول کیا گیا وہ ان رقموں کے علاوہ تھا۔

محمد بن عبدالملک نے ابن ابی داؤد اور دوسرے تمام نظماء فوجداری سی عداوت ٹھان لی ان کی تحقیقات ہوئی اور وہ قید کئے گئے اسحٰق بن ابراہیم کو ان کے حالات کی تحقیقات کے لئے عدالت عام میں اجلاس کا حکم ہوا۔ اس نے ان کی تحقیقات کی ان کو سب کے سامنے ملزم کی حیثیت سے کھڑا کیا اور اس طرح ان کو ہر طرح کی تکلیف اور ذلت اٹھانا پڑی۔

ان اسباب کا ذکر جن کی وجہ سے اس سال واثق نے اپنے اہل قلم سے یہ سلوک کیا

عزون بن عبدالعزیز الانصاری نے بیان کیا ہے کہ اس سال ہم ایک رات واثق کی خدمت میں حاضر تھے انھوں نے خود ہی کہا کہ آج مجھے نبیذ کی خواہش نہیں ہے مگر آؤ آج ہم باتیں کریں وہ ایوان ہارونی کے بیچ کے دالان میں اس پہلی بنی ہوئی جماعت میں بیٹھ گئے جسے ابراہیم بن رباح نے بنوایا تھا۔ اس دالان کی ایک شق میں ایک سر بفلک سفید گنبد تھا جو ایک گز کے علاوہ بالکل انڈے کی طرح معلوم ہوتا تھا اس ایک گز جگہ میں نظر گھوم سکتی تھی اس کے درمیان

میں منقش سا گوان تھا جس پر لاجوردی اور سنہرا کام تھا لگا ہوا تھا اسے قبہ منطقہ کہتے تھے اور اسی مناسبت سے اس دالان کو قبہ منطقہ والا دالان کہتے تھے۔

ہم تمام رات بیٹھے باتیں کرتے رہے واثق نے کہا تم میں سے کون اس سبب سے واقف ہے جس کی وجہ سے میرے دادا رشید نے برامکہ کا خاتمہ کیا، میں نے کہا میں اس کا پورا قصہ بیان کرتا ہوں رشید کو معلوم ہوا کہ عون درزی کی ایک بہت عمدہ باندی ہے رشید نے اسے بلا بھیجا اور اسے بغور دیکھا اس کا حسن و جمال عقل و تمیز ان کو پسند آئی انھوں نے عون سے اس کی قیمت دریافت کی اس نے کہا امیر المومنین میں نے جو قیمت اس کی مقرر کی ہے اسے سب جانتے ہیں میں نے قسم کھائی ہے کہ ایک لاکھ دینار سے ایک پیسہ کم نہ لوں گا ورنہ میرے تمام غلام اور یہ آزاد ہے اور میرا تمام مال اللہ کی راہ میں صدقہ ہوگا اس کے لئے میں نے ایسی قسم کھائی ہے کہ اس سے بچنے کی کوئی صورت نہیں اور اس پر میں نے سچے اور نیک کردار لوگوں کو گواہ بنایا ہے تاکہ میں کسی طرح اس عہد کی خلاف ورزی نہ کرسکوں۔ لہٰذا اب میرے پاس کوئی حیلہ اس قسم کی خلاف ورزی کا نہیں ہے یہ اس کی قیمت ہے۔

ہارون نے کہا اچھا ہم نے ایک لاکھ دینار میں اسے خرید لیا اس کے بعد انھوں نے یحییٰ بن خالد کو اس واقعہ کی اطلاع بھیجی اور حکم دیا کہ ایک لاکھ دینار بھیج دو یحییٰ نے سن کر کہا یہ برائی کی ابتدا ہے اگر وہ صرف ایک باندی کی قیمت ادا کرنے کے لئے ایک لاکھ درہم طلب کرتے ہیں تو آئندہ اسی طرح مانگتے رہیں گے، اس خیال سے اس نے رشید کو اطلاع دی کہ اس قدر ممکن ہیں رشید اس پر ناراض ہو گئے اور کہنے لگے کیا میرے خزانے میں ایک لاکھ دینار بھی نہیں ہیں انھوں نے دوبارہ یحییٰ سے اس رقم کی ادائیگی کا مطالبہ کیا اور کہا جس طرح ممکن ہو بھیج دی جائے یحییٰ نے اپنے ماتحت اہلکاروں سے کہا کہ اس رقم کو درہموں کی شکل میں انکے پاس لے جاؤ تاکہ اسے دیکھ کر ان کو معلوم ہو کہ ایک لاکھ دینار کیا ہوتے ہیں اور شاید وہ اتنی بڑی رقم دیکھ کر اس باندی کو نہ خریدیں، چنانچہ اب اس نے ایک لاکھ دینار کے درہم ان کو بھیجا اور کہا کہ یہ لاکھ دینار کی قیمت ہے اس نے یہ بھی حکم دیا کہ اس رقم کو اس دالان میں رکھا جائے جہاں سے وہ نماز ظہر کے لئے وضو کرنے گزریں گے تاکہ خود دیکھ لیں۔

رشید ظہر کے وقت باہر آئے تو ان کو تھیلیوں کے پہاڑ نظر آئے پوچھا یہ کیا ہے لوگوں نے کہا کہ اس باندی کی قیمت ہے چونکہ دینار موجود نہ تھی اس لئے ان کی قیمت کے درہم حاضر ہیں رشید کو وہ رقم بہت زیادہ معلوم ہوئی انھوں نے اپنے ایک خادم ہو آواز دی اور کہا کہ اس رقم کو لے کر میرے لئے ایک خاص توشہ خانہ بنا دو تاکہ جس قدر میں چاہوں وہاں رکھ سکوں اور اس کا نام انھوں نے بیت مال العروس رکھا اور حکم دیا کہ باندی عون کو واپس کر دی جائے۔

اب انھوں نے رقم کی تفتیش شروع کی معلوم ہوا کہ تمام سرکاری رقم برامکہ برباد کر چکے ہیں انھوں نے برامکہ کی جانب سے بے رخی شروع کی اور ان کو مشتبہ نظروں سے دیکھنے لگے برامکہ کے علاوہ اپنے دوسرے مصاحبین اور ادباء کو اپنے پاس بلا کر ان سے باتیں کرتے اور انھیں کے ساتھ رات کا کھانا کھاتے ان لوگوں میں ایک ایسا شخص تھا جو ادیب مشہور تھا اور اپنی کنیت ابوالعود سے مشہور تھا دوسرے درباریوں کے ساتھ ایک رات وہ بھی حاضر ہوا اس کی گفتگو رشید کو بہت پسند آئی انھوں نے اپنے ایک خدمتگار کو حکم دیا کہ تم صبح کو یحییٰ بن خالد کے پاس جا کر ہماری طرف سے کہنا کہ ابو العود کو تیس ہزار درہم دے دیئے جائیں۔ خدمتگار نے یحییٰ سے کہہ دیا اس نے ابوالعود سے کہا کہ میں تمھیں دوں گا مگر آج کچھ نہیں ہے رقم آجائے تو انشاءاللہ دوں گا۔ اس کے بعد یحییٰ اس سے وعدے کر کے ٹالتا رہا اسی طرح ایک مدت گزر

گئی اب ابوالعود کے دل میں برامکہ کی دشمنی پیدا ہوئی اور وہ ایسے موقع کی تلاش میں لگ گیا کہ جب وہ رشید کو ان کے خلاف برہم کرے اس سے پہلے ہی لوگوں میں اس بات کی شہرت ہو چکی تھی کہ رشید برامکہ کو اچھا نہیں سمجھتے ابوالعود ایک رات ان کی خدمت میں حاضر ہوا باتیں ہونے لگیں سلسلہ کلام کو وہ اپنی چال سے عمرو بن ابی ربیعہ کے ان اشعار پر لے آیا جو اس نے ان کو سنا دیئے۔

وعدت هند، وما كانت تعد
ليت هنداً انجزتنا ما تعد
واستبدت مرةً واحدةً
انما العاجز من لا يستبد

ہند نے وعدہ کر لیا حالانکہ وہ کسی سے وعدہ نہیں کرتی
کاش وہ اس وعدہ کو ہمارے لئے پورا کرے
اور صرف ایک مرتبہ اس نے اپنی رائے پر اصرار کیا
اور جو شخص اپنی رائے پر عمل نہیں کرا سکتا وہ عاجز ہوتا ہو۔

رشید نے کہا ہاں نکما ہی اپنی رائے پر عمل نہیں کرا سکتا مجلس ختم ہوگئی، یحییٰ نے رشید کے خدمتگاروں میں سے ایک خدمتگار کو دربار کی خبریں پہنچانے کے لئے متعین کیا تھا صبح کو یحییٰ رشید کے پاس آیا رشید نے کہا کل رات حاضرین میں سے ایک صاحب نے مجھے بعض اشعار سنائے میرا ارادہ ہوا تھا کہ اسی وقت تمھاری طرف پیغام بھیجوں مگر پھر میں نے مناسب نہ سمجھا کہ تمھیں تکلیف دوں اب وہ شعر سنو، یحییٰ نے کہا کیا خوب کہا ہے مگر وہ اپنے دل میں سمجھ گیا کہ ان اشعار سے کیا مراد ہے گھر آ کر اس نے اپنے مخبر خدمتگار کو بلایا اور پوچھا کہ یہ شعر کس نے پڑھے تھے اس نے کہا ابوالعود نے یحییٰ نے اسے بلایا اور کہا کہ آپ کی رقم کی ادائیگی میں بے شک ہم نے دیر کی مگر اب رقم آ گئی ہے پھر اپنے ایک خادم سے کہا کہ ان کو تیس ہزار درہم تو امیر المومنین کے خزانے سے دو اور بیس ہزار میری طرف سے اس تاخیر کے معاوضہ میں دو جوان کی رقم کی ادائیگی میں ہم نے کی ہے نیز فضل اور جعفر سے جا کر کہو کہ یہ شخص احسان کا مستحق ہے امیر المومنین نے ان کو رقم دلوائی تھی میں نے دینے میں تاخیر کی اب رقم آئی تو میں نے نہ صرف امیر المومنین کا عطیہ بے باک کیا بلکہ اپنے پاس سے بھی صلہ دیا میں چاہتا ہوں کہ تم دونوں بھی ان کو صلہ دو انھوں نے پوچھا یحییٰ نے کیا دیا ہے اس نے وہ رقم بتائی جو یحییٰ نے دی تھی ان دونوں نے بھی بیس بیس ہزار درہم اسے دے دیئے یہ اس سب رقم کو لے کر اپنے گھر آیا۔

رشید نے ان کی گرفت میں پوری کوشش کی اور ایک دم سب کو گرفتار کر لیا ان کا تمام اقتدار اور خوش بختی ختم ہو گئی رشید نے جعفر کو قتل کر دیا اور جو کچھ کیا وہ سب کو معلوم ہے۔

یہ قصہ سن کر واثق کہنے لگے کہ میرے دادا سچے ہیں بے شک جو شخص اپنی رائے پر عمل نہ کرا سکتا ہو وہ عاجز ہے اس کے بعد وہ خیانت کا ذکر کرنے لگے اور کہنے لگے کہ خائن اس سزا کے مستحق ہوتے ہیں، عزون کہتا ہے کہ اسی وقت میرے دل میں یہ بات جم گئی تھی۔ کہ بہت جلد اپنے کاتبوں کے خلاف سخت کاروائی کریں گیا چنانچہ ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ انھوں نے اب سب کو پکڑ لیا ابراہیم بن ریاح، سلیمان بن وہب، ابوالوزیر، احمد بن الخصیب اور ان کی ساری جماعت گرفتار کر لی گئی۔

واثق نے ایتاخ کے کاتب سلیمان بن وہب کو گرفتار کر کے اس پر دولاکھ درہم یا دینار کا مطالبہ عائد کیا اسے قید کر دیا گیا اور ملاحوں کا کرتہ پہنا دیا گیا اس نے ایک لاکھ درہم تو اسی وقت دے دیئے اور باقی کے لئے بیس ماہ کی مہلت مانگی واثق نے یہ بات مان لی اسے رہا کر کے پھر ایتاخ کی معتمدی پر بحال کر دیا اور حسب دستور سیاہ لباس پہننے کی اجازت دے دی۔

اس سال ایتاخ کی طرف سے شار باميان یمن کا والی ہو کر ربیع الآخر میں یمن کو روانہ ہوا۔

اس سال محمد بن صالح بن العباس مدینہ کا والی مقرر ہوا، اس سال محمد بن داؤد کی امارت میں حج ہوا۔

۲۳۰ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال واثق نے بغا الکبیر کو ان بدیوں کو سرزنش کے لئے مدینہ منورہ بھیجا جنھوں نے حوالی مدینہ میں ہنگامہ برپا کر رکھا تھا۔

بدویوں کی مدینہ کے اردگرد فتنہ انگیزی اور اسکا تدراک

بنی سلیم نے مدینہ کے اطراف میں عرصہ سے ایک شور مچا رکھا تھا اور لوگوں کو پریشان کر رکھا تھا، حجاز کے جس ہاٹ میں ان کا گزر ہوتا وہ جس طرح چاہتے اجناس کو لے لیتے رفتہ رفتہ ان کی جرات اتنی بڑھی کہ انھوں نے جمادی الآخر ۲۳۰ھ ہجری میں مقام جار میں بنی کنانہ اور باہلہ کی ایک جماعت پر حملہ کر کے ان کو لوٹ لیا اور ان میں سے بعض کو قتل بھی کر دیا ان کا سرغنہ عزیزہ بن قطب السلمی تھا، محمد بن صالح بن العباس الہاشمی اس وقت کے عامل معینہ نے حماد بن جریر الطبری کو ان کی سرزنش کے لئے بھیجا۔ حماد بن جریر وہی شخص ہے جسے واثق نے دوسو جندارمہ کے ساتھ مدینہ منورہ کے بدویوں کے مقابلہ کے لئے بھیجا تھا۔ حماد باقاعدہ سپاہ، اہل مدینہ کے قریش، انصار ان کے موالیوں اور دوسرے رضا کاروں کے ساتھ ان کے مقابلہ کے لئے چلا ان کے طلائع اسے ملے۔ اگرچہ بنی سلیم لڑائی سے کترا رہے تھے مگر حماد بن جریر نے ان سے لڑنے کا اپنی فوج کو حکم دے دیا اور مقام روثیہ پر جو مدینہ سے تین منزل کے فاصلہ پر ہے ان پر حملہ آور ہوا بنی سلیم اور ان کی کمک جو انھیں صحرا سے ملی تھی کی کل تعداد چھ سو پچاس تھی ان میں زیادہ تعداد جو لڑنے آئی تھی وہ بنی سلیم کے قبیلہ بنی عوف کے لوگ تھے اشہب بن دویکل بن یحییٰ بن حمیر العوفی اور اس کا چچا سلمہ بن یحییٰ اور بنی بعید کا عزیزہ بن القطاب اللبیدی ان کے ساتھ اور ان کے قائد تھے ان میں کل ایک سو پچاس سوار تھے، حماد اور اس کی جماعت نے ان سے جنگ شروع کی۔ جنگ کے دوران بنی سلیم کے اصل وطن سے جس کا نام اعلیٰ الروثیہ تھا اور جو مقام جنگ سے چار میل تھا پانچ سو کی کمک ان کو پہنچ گئی اب وہ نہایت بے جگری سے لڑے مدینہ کے حبشی تمام لوگوں کو لے کر میدان کارزار سے بھاگ گئے مگر حماد اس کی جمعیت والے، قریش اور انصار بدستور مقابلہ پر جمے رہے اور انھوں نے آتش جنگ کا پورا مزہ چکھا حماد اور اس کی جمعیت قتل ہو گئی۔ قریش اور انصار کے جو لوگ میدان جنگ میں ثابت قدم رہے تھے

ان کی بھی ایک معقول تعداد قتل ہوگئی بنو سلیم نے تمام مویشی، اسلحہ اور کپڑوں پر قبضہ کرلیا اس جنگ سے ان کی شوکت بہت بڑھ گئی انھوں نے مکہ اور مدینہ کے درمیان کے تمام دیہاتوں اور پانی کے چشموں کو لوٹ لیا کوئی شخص اس راستہ سے گزر نہیں سکتا تھا انھوں نے آس پاس کے دوسرے قبائل عرب پر بھی شب خون مارے واثق نے بغا الکبیر ابو موسیٰ الترکی کو زرہ پوش فوج، ترکوں اور مغربیوں کے ساتھ ان کی سرزنش کے لئے حجاز بھیجا وہ شعبان ۲۳۰ ہجری میں وہاں آ گیا ابھی شعبان کے کچھ دن باقی تھے کہ وہ حرہ بنی سلیم کی طرف چلا اس کے مقدمۃ الجیش پر طردوش الترکی سردار تھا اس نے ان کو حرہ کے ایک چشمہ پر آ پکڑا اور ان کے پہلو میں سوارقیہ سے ادھر جوان کا قصبہ تھا جہاں وہ دشمن سے بھاگ کر پناہ گزین ہوئے تھے اور یہ بہت سے قلعے تھے جنگ ہوئی جو جماعتیں ان کے مقابل ہوئیں ان میں سے بیشتر حصہ بنی عوف کا تھا ان میں عزیزہ بن القطاب اور اشہب بھی تھے جو آج دونوں سپہ سالاری کر رہے تھے بغا نے ان کے تقریباً پچاس آدمی قتل کر دیئے اور اتنے ہی قید کر لئے بقیہ نے شکست کھا کر راہ فرار اختیار کی اس واقعہ سے بنو سلیم زد میں آ گئے لڑائی کے بعد بغا نے ان کو امیر المومنین واثق کی منظوری کی شرط پر امان کی دعوت دی اور خود وہ سوارقیہ میں ٹھہر گیا بنو سلیم اس کے پاس آنے لگے اور جمع ہوئے، اس نے ان کو دس دو پانچ اور ایک ایک کر کے جمع کیا ان کے علاوہ جو دوسرے لوگ وہاں جمع ہوئے اس نے ان کو گرفتار کرلیا البتہ بنی سلیم کے بدمعاش اکثر بھاگ گئے اور بہت کم اس کے ہاتھ آئے، یہی لوگوں کو زیادہ تنگ کرتے تھے اور راہزنی کرتے تھے جو لوگ اس کے ہاتھ آئے ان میں اپنی ثابت قدمی کی وجہ سے زیادہ تر بنی عوف تھے آخری آدمی جو پکڑا گیا وہ بنی سلیم کے خاندان بنی حبش کا ایک شخص تھا اس طرح جس جس کے شریر اور مفسد ہونے کی اسے اطلاع ملی تھی اس نے ان سب کو پکڑ لیا ان کی تعداد ایک ہزار کے قریب تک پہنچی ان کے علاوہ اس نے دوسروں کو رہا کر دیا۔

اب بغا سوارقیہ سے بنی سلیم کے قیدی اور دوسرے امان حاصل کرنے والوں کو لے کر ذی القعدہ ۲۳۰ ہجری میں مدینہ آیا یہاں اس نے ان سب کو یزید بن معاویہ کے مکان میں قید کر دیا اور ذی الحجہ میں حج کے ارادے سے مکہ روانہ ہوا حج کے بعد ذات عرق آیا اس نے بنی ہلال کو بھی بنی سلیم کی طرح امان کی دعوت بھیجی وہ اس کے پاس آئے اس نے ان کے تقریباً تین سو بدمعاش سرکشوں کو گرفتار کر کے باقی چھوڑ دیئے پھر وہ ذات عرق سے جولستان سے ایک منزل اور مکہ سے دو منزل ہے چلا آیا۔

اس سال پیر کے روز ۱۱ ربیع الاول کو نیسابور میں ابو العباس عبداللہ بن طاہر کا اشناس کی موت کے صرف نو دن بعد انتقال ہوگیا۔ مرنے کے وقت وہ جنگ، شرط، علاقہ سواد خراسان اس کے توابع، رے، طبرستان اور اس کا ملحقہ علاقہ اور کرمان کا والی تھا اس تمام علاقہ کا خراج چار کروڑ اسی لاکھ تھا اس کے بعد واثق نے ان تمام خدمتوں پر اس کے بیٹے طاہر کو سرفراز کر دیا۔

اس سال اسحٰق بن ابراہیم بن مصعب نے حج کیا اور اس کا انتظام اسی کے سپرد تھا مگر حج محمد بن داؤد کی امارت میں ادا ہوا۔

۲۳۱ھ ہجری شروع ہوا

اس سال کے واقعات

اس سال محرم میں مسلمانوں اور رومیوں میں فدیہ کی ادائیگی کے بعد قیدیوں کا تبادلہ خاقان خادم کے ہاتھ سر انجام پایا مسلمانوں کی تعداد ۴۳۶۲ ہوگئی تھی۔

اس سال وہ تمام بنی سلیم، جن کو بغا نے قید کیا تھا مارے گئے۔

بنو سلیم کا حالت قید میں قتل اور اس کے اسباب

بنو ھلال کی گرفتاری

جب ذات عرق میں بنو ہلال بغا کے پاس آئے اور اس نے ان میں سے اتنے لوگوں کو جو ہم بیان کر چکے ہیں پکڑ لیا تو وہ محرم کے عمرہ کو ادا کرنے روانہ ہوا اور پھر مدینہ پلٹ آیا اور یہاں اس نے ان بنو ہلال کو بھی جن کو اس نے پکڑ لیا تھا مدینہ آکر بنو سلیم ہی کے ساتھ یزید بن معاویہ کے محل میں قید کر دیا اور سب کو بیڑیاں ڈلوا دیں بنو سلیم اس سے چند ماہ پہلے پکڑے جا چکے تھے۔

قیدیوں سے مقابلہ

اس کے بعد اب بغا بنو مرہ کی طرف چلا اس وقت مدینہ میں تقریباً تیرہ سو آدمی بنو سلیم اور بنو ہلال کے قید تھے انھوں نے بھاگنے کے لئے اس محل میں نقب لگائی اہل مدینہ کی ایک عورت نے نقب کو دیکھ لیا اور سب کو آواز دی تمام اہل مدینہ وہاں آگئے دیکھا کہ قیدیوں نے پہرہ داروں پر حملہ کر کے ایک یا دو کو قتل بھی کر دیا ہے اور کچھ یا ایک بڑی تعداد نے جیل سے نکل کر اپنے پہرہ داروں کے ہتھیار سنبھال لئے ہیں اس خطرناک حالت کو محسوس کر کے تمام مدینہ والے جن میں شرفا اور غلام سب تھے ان کے مقابلہ پر تیار ہو گئے عبداللہ بن احمد بن داؤد الہاشمی اس وقت مدینہ کا عامل تھا مدینہ والوں نے ان کو قید سے نکل بھاگنے سے روک دیا اور ساری رات صبح تک اس محل کا محاصرہ کئے رہے ان قیدیوں نے جمعہ کی رات میں یہ اقدام کیا تھا اور یہ اس لئے کہ عزیزہ بن القطاب نے ان سے کہا تھا کہ میں ہفتہ کے دن کو اپنے لئے منحوس سمجھتا ہوں اہل مدینہ برابر ان سے چمٹ کر لڑتے رہے بنو سلیم نے بھی مقابلہ کیا مگر مدینہ والوں کو ان پر غلبہ حاصل ہوا اور اب انھوں نے ان سب کو قتل کر دیا۔

عزیزہ یہ رجز پڑھ رہا تھا۔

لا بد من زخم وان صاق الباب

انی انا عزیزۃ بن القطاب

للموت خیر، للفتی من العاب

هـــذا و ربّــــی عـــمـــل، لـلـبـــوّاب

اگرچہ دروازہ تنگ ہو مگر اس میں گھسنا ضروری ہے

میں عزیزہ بن القطاب ہوں

نامردی سے جوانمرد کے لئے موت بہتر ہے

بخدا میں پہرہ داروں کے ساتھ یہی کرتا ہوں۔

اس کی بیڑی جسے اس نے توڑ لیا تھا اس کے ہاتھ میں تھی وہی اس نے ایک شخص کو پھینک ماری جس سے وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا جس قدر قیدی اس گھر میں تھے وہ سب ہی قتل کر دیئے گئے۔ مدینہ کے حبشیوں نے اس موقع سے یہ فائدہ اٹھایا کہ جو بدوی سامان معیشت خریدنے مدینہ آئے تھے ان میں سے جسے انھوں نے شہر کی گلی کوچوں میں پایا قتل کر دیا یہاں تک کہ ایک اعرابی جو قربی سے نکل رہا تھا اسے بھی ان حبشیوں نے قتل کر دیا یہ بنی ابوبکر بن کلاب کے خاندان میں عبدالعزیز بن زرارہ کی اولاد میں تھا، بغا وہاں موجود نہ تھا جب واپس آیا تو اس نے دیکھا کہ سب قتل ہو چکے ہیں یہ بات اسے بہت ہی ناگوار معلوم ہوئی اور اسے اس قتل کا بہت سخت رنج ہوا۔

بیان کیا گیا ہے کہ محافظ نے رشوت لے کر ان سے دروازہ کھولدینے کا وعدہ کیا تھا مگر اس کی معیاد سے پہلے ہی یہ لوگ نکل پڑے وہ لڑتے جاتے تھے اور یہ رجز پڑھتے جاتے تھے۔

الـــمـــوت خيـــر لـــلـــفـتـــى مـــن الـــعـــاد

قـــد اخـــذ الـبـــواب الف ديـــنـــار

جوانمرد کے لئے موت ذلت سے بہتر ہے

محافظ جیل نے ایک ہزار دینار لئے ہیں۔

جب بغا نے ان کو پکڑا تھا اس وقت وہ یہ کہہ رہے تھے۔

يـــا بُـــغية الـــخيـــر و سيف الـــمـــنتبـــه

و جـــانـــب الـــجـــور الـبـــعـــيـد الـمـشتبـــه

اے خیر کی امید گاہ اور چونکا دینے والی تلوار اور ایسے افعال سے علیحدہ رہنے والے جس میں دور دراز کا بھی ظلم کا شبہ ہوتا ہو۔

مـــن كـــان مـــنـــا جـــانـــاً فـلـــســـت بـــه

افـــعـــل هـــداک الـلـــهُ مـــا امـــرتَ بـــه

ہم میں جو مجرم ہو میں اس کے ساتھ نہیں ہوں

اللہ تم کو ہدایت دے جو تم کو حکم دیا گیا ہے ان کی بجا آوری کرو۔

بغا نے کہا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ تمھیں قتل کر دوں۔

عزیزہ بن القطاب بنی سلیم کا سرکردہ اپنے ساتھیوں کے قتل کے بعد ایک کنویں میں جا چھپا تھا ایک مدنی نے وہاں پہنچ کر اسے قتل کر دیا۔

بے وقت اذان

جس رات مدینہ والے بنی سلیم کی نگہبانی کے لئے بیدار رہے تھے ان کے موذن نے رات ہی میں صبح کی اذان کہہ دی تا کہ طلوع فجر سے بنی سلیم ڈر جائے اس پر اعرابی ہنسنے لگے اور کہنے لگے پینے والو تم اور ہمیں رات کے متعلق وقت بتاتے ہو ہم رات کو تم سے زیادہ جانتے ہیں۔

چونکہ بغا فزارہ اور بنی مرہ کی ان جماعتوں سے لڑنے کیلئے گیا تھا جنھوں نے فدک پر غاصبانہ قبضہ کرلیا تھا اس لئے وہ یہاں ان لوگوں کی نگرانی کے لئے موجود نہ تھا فدک کے غاصبین کے سامنے پہنچ کر اس نے بنی فزارہ کے ایک شخص کو ان کے پاس بھیجا تا کہ اس کی طرف سے وہ امان پیش کردے اور اس کے نتیجہ سے آ کر اطلاع دے اس نزاری نے ان کے پاس آ کر انھیں بغا کی سطوت سے ڈرایا اور کہا کہ بہتر یہ ہے کہ یہاں سے بھاگ جاؤ ورنہ مارے جاؤ گے ان میں سے اکثر تو فدک کو چھوڑ کر بھاگے اور صحرا میں چلے گئے چند رہ گئے ان کا ارادہ تھا کہ خیبر جنفاء اور اس کے اطراف میں بھاگ کر چھپ جائیں ان میں سے بعض کو اس نے گرفتار کرلیا بعض کو امان دی اور بقیہ اپنے ایک سردار کاض کی قیادت میں یہاں سے بھاگ کر بلقا چلے گئے جو دمشق کے علاقے میں ہے بغا موضع جنفاء میں جو شام اور حجاز کی سرحد پر واقع ہے تقریباً چالیس راتیں ٹھہرا رہا اور پھر ان بنی مرہ اور فزارہ کو لے کر جو اس کے ہاتھ آ گئے تھے مدینہ پلٹا۔

اس سال بنی غطفان فزارہ اور اشجع کے خاندانوں کی ایک جماعت بغا کے پاس آئی اس نے ان کے پاس اور بنی ثعلبہ کے پاس اپنے آدمی بھیجے تھے ان کے آنے کے بعد بغا نے محمد بن یوسف الجعفری کو حکم دیا کہ وہ ان سے سخت حلف دیکر اس بات کا عہد لے کہ جب وہ ان کو طلب کرے گا وہ آنے سے انکار نہ کریں گے انھوں نے قسمیں کھا کر یہ عہد کرلیا اس کے بعد بغا بنی کلاب کی تلاش میں خیر سیتہ روانہ ہوا اس نے اپنے قاصد ان کے پاس بھیجے ان میں تقریباً تین ہزار آدمی اس کے پاس آ گئے ان میں سے اس نے تیرہ سو مفسدوں کو پکڑ کر باقی کو چھوڑ دیا وہ ان کو لے کر رمضان ۲۳۱ ہجری میں مدینہ آیا اور یہاں آ کر اس نے ان کو یزید بن معاویہ کے مکان میں قید کر دیا۔

بغا کی مکہ روانگی

اس کے بعد بغا مکہ روانہ ہوا اور وہاں حج کے زمانے تک قیام پذیر رہا بغا کی غیر موجودگی کے زمانے میں بنی کلاب جیل میں پڑے رہے اور اس مدت میں کسی قسم کی معاش ان کو نہیں دی گئی مدینہ واپس آ کر اس نے ثعلبہ، اشجع اور فزارہ کے ان لوگوں کو جنھوں نے قسمیں کھا کر اطاعت کا عہد کیا تھا طلب کیا مگر وہ نہ آئے اور متفرق علاقوں میں منتشر ہو گئے بغا نے ان کی گرفتاری کے لئے فوج بھیجی مگر ان میں سے کچھ زیادہ ہاتھ نہ لگے۔

اس سال بغداد میں عمرو بن العطاء کے محلّہ میں ایک جماعت نے حکومت کے خلاف حرکت کی اور انھوں نے احمد بن نصر الخزاعی کے لئے بیعت کرلی۔

احمد بن نصر کی بغاوت

احمد بن نصر کا نظریہ

احمد بن نصر بنوعباس کے نقیب مالک بن الہیثم الخزاعی کا پوتا تھا محدثین میں سے یحییٰ بن معین، ابن الدورقی اور ابن خیثمہ جیسے اصحاب اس سے ملنے جاتے تھے اس بات کے باوجود اس کے بات کا بنی عباس کی حکومت سے خاص تعلق تھا اور اسے اس حکومت میں خاص منزلت حاصل تھی مگر یہ قرآن کو مخلوق ماننے والوں کا سخت مخالف تھا اور ان کے خلاف بہت نازیبا الفاظ استعمال کرتا تھا اس کے برخلاف واثق ایسے لوگوں کے بہت ہی مخالف تھے انھوں نے ایسے سب لوگوں کا امتحان لیا تھا اور احمد بن ابی داؤد نے احمد بن نصر پر مباحثہ میں غلبہ پالیا تھا۔

ایک صاحب نے بیان کیا کہ میں ایک دن اسی زمانے میں احمد بن نصر کے پاس گیا بہت سے لوگ اس کے پاس بیٹھے تھے کسی نے واثق کا ذکر کیا نام سنتے ہی احمد بن نصر کہنے لگا اس خنزیر نے ایسا کیا یا اس نے کافر کہا یہ بات ظاہر ہو گئی اسے لوگوں نے حکومت کی گرفت سے ڈرایا اور کہا کہ امیر المومنین کو تمھارے کاموں کی اطلاع ہو چکی ہے احمد بن نصر ان کی طرف سے خوف زدہ ہو گیا۔ جو لوگ اس سے ملنے آیا کرتے تھے ان میں ایک ابو ہارون السراج تھا دوسرے کا نام طالب تھا اور ایک اور خراسان کی تھا جو اسحٰق بن ابراہیم بن مصعب کوتوال کی جمعیت سے تعلق رکھتا تھا اور یہ بھی عقائد میں اس کا ہم خیال تھا بغداد کے جو محدث اور خلق قرآن کے منکر اس کے پاس آمد و رفت رکھتے تھے انھوں نے احمد کو ترغیب دی کہ وہ خلق قرآن سے اعلانیہ انکار کرے۔

حکومت کے خلاف بغاوت کا پروگرام

چونکہ اس کے باپ و دادا کا دولت بنی عباس میں ایک خاص اثر تھا اور خود ان کا بغداد میں بہت اثر اور نفوذ تھا اس لئے دوسروں کو چھوڑ کر صرف اسی کو اس مقصد کے لئے آمادہ کیا گیا نیز اس وجہ سے بھی کہ ۲۰۱ھ ہجری میں جب مدینۃ السلام میں بدمعاشوں کی کثرت ہوئی اور اس وقت فتنہ و فساد برپا ہوا جبکہ مامون ابھی خراسان میں تھے اس کے ہاتھ پر بھی بغداد کے طرف مشرقی والوں نے نیکی کی تلقین اور برائی سے احتراز کرنے کے لئے بیعت کی تھی اس تمام واقعہ کو ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ اس وقت مامون کے ۲۰۴ھ ہجری میں بغداد آنے تک اس کے اثر کا وہی حال تھا انھوں اسباب کی وجہ سے لوگوں نے اب بھی یہ امید کی کہ اگر یہ متحرک ہوگا تو عوام اس کے ساتھ ہو جائیں گے۔ چنانچہ جب اس سے یہ بات کہی گئی اس نے اسے مان لیا مذکورہ بالا دونوں شخص لوگوں میں اس کی تحریک پھیلاتے پھرتے تھے انھوں نے ایک قوم کو بہت سی رقم بھی دی ان کے ہر شخص کو ایک ایک دینار تقسیم کیا اور یہ قرارداد ہوئی کہ فلاں رات نقارہ بجے اس کی صبح میں سب لوگ جمع ہو کر حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں، طالب بغداد کی سمت غربی میں اپنے ساتھ دینے والوں کے ساتھ اور ابو ہارون جانب شرقی میں مقیم تھا، جہاں ان دونوں نے دوسروں کو دینار دیے تھے وہاں ابو ہارون نے تقسیم کرنے کے لئے ابوالاشرس القائد کے خاندان کے دو شخصوں کو بہت سے دینار دیے تھے تا کہ وہ اسے اپنے ہمسایوں میں بانٹ دیں ان میں سے ایک نے خوب نبیذ پی لی اور بھی کئی شخص نبیذ پینے کے لئے اس کے پاس جمع ہو گئے اور جب نشہ نے ان کو مدہوش کر دیا انھوں نے مقررہ رات سے ایک رات پہلے ہی یعنی بدھ کی رات اجتماع کے لئے نقارہ بجا دیا حالانکہ اس کے لئے ۳ شوال ۲۳۱ھ ہجری جمعرات کی رات مقرر کی گئی تھی مگر یہ بے ہوش اسی خیال میں رہے کہ آج ہی وہ رات ہے جو خروج کے لئے مقرر ہے اس لئے وہ مسلسل نقارہ بجاتے رہے مگر کوئی بھی ان کی بانگ پر برآمد نہ ہوا۔

گرفتاریاں

اس وقت اسحٰق بن ابراہیم کوتول شہر بغداد سے باہر گیا ہوا تھا اور اس کا بھائی محمد بن ابراہیم اس کی نیابت کر رہا تھا اس نے اپنے غلام رخش کو ان کے پاس بھیجا اس نے ان کے پاس آ کر پوچھا یہ کیا ہے اور کون نقارہ بجا رہا ہے مگر کسی نے ان کا پتہ نہیں دیا آخر کار اس نے پتہ چلا کر ایک کانے عیسیٰ الاعور کو جو اکثر حماموں میں پھرا کرتا تھا گرفتار کر لیا اور اسے قتل کی دھمکی دی اس نے بنی اشرس کے دونوں اشخاص احمد بن نصر بن مالک اور بعض اور لوگوں کے نام بتائے کہ یہ ان کی سازش ہے رخش نے اسی رات اب سب کی تلاش کی اور ان میں سے بعض کو گرفتار کر لیا اس نے طالب کو جس کا مکان سمت شرقی میں تھا اور راب ہارون السراج کو جس کا مکان سمت غربی میں تھا گرفتار کیا اور جن کے نام عیسیٰ الاعور نے بتائے تھے ان کو انھیں دنوں اور راتوں میں تلاش کر کے پکڑا اور جو جس سمت کا تھا اور جہاں گرفتار ہوا تھا اسے اسی سمت میں قید کر دیا گیا۔ اس نے ابو ہارون اور طالب کے پیرو کاروں میں ستر رطل کی فولادی بیڑیاں ڈلوائیں اشرس کے دونوں بیٹوں کے مکانوں میں تفتیش کے دوران دو سبز جھنڈے ملے جو ایک کنویں میں چھپائے گئے تھے۔ مغربی جانب کے عامل محمد بن عیاش کے ایک سپاہی نے اسے کنویں سے نکالا۔ اس وقت سمت شرقی کا عامل عباس بن محمد بن جبرئیل القائد الخراسانی تھا۔

احمد بن نصر کے مکان کی تلاشی

پھر احمد بن نصر کا ایک خواجہ سرا گرفتار کیا گیا اور جب اس کو سزا کی دھمکی دی گئی اس نے عیسیٰ الاعور کے بیان کی تصدیق کی رخش احمد بن نصر کے پاس آیا وہ حمام میں تھا اس نے حکومت کے ملازمین سے کہا میرے یہ مکان موجود ہے اس کی تلاشی لے لو اگر یہ تمھیں کوئی نشان سامان یا ہتھیار جس سے فتنہ کی تیاری ثابت ہوتی ہو تو میرے مکان کا ضبط کرنا اور میرا قتل کرنا تمھارے لئے حلال ہے، اس کے مکان کی تلاشی ہوئی مگر کوئی مشتبہ شے وہاں سے برآمد نہ ہوئی یہ اسے محمد بن ابراہیم بن مصعب کے پاس لائے انھوں نے اس کے دو خواجہ سرا دو بیٹے اور ایک اور شخص اسماعیل بن محمد بن معاویہ بن بکر الباہلی کو جس کا مکان مشرقی سمت میں تھا اور جو اس کے پاس آمد و رفت رکھتے تھے گرفتار کر لیا، یہ چھ آدمی امیر المومنین واثق کی خدمت میں نمدے کی زین کے خچروں پر سوار ہو کر کے سامرا بھیج دیئے گئے۔ احمد بن نصر کو دُہری بیڑیاں ڈالی گئیں تھیں یہ بغداد سے جمعرات کے دن جبکہ ماہ شعبان ۲۳۱ ہجری کے ختم ہونے میں صرف ایک شب رہ گئی تھی سامرا بھیجے گئے۔

دربار خلافت میں احمد سے پوچھ گچھ

واثق کو ان کی گرفتاری کی اطلاع ہو چکی تھی اور انھوں نے ابن ابی داؤد اور ان کے دوستوں کو اپنے پاس بلا لیا تھا ان کے آنے کے بعد انھوں نے ان کے عقائد کے امتحان اور تحقیقات کے لئے دربار عام منعقد کیا سب لوگ حاضر ہو گئے احمد بن داؤد ظاہر میں اس کے قتل سے پہلو بچانا چاہتا تھا اسی لیے جب احمد بن نصر کو دربار میں پیش کیا گیا تو واثق نے اس سے اس کی غداری یا بغاوت کے ارادہ کے متعلق جس کی ان کو شکایت پہنچی کوئی سوال نہیں کیا بلکہ پوچھا احمد قرآن کے متعلق کیا کہتے ہو اس نے کہا وہ اللہ کا کلام ہے احمد نہا دھو کر خوشبو لگا کر اس یقین کے ساتھ کہ ضرور قتل کیا جائے گا دربار میں آیا تھا۔ واثق نے پوچھا اس مسئلہ میں تمھاری کیا رائے ہے کہ کیا تم رب کو قیامت میں دیکھو گے اس نے کہا امیر المومنین رسول اللہ صلعم سے یہ حدیث مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تم اپنے رب کو قیامت میں اسی طرح دیکھو گے

جس طرح چاند کو بغیر تکلیف کے دیکھتے ہو ہم رسول اللہ کی اس خبر کو مانتے ہیں۔ مجھ سے سفیان بن دینیہ نے یہ حدیث مرفوع بیان کی کہ انسان کا دل اللہ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے جسے وہ پھیرتا رہتا ہے، اسی لئے رسول اللہ صلعم دعا کرتے تھے اے مقلب القلوب تو میرے دل کو اپنے دین پر قائم رکھ۔ اسحٰق بن ابراہیم نے اس سے کہا ذرا سوچ سمجھ کر بات کہو اس نے کہا جو تم نے ہدایت کی تھی وہی کہہ رہا ہوں اسحٰق نے کہا یہ کیا کہا میں نے کب تجھے اس بات کے کہنے کی ہدایت کی تھی اس نے کہا تم نے مجھ سے کہا تھا کہ امیر المومنین سے خلوص برتوں اور صحیح بات کہوں میں امیر المومنین کی بھلائی اس میں سمجھتا ہوں کہ وہ رسول اللہ صلعم کی حدیث کی مخالفت نہ کریں۔

احمد بن نصر کا قتل

واثق نے پاس والوں سے پوچھا اس کے متعلق کیا کہتے ہو لوگوں نے خوب دل کھول کر اس کے خلاف زہر اگلا عبدالرحمٰن بن اسحٰق نے جو پہلے جانب غربی کا قاضی تھا اور پھر برطرف کر دیا گیا تھا اور اس وقت دربار میں موجود تھا اور احمد بن نصر کا خاص دوست تھا اس نے کہا امیر المومنین اس کا خون حلال ہو گیا، ابوعبداللہ الارمنی ابن ابی داؤد کے دوست نے کہا امیر المومنین اس کا خون مجھے پلایئے واثق نے کہا ہاں ایسا ہی ہو گا اطمینان رکھو ابن ابی داؤد نے جو اس بات کو نہ چاہتا تھا کہ محض ایک عقیدے کی وجہ سے اسے قتل کر دیا جائے کہا کہ امیر المومنین یہ کافر ہے اس سے توبہ کرائی جائے ممکن ہے کہ کسی مرض یا عقل کی خرابی کی وجہ سے اس کا یہ خیال ہو۔ واثق نے کہا جب میں اس کی طرف جانے کے لئے کھڑا ہوں تو تم میں سے کوئی اپنی جگہ سے نہ اٹھے کیونکہ میں ان تک چل کر اپنے قدم شمار کروں گا۔

انھوں نے عمرو بن معدی کرب الزبیدی کی مشہور تلوار صمصامہ طلب کی یہ تلوار سرکاری توشہ خانہ میں موجود تھی یہ موسیٰ الہادی کو کسی نے تحفہ میں دی تھی انھوں نے مشہور شاعر سلم الخاسر سے کہا کہ اس کی تعریف میں شعر کہو اس نے شعر کہے ہادی نے اس کا صلہ دیا۔

واثق نے صمصامہ اٹھالی وہ چوڑی تھی نیچے کے حصے میں جوڑ لگا ہوا تھا جو تین کیلوں سے جڑا ہوا تھا، واثق تلوار لے کر اس کی طرف چلے وہ صحن کے درمیان میں تھا انھوں نے چمڑا منگوایا جو اس کی کمر میں لپیٹ دیا گیا اور رسی منگوائی گئی جس سے اس کا سر باندھا گیا اب رسی کھینچی گئی واثق نے خود تلوار ماری مگر وہ شانے کی رسی پر پڑی اس کے بعد انھوں نے دوسرا ہاتھ سر پر مارا پھر سیما الدمشقی نے اپنی تلوار نیام سے نکال کر اس کی گردن پر ماردی اور سر کاٹ لیا۔

احمد کو سولی پر لٹکا دیا گیا

یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ بغا الترابی نے دوسرا ہاتھ مارا تھا اور واثق نے تلوار کی نوک کو اس کے پیٹ میں بھونک دیا پھر اسے لپیٹ کر اٹھا کر اس احاطہ میں لا آئے جہاں بابک سولی پر لٹکا ہوا تھا اسے بھی یہاں سولی پر لٹکا دیا گیا اس وقت تک دہری بیڑیاں اس کے پیروں میں پڑی ہوئی تھیں اور پائجامہ اور کرتا اس کے بدن میں تھا، اس کے سر کو بغداد لاکر پہلے چند روز تک مشرقی سمت میں نصب کر دیا گیا پھر مغربی سمت میں چند روز نصب رہا اس کے بعد پھر اسے سمت مشرقی ہی میں منتقل کر دیا کر کے اس کے گرد ایک احاطہ کھینچ دیا گیا اور وہاں خیمہ نصب کر کے پہرہ بٹھا دیا گیا یہ مقام راس احمد بن نصر کے نام سے مشہور ہو گیا ایک پرچہ پر یہ عبارت لکھ کر اسے اس کے کان میں آویزاں کر دیا گیا

''یہ سر کافر، مشرک، گمراہ احمد بن نصر کا ہے اللہ نے اسے عبداللہ ہارون الامام واثق باللہ امیر المومنین کے ہاتھ

سے خلق قرآن اور ذات الٰہی سے نفی تشبیہ پر اس کے خلاف حجت قائم کرنے اور اسے توبہ اور رجوع الی الحق کا موقع دینے کے بعد قتل کیا جس سے اس نے انکار کر کے صاف طور پر اپنے معاندانہ عقائد کا اقرار کیا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے اسے جلد ہی اپنی دوزخ اور دردناک عذاب کی طرف کھینچ لیا، امیر المومنین نے ان امور کا اس سے سوال کیا تھا اور جب اس نے تشبیہ کا اقرار کیا اور کفر کیا امیر المومنین نے اس کا خون حلال سمجھا اور اس پر لعنت کی،،

احمد بن نصر کے ساتھیوں کی گرفتاری

واثق نے حکم دیا کہ جن لوگوں کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ وہ اس کے پیروکار اور مصاحب تھے ان سب کو پکڑ لیا جائے چنانچہ ان سب کو قید کر دیا گیا اس طرح تقریباً بیس آدمی جرائم کے جیل میں ڈال دیئے گئے اور قیدیوں کو جو صدقہ ملتا تھا اس سے بھی ان کو محروم کر دیا گیا نیز جو لوگ ان سے ملنے جاتے قیدیوں کو ان سے ملنے کی بھی ممانعت کر دی گئی اور بھاری بیڑیاں ان کے ڈلوادی گئیں ابو ہارون السراج اور ایک دوسرے شخص کو اس کے ہمراہ سامرا لائے پھر ان کو بغداد واپس کر کے جیل میں قید کر دیا گیا۔

احمد بن نصر کے سلسلے میں اتنے اشخاص کی گرفتاری کی وجہ یہ ہوئی کہ اس محلّہ کے ایک دھوبی نے اسحٰق بن ابراہیم بن مصعب سے آ کر کہا کہ میں آپ کو احمد بن نصر کے دوستوں کا پتہ بتاتا ہوں اس نے اپنے آدمی ان لوگوں کی تلاش اور گرفتاری کے لئے اس دھوبی کے ساتھ کر دیئے۔ مگر جب سب اکٹھا ہوئے تو خود دھوبی کا ایسا جرم ثابت ہوا کہ اس کی سزا میں وہ بھی ان کے ساتھ قید کر دیا گیا مزار میں اس کے کھجور تھے وہ قطع کر دیئے گئے اور اس کے مکان کو ضبط کر لیا گیا، اس کی وجہ سے عمرو بن اسفندیا کی اولاد میں سے کچھ لوگ قید کئے گئے تھے یہ سب حالت قید ہی میں ہلاک ہو گئے

واثق کا حج ملتوی

اس سال واثق نے حج کا ارادہ کیا اور اس کے لئے تیار ہوئے انھوں نے عمرو بن الفرج کو راستے کے دیکھ کر درستی کے لئے آگے روانہ کیا اس نے واپس آ کر اطلاع دی کی راستہ میں پانی کی قلت ہے، اس خیال سے واثق نے حج کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

جعفر اور اسحٰق کا گورنر بننا

اس سال واثق نے جعفر بن دینار کو یمن کا والی مقرر کیا جعفر شعبان میں یمن روانہ ہوا اس نے اور بغا نے اس سال حج کیا اس زمانے میں موسم حج میں قیام امن و امان کا نگران بغا الکبیر تھا جعفر چار ہزار شہسوار اور دو ہزار پیدل سپاہ کے ساتھ یمن روانہ ہوا تھا اسے چھ ماہ کی تنخواہ دی گئی تھی۔

اس سال محمد بن عبدالملک الزیات نے اسحٰق بن ابراہیم بن ابی خمیصہ اہل اضاخ کے بنی قشیر کے مولیٰ کو یمامہ بحرین اور اس مکہ کے راستے کا جو بصرہ سے ملا ہوا ہے دارالخلافہ میں بیٹھ کر والی مقرر کیا، محمد بن عبدالملک الزیات کے علاوہ کسی اور شخص کے متعلق یہ بات اب تک نہیں سنی گئی تھی جس نے خلیفہ کے علاوہ دارالخلافہ میں ایسا منصب کسی کو دیا ہو۔

چوروں کی گرفتاری

اس سال چوروں نے قصر کے بالکل درمیان میں واقع دیوان عام کے خزانے پر نقب زنی کر کے ۴۲ ہزار درہم اور کچھ دینار چرا لئے مگر وہ پکڑ لئے گئے ایتاخ کے خلیفہ یزید الحلوانی کوتوال نے ان کو ڈھونڈ کر گرفتار کیا تھا۔

اس سال محمد بن عمرو الخارجی نے جو بنی زید بن تغلب سے تھا تیرہ آدمیوں کے ساتھ دیار ربیعہ میں خروج کیا ، غانم بن ابی مسلم بن حمید الطوسی موصل کا سپہ سالار اتنے ہی آدمی ساتھ لے کر اس کے مقابلہ پر نکلا اس نے خارجیوں کے چار آدمی قتل کر دیئے اور محمد بن عمرو کو زندہ گرفتار کر لیا اور سامرا بھیج دیا پھر اسے بغداد کے سرکاری جیل میں منتقل کر دیا گیا اور اس کے ساتھیوں کے سرادران کے نشان بابک کی سولی کے تختے کے پاس نصب کر دیئے گئے۔

اس سال وصیف الترکی اصبهان جبال اور فارس سے دار الخلافہ آیا یہ ان کردوں کی تلاش میں گیا تھا جنھوں نے ان اطراف میں لوٹ مار مچا رکھی تھی یہ اپنے ساتھ پانچ سو قیدیوں کو بیڑیاں اور ہتھکڑیاں پہنا کر لایا تھا۔ ان قیدیوں میں چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے۔ واثق نے ان سب کو قید کر دیا اور ۷۵ ہزار دینار نقد اور ایک تلوار اور خلعت وصیف کو انعام دیا۔ اس سال مسلمانوں اور بادشاہ روم کے درمیان قیدیوں کا تبادلہ بادائی زر فدیہ سر انجام پایا مسلمان اور رومی دریائے لامس پر سلجوقیہ پر طرسوس سے ایک دن کی مسافت پر واقع ہے جمع ہوئے۔

مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان قیدیوں کا تبادلہ

ابووھب کی برطرفی

رشید کے خادم خاقان احمد بن ابی قحطبہ کے دوست نے بیان کیا کہ یہ خاقان واثق کے پاس آیا اس کے ساتھ اہل طرسوس وغیرہ کے چند سردار بھی تھے انھوں نے اپنے ناظم فوجداری ابو وھب کی شکایت کی اسے دربار میں بلایا گیا، محمد بن عبدالملک الزیات دربار برخواست ہونے کے بعد پیر اور جمعرات کو اسے اور انھیں دیوان عام میں سماعت مقدمہ کے لئے بلاتا تھا اور ظہر تک اجلاس کرنے کے بعد عدالت برخواست ہو جاتی تھی طویل کاروائی کے بعد وہ شخص اپنی خدمت سے برطرف کر دیا گیا۔

خلق قرآن کے متعلق امتحان

واثق نے حکم دیا کہ سرحدی علاقوں میں رہنے والے لوگوں کا قرآن کے متعلق عقیدہ پوچھ لیا جائے چار آدمیوں کے علاوہ تمام نے قرآن کے مخلوق ہونے کا اقرار کیا جن چار آدمیوں نے اس کا اقرار نہیں کیا تھا واثق نے ان کو قتل کرا دیا۔ واثق نے ان لوگوں کو خاقان کی رائے کے مطابق انعام وخلعت سے سرفراز کیا، وہ لوگ تو جلدی اپنی سرحدوں کو پلٹ گئے۔

قیدیوں کے تبادلے کا معاہدی

خاقان ان کے بعد کچھ روز اور امیر المومنین کے ہاں ٹھہرا رہا اسی دوران بادشاہ روم میخائیل بن توفیل بن میخائیل بن الیون بن جورجس کے سفرا واثق کے پاس آئے اور انھوں نے کہا کہ آپ ہمارے پاس جو مسلمان قیدی ہیں ان کا تبادلہ کر لیجیے۔ واثق نے خاقان کو اس کام کے لئے بھیج دیا چونکہ اس نے رومی سفراء سے اس کام کے لئے محرم کی دس تاریخ ملاقات کرنے کا اقرار کیا تھا اس لیے وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ۲۳۰ ہجری کے آخر میں اس کام کے لئے دار الخلافہ سے روانہ ہو گیا اس کے بعد واثق نے احمد بن سعید بن سلم بن قتیبہ الباہلی کو سرحدی چوکیوں اور قلعہ بند شہروں کا گورنر مقرر کیا اور حکم دیا کہ وہ بھی قیدیوں کے تبادلہ کے وقت موجود رہے چنانچہ وہ سترہ ڈال کے گھوڑوں پر اس کام کیلئے چلا

جو سفیر تبادلہ کے لئے آئے تھے ان میں اور ابن الزیات میں اس معاملہ میں اختلاف رائے ہو گیا تھا وہ یہ کہتے تھے کہ ہم بوڑھوں اور بچوں کو معاوضہ میں قبول نہ کریں گے چندروز یہ بحث رہی آخر انھوں نے اس بات کو مان لیا کہ ایک آدمی کے عوض ایک آدمی دیا جائے۔

تبادلہ

واثق نے بغداد اور رقہ اپنے آدمی روانہ کئے تا کہ وہاں جو غلام بکنے آئیں یہ ان کو خرید یں لیں اس طرح بہت سے غلام خرید لئے گئے مگر جب ان سے بھی تعداد پوری نہ ہو سکی تو واثق نے اپنے محل سے رومی بڑھیوں وغیرہ کو نکالا اور اس طرح تعداد پوری کی انھوں نے ابن ابی داؤد کے ہمراہ یحیٰی بن آدم الکرخی ابو رملہ اور جعفر بن احمد کو ساتھ کیا اور ان کے ساتھ پیشی کے کاتب طالب بن داؤد کو بھیجا اور حکم دیا وہ اور جعفر مسلمان قیدیوں کا امتحان لیں جو قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل ہو اسے فدیہ دے کر رہا کرا لیا جائے اور جو اس سے انکار کرے اسے رومیوں کے ہاتھ چھوڑ دیا جائے واثق نے پانچ ہزار درہم طالب کو دلوائے اور حکم دیا کہ فدیہ کے معاوضہ میں جو لوگ آزاد کئے جائیں ان میں ہر شخص کو جو قرآن کے مخلوق ہونے کا اقرار کرے ایک ایک دینار اس میں سے دیا جائے جو اس غرض سے ان کے ساتھ کیا گیا تھا، ان ہدایات کے بعد یہ جماعت اب اس کام کے لئے روانہ ہوئی۔

خدمت گار خاقان کے دوست ابن ابی قحطبہ جو مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان قیدیوں کے تبادلہ کے لئے سفیر بنا کر بھیجا گیا تھا اور جو معاوضہ کے سرانجام ہونے سے پہلے مسلمان قیدیوں کی تعداد معلوم کرنے کے لئے روم بھیجا گیا تھا اس کا بیان ہے کہ میں بادشاہ روم کے پاس آیا اور میں نے مسلمانوں کی تعداد دریافت کی ان کی تعداد تین ہزار مرد اور پانچ سو عورتیں ہوئی اور واثق نے ان کے تبادلہ کا حکم دیا اور احمد بن سعید کو فوراً ڈاک کے ذریعے اس غرض سے روانہ کر دیا تا کہ تبادلہ کی کاروائی اس کے ہاتھوں عمل پائے نیز انھوں نے بعض لوگوں کو مسلمانوں کے عقائد کا امتحان لینے کی غرض سے بھی اس وفد کے ساتھ کیا کہ یہ سب کا امتحان لیں جو قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل ہو اور اس بات کو مانتا ہو کہ اللہ عزّ و جل کو آخرت میں دیکھا نہ جائے گا اس کا معاوضہ دے کر تبادلہ کر لیا جائے اور جو ان عقائد کا قائل نہ ہو اسے بدستور رومیوں کے پاس چھوڑ دیا جائے، محمد بن زبیدہ کے زمانے ۱۹۴ یا ۱۹۵ کے بعد سے اب تک اور کوئی معاوضہ کی کاروائی نہیں ہوئی تھی۔

قیدیوں کی تعداد

۱۰ محرم ۲۳۱ ہجری کے دن مسلمان اپنے ساتھ کافروں کو لے کر اور رومیوں کے دو سردار النقاس اور طلسوس مسلمان قیدیوں کو لے کر مقام الامس پر جمع ہوئے مسلمان قیدیوں کی تعداد رضا کاروں سمیت چار ہزار تھی جس میں سوار اور پیدل دونوں تھے۔

محمد بن احمد بن سعید بن سلم بن قتیبہ الباہلی نے بیان کیا کہ میرے باپ کا خط میرے پاس آیا جس میں انھوں نے لکھا کہ مسلمانوں کے چار ہزار چھ سو آدمی رومیوں سے رہا کرائے گئے ان میں مسلمانوں کے ذمی بھی تھے، چھ سو عورتیں اور بچے تھے اور پانچ سو سے کم ذمی تھے باقی تمام ممالک کے مرد تھے۔

ابو قحطبہ نے جسے خاقان نے بادشاہ روم کے پاس مسلمان قیدیوں کی تعداد معلوم کرنے اور میخائیل بادشاہ روم کی اس کاروائی کے اصل مقصد و غرض کو دریافت کرنے روم بھیجا تھا بیان کیا ہے کہ تبادلہ سے قبل قسطنطنیہ وغیرہ میں تین

ہزار مرد اور پانچ سو عورتیں اور بچے رومیوں کے ہاں قید تھے ان میں محمد بن عبداللہ الطرسوسی اور دوسرے وہ لوگ جن کو رومی پہلے ہی لے آئے تھے شامل نہیں ہیں احمد بن سعید بن سلم اور خاقان نے محمد بن عبداللہ الطرسوسی کو اور عمائد کے ساتھ جو رومیوں کے ہاں قید تھے اور اب آزاد ہو کر آئے تھے وفد کی شکل میں واثق کی خدمت میں بھیجا انھوں نے ان میں سے ہر شخص کو ایک گھوڑا اور ایک ہزار درہم عطا کیے۔

خود محمد بن عبداللہ کا بیان ہے کہ میں تیس سال رومیوں کے ہاں قید رہا میں رامیہ کے جہاد میں قید ہوا چونکہ میں بہم رسانی کی جماعت میں تھا پکڑ لیا گیا تھا اور اب اس معاوضہ کے وقت مجھے بھی رہائی ملی ۱۰ محرم کو لامس کے کنارے جو سلوقیہ پر سمندر سے قریب واقع ہے ہمارا تبادلہ ہوا ہم کل چار ہزار چار سو ساٹھ آدمی تھے ان میں آٹھ سو عورتیں، بیویاں اور بچے اور سو سے کچھ زیادہ ذمی تھے ایک آدمی کے عوض ایک آدمی کا تبادلہ عمل میں آیا اب اس میں چاہے کوئی بڑا ہو یا چھوٹا اس کا کوئی لحاظ نہیں کیا گیا خاقان نے جس قدر مسلمان تمام رومی سلطنتوں میں تھے اور جن کا پتہ اسے معلوم ہو سکا تھا ان سب کو آزاد کرا لیا۔

تبادلہ کا طریقہ

جب باہمی تبادلہ کے لئے سب جمع ہو گئے مسلمان دریا کے مشرقی کنارے اور رومی مغربی کنارے پر ٹھہر گئے دریا حائل تھا اب یہ طریقہ اختیار کیا گیا کہ ایک طرف سے مسلمان رومیوں کی جانب سے اور دوسری سمت سے رومی مسلمانوں کی جانب سے دریا میں گھستے اور دریا کے درمیان میں ملاقات کرتے جب مسلمان مسلمانوں کے ہاتھ میں آتا وہ نعرۂ تکبیر بلند کرتے اس کے مقابلہ میں رومی بھی تکبیر کی طرح کوئی نعرہ لگاتے۔

حسین خدمتگار کے مولیٰ سندی نے بیان کیا کہ اس دریا پر مسلمانوں نے ایک پل باندھا تھا اور رومیوں نے ایک پل باندھا تھا ہم رومی کو ادھر سے اپنے پل سے روانہ کرتے اور رومی مسلمانوں کو اپنے پل سے ہمارے پاس بھیج دیتے اس طرح تبادلہ عمل میں آیا۔

اس راوی نے لوگوں کے دریا میں گھس کر اسے عبور کرنے سے انکار کیا ہے۔

محمد بن کریم کہتا ہے کہ جب ہم مسلمانوں کے پاس آ گئے جعفر اور یحییٰ نے ہمارے عقائد کا امتحان لیا ہم نے اظہار کر دیا اس پر ہمیں دو دو دینار دیئے گئے جو وہ بطریق مسلمان قیدیوں کو معاوضہ کے لئے لے کر آئے تھے ان کے برتاؤ میں کوئی بات قابل اعتراض نہ تھی پہلے تو رومی اپنی قلت اور مسلمانوں کی کثرت دیکھ کر خوفزدہ تھے مگر خاقان نے ان کو اس سے بالکل اطمینان دلایا اور معاہدہ کیا کہ چالیس دن تک جب تک کہ رومی اطمینان سے اپنے مقامات کو واپس نہ چلے جائیں گے مسلمانوں کی جانب سے کوئی کاروائی نہ کی جائے گی، چار دن میں تبادلہ سرانجام پایا، جن رومیوں کو مسلمانوں کے معاوضہ میں دینے کے لئے امیر المومنین نے مہیا کیا تھا ان کی بڑی تعداد تبادلہ کے بعد خاقان کے پاس بچ گئی ان میں سے خاقان نے سو رومی اپنی طرف سے بلا معاوضہ اس لئے رومی سردار کو دے دئے تا کہ مدت پوری ہونے تک اب وہ کسی مسلمان کو قید نہ کریں بقیہ طرسوس لا کر فروخت کر دیئے۔ تبادلہ کے لئے ہمارے ساتھ تیس مسلمان ایسے بھی آئے تھے جو رومیوں کے علاقے میں نصرانی ہو گئے تھے ان کا بھی تبادلہ کیا گیا۔

قیدیوں کی ہلاکت

جب چالیس دن کی عارضی صلح کی مدت ختم ہوئی احمد بن سعید بن مسلم بن قتیبہ نے موسم سرما میں جہاد شروع

کر دیا مگر برف و بارش نے ان کو آلیا اور تقریباً دو سو آدمی اس سے ہلاک ہو گئے بہت سے دریائے بدندون میں غرق ہو گئے تقریباً دو سو رومیوں کے ہاتھ قید ہو گئے امیر المومنین واثق اس وجہ سے اس سے بہت سخت ناراض ہوئے اس تمام کارروائی میں پانچ سو آدمی مختلف اسباب سے ہلاک ہو گئے۔

احمد بن سعید جس کے ساتھ سات ہزار فوج تھی جب اس کے مقابلہ پر رومیوں کا ایک بڑا بطریق آیا تو وہ اس کے مقابلہ سے الگ ہو گیا اس پر فوج کے اکابر نے اس سے کہا کہ جس لشکر میں سات ہزار جواں مرد ہوں اس کے لئے کوئی خوف نہیں اگر آپ اس کے سامنے نہیں بڑھتے تو دوسری طرف سے ان کے علاقوں پر حملہ کیجیے۔ یہ یوں ہی کشمکش میں رہا وہ بطریق اس کی تقریباً ایک ہزار گائیں اور دس ہزار بکریاں پکڑ کر چلتا بنا۔ واثق نے اسے برطرف کر کے جمادی الاولیٰ کے اختتام سے چودہ روز قبل بروز منگل نصر بن حمزۃ الخزاعی کو سپہ سالار مقرر کیا۔

وفیات

اس سال رمضان میں طاہر بن الحسین کے بھائی حسن بن الحسین کا طبرستان میں انتقال ہوا۔ اس سال خطاب بن وجہ الفلس کا انتقال ہوا۔ اس سال ابوعبداللہ بن الاعرابی راوحہ نے اسی سال کی عمر میں بدھ کے دن ۱۳ شعبان کو وفات پائی۔ اس سال علی بن موسیٰ الرضا کی بہن ام ابیھا بنت موسیٰ نے انتقال کیا۔ اس سال مشہور گویا مخارق، ابونصر احمد بن حاتم اصمعی کے راوی عمرو بن ابی عمرو الشیبانی اور محمد بن سعدان النحوی نے انتقال کیا۔

۲۳۲ ہجری شروع ہوا اس سال کے واقعات

اس سال بغا نے بنی نمیر پر حملہ کر کے ان کو سخت سزا دی۔

بنی نمیر کے خلاف بغا کی پیشقدمی

اس واقعہ کے متعلق ہمارا اپنا سلسلہ بیان تو کچھ اور ہے البتہ احمد بن محمد بن خالد نے جو اس مہم میں بغا کے ساتھ تھا اور جس نے اس کارروائی کی سب سے زیادہ تفصیل بیان کی ہے یہ بیان کیا کہ بنی نمیر کے خلاف بغا کے حملے کا سبب یہ ہوا کہ عمارہ بن عقیل بن بلال بن جریر بن الخطفی نے واثق کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا اور دربار میں بار پا کر اسے ان کو سنایا واثق نے تیس ہزار درہم انعام دیا اور سرکاری مہمان بنایا، اس نے بنی نمیر کی واثق سے شکایت کی اور کہا کہ انھوں نے نواح میں اودھم مچا رکھا ہے، فساد برپا کر رکھا ہے، لوگوں کو لوٹ لیتے ہیں اور خود یمامہ اور اس کے آس پاس کے علاقے پر غارتگری کرتے رہتے ہیں اس شکایت پر واثق نے بغا کو حکم بھیجا کہ تم بنی نمیر کو جا کر سزا دو۔

مدینہ سے روانہ ہوتے ہوئے اس نے راہبری کے لئے محمد بن یوسف الجعفری کو ساتھ لے لیا اور اب یمامہ روانہ ہو گیا شریف مقام پر ان کی ایک جماعت سے آمنا سامنا ہوا طرفین میں لڑائی ہوئی بغا نے اس کے پچاس سے زیادہ آدمی قتل کر ڈالے اور تقریباً چالیس گرفتار کر لئے وہاں سے وہ حلیان آیا پھر یمامہ کے علاقہ میں بنی تمیم کے قریہ مراۃ نام آ کر وہاں ٹھہر گیا اب اس نے مسلسل کئی سفیر بنی تمیم کے پاس بھیجا تاکہ وہ ان کو وعدہ امان دیکر حکومت کی اطاعت و فرمان برداری کی دعوت دیں مگر وہ برابر اس کی اطاعت قبول کرنے سے انکار کرتے اور اس کے سفیروں کو گالیاں دیتے رہتے اور ادھر ادھر سے اس سے لڑنے کے لئے جمع ہوتے رہے سب کے آخر میں بغا نے دو آدمیوں کو جن میں ایک قبیلہ تمیم کے خاندان بنی عدی سے تعلق رکھتا تھا اور دوسرا بنی نمیر سے تعلق رکھتا تھا ان کے پاس سمجھانے بجھانے کے لئے بھیجا

انھوں نے تمیمی کو قتل کر ڈالا اور نمیری کو زخمی کر دیا اس کے بعد بغا مراۃ سے یکم صفر ۲۳۲ ہجری کو ان کی طرف چلا او بطن نخل میں ٹھہرتا ہوا نخیلہ آیا یہاں سے پھر اس نے انکے پاس اپنے آدمی بھیجے کہ تم میرے پاس چلے آؤ مگر بنی نمیر کے بنی ضبہ نے اس کے حکم کو تسلیم نہ کیا اور اپنے پہاڑوں پر چڑھ گئے جو جبال السود کے جو یمامہ کے پیچھے واقع ہیں بائیں جانب واقع تھے۔ اس کے اکثر باشندے باہلہ تھے۔ بغا نے ان کو بلا بھیجا مگر انھوں نے آنے سے انکار کیا بغا نے ایک لشکر ان کے مقابلہ پر بھیجا مگر ان کو نہ پاسکا پھر اس نے کئی دستے روانہ کئے جنھوں نے ان کو قتل بھی کیا اور قید بھی کیا اس کے بعد خود بغا نے اپنی ہمراہی جمعیت کے ساتھ جس کی تعداد تقریباً ایک ہزار تھی ان میں وہ بوڑھے اور خدمت گار شامل نہ تھے جو پڑاؤ میں رہ گئے تھے پیش قدمی کی اس کے مقابلہ میں بنی نمیر بھی بڑی تعداد میں سب طرف سے سمٹ کر تقریباً تین ہزار کی تعداد میں روضۃ الابان او بطن السر میں جو القرنین سے دو منزل کے فاصلہ پر اور اضاخ سے ایک منزل پر ہے جمع ہوئے تھے انھوں نے بغا کے مقدمہ کو مار بھگایا اور اس کے میسرہ کو ہٹا دیا اور اس کے ایک سو بیس یا ایک سو تیس آدمی قتل کر دیئے، اس کی چھاؤنی کے تقریباً سات سو اونٹ اور سو گھوڑے ذبح کر ڈالے اس کے سامان کو لوٹ لے گئے نیز اس دولت کو بھی لے گئے جو اس کے ساتھ تھی۔

بغا کی ناکامی کی وجہ

بغا کی اس ناکامی کی وجہ احمد نے یہ بیان کی ہے کہ مقابلہ ہوتے ہی بغا نے ان پر حملہ کر دیا اتنے میں رات ہو گئی بغا ان کو اللہ کا واسطہ دے کر امیر المومنین کی اطاعت قبول کرنے کی دعوت دینے لگا محمد بن یوسف الجعفری ان سے تقریر کرتا تھا۔ انھوں نے اس کے جواب میں کہا اے محمد بن یوسف بخدا تم ہماری اولاد ہو۔ مگر تم نے اپنی قربت کا کوئی خیال نہیں کیا اور پھر تم ان غلاموں اور گنواروں کو ساتھ لے کر ہم سے لڑنے آئے ہو بخدا ہم تم کو اس کی عبرت ناک سزا دیں گے یا اسی مطلب کا کوئی جملہ کہا۔ صبح کے قریب محمد بن یوسف نے بغا سے کہا کہ صبح کی روشنی پھیلنے سے پہلے تم ان پر حملہ کر دو ورنہ یہ ہماری تعداد کی کمی دیکھ کر ہم پر بہادر ہو جائیں گے بغا نے یہ بات نہ مانی جب صبح نمودار ہو گئی ان کو بغا کی جمعیت نظر آ گئی انھوں نے اپنی جماعت کی ترتیب یہ رکھی تھی کہ سب سے آگے پیدل تھے ان کے پیچھے سوار ان کے پیچھے ان کے جانور اور مویشی تھے اب انھوں نے ہم پر حملہ کیا اور شکست دی ہم بھاگے اور وہ بڑھتے ہوئے ہماری قیام گاہ تک چلے آئے نوبت یہ آئی کہ ہم کو اپنی موت کا یقین ہو گیا۔

شکست کی تلافی

بغا کو اطلاع ملی تھی کہ ان کا رسالہ ان کے علاقے کے کسی مقام میں موجود ہے اس نے اپنے تقریباً دو سو شاہ سوار ان کے مقابلہ کے لئے بھیج دیئے تھے ہم اسی مایوسی کی حالت میں تھے بغا اور اس کی فوج کو شکست ہو چکی تھی عین اس وقت یہ دو سو شہسواروں کی جماعت جن کو بغا نے بنی نمیر کے رسالہ کے مقابلہ کے لئے بھیجا تھا وہاں سے پلٹ کر عین ان کی پشت کی جانب سے ظاہر ہوئی وہ بغا اور اس کی جمعیت کو مار کر بھگا چکے تھے مگر اس رسالہ نے وہاں آتے ہی اپنے بگل بجائے ان کی آواز سن کر بنی نمیر نے دیکھا کہ دشمن نے ان کو عقب سے آلیا ہے وہ کہنے لگے بخدا اس غلام (بغا) نے اپنی شکست کی تلافی کر دی اور اب وہ بغیر لڑے منہ موڑ کر میدان سے فرار ہو گئے ان کا رسالہ جواب تک پوری طرح اپنے پیدلوں کی حفاظت کرتا رہا تھا ایک دم ان کو دشمن کی زد میں چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ چنانچہ پیدلوں میں سے کوئی بھی بچ کر نہ بھاگ سکا سب کے سب وہیں کھیت رہے البتہ سوار گھوڑوں پر بیٹھ کر اڑتے بنے۔

احمد بن محمد کے علاوہ دوسرے راویوں نے بیان کیا ہے کہ ۱۳ جمادی الآخر ۲۳۲ ہجری سہ شنبہ کے دن صبح سے دوپہر تک بغا اور اس کی جماعت شکست کھاتی رہی اس کے بعد بنی نمیر لوٹ مار اور اونٹ گھوڑوں کو ذبح کرنے میں مصروف ہو گئے اتنے میں بغا کی شکست خوردہ جماعتیں اور وہ لوگ جو اس سے دور ہو گئے تھے پھر اس کے پاس اکٹھا ہو گئے اب اس نے اپنی اس جمعیت کے ساتھ دشمن پر جوابی حملہ کیا اور مار بھگایا اس نے زوال سے لے کر عصر کے وقت تک بنی نمیر کے تقریباً پندرہ سو آدمی قتل کر دیئے اس کے بعد بغا میدان جنگ میں ٹھہر گیا جو پانی پر واقع اور بطن السر کے نام سے مشہور تھا۔ یہاں تک کہ بنی نمیر کے مقتولین کے تمام سر اس کے پاس جمع کئے گئے اور تین دن تک اس نے اور اس کی فوج نے یہاں آرام کر لیا۔

احمد بن محمد کہتا ہے کہ بنی نمیر کے ان سواروں نے جو اس لڑائی سے بھاگ گئے تھے بغا کے پاس امان کی درخواست بھیجی جسے اس نے قبول کر لیا اور اس کے پاس چلے آئے اور اس نے ان کو قید کر کے اپنے ہمراہ کر لیا۔

اس راوی کے علاوہ دوسروں نے یہ بات بیان کی ہے کہ موقع جنگ سے بغا لوگوں کی تلاش میں جو اس سے علیحدہ ہو گئے تھے چلا مگر اسے صرف کمزور اور ناتواں جن میں مقابلہ کی طاقت نہ تھی کچھ مویشی اور اونٹ دستیاب ہوئے اور وہ حصن باہلہ پلٹ آیا بنی نمیر میں سے بنو عبداللہ بن نمیر، بنو نمرہ، بنو ملحجان، بنو قطن، بنو سلاہ، بنو شریح اور ان کے لوگوں کے دوسرے خاندان بغا سے لڑنے آئے تھے اس جنگ میں اس قبیلہ بنو نمیر کے بنو عامر کی بہت ذرا سی جماعت تھی اور اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ بنو عامر کاشتکار اور چرواہے تھے حملہ کرنے والے نہ تھے بنو نمیر میں قبیلہ بنو عبداللہ بن نمیر سے عربوں کی ہمیشہ لڑائی رہتی تھی۔

قیدیوں کی بغاوت

احمد بن محمد کہتا ہے کہ بنو نمیر کے ان لوگوں نے جو بغا کی امان لے کر اس کے پاس آ گئے تھے اور جن کو قید کر کے بغا نے اپنے ہمراہ لے لیا تھا راستہ میں ہنگامہ برپا کر دیا اور بیڑیاں توڑ کر فرار ہونے چاہتے تھے بغا نے حکم دیا کہ ان کو ایک ایک کر کے میرے سامنے پیش کیا جائے۔ چنانچہ جب ان میں سے کوئی سامنے آتا وہ اسے چار سو سے پانچ سو تک یا اس سے کم کوڑے لگواتا، اس کے متعلق ایسے شخص نے جو اس وقت موجود نہ تھا بیان کیا ہے کہ باوجود اس قدر مار کے ان میں سے ایک نے بھی تکلیف سے اُف نہیں کیا۔ اسی سلسلہ میں ان کا ایک ضعیف العمر شخص جس کے گلے میں قرآن پڑا ہوا تھا پیش کیا گیا محمد بن یوسر بغا کے پہلو میں بیٹھا تھا اسے دیکھ کر وہ خوب ہنسا اور اس نے بغا سے کہا کہ اللہ آپ کو توفیق دے یہ اپنے گلے میں قرآن لٹکا کر آیا ہے یہ ان سب سے زیادہ گناہ گار معلوم ہوتا ہے بغا نے اس چار سو یا پانچ سو کوڑے لگوائے مگر نہ اس نے آہ کی نہ فریاد۔

بغا کا مجنون سے مقابلہ

اس لڑائی میں بنی نمیر کے ایک بہادر کا جو مجنون پکارا جاتا تھا بغا سے مقابلہ ہو گیا اس نے بغا کے نیزہ مارا مگر ایک ترک نے اس کو تیر مارا وہ میدان جنگ سے تو بھاگ گیا مگر تین دن زندہ رہ کر اس تیر کے زخم سے ہلاک ہو گیا۔

واجن الاشروسنی الصغدی سات سو اشروسنی اور اخشینی سپاہیوں کی ساتھ اس کی مدد لے لئے آ گیا بغا نے اسے اور محمد بن یوسف الجعفری کو ان کے پیچھے بھیجا بنی نمیر دور دراز علاقے میں بھاگ گئے تبالہ اور اس کے ساتھ یمن کی حدود میں جا گھسے، اور واجن کے ہاتھ نہ آئے وہ پلٹ آیا صرف چھ سات بنی نمیر کے آدمی اس کے ہاتھ لگ سکے تھے اور اب بغا حصن باہلہ میں قیام پذیر ہو گیا یہاں سے اس نے بنی نمیر کے کوہستان اور میدان ہلان اور السود وغیرہ کو جو یمامہ کے علاقہ

میں واقع ہیں ان لوگوں سے لڑنے کے لئے جنھوں نے باوجود امان حاصل کرنے کے اب تک اطاعت قبول نہیں کی تھی فوجیں روانہ کیں انھوں نے ان میں سے بعض کو قتل کر دیا اور بعض کو قید کر لیا۔ ان کے چند سردار صرف اپنے اور اپنے خاندان کے لئے امان لینے بغا کی خدمت میں آئے بغا نے ان کو امان دی اور ان کو آئندہ کے لئے بالکل مطمئن کر دیا، وہ اس وقت تک وہاں ٹھہرا رہا جب تک کہ وہ تمام اشخاص جن کے متعلق یہ خیال تھا کہ وہ اس کے قریب میں تھے اس کے پاس آنہ گئے۔ اس نے تقریباً آٹھ سو آدمی پکڑ لئے اور ان کو لوہے کی بیڑیاں پہنا کر ذی القعدہ ۲۳۲ ہجری میں بصرہ بھیج دیا اور صالح العباسی کو مدینہ لکھا کہ تمھارے پاس وہاں جو بنی کلاب، مرہ، فزارہ، ثعلبہ وغیرہ قید ہیں ان کو لے کر میرے پاس آ جاؤ چنانچہ صالح العباسی بغداد میں بغا سے آ کر ملا اور اب یہ سب محرم ۲۳۳ ہجری میں سامرا آ گئے۔ صرف ان عربوں کی تعداد جن کو بغا نے اور صالح العباسی زندہ گرفتار کر کے اپنے ساتھ لائے تھے دو ہزار دو سو تھی ان میں بنو نمیر، بنو کلاب مرہ، فزارہ، ثعلبہ اور طے تھے اور جو لوگ ان لڑائیوں میں جن کو ہم بیان کر آئے ہیں مارے گئے، بھاگ گئے یا اپنی موت مرے وہ اس کے علاوہ ہیں۔

پانی کی قلت

اس سال حاجیوں کو واپسی میں ربذہ تک کی چار منزلوں میں پانی کی کمی کی وجہ سے سخت تکلیف اٹھانا پڑی ایک گلاس پانی کی قیمت کئی کئی دینار ہو گئی اور بے شمار مخلوق پیاس سے ہلاک ہو گئی۔

اس سال محمد بن ابراہیم بن مصعب فارس کا والی مقرر ہوا۔ اس سال واثق نے سمندر سے کشتیوں سے عشر کی تحصیل موقوف کر دی، اس سال ۵ مارچ کو اس قدر شدید سردی ہوئی کہ پانی جم گیا اس سال واثق کا انتقال ہو گیا۔

واثق کی موت

واثق کو استسقاء کی بیماری لگ گئی تھی۔ ان کا علاج یہ کیا گیا کہ گرم تنور میں انکو بٹھایا گیا اس سے ان کے مرض میں کچھ کمی ہوئی اور ان کو آرام ملا، دوسرے دن پھر یہی عمل کیا گیا مگر آج تنور کو زیادہ گرم کیا گیا اور کل کے مقابلہ میں آج ان کو اور زیادہ دیر تک اس میں بٹھایا گیا جس سے ان کے دماغ پر گرمی چڑھ گئی اس سے نکال کر انہیں چادر میں لٹا دیا گیا، فضل بن اسحٰق الہاشمی اور عمر بن فرج وغیرہ تو پہلے سے ان کے پاس موجود تھے پھر ابن الزیات اور ابن ابی داؤد بھی آ گئے کسی کو اب تک علم نہ تھا کہ وہ فوت ہو گیا ہے البتہ جب لحاف چہرہ پر سے ہٹایا گیا تو سب کو معلوم ہو گیا کہ ان کا انتقال ہو چکا ہے۔ بیان کیا گیا ہے کہ احمد بن ابی داؤد ان کے پاس موجود تھا ان کی آنکھ کی پتلی اوپر چڑھ گئی اور ان کا وقت تمام ہو گیا اس نے ان کی آنکھیں بند کیں اور ان کو سیدھا کر دیا۔ ذوالحجہ کے اختتام سے چھ روز قبل اس کا انتقال ہوا وہ اپنے ہارونی والے محل میں دفن کیا گیا، اسی نے ان کے دفن کا سارا انتظام کیا نماز جنازہ پڑھی اور قبر میں اتارا۔

چونکہ واثق بہت بیمار تھے خود عیدگاہ نہ جا سکے اور اسی بیماری میں ان کا انتقال ہوا انھوں نے اس سال عید الاضحیٰ کی نماز میں امامت کے لئے احمد بن داؤد کو حکم دیا اور اسی نے اس سال عیدگاہ میں نماز پڑھائی۔

واثق کا حلیہ، عمر اور خلافت

سرخی مائل گورا رنگ تھا، خوبصورت چہرہ، سڈول اور خوبصورت جسم تھا، بائیں آنکھ ابھری ہوئی تھی اس میں سفید نکتے تھے، ۳۶ سال عمر ہوئی بعض نے ۳۲ سال بتائی ہے پہلے بیان کے مطابق ۱۹۶ ہجری میں پیدا ہوئے پانچ سال پانچ ماہ نو دن خلافت کی، بعض نے سات دن بارہ گھنٹے بیان کئے ہیں۔ یہ مکہ کے راستے میں پیدا ہوئے تھے ان کی ماں

ام ولد رومیہ قراطیس نامی تھی۔ نام ہارون، کنیت ابوجعفر تھی۔

بیان کیا گیا ہے کہ جب مرض الموت میں بیمار ہوئے اور استسقاء ہوگیا نجومیوں کو طلب کیا، حسن بن سہل فضل بن سہل کا بھائی، الفضل بن الحق الہاشمی اسماعیل بن نوبخت، محمد بن موسیٰ الخوارزمی المجوسی القطربلی محمد بن الہیثم کاسند نامی دوست اور دوسرے نجوم دیکھنے والے حاضر ہوئے اور انھوں نے ان کی بیماری، طالع اور پیدائش کو دیکھ کر کہا کہ یہ ابھی بہت عرصہ زندہ رہیں گے بلکہ ابھی پچاس سال ان کی زندگی کے اور بتائے مگر اس حکم کو ابھی صرف دس دن گزرے تھے کہ ان کا انتقال ہوگیا۔

واثق کے خاص واقعات

پہلے دربار کے گیت

حسن بن ضحاک نے بیان کیا کہ میں واثق کی خدمت میں حاضر ہوا معتصم کو مرے ہوئے چند روز گزرے تھے اور واثق نے آج پہلا دربار کیا تھا سب سے پہلے جو گانا ان کو سنایا گیا وہ یہ شعر تھے جو ابراہیم بن المہدی کی شاریہ نامی باندی نے گا کر سنائے:

ماوری الحاملون یوم استقلوا
نعشہ للثواء ام للفناء

جس روز اٹھانے والے اس کی نعش کو اٹھا لے گئے ان کو معلوم نہ تھا
کہ وہ اس قیام دوام کے لئے لے جارہے ہیں یا فنا کے لئے۔

فلیقل فیک باکیاتک ما
شئن صباحاً و وقت کل مساءِ

اس صبح و شام تیری رونے والیوں جو چاہیں تیرے بارے میں کہتی رہیں۔

یہ شعر سن کر واثق رونے لگے ہم ان کے ساتھ رو پڑے اور اس قدر ماتم برپا ہوا کہ کسی کو اس بات کا خیال ہی نہ رہا کہ ہم کیوں جمع ہوئے تھے پھر کسی اور گویے نے یہ شعر گایا۔

ودّع ھریرۃ ان الرکب تحل
وھل تطیق و داعاً ایھا الرجلُ

قافلہ جانے والا ہے اب ہریرہ کو وداع کر دے۔ مگر یہ وداع تجھ سے ہوسکتا ہے

یہ شعر سن کر واثق اور زیادہ رونے لگے میں نے اس سے پہلے کبھی کسی باپ کی موت کی ایسی دل پذیر تعزیت نہیں سنی تھی اس کے بعد واثق مجلس سے اٹھ کر چلے گئے۔

علی بن الجہم کے اشعار واثق کی تعریف میں

واثق نے خلیفہ ہونے کے بعد علی بن الجہم کی شان میں یہ شعر کہے۔

قد فاز ذوالدنیا و ذو الدین
بدولۃ الواثق الھارون

دیندار اور دنیا دار دونوں ہارون
واثق کی حکومت میں کامیاب ہوئے۔

افــــاض مـــن عـــدلٍ و مـــن نـــائـــلِ
مـــا احســـن الـــدنیـــا مـــع الـــدیـــن
اس نے عدل اور سخاوت کو بہا دیا ہے۔
دین کے ساتھ اس کی دنیا کس قدر عمدہ ہے۔
قـــد عـــمَّ بـــالا حســـان فـــی فـــضـــلـــه
فـــالـــنـــاس فـــی خـــفـــض و فـــی الـــین
اس کے فضل میں احسان شریک ہے اور اس وجہ سے
تمام لوگ عیش و راحت سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔
مـــا اکثـــر الـــداعـــی لَـــهُ بـــالبـــقـــا
واکثـــر الـــرالـــی بـــآمیـــن
کس قدر لوگ اس کی لمبی زندگی کے لئے دعا گو ہیں
اور کس قدر اس دعا پر آمین کہہ رہے ہیں۔
اسی شاعر نے یہ شعر بھی ان کی شان میں کہے تھے۔
و ثـــقـــت بـــالـــمـــلـــکِ الـــوا
ثـــق بـــالـــلـــه الـــنـــفـــوس،
واثق باللہ نے لاکھوں جانیں بچا لیں۔
مَـــلـــکُ، یشـــقـــی بـــه الـــمـــا
دُولا یشـــقـــی الـــجـــلـــیـــس
وہ بادشاہ ہے جو مال کو جدا کر دیا ہے مگر دوست کو محروم نہیں کرتا۔
انـــس السیفُ بـــه واستـــوحـــش الـــعـــلـــق الـــنـــفـــیـــسُ
تلوار ہروقت اس کی ساتھی ہے مگر بیش بہا مال کو اس سے وحشت ہے کہ کبھی پاس نہیں ٹھہرتا۔
اسد، تـــضـــحـــک عـــن شِـــذاتـــه الـــحـــرب الـــعـــبـــوس،
وہ ایسا بہادر ہے کہ نہایت سخت لڑائی اس کے حملوں سے ہلکی ہو جاتی ہے۔
یـــا بـــنـــی الـــعـــبـــاس یـــابـــی الـــلـــه الا ان تـــســـوسوا
اے بنی عباس اللہ کو صرف مقصود یہی ہے کہ تم دنیا پر حکومت کرو۔
صالح بن عبدالوہاب کی قلم نامی باندی نے درج ذیل دو شعر اور محمد بن کناسہ کے شعروں کو راگ میں بٹھا کر ادا کیا۔
فـــی انـــقـــبـــاض و حشـــمـــة فـــا
ذاجـــالِـــســـتُ اهـــل الـــوفـــا والـــکـــرم
حالت غم اور شرم میں جب میں اہل وفا اور اہل کرم کی محبت میں ہوتا ہوں۔
ارســـلـــت نـــفـــســـی عـــلـــی ســـجـــیـــتـــهـــا
و قـــلـــتُ مـــا شـــئـــتُ غـــیـــر مـــحـــتـــشـــم
میں اپنی طبعیت کو آزادی دیتا ہوں
اور بے باکانہ جو چاہتا ہوں کہہ دیتا ہوں۔

واثق نے ان کو گانے کا حکم دیا اور گیت کی صورت میں سن کر پسند کیا ابن الذیات کو بلا کر پوچھا جانتے ہو یہ صالح بن عبدالوہاب کون ہے تم ان کو بلا کر ہمارے پاس بھیجو اور کہو کہ وہ اپنی باندی کو بھی ساتھ لائے، دوسرے دن صبح صالح باندی کو لے کر ان کی خدمت میں حاضر ہوا وہ ان کے سامنے پیش ہوئی اس نے گانا سنایا واثق نے اسے پسند کیا اور صالح سے معلوم کرایا کہا اس کی کیا قیمت ہے اس نے کہا ایک لاکھ دینار اور مصر کی ولایت اس قیمت کو انھوں نے نہ مانا اور اس باندی کو واپس کر دیا۔

احمد بن عبدالوہاب صالح کے بھائی نے یہ شعر واثق کے لئے کہے۔

ابـــــت دار الاحبة ان تبيـــــنا
اجـــد كـــا مـــا رايـــت لهـــا معيـــنا

مجلس احباب اس بات کو پسند نہیں کرتی کہ وہ جدا ہو مگر تم اس بارے میں اس کی مدد نہیں کرتے۔

تـــقـــطـــع حســـرة من حـــبل ليـــلـــى
نـــفـــوس مـــا اثيـــن ولا جـــزيـــنـــا

لیلیٰ کی محبت میں بہت سے ایسے لوگ حسرت سے پاش پاش ہو رہے ہیں جنھیں کوئی صلہ اور اجر نہیں ملا۔

باندی کا ہدیہ

صالح کی قلم نامی باندی نے اسے خاص لے میں ادا کیا اور پھر زرزر الکبیر نے وہ راگ واثق کو گا کر سنایا واثق نے پوچھا یہ کس کا گانا ہے اس نے کہا قلم نے گایا ہے واثق نے ابن الزیات کو حکم بھیجا اس نے صالح اور اس کی باندی کو بلا بھیجا جب وہ واثق کے پاس پیش ہوئی انھوں نے پوچھا کیا یہ تمھارے شعر ہیں اس نے کہا جی ہاں واثق نے کہا اللہ تجھے برکت دے اور صالح کی طرف پیغام بھیجا کہ یہ معاملہ ختم کر دو اور اتنی قیمت ہو جو آسانی سے تمھیں مل جائے اس نے کہلا بھیجا کہ میں اس باندی کو امیر المومنین کی نظر کرتا ہوں کہ وہ آپ کو مبارک ہو واثق نے کہا اسے پانچ ہزار دینار دے دو، واثق نے اس کا نام اغتباط رکھا ابن الزیات نے اس قیمت کے ادا کرنے میں تاخیر کی اس باندی نے دوبارہ یہ راگ ابت دار الاحبۃ واثق کو سنایا خوش ہو کر انھوں نے کہا تجھ پر اور تیرے پرورش اور تربیت کرنے والے پر اللہ کی برکت نازل ہو اس نے کہا اے میرے مالک میرے پرورش کرنے والے کو کیا نفع ہوگا آپ نے اسے کچھ دلوایا تھا مگر اب تک وہ اسے نہیں ملا واثق نے سیمانی سے کہا دوات دینا اور پھر اسی وقت اپنے ہاتھ سے ابن الزیات کو لکھا کہ صالح بن عبدالوہاب کو وہ پانچ ہزار دینار جو ہم نے اغتباط کی قیمت میں اسے دلوائے ہیں ابھی اسے دگنا کر کے دے دو۔

صالح کو رقم کی ادائیگی

صالح کہتا ہے کہ میں ابن الزیات کے پاس گیا اس نے مجھے اپنے پاس بٹھایا اور کہا کہ یہ پانچ ہزار گزشتہ تو ابھی لے لو دوسرے پانچ ہزار جمعہ کے بعد دے دوں گا اگر اس دوران اس کے متعلق تم سے پوچھا جائے تو تم یہی کہہ دینا کہ وہ رقم مجھے وصول ہوگئی ہے مگر اس بات کو اچھا نہ سمجھ کر کہ مجھے حقیقت کے خلاف اقرار کرنا پڑے میں اپنے گھر میں چھپا رہا یہاں تک کہ اس نے وہ بقیہ رقم بھی مجھے دے دی۔ سیمانی نے مجھ سے پوچھا کہ وہ رقم تجھے مل گئی ہے میں نے کہا ہاں۔ واثق کو اغتباط سے اس قدر لطف اور دلچسپی ہوئی کہ انھوں نے سلطنت کا کام چھوڑ دیا اور اب خود کسی کام میں حصہ نہیں لیتے تھے اسی طرح ان کا انتقال ہوگیا۔

جلد ششم ختم شد